بھولی بسری کہانیاں

بھارت

دوسری جلد

ابنِ حنیف

بیکن بکس * گلگشت۔ ملتان

ضابطہ

اشاعت ——— ۱۹۹۲ء

پبلشر ——— بیکن بکس۔ گل گشت ملتان

پرنٹر ——— شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

قیمت ——— ۳۰۰/- روپے

خوشنویس ——— محمد اشفاق

انتساب

ماہرِ آثاریات

ڈاکٹر محمّد رفیق مُغل

کے نام

ترتیب

کہانیاں

پیش لفظ

"بھولی بسری کہانیاں" کے عنوان سے مصر، یونان اور ہندوؤں کی کچھ اساطیری اور غیر اساطیری کہانیوں پر مشتمل کتاب جب پہلی مرتبہ ۱۹۶۴ء میں شائع ہوئی تھی تو اس میں راقم الحروف نے ہندوؤں کے مذہبی اور مہابھارت کے رزمیہ سنسکرت ادب میں شامل دو کہانیاں "شوپا رتبی" اور "نل دمینتی" شامل کی تھیں ـــ اب "بھولی بسری کہانیاں" کے اس مکمل طور پر نظرثانی اور بہت ہی اضافہ شدہ نئے ایڈیشن کی زیر نظر دوسری جلد میں مذکورہ دو کہانیوں کے ساتھ مہابھارت ہی کی ایک اور کہانی "شکنتلا" بھی شامل کی جا رہی ہے۔ مہابھارت میں بیان ہونے والی شکنتلا کی اسی سیدھی سادی کہانی کو کالی داس نے تبدیلیوں کے ساتھ ڈراماتی شکل دی تھی۔ ۱۹۶۴ء میں مصر، یونان اور ہند ادب کی پانچ کہانیوں پر مشتمل پوری کتاب کی ضخامت اڑہائی پونے تین سو صفحات کی تھی۔ مگر اب صرف مصر سے متعلق کہانی کی طوالت ہی اڑھائی پونے تین سو صفحوں اور ہندوؤں کی زیر نظر تین کہانیوں کا پھیلاؤ تقریباً چھ سو صفحوں پر محیط ہو گیا، یونان کی کہانیوں پر مشتمل کتاب اڑھائی سو صفحوں کی تو بن ہی جائے گی، چنانچہ بہتر یہی سمجھا گیا کہ ایک ہزار صفحوں کی ایک ہی کتاب شائع کرنے کی بجائے الگ الگ تین جلدوں میں شائع کرائی جائے، یہ تینوں جلدیں اپنی اپنی جگہ بالکل مکمل بھی ہیں اور ایک ہی سلسلے کی مختلف

کہانیاں بھی۔

اس دوسری جلد میں نہ صرف شکنتلا کی کہانی کا اضافہ کیا گیا ہے بلکہ پہلے ایڈیشن میں شامل کہانیوں "شو پاربتی" اور "نل دمینتی" پر سرتا سر نظرثانی کر کے بہت اضافہ بھی کیا گیا ہے خصوصاً شو پاربتی کی کہانی میں۔

پاکستان کا حوالہ

"بھولی بسری کہانیاں" کی زیرِ نظر جلد میں جو اساطیری اور غیر اساطیری کہانیاں دی جا رہی ہیں ان کے کچھ کرداروں، ناموں اور دوسری جزئیات کا تعلق ان سے "پاکستانی آریاؤں" (PAKISTANI ARYANS OR PAK - ARYANS) سے ہے جو کوئی ساڑھے تین ہزار برس گروہ در گروہ پاکستان پر حملہ آور ہو کر یہاں آباد ہو گئے تھے اور صدیوں بعد انہوں نے پاکستان سے بھارت پر یلغار کی اور وہاں بھی قدم جما لئے۔

زیرِ نظر کہانیوں کے کرداروں اور دوسری جزئیات کے بارے میں جو تفاصیل کتاب کے بہت اہم اور قابلِ توجہ باب "تعارف" میں دی جا رہی ہیں ان میں شامل متعدد ناموں واقعات، تصورات اور دوسری معلومات کا ابتدائی سراغ بھی پاکستان میں تخلیق ہونے والی کتاب "رگ وید" میں ملتا ہے۔ رگ وید کا بہت بڑا حصہ پاکستان میں تخلیق کیا گیا تھا۔

میں نے یہاں "پاکستانی آریہ" "PAKISTANI ARYANS" یا "PAK-ARYANS" کی اصطلاح وضع کر کے استعمال کی ہے۔ راقم الحروف نے گزشتہ تیس پینتیس برس کے دوران اپنے ملک کی قدیم تہذیب کے بارے میں جب بھی کچھ لکھا، پاکستان کے حوالے سے لکھا ہندوستان یا انڈیا جیسے ناموں کے حوالے سے نہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اپنے ملک کے "تشخص" اور انفرادیت کے لئے بجا طور پر ضروری بھی ہے کہ ہم اپنی تحریروں

گفتگو اور درسگاہوں میں پڑھاتے وقت پاکستان کے حوالے سے ہی لکھیں، گفتگو کریں اور پڑھائیں ـــــ کہہ دیا جاتا ہے کہ ازمنۂ قدیم میں ہمارے ملک کا نام پاکستان تھا ہی کب جو پاکستان لکھا جاتے لیکن میرا سوال یہ ہے کہ قدیم زمانوں میں پاکستان اور موجودہ بھارت کا نام بھی ہندوستان اور انڈیا کہاں تھا اور ہندوستان و انڈیا بھی تو ہمیشہ نہیں رہا، مختلف ادوار میں مختلف نام رہے ہے۔ جب یہ صورت بھی ہے تو پھر ہم اپنی تہذیب و تاریخ کو پاکستان کے حوالے سے کیوں نہ اُجاگر کریں، اس نام سے جو آج ہمارے ملک کا ہے۔ عراق، مصر، یونان، چین، فلسطین وغیرہ کی مثالیں سامنے ہیں۔ بہر حال اس نکتے پر مفصل اظہار خیال کسی اور موقعہ پر کیا جائے گا۔

پاکستان کے حوالے سے آریاؤں کا ذکر اس طرح کیا جا سکتا ہے ۔

PAKISTANI ARYANS	پاکستانی آریہ
OR	
PAK—ARYANS	
BHARTI ARYANS	بھارتی آریہ
OR	
INDO—ARYANS	
PAKISTANI—BHARTI ARYANS	پاکستانی ۔ بھارتی آریہ
OR	
PAK—BHARTI ARYANS	پاک ۔ بھارتی آریہ
OR	
PAK—INDO ARYANS	پاک ۔ انڈو ایرئینز
IRANI—ARYANS	ایرانی آریہ
PAK—IRANEAN · ARYANS	پاک ایرانی آریہ
PAK—.IRANI—INDO ARYANS	پاک ایرانی ۔ انڈو ایرئینز
PAK—IRANI—BHARTI ARYANS	پاک ۔ ایرانی ۔ بھارتی آریہ
PAK—BHARTI EUROPEAN ARYANS	پاک ۔ بھارتی یورپی آریہ
PAK—INDO—EUROPEAN ARYANS	پاک انڈو یورپی آریہ
PAK—EUROPEAN ARYANS	پاک یورپی آریہ
EUROPEAN—ARYANS	یورپی آریہ

آریاؤں پر پاکستانیوں کا اثر

کوئی ساڑھے تین ہزار برس پیشتر سے آریہ وقفے وقفے سے گروہ در گروہ پاکستان میں داخل ہونا شروع ہوتے۔ پاکستان وہ صدیوں تک رہے اور وہ یہاں سے بھارت پر حملہ آور ہو کر آگے بڑھتے گئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ پاکستان سے سارے ہی پاکستانی آریہ بھارت چلے گئے تھے، ایسا نہیں ہوا۔ نئے آریائی گروہ پاکستان میں داخل ہوتے رہے اور پاکستان میں آباد آریہ آگے بڑھتے بڑھتے بھارت میں بتدریج داخل ہو گئے۔ لہٰذا دور پہلے سے آنے والے آریہ پاکستان میں بھی بدستور مقیم رہے۔

پاکستان میں اپنے صدیوں تک قیام کے دوران آریہ انتہائی مہذب قدیم پاکستانیوں کی تہذیب، ان کے طرزِ زندگی، مذہبی و غیر مذہبی افکار، اساطیر، علوم، ادب اور ادبی تشبیہات، استعاروں، طرزِ بیاں، اندازِ فکر غرض ہر لحاظ سے متاثر ہوتے۔ ظاہر ہے کہ صدیوں کی رہائش کے دوران قدیم پاکستانیوں اور قدیم پاکستانی اہلِ فکر و اہلِ قلم کے ساتھ آریاؤں کے روابط استوار ہوتے چنانچہ ہر شعبے میں نسبتاً غیر مہذب آریہ مہذب ترین پاکستانیوں سے بہت کچھ سیکھتے رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آریائی رگ وید تک پہ پاکستانیوں کا اثر ضرور پڑا تھا اور مجھے یقین ہے کہ رگ وید میں یقیناً ایسی نظمیں بھی ہیں جن کے خالق پاکستانی دانشور تھے اور رگ وید میں بعض جگہ جو ذرا فلسفیانہ سا تفکر ملتا ہے وہ بھی قدیم پاکستانیوں کی فکر و سوچ کے اثرات کا نتیجہ ہے ـــــ رگ وید میں چند ایک نظمیں بلاشک و شبہ شاعری کا نہایت اعلیٰ نمونہ ہیں اور کچھ نظموں کا معیار باقی تقریباً ایک ہزار دکھی پھیکی اور سپاٹ نظموں سے بہت بہتر ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس اعلیٰ آریائی شاعری پر بھی پاکستانیوں کا اثر پڑا ہو۔

تحقیق، جستجو اور غور و فکر کے ذریعے آریاؤں پر قدیم مہذب ترین پاکستانیوں کے ان اثرات

کا کسی نہ کسی حد تک سراغ مختلف تحریروں و تصانیف سے، چاروں ویدوں سے اور بعد کی کچھ تصانیف سے لگایا ضرور جا سکتا ہے اور یہ کام یقیناً کیا جائے گا۔

بہرحال پاکستان سے آریہ جب بھارت گئے تو وہ اپنے ساتھ قدیم پاکستانیوں کے وہ مختلف اثرات بھی ساتھ لے کر گئے جو وہ پاکستانیوں سے قبول کر چکے تھے۔ یہ اثرات معاشرتی، مذہبی، فکری، علمی و ذہنی غرض یہ کہ تہذیب و تمدن کے ہر گوشے پر محیط تھے۔ آریاؤں کی زبان پر بھی قدیم پاکستانیوں کی زبان کا اثر پڑا تھا۔ اس طرح آریاؤں کے توسط سے قدیم پاکستانیوں یعنی قدیم پاکستانی تہذیب کے مختلف اثرات بھارت پہنچے اور قدیم بھارتیوں نے انہیں قبول بھی کیا۔

ابن حنیف
۱۹۳ - بی، گل گشت
ملتان



شِو دیوتا کا رقص

تعارف

اہم باب

زیرِ نظر کتاب کا پہلا باب "تعارف" کے عنوان سے دیا جا رہا ہے۔ یہ باب "ویدی دور" اور ہندوؤں کے کچھ اہم ترین دیوی دیوتاؤں مثلاً اندر دیوتا، برہما دیوتا، وشنو دیوتا، شو دیوتا، سرسوتی دیوی، لکشمی دیوی اور پاربتی دیوی اور متعدد دوسری متعلقہ جزئیات کے بارے میں معلومات پر مبنی ہے جن کے حوالے، اشارے اور ذکر ان کہانیوں میں کسی نہ کسی صورت آیا ہے۔ اس باب میں دیوی دیوتاؤں کے علاوہ ہندو مذہب اور معاشرے سے متعلق اور بھی وضاحتیں موجود ہیں ——— یہ پہلا باب "تعارف" میرے نزدیک خاصی اہمیت اور مطالعے کا متقاضی ہے۔

اسی طرح کہانیوں میں جا بجا ضروری وضاحتی حواشی بھی دیئے گئے ہیں۔ معلومات کے پیشِ نظر ان کا مطالعہ بھی یقیناً ہونا چاہیئے۔

اس پہلے باب "تعارف" میں ان دیوتاؤں، دیویوں، ہندو مذہب و معاشرے کے مختلف گوشوں اور دوسرے ضروری امور، چیزوں اور مقامات وغیرہ کے بارے میں وضاحتی و تعارفی مواد شامل کیا جا رہا ہے جن کا ذکر اس کتاب میں شامل تینوں کہانیوں "شو پاربتی"، "شکنتلا"، اور "نل (دمینتی)" میں کسی نہ شکل میں آیا ہے۔

تینتیس کروڑ دیوتا

کہا جاتا ہے کہ اب ہندوؤں اور ہندو [redacted] دیوی دیوتاؤں کی تعداد تینتیس کروڑ یعنی (۳۳۰۰۰۰۰۰۰) ہے۔ دراصل زندگی کے ہر پہلو اور زندگی سے متعلق ہر چیز کو ہندوؤں کے ہاں [redacted] کا درجہ دے کر دیوی دیوتا بنا دیا گیا ہے [redacted] ویدوں پر نظر ڈالیں تو ہمیں وہاں [redacted] چند ہی دیوی دیوتاؤں کا وجود ملتا ہے اور وہاں لے دے کر کل تینتیس (۳۳) دیویاں اور دیوتا دکھائی دیتے ہیں [redacted]

~~جب آریاؤں کی یہ ضرورت ... تو پھر ہندوؤں کے ہاں لاتعداد دیوی دیوتاؤں~~
~~... ہیں یہاں پر تفصیلی بحث تو ... لیکن ... کتب میں کی جائے~~
~~گی تاہم یہاں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ~~ ہندوؤں کے یہ ~~بے شمار دیوی دیوتا ... ہیں جو آریاؤں~~
کی آمد سے پہلے پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش کے قدیم لوگوں نے اپنا رکھے تھے اور وہ بھی ہیں جنہیں آریاؤں کی آمد کے بعد لوگوں نے حسبِ ضرورت "اپنی بار تخلیق" کیا تھا۔ اس کے علاوہ ان میں وہ دیوی دیوتا بھی شامل ہیں جنہیں وہ قومیں اپنے ساتھ لے کر آئیں جو پاکستان اور اس کے بعد بھارت اور بنگلہ دیش پر حملے کر کے ان ملکوں میں آباد ہوتی رہیں۔

ان گنت دیوی دیوتا وہ ہیں جو ہندوؤں کے "دورِ شجاعت" (EPIC AGE) یعنی رامائن اور مہابھارت کے دور اور پرانوں کے دور (PURANIC AGE ۲۵۰/۱۵۰۰ء) کی پیداوار ہیں یا جن کا ذکر ان کتابوں اور اس دور کی دوسری کتابوں میں ملتا ہے۔ پرانوں (PURANAS) میں ویدی دور (۱۵/۱۲ ق-م تا ۸/۷ ق-م) کے تقریباً سارے دیوی دیوتاؤں خصوصاً اہم ویدی دیوی دیوتاؤں کا ذکر تو بے شک ملتا ہے مگر وہاں ویدی دیوتاؤں کو ہندوؤں کی مشہور مذہبی تثلیث یعنی برہما دیوتا، وشنو دیوتا اور شِو دیوتا کے مقابلے میں برائے نام اہمیت دی گئی ہے۔

متعلقہ ادوار یہاں کچھ ایسے ادوار کی تاریخیں دی جا رہی ہیں جن کا تعلق کسی نہ کسی طرح زیرِ نظر تینوں کہانیوں ـــــ ان کے مندرجات اور وضاحتوں سے بنتا ہے۔ رگ وید براہمنا اور پُرانوں کی وہ مختلف تاریخیں دے دی گئی ہیں جن پر مختلف جدید ماہرین متفق ہیں رگ وید، براہمنا، اُپ نشد، مہابھارت، رامائن اور پُرانوں وغیرہ کی تاریخوں کے تعین میں ویسے تو پچھلی صدی سے اب تک ماہرین کے ہاں اختلاف رہا ہے تاہم یہاں ان کی وہ تاریخیں دی گئی ہیں جن پر اب عمومی اتفاق ہے۔

رگ وید	۱۵۰۰ ق۔م تا ۱۰۰۰ ق۔م
	۱۲۰۰ ق۔م تا ۸۰۰ ق۔م
ویدی دور	۱۵۰۰ ق۔م تا ۸۰۰ ق۔م
	۱۲۰۰ ق۔م تا ۷۰۰ ق۔م
براہمنا	۹۰۰ ق۔م تا ۷۰۰ ق۔م
	۸۰۰ ق۔م تا ۷۰۰ ق۔م
	۸۰۰ ق۔م تا ۵۰۰ ق۔م
مہابھارت	۳۰۰ ق۔م تا سنہ ۳۰۰ء
رامائن	۲۰۰ ق۔م تا سنہ ۲۰۰ء
مہابھارت اور رامائن	۴۰۰ ق۔م تا سنہ ۴۰۰ء
پران	سنہ ۲۵۰ء تا سنہ ۱۷۰۰ء
	سنہ ۲۵۰ء تا سنہ ۱۵۵۰ء
سنسکرت کا کلاسیکی دور	۱۰۰ ق۔م تا سنہ ۱۱۰۰ء

اندر
INDRA

اِندر "پاکستانی آریوں" (PAKISTANI ARYANS) کا دیوتا تھا اور آج سے کوئی
ساڑھے تین ہزار برس پہلے پاکستان پر جب "پاکستانی - انڈو یورپی" یا "پاکستانی - بھارتی یورپی
آریوں" (PAKISTANI- INDO EUROPEAN) OR (PAKISTANI-
BHARTI EUKOPE AN ARYANS) نے حملہ کیا تو وہ دوسرے دیوی دیوتاؤں کے
علاوہ اندر کو بھی اپنے ساتھ لے کر پاکستان میں داخل ہوئے تھے پھر جب صدیوں بعد
"پاکستانی آریہ" یہاں سے آگے بڑھ کر بھارت پر حملہ آور ہوتے تو وہ پاکستان سے اندر کو
بھی بھارتی علاقوں میں لے گئے۔ اس طرح اِندر نہ صرف "پاکستانی آریہ" بلکہ "پاکستانی - ہندی"
یا "پاکستانی - بھارتی آریوں" (PAKISTANI - INDO ARYAN) OR
(PAKISTANI- BHARTI ARYANS) کا ایک مقبول ترین دیوتا تھا یعنی ان آریوں
کا جو پاکستان میں صدیوں آباد رہنے کے بعد بھارت میں داخل ہو گئے تھے۔ اس سے
بھی بڑھ یوں کہا جاتا ہے کہ اندر محض "پاکستانی آریوں" یا "پاکستانی - انڈو آریوں" کا معبود
نہیں تھا بلکہ وہ تو "پاکستانی - انڈو یورپی آریوں" (PAKISTANI- INDO
EUROPEAN ARYANS) کا دیوتا تھا یعنی ان آریوں کا جو مغرب سے چلے اور عراق

وایران وغیرہ ہوتے ہوتے پاکستان میں آبسے تھے اور یہاں سینکڑوں سال گزارنے کے بعد کچھ 'پاکستانی آریہ' بھارت چلے گئے بلکہ انہوں نے قدیم پاکستانیوں کے مذہبی، ذہنی وعقلی، علمی وادبی اور معاشرتی اثرات بھی بھارت میں منتقل کر دیئے۔

اِندر کی تخلیق "پاکستان میں نہیں ہوئی"

اِندر "پاکستانی - بھارتی آریوں" (پاکستانی - ہندی آریوں) کا سرپرست دیوتا تھا اور خصوصاً رعد اور جنگ کا دیوتا تھا ـــــ یہ بات یا یہ خیال کسی طرح بھی صحیح نہیں کہ آریوں نے حالات اور مسلسل جنگ و جدل سے مجبور ہو کر ساڑھے تین یا سوا تین ہزار پیشتر پاکستان کے علاقے ہی میں اندر دیوتا کا تصوّر تخلیق کیا اور اس سے وابستہ تصورات بھی تراشے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ "پاکستانی - ہندی (بھارتی) یورپی آریہ" جب پاکستان میں آئے تھے تو اس سے بھی کہیں پہلے، پاکستان میں داخل ہونے سے پہلے اندر ان کا معبود تھا۔

دراصل گذشتہ صدی کے دوران بعض ماہرین نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ آریوں کے ہاں اِندر دیوتا کا تخیل پاکستان پر آریائی حملے کے بعد پاکستان ہی میں ابھرا تھا اور اگر میں غلطی پر نہیں تو ہمارے بعض قابلِ احترام پاکستانی اہل قلم نے بھی سو سال سے زیادہ پرانے اس خیال کو بھوا" قبول کر لیا حالانکہ اگر وہ ذرا سا غور یا مطالعہ کر لیتے تو یہ خیال نہ اپناتے۔ بہرحال ماہرین کے ہاں یہ تصور کہ اِندر کو آریوں نے پاکستان کے میدانوں میں تخلیق کیا، دراصل اس وقت ابھرا تھا جب ایشیائے کوچک یعنی موجودہ ترکی کے علاقے پر ہزاروں برس پہلے حکمران آریائی قوم حتی کے مختلف آثار و شواہد علمی دنیا کے سامنے نہیں آئے تھے اور ماہرین ان سے آگاہ نہیں تھے۔ اگر اس وقت حتیوں (HITTITES) کے آثار اور ان کے دیوی دیوتاؤں کے نام ماہرین کے سامنے ہوتے تو اندر کا تصوّر پاکستان میں ابھرنے کی بات کبھی نہ کی جاتی۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آریوں کو پاکستان میں چونکہ

بہت ساری خوفناک سخت اور ساتھ ہی چھوٹی موٹی لڑائیاں بھی مسلسل لڑنا پڑیں قدیم پاکستانیوں سے اکثر برسرپیکار رہنا پڑا اس لئے اندر سے وابستہ آریائی تصورات اور عقائد میں شدت اور وسعت آگئی ـــــ رگ وید میں اندر کے لئے جو بھجن اور دعائیں آئی ہیں انہیں پڑھ کر اس صورت حال کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے جو آریائی حملوں کے ساتھ قدیم لیکن انتہائی تہذیب یافتہ پاکستانیوں کو پیش آئی تھی۔ یہ صورت حال خوشگوار ذرا بھی نہیں تھی بلکہ حد درجہ المناک تھی۔ آریوں نے پاکستانیوں کا قتل عام کیا، مال و دولت اور مویشی چھین لئے، قلعے اور شہر تباہ کر دیئے، انہیں ذلت آمیز الفاظ سے پکارا گیا، زرعی مقاصد یعنی آبپاشی کے لئے ترقی یافتہ پاکستانیوں نے جو آبی بند باندھ رکھے تھے وہ تباہ کر ڈالے گئے۔ ایرانیوں (عیلامیوں) نے چار سوا چار ہزار برس عراقیوں (سومیریوں) کے نادر روزگار شہر "اُر" کو بری طرح مسمار کر دیا تھا تو کسی عراقی شاعر نے پانچ سو مصرعوں پر مبنی چار ہزار برس پیشتر "اُر" کی اس دردناک تباہی پر وہ نوحہ کہا جو عالمی ادب میں انتہائی ممتاز نمایاں مقام کا حامل ہے، خدا جانے پاکستان کے قدیم عظیم شہروں کو اپنی بربادی کا حال سنانے کے لئے کوئی نوحہ گر شاعر ملا بھی تھا یا نہیں۔

رگ وید کی حمدوں (HYMNS) میں آریاؤں (آریوں) نے اپنے جنگجو دیوتا اندر سے پاکستان کے قدیم شہروں اور قلعوں کی تباہی کی جی بھر کے دعائیں مانگیں اور بقول رگ وید اِندر نے انہیں تہس نہس کیا بھی۔ اب اندر کوئی دیوتا تھا یا کوئی سچ مچ کا جیتا جاگتا آریائی سورما سردار جسے بعد میں دیوتا کا درجہ دے دیا گیا تھا اس نکتے پر مفصل بحث "آریائی اساطیر" میں کروں گا ـــــ بہرحال رگ وید میں آریاؤں کے ہاتھوں قدیم پاکستانی شہروں کی تباہی اور قدیم پاکستانی سرداروں، حکمرانوں اور قوموں کے استیصال، استحصال اور شکست و ریخت کے بارے میں بہت کچھ مواد ملتا ہے۔

مثلاً ویل استھان (VAILASTHĀNA)، نارمنی (NARMINI)، اُرج ینتی

(URJAYANTI) اور ہری یُو پیا (ہری یُوپی یا HARIYUPIYA) چند ایک دو مقام ہیں جن کی یہ بادی کے حوالے رگ وید میں موجود ہیں۔ ہری یُوپیا ہزاروں برس پہلے آریائی حملے کے دنوں میں وہی قدیم پاکستانی عظیم الشان تھا جس کا نام آج ہڑپہ ہے۔ ہڑپہ کا حوالہ رگ وید کی چھٹی کتاب (منڈل۔ MANDALA) کی ستائیسویں حمد (سُوکتم SŪK TAM) میں آیا ہے۔ اس سُوکتم (حمد۔گیت) کی رو سے نو وارد آریوں (ARYANS) کو تقریباً ساڑھے تین ہزار برس پہلے پاکستانیوں سے شدید لڑائی لڑنا پڑی۔ اس حمد کے آریائی شاعر کے مطابق بے پناہ قوت کے حامل اندر دیوتا نے آریائی سردار اَبھیا ورتن چھایامن (ABHYĀVARTIN CHĀYAMĀNA) نامی کی مدد کرتے ہوئے اپنے ہتھیار وَجر (بجر۔ صاعقہ برق) کی محض کڑک سے ہی آریاؤں کے دشمن پاکستانی سردار وَرَشِکھ (VARASIKHA) کی اولاد اور قبیلے کے دلیر ترین افراد کو بھی ہلاک کر ڈالا تھا۔ "وَرَشِکھ کا تخم میست و نابود کر دیا تھا"۔ پاکستانی سردار وَرَشِکھ سے لڑنے والا آریائی سردار اَبھیاورتن چھایامن دیوَوات (دیوَوَت DEVAVĀTA) کا بیٹا اور پرِتھو نامی مشہور آریہ سردار کی اولاد سے تھا۔ اس کے قبیلے کا نام بھی پرِتھو (پارتھو PARTHAVAS) تھا ——

چھٹی کتاب (منڈل کی اسی سُوکتم (حمد۔ ۲۷) کے مطابق ہری یُوپیا کے مقام پر اندر دیوتا نے پاکستان کے مقامی سردار وَرچی وَن (VRICHIVAN) کے ہراول دستے کا خاتمہ کیا، وَرچی وَن کے لشکر کا عقبی حصّہ خوف زدہ ہو کر بھاگ گیا۔ ہڑپہ پر یہ حملہ تین ہزار آریوں نے کیا تھا۔ ورچی وَن کے بیٹے بہادری سے لڑے اور تیروں کے زخم کھا کر چل بسے۔ ورچی وَن وَرَشِکھ کے سب سے بڑے بیٹے کا نام تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ وَرَشِکھ اور ورچی وَن نام کے دو قبیلے بھی تھے۔ ہو سکتا ہے کہ ان دو سرداروں کے نام کی وجہ سے ہی ان کے قبیلے وَرَشِکھ اور وَرچی وَن کہلاتے ہوں یا پھر ان قبائل کے نام پر ہی دونوں سرداروں کے نام رگ وید میں آئے ہوں۔ اس حمد (سوکتم) کچھ متعلقہ حصّے یوں ہیں:۔

"(اندر) تیری عظیم قوت کا مشاہدہ ہماری آنکھوں نے اس وقت کیا،

جب تو نے ورشکھ کی اولاد کو قتل کر دیا
جب تیری نیچے کو لپکتی ہوئی بجلی کی محض آواز سن کر ہی،
ان مخالفوں کے سب سے دلیر سورما بھی ہلاک ہو گئے۔
اندر نے ابھیا ورتن چھایامن کی مدد کی،
اور ورشکھ کا تخم نیست و نابود کر دیا۔
ہری یوپیا کے مقام پر اس (اندر) نے،
ورچی وَن کا ہراول دستہ برباد کر دیا،
اور عقبی حصہ دہشت کے مارے فرار ہو گیا۔
اے اندر، زرہ بکتر پہنے تین ہزار (آریہ سورما) شہرت پانے کی خاطر جمع ہوئے،
ورچی وَن کے بیٹے تیر کھا کر گرے،
وہ تباہ ہو جانے والی کشتیوں کی طرح برباد ہو گئے۔"

علاوہ ازیں رگ وید میں اندر کے ہاتھوں ورتر (VRITRA) "عفریت"، ول (VALA) "عفریت"، کی ہزیمت و ہلاکت کا بھی ذکر ہے اور یہ بھی کہ اندر نے شمبر (سمبر SAMBARA) نامی ایک اور پاکستانی سردار سے کئی لڑائیاں لڑیں اور اندر نے سمبر کے ننانوے قلعے برباد کر دیئے، (II، ۱۹) رگ وید ہی میں دوسری جگہ سمبر کے ایک سو قلعوں کا تذکرہ بھی ہے۔ سمبر کا ذکر رگ وید کی پہلی کتاب میں بھی کئی جگہ آیا ہے۔ یہ بحث جداگانہ کتاب "آریائی اساطیر" میں کی جائے گی کہ ورتر، وَل اور سمبر وغیرہ غیر آریائی قدیم پاکستانی جیتے جاگتے انسان تھے یا نہیں۔

اندر نے پنی (پانی ——— PANI) نامی قوم یا لوگوں سے لڑائیاں لڑیں جس کے بعد دیگر دو عورتیں بھیج کر، مسروقہ شدہ گائیں + پانیوں (پنیوں) سے واگزار کرنے کے لئے جاسوسی کرنے بھی بھیجیں۔ ان میں سے سرما (SARAMA) نامی خاتون کو کچھ کامیابی بھی حاصل ہوئی۔ پنی پانی (PANI) کے بارے میں بھی تفصیل کسی اور موقعہ پر بیان کی جائے گی۔ ویسے یہ (پنی۔ پانی

لوگ تاجر پیشہ بھی تھے۔ اور مویشی پال بھی۔ ان کی آریاؤں سے سخت دشمنی تھی اور یہ آریوں کے مویشی بھی پکڑ لیا کرتے تھے۔ اس بات پر بحث آئندہ کی جائے گی کہ کیا یہ ممکن ہے کہ موجود دور میں بولا جانے والا لفظ بنیا (بانیا۔ بیتے۔ بلتیئے) پنی (پانی) کی شکل ہو کہ تجارت اور سود لین دین قدیم پنی (پانی) بھی کرتے تھے اور آج کل کے بنیئے بھی کرتے ہیں۔

اندر کو انتہائی عروج اور مقبولیت اس وقت حاصل ہوئی جب آریہ پاکستان میں تھے ابھی بھارت نہیں گئے تھے۔ اندر کے اس عروج سے پہلے آریوں کے ہاں آگ کے دیوتا اگنی، آسمان کے دیوتا ورُون (VARUNA) اور سوما (SOMA) نامی ایک مخصوص پودے اور اس پودے سے تیار کیے جانے والے مقدس، مسرور انگیز مشروب یعنی سوم رس، (سوما) کو اندر سے زیادہ مقبولیت اور اہمیت حاصل تھی مگر پھر اندر نے ان سب کو گہنا دیا۔

بہرحال اندر دیوتا پاکستان میں وجود پذیر نہیں ہوا تھا بلکہ آریوں کے یہاں آنے سے بہت پہلے ہی ان کے ہاں موجود تھا اور اندر کا تخیل دو جرو آریوں کے ہاں ایسے وقت ابھرا تھا جب وہ دوسروں کی زمینیں ہتھیا لینے کی ہوس میں انتہائی حد تک مبتلا ہو چکے تھے اور یہ پاکستان پر آریائی حملے سے پہلے کی بات ہے۔

اندر قدیم ترکی میں

یہ بات کہ آریہ اندر کو باہر سے ہی لے کر پاکستان میں وارد ہوئے تھے، اس حقیقت سے بھی پوری طرح ثابت ہے کہ ایشائے کوچک (موجودہ ترکی) کے آریائی نسل کے حکمران حتیوں (HITTITES) کے ہاں ہزاروں برس پہلے اندر دیوتا موجود تھا۔ ایک کتبے میں اندر دیوتا کا نام ملا ہے ـــــــ ترکی کے قدیم مقام بوغازکوئی سے ایک کتبہ دستیاب ہوا ہے جس پر قدیم ترکی (ایشائے کوچک) کے آریائی حتیّ اور شمالی عراق کی ایک آریائی ریاست مِتانی (MITTANNI) حکمرانوں کے درمیان امن معاہدے کی عبارت کندہ ہے اس عبارت میں مِترا، وَرُون، اِندر اور نَستیا (نستیا) نامی دیوتاؤں کا ذکر ملتا ہے ـــــــ

عبارت میں اِندر (اِن دَر) کو اِن دَرا ۱۰ (اِن دارا) لکھا گیا ہے۔ اسی کتبے میں رگ وید کے
آریائی دیوتاؤں وَرُونی ، مِتر (مِترا) اور نَسیا کے نام بھی موجود ہیں۔ بوغاز کوئی سے ملنے والے
مذکورہ کتبے میں اندر ، مِتر (مِترا) ، وَرُون (وَرونا) اور نَسیتا کے نام اس طرح آتے ہیں۔

می اِت را	IN-IT-RA
اُرو - و - نا	URU-W-NA
اِن درا (اِن دارا)	IN-DA RA
ناساأت تی ایا	NA-SA-AT-TI IA

پیدائش

رگ وید کی رو سے اِندر "پِرتھوِی" (PRITHIVI) اور "دیاؤس" (DYAUS)
کا بیٹا ہے۔ لیکن اس رشتے میں تضاد بھی ہے اور وہ یوں کہ جہاں اسے رگ وید کی حمدوں میں
آسمان اور زمین کا بیٹا بتایا گیا ہے وہیں رگ وید ہی میں اسے آسمان اور زمین کا خالق بھی
بتایا گیا ہے۔ پِرتھوی دھرتی ہے اور دیاؤس آسمان۔ آسمان کا آریائی دیوتا دیاؤس وہی
ہے۔ جو یونانیوں کا زیئس (ذیوس - ZIUS) تھا۔ دیاؤس اور زیئس میں صوتی مشابہت
بھی موجود ہے۔

'رگ وید' میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اندر دیوتا اور آگ کا دیوتا اگنی (AGNI)
کائناتی پُرش (پُوروش - PURUSA) کے منہ سے پیدا ہوئے تھے (X: ۹۰: ۱۳) پُرش
کے معنی انسان یا آدمی کے ہیں۔ یہاں پُرش کا مطلب اوّلین ابدی آدمی سے ہے۔ وہ اوّلین
آدمی برترین ہستی اور کائنات کی روح تھا۔ ویسے برہما دیوتا کا بھی ایک نام پُرش (پُوروش)
تھا۔ بہرحال رگ وید کی دسویں کتاب کے 'پُرش سکت' نامی مشہور ۹۰ ویں بھجن (حمد) کی
رو سے اندر اوّلین دیوزاد یا مذکر عنصر پُرش کے منہ سے پیدا ہوا تھا —— بعد کی بعض روایات
کی رو سے اندر کیشپ (کَش یَپ) اور اَدِیتی کا بیٹا ہے۔
تاہم رگ وید میں اندر کی ماں کے بارے میں صرف اشارے ملتے ہیں اور وہاں

اندر کی ماں محض ایک دھندلی سی تصویر کی صورت میں ابھر کر سامنے آتی رہتی ہے۔ بعد کی تحریروں میں اسے اُدِتی کہا گیا ہے۔

اتھروید (ATHARVA-VEDA) کے مطابق اندر کی ماں کا نام اکاشٹکا (EKASTAKA) ہے (۳، ۱۰، ۱۲) یہ نام اِکیا کشٹکا بھی لکھا گیا ہے۔

اندر جب پرتھوی کے پہلو سے پیدا ہوا تو آسمان، زمین اور پہاڑ لرز اٹھے اور سارے دیوی دیوتا ڈر گئے۔ خود پرتھوی بھی دہشت زدہ تھی۔ اس نے بیٹے کو چھپا دیا اور اس پر کوئی توجہ نہیں دیتی تھی۔ کوئی بھی دیوی دیوتا اندر کی مدد کو نہیں آتا تھا کیونکہ سب یہ محسوس کرتے تھے کہ "یہ بچہ" (اندر) زبردست تبدیلیاں لائے گا اور شاید خود ان کا بھی مقدر بدل کر رکھ دے اور ان کا یہ خدشہ بے بنیاد نہیں تھا —— وہ پیدائش کے وقت سے ہی اس قدر تند خو اور غضب ناک تھا کہ اس کی دہشت سے زمین و آسمان لرز اٹھے۔ اس نے اپنے باپ کے پاؤں گھسیٹ کر اسے اٹھایا اور نیچے پٹخ دیا جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گیا۔ اپنی اس حیثیت میں یعنی باپ کے قاتل کی حیثیت سے اندر یونانی دیوتا کرونس (KRONOS) سے مشابہ تھا۔ کرونس نے بھی اپنے باپ یورینس، (URANUS) کو قتل کر ڈالا تھا۔

اندر "پاکستانی - بھارتی آریوں" (PAKISTANI - BHARTI ARYANS) کا سرپرست اور "ویدی عہد" (۱۵۰۰ تا ۸۰۰ ق م - VEDIC AGE) میں سب سے مقبول آریائی دیوتا تھا۔ ویدی عہد ۱۲۰۰ ق م سے لے کر ۷۰۰ ق م تک بھی مانا جاتا ہے 'رگ وید' میں سب سے زیادہ بھجن یعنی حمدیں اور دعائیں اندر ہی کی شان میں آئی ہیں اِن حمدوں اور دعاؤں وغیرہ کی تعداد کوئی اڑھائی سو ہے۔ اس کے بعد آگ کے دیوتا اگنی کا نمبر آتا ہے۔ اگنی کے لئے دو سو سے کچھ زیادہ حمدیں وغیرہ ملتی ہیں۔

ابتدا میں اندر کو دیوتاؤں کا سربراہ تسلیم کیا جاتا تھا لیکن سب سے قدیم اور پہلے وید، رگ وید (RIG OR RK VEDA) چوتھے وید یعنی اتھروید (ATHARVA

(VEDA) براہمناؤں (BRAHMNAS) اور ہندوؤں کی دوسری تحریروں میں اندر کی جن متنوع اور کثیر سرگرمیوں کا ذکر ملتا ہے ان کا اظہار اندر کو محض دیوتاؤں کا سربراہ کہہ دینے سے نہیں ہوتا —— ہندو آج بھی اسے حکمران خیال کرتے ہیں اور وہ 'راجہ اندر' کے نام سے مشہور رہے لیکن اب وہ ویدی دور جیسا مقتدر اور برترین دیوتا نہیں ہے۔ بلکہ اس کی یہ حکمرانی برائے نام اور اس کے اپنے آسمان یعنی سورگ (SWARGA) تک محدود ہے۔

اشتقاقی اور روایتی لحاظ سے لفظ اندر کی مختلف توضیحات کی گئی ہیں اور مختلف انداز سے اس لفظ کی تعریف کی گئی ہے یہ سب اتنی مختلف ہیں کہ ان سے کوئی ایک تسلی بخش تعریف یا توضیح سامنے نہیں آتی —— ابتدا میں لفظ اندر غالباً طاقت لعا اقتدار کے معنی میں استعمال ہوتا تھا۔ اور انہی معانی سے اندر کی خصوصیات کا اظہار ہوتا ہے۔ بہر حال شروع شروع میں لفظ اندر کے معنی تھے "طاقت، اقتدار" اور اندر کی سب سے بڑی اور اہم خصوصیات بھی 'طاقت' اور 'اقتدار' تھیں۔ اس کی اس قوت و طاقت کا اظہار اس کے ہتھیار بجر (وجر VAJRA-BARN) یعنی بجلی یا صاعقہ برق سے ہوتا ہے اس سے خشک سالی اور گرہن کے عفریتوں کو ہلاک کرتا تھا۔ رگ وید میں یہ عفریت دشمن دراصل کنا یتاً پاکستان کے قدیم باشندوں کو قرار دیا گیا ہے —— رگ وید کی پہلی کتاب کے ۸۲ ویں گیت کے چھٹے بند (I: ۸۲: ۶) کی رو سے اندر کی طاقت و قوت اس کے گھوڑوں سے مربوط ہے۔ اندر کے گھوڑوں کو عام طور پر رگ ویدی گیت بنایا گیا ہے یہ اس لئے کہ شاید یہ گھوڑے آریوں کے من پسند تھے۔ ایک خیال یہ ہے کہ آریوں کے گھوڑے منگولیا کے گھوڑوں کی نسل سے تھے —— بعد کے زمانوں میں اندر کی قوت کو نہانی یا مخفی اور جنسی اہمیت کا بھی حامل بنا دیا گیا اور اس کے ہتھیار صاعقہ برق وبجر (وجر) کو عضو تناسل کے مترادف قرار دے دیا گیا۔ اندر کا یہ ہتھیار 'بجر' دراصل ڈنڈا تھا اور عضو تناسل کی علامت کے طور پر زرخیزی کی علامت بھی تھا اور بیج (تخم) اور بارشوں کا سرچشمہ تھا۔ اندر کی تولیدی توانائی کی عنصری توانائی کا ظہور سمجھا گیا۔ اس صورت میں اندر کو شکست،

(SAKTA) یعنی "قوی۔ طاقتور" کہا گیا اور اِس صورت میں وہ کائناتی توانائی کا مظہر یا نمائندہ ہے یعنی "ودیُت شکتی" (VDYUTSAKTI) ۔

پھر ایک وقت ایسا آیا جب جنگ کے روایتی قائد کی حیثیت سے اندر کشتریہ یعنی حکمران طبقے کی قوت کی علامت بن گیا۔ چنانچہ اتھروید (۳،۴،۶) میں ایک حکمران کو "انسان اندر" کی حیثیت سے مخاطب کیا گیا ہے۔ اندر حکمرانوں کو فتح عطا کرتا تھا اور بادشاہت قائم کیا کرتا تھا۔ ایراوت (AIRĀVATA) نامی ہاتھی اندر دیوتا کی سواری تھا اور ہاتھی ظاہر ہے کہ تمام جانوروں میں سب سے طاقتور تھا۔ اندر کا "ایراوت" نامی یہ ہاتھی بعد کے شاہی ہاتھیوں کا ابتدائی نمونہ بن گیا اور یہ شاہی ہاتھی حکومت و حکمران کے اقتدار کی علامت تھے اور جب کسی سرکاری رسم یا تقریب میں حکمران کی موجودگی ضروری ہوتی تو وہ (حکمران) ہاتھی پر سوار ہو کر اس میں شریک ہوتا تھا۔

وہ ویدی دیوتاؤں میں سب سے اہم اور منفرد تھا بعض روایات کی رو سے اندر کو تمام دیوتاؤں سے تخلیق کیا گیا تھا اس لئے وہ سارے دیوتاؤں سے عظیم تر تصور کیا جاتا تھا رگ وید میں سب سے زیادہ بھجن اندر کی شان میں اس لئے بھی کہے گئے کہ مشفق دیوتا کی حیثیت سے وہ بارش اور زرخیزی عطا کرتا تھا۔ طوفان کے خوفناک حکمران اور برق و رعد کے ناظم کی حیثیت سے لوگ اس سے ڈرتے تھے۔ طوفانوں کے چھوٹے (نیم) دیوتا ماروت اندر کے ساتھی اور اتحادی اور ساتھی تھے۔ وہ بعض اوقات لڑائیوں میں ہراول دستوں کے طور پر اندر کے آگے آگے چلتے تھے۔ رگ وید کے مطابق اندر کا رفیق وشنو دیوتا اس کی چاکری میں موجود رہتا تھا۔

صفات خصوصیات

ٹی۔ آر۔ مورتی کے نزدیک "اندر" ایسی فوق الفطرت ہستی یا جوہر ہے جو چیزوں کو اندر سے متحرک یا سرگرم عمل رکھتا ہے، ایسا اَن دیکھا وجود، پروکشا (PROKSA

ہے جس کا ادراک نہیں کیا جا سکتا۔ جسے ظاہری طور پر محسوس نہیں کیا جا سکتا بلکہ لسے تو رہنمائی کرنے والے اور نگران جوہر یا قوت کی حیثیت سے باطنی طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔

آریوں کے نزدیک اندر سب دیوتاؤں کی مجموعی طاقت و قدرت سے بھی بڑھ کر تھا اور اس کا رنگ سرخ و سفید یا شہابی بھی بتایا گیا ہے اور سنہری بھی۔ اس کے ناک اور رخسار بالکل سرخ تھے اور اس کے بازو بہت لمبے اور طاقتور۔ وہ اتنا جسیم تھا کہ ایک سو زمینوں، ایک سو آسمانوں اور ایک ہزار سورجوں میں بھی نہیں سما سکتا تھا، بلکہ پوری تخلیقی دنیا خود اندر میں سمائی ہوئی تھی۔ وہ لا انتہا تھا۔ وہ دونوں دنیاؤں —— زمین و آسمان کو اپنی مٹھی میں بند کر سکتا تھا۔ اس کے دو پیٹ تھے اور ہر پیٹ اتنا بڑا تھا جتنی کوئی جھیل اس کی جسمانی قوت لازوال تھی۔ وہ تن تنہا اپنے سارے دشمنوں کو مغلوب کر سکتا تھا۔ اس کا کمر بند اتنا لمبا تھا کہ آسمان اور زمین مل بھی جاتے تو بھی وہ ان دونوں کے مجموعے سے بڑا رہتا —— اندر کی صورتیں ان گنت تھیں اور وہ جب جی چاہتا کوئی بھی شکل اختیار کر سکتا تھا —— "رگ وید" دور" میں بھی وہ درخشاں رتھ پر سوار ہوتا تھا، سر پر سنہری خود پہنے ہوئے بجلیاں اور ہاتھ میں سنہری چابک "(صاعقہ برق) لیے رہتا تھا۔

رگ وید میں اندر سے متعدد جگہ آسمانی امور اور دوسری خصوصیات وابستہ کی گئی ہیں اور اندر کو اکثر ہوا کے دیوتا وایو (VAYU) کی جگہ دی گئی ہے۔ آریوں کے ہاں اندر فضا، جنگ، طوفان، بارش، تخلیق، زرخیزی، چاول اور دوسرے اناجوں کا دیوتا تھا موسموں کو کنٹرول کرتا تھا، بارش برساتا تھا، بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج اسی کے سبب سے تھی۔ وہ فضا کی تجسیم یعنی آسمانی دیوتا اور دنیا نظام کا حکمران تھا۔ آریوں کا محافظ تھا اور وہ اس کے اپنے دشمنوں یعنی کوئی ساڑھے تین ہزار برس پہلے کے مہذب پاکستانیوں پر فتوحات، ان کے مال و اسباب پر ان (آریوں) کا قبضہ کرانے تاریکی اور بارش ختم کرنیکی دعائیں کیا کرتے۔ بارش ختم کرنیکی دعائیں

یقیناً اس لئے مانگی جاتی تھیں کہ آریوں کی رہائش گاہیں اور طرزِ بود و باش اس قسم کی تھی کہ انہیں زیادہ بارشوں سے ہر طرح کا نقصان پہنچتا تھا۔ ان کے کچے گھر پانی میں گر جانے اور بہہ جاتے چنانچہ وہ اندر سے بارشیں ختم کرنے کی بھی دعائیں مانگا کرتے ــــ اندر سے یہ دعا بھی کی جاتی کہ آریوں کی نسل کو خراب، یا مخلوط ہونے سے بچانے کے لئے "سیاہ فام داسیوں" یعنی ان کے پاکستانی دشمنوں کو تباہ کر دے۔ آریوں کا عقیدہ تھا کہ انہیں دشمنوں پر عسکری کامرانیاں اندر ہی کے طفیل حاصل ہوتی ہیں، وہی انہیں بے بہا اور کثیر مال غنیمت عطا کرتا تھا، اندر ہی آریوں کے قدیم پاکستانی دشمنوں کو غارت کر ڈالتا تھا، ان کے قلعے اور شہر مسمار کر دیتا تھا، ان کے مویشی اور مال و دولت آریوں کو سونپ دیتا تھا۔

آریوں کے نزدیک اندر انسان دوست تھا اور اس میں کچھ انسانی خصوصیات بھی تھیں۔ وہ غریبوں کی مدد کرتا تھا، مصائب دور کرتا تھا، اس کی عنایتوں اور فیض رسانیوں کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا تھا۔ فیاض تھا، اس کے ہاتھ بابرکت اور فیض والے تھے وہ خود متمول تھا مگر ساتھ ہی کنجوس اور سست الوجود بھی تھا۔ رگ وید کی رو سے:

"اندر تو ازمنۂ قدیم سے ہمارے اجداد کا دوست
ہے۔ تو سب باپوں سے بڑھ کر شفیق ہے۔"

عام آریوں کے خیال میں اندر ہی انہیں مویشی اور دوسری دنیاوی آسائشیں اور مال و دولت بخشتا تھا اور یہ صفت اس میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی چنانچہ آریہ اس سے یہ چیزیں عنایت کرنے کی دعائیں مانگتے۔ آریائی پروہت اندر سے التجا کرتے کہ جو لوگ انہیں وافر تحائف یا نذرانے 'دکشنا - DAKSINĀ' نہیں دیتے انہیں وہ سزا دے کیونکہ پروہت تو اندر کے مسلسل گیت گاتے ہیں، گن گاتے ہیں ــــ اندر آریوں کے لئے بارش برساتا اور پانی فراہم کرتا تھا۔

ایک ہندو روایت کے مطابق پرانے زمانوں میں پہاڑوں کے پر ہوتے تھے اور

اپنے ان پیروں کی مدد سے وہ اِدھر اُدھر اڑتے رہتے اس طرح وہ دنیا میں گڑبڑ پیدا کرتے رہتے تھے۔ اندر نے اس مصیبت سے نجات دلانے کے لئے پہاڑوں کے پر کاٹ دیئے یوں پہاڑ ایک جگہ قائم ہو گئے۔

چونکہ رگ وید کی رو سے اندر فضا، بارش اور طوفانوں کا دیوتا تھا۔ چنانچہ اس حیثیت سے اندر موسموں کی نگرانی کرتا اور بارش برساتا تھا۔ وہ اپنی بجلیاں اور رعد آگے روانہ کرتا، قحط سالی اور طوفان خیز موسم کے عفریت ورِتر (VRITRA) یا آہی (AHI) سے مسلسل جنگ آزمائی جاری رکھتا تھا۔ اپنے بلا خیز ہتھیار صاعقۂ برق "(بجر۔ وجر) کی مدد سے اسے زیر کرتا اور یوں اسے بارش برسانے پر مجبور کر دیتا۔ "اہی" دراصل ورِترا اژدہے کا ہی ایک نام تھا۔

اندر کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ اس نے ورِتر (VRITRA) نامی اژدہے کو ہلاک کرکے بارش برسائی، پانیوں کے بند توڑ دیئے اور ورِتر کے بدن سے دنیا کی تخلیق کی۔ ورِتر پوری کائنات کو ہڑپ کر گیا تھا، ورِتر کو زیر کرکے کائنات اس کے قبضے سے آزاد کرائی — اژدہے کے بدن سے تخلیقِ عالم کا عمل ہمیں کم از کم چار ہزار برس قدیم عظیم بابلی داستان "اِنوما الش" میں بھی ملتا ہے جہاں بابلی ہیرو دیوتا مَردُوک نے سمندر کی گہرائیوں میں رہنے والی، دیوتاؤں کی دشمن مادہ اژدہے تیامت" کو قتل کرکے اس کے بدن سے دنیا کی تخلیق کا عمل شروع کیا تھا۔

بہرحال رگ وید کی رو سے ورِترا اژدہے نے پانیوں یا بارش کو روک رکھا تھا۔ اصل میں یہاں اشارہ یہ ہے کہ اندر نے آریوں کے دشمن یعنی قدیم پاکستانیوں اور ان کے ورِترا نامی سردار کو شکست دے کر دریائی پانیوں پر باندھے ہوئے بند توڑ ڈالے تھے۔ یہ بند پاکستانیوں نے آبپاشی کے لئے بنا رکھے تھے —— تو کیا اس سے ہم یہ سمجھیں کہ رگ وید میں مذکور ہَری یُوپیا (HRIYUPIYA) نامی شہر یعنی موجودہ ہڑپہ کے پاس راوی کے بند اور دریائی

کے کنارے آباد دوسرے بڑے بڑے پاکستانی شہروں اور قصبوں کے قریب دریائی سد توڑ کر آریوں نے ان شہروں کی تباہی کا سامان کر دیا تھا؟ عین ممکن ہے کہ ایسا ہی ہوا ہو کیونکہ رگ وید میں اندر کو متعدد بار اسُوروں (فضائی عفریتوں) اور داسیوں یعنی قدیم پاکستانیوں کے پتھروں سے تعمیر شدہ شہروں کو تباہ کرنے والا بتایا گیا ہے۔ بہر حال اس نکتے پر بہت تفصیل سے اظہار خیال پاکستان کی قدیم تہذیب سے متعلق ایک اور کتاب میں کرنے کا ارادہ ہے۔

'رگ وید' میں اندر کو خالقِ کائنات بھی کہا گیا ہے۔ اس نے لوگوں کو "نفسِ حیات" اور "قوتِ حیات" بخشی تھی۔ رگ وید میں اندر کا ایک لقب "وِش وکرمن" بھی ملتا ہے جس کے معنی ہیں۔ "دنیا کو بنانے والا"

اندر اور ادھر قدیم عراقیوں (بابلیوں۔ BABYLONIANS) کے دیوتا مردوک (MARDUK MERODACH) میں کئی باتیں مشابہ ہیں مگر وہ مردوک اور دنیا کے بعض اور دوسرے دیوتاؤں کی طرح کوئی ارفع قسم کا خالقِ کائنات نہیں تھا بلکہ وہ تو قدیم مصریوں کے تپاح (PTAH) دیوتا اور چین کے "پاآن کو" (PIAN KU) کی طرح صنّاع قسم کا خالق تھا۔ رگ وید میں اندر کو باکمال صنّاع کہا گیا ہے۔ اندر نے دنیا بڑے سادے سے طریقے پر بنائی تھی، اسی طرح سادہ طریقے پہ جس طرح ابتدائی آریہ اپنے گھاس پھوس اور لکڑی کے سادہ سے گھر بنایا کرتے تھے۔ اندر کے ہاتھوں تخلیقِ کائنات کے بیان کے سلسلے میں ویدی شاعروں کو یہ پریشانی تھی کہ وہ یہ کیسے بتائیں کہ آفرینش (تخلیق) کائنات کے لئے اندر نے مطلوبہ سامان کیسے حاصل کیا —— بہر حال ان رگ ویدی شعراء کی رو سے اندر نے سورج سے حلاّم کو مایا، چار کونوں پر ستون قائم کئے اور دنیا کی دیواریں تعمیر کیں۔ بادلوں بھرا آسمان چھت تھی۔ دنیا کے فراخ دروازے مشرقی سمت کھلتے تھے اور ہر صبح انہیں کھول دیا جاتا تھا تاکہ سورج اندر آ جائے۔ شام کو اندر دیوتا سورج کو اندھیرے میں لٹکا دیتا تھا اسی طرح جیسے "جدید عہدِ حجریہ" کا انسان رات کو گھر میں کسی طرح کی مشعل وغیرہ لٹکا دیتا ہو گا۔ ان دروازوں کو رگ وید کی حمدوں میں 'پھاٹک' کہا گیا ہے دیوتا اہی میں سے

ہوکر اندر داخل ہوکر قربانی کی رسوم ادا کرتے تھے۔ اندر کو ایسا دیوتا کہہ کر اس کی ستائش کی گئی ہے جس نے فضائی مملکت کو آسمان اور زمین کے ڈھانچے میں محفوظ کر دیا تھا۔ رگ وید میں ایک اور جگہ یہ کہا گیا ہے کہ اندر نے چھ بلیے ڈگ بھرے اور ہر موجود چیز کا احاطہ کر لیا۔ اندر نے وسیع زمین اور آسمان کا بلند گنبد بنایا۔

شراب کا رسیا

اِندر نے سوما پودا دریافت کیا تھا جس سے آریہ مقدس مشروب یعنی ایک طرح کی شراب بناتے تھے۔ اِندر یہ پودا پہاڑوں سے لایا تھا۔ سوما مشروب (سوم رس) پجاری اس وقت پیتے تھے جب وہ دیوتاؤں کو نذرانے پیش کرتے اور ان کی حمد و ثنا کرتے

تمام تر جاہ و جلال ہر قوت و قدرت کے باوجود اندر کو اس بات کی احتیاج تھی کہ سوما مشروب اور دوسری چیزیں بطور نذر اس کے حضور پیش کی جائیں۔ اس طرح اِندر کی قوت میں بہت اضافہ ہو جاتا تھا اور ان نذرانوں سے خوش ہو کر اور بھی زیادہ مادی فوائد و آسائشیں فراہم کرتا تھا۔

اندر شراب کا بے حد رسیا تھا اور شراب سے لبالب تیس تیس جھیلیں بیک وقت پی جاتا تھا ——— وہ سوما (سوم رس) بہت ہی شوق سے پیتا تھا۔ سوم رس ایک خاص قسم کے پودے سے تیار کی جانے والی ایک طرح شراب تھی جسے آریہ مقدس سمجھ کر بہت اشتیاق سے اور بہت مقدار میں پیتے تھے۔ اندر بھی سوم رس بہت زیادہ پیتا تھا اور اس کی فرح بخش خاصیت سے وہ مسرور ہو کر بہت جوش میں بھر جاتا تھا اور اس سے سرشار ہو کر وہ دشمنوں سے لڑنے نکل کھڑا ہوتا اور اپنے دوسرے کام سرانجام دیتا تھا۔

نام اور القاب

اندر کے کئی نام اور القاب تھے اور ہیں۔

مہندر (MAHENDRA) یعنی عظیم اندر۔ مہندر کے معنی قابل بھی کہتے

گئے ہیں۔ مگر مجھے اس میں کلام ہے

"لائق۔ ہوشیار۔ ذکی۔"

شکرا (SAKRA)

مگھوان۔ مگھون (MAGHAVĀN)

ربھوکش (RIBHUKSHA)

واسو (VASAVA)

اَرہ (ARHA)

دَتیا (DATTAYA)

اِندھ (INDH) ۔——— بجلی کے دیوتا کی حیثیت سے اندر کو 'اُندھ' کہا گیا۔ اِندھ کے معنی ہیں "روشن کرنے والا۔"

مہندر شکر — عظیم اندر؟

شاتک رتو (SĀTAKRATU) ۱۔ رگ وید (۱۱:۳۲:۸) میں اندر کو 'شاتک رتو' کہا گیا ہے۔ 'شاتک رتو' کے معنی ہیں "قوتوں والا۔" گویا طاقت یا قوت کے دیوتا کی حیثیت سے اندر 'شاتک رتو' کہلاتا تھا۔

پتراہ سَوَسَہ (PUTRĀH-SAVASAH) ۱۔ پتراہ سَوَسَہ (پتراہ شَوَسَہ) کے معنی ہیں "طاقت کا بیٹا۔" اس نام سے اندر کی ماں 'اَدِیتی' کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ اَدِیتی سَوَسی یا شَوَسی (SAVASI) کہلاتی تھی جس کے معنی ہیں 'طاقتور'۔ اندر کی

بیوی ساچی (شاچی) یعنی اندرانی
طاقت کی دیوی ہے۔

وَجر پانی (VAJRAPĀNI) :- یعنی "صاعقہ برق کے ہاتھ والا"

بجری (BAJRI) :- "صاعقہ برق کو اٹھانے والا"

اندر کے کئی لقب یا معنی نام ہیں چند ایک یہ ہیں۔

ورترہن (VRITRA-HAN) :- "قحط سالی کے عفریت یا اژدہے ورتر کو تباہ کرنے والا۔

ورترہا (VRITRAHA) :- 'ورتر کا قاتل'

میگھ واہن (MEGHA-VĀHANA) :- "بادلوں کے اوپر پیدا ہونے والا" یا "بادلوں کے اوپر سواری کرنے والا۔"

پاک ساسن (PĀKA-SĀSANA) :- "پاکا کو زیر کرنے والا"

ست کرتو (SATA-KRATU) :- "سو قربانیوں والا۔"

دیو پتی (DEVA-PATI) :- "دیوتاؤں کا سربراہ"

سورادھیپ (SURA-DHIPA) :-

دِوس پتی (DIVAS-PATI) :- فضا کا حکمران۔

ماروت وان (MARUT-WAN) :- "ہواؤں کا مالک"

سورگ پتی (SWARGA-PATI) :- "آسمان کا حکمران"

جشنو (JISHNU) :- "آسمانی مخلوق یعنی آسمان کے باسیوں کا سردار۔"

پورن دھر (PURAN-DHRA) :- "شہروں کو تباہ کرنے والا قلعے تباہ کرنے والا۔"

اُلُوکا (ULŪKA) ۔۔ اُلو

اُگرَ دھنوَن (UGRA-DHANWAN) :۔ "خوفناک کمان والا۔"

پاکشاسن ست کرتوُ (PĀKAŚĀSANA-SATA-KRATU) :۔ ایک سو قربانیاں کرنے والا۔

اِندر کی مملکت یا اندر کی دنیا کا نام اندرلوک (INDRALOKA) ہے تمام کشتری سورما مرنے کے بعد کی اس دنیا (اندرلوک) میں چلے جاتے ہیں۔ اندر کے دار الحکومت کا نام امراوتی (AMARĀWATI) ہے خوبصورتی میں بے مثال یہ شہر امراوتی کوہ میرو پر آباد ہے۔ اس کا محیط آٹھ سو میل ہے، یہ چالیس میل بلند ہے۔ ہیرے کے ستون، سونے کے محلات ہیں۔ اور فرنیچر بھی طلائی ہے۔ اندر کا تخت ہیروں جڑا ہے۔ اندر کے آسمان کا نام "سورگ" (SWARGA) ہے۔ اندر کے محل کا نام وے جے نت (VAIJAYANTA) ہے۔ اس کا باغ کا نام نندن (NANDANA) ہے۔ یہ باغ کند سار (KANDAŚĀRA) اور پارشیا (پارُوشیا PĀRUSHYA) بھی کہلاتا ہے۔ اس باغ میں خوبصورتی اور لاثانی اور موسیقی میں بے مثال اپسرائیں رہتی ہیں۔ باغ کے درخت انتہائی سہانی خوشبوؤں والے ہیں۔

اندر درخشندہ سنہری رتھ پر سواری کرتا ہے۔ اس رتھ کا نام وِمان (VIMĀN- وِمان۔ بمان) اور رتھبان کا نام ماتلی (MĀTALI) ہے۔ اس رتھ کو چمپئی (گندمی) یا سرخ رنگ کے دو گھوڑے کھینچتے ہیں، اس عالم میں کہ ان گھوڑوں کے ایال اور دُم لہرا رہی ہوتی ہے——اندر ایراوت (AIRĀVATA) یا ایراوتم (AIRĀVATAM) نامی سفید ہاتھی پر سواری کرتا ہے——اندر کے پاس ایک انتہائی شاندار گھوڑا ہے جس کا نام اُچھ چھائیس رَوَس (UCHCHAISRAVAS) یا اُچھ چھائیہ سَروَس (UCHCHAIH-SARVAS) ہے اسی گھوڑے کا نام اُچ شرو (اُچ سَرو) یا اُچی شرو (اُچی سرو) بھی لکھا جاتا ہے۔ اندر

کا مذکورہ سفید ہاتھی اور یہ گھوڑا دونوں دودھ کے سمندر سے اس وقت برآمد ہوئے تھے
جب دیوتاؤں اور اسُوروں نے مل کر امرت نکالنے کے لئے اس سمندر کو بلویا تھا۔

اندر دیوتا کا ویدی دور میں سب سے خوفناک اور مؤثر ہتھیار بجر (BAJRA) یعنی
صاعقہ برق (بجلی کا کوندا) تھا۔ اسے وَجر (VAJRA) بھی کہتے ہیں۔ یہ سو فی صد ہلاکت
آفرین تھا۔ وہ اپنے دائیں ہاتھ میں اپنا یہ خوفناک ہتھیار لئے ہوتا۔ یہ ہتھیار یعنی بجر اب
بھی اس کے ہاتھ میں دکھایا جاتا ہے ـــــــ ہندوؤں کے خیال کے مطابق بجر (وجر)
دَدَھیچی (DADHICHI) نامی ایک رشی کی ہڈیوں سے تیار کیا گیا تھا۔ بعد کی کچھ روایتوں
کے مطابق بجر نامی یہ ہتھیار گول ہے اور اس کے درمیان ایک سوراخ ہے۔ لیکن بعض
روایتوں کی رو سے یہ دو سلاخوں سے بنا ہے جو ایک دوسری کو قطع کرتی گزرتی ہیں۔
بجر (وجر) کے اور بھی بہت سارے نام ہیں۔ مثلاً
اَسنی اَبھرَوتھ (ASNI ABHROTTHA ۔ آسمان سے پیدا ہونے والا)، بہُودار
(BAHU-DĀRA ۔ بہت زیادہ شگاف ڈال دینے والا)، بھدِر یا چھِدَک۔
(BHIDIRA OR CHHIDAKA ۔ توڑ ڈالنے والا)، دَم بھولی اور جَسُوری
(DAMBHOLI AND JASURI تباہ کُن)، ہرادِن (HRADIN ۔ دہاڑنے والا)
کُلِس (KULISA ۔ کلہاڑا)، پَوِی (PAVI ۔ نوکیلا)، پھَین واہن (PHENA VĀHIN ۔
جھاگ اُٹھلنے والا)، شَت کون (SHAT-KONA چھ کونے والا)، سمبھا (SAMBHA)
سَوَرُو (SWARU)۔

اندر تیر کمان، ایک بہت بڑا آنکڑا اور ایک جال بھی اپنے پاس رکھتا ہے اس
جال میں وہ دشمنوں کو پھانس لیتا ہے ـــــ اندر کے پاس جو ایک بہت بڑی کمان
ہوتی ہے اس کمان کا نام اِندردَھنش (INDRADHANUS) ہے اسے وِجے (VIJAYA)
بھی کہتے ہیں۔ وِجے کا مطلب ہے 'فتح' ـــــ اندر کی کمان قوس قزح بھی ہے اس کا

نام شکرا دھنش (SAKRA - DHANUS) ہے۔ قوس قزح دراصل اندر کی نظر نہ آنے والی بہت بڑی کمان کی علامت ہے، اس طرح اندر کا تعلق قوس قزح سے بھی تھا۔ چنانچہ قوس قزح کو اندر کا باپ (اندر کا پا INDRACĀPA) کہا گیا ہے —— اندر کی تلوار کا نام پرن جا (PARAN-JA) ہے۔

اندر کے اکثر چار ہاتھ دکھائے جاتے ہیں۔ اس کے دو دائیں ہاتھوں میں نیزہ اور اس کا خوفناک ہتھیار بجر (دجر۔ صاعقہ برق) ہوتا ہے اور دو بائیں ہاتھوں میں کمان اور تیر دکھلائے جاتے ہیں۔ کبھی کبھی اسے ایک بہت بڑا کانٹا اور جال تھامے بھی دکھایا جاتا ہے اس جال میں یہ اپنے دشمنوں کو پھانس لیتا ہے۔

اندر کی بیوی "اندرانی"

اندر کی بیوی اندرانی (INDRĀNI) ہے۔ اسے شچی (ساچی SACHI) بھی کہتے ہیں اور شاید شاسی یا شسی (SACI) بھی۔ پسکل کے خیال میں "ویدی دور" (۱۵۰۰ ق م یا ۱۲۰۰ ق م) میں اندرانی کا اصل نام سچی یا شاچی ہی تھا۔ اندرانی کا ایک نام پاؤلومی (PULOMAFI) بھی ہے کیونکہ اس کا باپ پُولومن نامی دیتیا (عفریت) تھا۔ وہ اَئیدری (AINDRI) بھی کہلاتی ہے۔ اندرانی جے نیت نامی بیٹے اور جے ینتی کی ماں ہے۔ چونکہ اندرانی بے حد حسین ہے اور اس کا بدن بہت پُر شہوت ہے اسی لئے اندر نے اسے اپنی بیوی بنا لیا تھا۔

رگ وید میں اندر کی بیوی کا ذکر چند بار آیا ہے۔ اسے سب سے خوش قسمت عورت کہا گیا ہے کیونکہ "اس کا شوہر (اندر) کبھی بھی بوڑھا ہو کر نہیں مرے گا" —تے تریا براہمنا" (TAITIRYA - BRAHMMANA) کی رو سے اندر نے بہت ساری دیویوں کے مقابلے میں اندرانی کو اپنی بیوی منتخب کیا تھا، کیونکہ اندرانی میں جنسی کشش تمام دیویوں سے زیادہ تھی —— رامائن اور پرانوں کی رو سے وہ پُولومن نامی دیتیا (عفریت) کی

بیٹی تھی چنانچہ اپنے باپ کے نام پر وہ پاؤلومی بھی کہلاتی تھی۔ اندر نے اس کے باپ کی بد دعا سے بچنے کے لئے اسے قتل کر دیا تھا اور اندرانی کی عصمت دری کی تھی۔ مہابھارت کی رو سے نہوشا (NAHUSHA) نامی ایک راجہ اندرانی پر فریفتہ ہو گیا تھا اور وہ بڑی مشکل سے اس کے چنگل سے بچی۔ اندرانی کے بارے میں ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں بہت کچھ کہا گیا ہے۔

اندرانی کو کبھی بھی بہت عظیم دیوی تسلیم نہیں کیا گیا ـــــ یکے بعد دیگرے جتنے بھی اندر تخت نشین ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے، اندرانی اپنے اپنے وقت کے ہر اندر کی بیوی بنتی رہی ہے، وہ موجودہ اندر پورن دھر کی بھی بیوی ہے اور آئندہ بننے والے ہر اندر کی بھی بیوی بنتی رہے گی، وجہ اس کی یہ کہ اندر کی بادشاہت چونکہ دائمی ہوتی ہے اس لئے آسمان پر ہر دور میں ہر وقت کوئی نہ کوئی اندر حکمران رہتا ہے یعنی بادشاہت مستقل ہے مگر اندر بدلتے رہتے ہیں، چنانچہ مختلف اندر بے شک بادشاہ بنے ہوں اور آئندہ بنتے رہیں مگر ملکہ ایک ہی رہی ہے اور ہمیشہ ایک ہی رہے گی یعنی وہی اندرانی۔

اندرانی سے اندر کے چار بیٹے چتر گپت، جے ینت (JAYANTA بمعنی فاتح)، رشبھ (سانڈ) اور مدھوش (MIDHUSHA بمعنی فیاض۔ کشادہ ظرف) پیدا ہوئے۔ بعض روایات کی رو سے اندر کا ایک بیٹا بالی نامی بھی تھا جو بندروں کا حکمران تھا۔ اسے رامائن کے ہیرو رام چندر جی نے قتل کر دیا تھا۔

زوال

گو اندر آریوں کا سب سے اہم اور مقتدر دیوتا تھا لیکن پرانوں کی تصنیف و تالیف کے دور (۲۵۰ء تا ۵۵۰ء) یعنی اب سے سوا سترہ برس قبل سے لے کر اب سے کوئی ساڑھے چار سو برس پیشتر تک آتے آتے اندر بتدریج زوال پذیر ہو کر اپنے سب سے اعلیٰ اور برترین مرتبے سے محروم ہو چکا تھا اور اندر کے زوال کی ابتدا اوّلین پرانوں

کی تخلیق سے ثمی صدیوں پہلے بھارت میں ہوئی تھی پاکستان میں نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آریہ جب تک پاکستان میں رہے اندران کا برترین اور مقتدرترین دیوتا رہا مگر پاکستان میں صدیوں تک رہنے کے بعد جب آریائی قبائل پاکستان سے آگے بڑھ کر بھارت میں داخل ہوتے اور وہاں بھی تلوار کے بل پر رفتہ رفتہ بتدریج بس گئے تو اندر کی عظمت، قدرت اور اہمیت بتدریج کم ہوتی چلی گئی اور پرانوں کے دور تک آتے آتے اس کا درجہ بہت ہی گھٹ چکا تھا، رہی سہی کسر پُران تخلیق کرنے والے ہندو برہمنوں نے کردی اندر کو بالکل ہی کم تر درجے کا دیوتا بنا کر رکھ دیا گیا اور اس کی جگہ برہما، وشنو اور شِو دیوتا ہندو مذہب کے صفِ اوّل کے معبود بن گئے۔ حالت یہ ہوئی کہ کوئی شخص یا رشی منی مطلوبہ ریاضت و تپسیا کر کے اس وقت موجود اندر کو اس کی حکومت شان و شوکت اور کرّ و فر سے محروم کر کے اس کی جگہ خود اندر بن سکتا تھا۔ چنانچہ پُرانوں میں اندر کسی ایک ہی مخصوص دیوتا کا نام نہیں ہے جیسے رگ وید میں اندر مخصوص دیوتا ہے بلکہ پُرانوں میں تو اپنے وقت جو بھی دیوتاؤں کا بادشاہ ہوتا ہے وہی اندر کہلاتا ہے اور اندر تبدیل ہوتا رہتا ہے

ہندوؤں کے چھوٹا مور دیوتاؤں اور دیویوں یعنی برہما دیوتا، وشنو دیوتا، شِو دیوتا، سرسوتی، لکشمی دیوی اور پاربتی دیوی نے اندر کی عظمت و محبوبیت کو بری طرح گھن لگا دیا یہ برہمنیت اور برہمنیت کے دیوتاؤں کی رگ وید اور اس کے دیوتاؤں پر واضح اور قطعی فتح تھی۔ لیکن اندر دیوتاؤں کا سردار ضرور تسلیم کیا جاتا رہا۔ اس میں رگ ویدی دور کی متعدد خصوصیات و صفات اب بھی باقی رکھی گئیں۔ وہ دیوتاؤں کے دشمنوں سے جنگ کرتا تھا، فتح بھی پاتا تھا اور پٹ بھی جاتا تھا۔ حد یہ کہ ایک بار وہ راون سے بھی شکست کھا کر اس کے بیٹے کے ہاتھوں قید ہو گیا بالآخر برہما اور دوسرے دیوتاؤں نے راون کو ابدیت عطا کر کے اندر کو رہائی دلائی۔ کرشن جی سے بھی اندر کی ٹھنی رہی اور اندر کے باغ میں اُگنے والے ایک درخت کی خاطر دونوں میں لڑائی بھی ہوئی۔ وہ درخت کرشن جی کی بیوی ستیہ

بھاما (SATYA BHAMA) کو پسند تھا کرشن جی نے اندر سے لڑ بھڑ کر وہ درخت لیجا کر اپنے باغ میں جا لگایا۔

ایک بات تھی اور وہ یہ کہ آریہ پہلے پاکستان میں صدیوں تک فاتح کی حیثیت سے رہے۔ پھر یہی صورتِ حال اس وقت پیش آئی جب آریہ پاکستان سے آگے بڑھنے کے بعد بھارت میں داخل ہو کر کامیابی سے قدم جما چکے تھے۔ اندرا نہی فاتح حکمران آریوں کا معبود عظیم تھا اس لئے اسے یکسر ختم نہیں کیا جا سکا۔ چنانچہ اقتدار و اثر کے لحاظ سے مکمل طور پر زوال پذیر ہونے کے باوجود اندر کو آسمان اور دیوتاؤں کا بادشاہ یا حکمران تو قرار تسلیم کیا جاتا رہا اور ہندوؤں کے ہاں اب بھی کیا جاتا ہے خواہ اس کی یہ بادشاہت پرانوں کے دور اور موجودہ عہد میں کتنی ہی کمزور کیوں نہ رہی ہو۔ "دیوتاؤں کی بادشاہت" کا یہ نام نہاد مخصوص مرتبہ اندر کے علاوہ کسی اور دیوتا کو نہیں دیا گیا۔ اور اندر صرف ہندوؤں کا ہی دیوتا نہیں بلکہ بھارت میں جین اور بدھ مت کے پیروکار بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔

تاہم وید "رگ وید" کی حمدوں (شوکتم۔ شوکت) کا بغور جائزہ لینے سے ایک اہم اشارہ یہ ملتا ہے کہ اندر کے زوال اور کی سب سے زیادہ مقبولیت و اہمیت اور اس کے اقتدار اعلیٰ میں کمی کی قدر سے ابتدا رگ وید کے زمانے سے ہی شروع ہو گئی تھی۔ اس بات کا ابتدائی یا ایک اوّلین مشاہدہ رگ وید کی آٹھویں کتاب (منڈل) کی چودھویں شوکتم (شوکت۔ حمد) کے شروع ہی میں ملتا ہے۔ اس حمد یا نظم کی ابتدا بڑے قابلِ غور اور دلچسپ بلکہ میں تو کہوں گا کہ اندر پر طنزیہ انداز سے شروع ہوتی ہے۔ حمد (شوکت) کے آغاز میں اندر سے شاعر کا اندازِ تخاطب قابلِ احترام اور عبودیت پر مبنی نہیں ہے بلکہ ایک حد تک گستاخانہ اور طنزیہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اندر سے بات کرنے کا یہ انداز اندر کے زوال کی طرف ہلکا سا ابتدائی قدم قرار دیا جا سکتا ہے۔ حمد

خالق نے کہا ہے کہ" اندر تو اپنے پرستاروں کے لئے کچھ کرتا نہیں ہے لیکن اگر میں (شاعر) اندر کی جگہ اس کے سے مرتبے اور قدرت والا ہوتا تو خوب فیاضی سے کام لیتا ــــ" وغیرہ۔ اس شوکت (حمد) کے "خالق گو شوکتی" اور "اشو سوکتی" نامی دو شاعر ہیں۔ حمد کا ابتدائی حصہ" دونوں میں سے جس نے بھی تخلیق کیا تھا بلا شبہ جرأت کا اظہار کرتے ہوئے کیا۔ دونوں شاعروں میں سے کسی ایک یا پھر مشترکہ طور پہ دونوں اس حمد ابھی۔ شوکت) کا آغاز یوں کیا ہے۔

" اے اندر!
اگر میں تیری جگہ مال و دولت کا واحد مالک ہوتا،
اپنے پجاری کو،
گائیں عطا کر کے مالا مال کر دیتا۔
اے طاقت کے مالک!
اگر میں گایوں کے گلوں کا مالک ہوتا،
رشی کو،
تقویت اور خوشحال بنانے کی بھرپور سعی کرتا[۱]"

مذکورہ بالا حمد (شوکت) کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ رگ وید کے زمانے (۱۵۰۰ ق م یا ۱۲۰۰ ق م) کے زمانے ہی میں ویدی دیوتاؤں میں اندر کی لاثانی اہمیت و اقتدار کا بظاہر جو زوال سا آنا شروع ہو گیا تھا وہ بڑھتے بڑھتے اس حد تک جا پہنچا

---

۱ THE HYMNS OF THE RIG VEDA

VOL. II P. 138

ENG. TRANSLATION - RALPH T. GRIFFITH

کر بعد کے زمانوں کے ہندوؤں خصوصاً رزمیہ دور' یعنی مہابھارت اور رامائن کی تخلیق کا دور' (۳۰۰ ق م تا ۳۰۰ء) اور اس سے بھی بڑھ کر پرانوں کے زمانوں (۳۰۰ء تا ۱۲۰۰ء) میں تو اس حد تک پہنچا کہ بعد میں اندر دیوتا کی پرستش کا خاتمہ ہی ہو گیا۔

دیوتاؤں کا بادشاہ ہوتے ہوئے بھی اندر ناقابلِ شکست نہیں تھا اور نہ ہی باپ ہے بالی نے قربانیاں ادا کر کے اندر پر فتح پالی تھی اور آسمانی دیوتاؤں کو ان کی مملکت سے نکال باہر کیا تھا۔ رامائن کی رو سے راون کے بیٹے "میگھ ناد" نے لڑائی کے میدان میں اندر پر فتح پائی اور اسے قیدی بنا کر لے گیا جہاں اندر حقیر غلاموں کی طرح راون کی خدمت کرتا تھا۔ میگھ ناد کا نام اس کارنامے کی وجہ سے ہی اندر جیت ہو گیا۔ یعنی "اندر کا فاتح" "اندر کو شکست دینے والا"۔ اس قید سے اندر کو برہما اور دوسرے دیوتاؤں نے اندر کو رہائی دلائی اور اندر کے فاتح کو ابدیت بخش کر اندر کو چھڑوایا۔

بعد کے زمانوں کی ہندو روایتوں کی رو سے کوئی فانی انسان گھوڑوں کی ایک سنوُا قربانیاں دے کر اندر بن سکتا تھا مگر گھوڑے کی قربانی کی ایک رسم بھی بہت مہنگی پڑتی تھی۔ بعد کی ہندو دیومالا (صنمیات) کی رو سے کئی اندر ہو گزرے ہیں۔ اور ان میں سے ہر اندر مختلف "منونتروں" (زمانوں) میں حکمران رہا ہے۔ مہابھارت کے "ادی پرب" کے مطابق پانچ اندر تو وہ تھے جو انسان کی حیثیت سے پیدا ہوئے۔ ان کی ایک ہی مشترکہ بیوی تھی اور وہ "سری" دیوی تھی۔ یہ دراصل پانچ پانڈو بھائی یدھشٹر، ارجن، بھیم، نکل اور سہدیو تھے اور ان کی بیوی دروپدی دراصل سری دیوی تھی۔

ایک اندر کی عمر ایک سو آسمانی برس یعنی چھتیس ہزار برس کے برابر ہوتی ہے۔ اس کے بعد کسی دیوتا یا کسی اہل اور قابلِ توصیف فانی انسان کو دیوتاؤں کا بادشاہ بنا دیا جاتا ہے۔ کسی کے لئے بھی اندر بن جانے کا سب سے یقینی راستہ یا سب سے اہم یہ شرط ہے کہ وہ سو مرتبہ قربانی کی رسم انجام دے چکا ہو۔ سو قربانیوں کی تکمیل کے بعد حکمران اندر کو

تخت چھوڑنا پڑتا ہے۔ پُرانوں کے مطابق ایسا بھی ہوا کہ بعض فانی انسانوں نے سوتر ماںیاں بڑی کرنے کی کوشش کی لیکن اُس وقت کے اندر نے قربانی کے جانور چوری کر کے ان لوگوں کی سوتر ماںیاں دینے کی کوشش ناکام بنا دی۔ فانی انسان سخت ریاضتیں (تپسیا) کر کے بھی اندر کی جگہ لے سکتے ہیں لیکن لوگ اندر بننے کے لئے جب بھی تپسیا کرنے لگتے ہیں، اس وقت کا حکمران اندر شہوت انگیز رقاصائیں (اپسرائیں) اپنے دربار سے بھیج کر انہیں بہکا دیتا ہے۔

موجودہ حکمران اندر کا نام پُورن دھرا (PURANDHARA) ہے۔ اس کی ایک ہزار آنکھیں ہیں۔ رامائن کے مصنّف نے اندر کی کمزوریوں کی کئی کہانیاں بیان کی ہیں۔ اندر کے گورو (استاد) کی نوجوان خوبصورت بیوی 'اہلیا' نامی تھی۔ اندر کو اس سے محبت ہو گئی اور ایک دن کا استاد رشی گوتم (GAUTAMA) باہر تھا کہ اندر چپکے سے اس کے گھر میں چلا گیا اور اہلیا سے جنسی جذبات بھری باتیں کیں۔ اہلیا بھی انکار نہ کر پائی، لیکن بات ابھی حد سے نہیں بڑھی تھی کہ رشی گوتم گھر لوٹ آیا۔ اس نے دونوں کو اکٹھے دیکھ کر اندر کو بددعا دی۔ اندر کے بدن پر ذلت کے ایک ہزار نشان نمودار ہو گئے۔ یہ نشان اندامِ نہانی سے مشابہ تھے چنانچہ اندر کا ایک نام 'سایونی' (SA-YONI) بھی پڑ گیا۔ اندر نے پشیمان ہو کر اپنے گورو سے معافی مانگی۔ نیک دل گورو نے اسے معاف کر دیا اور تذلیل کے ان ایک ہزار نشانوں کو ایک ہزار ہی آنکھوں میں بدل دیا۔ اس طرح اندر کا نام 'نیتر یونی' ——— (NETRA-YONI) اور 'سہس راکش' یعنی "ہزار آنکھوں والا" پڑ گیا۔ مگر اندر جلد ہی اپنی حرکتوں پر پھر اُتر آیا اور موقعے کا منتظر رہا۔ اور وہ ایک بار موقعہ تاڑ کر گورو گوتم کے گھر میں جا گھسا۔ گوتم بھی آ گیا اور اس نے اندر اور اپنی بیوی اہلیا کو اکٹھے دیکھ لیا، لیکن اس بار سب کچھ ہو چکا تھا۔ گوتم نے غضب ناک ہو کر اہلیا کو بددعا دی اور وہ پتھر بن گئی۔ گوتم نے اندر کو مخنث بنا دیا۔ تاہم دیوتاؤں نے مداخلت کی۔ اندر نے چھوٹی قربانی کی رسم ادا کی۔ یوں اندر کی مردانہ صفات بحال ہو گئیں۔ گوتم نے بھی یہ اعلان کر دیا کہ جب وشنو دیوتا

رام چندر جی کی شکل میں اوتار بن کر آئے گا۔ اہلیا اپنی جیتی جاگتی اصل صورت میں آجائے گی۔ رام چندر جب اپنے بن باس کے دوران دن ڈک نامی جنگل میں گھوم رہے تھے تو انہوں نے اہلیا کو اپنے پاؤں سے چھوا اور وہ دوبارہ اصل پیکر میں زندہ ہو گئی۔

اندر کو زوال بے شک آگیا تھا لیکن بارہویں صدی کے بالکل آغاز تک بھارت اور پاکستان میں کہیں کہیں اس کا پوجا ہونی ضرور رہی خواہ برائے نام ہی ہی۔ چھٹی صدی کے تامل کلاسیکی لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی بھارت (دکن) میں کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی حد تک اندر دیوتا کی پوجا ضرور رہی تھی۔ علاوہ ازیں بارہویں صدی کی بالکل ابتدا میں کشمیر میں بھی اس کی کچھ پوجا رہی تھی۔

جہاں تک موجودہ دور کا سوال ہے۔ بنگال میں اندر دیوتا کی پوجا سال بھر میں ایک بار کی جاتی ہے۔ گیلی مٹی سے اس کی مورتیاں بنا کر ان پر خوبصورت نقش و نگار بنائے جاتے ہیں۔ اس مورتی کی پوجا کرنے کے بعد اگلے دن مورتیوں کو دریا یا سمندر میں پھینک دیا جاتا ہے۔ کسی قربانی کی رسم شروع کرتے وقت بھی اندر سے مدد مانگی جاتی ہے۔ التجا کی جاتی ہے اور امید کی جاتی ہے کہ جس دیوتا کی اس موقعے پر خصوصی پوجا ہوتی ہے اندر اس تک پجاریوں کی دعائیں پہنچا دے گا یا یہ کہ اندر اس دیوتا کو ان پجاریوں کے پاس لے آئے گا خشک سالی کے دنوں میں بھارت کے کچھ حصوں میں اندر کے لئے خصوصی چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں تاکہ اندر کی قوت کے ذریعے بادل ان کی سوکھی زمینوں پر پانی برسا دیں۔ خشک سالی کے دنوں میں اندر دیوتا کی پوجا کا سلسلہ یقیناً بہت قدیم زمانوں سے جا ملتا ہے۔

اندر کا آسمان
سُورگ۔ جنت

اندر دیوتا کے آسمان کا نام "سُورگ" (SWARGA) ہے۔ "سُورگ" کو عمومی مفہوم میں "آسمان" اور "جنت" بھی کہا اور سمجھا جاتا ہے۔ سُورگ کے اور بھی کئی نام ہیں مثلاً:۔

سیرِبھ	SAIRIBHA
مِسرکا وَن	MISRAKA VANA
تاوِش	TĀVISHA
تری پشتپم	TRI-PISHTAPAM
اُردُہوا لوک	URDHWA - LOKA
اندرلوک	INDRA-LOKA

اندر کا آسمان تُوَشتری (TVASHTRI) نے بنایا تھا۔ تُوَشتری آسمان کے دیوتا دیاؤس (DYAUS) کا بیٹا تھا۔ اندر کے آسمان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسے رتھ کی طرح کہیں بھی لے جایا جا سکتا ہے۔

بعض روایتوں کی رو سے اندر کا آسمان سُوَرگ، کوہ میرُو پر واقع ہے اور دوسرے دیوتاؤں کے آسمان اس کے قرب و جوار میں ہی کہیں ہیں۔ میرُو، افسانوی یا اساطیری پہاڑ ہے۔ اور زمین سے دو لاکھ باون ہزار میل اونچا ہے۔ اس کی تلہٹی زمین کے سرحدی پہاڑوں سے گھری ہوئی ہے ان میں کوہ ہمالیہ بھی ہے جو جنوب میں واقع ہے۔ میرُو، کو چار اور پہاڑوں نے بھی سہارا دے رکھا ہے۔ یہ چاروں پہاڑ تیس تیس ہزار میل اونچے ہیں اور سارے پہاڑ سُورگ میں شامل ہیں۔

"پاکستانی - بھارتی آریوں" (PAKISTANI — INDO — ARYANS) کو یقین تھا کہ اندر کا آسمان ان کے اس سابق وطن کے نزدیک تھا جہاں سے وہ دھاوے مارتے ہوئے پاکستان آئے تھے۔ گویا آریہ پاکستان میں زبردستی داخل ہو جانے اور پھر یہاں صدیاں گزارنے کے باوجود اپنے سابقہ وطن کی یادیں بدستور سینے سے لگئے تھے۔ یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ ہمالیہ کی بلندیوں تک رسائی ناممکن تھی اس لئے ان کے نزدیک اندر کا آسمان ان پہاڑوں کی چوٹیوں کے اوپر تھا۔

دوسرے آسمانوں کی طرح آسمانی درخت (مقدس درخت) اندر کے سُورگ کی بھی زینت ہیں۔ وہاں ہرے بھرے درختوں سے معمور باغ ہیں۔ ان درختوں کی چھاؤں فرحت اور سکون بخش ہے۔ وہاں کے پھل انتہائی شیریں ہیں، دلکش اور چھکلے میٹھوں لگتے ہیں۔ وہاں کی فضائیں پرندوں کے نغموں اور پھولوں کی خوشبو میں رچی بسی ہوتی ہیں۔

سُورگ میں رہنے والوں کی دلبستگی کے لئے حد درجہ حسین اُپسرائیں (پریاں) ہوتی ہیں۔ وہاں بسنے والے نیک لوگ انہیں دیکھ دیکھ کر مسرور و محظوظ ہوتے ہیں، ان کی کشش سے مسحور ہو جاتے ہیں، یہ محوِ رقص رہتی ہیں۔ اندر کے آسمان یا جنت میں ایسے مُغنّی اور ساز نواز بستے ہیں جن کا پوری کائنات میں کہیں کوئی جواب نہیں۔ ان کے شیریں نغمے ہواؤں کے دوش پر لہراتے اِدھر اُدھر رواں دواں رہتے ہیں۔ یہ مُغنّی اور موسیقار گندھرو، کہلاتے ہیں۔

اندر کی جنت (سُورگ۔ آسمان) میں کسی طرح کی افسردگی، ملال، فکر اور خوف کا گزر نہیں کیونکہ وہاں خوشحالی کی ارواح، دھرم، مسرت، عقیدہ اور ذہانت و فراست موجود ہے۔ وہاں مذہبی رسمیں بھی ادا کی جاتی ہیں۔ سُورگ، (آسمان جنّت) میں دنیا بھر کی مسرتیں اور چین و آرام ہیں۔

سُورگ میں روحانی سعادت اور مسرت پالینے والے صاحب کردار فانی انسان بستے ہیں ان کی گناہوں سے پاک روحیں آگ کی طرح چمکتی ہیں۔ دراصل فانی انسان اپنے اچھے کردار کا پھل پانے کے لئے اندر کے آسمان، پر جاتے ہیں۔ زندگی کا مقصد نجات ہے اور جن لوگوں نے نجات پانے کے لئے کافی اچھے کام کئے ہوتے ہیں انہیں اندر کے آسمان یعنی سُورگ، میں بھیج دیا جاتا ہے۔ کچھ عرصے بعد انہیں اپنے کرموں کے مطابق دوبارہ جنم لینے کے لئے زمین پر واپس آنا پڑتا ہے۔ دھرتی پر اچھے کام کرنے والے اپنی راست روئیوں کا صلہ پانے کی خاطر یہ آس لگائے رہتے ہیں کہ انہیں کچھ مدت کے

لئے سُورگ، میں جانا ہوگا لیکن وہاں جانا انسان کے لئے مسرت و شادمانی کی انتہا نہیں ہے کیونکہ وہ ہمیشہ اندر کے آسمان (سُورگ) پر قیام نہیں کر سکتا ——————

—— جب انسان سورگ میں اپنے قیام کی معینہ مدت پوری کر لیتا ہے تو اسے یکے بعد دیگرے دوسرے جنم لینے اور دوسری زندگیاں گذارنے کے لئے زمین پر واپس بھیج دیا جاتا ہے اور جب وہ جنم لے کر اور اپنے اعمال کے مطابق یہ مختلف زندگیاں گذار کر اکمل ترین مسرت حاصل کرنے کے معیار پر بالکل پُورا اتر لیتا ہے تو وہ "آسمانی ہستی" میں ضم ہو جاتا ہے، یہی انسان کی سب سے بڑی مسرت ہوتی ہے۔

'سُورگ' میں رہنے والے سورما یا آسمانی جنگجو کارنامے انجام دیتے ہیں اور یہ ان سورماؤں کی عارضی یا مستقل قیام گاہ ہے۔ وہاں آسمانی قاصد آسمانی رتھوں میں سوار اِدھر اُدھر آتے جاتے رہتے ہیں۔ اندر کے سُورگ میں ہوا، بجلی، آگ، پانی، بادل، پودے، ستارے اور سیارے بھی ہیں۔

اندر کے دارالحکومت کا نام اَمراوتی (AMRĀWATI) ہے۔ امراوتی کو وِسواکرما (VISWA-KARMĀ) نے تعمیر کیا تھا۔ "وِسواکرما" کائنات کا عظیم معمار تھا اور بے پناہ تخلیقی صفات اور قوتوں کا مالک تھا —— امراوتی کوہ میرو پر واقع برہما دیوتا کے شہر کے قریب ہی ہے۔ برہما دیوتا کے شہر کے گرد امراوتی کے علاوہ دوسرے دیوتاؤں کے شہر بھی ہیں۔ بعض روایات کی رُو سے امراوتی کوہ میرو، پر ہے اور بعض کے مطابق وہ ہمالیہ کے شمال میں کہیں ہے۔ میرو پہاڑ کے قرب وجوار میں ہے۔ ہندوؤں کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ وہ زمین کا مرکز ہے یعنی زمین کے مرکز میں واقع ہے —— امراوتی کے کئی اور بھی نام ہیں مثلاً

دیوپور (DEVA-PURA) بمعنی دیوتاؤں کا شہر
پُوش بھاس (PUSHA - BHASA) بمعنی تابندہ سورج۔ سورج کی چمک دمک"

امراوتی کا محیط آٹھ سو میل ہے۔ اور یہ چالیس میل اُونچا ہے۔ اس کے ستون ہیرے کے ہیں اور اس کا تخت، فرنیچر اور محل سونے کے بنے ہوتے ہیں۔

اندر کے شہر (دارالحکومت) امراوتی کی دلکشی اور شان و شوکت لاثانی ہے۔ وہاں رہنے والوں کے لئے خوبصورت گھر بنے ہیں —— امراوتی میں اندر اپنی بیوی اندرانی کے ساتھ دربار منعقد کرتا ہے۔ وہ ایوان میں تخت پر بڑے کرّ و فر کے ساتھ بیٹھتا ہے۔ سفید لباس میں ملبوس رہتا ہے، گلے میں پھولوں کے ہار، ہاتھوں میں چمکتے کنگن اور تاج اس کے سر کی زینت بڑھاتا ہے —— اندر کے ساتھ اس کی ملکہ اندرانی۔ دیوتا، رشی، دانشور اور سادھو بھی موجود ہوتے ہیں۔ گناہوں سے پاک ان کی روحیں آگ کی طرح روشن اور چمکیلی ہوتی ہیں۔ ہواؤں کے دیوتا ماروت اندر کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔ ماروت ہوا، طوفان اور رعد کی ارواح بھی ہیں۔ یہ (ماروت) رُدرا، دیوتا (شیو دیوتا) کی اولاد ہیں اور ہر وقت اندر کے ساتھ رہتے ہیں، جاذب نظر نوجوان ہیں اور دلیر و طاقتور بھی۔ رگ وید کے مطابق ان کی تعداد یا تو ستائیس ہے یا ایک سو اسّی۔ ماروت ثانوی درجے کے دیوتا ہیں۔

○○

برہما دیوتا

BRAHMĀ

برہمن (برہمہ ۔ برہم)

لاجنس ارفع ترین ہستی

برہما دیوتا (BRAHMĀ) کے تفصیلی ذکر سے پہلے ایک بات کی وضاحت ضروری ہے اور وہ یہ کہ بعض اوقات برہما دیوتا اور برہمن (BRAHMAN) میں کوئی فرق روا نہیں رکھا جاتا ۔ اس برہمن، دارفع ترین لاجنس ہستی) کو برہم (ب رہ م ۔ برہمہ ۔ BRAHM) بھی کہا اور لکھا جاتا ہے ۔ دراصل مندرجہ ذیل الفاظ بہت ملتے جلتے ہیں حالانکہ ان کی نوعیت مختلف ہے ۔

برہمن ۔ برہم ۔ برہمہ (BRAHMAN OR BRAHM) ۔ لاجنس ارفع ترین ہستی ۔

برہما (BRAHMĀ) ۔ دیوتا ۔ خالق دیوتا ۔

براہمن ۔ برہمن ۔ (BRĀHMAN OR BRHMAN) ہندوؤں کی اعلیٰ ترین ذات ۔

انگریزی میں عام طور پر براہمن (ذات) کو براہمن (BRĀHMIN) لکھتے ہیں جو صحیح نہیں ہے ۔ مگر اب اسے تقریباً درست ہی تسلیم کر لیا گیا ہے ۔

اس طرح یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ لفظ برہمن یا برہم (لاجنس) ظاہری تحریری مشابہت کے باوجود نہ صرف برہما دیوتا بلکہ براہمن (برہمن) ہندو ذات سے معنویت اور اہمیت

کے لحاظ سے بالکل مختلف ہے چنانچہ ان تینوں خصوصاً برہمن (برہم ۔ لاجنس) اور برہما دیوتا کو خلط ملط نہیں کرنا چاہیئے۔ 'برہم' (برہمن، لاجنس) ہے، کائنات کی ابدی اور اصلی 'روح'، یا ہستی ہے اس کے برعکس برہما دیوتا انسانوں کی طرح جیتی جاگتی ہستی ہے۔ وہ ہندوؤں کی مشہور تثلیث (تری مورتی۔ TRINITY) کا پہلا رکن ہے۔ اگر وحدتِ وجود کے ضمن میں بھی جانچیں تو برہما دیوتا لاشخصی کائناتی اصول برہمن (برہم۔ برہمہ) سے مختلف اور متضاد ہے۔ برہما دیوتا مذکر (نر) ہے مگر برہم (برہمن۔ برہمہ) لاجنس ہے۔ برہما دیوتا برہمن (برہم۔ لاجنس) کے مقابلے میں بہت ہی نچلی حیثیت یا رتبے کا مالک ہے۔ برہمن (برہم۔ لاجنس) کے مقابلے میں کم و بیش ایسا 'انسانی' تھا جس کا مرتبہ بڑھا چڑھا دیا گیا تھا۔ برہمن (برہمہ۔ برہم) کا نہ تو کوئی آغاز ہے اور نہ انتہا لیکن برہما دیوتا اپنے ایک کلپ (KALPA) کا نصف حصہ یعنی ایک دن (چار ارب بتیس کروڑ ارضی برس) گزار کر مر جاتا ہے۔ اور اپنے 'کلپ' کا دوسرا نصف حصہ یعنی ایک رات (چار ارب بتیس کروڑ ارضی برس) گزار کر اگلے دن پھر زندہ ہو جاتا ہے۔

برہمن (برہم۔ برہمہ۔ لاجنس) کا مادہ 'برِہ' (بِ رِہ۔ BRH) ہے جس کے لفظی معنی ہیں "افزائش۔ نشوونما، بالیدگی"۔ برہمن (برہم۔ برہمہ) کے معنی "ہمہ وجود معبود" کے بھی کیے گئے ہیں۔ برہمن (برہم۔ لاجنس) کو بعض اوقات کَل ہنس (KALA - HANSA) بھی کہا جاتا ہے۔

برہمن (برہم۔ برہمہ) اور برہما دیوتا میں فرق روا رکھنے کے لیے برہمی (برہم) کو 'برہمن (لاجنس)' اور برہما دیوتا کو 'برہما (مذکر)' بھی لکھا جا سکتا ہے اور لکھا جاتا ہے۔

رگ وید میں برہمن (برہم۔ برہمہ۔ لاجنس) اور برہما دیوتا کا کوئی تصور نہیں ہے۔ ویسے رگ وید میں لفظ برہم (برہمن) ملتا تو بے شک ہے مگر وہاں یہ کسی ارفع ترین روح کا کائناتی اصول وغیرہ کے لیے نہیں بلکہ عبادات اور مناجات کے معنی میں آیا ہے۔ (رگ وید میں پروہت کے لیے بھی لفظ 'براہمی' ملتا ہے) ——— رگ وید کے بہت بعد کی مخصوص مذہبی کتابوں براہمناؤں (براہمنوں) میں بھی یہ لفظ یعنی برہم آیا ہے مگر وہاں عبادات اور قربانی کی رسموں میں مضمر تقدس

کا نام برہم ہے کسی اعلیٰ ترین روح، جوہر یا ہستی کا نام نہیں۔ علاوہ ازیں براہمناؤں میں برہم اس پاکیزگی کو بھی کہا گیا ہے جو عبادات اور قربانیوں سے متعلقہ رسوم ادا کرنے والوں کے دلوں میں بھی ہوتی ہے۔

برہم (برہمن۔ لاجنس) کا واضح تصور وذکر ۵۰۰ قبل مسیح سے لے کر سلم دور کے اثرات تک تخلیق وتحریر ہونے والی ہندوؤں کی ان دوسو مذہبی کتابوں (رسائل) میں ملتا ہے جنہیں اُپنشد (UPANISHADS) کہا جاتا ہے۔ بعض اُپ نشد تو پندرہویں صدی عیسوی میں بھی تخلیق وتحریر کئے گئے۔

ایک وقت تھا کہ ہندوؤں کے ہاں کائناتی اکائی کا تصور فلسفیانہ نہیں بلکہ مذہبی اثرات کے تابع تھا۔ پھر اُپ نشدوں کا زمانہ آیا۔ بعد کے اس مذہبی لٹریچر یعنی اُپ نشدوں میں اعلیٰ ترین ہستی یعنی برہمن (برہم۔ لاجنس) اور آتما (ATMAN۔ سانس۔ نفس۔ روح) کا تصور پیش کرتے ہوتے برہمن (برہم۔ لاجنس) کو کائناتی اکائی کے برابر قرار دے دیا گیا۔ اُپ نشدوں میں کائناتی اکائی کا تصور برہمن (برہم۔ برمہھ۔ لاجنس) کی توضیح اور مفہوم بیان کرتے ہوئے پیش کیا گیا۔ برہمن (برہم۔ لاجنس) کے بارے میں اُپ نشدوں کا تصور ابدی اور لاشخصی کائناتی اصول پر مبنی ہے اور برہما دیوتا کے بارے میں مذہبی عقیدہ قائم کیا گیا کہ وہ خالق ہے۔

اُپ نشدوں میں ایک طرف تو غیر مخلوق اور ابدی برہمن (برہم۔ لاجنس) کا تصور خوب جڑیں پکڑ گیا تھا اور دوسری طرف تخلیقی قوتوں کے حامل برہما دیوتا کا عقیدہ و تصور بھی کارفرما ہے۔ برہم (برہمن۔ لاجنس) اور برہما دیوتا سے وابستہ ان دونوں تصورات میں کائناتی اکائی کے لحاظ سے کوئی میل یا مطابقت نہیں۔ اس عدم تطبیق کے باوصف کسی خالق قوت یا عنصر کا روایتی عقیدہ موجود ہے۔ صورت دراصل یہ رہی کہ آریہ جن عناصر فطرت کو پوجتے تھے انہیں ویدوں کے ابتدائی دور میں تجسیم دے دی گئی تھی۔ پھر بہت بعد میں جا کر ایک ایسا وقت آیا جب کسی ذات کے بارے میں مؤحدانہ تصور ابھرنے کے درمیان جو عبوری دور تھا اس میں یہ عقیدہ اہم خاصی اہمیت

کا حامل بنا کہ وہ خالق ہے۔ بہر حال برہم (برہمن۔ لاجنس) اور برہما دیوتا سے وابستہ تصور اور مذہبی عقیدے میں مطابقت پیدا کرنے والے اُپ نشدوں میں برہما دیوتا کو مجرد یا خیالی ہستی برہمن (برہم۔ لاجنس) کا ذہنی پیکر قرار دیا گیا۔ مگر یہ موحدانہ نظریئے کے سلسلے میں کوئی مستقل حل تو نہیں بنتا تھا۔ برہما دیوتا کو برہمن (برہم۔ لاجنس) کا تصوراتی پیکر قرار دینے سے تو توحیدیہ تصور کا صرف ایک مسئلہ حل ہوا اور بھی عارضی طور پر۔ ادھر وشنو دیوتا کا مذہب (وشنو مت) اور شو دیوتا کا مذہب (شومت) اور ان دونوں دیوتاؤں کے پروہت پوری قوتوں کے ساتھ موجود تھے۔ ظاہر ہے ان حالات میں ضرورت اس بات کی سمجھی گئی کہ مزید مذہبی ہم آہنگی پیدا کی جائے چنانچہ آخری چارہ کار کے طور پر ترموتی (TRIMURTI) یعنی توحید فی التثلیث کا عقیدہ و نظریہ پیش کیا گیا۔ اس ترموتی، یا تثلیث میں برہما دیوتا، وشنو دیوتا اور شو دیوتا کو شامل کیا گیا اس طرح یہ تینوں دیوتا ترموتی کی شکل میں برہمن (برہم۔ برہمہ۔ لاجنس) کے تین پہلوؤں یا رخوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یعنی خالق (برہما)، محافظ (وشنو) اور غارت گر (شو)۔ گویا ان تینوں دیوتاؤں کو برہمن (برہم۔ لاجنس) کے ہی تین رُخ قرار دے دیا گیا۔

لیکن اس مذہبی مصلحت کوشی سے محض برہمن (برہم۔ لاجنس) کے بارے میں موحدانہ ظہور کا ہی اظہار ہوتا ہے؟ اور یہ ایسی صورت تھی جو رگ وید کے پرجاپتی اور دوسرے خالقوں سے کچھ ایسی مختلف نہیں تھی۔ مسئلہ دراصل مذہبی نہیں بلکہ فلسفیانہ تھا۔ یعنی اب مسئلہ کائنات کے بارے میں اس تصور کا باقی رہ گیا کہ کائنات کی سب سے اہم خصوصیت تخلیق یا آفرینش نہیں بلکہ اس کا تسلسل ہوتی ہے اور ابدی کائنات کے بارے میں یہ تصور ترموتی (TRIMURTI) سے وابستہ تصور سے متضاد و متصادم تھا۔ ترموتی میں برہما کو باقی دونوں دیوتاؤں وشنو اور شو پر برتری و تفوق تھا وہ اس لیے کہ برہما دنیا کا خالق تھا —— اس کا حل یہ نکالا گیا کہ برہما کو دونوں متخالف اصولوں یعنی "مائل بہ مرکز" اور "مرکز گریز" اصول کے مابین متوازن اور غیر جانبدارانہ حیثیت کا حامل بنا دیا گیا۔ وشنو دیوتا "مائل بہ مرکز" اور شو "مرکز گریز" اصول

کا نمائندہ ہے۔ وشنو تحفظ اور تجدید یا کایا پلٹ کی اور شِو تباہی یا خلاء کی نمائندگی کرتا ہے یعنی کائناتی تسلسل کی دو اہم خصوصیات۔ برہما دیوتا نے تحفظ اور تباہی کی خصوصیات کے حامل وشنو دیوتاؤں (اصولوں) کے درمیان اعتدال اور غیر جانبداری یہ برتی کہ کائنات کا تسلسل بھی برقرار رکھتا ہے اور پھر سو بھی جاتا ہے اس (برہما) کی نیند کے دوران دنیا عارضی طور پر تباہ ہو جاتی ہے اس سلسلے میں ہندوؤں کا خیال اور عقیدہ یہ ہے کہ برہما اپنی زندگی کا ایک "دن"، یعنی (چار ارب بتیس کروڑ ارضی برس) مکمل ہو جانے کے بعد ایک "رات"، یعنی (چار ارب بتیس کروڑ ارضی برس) کے لئے سو جاتا ہے۔ کائنات تباہ ہو جاتی ہے اگلی صبح برہما جاگ جاتا ہے، کائنات بھی از سرِ نو پیدا ہو جاتی ہے۔ برہما کی عمر سو برس ہوتی ہے اور برہما کی کل عمر کے سو برس پندرہ نیل بچپن کھرب بیس ارب ارضی برس یعنی ایک کروڑ بچپن لاکھ باون ہزار ملین (پندرہ ہزار پانچ سو باون بلین) ارضی برسوں کے برابر ہوتے ہیں۔ یہ عمر پوری کرکے برہما دیوتا مر جاتا ہے اور کائنات مکمل طور پر تباہ ہو جاتی ہے اس سابق برہما کے بعد ایک اور برہما پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی سو برس کی عمر گزار کر فوت ہو جاتا ہے پھر ایک اور برہما جنم لیتا ہے غرض دنیا کا یہ تسلسل اسی طرح قائم رہتا ہے۔

برہمن (برہم۔ برہمہ)، ایک لاجنس نام یا اصطلاح ہے جو برہما دیوتا سے کافی قدیم ہے۔ اور برہما دیوتا سے قطعی مختلف اور ممیز ہے۔ برہمن (برہم) مقدس لفظ اوم بھی ہے۔ وہ ذہنی یا نظریاتی معبود ہے، لاشخصی اعلیٰ ترین ہستی ہے۔ لاجنس ہے یعنی نہ مذکر نہ مونث وہ کائنات کی اصل ترین روح ہے علتِ کائنات ہے، ایسی قوت یا جوہر ہے جو موجود بالذات ہے۔ اس کا ظہور بے پایاں اور ہر جگہ، ہر چیز میں سرایت کئے ہوئے ہے ہر سو موجود ہے۔ دیکھتا ہے محسوس کرتا ہے۔ صفات سے آزاد ہے حقیقتِ واحدہ ہے۔ روحِ کائنات کی تجسیم یا زندہ نمونہ ہے، ایسی ہستی ہے جو پوری فطرت —— ہر ذی حیات اور غیر ذی حیات، افضل ترین دیوتاؤں اور انسانوں سے لے کر ادنیٰ ترین مخلوق میں موجود ہے

یعنی میں ظہور آنے والی توانائی ہے۔ چلنے پھرنے والی مخلوق میں تو حیات کی چنگاری ہے
مادی (جسمانی، جسم) بھی ہے اور غیر مادی (لاجسمی) بھی۔ اس کی کوئی شکل صورت نہیں۔ زندگی کی زندگی
ہے، ذی جان بھی ہے اور غیر ذی جان بھی۔ غیر سمعی، غیر محسوس، غیر متعین اور غیر فانی ہے۔ نظر
نہیں آتا، مخلوق نہیں، کسی سے پیدا نہیں ہوا، خود پیدا ہے، جب تک انسان کی کوتہ چشمی کا جالا
دور نہ ہو جائے اسے محسوس نہیں کیا جا سکتا۔ زماں و مکاں سے ماورا اور ازلی ابدی ہے۔
اس کا کوئی آغاز نہیں کوئی اختتام نہیں، مطلق و کامل ہے اور ارفع ترین روح۔ لامحدود اور
وسیع ہوتے ہوئے چھوٹے سے چھوٹا بھی ہے۔ تمام جوہروں میں سب سے مقدس ہے۔ اعلیٰ
فاعل ہونے کے ساتھ ساتھ ساکت و صامت اور خاموش ترین بھی ہے۔

اس نے دیوتاؤں کو تخلیق کیا اور انہیں دنیاؤں میں متعین کیا۔ اس نے اگنی دیوتا
کو ہماری اس دنیا میں، وایو دیوتا کو فضا میں اور سوریہ دیوتا (سورج) کو آسمان پر متعین کیا —
اس سے ساری چیزیں ظہور میں آئیں اور پھر اسی میں ساری چیزیں واپس شامل ہو جائیں گی۔
وہ ایسی ارفع ترین روح ہے جس کی پوجا نہیں کی جاتی۔ رشی بڑی ثابت قدمی کے ساتھ گیان
دھیان کی لو لگاتے تھے تاکہ بالآخر برہمن (برہم۔ برہمہ۔ لاجنس) میں سما جائیں۔

اُپنشدوں پر بیرونی اثرات

اُپنشدوں کی تعداد خواہ ڈیڑھ سو ہو، ایک سو اسی یا پھر دو سو،
صورت یہ ہے کہ یہ ۵۰۰ قبل مسیح یا ۶۰۰ قبل مسیح سے لے کر کم از
کم پندرھویں صدی عیسوی (۱۵۰۰ء) تک تخلیق و تحریر ہوتے رہے یعنی اب سے کوئی اڑھائی
ہزار برس پہلے سے تخلیق ہونا شروع ہوئے اور اب سے صرف پانچ سو برس قبل تک
تخلیق و تحریر ہوتے رہے۔ اُپنشدوں کے علاوہ ان دو ہزار برسوں میں ہندوؤں کی
اور بھی مذہبی تصانیف ایسی سامنے آئیں جن میں برہمن (برہم۔ برہمہ۔ لاجنس) کے بارے
میں مندرجہ بالا تصورات و عقائد ملتے ہیں —— سوچنے اور تحقیق کرنے کی اہم بات یہ

برہمن (برہم - لاجنس) کے بارے میں مندرجۂ بالا تصورات سرزمین بھارت ہی کے مفکرین
فکر کا نتیجہ تھے یا یہ کسی بھی ذریعے سے دوسرے ملکوں سے لئے گئے تھے؟ اُپ نشدوں اور
دوسری ہندو کتابوں کے مصنفوں نے اگر برہمن (برہم - لاجنس) سے متعلق یہ اثرات دوسرے
ملکوں سے بھی قبول کئے تھے تو کیا چین، عراق، مصر، یونان، عیسائیوں اور مسلمانوں میں سے کسی
بھی جگہ سے لئے گئے یا اُپ نشدوں وغیرہ پر ان سب کا مشترکہ طور پر اثر پڑا تھا؟

بھارت کے ڈاکٹر پھول گین سنہا نے عالم برہمنوں کی تصنیف کردہ مشہور عالم "بھگوت گیتا"
کے بارے میں ایک قابل غور اور دلچسپ دعویٰ کیا ہے۔ موجودہ صورت میں (بھگوت گیتا مہا
بھارت کا حصہ ہے)۔ ڈاکٹر سنہا نے اپنی کتاب "THE GEETA AS IT
REDISCOVERING THE ORIGINAL BHAGVAT GEETA" ———
میں صرف چونکا دینے والا ہی نہیں بلکہ مزید قابلِ تحقیق دعویٰ یہ کیا ہے کہ سری کرشن جی کی تعلیمات
سے منسوب بھگوت گیتا میں خدا (رب) کے بارے میں پیش کردہ نظریہ بھارت کی سرزمین کا
نہیں بلکہ یہ نظریہ سامی (SEMITIC) ہے۔ ڈاکٹر سنہا نے براہمنوں (پنڈت) اور براہمنی ذہنیت
کو خوب لتاڑتے اور ان کی تصانیف کی تحقیق کی دعوت دیتے ہوئے کہا ہے کہ مشہور برہمن فلاسفر
شنکر آچاریہ (۷۸۸ء تا ۸۲۰ء) نے انجیل اور قرآن سے مذکورہ سامی نظریہ لے کر گیتا میں شامل
کیا، اس کی ضخامت کئی گنا بڑھا دی اور یہ کہ اضافہ شدہ موجودہ گیتا اصل نہیں ہے۔ ڈاکٹر سنہا
کہتا ہے کہ گیتا میں بعد کے زمانوں میں ایسے تصورات و افکار شامل کر دیئے گئے جو بھارتی سرزمین
کے نہیں ہیں ——— ڈاکٹر سنہا کا یہ دعویٰ صحیح ہے یا غلط اس سے قطع نظر یہ ضرور ہے کہ انہوں نے
غور و فکر کے لئے کچھ کہا ضرور ہے۔

بہر حال برہمن (برہم - برہمہ - لاجنس) سے وابستہ تصورات و عقائد کو اس زاویئے سے
بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ یہ تصورات بھارت کے آریائی ذہن کی پیداوار ہیں یا ان کی
بنیاد میں بنیادی اور ابتدائی حصہ ان لوگوں کا ہے جو آریاؤں سے پہلے اور آریاؤں کے

ساتھ ساتھ پاکستان اور بھارت میں رہتے تھے؟ یا پھر برہمن ابرہم۔ (اجنس) سے متعلق بیشتر یا کچھ تصورات مشرقِ وسطیٰ کے سامیوں اور مصریوں کے ہیں جو کسی ذریعے یا حوالے سے پاکستان اور بھارت پہنچے تھے۔

برہما اور ترمُورتی

برہمنیت (BRAHMANISM) اور اس کے ترجمان مذہبی نوشتوں پُرانوں کی رو سے اب ہندوؤں کے تین سب سے بڑے دیوتا، خصوصاً دو سب سے بڑے دیوتا ہیں اور یہی تینوں ہندوؤں کی اہم ترین ترمُورتی (TRIMURTI) میں شامل ہیں۔ وہ تین دیوتا یہ ہیں۔

بُرہما	BRAHMA
وِشنُو	VISHNU
شِو	SHIVA

آج کل بھی ہندوؤں کے ہاں وِشنُو اور شِو سب سے مقبول اور سب سے اہم ہیں اور عملاً انہی دو کا مذہب ہے وِشنُومت اور شِومت۔ برہما، وشنو اور شِو کی تین بیویاں ہیں۔

سَرسوتی	SARASVATI
لکشمی	LAKSHMI
پاروَتی (پاربَتی)	PARVATI

سرسوتی برہما کی، لکشمی وشنو کی اور پاربتی شِو کی بیوی ہے۔ یہ تینوں دیویاں ان تینوں دیوتاؤں کی شکتیاں (شکتیاں SAKTIS) تسلیم کی جاتی ہیں۔ شکتی یا شکتی کسی دیوتا کی بیوی یا اس کی قوت توانائی و قوت ہوا کرتی ہے۔

بُرہما، مذکر نام ہے اور یہ ہندو تثلیث (ترمُورتی) کا پہلا رکن ہے دوسرے دو اراکین وِشنُو اور شِو ہیں۔ ہندوؤں کے مذہبی تصورات، اساطیر اور فن پیکر تراشی برہما کو بڑی اہمیت حاصل

ہے۔

رگ وید کی رو سے تینتیس (۳۳) دیوتا تھے۔ ست پتھ براہمنا (SATAPATHA BRĀHMAN) کے مطابق تینتیس (۳۳) اور چونتیسواں پرجاپتی تھا۔ ست پتھ براہمنا رگ وید سے کئی صدیاں بعد تصنیف کیا گیا تھا۔ مہابھارت کے زمانے تک تین نئے دیوتا عروج پر آچکے تھے اور وہ ہیں برہما، وشنوُ اور شِو۔ اس زمانے کے بعد سارے ہندو مذہب کے سب سے اہم اور مقبول ترین دیوتا یہی تینوں بننے والے تھے ——— برہما کو پرجاپتی کا جانشین قرار دیا جا سکتا ہے۔ وشنوُ کا ذکر بھی رگ وید میں ملتا ہے۔ اس طرح رگ وید کے دور میں شِو دیوتا بھی موجود تھا۔ رگ وید میں شِو کا نام رُدرر (RUDRA) آیا ہے مگر رگ وید میں وشنوُ اور شِو کو بعد کے زمانوں کے مقابلے میں برائے نام ہی کوئی اہمیت حاصل تھی۔ رگ وید کے صدیوں بعد جاکر برہما، وشنوُ اور شِو تینوں ہندو مذہب کے اہم ترین دیوتا بن گئے انہیں یہ حیثیت آج بھی حاصل ہے اور ہندو وشنوُ اور شِو کے ہی مذہبی خانوں یا بڑے فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں ——— مگر ان تینوں دیوتاؤں کا خالق، محافظ اور غارت گر کی حیثیت سے باہمی ربط اور تعلق مہابھارت اور رامائن کے آخری حصوں میں ہی ملتا ہے۔ مہابھارت اور رامائن سے کئی صدیوں بعد پُرانوں میں ان تینوں پر مشتمل ترموِرتی (TRIMURTI) کا ذکر اکثر آیا ہے۔

دراصل ہندوؤں اور آریاؤں کے ہاں تثلیث (TRINITY) یعنی "ترموِرتی" کا تصور بہت قدیم زمانے سے ملتا ہے، البتہ اس تثلیث یا ترموِرتی میں شامل تینوں دیوتا بدلتے ضرور رہے ہیں۔ ان کے ہاں جس پہلی آریائی تثلیث کا سراغ ملتا ہے وہ وُرُون (وارُن VARUN) دیوتا، مِترر (MITRA) اور آریہ من (ARYAMAN) پر مشتمل تھی بعد میں ان کی جگہ اگنی (آگ)، وایُو (ہوا) اور سوریہ (سورج) دیوتاؤں نے لے لی۔ یہ تینوں بھی آریائی دیوتا تھے اس کے بعد وہ وقت آیا کہ اس دوسری تثلیث میں اندر دیوتا نے وایو کی جگہ پائی اور اب یہ آریائی تثلیث اگنی اندر اور سوریہ دیوتا پر مبنی تھی ——— پھر ویدی دور کے بعد مذہبی کتابوں براہمناؤں اور

اُپ نشدوں کا دور آیا۔ ان ادوار یعنی براہمناؤں کے دور (BRAHMANIC PERIOD) خصوصاً اُپ نشدوں کے دور (UPANISHADIC PERIOD) میں اندر کو ویدوں جیسا عروج حاصل نہ رہا بلکہ وہ تیزی سے روبہ زوال ہوگیا اور اس کی جگہ وشنو دیوتا نے لے لی۔ گو رگ وید میں وشنو کا ذکر بھی ہے مگر وہاں اس کی حیثیت دوسرے بڑے ویدی دیوتاؤں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تھی، لیکن اب تو اس (وشنو) کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہوگئی اور وہ ترمورتی میں سما گیا، موجودہ ترمورتی میں برہما (خالق)، وشنو (محافظ) اور شِو (غارت گر) شامل ہیں برہما، وشنو اور شِو پر مشتمل اس ترمورتی سے تخلیق، تحفظ اور غارت گری (تباہی) کی وحدت یا اتحاد اور اجتماع کا نیا تصور ابھرا۔ زندگی، موت اور تخلیقِ نو کے تسلسل کے بارے میں بھی نئی سوچ سامنے آچکی تھی۔ یہ دونوں تصور ایک دوسرے سے مطابقت رکھتے ہیں۔

برہما کے نام

برہما دیوتا کے بہت سارے نام ہیں، لیکن سب سے معروف یہ ہیں۔

سرشٹری	(SRASHTRI)	خالق
پرجاپتی	(PARJAPATI)	مخلوق کا مالک۔
آتم بھُو	(PTMABHU)	موجود بالذات
دھاتری۔ ودھاتری	(DHĀTRI-VIDHĀTRI)	سہارا دینے والا۔ قائم رکھنے والا
پتامہا	(PITĀMAHA)	عظیم باپ
ہرنیاگربھ	(HIRANYA GARBHA)	سنہری انڈے سے پیدا ہونے والا
پرمیستی	(PARAMESTI)	قربانی ادا کرنے والا عظیم
آدی کوی	(ADI-KAVI)	اوّلین شاعر
ساوتری پتی	(SAVITRI-PATI)	ساوتری کا شوہر
کمل آسن	(KAMALASANA)	کنول نشین۔ کنول کے پھول پر بیٹھنے والا

برہما کو نارائن (NĀRAYANA) بھی کہا جاتا ہے اور اس کی وجہ ستپتھ براہمنا کی رو سے یہ ہے کہ برہما دیوتا آفرینش کے وقت پانی (نار اہ۔ NARAH) میں سرگرم عمل رہا تھا۔ اس لئے برہما دیوتا کو نارائن بھی کہا گیا۔ گو ست پتھ براہمنا میں برہما کو واضح طور پر نارائن کہا گیا ہے مگر بعد کے زمانوں میں "نارائن" وشنو دیوتا کو کہا جانے لگا۔ "برہما کو اوّلین دیوتا"، "خالقِ کائنات" اور "نگرانِ عالم" بھی کہا گیا ہے۔

برہما دیوتا کے کچھ اور نام یہ ہیں۔

وِدھی	(VIDHI)	
وِدھاس۔ وِدھس	(VEDHAS)	
دُرُوہِن	(DARUHINA)	
لوکیس	(LOKESA)	مالکِ جہاں۔ آقائے جہاں
پرمشت	(PERAMESHTA)	آسمان پر برترین
سَنَت	(SANAT)	قدیم
دُرُوگھن	(DRŪGHANA)	کلہاڑا۔ موگرا
چتر آنن	(CHATUR-ĀNANA)	چار منہ والا
چتر مکھ	(CHATUR-MUKHA)	
اشٹ کرن	(ASHT-KARNA)	آٹھ کان والا
ہنس واہن	(HANSA-VĀHANA)	ہنس پر سواری کرنے والا
نابھی جا	(NĀBHI-JA)	ناف سے پیدا ہونے والا
کنج جا	(KANJA-JA)	کنول سے پیدا ہوتے والا
کنج	(KANJA)	کنول
سروجِن	(SAROJIN)	کنول رکھنے والا

اَب جَ (اب جاجا) (ABJAJA)

اَب جایونی (ABJA-YONI)

برہما کی پیدائش

برہما دیوتا کی پیدائش کے بارے میں ہندوؤں کے ہاں مختلف روایات ہیں۔ مگر مقبول عام روائیت اور عقیدہ یہ ہے کہ برہما نے اس کنول سے جنم لیا جو وشنو کی ناف سے پھوٹا تھا۔ یجروید (YAJURA-VEDA) میں اعلیٰ ترین ہستی، کی زبان سے یوں کہلوایا گیا ہے۔

"مجھ سے برہما پیدا ہوا تھا۔ وہ سب سے برتر ہے وہ پتا جہاتا (سب انسانوں کا باپ) ہے۔ وہ اَجا اور سوئمبھو[1] ہے۔"

منوسمرتی (MANUSMRITI) میں منُو نے برہما کی پیدائش کے بارے میں لکھا ہے۔

"یہ دنیا تاریک، غیر معلوم، بے شکل، غیر ممیز اور فہم وادراک سے ماوراتھی، جیسے سرتاسر خوابیدہ ہو۔ تب ذی شان اور موجود بالذات اعلیٰ ترین ناقابلِ امتیاز ہستی (برہمن۔ برہم۔ لاجنس) نے اس دنیا کو عظیم عناصر کی صورت میں تخلیق کیا اور دوسری چیزیں ظاہر کیں۔ اپنی توانائی دکھا کر اس نے اندھیرا دور کر دیا۔ وہ (ہستی اعلیٰ) خود بخود ظاہر ہوگئی جو ماورا، ادراک، پُراسرار، ناقابل شناخت اور ابدی ہے اور جس میں سارے جاندار بھی سماتے ہوتے ہیں[2]۔ اس نے مختلف جانداروں کو اپنے بدن سے تخلیق کرنے کی خواہش کی۔ پہلے اس نے تصوّر کو بروئے کار لاتے ہوئے پانیوں کو پیدا کیا اور

---

[1]۔ سُوئم بھُو (سُوئمبھو) (SWAYAMBHU)۔ موجود بالذات

[2]۔ جو تمام چیزوں کا جوہر ہے۔

اور ان میں اپنا تخم (بیج) جمع کر دیا۔ یہ بیج ہرنیاگربھ[٣] بن گیا۔
انڈہ سورج کی مانند درخشاں تھا۔ اس (انڈے) کے اندر وہ
برہما (دیوتا) کی شکل میں پیدا ہوا جو (برہما دیوتا) ساری دنیاؤں
کا اوّلین باپ ہے ــــ پانی 'نارا' کہلاتے ہیں کیونکہ وہ 'نر'
(NARA) کی اولاد ہیں[٤] اور چونکہ یہ پانی اس (برہما دیوتا) کا مسکن
(ایَن) تھے[٥] اس سے (برہما دیوتا) کا نام نارائن پڑ گیا۔ اس علت
العلل، ناقابل تمیز، ابدی، موجود اور غیر موجود سے وہ مذکر پیدا
ہوا جو دنیا میں برہما (دیوتا) کے نام سے معروف ہے۔
اس انڈے میں مالک (برہما دیوتا) پورے ایک برس تک رہا۔
پھر اس نے خود محض اپنے تصور کی کوشش سے انڈے کو دو حصوں میں
تقسیم کر دیا۔ دونوں نصف حصوں سے اس (برہما دیوتا) نے آسمان
اور زمین بنائے اور ان کے درمیان فضا اور آٹھوں سمتیں[٦] اور پانیوں
کے ابدی مسکن بنائے۔ اس نے تین صفات رکھنے والی تمام چیزیں
بنائیں۔۔۔۔"
مذکورہ بالا ہرنیاگربھ یعنی سنہری انڈے (بیضے) کا وشنو پران میں ذکر یوں آیا ہے۔

ح٣:۔ ہرنیاگربھ (HIRANYA - GARBHA): سنہری انڈہ۔ سنہری جرثومہ۔ سنہری جنین۔

ح٤:۔ اس فقرے کا ایک اور ترجمہ سنسکرت سے انگریزی میں یوں کیا گیا ہے "وہ نر کی بیٹیاں ہیں"

ح٥:۔ انگریزی میں اس فقرے کا ایک اور ترجمہ یوں ہے "چونکہ پانی اس (برہما دیوتا) کی نقل و حرکت کی اوّلین آماجگاہ (ایَن) تھے اس لئے وہ (برہما) 'نارائن' کہلانے لگا۔

ح٦:۔ آٹھ سمتیں: شمال، جنوب، مغرب، مشرق اور ان کی درمیانی سمتیں۔

"اس انڈے کا رحم[١] میرو پہاڑ[٢] جتنا وسیع تھا۔ یہ رحم پہاڑوں سے
بنایا گیا تھا اور اس کی خالی جگہیں عظیم سمندروں کے پانی سے معمور تھیں
اس انڈے میں زمینیں، سمندر، پہاڑ، سیارے اور کائنات کے
حصے، دیوتا، عفریت اور نسلِ انسانی سمائی ہوئی تھی۔"

اس انڈے میں برہما ایک ہزار برس تک مقیم رہا۔ پھر یہ انڈہ ٹوٹ گیا اور اس کے اندر سے برہما دیوتا غور و فکر کو بروئے کار لا کر نمودار ہوا اور آفرینش کا عمل شروع کیا۔ برہما دیوتا نے دیکھا کہ دھرتی پانی میں ڈوب گئی ہے۔ اس نے ایک خنزیر کی صورت اختیار کی اور پانی میں غوطہ زن ہو کر زمین کو اپنے دانتوں پر اٹھا کر باہر نکال لیا اس کے بعد اس نے تخلیق کا عمل پھر جاری کر دیا۔

مارکنڈیا پران میں برہما دیوتا، سرسوتی دیوی، وشنو دیوتا، لکشمی دیوی، شیو دیوتا اور پاربتی دیوی

ح ١۔ رحم: بچہ دانی۔

ح ٢۔ میرو پہاڑ: سونے کے بنے ہوئے دنیا کے اس مرکزی اساطیری پہاڑ کی سطح زمین سے بلندی چوراسی ہزار یوجن، زیرِ زمین اس پہاڑ کی گہرائی سولہ ہزار یوجن، چوٹی کا قطر بتیس ہزار یوجن اور نچلے حصے کا قطر سولہ ہزار یوجن ہے۔ عام خیال کے مطابق ایک یوجن آج کے نو میل کے برابر تھا۔ بعض کے خیال میں ایک یوجن پانچ میل اور بعض کے نزدیک ساڑھے چار میل کے مساوی تھا۔ نو میل فی یوجن کے حساب سے میرو پہاڑ کی چوٹی کا قطر دو لاکھ اٹھاسی ہزار میل اور نچلے حصے کا قطر ایک لاکھ چوالیس ہزار میل ہے لیکن پانچ میل فی یوجن کے حساب سے چوٹی کا قطر ایک لاکھ ساٹھ ہزار اور نچلے حصے کا قطر اسی ہزار میل ہے۔ نو میل فی یوجن کے حساب سے اس پہاڑ کی بلندی سات لاکھ چھپن ہزار میل اور زیرِ زمین گہرائی ایک لاکھ چوالیس ہزار میل ہے لیکن پانچ میل فی یوجن کے حساب سے میرو پہاڑ کی بلندی چار لاکھ بیس ہزار اور زیرِ زمین گہرائی اسی ہزار میل ہے۔

کی پیدائش کے بارے میں ایک مختلف روایت ملتی ہے۔ اس کے مطابق اوّلین مادرِ عظیم مایا، خالق کا نسائی روپ تھی ۔ مایا نے اپنے تین مختلف گُنوں یا خصوصیات کی بنا پر تین مختلف اعلیٰ یا ماورائے ادراک صورتیں بدلیں ۔ مایا کی ایک صورت سے برہما دیوتا اور وشنو کی بیوی لکشمی، دوسری صورت سے شو دیوتا اور برہما کی بیوی سرسوتی اور تیسری صورت سے وِشنو دیوتا اور شو کی بیوی پاربتی پیدا ہوتی۔

مہا بھارت اور کچھ پُرانوں کے بیان کے مطابق برہما وِشنو دیوتا کی ناف سے اُگنے والے کنول سے پیدا ہوا تھا اور یہی عقیدہ یا تصور آج ہندوؤں میں سب سے مقبول ہے۔

> اوّلین پانیوں پر کائناتی سنہری بیضہ (انڈہ ۔ جرثومہ) تیرتا پھرتا تھا ۔ اس انڈے پر کائنات کا مالک ایک ہزار برس تک آرام سے سوتا رہا ۔ انڈے میں کوئی بھی جاندار نہیں تھا اور یہ سمندر کی سطح پر پڑا رہا جب مالک (وِشنو دیوتا) انڈے پر محو خواب تھا تو اس کی ناف سے ایک کنول پھوٹا ۔ اس کنول کی تابندگی اتنی تھی کہ ایک ہزار سورج مل کر بھی اتنی روشنی پیدا نہیں کر سکتے تھے اور یہ کنول اتنا بڑا تھا کہ اس پر ساری دنیا کی مخلوق رہ سکتی تھی ـــــ اسی کنول سے برہما دیوتا اپنے آپ پیدا ہوا۔"

پُرانوں کی ایک اور روایت میں ہے کہ۔

> "جب ہستیِ اعلیٰ نے اپنی شکتی (توانائی) مایا سے صحبت کی تو اس کے نتیجے میں برہما پیدا ہوا۔"

رامائن کی رو سے برہما دیوتا آسمان یا بالائی فضا سے پیدا ہوا ۔ برہما کی نسل سے مریچم (MARICHI) تھا اور مریچی سے کیپ (KASYAPA) اور کیپ سے وِوَس وت (VIVASVATA) پیدا ہوا ۔ وِوَس وت منُو کا باپ تھا۔

خصوصیات۔ خالق آفرینش

برہما دیوتا کو ہندو دنیا کا خالق مانتے ہیں اور یہی اس کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ رگ وید میں خالق دیوتا برہما کا کوئی تصور اور ذکر نہیں ہے۔ یہ دیوتا یعنی برہما اور اس کے بارے میں خالقِ عالم ہونے کا تصور رگ وید سے صدیوں بعد کا ہے۔ رگ وید میں پُورُوش ' پُرُش (PURUSHA) پرجاپتی (PARJAPATI) اور ہرنیاگربھ (ہرن یا گربھ) یعنی سنہری حرثوم (سنہری انڈہ۔ سنہری جنین) کو خالق کہا گیا ہے —— البتہ رگ وید کے صدیوں بعد پُرانوں میں بیان کردہ بعض اساطیری کہانیوں رگ وید میں مذکور مندرجہ تینوں خالقوں یعنی پُورُوش (پُرُش)، پرجاپتی (مخلوقات کا مالک) اور ہرنیاگربھ کی تکوینی (تخلیقی) خصوصیات برہما دیوتا کو سونپ دی گئیں۔ اس وقت تک برہما دیوتا برہم (برہمن۔ برہمہ۔ لاجنس) کی تخلیقی اہلیت سے متصف ہو چکا تھا —— ایک خیال یہ بھی ہے کہ ویدوں میں دراصل برہما دیوتا کا ہی ذکر پرجاپتی کے نام سے ملتا ہے۔ ایک اور خیال کے مطابق —— برہما دیوتا درحقیقت برہمن (برہم۔ برہمہ۔ لاجنس) کی مذکر صورت ہے کچھ ہندو روایات کے مطابق برہما سب سے پہلا دیوتا ہے۔ وہ عقل ودانش کا دیوتا ہے۔ بعض روایات کی رو سے چاروں وید برہما دیوتا کے سر سے پیدا ہوئے تھے اور وہ ویدوں کا محافظ ہے۔ برہما کے پانچ سر تھے مگر پھر ایک سر سے محروم ہو جانے کے بعد اس کے چار سر باقی رہ گئے تھے چنانچہ ہندو عقیدے کے مطابق چاروں وید یعنی رگ وید (RIG VEDA) ' یجر وید (YAJUR VEDA) سام وید (SAMA OR SĀMAN VEDA) اور اتھروَد (ATHRVA) وید برہما دیوتا کے ایک ایک سر سے پیدا ہوئے تھے اسی لئے برہما کو عقل ودانش کا دیوتا خیال کیا جاتا ہے اور دانشور ہندوؤں کو اس سے خصوصی عقیدت ہے —— وہ دنیا کا نگران ہے۔ اسے محافظِ کائنات بھی کہا گیا ہے۔

وہ پہلا رشی یا پرجاپتی ہے یعنی ساری مخلوق کا مالک ہے۔ انسانوں کے علاوہ

دیوتاؤں کا بھی باپ ہے ——— برہما کی ایک عدالت بھی تھی اس عدالت کی یہ خصوصیت بڑے تسلسل کے ساتھ قائم رہی کہ دیوتا اور انسان اپنے مصائب اور دکھ درد کے ازالے کے لئے برہما کی اس عدالت سے رجوع کرتے تھے۔

رامائن میں لکھا ہے کہ برہما دیوتا نے اس رزمیہ کے ہیرو رام چندر جی کو اپنی عنایات سے نوازا، بلکہ برہما نے تو رام چندر کے حریف لنکا کے راجہ راون پر اور دیوتاؤں کے دوسرے دشمنوں راکششوں (RAKSHASAS) پر بھی نوازشات کیں۔ اور راکشش برہما دیوتا کے بیٹے پُلستیا (PULASTYA) رشی کی نسل میں سے تھے۔ اور پُرانوں کی رو سے بھی برہما دیوتاؤں کے دشمنوں کی سرپرستی کرتا تھا اور برہما کی حمایت سے ہی دَیتیاؤں⁹ (عفریتوں۔ شیاطین - DAITYAS) کے بادشاہ بالی نے دیوتاؤں کی پٹائی کر کے ان سے تقریباً ساری آسمانی مملکت چھین لی آخر وشنو دیوتا نے دیوتاؤں کو اس دیتیا (دے تیا) بالی سے رستگاری دلائی۔

برہما دیوتا کی مندرجہ بالا خصوصیات سے قطع نظر اس کی اصل اور سب سے ممتاز اور اعلیٰ خصوصیت یہ ہے کہ وہ خالق ہے اور لازمی طور پر خالق دیوتا ہے۔ اس کا سب سے اہم اور نمایاں ترین کام ہی تکوین (تخلیق۔ آفرینش) تھا۔ متاخر ویدی دور اور اس کے بعد کی تحریروں میں برہما دیوتا کو خالق کی حیثیت سے پیش کیا گیا۔ ہندو روائیتوں میں اسے منو بھی کہا گیا ہے۔

ح ۹۔ دَیتیا (دے تیا) - DAITYA۔ عفریت۔ شیاطین۔ یہ کَسیَپ (KASYAPA) اور اس کی ایک بیوی دِیتی (DITI) کی اولاد تھے۔ یہ عفریتوں اور شیاطین کی نسل تھی دیوتاؤں سے لڑتے بھڑتے رہتے تھے اور قربانی کی رسموں میں مزاحم ہوتے تھے۔ کبھی وہ فتح پا لیتے اور پھر دیوتا انہیں مغلوب کر لیتے دے تیا اور دانَو کا ایک عام طور پر اکٹھے ہی ذکر آتا ہے دانو بھی دیتیاؤں جیسے تھے اور ان سے گہرا ربط و ضبط رہتا تھا۔ دے تیاؤں اور دانوؤں (DĀNAVAS) میں امتیاز کرنا بہت ہی مشکل ہے۔

جس نے اپنے اعضا سے مختلف جاندار تخلیق کرنے کی کوشش کی تھی۔

ساری کائنات پہلے برہما دیوتا میں سمائی ہوئی تھی۔ تمام مادی اشکال کا ادراک کر کے اس نے انہیں فوری طور پر پیدا کیا، انہیں اس طرح ترتیب دی جیسے وہ نظر آتی ہیں۔ مگر ان کی ظاہری شکل ہمیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ جس طرح شاہ بلوط کا درخت شاہ بلوط کے پھل میں ہوتا ہے، جس طرح پھل اپنے بیج میں موجود ہوتا ہے اور اپنے بڑھنے اور پھلنے اور پھولنے کا منتظر ہوتا ہے اسی طرح تمام مادی صورتیں، ساری چیزیں برہما دیوتا میں موجود تھیں اور اس (برہما) نے ان سب کے جزو سے ایک ساتھ پیدا کئے ما ہر شے اسی سے پیدا ہوئی، ساری اشیاء کو موجودہ شکل میں اسی نے ترتیب دیا۔ ہندو عقیدے کے مطابق برہما دیوتا کے آسمان پر ہر وہ چیز سب سے چھوٹے کیڑے سے لے کر سب سے بڑے جانور تک موجود ہیں، جو زمین پر ہیں۔

ست پتھ براہمن کے مطابق برہما دیوتا (پرجاپتی) نے کچھوے کی شکل میں آکر اولاد پیدا کی —— کٹھا نامی اُپ نشد میں لکھا ہے:

> "پوری کائنات کی زندگی (برہما دیوتا) کے اندر لرزاں ہے برہما سے ظہور میں آکر کائنات متحرک ہوتی ہے۔"

قانون پر ہندوؤں کی مشہور تصنیف منوسمرتی (MANU-SMRTI)، جس کا نام "مانو دھرم شاستر[۱]" (MĀNAVA DHARMA SHASTERA) بھی ہے۔ میں تحریر ہے کہ:

> "..... اس (موجودہ بالذات ہستی) نے خواہش کے تحت اپنے ہی بدن سے مختلف جاندار پیدا کرنے پر آمادہ ہو کر سب سے

---

[۱] شاستر۔ قانون کی کتاب۔ آئین حکمرانی کی کتاب۔ کسی مقدس یا مسلّمہ شخصیت کی تصنیف کردہ کتاب تاہم قانون کی کتابیں خاص طور پر شاستر کہلاتی ہیں۔

پہلے پانی پیدا کیا اور اس میں ایک بیج ڈال دیا۔ سورج کی مانند
درخشاں وہ بیج سنہری بیضہ بن گیا۔ وہ (موجود بالذات) اس
انڈے میں ساری دنیا کے باپ برہما (دیوتا) کی حیثیت سے
پیدا ہوا ..... غیر موجود علت سے پیدا ہونے والا فرد (پرش)
دنیا میں برہما کے نام سے مشہور ہے ..... اپنے ہی بدن کو
مالک (برہما) نے دو حصوں میں تقسیم کر دیا ..... ایک نصف
حصہ مؤنث (مادہ) تھا۔ اس مادہ (مؤنث کے بدن میں) اس
(برہما) نے ویراج تخلیق کیا۔ جان لے کہ میں (منو) اس پوری
دنیا کا خالق ہوں، مجھے خود ویراج نے تخلیق کیا تھا۔

رامائن کا بیان ہے کہ ہر جگہ پانی ہی پانی تھا۔ اس پانی میں زمین بنائی گئی۔ پھر برہما دیوتاؤں کے ساتھ ظہور پذیر ہوا۔ برہما نے خنزیر کی صورت اختیار کر لی۔ اس نے دھرتی کو سمندری پانی سے باہر نکالا۔ اور برہما نے اپنے بیٹوں رشیوں کو پیدا کیا ساری دنیا تخلیق کی۔ ہندوؤں کے پرانوں (PURANAS) میں آفرینش کے بارے میں متعدد کہانیاں آئی ہیں۔ ان میں دراصل کائنات کے بارے میں صدیوں پہلے کے رگ ویدی تصورات کو اساطیر کے رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

پرانوں کی اسی قسم کی رو سے برہما دیوتا نے دوجنسی صورت اختیار کر لی یعنی وہ بیک وقت نر (مذکر) بھی تھا اور مادہ (مؤنث) بھی۔ برہما کی اس دوجنسی صورت سے پہلا مرد اور پہلی عورت پیدا ہوئی۔ گویا برہما دیوتا نے خود کو دو افراد یعنی سب سے پہلے مرد اور سب سے پہلی عورت کی صورت میں ڈھال لیا۔ یہ پہلا مرد تھا سوایم بھوو اور پہلی عورت تھی ست روپا متسیا پران (مت سیا۔ MATSYA) پران میں برہما دیوتا کے تکوینی (تخلیقی) عمل کے بارے میں یہ کہانی آئی ہے۔

"برہما دیوتا نے پاک جوہر سے سب سے پہلے ایک عورت تخلیق کی۔ یہ اس کی بیٹی تھی اور اس کا نام سَت رُوپا[ح۱] تھا۔ وہ سَرسوتی (SARASVATI)، ساوِتری (SAVITRI)، گائیتری (GAYATRI)، واچ (VACH) اور براہمنی (BRAHMANI) بھی کہلاتی ہے۔ اپنے بدن سے جنم لینے والی اپنی بیٹی کو دیکھ کر برہما عشق کے تیروں[ح۱۲] سے زخمی ہو گیا۔ کہنے لگا۔

"کس بلا کی حسین ہے یہ"

. . . .

. . . .

پھر برہما نے اپنی بیٹی سَت رُوپا سے کہا۔

"چل آ ہم تمام جاندار مخلوق انسان، شُور اور اَشُور[ح۱۳ و ۱۴] پیدا کریں"

ح۱ ۔ سَت رُوپا: ایک سو صورتوں (شکلوں) والی۔

ح۱۲ ۔ عشق کے تیر: محبت کے دیوتا "کام دیو" کے تیر۔ کام دیو اپنے تیر لوگوں اور دیوتاؤں پر چلا کر ان کے دلوں میں محبت جگا دیتا ہے۔ بہرحال مطلب یہ کہ برہما اپنی انتہائی حسین و جمیل بیٹی سَت کے عشق میں مبتلا ہو گیا۔

ح۱۳ ۔ شُور (SURAS): شُور عمومی طور پر دیوتا کو کہا جاتا ہے۔ ویدوں کی رو سے شُوروں (SURAS) کا تعلق سورج دیوتا سورِیہ سے تھا۔ بعد کی روایات کے مطابق یہ ادنیٰ درجے کے دیوتا ہیں جو سُورگ میں رہتے ہیں۔ ح۱۴ ۔ اَشُور (ASURAS): رگ وید میں اَشُور دو بالکل متضاد حیثیتوں سے مذکور ہے۔ رگ وید کے قدیم ترین حصوں میں اَشُور "ارفع ترین روح" کو کہا گیا ہے اس حیثیت سے اَشُور زرتشتیوں کے اہورا سے بالکل مشابہ ہے۔ اس کے علاوہ اَشُور، دیوتا کے مفہوم میں بھی آیا ہے بڑے بڑے رگ ویدی دیوتاؤں مثلاً اندر

(باقی صفحہ اگلے)

• برہما کی یہ بات سن کر ست رُوپا دھرتی پر لوٹ آئی۔ برہما نے
اس سے بیاہ کر لیا۔ اور وہ ایک خفیہ جگہ چلے گئے جہاں وہ ایک
سو (آسمانی) برس تک مقیم رہے۔ یہ مدت گزرنے کے بعد ان
کے ہاں پہلا منُو پیدا ہوا جو سوائم بھُوا اور ویراج کہلاتا تھا۔"

بھاگوت، (بھاگ بت پُران میں آیا ہے کہ ست رُوپا کے بطن سے برہما کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا جس کا نام پریہ ورت (PRYA VARATA) تھا۔ تاہم بعض دوسری روایات کی رو سے وہ برہما کا بیٹا نہیں پوتا تھا۔ بھاگ وت (بھگوت۔ بھاگبت۔ بھگبت) پران کا ہی بیان ہے کہ شروع شروع میں برہما دیوتا تخلیق کا کام انجام دیتے وقت چوک گیا اور اسے کئی ناکامیاں ہوئیں۔ تنگ آکر اس نے چار فرزانے (مُنی MUNI) تخلیق کئے ان کا نام تھے سنک (SANAKA)، سنند (سانند SANANDA)، سان تن (سن تن۔ SANTANA) اور سانت کمار (سنت کمار۔ SANATKUMARA) یہ چاروں مُنی (فرزانے) تخلیقی عمل کے خلاف تھے۔ وہ ریاضت کرنے لگے اور واسُو دیو کی پوجا شروع کر دی۔ اس طرح انہوں نے اس مقصد ہی کو ناکام بنا دیا جس کی خاطر انہیں تخلیق کیا گیا تھا۔ برہما دیوتا اس صورت حال پر سخت بھنّا گیا اور اس کے غیظ و غضب نے رُودر (دیوتا) کو جنم دیا جس نے تخلیق کا کام شروع کر دیا۔ اس کنول سے برہما دیوتا نمودار ہوا۔ وہ خود پیدا، تھا۔ پانیوں پر پڑی ہوئی مقدس ہستی، کی قوتوں سے متصف ہو کر برہما نے ساری مخلوق کو تخلیق کیا اور ہر ایک کو اس کا نام اور شبیہہ عطا کی۔

اگنی اور وانُودن (ورون)، کے لئے اسُور کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔ لیکن رگ وید کے ہی بعد کے حصوں میں اسُور عفریت اور دیوتاؤں کے دشمنوں کو کہا گیا ہے۔ اتھروید اور دوسری مذہبی کتابوں براہمنوں میں بھی اسُور کو عفریت، شیاطین اور دیوتاؤں کے دشمن کو کہا گیا ہے۔ اس طرح رگ وید کے ابتدائی حصوں کے بعد اسُور کا مفہوم ہی بدل کر رہ گیا آج بھی اسُوروں کو عفریت، شیاطین اور دیوتاؤں کے دشمن ہی سمجھا جاتا ہے

بھاگوت پُران (BHAGAVATA) یا بھاگ بَت پُران (BHAGBATA) میں بھی کائناتی یا دنیاوی بیضے (انڈے) کا ذکر آیا ہے۔ اس پُران میں کہا گیا ہے کہ پرکرتی (PRAKRITI) یعنی فطرت (مادّہ) تین بنیادی خصوصیات یا صفات کی بنیاد ہے اور وہ تین بنیادی خصوصیات یا صفات ہیں سَت وا (SATWA) یعنی پاکیزگی، تقدس، راجس (RAJAS) یعنی جذبات اور تامس (TAMAS) یعنی لاعلمی، جہالت، تاریکی۔ یہ تینوں خصوصیات یعنی پاکیزگی جذبات اور لاعلمی ابتدا میں غیر متحرک یا جمود کی حالت میں تھیں۔ مگر چونکہ آفرنیش کا عمل جاری ہونا تھا اس لئے ان میں تحریک پیدا ہوئی اور مَہت (MAHAT) یا مَہتَت وا (MAHATATWA) یعنی اصولِ آفرنیش وجود میں آیا۔ اس اصولِ آفرنیش سے تَن متر ا (TANMATRAS) وجود پذیر ہوئے۔ جب یہ آسمانی قوت سے مل گئے تو شہری بیضہ، پیدا ہوا۔ اس انڈے پر کائنات کا مالک ایک ہزار برس سے زیادہ مدت تک محوِ آرام رہا۔ انڈے میں کوئی زندہ مخلوق نہیں تھی اور یہ سمندر کی سطح پر پڑا تھا۔ جب مالک بیضے پر اس طرح اپنی ہی ذات میں گم تھا تو اس کی ناف سے کنول کا ایک پھول پھوٹا جس کی آب و تاب ایک ہزار سورجوں کی چمک کے برابر تھی۔ یہ کنول اتنا بڑا تھا کہ اس میں سارے جاندار سما سکتے تھے۔

بعض روایات کے مطابق برہما نے ساری مخلوق پیدا کی۔ ہر ایک کے نام رکھے، ان کی شکلیں بنائیں مگر برہما نے تخلیق کرتے وقت ابتدا میں کچھ غلطیاں کیں۔ پہلی غلطی کے نتیجے میں رات بنی، رات سے تاریکی کی مخلوق پیدا ہوئی۔ اس وقت برہما نے خود پر چل پڑنے والے اپنے ان بھوکے بیٹوں سے کہا:

"میں تمہارا باپ ہوں مجھے مت کھاؤ"

ان میں سے کچھ بھوکے چلاتے:

"کھا لو اسے خواہ یہ ہمارا باپ ہی ہو"

یہ یکش (YAKSHAS) کہلائے۔ برہما کے باقی ماندہ بھوکے بیٹوں نے کہا:

اسے زِچ کر نہ جلنے دو"

یہ راکشس (RAKSHASAS) بن گئے — اس تلخ تجربے سے برہما دیوتا کو عقل آگئی۔ اب اس نے مخلوق پیدا کی۔ اس مخلوق میں تین بنیادی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ستوا یعنی پاکیزگی، تقدس باقی دونوں خصوصیات کی نسبت کہیں زیادہ موجود تھی۔ یہ مخلوق آسمان کے دیوی دیوتا بن گئے۔ اپنے کولہے سے برہما دیوتا نے اسُور، پاؤں سے زمین اور مسکراہٹ سے اپسرائیں (پریاں) پیدا کیں۔

برہما دیوتا پرجاپتیوں کے سردار دکش (DAKSHA) کا باپ بھی تھا۔ دکش برہما کے انگوٹھے سے پیدا ہوا تھا۔ پرجاپتی برہما دیوتا کے تکوینی (تخلیقی) کاموں میں سے ہاتھ بٹاتے تھے۔

اہلیا (AHALYA) نامی خوبصورت خاتون کو برہما دیوتا نے ہی پیدا کیا تھا پھر برہما نے اہلیا کی شادی گوتم (GAUTAMA) رشی سے کردی۔ اندر دیوتا اہلیا سے متاثر ہو گیا اور رشی گوتم کی غیر موجودگی میں وہ دونوں مباشرت کے مرتکب ہوئے جس کی انہیں سزا ملی۔

برہما اور تخلیق و فنا کا سلسلہ

برہما دیوتا کے تخلیقی یا تکوینی عمل کی بنیاد اس (برہما) کے ایک دن پر رکھی گئی ہے یعنی برہما صبح سویرے تخلیق کرتا ہے، نظامِ زندگی رواں دواں رہتا ہے اور جب رات ہوتی ہے تو برہما سو جاتا ہے اور ساری دنیا تباہ ہو کر منتشر ہو جاتی ہے۔ رات گزرنے کے بعد برہما تخلیق عمل از سرِ نو شروع کر دیتا ہے۔

برہما دیوتا کی عمر سو برس کی ہوتی ہے۔ سو برس پورے کر چکنے کے بعد وہ مر جاتا ہے اور پھر ایک نیا برہما پیدا ہوتا ہے۔ برہما کی موت اور نئے برہما کی عمر کا ایک دن کلپ (KALPA) کہلاتا ہے۔ برہما کے اس ایک دن میں رات شامل نہیں۔ برہما کے ایک دن یعنی ایک کلپ کی طوالت زمین یا انسان کے چار ارب بتیس کروڑ (۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰) برسوں کے برابر ہوتی ہے اور برہما کی ایک رات بھی اتنی ہی طولانی ہوتی ہے۔ اس طرح برہما کا ایک دن اور ایک

رات مل کر آٹھ ارب چونسٹھ کروڑ (۸۶۴۰۰۰۰۰۰۰) ارضی یا انسانی برسوں کے برابر ہوتی ہے۔ برہما کے صرف ایک دن یا ایک رات کو مجموعی طور پر "دور" اور برہما کی سو برس کی عمر پر مبنی وقت کو اگر "قرن" کہا جائے تو شاید غلط نہیں ہوگا۔

اپنے دن (کلپ) کے آغاز کے ساتھ ہی برہما تینوں دنیاؤں یعنی زمین (بھور یا بھورلوک (BHUR BHURLOKA) خلا (بھوور - BHUVAR) اور آسمان (سور - SWAR) اور ان کے ساتھ ساتھ دیوتاؤں، رشیوں، اَشوروں، انسانوں اور دوسری جاندار مخلوق اور زیرِ زمین دنیا یعنی پاتال کی تخلیق شروع کر دیتا ہے۔ اس پورے کلپ (دن) یعنی چار ارب بتیس کروڑ ارضی برسوں پر مشتمل دور میں وشنو دیوتا کی حفاظت کرتا ہے جب برہما کا ایک دن (کلپ) ختم ہو جاتا ہے تو رات شروع ہوتے ہی برہما سو جاتا ہے اور اس رات میں شِو دیوتا دنیا کو تباہ کر ڈالتا ہے۔ اور تینوں دنیاؤں یعنی آسمان، زمین اور خلا کے ساتھ ساتھ زیر زمیں دنیا (پاتال) بربادی سے دوچار ہو کر انتشار یا ہیولی کی صورت اختیار کر لیتی ہے، کائنات اسی طرح پانی کی شکل اختیار کر جاتی ہے جیسی کہ تخلیق کے آغاز سے قبل تھی ــــ برہما کا ایک کلپ (دن) ختم ہو جانے کے بعد رات کو عالمی تباہی کی یہ صورت "پرلے" (PRALAYA) کہلاتی ہے، دنیا اور اس کی ہر چیز آگ میں جل جاتی ہے البتہ رشی، دیوتا اور عناصر فطرت محفوظ رہتے ہیں اور بعض روایات کی رو سے برہما کے آسمان پر موجود مخلوق زندہ و برقرار رہتی ہے۔

برہما رات ختم ہونے تک پڑا سویا رہتا ہے۔ برہما کی ایک رات بھی اس کے ایک دن جتنی طویل ہوتی ہے گویا دن میں برہما مسلسل چار ارب بتیس کروڑ ارضی برس تک جاگتا رہتا ہے اور پھر چار ارب بتیس کروڑ ارضی برس تک ہی مسلسل سوتا ہے ــــ رات تمام ہوتی ہے اور برہما جاگ جاتا ہے۔ یوں برہما نیند سے بیدار ہو کر اگلے دن (کلپ) دنیا اور موجودات کی تخلیق پھر شروع کر دیتا ہے اور دنیا کا نظام چلتا رہتا ہے اور ایک اور کلپ (دن) یعنی چار ارب بتیس کروڑ ارضی برس گزار کر برہما رات کو پھر اتنے ہی طویل ارضی برسوں تک کے لئے سو جاتا ہے

دنیا پھر فنا ہو کر 'پرلے' کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اگلی صبح برہما نیند سے اٹھ کر اپنا تخلیقی عمل پھر جاری و ساری کر دیتا ہے۔ دن (کلپ) اور رات کو تخلیق و فنا کا یہ سلسلہ برہما کی پوری زندگی یعنی ایک سو برس تک چلتا رہتا ہے۔ برہما کی ایک برس کی زندگی پندرہ کھرب، پچپن ارب بائیس کروڑ (۱۵۵۵۲۰۰۰۰۰۰۰) ارضی برس اور برہما کی پوری زندگی یعنی سو برس پندرہ نیل پچپن کھرب بیس ارب، یعنی پندرہ ہزار پانچ سو باون بلین (۱۵۵۵۲۰۰۰۰۰۰۰۰۰) ارضی برس کے مساوی بنتی ہے۔ اگر اس مدت میں راتوں کی طوالت شامل کر دیں تو پھر برہما کے قرن کی یہ ارضی مدت دوگنی بن جائے گی۔

برہما دیوتا جب اپنی زندگی کے سو برس پورے کر لیتا ہے تو پھر نہ صرف تینوں دنیائیں یعنی زمین، خلا اور آسمان، پاتال کی ساتوں اقالیم، ساری مخلوق، موجودات، رشی، اَسُر، انسان دیوتا بلکہ تینوں دنیاؤں کے اوپر کی چاروں دنیائیں حتیٰ کہ خود برہما اور ایشور (مالک کل) بھی فنا ہو کر انتشار کی صورت اختیار کر لیتی ہیں، گڈمڈ ہو جاتی ہیں۔ تینوں دنیاؤں کے اوپر کی چاروں دنیا برہما کی سو برس کی عمر پوری ہونے سے پہلے اس کے ہر دن (کلپ) کے ختم ہونے پر تین دنیاؤں کے ساتھ فنا نہیں ہوتی تھیں، بلکہ برقرار رہتی تھیں۔

برہما کی عمر یعنی سو برس پورے ہونے پر کائنات کی تباہی اور انتشار دھیولی کی صورت 'مہا پرلے' (MAHAPRALAYA) کہلاتی ہے۔ 'مہا پرلے' کو 'فنائے عظیم۔ انتشارِ عظیم' کہا جا سکتا ہے۔ 'مہا پرلے' یعنی مکمل تباہی اور انتشار کی طوالت اتنی ہی ہوتی ہے جتنی برہما کی عمر یعنی پندرہ ہزار پانچ سو بلین (۱۵۵۵۲۰۰۰۰۰۰۰۰۰) ارضی برس 'مہا پرلے' کا دور دورہ ہوتا ہے۔

سو برس پورے کر کے جب برہما خود بھی مر جاتا ہے تو 'مہا پرلے' کے اختتام پر ایک نیا برہما پیدا ہوتا ہے اور تخلیق نو کا عمل شروع کر دیتا ہے۔ موجودہ برہما اپنی زندگی کے پچاس برس یعنی سات ہزار سات سو چھہتر بلین (۷۷۷۶۰۰۰۰۰۰۰۰۰) ارضی برس پورے کر چکا ہے اور آج برہما کا جو 'کلپ' (دن) گزر رہا ہے وہ برہما کی زندگی کے ۵۱ ویں برس کا پہلا 'کلپ' (دن) ہے

علاوہ ازیں ہندو اساطیر کی رو سے نسلِ انسانی کے مورثِ اعلیٰ ہر منُو سے متعلق ہر زمانہ ختم ہو جانے کے بعد ہولناک اور ہلاکت آفرین طوفان اور سیلاب آجاتا ہے جو زمین اور تمام جانداروں کو نگل جاتا ہے البتہ صرف دیوتا اس تباہ کن سیلاب سے صرف چند لوگوں کو بچا لیتے ہیں جن کے ذریعے آئندہ نسلِ انسانی چلانی مقصود ہوتی ہے۔ ہندو مذہبی روایات کی رو سے چودہ منُو ہو گزرے ہیں اور ہر منُو سے متعلق زمانہ منُو نتر (منُو انتر) کہلاتا ہے۔ منُو کے بارے میں مفصل معلومات باب میں علیحدہ شامل کی جا رہی ہیں۔

برہم لوک

برہما دیوتا کے آسمان یا جہان کا نام برہم لوک (BRAHMALOKA) ہے اسے ستیہ لوک (STYA LOKA) یعنی راستی کی دنیا بھی کہتے ہیں۔ دیوتاؤں کے سارے مقدس جہانوں میں برہم لوک یعنی برہما دیوتا کا جہان سب سے اونچا ہے البتہ مہابھارت کی رو سے برہما کا آسمان یا دنیا چالیس میل اونچا، آٹھ سو میل لمبا اور چار سو میل چوڑا ہے۔ لیکن بعض روایات کے مطابق برہما دیوتا شہر، برہم پورہ ہی بیالیس ہزار میل تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ بعض روایتوں کی رو سے برہم لوک کے بیس آسمان ہیں جن میں سے برہما کے آسمان عام طور پر نو مانے جاتے ہیں۔ پانچ آسمانوں یا دنیاؤں کا نام شُدھاواس (SUDDHAVĀSA) ہے۔ چار دنیاؤں کا نام اُروپا (ARUPA)، ایک کا نام آسنّا ستّا (ĀSANNASATTA) اور ایک آسمان کا نام وہپّھل (VEHAPPHALA) ہے۔

برہما کے آسمان یا جہان میں ہمیشہ روشنی رہتی ہے، لامتناہی عقل و دانش کا دور دورہ ہے بعض روایات کی رو سے برہم لوک میں برتر دیوتا رہتے ہیں۔ برہما دیوتا کا شہر برہم پورہ (BRAHMAPURA) کہلاتا ہے۔ یہ سونے کا بنا ہوا ہے۔ دریائے گنگا برہما دیوتا کے شہر کا چاروں طرف سے احاطہ کرتے ہوئے بہتا ہے۔ ایک روایت ہے کہ یہاں گنگا چار شاخوں میں بٹ کر چار سمتوں میں بہہ نکلتا ہے ——— برہم پورہ کے اردگرد اندر دیوتا اور دوسرے دیوتاؤں کے شہر واقع ہیں ——— برہما کے آسمان میں وہ تمام شان و شوکت موجود ہے جو دوسرے دیوتاؤں کے آسمانوں

میں ہے ۔ لیکن برہما کے آسمان کی شان و شوکت سب سے بڑھ کر ہے ۔ نارد رشی دو سو برس میں بھی برہما کے آسمان کی تفصیل بیان نہیں کر سکا تھا ۔ برہم لوک میں چھوٹے سے چھوٹے کیڑے سے لیکر بڑے جانور تک ۔ ہر وہ مخلوق موجود ہے جو زمین پر بھی ہے ۔

برہما کی بیٹی ست رُوپا اور پانچ سر

ہندو عقیدے کے مطابق برہما دیوتا کا رنگ سرخ ہے پہلے اس کے پانچ سر تھے لیکن پھر چار رہ گئے ۔ اس کا ایک شو دیوتا نے کاٹ ڈالا تھا ۔ اس کے چار بازو ہیں اور وہ اپنے چاروں ہاتھوں میں مختلف چیزیں یعنی چاروں وید، عصا، منکوں کی مالا، کمان، قرص، خیرات یا عطیئے کی قاب یا نذر و نیاز کا چمچہ یا پھر پانی کا جگ لئے رہتا ہے ۔ وہ ہنس پر سواری کرتا ہے اور اس کا رتھ گھوڑوں کی بجائے سات ہنس کھینچتے ہیں ۔

تصویروں اور سنگتراشی کے نمونوں میں برہما کے چاروں چہرہ اور بدن کا رنگ سرخ دکھایا جاتا ہے ۔ بعض اوقات وہ ان نمونوں میں راج ہنس اور کبھی مور پر سواری کر رہا ہوتا ہے ۔ وہ سفید پوشاک، زیور، کانوں میں بالیاں اور سینے پر مقدس ڈوری (زنار) پہنے رہتا ہے ۔ سر کے بال اوپر گول کر کے گرہ دیئے رکھتا ہے بعض مرتبہ اسے وشنو کی ناف سے پھوٹنے والے کنول پر بھی بیٹھے دکھایا جاتا ہے ۔

پرانوں میں برہما دیوتا کے پانچ سر بتائے گئے ہیں جو بعد میں چار رہ گئے ۔ ابتدا میں اس کا ایک ہی سر تھا متسیا پران میں برہما کے پانچ سروں کے سلسلے میں یہ کہانی آئی ہے ۔

برہما نے اپنے ہی بدن سے سب سے پہلے ایک عورت تخلیق کی یہ اس کی بیٹی تھی ۔ برہما کی اس انتہائی خوبصورت بیٹی کا نام ست

---

۵۱ ۔ برہما کی کمان ۔ برہما کی کمان کا نام پری ورِت (PARIVITA) ہے

رُوپا تھا۔ وہ سرسوتی، ساوِتری، گائیتری، براہمنی اور رواج بھی
کہلاتی ہے۔ اپنی اس حسین بیٹی کو دیکھ کر برہما اس پر فدا ہو گیا اور
کہنے لگا،

"کتنی خوبصورت ہے یہ!"

سَت روپا برہما کی ہوس بھری نظروں سے بچنے کے لیے اس کے
دائیں جانب ہو گئی۔ لیکن برہما اسے دیکھنا چاہتا تھا اس لئے
(دائیں) طرف فوراً ہی برہما کا ایک اور سر نکل آیا اور سَت رُوپا
کو تکنے لگا۔ وہ گھبرا بائیں طرف ہوئیں تو برہما کا ایک سر اور نمودار ہو گیا
تنگ آ کر وہ پیچھے چلی گئی تو پھر ایک اور سر نکل آیا۔ برہما کی عاشقانہ
نظروں سے پریشان ہو کر سَت رُوپا آسمان کی طرف اوپر لپکی تو فوراً
ہی برہما کا پانچواں سر ظاہر ہو گیا۔

پھر برہما نے بیٹی کو ترغیب دے کر اس سے جنسی تعلقات قائم کر لئے، اولاد بھی پیدا ہوئی۔ برہما کے اس گناہ کی پاداش میں شِودیوتا نے اس کا سر کاٹ ڈالا۔ اس طرح برہما کے چار سر باقی رہ گئے۔

سَت رُوپا کے سلسلے کی ایک مختلف روائیت یہ بھی ہے کہ برہما کی یہ بیٹی سَت رُوپا شِودیوتا کی بیوی تھی اور اس کا نام سَندھیا (SANDHYA) تھا۔ وہ برہما کی دست درازیوں سے بچنے کے لئے ہرنی بن گئی مگر برہما نے بارہ سنگھا بن کر پورے آسمان پر اس کا پیچھا کیا۔ شِو نے یہ سلسلہ ماجرا دیکھ لیا اور تیر چلا کر بارہ سنگھے کا سر اڑا دیا۔ اَیتاریہ براہمنا (AITĀREYA BRĀHMANA)
کے مطابق پرجاپتی (برہما) کالا ہرن اور اس کی بیٹی روہت (ROHIT) ہرنی بن گئی تھی۔

تاہم برہما کا سر کٹ جانے کے بارے میں مختلف روائیتیں ہیں جن میں مختلف وجوہ بتائی گئی ہیں۔ ایک روائیت تو یہی اوپر بیان ہو چکی ہے کہ بیٹی سے جنسی تعلقات استوار کر لینے کی

پاداش میں شِو دیوتا نے اسے ایک سر سے محروم کر دیا۔ دوسری روایت یہ کہ برہما دیوتا کا پانچواں سر (چہرہ) ڈینگ مارتے ہوئے برہما دیوتا کو شِو دیوتا پر فوقیت دے رہا تھا چنانچہ شِو نے خفا ہو کر اپنے ناخن سے اس کا پانچواں سر اڑا دیا۔ ایک اور روایت کے مطابق برہما نے یہ گستاخانہ خواہش کی کہ شِو دیوتا اس کے ہاں بیٹا بن کر جنم لے اس پر شِو نے غضبناک ہو کر برہما کو بد دعا دی جس کے اثر سے وہ اپنے پانچویں چہرے (سر) سے محروم ہو گیا۔ ایک اور روایت میں کہا گیا ہے کہ دروغگوئی کی وجہ سے شِو نے برہما کا پانچواں چہرہ کاٹ دیا۔ ایک اور جگہ بیان ہوا ہے کہ شِو نے برہما کا پانچواں سر اپنی تیسری آنکھ کے شعلے سے جلا ڈالا تھا۔

برہما کا پانچواں سر کاٹے جانے کے بارے میں کئی پُرانوں میں ایک اساطیری روایت ملتی ہے۔ گو ان پُرانوں میں کہیں کہیں اس روایت میں قدرے فرق یا اختلاف بھی ہے۔ روایت یوں ہے۔

ایک مرتبہ میرو نامی پہاڑ کی چوٹی پر مقدس رشی جمع ہوئے۔ برہما کی تعظیم بجا لا کر انہوں نے اس سے مذہب کے بارے میں کچھ پوچھا۔ برہما دیوتا اس وقت مہیش (MAHESHA) نامی ایک شیطانی عفریت کے فریب کا شکار ہو کر خام خیالی میں مبتلا تھا۔ پھر اس کے ذہن پر روحانی تاریکی بھی مسلط تھی جس کے سبب وہ ذہنی طور پر الجھن اور ابہام کا شکار ہو چکا تھا۔ چنانچہ برہما نے سب دیوتاؤں پر اپنی ہی فوقیت جتلاتے ہوئے کہا۔

میں کائنات کا رحم[۱] ہوں۔ میری نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ میں واحد اور موجود بالذات مالک ہوں۔ میری عبادت نہ کرنے والا کبھی روحانی

۱۔ رحم:۔ بچہ دانی۔

مسرت سے فیض یاب نہیں ہوگا۔،،

برہما کی یہ بات سن کر وشنو[۱۸] دیوتا مسکرایا اور کہنے لگا۔

'اگر تجھے لاعلمی گمراہ نہ کر دیتی تو تو حقیقت سے اس قدر بعید بات
نہ کرتا، کیونکہ کائنات کو میں نے بنایا ہے۔ میں سرچشمہ سچائی ہوں،
نازائیدہ ہوں ابدی اور برترین نارائن ہوں اگر میں نہ چاہتا
تو تخلیق نہ ہوگی۔

وشنو اور برہما میں یہ تنازعہ چلتا رہا۔ بالآخر انہوں نے یہ مسئلہ حل کرنے کے لئے ویدوں سے رجوع کرنے پر اتفاق کر لیا۔ ویدوں نے اعلان کیا کہ شیو (دیوتا) خود خالق، محافظ اور غارت گر ہے ـــ وشنو اور برہما ابھی تک ذہنی الجھن میں گرفتار تھے انہوں نے کہا۔

بھوت پریتوں کا آقا، شمشانوں میں خوش رہنے والا، بدن پر راکھ ملے
ننگا پھرنے والا، بدحال، سر پر بل دیئے ہوئے بالوں میں سانپوں
والا (شیو دیوتا) سب سے برتر ہستی کیسے ہو سکتا ہے؟

تب لاجسمی (غیر مادی) پران (زندگی PRANA) نے ایک پیکر اختیار کیا اور کہا۔

'یہ شیو کی مجسم صورت نہیں ہے (جو تم نے بیان کی ہے)، مگر جب وہ
شکتی سے مل جاتا ہے تو پھر وہ بعض اوقات رُدر کے روپ میں
مختلف خیالی مشاغل سے مسرت حاصل کرتا ہے۔'

ان باتوں سے بھی وشنو اور برہما پر مسلط روحانی تاریکی دور نہیں ہو سکی۔ اس وقت اچانک ان کے درمیان ایک حیران کن روشنی نمودار ہوئی جس سے آسمان، زمین اور فضا معمور ہو گئی۔ اس روشنی کے اندر وشنو اور برہما کو ایک انسانی صورت نظر آئی جو بے کراں، غیر مخلوق اور سیاہ رنگ تھی۔ اس

۱۸۔ وشنو:۔ اصل عبارت میں وشنو کی جگہ کرتو (KRATU) آیا ہے۔ کرتو نارائن یعنی وشنو ہی کی ایک صورت ہے۔

کے ہاتھ میں ایک سہ شاخہ (ترشول) اور ایک مالا تھی اس نے براہمنوں کے زنار کی جگہ گلے میں سانپ ڈالا ہوا تھا۔ وہ شِو تھا جو آگ میں لپٹا ہوا وہاں آن پہنچا تھا۔ اسے دیکھ کر برہما کا پانچواں سر غصے سُرخ ہو گیا اور کہنے لگا،

'اے چندر شیکھر[۲۰] میں تجھے اچھی طرح جانتا ہوں، کیونکہ تو میری پیشانی سے پیدا ہوا تھا اور جو نکہ تو رونے لگا تھا اس لئے میں نے تجھے رُدر کہا۔ تو جلدی سے میری قدموں میں پناہ ڈھونڈ، میرے بیٹے میں تیری حفاظت کروں گا۔'

برہما دیوتا کے یہ پُر غرور الفاظ سن کر شِو سخت تاؤ کھا گیا۔ اس کے غیظ و غضب سے ایک دہشت ناک صورت نمودار ہوئی۔ یہ بھیرو (BHAIRAVA) تھا

شِو نے بھیرو سے کہا،

'اس کنول سے پیدا ہونے والے[۲۱] کی گوشمالی کر'

بھیرو نے یہ حکم ملتے ہی اپنے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے برہما کا سر کاٹ کر الگ کر ڈالا۔ برہما کے بدن کے جس عضو نے جرم[۲۲] کیا تھا اسے سزا ملی۔ اس طرح برہما اپنے پانچویں سر سے محروم ہو گیا۔ اس کے بعد برہما دیوتا اور وِشنو نے شِو دیوتا کی ستائش کی۔

برہما کا ایک سر کاٹے جانے کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ وِشنو اور برہما میں اس بات پر بحث اٹھ کھڑی ہوئی کہ دونوں میں بڑا کون ہے۔ تنازعہ طے نہ ہوا تو شِو کو ثالث مقرر کیا گیا۔ شِو نے کہا کہ ان دونوں میں سے جو کوئی اس (شِو) کے لنگ (علامت) کا اُوپر یا نیچے کا حصہ پکارا

۲۰۔ چندر شیکھر:۔ شِو دیوتا کا ایک نام۔

۲۱۔ کنول سے پیدا ہونے والا:۔ برہما دیوتا سے مراد ہے۔

۲۲۔ جُرم:۔ یعنی برہما دیوتا کے پانچویں سر نے شِو دیوتا کی شان میں گستاخی کرنے کا ارتکاب کیا تھا۔

دیکھے گا وہ بڑا مانا جائے گا۔ وشنو اور برہما لنگ کے سروں کی تلاش میں چل پڑے۔ سالہا سال گزر گئے مگر دونوں میں سے کوئی بھی فاصلہ طے کر کے شو لنگ کے سرے تک نہ پہنچ سکا۔ بالآخر برہما کو کیتکی (KETAKI) نامی ایک پھول نظر آیا جو کسی زمانے میں شو کے سر سے گر گیا تھا۔ اس پھول کو دیکھ کر برہما نے آ کر دعویٰ کیا کہ وہ شو لنگ کے اوپر کا انتہائی سرا دیکھ آیا ہے اور ثبوت میں کیتکی کے پھول کا حوالہ دیا مگر شو سمجھ گیا کہ برہما جھوٹ بول رہا ہے اس نے فوراً برہما کو بددعا دی کہ اب مندروں میں برہما کی پوجا نہ کی جائے۔ جس وقت برہما نے یہ جھوٹ بولا تھا اس وقت اس کے پانچ سر تھے مگر اب شو نے اس کا وہ سر کاٹ ڈالا جس نے جھوٹ بولا تھا۔ برہما کا کٹا ہوا سر شو کی ہتھیلی سے چمٹ گیا اور جب تک شو نے ہمالیہ کی ڈھلوانوں پر برہم کپالا نامی جھیل میں غسل نہیں کر لیا یہ سر اس کی ہتھیلی سے الگ نہیں ہوا۔

برہما کا سر کاٹے جانے کی ان سب روایتوں کے برخلاف مہابھارت کا ایک بیان یہ بھی ہے کہ شو دیوتا نے برہما دیوتا کا سر نہیں کاٹا تھا۔ ہوا یہ کہ جب برہما اپنی بیٹی ست روپا کے ساتھ مباشرت کا مرتکب ہوا تو شو نے اس غلط روی کی بنا پر برہما پر حملہ کر دیا مگر دوسرے دیوتاؤں نے شو کو برہما کا سر کاٹنے سے باز رکھا۔

برہما کی شکتی
برہما کے بیٹے

برہما دیوتا کی شکتی براہمنی (BRĀHMANI) تھی۔ اس کا نام برہمانی (BRAHMANI)، برھمنی (BRHMANI) اور براہمی (BRĀHMI) بھی لکھا اور پڑھا جاتا ہے ــــ کسی دیوتا کی بیوی یا اس کی مؤنث قوت اس دیوتا کی شکتی ہوتی ہے وشنو دیوتا کی شکتی لکشمی دیوی اور شو دیوتا کی شکتی پاربتی (اُما) ہے، یہ دونوں ان دونوں دیوتاؤں کی بیویاں ہیں۔ شکتی کے معنی قوت کے بھی ہیں۔ برہما کی شکتی براہمنی ست روپا اور ساوتری بھی کہلاتی ہے۔ متسیا پران اور شو پران کی رو سے وہ (براہمانی، ست روپا) برہما دیوی کی بیٹی ہے۔ باپ بیٹی کی مباشرت ہوئی جس کے نتیجے میں پہلا منو پیدا ہوا۔ اس پہلے منو کا نام سوائم

بھوؤ ہے۔ برہما کی شکتی برہمانی، شمار آٹھ آسمانی ماؤں، یعنی ماترکاس، میں کیا جاتا ہے۔

سَت رُوپا کے بطن سے برہما دیوتا کے دو بیٹے تھے سُوایم بھُو (SWĀYAM- BHUVA) اور پریاوَرت (PRIYA VRATA) ویسے برہما کے تین اور بیٹوں کے نام بھی ملتے ہیں یعنی سَنک (SANAKA)، سانند (SĀNANDA) اور سَنَت کمار (SANJT- KUMARA)۔ بھاگوت (بھاگبت) پُران میں پریاورت کے بارے میں یہ اساطیری روایت آئی ہے کہ پریاورت اس بات سے مطمئن نہیں تھا کہ سورج کی کرنوں سے دھرتی ایک وقت میں آدھی ہی روشن رہے، چنانچہ وہ اپنے شعلہ فشاں رتھ میں سوار ہوا اور سورج کے پیچھے پیچھے اسی کی رفتار کے ساتھ سات مرتبہ زمین کا چکر کاٹا جیسے دوسرا سورج ہو۔ پریاورت رات کو دن میں تبدیل کر دینا چاہتا تھا مگر برہما دیوتا نے اسے روک دیا۔ پریاوَرت کے رتھ کے پہیوں کی حرکت سے جو نالیاں سی بنی تھیں وہ سات سمندر تھے اس طرح زمین کے سات حصے وجود میں آئے۔

وِشنو پُران کی رو سے کامیا (KĀMYA) پریاوَرت کی بیوی تھی جو کردَم (KARDAMA) کی بیٹی تھی۔ کامیا کے بطن سے پریاوَرت کے دس بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ تین بیٹوں نے مذہبی زندگی اختیار کر لی۔ پریاورت نے دھرتی کی سات اقالیم یا حصّے اپنے دوسرے سات بیٹوں میں تقسیم کر دیے۔

زوال

دنیا کی تخلیق ہوئی، خالق برہما دیوتا تھا، مگر رفتہ رفتہ یہ ہوا کہ لوگوں کی برہما سے عقیدت، عبودیت اور دلچسپی کم ہوتی چلی گئی۔ کائنات کا محافظ دیوتا وشنو اور غارت گر شو دیوتا برہما سے کہیں زیادہ اہمیت اور مقبولیت حاصل کر گئے۔ آج کل بھی ہندوؤں میں وشنو اور شو زیادہ مقبول ہیں۔ کچھ ہندو وشنو کو بڑا مانتے ہیں اور کچھ کے نزدیک شو عظیم تر ہے۔ تاہم پرانوں کی متعدد عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ برہما کو نہ صرف تثلیث کا رکن اعظم مانا جاتا تھا بلکہ کسی وقت اس کی پوجا سب سے زیادہ ہوتی تھی ——— لیکن ایک موقعہ پر برہما نے

جھوٹ بولا تو شِو نے اسے یہ بددعا دی تھی کہ آئندہ مندروں میں اس کی پوجا نہ ہُوا کرے۔ اس کے باوجود یہ نہیں کہ مندروں میں برہما کی پرستش قطعاً بند ہو گئی۔ برہما دیوتا کی پوجا کا ذکر چوتھی صدی قبل مسیح کے دوران بھی ملتا ہے کہ اس وقت سورج دیوتا سُوریہ، اندر دیوتا، وائیو بدلیا اور دوسرے دیوتاؤں کے علاوہ برہما کی پرستش بھی ہوتی تھی۔

لیکن اب پورے بھارت میں ہی ہندو بڑے تو کیا قابل ذکر پیمانے پر بھی برہما دیوتا کو نہیں پوجتے بلکہ یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ صدیوں سے برہما کی عام پوجا نہیں ہو رہی ہے۔ سکند (SKANDA) پُران میں بیان کردہ ایک قصّے میں کہا گیا ہے کہ چونکہ برہما طفلانہ پن اور کم عقلی کے سبب جھوٹ بولنے پر مُصر رہا اس لئے اب اس کی پوجا کوئی بھی نہیں کرے گا۔ ظاہر ہے کہ اس اساطیری روایت پر ہندوؤں پر یقین تھا اور بدستور رہے اس لئے برہما کی پرستش کو زبردست دھچکہ پہنچا اور وہ کم سے کم ہوتی چلی گئی۔ انیسویں صدی تک آتے آتے برہما دیوتا کی پوجا عملاً ختم ہو کر رہ گئی تھی۔ آج کل برہمن اپنی صبح اور شام کی پوجا میں ایک منتر پڑھتے ہیں جس میں برہما کی شکل و صورت بیان کی گئی ہے۔ دوپہر کو ہندو اسے ایک پھول تحفے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ جب سوغنی قربانی کی رسم ادا کی جاتی ہے تو برہما کے لئے گھی کا نذرانہ پیش کیا جاتا ہے۔ ماگھ (ماہ - MAGH) کے مہینے میں بدرکا مل کے وقت برہما کا مٹی کا بنا ہُوا بت پوجا جاتا ہے شِو دیوتا کی مورتی اس کے دائیں اور وِشنو دیوتا کی بائیں طرف رکھی جاتی ہے۔

ایک جگہ کے سوا باقی سارے بھارت برہما دیوتا کا جداگانہ مندر کہیں ہے۔ یہ واحد مندر اجمیر کے قریب پُشکر کے مقام پر ہے۔ بعض مندروں میں دوسرے دیوتاؤں کے ساتھ ثانوی حیثیت سے برہما کی مورتی بھی رکھدی جاتی ہے اور اسے تعظیم دی جاتی ہے۔ پروفیسر ولیمز کی شنید کے مطابق اِدرا (IDRA) کے مقام پر بھی برہما کو پوجا جاتا ہے۔ بہرحال ایک تحقیق کے مطابق بھارت میں برہما کے ایک نہیں دو ایسے مندر ہیں جو صرف برہما دیوتا کے لئے وقف ہیں۔

برہما کی آج کل پوجا عام نہ ہونے کی شاید ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہندوؤں کے نزدیک تخلیق کا کام برہما ختم کر چکا ہے اور غالباً موجودہ دور کے ہندوؤں کا خیال ہے کہ تخلیق کا کام خوشگوار نہیں بلکہ المناک ہے چنانچہ لوگوں کو خالق (برہما) کا ضرورت سے زیادہ شکر گزار نہیں ہونا چاہیے برہما کی اہمیت اور پوجا تقریباً مفقود ہو جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ شِو اور وِشنو مذہب والوں نے برہما کے خالق ہونے کی خصوصیات وصفات اپنے اپنے دیوتاؤں یعنی وِشنو اور شِو کو سونپ دیں۔ برہما سے جو اساطیر وابستہ کی گئی تھیں وہ اب وِشنو اور شِو سے منسوب کر دی گئیں۔ برہما کی دس شکلیں تھیں۔ منو کے زمانے میں جب دنیا تباہ ہو رہی تھی تو برہما نے مچھلی کی شکل میں آکر دنیا کو بچانے کی صورت پیدا کی تھی، بعد میں برہما کی یہ دس شکلیں یا روپ وِشنو دیوتا سے وابستہ کر دیئے گئے اور یہ وِشنو کے دس اوتار کہلائے ——— علاوہ ازیں وِشنو پرستوں نے اپنے دیوتا وِشنو کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے یہ روایت پیش کر دی کہ برہما اس کنول سے پیدا ہوا جو وِشنو کی ناف سے پھوٹا تھا ——— وِشنو پران میں برہما دیوتا کی بطور خالق کائنات عظمت کو گھٹاتے ہوئے کہا گیا۔

"نارائن کہلانے والے آسمانی برہما نے ساری مخلوق کو تخلیق کیا،
وہ اس سے پہلے پرجاپتی (برہما) اور سابقہ کلپوں[۱۴۱] (زمانوں) کے
آغاز میں مچھلی، کچھوے وغیرہ کی صورت میں آچکا تھا اور اب خنزیر
کے بدن میں داخل ہو کر مخلوق کا مالک پانی میں داخل ہو گیا۔"

اب یہاں اس بات میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا کہ مندرجہ بالا عبارت میں مخلوق کا مالک یا آقا وِشنو دیوتا کو کہا گیا ہے برہما دیوتا کو نہیں، کیونکہ شومت والوں کی رو سے وِشنو اوتار کی

ھ ۱۴۱۔ کلپوں (کلپ) :- برہما دیوتا کے ادوار۔ کلپ برہما دیوتا کا ایک دن ہوتا ہے جو چار ارب بتیس[۳۲] کروڑ انسانی برسوں کے برابر ہوتا ہے۔ برہما کے ایک کلپ (ایک دن) ختم ہونے کے بعد کائنات دوبارہ تخلیق ہونے کے لئے تباہ ہو جاتی ہے۔

حیثیت سے مچھلی، کچھوے اور خنزیر کے روپ میں آیا تھا، لیکن یہاں ایک بات اہم اور قابلِ ذکر یہ ہے کہ وشنو پران سے صدیوں پہلے لکھے جانے والے شت پتھ براہمنا میں برہما (پرجاپتی) کے بارے میں لکھا جا چکا تھا کہ وہ کچھوے اور خنزیر کی شکل میں دھرتی پر آ چکا تھا — وشنو پرستوں نے یہ ہوشیاری بھی کی کہ انہوں نے برہما کا مرتبہ شِو دیوتا سے بلند تر بنایا چنانچہ وشنو دیوتا کے ماننے والوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ شِو دیوتا برہما کی پیشانی سے پیدا ہوا تھا۔ مگر شِو دیوتا کے پجاری بھی برہما کو زک پہنچانے میں وشنو پرستوں سے کم نہیں تھے۔ انہوں نے کہا کہ مہا دیو یعنی شِو دیوتا نے برہما کو تخلیق کیا تھا، اسی پر بس نہیں انہوں نے تو برہما کو شِو لنگ کی پوجا کرتے اور شِو دیوتا کی عبادت کرتے بھی بتایا۔ اس طرح برہما دیوتا پر دو رُخی مار پڑتی رہی اور اس کا مرتبہ گھٹتا چلا گیا۔

○○

وِشنو دیوتا

(VISHNU)

وِشنو اور مختلف ادوار

ہندوؤں کے آج کل سب سے بڑے دو مذاہب یعنی وشنومت (وشنو مذہب) اور شومت (شو مذہب) ہیں۔ یہ دونوں فرقے یا مذاہب پورے بھارت پر پھیلے ہوئے ہیں محافظ اور احیاء و تجدید کرنے والے کی حیثیت سے وشنو دیوتا کو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہے۔ وشنو کے ماننے والے وشنو کو اور شو دیوتا کے ماننے والے شو دیوتا کو تمام ہندو دیوی دیوتاؤں میں عظیم ترین مانتے ہیں ــــــ وِشنو محافظِ کائنات، کی حیثیت سے ہندوؤں کی مشہور ترین تثلیث (ترموِرتی TRIMURTY) کا دوسرا رکن ہے۔ یہ تثلیث یا ترمورتی برہما دیوتا (خالق)، وشنو دیوتا (محافظ) اور شو دیوتا (غارت گر) پر مشتمل ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ شو دیوتا کی طرح وِشنو دیوتا کی پوجا بھی آریاؤں کی آمد سے پہلے پاکستانی علاقوں میں کسی نہ کسی صورت میں ہو رہی تھی۔ وشنو اور شو دیوتا کی رگ وید میں مذکور دیوتاؤں کی صف میں شمولیت دراصل مفتوح قدیم پاکستانی دراوڑیوں اور پاکستان میں نووارد (حملہ آور) آریاؤں میں مذہبی مصالحت کے نتیجے میں ہوئی۔ عین ممکن ہے کہ آریاؤں سے پہلے پاکستان میں آباد لوگ وشنو ہی کے نام سے یا پھر اس سے ملتے جلتے کسی نام سے اس کی پوجا کرتے ہوں۔

پھر ایک وقت ایسا آیا کہ آریاؤں اور پاکستان میں رہنے والے ایک ہم عصر مذہبی رہنماؤں اور شاعروں میں مفاہمت ہو گئی اور وہ ایک دوسرے کے مذہبی تصورات و اثرات برداشت کر لینے پر تیار ہو گئے۔ آریاؤں کے رگ وید کی تخلیق، ترتیب اور تصنیف میں پاکستان کے قدیم اہل قلم نے بھی حصہ لیا اور ان کی تخلیق کردہ نظمیں بھی رگ وید شامل کی گئیں اس طرح وشنو اور شو کا رگ وید میں داخلہ دراصل یہاں نئے آنے والوں اور پرانے باشندوں کے مابین مذہبی مفاہمت کی بناء پر ہوا۔

وشنو کا مادہ "وش" (VISH) ہے جس کے معنی ہیں "سرایت کرنا نفوذ کرنا۔ داخل ہونا" اور وشنو کا مطلب ہے "سرایت کرنے والا۔ نفوذ کرنے والا" یعنی کائنات میں سرایت کرنے والا۔ وشنو کے ایک امکانی معنی "مختلف شکلیں اختیار کرنا" بھی کیے گئے ہیں۔ متسیا مت سیا (MATSYA) پران کے مطابق اس دیوتا کا نام اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ (وشنو)۔ دنیاوی یا کائناتی بیضے میں داخل ہو گیا تھا جب کہ پدم (PDAMA) پران کی رو سے وشنو نام سے اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ وہ (وشنو) پرش (پورش PURUSHA) یا روح کی حیثیت سے پرکرتی (PRAKRITI) میں سرایت کر گیا تھا۔ پرکرتی مادہ ہے جو فطرت یا روح سے مختلف یا اس کے برعکس ہے، پرکرتی آفرینش کے عمل میں ہستی اعلیٰ کی مرضی کی تجسیم بھی ہے اور مونث کی اولین فرصت بھی۔ پرکرتی کو مایا (MAYA) یعنی خیالی پیکر، فریب نظر بھی سمجھا گیا ہے

تحریری شواہد کی بناء پر بھی یہ کہنا غلط نہیں کہ وشنو کافی قدیم دیوتا ہے کیونکہ اس کا نام رگ وید میں بھی ملتا ہے۔ رگ وید میں اس کا ذکر ہے ضرور مگر وہاں اس کا مرتبہ اور مقام دوسرے ویدی دیوتا کی طرح اعلیٰ نہیں بلکہ نسبتاً بہت معمولی اور غیر اہم ہے۔ رگ وید میں گاہے گاہے اس کا تعلق اندر دیوتا سے جوڑا گیا ہے۔ وشنو کے لئے رگ وید میں چند حمدیں بھی آئے ہیں۔ رگ وید میں اسے اندر کا دوست، نائب یا معاون، اصطبل کھولنے اور گائیں آزاد کرانے میں اندر کا ہاتھ بٹانے والا قرار دیا گیا ہے۔ رگ وید میں وشنو اگنی دیوتا کا مظہر بھی ہے۔ رگ وید

بتی میں اسے لطف و کرم کا دیوتا، رشتے دار اور اپنے بابرکت آسمان پر دیوتاؤں کے دفادار پروہتوں کا استقبال کرنے والا بتایا گیا ہے۔ رگ وید میں وشنو شمسی دیوتا ہے اور شمسی توانائی کا مظہر ہے اور اسی وید میں وشنو کے نام کے ساتھ "تین قدموں والا دیوتا" کا لقب ہمیشہ آتا ہے رگ وید کے بیان کے مطابق وہ لمبے لمبے قدم اٹھا کر کائنات کے سات خطوں کو طے کر لیتا ہے اور تمام چیزوں کو اپنی شعاعوں کی روشنی میں لپیٹ لیتا ہے۔ اس کے پہلے دو قدم تو انسانوں کو نظر آتے ہیں مگر تیسرے قدم کو دیکھنے کا گناہ یا جرم پرندے تک نہیں کر سکتے۔

مناظر فطرت کو پیش نظر رکھ کر اگر اس کے لقب "تین قدموں والا" کی توضیح کی جائے تو غالباً یہی ہو سکتی ہے کہ چونکہ وشنو شمسی دیوتا تھا۔ اس لئے تین قدموں سے مراد سورج کی تین حالتیں یعنی صبح (طلوع)، دوپہر (نصف النہار) اور شام (غروب) علاوہ ازیں وشنو کے تین قدموں کو روشنی کے تین ظہور یعنی آگ، بجلی اور سورج بھی قرار دیا جا سکتا ہے یا پھر یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ وشنو کے تین قدم دراصل آسمان، زمین اور برترین دنیا ہیں اور برترین دنیا وہ ہے جسے اہل دنیا نہیں دیکھ سکتے بعض تحریروں میں اس سلسلے میں آسمان اور زمین کے ساتھ برترین دنیا یا عالم کو رکھنے کی بجائے پاتال کو رکھا ہے۔ مگر مجھے برترین عالم یا دنیا ہی زیادہ موزوں لگتا ہے کیونکہ رگ وید کی ساتویں کتاب کے ۹۹ ویں گیت کے پہلے شعر میں ہے کہ:-

"زمین سے ہمیں تیرے دو مسکن دکھائی دیتے ہیں، مگر اعلیٰ مسکن
سے تو خود ہی واقف ہے"۔

بہرحال یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ وشنو کے تین قدم آسمان، زمین اور اعلیٰ ترین عالم پر چھائے ہوئے ہیں۔

رگ وید کے وشنو اور بعد کے زمانوں کے وشنو میں برائے نام ہی کوئی بات مشترک ہے تاہم رگ وید میں اسے "ناقابل تسخیر محافظ" کہا گیا ہے۔ وشنو کی یہی وہ خصوصیت ہے جو بعد کے زمانوں میں اس کی سب سے بڑی اور مؤثر و مقتدر قوت بنی یعنی یہ کہ وہ محافظ ہے۔

۔یجُروید (YAJUR VEDA) میں وِشنو کو رگ وید کی نسبت زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور ہندوؤں کی مذہبی کتابوں براہمناؤں (براہمنز BRĀHMANAS) کے دور (۸۰۰ ق.م تا ۵۰۰ ق.م) میں تو وِشنو کو اہمیت دینے کا رجحان اور بھی بڑھ گیا۔ براہمنز (براہمناؤں) میں وشنو سے نئی خصوصیات وابستہ کر دی گئیں۔ اور ایسی نئی روایات، قصے کہانیاں منسوب کی گئیں جن کا ذکر ویدوں میں کہیں نہیں ہے تاہم یہ بعد کے دور کے پُرانوں میں وشنو سے متعلق اساطیری کہانیوں سے بہت ہی مختلف ہیں۔ براہمنز (براہمناؤں) کے اسی دور سے وشنو کو صحیح معنوں میں اہمیت ملنا شروع ہوئی جس میں برابر اضافہ ہوتا چلا گیا۔

منوسمرتی میں وشنو کا ذکر تو ہے مگر وہاں اسے عظیم دیوتا کہا گیا ہے۔

براہمناؤں (براہمنز) کے بعد رزمیہ کتابوں یعنی رامائن اور مہابھارت (سنہ ۳۰۰ ق.م تا سنہ ۳۰۰ء) خصوصاً پُرانوں کے عہد (سنہ ۲۵۰ء تا سنہ ۵۵۰ء یا سنہ ۷۵۰ء) میں وشنو کی ترقی اور مقبولیت کا سلسلہ برابر بڑھتا گیا حتیٰ کہ سارے فلک نشین دیوتاؤں میں اسے سب سے اونچا مقام مرتبہ دے دیا گیا جو اسے وشنو پرستوں کے نزدیک آج بھی حاصل ہے اور وہ تریمورتی کا دوسرا رکن بن گیا —— مہابھارت میں وشنو کو اندر دیوتا کی قوت اور شجاعت کا سرچشمہ کہا گیا ہے۔

۵۱۔ براہمنا۔ براہمن، براہمنز۔ یہ وہ کتابیں ہیں جو چاروں ویدوں سے متعلق ہیں اور براہمنوں نے اپنے ہی لیے لکھیں۔ چند ایک کو چھوڑ کر یہ تمام کتابیں نثر میں تصنیف ہوئیں گو بعض مقامات پر مختصر مختصر سی نظمیں بھی ان میں شامل کی گئیں خیال ہے اکثر و بیشتر براہمنائیں (براہمنز) پانچویں صدی قبل کے آخر تک مکمل کر لی گئی تھیں۔ ہر وید سے متعلق براہمنزوں (براہمناؤں) کی تعداد ایک سے زیادہ ہے۔ ان میں قربانی اور نذر و نیاز کی رسوم کی ادائیگی کے طریقوں کے سلسلے میں عملی ہدایات ہیں اور مذہبی رسوم کے معانی اور مطالب کی تشریح کی گئی ہے۔ ان میں مذہبی رسوم اور ارکان کو نہ صرف تفصیل سے بیان کیا گیا ہے بلکہ ان کی اہمیت، جواز اور فائدے

بھارت کے موریہ خاندان (۳۲۲ ق م تا ۱۸۵ ق م) کے عہد میں وشنو کی پرستش میدانی علاقوں خصوصاً وادیٔ گنگا اور شو کی پوجا پہاڑی علاقوں میں ہوتی تھی۔ چندر گپت موریہ کے دور میں یونانی سفیر میگستھینیز (MEGASTHENES) نے اپنی کتاب انڈکا (THE INDKA) میں لکھا ہے کہ شِو دیوتا کو کوہستانی اور وِشنو دیوتا کو میدانی علاقوں میں مقبولیت حاصل ہے گو وشنو کا سرکاری لحاظ سے عروج بھارت کے حکمران گپتا خاندان (۲۷۵ء تا ۵۵۰ء) کے عہد میں اثر و نفوذ اس وقت ہوا جب بھارت میں برہمنی مذہب کو دوبارہ عروج ہوا اور اس کا اثر پاکستان کے علاقوں پر بھی پڑا تاہم تا خاص بات یہ ہے کہ بدھ مذہب کے عروج کے پورے دور میں وشنو پوجا برابر ہوتی رہی۔

وشنو کے گرد ان گنت اساطیری کہانیوں کا جال بُن دیا گیا بیشتر اساطیر بدھ مذہب کے زوال کے بعد کے برہمنی دور کی ہیں یہ دراصل برہمن مذہب کی تجدید یا احیاء کا زمانہ تھا اور اسی دور میں ہندوؤں کے پُران (۲۵۰ء تا ۵۵۰ء یا ۷۰۰ء) تصنیف ہوئے تھے تاہم وشنو سے متعلق متعدد اساطیری کہانیاں مہابھارت اور رامائن (۳۰۰ ق م تا ۳۰۰ء) کا حصہ اس وقت بھی بنا دی گئی تھیں جب یہ دونوں رزمیہ داستانیں اپنی موجودہ صورت میں تحریر نہیں کی گئی تھیں اور یہ زمانہ بھارت میں بدھ اور جین مذہب سے پہلے کا تھا۔ بدھ اور جین مذہب سے پہلے مہابھارت اور رامائن اتنی ضخیم نہیں تھیں جتنی بعد کے زمانوں میں ضخامت بڑھا دی گئی تھی گو رامائن اور مہابھارت کے کچھ حصے بدھ اور جین مذہب سے ذرا پہلے تخلیق ضرور کر لئے گئے تھے۔

برہمنی دور میں وشنو کی پرستش ناقابلِ تسخیر محافظ دیوتا کی حیثیت سے شروع کی گئی۔ بھارت میں اکیلے وشنو کی پوجا کی جاتی ہے یا پھر اس کی بیوی لکشمی کو بھی عبادت میں اس کا شریک کر لیا جاتا ہے۔ اور کسی کو بھی اس کی پوجا میں شریک نہیں بنایا جاتا —— علاوہ ازیں اس کے اوتاروں کو بھی پوجا جاتا ہے جن میں سب سے مقبول کرشن اوتار ہیں اور ان کی پرستش سارے

اوتاروں سے زیادہ ہوتی ہے۔ ہندو سمجھتے ہیں کہ وہ اوتاروں کی شکل میں دراصل وشنو کو ہی پوج رہے ہیں — بھارت میں وشنو پرستوں کا آج بھی بہت غلبہ ہے اور وہاں ہندوؤں میں سب سے بڑا، سب سے مؤثر و مضبوط مذہبی فرقہ وشنو پرستوں کا ہی ہے۔ جنوبی بھارت کے وشنو پرست اپنے ماتھے پر عمودی نشان بنالتے ہیں اور یہی ان کی خصوصی اور منفرد پہچان بنتی ہے۔ وشنو کے پروہتوں کی پیشانی پر بھی سہ شاخہ یا سہ پہلو نشان بنا ہوتا ہے۔

صفات خصوصیات

ہندوؤں کے خیال میں وشنو دیوتا 'ہرجگ' (جگ۔ زمانے) کے آغاز میں ایک بچے کی حیثیت میں اولین پانیوں سے نمودار ہوتا ہے۔ ایک روایت کی رو سے وہ کنول کے ایک پھول سے ظہور کرتا ہے۔ ابتدا میں وشنو خالصتاً خیالی یا تصوراتی دیوتا تھا مگر بعد میں اسے مخلوق (پیدا شدہ۔ زائیدہ) مان لیا گیا اور اس کی تجسیم بھی تسلیم کر لی گئی۔

وشنو دیوتا کی سب سے اہم اور ممتاز ترین خصوصیت یہ ہے کہ وہ "محافظِ کائنات" مانا جاتا ہے۔ ہندوؤں کی تری مورتی میں شامل برہما دیوتا خالق ہے، وشنو محافظ اور شو دیوتا فنا یا تباہ کرتا ہے۔ محافظ کی حیثیت سے وشنو رحم اور نیکی کی خوبیوں کی تجسیم ہے، موجود بالذات اور ہر جگہ سرایت کرنے والی قوت ہے جو کائنات، کائناتی نظام اور دھرم کی حفاظت کرتی ہے، اسے قائم رکھتی ہے۔

وشنو پرستوں کے نزدیک تحفظ اور بقا ہی واحد حقیقت ہے۔ ان کا خیال ہے کہ کوئی بھی شے فانی نہیں۔ فنا اور تخلیق کی حقیقت بس اتنی ہے کہ یہ صرف مادے یا اشیاء کی تبدیلیٔ ہیئت کا دوسرا نام ہے۔ وشنو کے پجاری مادے کے جوہر کو لافانی مانتے ہیں اسی لئے ان کے خیال میں وشنو سب دیوتاؤں سے بڑا ہے کہ وہ موجودات کی حفاظت کرتا اور انہیں باقی رکھتا ہے ایک جگہ وشنو کی زبان سے کہلوایا گیا ہے۔

"سب سے پہلے میں تھا، جو کچھ ہے میں ہوں اور جسے باقی رہنا
چاہیئے وہ بھی میں ہوں۔ فنا اور تخلیق صرف اشیا کی ماہئیت
بدل جانے کا نام ہے۔"

یہ ٹھیک ہے کہ وشنو دیوتا ویدی دور میں بھی موجود تھا لیکن محافظ کے طور پر اس کی خصوصیت بعد کے زمانوں میں ابھری اور عروج کو پہنچی۔ محافظ کی حیثیت سے وشنو کا کردار چند مفروضوں یا تصورات و عقائد پر مبنی ہے۔ ایک تصور تو یہ ہے کہ ہر انسان کئی بار پیدا ہوتا ہے، اس کا ہر جنم یا تو اس بات کی سزا کا عکاس ہوتا ہے کہ اس نے اپنے پچھلے جنم میں غلط کام کئے تھے یا پھر اس صلے کا عکاس کہ اس نے گذشتہ زندگی میں دھرم یعنی اپنے پر عائد شدہ فرائض سے وہ بخوبی اور پارسائی کے ساتھ عہدہ برآ ہوا تھا۔ اگر ہر جنم میں اس نے پوری صداقت اور حسن و خوبی سے اپنے فرائض انجام دیئے تو پھر اس کا درجہ بتدریج بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے گا حتیٰ کہ وہ فرزانے اور رشی کا مرتبہ بھی حاصل کر سکتا ہے لیکن اگر وہ اپنی ذمہ داریاں اچھی طرح پُوری نہیں کرتا تو پھر اس کا مقام مسلسل نیچے گرتا رہتا ہے اور بالآخر وہ شیطان بن کر رہ جاتا ہے۔

دوسرا تصور اور عقیدہ یہ ہے کہ دیوتا اور شیاطین دراصل زندگی کی دو انتہاؤں کی نمائندگی کرتے ہیں اور یہ دونوں قوتیں ہی دنیا میں فعال رہتی ہیں۔ عام صورت حال میں نیکی اور بدی دنیا میں یکساں یا مساوی حیثیت اختیار کیے رہتی ہیں لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ بدی نیکی پر غالب آجاتی ہے۔ یوں توازن درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صورت حال انسانوں کے لئے موزوں و مناسب نہیں ہوتی چنانچہ محافظ کی حیثیت سے وشنو دیوتا مداخلت کرتا ہے اور انسان کی شکل میں یعنی اوتار بن کر دھرتی پہ نزول کرتا ہے۔ وشنو کا اوتاروں کی شکل میں نزول یعنی اتفاقی امر نہیں ہوتا۔ اوتار کی شکل میں وشنو کو ہر بار کوئی نہ کوئی مخصوص کام کرنا ہوتا ہے۔ ہندوؤں کا یہ بھی خیال ہے کہ ہر کائناتی دور میں وشنو کو

ایک ایک مرتبہ دھرتی پراوتار کی شکل میں آنا ہوتا ہے۔

وراہ (VARĀ HA) میں محافظ کی حیثیت سے وشنو کا خصوصی اور اہم ترین عمل یوں بیان کیا گیا ہے۔

"برترین دیوتا نارائن نے اس کائنات کو تخلیق کرنے کے بارے میں سوچا۔ اس نے یہ بھی سوچا کہ تخلیق کرنے کے بعد اس (کائنات) کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ اس نے یہ بھی سوچا اور خود سے کہا۔

'چونکہ لاجسمی (غیر مادّی) ہستی کے لئے عمل بروئے کار لانا ممکن نہیں اس لئے مجھے اپنے ہی بدن سے ایک جسمانی ہستی پیدا کرنی چاہیئے تاکہ اس کے ذریعے میں دنیا کی حفاظت کر سکوں'

یہ سوچ کر پہلے سے موجود نارائن نے اپنے ہی جوہر سے ایک ناپیدا شدہ مقدس پیکر تخلیق کیا اور اسے برکتیں دیتے ہوئے کہا۔

اے وشنو تو ساری چیزوں کا خالق ہے۔ تو تینوں دنیاؤں کا سدا محافظ رہے اور سارے لوگ تیری پرستش کریں تو ہمہ بیں اور قادرِ مطلق بنے اور تو ہمیشہ برہما اور دیوتاؤں کی خواہشات پوری کرے۔

اس کے بعد اعلیٰ ترین روح نے اپنی اصل ماہیئت دوبارہ اختیار کر لی۔ وشنو نے اپنے اس مقصد پر دھیان دیا جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا تھا۔ وہ پُراسرار نیند میں کھو گیا اور نیند ہی میں اس نے مختلف چیزوں کی پیدائش کے بارے میں تصوّر کیا۔ اس کی ناف سے ایک کنول پھوٹا، اس کنول کے درمیان برہما دیوتا نمودار ہُوا

اور وشنو اپنے بدن سے پیدا ہونے والے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔

وشنو پرستوں کے نزدیک وشنو دیوتا ہستیٔ اعلیٰ ہے جس سے تمام چیزیں ظہور میں آتی ہیں۔ وہ ساری مخلوق کا مالک ہے۔ مہابھارت اور پرانوں کی رو سے وشنو دیوتا پرجاپتی (خالق) اور برترین دیوتا ہے۔ اس حیثیت سے وشنو کی تین صورتیں یا حالتیں ہیں جنہیں اوستھائیں (AVASTHAS) کہا جاتا ہے اس کی پہلی حالت فعال خالق برہما کی ہے برہما کو وشنو کی ناف سے پھوٹنے والے کنول سے پیدا ہوتے بتایا گیا ہے اس وقت وشنو بہتے پانیوں پر سویا ہوا تھا۔ وشنو کی دوسری حالت یا صورت بطور محافظ وہ خود ہے۔ محافظ وشنو اپنی دوسری حالت 'اوتار' یعنی انسانی تجسیم اپنا کر ظہور کرتا ہے، جیسے رام چندر اور کرشن سمیت دس اوتاروں کی صورت میں آیا تھا۔ وشنو کی تیسری حالت یا صورت شیو دیوتا کی ہے جو تباہی کی قوت ہے۔ مہابھارت کی ایک روایت کی رو سے شیو دیوتا وشنو کی پیشانی سے پیدا ہوا تھا۔ تاہم گو مہابھارت میں کئی بار وشنو دیوتا کی برتری بتائی گئی ہے لیکن اسے کثرت اور سو فی صد قطعیت کے ساتھ سب دیوتاؤں سے برتر قرار نہیں دیا گیا ہے۔ مہابھارت کی کئی عبارتوں میں شیو کو سب دیوتاؤں سے برتر کہا گیا ہے اور شیو کو اس کی تعظیم کرتے ہوئے بتایا گیا ہے۔

مہابھارت اور پرانوں کی رو سے وشنو "موجود بالذات" ہے، ہمہ نفوذ یعنی ہر جگہ سرایت کرنے والی روح ہے۔ اس حیثیت سے وشنو کا تعلق آبی جوہر یا اولین پانیوں سے قائم کر دیا گیا جو آفرینش سے پہلے ہر جگہ پھیلے ہوئے تھے۔ پانی سے متعلق اپنی اس خصوصیت کی وجہ سے اسے 'نارائن' کہا جاتا ہے۔ نارائن کے معنی ہیں "پانیوں میں متحرک رہنے والا"۔ پانی سے وشنو کا تعلق تصویروں میں یوں بھی دکھایا جاتا ہے کہ وہ شیش ناگ کی کنڈلیوں پر محو خواب پانی پر بہتا رہتا ہے۔ جب کائنات عارضی طور پر تباہ ہوتی ہے تو اس وقت بھی وشنو یہی صورت اختیار کرتا ہے —— وشنو نر (NARA) یعنی کائناتی سمندر بھی ہے جو کائنات کی تخلیق سے پہلے

جگہ پھیلا ہوا تھا۔

وشنو دیوتا کرشن جی کی صورت میں اوتار بن کر آیا تھا۔ کرشن جی سے غلط یا صحیح طور پر منسوب بھگوت گیتا مہابھارت کا حصہ ہے اور موجودہ صورت میں یہ تقریباً اڑھائی ہزار برس پہلے کسی نامعلوم ایک یا ایک سے زائد برہمنوں کی تخلیق ہو یا پھر صدیوں بعد شنکر آچاریہ نے اسے تصنیف کر کے مہابھارت میں شامل کیا ہو یہ بحث تو کسی اور وقت پر اٹھا رکھی جائے تاہم یہ ضرور ہے کہ اسی بھگوت گیتا میں کرشن جی یعنی خود وشنو کی زبان سے اپنے بارے میں کہلوایا گیا ہے۔

"میں پوری کائنات کی تخلیق کا سبب ہوں اور اسے تباہ کرنے والا بھی۔ مجھ سے زیادہ برتر اور کوئی نہیں۔ ۔ ۔ ۔ میں سارے ویدوں میں اوم ہوں، فضائے بسیط میں آواز ہوں، مرد میں مردانگی ہوں دھرتی میں خوشبو ہوں، آگ میں تجلی ہوں، ساری مخلوق میں زندگی ہوں اور تپسوی میں تپسیا ہوں۔ ۔ ۔ ۔ میں وہ ہوں جسے جاننا چاہیئے وہ ذریعہ ہوں جس سے ہر چیز پاک کی جاتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ہر جاندار کے دل میں بیٹھی ہوئی روح ہوں، میں ساری مخلوقات کا آغاز وسط اور اختتام ہوں۔ ۔ ۔ ۔ میں سب کو جکڑ لینے والی موت ہوں اور آئندہ تخلیق ہونے والی سب چیزوں کا سرچشمہ ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

وشنو مذہب کے عقیدے کی رو سے سارے انسان گناہ گار ہیں تاہم علم و ادراک کے ذریعے مکتی (نجات) حاصل کی جا سکتی ہے۔ کرشن جی کو وشنو عقیدے کا معلم مانا جاتا ہے۔ مہابھارت کے بھیشم پرب میں شامل بھگوت گیتا میں کہا گیا ہے کہ گناہگاروں کو چاہیئے کہ وہ خود کو کرشن جی کے حوالے کر دیں، یعنی وشنو دیوتا کے سپرد کر دیں۔ بھگوت گیتا میں کرشن کی زبانی وشنومت کے بارے میں جو تعلیم دی گئی ہے اس کے مطابق روح غیر پیدائشی (نازائیدہ)، غیر متبدل،

ابدی اور قدیم ہے۔ یہ روح اعلیٰ ترین روح یعنی خود وشنو ہی کا حصہ ہے اور وشنو اولین علت (علت العلل) اور سرچشمۂ کل ہے۔

وشنو زمین میں آگ، خلاء یا فضا میں بجلی (برق) اور آسمان پر سورج کی روشنی ہے۔ وہ ناقابلِ تغیر، مقدس، ابدی، برترین اور سب سے طاقتور ہے۔ وشنو پران کی رو سے:۔

"وشنو ناقابلِ تغیر، مقدس، برترین، سب سے طاقتور اور ابدی ہے
وہ ہرنیاگربھا (HIRANYĀGARBHA) یعنی برہما، ہری (HARI)
یعنی وشنو اور شنکر (SANKARA) یعنی شو ہے، وہ خالق، محافظ
اور غارت گر ہے۔"

اور وشنو پران کا ہی کہنا ہے:۔

"... دنیا وشنو سے پیدا کی گئی تھی۔ یہ اس (وشنو) میں موجود
اور قائم ہے، وہ (وشنو) اس کے تسلسل اور التوا کا سبب ہے وہ
دنیا ہے۔"

ہر یگ (جگ۔ زمانے) کے اختتام پر، گوناگوں توانائی کا مظہر ہونے کی حیثیت سے وہ ہر شے کو تباہ کر دینے والی آگ (کالاگنی KĀLĀGNI) کی صورت میں اگر اس دنیا بلکہ پاتال (ناگ لوک) کو بھی تباہ کر دیتا ہے، ایسے میں آسمان پر بادل جمع ہو جاتے ہیں اور بھڑکتے شعلوں یعنی سام ورتت اگنی (SĀMAVARTTAGNI) کو بجھانے کے لئے بارش برسا دیتے ہیں۔

رامائن، مہابھارت اور پرانوں میں جو خصوصیات وشنو سے منسوب کی گئی ہیں اگر ہم انہیں رگ وید میں بیان کردہ اس کی صفت سے ملا کر دیکھیں کہ وشنو صرف تین قدم بھر کر پوری زمین اور آسمانوں کو ماپ لیتا ہے تو اس کی تین قدم بھرنے والی اس خصوصیت اور عمل کی حیثیت اور بڑھ جاتی ہے۔ اس کی توضیح یوں کی جائے کہ بعد میں وشنو کو خالق اور برترین معبود پرجاپتی کے برابر قرار دے دیا گیا۔ پرجاپتی یعنی خالق کی حیثیت سے وشنو برہما دیوتا کو، محافظ کی حیثیت سے خود کو

اور غارت گر کی حیثیت سے شو کا احاطہ کرلیتا ہے۔

وشنو شائستہ، خلیق، منتقلیق، عفو پرور، محتاط اور دوسروں کا خیال رکھنے والا ہے۔ وہ محبت، شفقت اور نیکی و راستی کا دیوتا ہے، رحم کرنے والا ہے۔ مہابھارت اور پرانوں میں اسے ست گن (STWAGUNA) یعنی رحم اور نیکی کی تجسیم اور ظہور قرار دیا گیا اور اس کی یہ دونوں خصوصیتیں تحفظ کی قوت کی مظہر ہیں۔ اسے دیوتاؤں اور انسانوں کی فلاح و بہبود کا ہمیشہ خیال رہتا ہے دیوتاؤں اور لوگوں کے دشمنوں کے ساتھ وہ سنگدلی کی بجائے اکثر و بیشتر حکمت عملی سے پیش آتا ہے۔ سب کا محافظ ہے۔ اس کے وفادار پجاریوں پر موت کے دیوتا یم (YAMA) کا بس نہیں چلتا ان ذاتی صفات و خصوصیات کی بنا پر وشنو ہندوؤں کا سب سے پسندیدہ دیوتا بنتا ہے۔ مہابھارت کی کہانیوں میں تو وشنو نے آریائی دیوتا ورون (وارون - VĀRUNA) کی اعلیٰ خصوصیات کو بھی اپنے اندر سمو لیا تھا ـــــ اسی طرح وشنو کا تعلق سمندر سے بھی جوڑ دیا گیا مگر بعض روایتوں کی رو سے یہ سمندر پانی کا نہیں بلکہ دودھ کا تھا۔

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ چار ہزار یگ (جگ۔ ارضی زمانے) یعنی برہما دیوتا کا ایک دن (کلپ) ختم ہو جانے کے بعد ـــــ ارفع ترین روح (پردھان پرش PRADHĀNA PURUSHA) نارائن کی حیثیت سے اپنی روشنی سے دھرتی کو معمور کر دے گی۔ اس وقت اس نارائن (وشنو) کی ایک ہزار آنکھیں، پاؤں اور سر ہوں گے اور وہ عظیم شیش ناگ (SESHA - NAGA) کے اوپر لیٹا ہو گا۔ شیش ناگ کے ایک ہزار پھن ہوں گے۔ وہ پوری فضائے بسیط کو اندھیرے سے بھر دے گا اور یہ اندھیرا خود ابدی رات کی مانند ہو گا

جب دیوتا کمزور و ناتوان ہو گئے تو وشنو نے ہی انہیں دودھ کا سمندر بلو کر امرت نکالنے کا مشورہ دیا تھا۔ امرت جب نکل آیا تو اسُور (عفریت۔ شیاطین) اسے دیوتاؤں سے چھین کر لے بھاگے۔ وشنو نے عورت بن کر ان سے امرت واپس لیا۔

وشنو دیوتا کی پوجا کرنے والا موت کے دیوتا یم (YAMA) کے چنگل سے آزاد رہتا ہے

جو شخص مقدس علم کے ذریعے مستعدی کے ساتھ وشنو کی عبادت کرتا ہے وہ گناہوں سے بچا رہتا ہے۔ وشنو کو خوش کرنے والوں کو تمام دنیاوی عیش و عشرت حاصل ہوتی ہے۔ انہیں جنت میں جگہ ملتی ہے حتیٰ کہ وہ نجات پالیتے ہیں ــــ وشنو جس شخص سے خوش ہوتا ہے وہ کم یا زیادہ حد تک جس چیز کی تمنا کرتا ہے پالیتا ہے ــــ وشنو کی خوشی ان باتوں سے حاصل کی جا سکتی ہے کہ لوگ ذات پات کے نظام پر عمل پیرا ہوں۔ وَرن آشرم دھرم (VARN-ASHRAMA-DHARMA) یعنی چار ذاتوں کے نظام اور ان سے متعلق رسوم کی حفاظت کریں ایسے عمل کریں، قربانیاں ادا کریں، دعائیں پڑھیں، وشنو پوجا کریں۔ وشنو ان لوگوں سے سب سے زیادہ خوش ہوتا ہے جن کے دل پاک صاف ہوں اور پاک صاف زندگی ہی بسر کریں، دوسروں کے ساتھ بھلائی کریں، جو دشنام طرازی اور بدزبانی نہیں کرتے، بہتان نہیں تراشتے، جھوٹ نہیں بولتے، جو دوسروں کی بیویوں اور دوسروں کے مال کی حرص نہیں کرتے، کسی کے بدخواہ نہیں ہوتے کسی کی جان کو ایذا نہیں پہنچاتے یا قتل نہیں کرتے، جو دیوتاؤں اور برہمنوں کی خدمت کے لئے ہمیشہ مستعد ہیں، جو ہمیشہ تمام مخلوق، اپنے بچوں اور اپنی روح کی بھلائی کے خواہاں ہوں ــــ ایسے لوگ نہ صرف دنیاوی مسرتوں سے فیض یاب ہوتے ہیں بلکہ جنت بھی پالیتے ہیں وہاں ان کے لئے جگہ یقینی ہو جاتی ہے۔

عظمت وشنو پرستوں کے نزدیک وشنو دیوتا ترِمورتی میں شامل باقی اپنے دونوں ساتھی دیوتاؤں برہما اور شِو سے اس لئے مختلف ہے کہ اسے اپنی برتری مسلط کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اصل میں تو وشنو کی نرم مزاجی اور قوت دونوں کے مل جانے سے وشنو عظیم ترین دیوتا قرار پاتا ہے اس سے عام طور پر لوگ ڈرتے نہیں بلکہ قابل محبت تسلیم کرتے ہیں ــــ ہندوؤں کی ترِمورتی میں گو وشنو کا نمبر برہما کے بعد دوسرا ہے لیکن اسے کسی طرح بھی برہما سے کم نہیں سمجھا جاتا۔ بعض کتابوں میں برہما دیوتا کو تمام چیزوں کی علتِ اولیٰ قرار دیا گیا ہے۔

لیکن بعض نوشتوں میں وِشنُو اور بعض میں شِو دیوتا کو یہ درجہ دیا گیا ہے اور اپنے اپنے دیوتاؤں کے لئے یہ دعوے وشنو اور شِو پرستوں دونوں ہی نے کئے۔ بہرحال وشنو پرست اپنے دیوتا وشنو کو عظیم ترین ترِمورتی (TRIMURTI) میں شامل باقی دو دیوتاؤں برہما اور شِو سے برتر خیال کرتے ہیں مثلاً وشنو پرستوں نے ایک جگہ دعویٰ کیا کہ برہما دیوتا وشنو دیوتا کی ناف سے اگنے والے کنول کی ڈنڈی سے پیدا ہُوا تھا اور کائنات کی ہر مرتبہ تباہی کے بعد برہما اسی طرح خوابیدہ وشنو کی ناف سے پھوٹنے والے کنول سے پیدا ہوتا ہے، وشنو کے نام لیواؤں یہ دعویٰ بھی ہے کہ شِو دیوتا وشنو کی پیشانی سے پیدا ہُوا تھا۔ پدم پُران (PADMA PURANA) میں کہا گیا ہے کہ وشنو عِلّت العالیہ ہے گویا اس طرح وشنو کو برہما سے ملا دیا گیا۔ تاہم اسی پُران میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وشنو کی خصوصی صفت اور کام یہ ہے کہ وہ کائنات کا محافظ ہے۔ پدم پران کے مطابق:-

"تخلیق کے آغاز میں عظیم وشنو نے پُوری دنیا تخلیق کرنے کی آرزو کی۔ چنانچہ اس نے تین پہلو اختیار کر لیے یعنی خالق، محافظ اور غارتگر اس دنیا کو تخلیق کرنے کے لئے اس نے اپنے بدن کے بائیں پہلو سے وشنو کو پیدا کیا اور دنیا کو تباہ کرنے کے لئے اس نے اپنے بدن کے وسطی حصے سے ابدی شِو کو پیدا کیا۔ بعض برہما کو پوجتے ہیں اور بعض وشنو اور شِو کو، لیکن وشنو اب بھی سہ پہلو ہے (یعنی) وہ تخلیق کرتا ہے، حفاظت کرتا ہے اور تباہ کرتا ہے چنانچہ پارسا لوگ تینوں میں کوئی فرق روا نہیں رکھنا چاہیئے۔"

پدم پُران کے مطابق شِو دیوتا نے اعتراف کیا کہ وِشنُو اس (شِو) سے عظیم تر ہے۔ اس پُران میں کہا گیا ہے کہ شِو دیوتا نے اپنی بیوی پاربتی سے اس سلسلے میں کہا:-

"میں تجھے وشنو کی اہمیت اور اصل ماہیت سے آگاہ کرتا ہوں جان لے کہ درحقیقت وہ راما تن ہے، اعلیٰ ترین روح ہے۔

اور پر برہما[۲] ہے اس کا آغاز ہے نہ اختتام - ہمہ بیں اور ہر جگہ
موجود ہے، ابدی اور ناقابلِ تغیر ہے، انتہائی مبارک ہے، وہ
وشنو ہے، وہ ہرنیا گربھ[۳] ہے اور سوریہ (سورج) ہے وہ سارے
دیوتاؤں سے حتیٰ کہ مجھ سے بھی افضل ہے۔ میرے یا برہما اور دیوتاؤں
کے لئے کہاں یہ ممکن ہے کہ خالق کائنات اور مالکِ کائنات
واسو دیو (وشنو) کی عظمت بیان کر سکیں۔"

پدم پران وشنو دیوتا سے مخصوص ہے اور وشنو پرستوں کا ہی لکھا ہوا ہے۔ وشنو اور شیو دیوتا کے ماننے والوں میں ہمیشہ یہ ٹھنی رہی کہ اپنے دیوتا کو دوسرے پر فوقیت دیں، ظاہر ہے کہ پدم پران بھی وشنو پرستوں کو شیو دیوتا اور دوسرے تمام دیوتاؤں پر فوقیت دینا ہی تھی مگر اپنے دیوتا کی اس ستائش سے یہ بات ضرور ظاہر ہے کہ وہ وشنو کو کن خصوصیات و صفات سے متصف سمجھتے تھے

عظمت کی کہانی

وشنو کو دیوتاؤں میں سب سے اونچا مقام و مرتبہ کیسے ملا یہ قصہ بھی پرانوں میں آیا ہے۔ ست پتھ پران کی اس سلسلے میں ایک روایت کے مطابق ایک مرتبہ دیوتا اپنی ضروریات خصوصاً بھوک مٹانے کے لئے قربانی کی رسم ادا کر رہے تھے۔ اس دوران انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان میں سے جو دیوتا بھی دوسروں سے پہلے قربانی کی اپنی رسم پوری کرے گا اسے تمام دیوتاؤں میں سب سے افضل اور برتر سمجھا جائے گا۔ وشنو دیوتا نے قربانی کی رسم سب سے پہلے پوری کر لی چنانچہ اسے افضل ترین مان لیا گیا۔

پرانوں میں کہا گیا ہے کہ صرف وشنو ہی ایک ایسا دیوتا ہے جس کی پوجا انسانوں اور دیوتاؤں

۲۔ پر برہما (PARABRAHMA) : "عظیم برہما" (دیوتا)

۳۔ ہرنیا گربھ (HIRANYĀGARBHA) : "کائناتی بیضہ" (انڈہ)

کو کرنی چاہیئے۔ اس سلسلے میں پدم (PADMA) پران اور بھاگ بت (بھاگوت - BHAGAVATA) پران میں بیان ہوا ہے کہ :-

"ایک مرتبہ مقدس رشی قربانی کی رسم ادا کرنے دریائے سرسوتی کے کنارے جمع ہوئے۔ ان میں اس بات پر بحث چھڑ گئی کہ تینوں دیوتاؤں برہما، وشنو اور شو میں کونسا سب سے بڑا ہے اور جس کی تعظیم کو تی برہمن بجالائے۔ جب وہ متفق نہ ہو سکے تو انہوں نے برہما دیوتا کے بیٹے بھرگو (BHRIGU) رشی کو ان دیوتاؤں کا کردار جانچنے کے لئے بھیجا، تاکہ وہ یہ معاملہ طے کر دے۔ بھرگو پہلے برہما دیوتا کے آسمان پر پہنچا اور حقیقت جاننے اس (برہما) کی عدالت میں داخل ہو گیا۔ اس نے برہما کو تعظیم نہیں پیش کی۔ برہما کو اس توہین پر تاؤ آ گیا مگر پھر اس نے سوچا کہ اس توہین کا مرتکب تو اس کا اپنا بیٹا ہوا ہے چنانچہ اس نے اپنے ذہن میں سلگتے ہوئے غیض و غضب پر قابو پا لیا۔ اس کے علاوہ برہما رشیوں اور عالموں میں گھرا بیٹھا تھا اور اسے اپنی اہمیت کا اس قدر زعم تھا کہ اس نے بھرگو کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کی۔ بھرگو نے قرار دے دیا کہ برہما اس قابل نہیں ہے کہ براہمن اس کی عبادت کریں۔

اب بھرگو شو سے ملنے کیلاش (KAILASA) پربت پر پہنچا۔ شو

ح۴ :- پدم پران کی رو سے بھرگو پہلے شو دیوتا کے پاس گیا تھا۔

ح۵ :- بھرگو رشی نے تعظیم پیش نہ کرنے کی گستاخی دانستہ کی تا کہ وہ اس حرکت پر برہما کا ردِ عمل جانچ سکے کہ بردباری اور حلم کا مظاہرہ کرتا ہے یا مشتعل ہوتا ہے۔

اس وقت اپنی بیوی (پاربتی) کے ساتھ شریک بستر تھا۔ علاوہ ازیں جب شو دیوتا اسے بھائی کی طرح بغلگیر ہونے جلدی سے آگے بڑھا تو بھرگو (جان بوجھ کر) شو کی اس گرمجوشی اور آغوش کو نظرانداز کر گیا۔ اس بدسلوکی پر شو بھڑک اٹھا اور اپنے ہتھیار (صاعقہ برق ترسول) سے مقدس رشی (بھرگو) کو قتل کر ڈالنے پر تل گیا مگر پاربتی نے اپنی باتوں سے شوہر کا غصہ سرد کیا۔ بھرگو نے شو کے لئے یہ طے کر دیا کہ وہ (شو) لنگ (لنگم۔ LINGA) کی شکل اختیار کرے۔ بھرگو نے یہ اعلان بھی کر دیا کہ شو کے لئے نذرانے پیش نہ کئے جایا کریں پھر بھرگو وشنو کے آسمان پر پہنچا۔ وہ (وشنو) اپنی بیوی لکشمی کی گود میں سو یا پڑا تھا۔ بھرگو وشنو کی اس کاہلی پر طرارہ آ گیا اور اس کی چھاتی پر زوردار لات جمائی اور اسے جگایا۔ وشنو نے خفا ہونے کی بجائے بھرگو براہمن کا پاؤں آہستگی سے دبایا اور یوں ظاہر کیا جیسے بھرگو کے پاؤں کے لمس سے اس وشنو کی عزت افزائی ہوئی ہے۔ وہ اپنی مسہری سے اٹھا، بھرگو کے سامنے احترام کے ساتھ جھکا پھر کہنے لگا:۔

'اے براہمن خوش آمدید، برائے چندے بیٹھ جا۔
میں نے ایک مہمان کے شایان شان فرائض انجام
دینے میں لاعلمی کی بنا جو کوتاہی برتی، اور تیرے ملائم
پاؤں کو جو چوٹ لگی اس کے لئے از راہ نوازش
معاف کر دے۔

وشنو نے اپنے ہاتھوں سے بھرگو کا پاؤں سہلایا اور پھر کہا:۔

"آج میری بہت ہی عزت افزائی ہوئی ہے کیونکہ
اے مالک تو نے آج گناہ کو دور کرنے والے اپنے
پاؤں کی خاک میرے سینے پر ثبت کی ہے"

وشنو اپنی بات ختم کر چکا تو بھرگو رشی ان مشفقانہ باتوں سے اس قدر خوش اور متاثر ہوا کہ کچھ بول ہی نہ پایا اور خاموشی سے چلا گیا۔ اس کی آنکھوں سے عبودیت بھرے جذبات کے ساتھ آنسو بہہ رہے تھے۔

دریائے سرسوتی کے کنارے واپس آکر اس نے رشیوں کو سارا ماجرا کہہ سنایا اور اعلان کر دیا کہ تینوں دیوتاؤں میں صرف وشنو ہی اس قابل ہے کہ انسان اور دیوتا اس کی عبادت کریں۔ رشیوں کے سارے شکوک و شبہات فوراً ہی دور ہو گئے انہیں یقین آگیا کہ وشنو ہی تینوں دیوتاؤں میں سب سے عظیم ہے کیونکہ وہ بے صبری اور ہیجانی جذبات[۲۶] سے بالاتر ہے۔

ہر دیوتا کی بیوی اس کی "شکتی" (SHAKTI) یعنی توانائی یا قوت ہوتی ہے لیکن پدم پران میں وشنو کی شکتی ایک نہیں آٹھ بتائی گئی ہیں ان میں اس کی بیوی سری یعنی لکشمی بھی شامل ہے۔ ان آٹھ شکتیوں میں یہ شامل ہیں۔

سری یعنی لکشمی (دولت)۔ بھو (BHU - دھرتی) زمین سرسوتی (علم) ۔ پریتی (PRITI - محبت یا شفقت)۔ کرتی (KRITI - شہرت)۔ شانتی (SHANTI امن ۔ سکون)۔ تُستی (TUSTI - انبساط۔ عیش و عشرت) اور پُستی (PUSTI - طاقت) ۔ دولت، زمین، علم، محبت، شہرت

---

۲۶ - ہیجانی جذبات :۔ شہوانی اور غصے کے جذبات ۔

امن، انبساط اور قوت وہ آٹھ وسیلے ہیں جن کے ذریعے وشنو دیوتا کی تحفظ دینے والی توانائیاں بروئے کار آتی ہے۔

وِشنو کا نام

وِشنو دیوتا کے ایک ہزار نام ہیں چنانچہ یہ سہسر نام (SAHA-SRA-NAMA) یعنی ایک ہزار ناموں والا کہلاتا ہے۔ اگر کوئی اس کے سارے نام، ہرا دے تو وشنو پرستوں کے نزدیک یہ بات لائق تحسین ہوتی ہے۔ اسکا ایک نام نارائن (NĀRĀYĀNA) بھی ہے جس کے معنی ہیں "پانیوں پر یا پانیوں کے اندر حرکت کرنے والا"۔ ابتدا میں نارائن برہما دیوتا کا نام تھا مگر براہمنی دور میں یہ نام وشنو کو سونپ دیا گیا۔ وشنو کے ماننے والے اسے اکثر ایشور یعنی معبود بھی کہتے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ اصطلاح یعنی ایشور، وِشنو کی نسبت شِو دیوتا کے لئے کہیں زیادہ استعمال ہوتی ہے۔ وشنو کے ہزاروں ناموں میں سے مندرجہ ذیل زیادہ مقبول و مشہور رہے ہیں۔

ہَری	HARI	قبضہ کرنے والا۔ تصرف میں لینے والا۔ محافظ
نارائن	NĀRĀYANA	پانیوں پر یا پانیوں کے اندر حرکت کرنے والا
اَچ یُوت	ACHYUTA	لافانی۔ ناقابلِ تسخیر۔ نہ گرنے والا۔
پُرُش (پورُوش)	PURUSHA	خاص روح۔ خاص آدمی
پُرُشوتَم (پرشوتم)	PURUSHOTTAMA	اعلیٰ ترین روح۔ ارفع ترین انسان
اِیشوَر	ISHWARA	معبود
سَوَیَم بھُو	SWAYAMBHU	موجود بالذات
وِشوَمبَر۔ وِشوَمبھَر	WISHVAMVARA / WISHVAMBHARA	دنیا کا محافظ
اَننت	ANANTA	لامحدود۔ بے کنار
جَنارَدھن	JANARDHANA	انسانوں کا معبود۔ لوگوں سے عبادت کرنیوالا

مُکُنْد	MUKUNDA	نجات دہندہ
نَر	NARA	مرد
دے کُنٹھ ناتھ (بے کُنٹھ ناتھ)	VAKUNTHA NATHA	دے کُنٹھ (جنت) کا مالک
جَل سَیِن	JALA-SAYIN	پانی پر سونے والا
ہَری شِکس	HARI-SHIKESA	عقل کے ترجمانوں کا مالک۔
اَننت شایَن	ANANTA-SAYANA	انت ناگ پر سونے والا
چَتُر بھوج	CHATUR-BHUJA	چار بازوؤں والا
دامُودَر	DAMODARA	جس کا پیٹ رسّے سے بندھا ہو۔
گووِند	GOVINDA	گایوں کا نگہبان
گوپال	GOPALA	گائیں پالنے والا
کَسَوا (کیشو)	KESAVA	خوبصورت بالوں والا۔(درخشاں)
کِریتن	KIRITIN	مرصّع مُکٹ پہننے والا
لَکشمی پَتی	LAKSHMIPATI	لکشمی کا مالک۔ لکشمی کا شوہر
مَدہو سُودَن	MADHU-SUDANA	مَدہو[۷] کو تباہ کرنے والا
مادَہو		شہد کا بنا ہوا۔ میٹھا۔ مَدہو کا خلف
مُراری		مُور[۸] کا دشمن

ف ۷ . مَدہو:- ایک عفریت کا نام، جسے وِشنو کے اوتار کرشن جی نے قتل کر دیا تھا۔ اسی نام کا ایک اور عفریت تھا، یا پھر یہی تھا جسے شترُگھن (SATRU-GHNA) نے ہلاک کیا تھا۔ شترُگھن رامائن کے ہیرو رام چندر کا سوتیلا اور لکشمن کا سگا بھائی تھا۔ شترُگھن کے معنی ہیں "دشمن کو تباہ کرنے والا"۔

ف ۸ - مُور (MURA) :- ایک بہت بڑا عفریت جس کے سات ہزار بیٹے تھے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

پنچایُدھ	PANCHA YUDHA	پانچ ہتھیاروں سے مسلّح
پدم نابھ	PADMA NĀBHA	کنول کی ناف والا یا ناف کے کنول والا۔
پتامبر	PITĀMBARA	زرد پوشاک والا۔ زرد پوشاک میں ملبوس۔
سارنگن۔ سارنگی پانی	SĀRNGIN SĀRNGI-PĀNI	سارنگ (نامی) کمان رکھنے والا۔
یَجنیش	YAJNESH	قُربانی کا مالک
یَجنیش وَر	YAJNESHWARA	قربانی کا مالک
وارشنیا	VARSHNEYA	وِرشنی کا خلف
کَے تبھ جیت	(KAITABHAJIT)	کَے تبھ کا فاتح
واسُودیو	VASUDEVA	
کرشن (واسُودیو کا بیٹا)	KRISHNA	

اسے وشنو کے اوتار کرشن جی نے ہلاک کر ڈالا تھا، اور اپنے مہلک ہتھیار سُدرشن چکر کے شعلوں سے مُور کے سات ہزار بیٹوں کو کیڑوں کی طرح جلا کر رکھ دیا تھا۔

ھ۹۔ ورِشنی (VRISHNI)۔ ورِشنی مدھو کا بیٹا تھا جس کا مورث اعلیٰ یا دُو (YADU - یدو۔ جدو۔ جادو) کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ یادُو (یدو) ہندوؤں کی مشہور چندر بنسی نسل کا جدِ امجد تھا۔ ورِشنی کی نسل والے وِرشنی یا پھر ورشنیا (VARASHNAYAS) کہلاتے ہیں۔ ھ۱۰۔ کَے تبھ جیت: ایک عفریت کا نام جو وشنو کے کان سے اس وقت پیدا ہوا تھا جب وہ (وشنو) ایک کلپ (برہما دیوتا کے ایک دن) کے اختتام پر شیش ناگ پر سویا ہوا تھا۔ مدھو نامی عفریت بھی اسی طرح وشنو کے کان سے پیدا ہوا تھا یہ دونوں یعنی مدھو اور کَے تبھ جیت برہما دیوتا کو اس وقت ختم کرنے لگے تھے جب وہ (برہما) وشنو کی ناف سے اگنے والے کنول پر بیٹھا تھا مگر وشنو نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔

شیش ناگ

وشنو کا آسمان

وشنو کبھی تو کنول کے پتے پر آرام کرتا ہے اور کبھی شیش ناگ کی کنڈلیوں پر ہمیشہ گہری اور پُرسکون نیند سویا رہتا ہے۔ شیش ناگ کو اننت (ANANTA) ابدی بھی کہتے ہیں۔ وشنو اپنی اس گہری نیند سے اس وقت جاگتا ہے جب شیطانی قوتوں کی سرگرمیوں سے کائنات کی بقا کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کائنات کو صرف وشنو ہی بچا سکتا ہے چنانچہ اس سے ناگزیر مدد لینے کے لئے دوسرے دیوتا اسے جگاتے ہیں اور کائنات کی حفاظت کی درخواست کرتے ہیں۔

جس وقت وشنو شیش ناگ کی کنڈلیوں پر پڑا محو خواب ہوتا ہے اس کی انتہائی دلکش اور موہنی بیوی لکشمی اس کے چرنوں میں بیٹھی خوابیدہ شوہر کے پاؤں دابتی رہتی ہے۔ شیش ناگ دراصل وشنو کا ہی ایک حصہ ہے اور یہ ناگ کُرما (KURMA) نامی کچھوے پر بیٹھا رہتا ہے یہ کچھوا بھی وشنو دیوتا کا ہی ایک تجسیم ہے کیونکہ وشنو کُرما (کچھوے) کے روپ میں بھی اوتار بن کر آیا تھا۔ جب یہ کچھوا ذرا جنبش کرتا ہے تو شیش ناگ جمائی لینے کے لئے اپنا پھن اٹھا لیتا ہے اور اسی سبب دنیا میں زلزلے آجاتے ہیں۔ کیونکہ زمین شیش ناگ کے پھن پر دھری ہوئی ہے۔ اور شیش ناگ کچھوے پر بیٹھا ہوتا ہے۔

وشنو کے آسمان کا نام بیکنٹھ (وے کنٹھ۔ VAIKUNTHA) ہے، جو عالمی پہاڑ میرُو کی ڈھلانوں پر واقع ہے۔ وشنو اپنے آسمان پہ چین لکشمی کے ساتھ رہتا ہے۔ دوپہر کے سورج کی مانند درخشاں وشنو کا تخت کنول کے سفید پھولوں پر رکھا رہتا ہے۔ اس تخت پر وشنو بیٹھتا ہے اس کے دہنی طرف لکشمی بیٹھی ہوتی ہے جو مسلسل چمکنے والی آسمانی بجلی کی طرح ہر آن تابندہ اور ضو فشاں رہتی ہے۔ لکشمی کے بدن کی خوشبو ہر سُو آٹھ آٹھ سو میل تک بسی رہتی ہے۔

وشنو کا آسمان بے کنٹھ (بیکنٹھ) سارے کا سارا سونے کا بنا ہوا ہے اور اس کی تمام عمارتیں ہیرے جواہرات سے تعمیر کی گئی ہیں اس کے محلوں کے ستون تک انتہائی قیمتی پتھروں

کے ہیں۔ اس آسمان کا محیط اسی ہزار میل ہے۔ وہاں پانچ تالاب ہیں، جن میں کنول کے نیلے سرخ اور سپید پھول کھلتے ہیں۔ ہندو اساطیر کی رو سے ایک گنگا آسمان پر ہے اور ایک زمین پر۔ آسمانی گنگا کا بلور جیسا صاف شفاف پانی اونچے آسمانوں سے دُرُو[111] (DRUVA) کے سر پر گرا۔ وہاں سے سَپت رشیوں (سات رشیوں) کے بالوں میں پہنچا، پھر نیچے گر کر دریا کی شکل اختیار کر گیا۔ دریائے گنگا کے بارے میں بہت سی روائتیں ہیں ایک روائیت کے مطابق آسمانی گنگا وشنو کے آسمان پر بہتی ہے۔ یہ بھی روائیت ہے کہ گنگا وشنوں کے پاؤں سے پھوٹتی ہے۔ توریتول نے بھی گنگا کے سلسلے میں اپنے دیوتاؤں سے بھی روائتیں وابستہ کر رکھی ہیں۔ وشنو سانولا یا پھر کالا ہے۔ مصوری کے نمونوں اور دوسری تصاویر میں اسے گہرے نیلے بدن کا خوبصورت نوجوان دکھایا جاتا ہے۔ دراصل وشنو کا سراپا علامتی طور پر بھی بیان کیا جاتا ہے۔ ہندوؤں کا خیال ہے کہ دنیا کے چار زمانے (یُگ۔ جُگ) ہوتے ہیں یعنی کرِت جُگ (یُگ KRITA-YUGA)، تریتا جُگ (یُگ - TRETA - YUGA)، دواپر جُگ (DWĀPARA - YUGA) اور کالی جُگ۔ کل جُگ (KALI - YUGA)۔ سب سے اچھا زمانہ کرت جُگ، ہوتا ہے، اس کے بعد تریتا جُگ پھر دواپر جُگ اور سب سے خراب کَل جُگ، جو موجودہ دور ہے۔ ان زمانوں کی خوبیوں اور خرابیوں کی نسبت سے وشنو دیوتا کے رنگ بتائے گئے ہیں یعنی تریتا جُگ (یُگ) کے دوران وشنو کا رنگ سرخ، دواپر جُگ (یُگ) کے دوران اس کا رنگ زرد اور کل جُگ (کالی یُگ) کے دوران کالا ہو جاتا ہے۔ اور سب سے اچھے زمانے یعنی کرت جگ میں وہ سفید ہوتا ہے۔

اُسے قدیم راجاؤں جیسا لباس پہنے دکھایا جاتا ہے۔ اس کی پوشاک زرد رنگ کی ہوتی

۱۱۱۔ دُرُو: یہ ایک رشی تھا جسے دُرواس (DUR-VĀSA) بھی کہا گیا ہے۔ وہ مہارشی اَتری (ATRI) کا بیٹا تھا اور اَنسویا (ANASUYA) کے بطن سے تھا۔ بعض روایتوں کی رو سے وہ شِو دیوتا کا بیٹا یا اس کا مظہر تھا۔ دُرو (دُرواس) بہت ہی آتش مزاج تھا۔

ہے۔ اس کے سینے پر خاص قسم کے حلقے یا نشان یا حلقے ہیں جو سَری وَستا (SARI - VASTA) کہلاتے ہیں وہ اپنے سینے اور کلائی میں جڑاؤ زیور پہنے ہوتا ہے سینے کا زیور کوستُبھ (KAUSTUBHA) اور کلائی کا زیور شیام نتک (SYAMANTAKA) کہلاتا ہے۔

اس کے چار ہاتھ ہیں ——— اُوپر والے ایک ہاتھ میں پنچ جنیا (PANCHAJANYA) یعنی شنکھ (SHANK - سنکھ) یا پھر صدف اور اوپر والے دوسرے ہاتھ میں شعلہ یا سُدرشن چکر' (SU-DARSANA) ہوتا ہے۔ نچلے ایک ہاتھ میں گدا (GADA) یعنی گرز اور دوسرے ہاتھ میں کنول کا پھول (پدم) یا پھر کھڈگ (KHADGA) یعنی تلوار ہوتی ہے۔ بعض اوقات وشنو کے نچلے ہاتھ کسی کو برکت (وَرَد - VARADA) عطا کرنے اور ابھیا (ABHAYA) یعنی تحفظ دینے کے انداز میں دکھائے جاتے ہیں۔ پتلے اور چپٹے کناروں والا حلقہ یعنی سُدرشن چکر وشنو کا انتہائی کارگر ہتھیار ہے، اس سے وہ اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ سُدرشن چکر کا ایک نام وَجرنابھ (VAJRA - NĀBHA) بھی ہے۔ اس ہتھیار کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وشنو اسے دشمنوں پر پھینک کر مارتا ہے تو یہ ضرب لگانے کے بعد اس کے پاس لوٹ آتا ہے۔ وشنو کا گرز کَومودکی' (KAUMODAKI) بھی کہلاتا ہے۔ وشنو کی کمان کا نام سارنگ (SĀRNGA) اور تلوار کا نام نندک (NANDAKA) ہے۔

وشنو کو عام طور پر اس کی بیوی لکشمی کے ساتھ یا تو کنول پر بیٹھا دکھایا جاتا ہے یا کبھی اس کے دائیں طرف لکشمی اور بائیں پہلو میں مہی (MAHI) دیوی یعنی پرتھوی (PRITHVI - زمین) بیٹھتی ہے۔ روایتوں کے مطابق عقلمند اور دور بین لوگ وشنو کو سب سے اُونچے مقام یعنی پرَمَم پدم (PARAMAMPADAM) پر تخت نشین دیکھتے ہیں۔ اس جگہ شہد کا ایک کنواں ہے۔ وہاں دیوتا خوش و خرم رہتے ہیں۔

وہ کوہ پیکر پرندے گرود (GRUDA) نامی پر سواری کرتا ہے۔ گرود کو آدھا انسان اور آدھا پرندہ دکھایا جاتا ہے۔ وشنو کے علم پر گرود کی تصویر بنی ہوتی ہے۔

وشنو اور اوتار

وشنو نے اپنی اہم ترین خصوصیات یعنی حفاظت اور برقرار رکھنے اور احیاء یا تجدید کرنے کی قدرت کے ساتھ زمین پر مختلف شکلوں میں ظہور کیا اس کی یہ صورتیں یا پیکر اوتار کہلاتے ہیں۔ اوتار کے لفظی معنی تو "اترنا۔ نزول" کے ہیں لیکن عام طور پر یہ لفظ یعنی اوتار "تجسم۔ تجسّم۔ انسانی صورت اختیار کرنے" کے معنی میں لیا جاتا ہے۔ وشنو حیوانی اور فوق الفطرت انسانی پیکر میں آتا رہا۔ یہ اوتار وشنو کے مقدس جوہر کے ایک حصے سے متصف اور ماورائے انسانی قوتوں کے حامل ہوتے تھے ــــــ وشنو پرستوں کے عقیدے کے مطابق دنیا میں جب بھی شر اور برائیاں بڑھیں، دنیا کے لوگوں کی برائیاں دیوتاؤں کے لئے ناقابل برداشت ہوئیں یا دنیا کو تباہی کا خطرہ ہوا وشنو نوع انسانی کو برائیوں اور مصائب سے بچانے کے لئے مجسم ہو کر بار بار دنیا میں آتا رہا تا کہ برائیوں اور آلودگیوں کو دور کرے اور دنیا میں کوئی بہت بڑی اچھائی پھیلائے۔ وہ جس شخص یا جاندار کے روپ میں آیا اوتار کہلایا اوتار کی حیثیت سے زمین پر اپنا کام مکمل کر کے وشنو آسمان پر واپس چلا جاتا۔

یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ وشنو اوتار کی شکل میں کتنی مرتبہ آیا۔ پرانوں میں جو تعداد دی گئی ہے اس میں اختلاف ہے۔ بھاگوت (بھاگ یت) پران کی رو سے بائیس اوتار ہوئے ہیں جبکہ اسی پران کا یہ بھی کہنا ہے کہ اوتاروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ بعض یہ تعداد چوبیس بتاتے ہیں۔ بہر حال وشنو کے دس اوتار زیادہ مشہور ہیں اور عام طور پر دس ہی مانے جاتے ہیں۔ ان دس اوتاروں میں چار تو جانور تھے مثلاً مچھلی، کچھوا، خنزیر اور شیر ببر، ایک بالشتیا تھا، باقی پانچ انسان اور ان پانچوں میں سے بھی ایک اوتار کی اور ابھی باقی ہے اس کا نام کلکی ہے۔ دس اوتار یہ ہیں:۔

متسیا (مت سیا)	MATSYA	مچھلی
کُرما	KURMA	کچھوا

وارہ (واراہ)	VARAHA	خنزیر
نرسمہا (نرسنہہ)	NARASIMHA	شیر ببر۔ شیر مانس
دمن	DAMNA	بالشتیا
پرس رام (پرشورام)	PARASURĀMA	انسان
رام چندر	RAMA-HANDRA	انسان
کرشن جی	KRSHNA	انسان
گوتم بدھ	BUDHA	انسان
کل کی (کل کن)	KALKI-KALKIN	انسان

ویسے تو دس کے دس اوتاروں کی تعظیم کی جاتی ہے مگر رام چندر اور کرشن کو تو عظیم دیوتاؤں کی طرح پوجا جاتا ہے۔ دونوں کو عظیم انسانی ہیرو قرار دے کر ان کی بے پناہ تعظیم و تکریم کی جاتی ہے اور کرشن کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ کرشن کی صورت میں وشنو دیوتا مکمل طور پر ظاہر ہو گیا تھا، کرشن تو گویا خود وشنو تھا۔ کرشن ہندوؤں میں سب سے مقبول اوتار ہے اور عام لوگ اس کی پوجا کرتے ہیں۔

وشنو کے اوتار پرسورام (PRĀSURAMA) کو راما (رام RAMĀ) بھی کہتے ہیں یعنی رامائن کے ہیرو اور ستیا جی کے شوہر رام چندر (رام۔ راما) نہیں بلکہ وہ رام یا راما جو بھرگو (BHRGU) رشی کی نسل سے تھا۔ رامائن کے ہیرو اور ستیا جی کے شوہر رام چندر بھی وشنو کے اوتار تھے۔ اس اوتار یعنی رام چندر کو راگھو (RĀGHAVA) بھی کہتے ہیں۔

مہاتما بدھ کا انجام

وشنو نے پرس رام کے روپ میں آکر برہمنوں کو کشتریوں پہ فتح دی تھی کیونکہ کشتری بہت ہی مغرور ہو گئے تھے ——— مہاتما بدھ کا حشر یہ ہوا کہ جب ہندو برہمنوں خصوصاً شنکر آچاریہ (۷۸۸ء / ۸۲۰ SHAKARACHARYA) کے ہاتھوں برصغیر

میں بدھ مذہب والوں کا افسوسناک بلکہ عبرتناک اور حتمی زوال آیا تو پنڈتوں (براہمنوں) نے مہاتما بدھ کے ساتھ رعایت بس یہ کی کہ انہیں اپنے دیوتا وشنو کا ہی ایک اوتار بنا کر رکھدیا۔ اور مہاتما بدھ کی صورت میں آکر وشنو نے انسانیت کی "بھلائی" کے لئے کام یہ کیا کہ شیاطین اور عفریتوں اور بدکردار آدمیوں کی حوصلہ افزائی کر کے ویدوں کی بے ادبی اور تذلیل کرائی، ذات پات کے نظام کو مسترد کرایا اور دیوتاؤں کے وجود سے منکر بنایا اس طرح وشنو نے مہاتما بدھ کے پیکر میں نزول کر کے برے آدمیوں اور شیاطین وغیرہ کے ہاتھوں خود اپنی ہی تباہی کا سامان کرایا۔ گویا جن براہمنوں اور برہمنی مذہب کے خلاف مہاتما بدھ نے پوری جرآت، توانائیوں اور صلاحیت کے ساتھ آواز بلند کی تھی اور ان کے ہولناک استحصال اور مذہب پر اجارہ داری سے عام لوگوں کو نجات دلائی تھی خود ان (مہاتما بدھ) کا اپنا انجام برہمنوں کے ہاتھوں یہ ہوا کہ اسی استحصالی گروہ کے معبود وشنو کا اوتار بنا ڈالے گئے اور منفی انداز میں ——— وشنو دیوتا کلکی (کل کی) کی حیثیت سے سفید گھوڑے پر سوار، آتش ریز تلوار لئے کر ایک بار پھر نزول کرے گا۔ وہ بدکاروں اور دشمنوں کو قتل کر کے سچا دھرم قائم کرے گا۔ آج کل بہت سے وشنو پرست ڈرتے ڈرتے "کل کی" اوتار کی آمد کے منتظر ہیں۔

بعض ہندوؤں کا خیال ہے کہ ان دس اوتاروں میں سے اول الذکر پانچ اوتار ہماری دنیا میں نہیں بلکہ دوسری دنیاؤں میں آئے تھے اور ان کی نوعیت کائناتی اوتاروں کی ہے۔ بعد کے چار اوتار ہماری زمین پر آئے اور آخری یعنی "کل کی" (کلکی) اوتار کا ابھی آنا باقی ہے وہ اس وقت آئے گا جب دنیا کا خاتمہ قریب ہوگا کہ یہ "کل جگ" چل رہا ہے ———
بعض پرانوں کی رو سے رام چندر کا بھائی لکشمن اور کرشن جی کا بھائی بلرام بھی وشنو کے اوتار تھے۔

وشنو کے دس اوتاروں میں سے مجسموں اور تصویروں میں سب سے زیادہ وراہ (خنزیر) نرسمہ (شیر ببر) وامن (بالشتیا۔ بونا)، رام چندر (راما) اور کرشن جی کو دکھایا جاتا ہے۔ کرشن

کو یا تو گاییں سے گئے یا پھر کورو کشیتر (KURUKSHETRA) کے مقام پر لڑی جانے والی مہا بھارت کی لڑائی میں سب سے بڑے سورما یا ہیرو کی حیثیت سے دکھایا جاتا ہے۔
وشنو اتنی بہت ساری صورتیں (اوتار) اختیار کر کے کیوں آیا؟ اس سلسلے میں ایک دلچسپ روایت مُتسیا، پُران میں یوں آتی ہے کہ:

> شیاطین اور عفریتوں نے جب یہ دیکھا کہ لڑائیوں میں دیوتا ہمیشہ ان کی گوشمالی کرتے ہیں تو انہوں نے اپنے معلّم شُکر سے اس سلسلے میں کسی چارہ جوئی کی خاطر رجوع کیا۔ اس نے انہیں مشورہ دیا کہ ایک زبردست تپسیا کر کے شو دیوتا سے وہ منتر حاصل کر لیا جائے جس کی مدد سے وہ دیوتاؤں پہ ہمیشہ فتح پا سکتے ہیں شُکر ان سے یہ کہہ کر وہ منتر حاصل کرنے شو کے پاس چلا گیا شُکر کی غیر موجودگی میں اور اس کی واپسی تک عفریتوں اور شیاطین کو کسی کی پشت پناہی کی ضرورت تھی۔ انہوں نے شُکر کی ماں کا دیا[۱۲]

۱۲۔ شُکر (SUKRA) : شُکر زہرہ (وینس) سیارہ بھی ہے اور زہرہ (سیارے) کا حکمران بھی۔ وہ بھرگو رشی کا بیٹا ہے۔ اس کی بیٹی دیویانی (دیوجانی) (DEVAYANI) تھی جس کی شادی چندر بنسی خاندان کے ایک اہم حکمران ویاتی (یجات) (VAYATI) سے ہوئی تھی۔ مَتسیا پُران کی مندرجہ بالا روایت سے ہٹ کر ایک اور روایت کی رو سے شُکر نے شو دیوتا کے پاس جا کر اس سے پوچھا تھا کہ اشوروں کو دیوتاؤں سے کیسے محفوظ کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کی خاطر اس نے انتہائی شدید ریاضت کی اور سر کے بل ایک ہزار برس تک گھاس پھوس اور فضلے کا بدبودار دھواں اپنے سر سے جذب کر کے مدن میں اتارنا پڑا شُکر کی غیر حاضری میں دیوتاؤں نے اشوروں پر حملہ کر دیا اور وشنو نے شُکر کی ماں کو قتل کر ڈالا۔ اس پہ

(باقی حاشیہ اگلے صفحے پر)

(KĀVYĀ) سے درخواست کی۔ کادیا نے ان کی حفاظت کی حامی بھر لی۔ دیوتاؤں نے موقعہ اچھا جان کر سب شیطانوں اور عفریتوں کو ختم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ کادیا کو بھی احساس ہو گیا کہ دیوتاؤں کے ارادے کیا ہیں اور کیا کرنے والے ہیں چنانچہ اس نے اندر دیوتا کو دھمکی دی کہ اگر وہ اپنے آسمانی لشکر (دیوتاؤں) اپنے ارادے سے باز نہیں رکھے گا تو اندر کو دیوتاؤں پر حکمرانی سے محروم کر دیا جائے گا۔

اندر شکستہ دل اور خوف زدہ ہو کر عفریتوں پر حملہ کرنے کا ارادہ ترک کرنے ہی والا تھا کہ وشنو نے اس کی مدد کا وعدہ کیا۔ اندر اور وشنو کو زیر کرنے کے لئے کادیا نے ایک زبردست تپسیا شروع کر دی۔ اگر یہ مکمل ہو جاتی تو اس سے اندر اور وشنو کے

شکر نے وشنو کو بددعا دی کہ وشنو سات مرتبہ انسانوں کی دنیا میں جنم لے۔ شکر نے اپنی ماں کو دوبارہ زندہ کر لیا۔ دیوتاؤں کو خدشہ لاحق ہو گیا کہ اگر شکر کی ریاضت مکمل ہو گئی تو انسان کی خیر نہیں۔ اندر دیوتا نے اپنی بیٹی جینتی (جسے ینتی۔ JAYANTI) کو بھیجا کہ وہ شکر کو بہکا کر اسے تپسیا پوری نہ کرنے دے۔ جینتی نے اسے پرچانے کی بڑی کوشش کی مگر شکر نے اپنی ریاضت مکمل کی اور بعد میں جینتی سے بیاہ کیا۔ شکر سیارے (زہرہ) کے کئی اور نام بھی ہیں، مثلاً اشپوجیت (ASHPUJIT) —— گما بھوّ (MAGHĀ - BHAVA)، شودساں سو (SHODASĀNSU) یعنی سولہ کرنوں والا۔ اور سویتا (SWETA) یعنی سفید۔ گما بھوّ کے معنی ہیں گما کا بیٹا۔ گما ایک شاعر تھا جس نے ایک نظم تخلیق کی تھی یہ نظم ششوپال بدھ (SISUPĀLA - BADHA) کہلاتی ہے۔ اس نظم کو ماگھ کاویا (MĀGHA KĀVYA) بھی کہا جاتا ہے۔

عزائم خاک میں مل جانے۔ اندر نے وشنو کو آمادہ کیا کہ وہ کاویا
کو اپنی تپسیا پوری نہ کرنے دے۔ وشنو نے اپنے سدرشن چکر
کو تیار پا کر کاویا کو قتل کر ڈالا۔ کاویا کی ہلاکت پر اس کا شوہر
بھرگو رشی (BHRIGU) مارے طیش کے آتنا صول اٹھا کہ اس
نے ایک عورت کو جان بوجھ کر قتل کرنے کی پاداش میں وشنو
کو بددعا دی کہ وہ انسانوں کی دنیا میں سات مرتبہ جنم لے۔ بعد میں
بھرگو نے اپنی دعا میں یہ نرمی برتی اور ترمیم کردی کہ وشنو جب بھی
دھرتی پر جنم لے گا ہر بار وہ انسانوں کی بھلائی۔ بہتری اور دھرم
کے احیاء کے لیے ہی آئے گا۔

بھرگو کی ترمیم شدہ بددعا کے مطابق وشنو کو اوتار بن کر سات دفعہ دنیا میں آنا تھا مگر بعد میں تین
کا اور اضافہ کر دیا گیا چنانچہ وشنو نے دس مرتبہ اوتار بن کر ظہور کیا۔

شِو دیوتا
(SHIVA)

آریاؤں سے پہلے

شِو کے معنی 'مبارک' کے ہیں۔ مبارک کے علاوہ اس کے معانی "موافق، مہربان، نیک دل، شفیق، روشن اور مسرور" وغیرہ بھی کئے گئے ہیں —— شِو ہندؤں کی سب سے اہم اور مشہور ترین تثلیث، (ترِمُورتی TRIMURTY) کا رکن ہے۔ اس ترِمُورتی میں برہما دیوتا، وشنو دیوتا اور شِو دیوتا شامل ہیں۔ ترِمُورتی میں گو شِو اور وشنو اکٹھے ہیں مگر ان دونوں کی یہ یکجائی اور ہم آہنگی ہندؤں کے دونوں سب سے بڑے فرقوں وشنو پرستوں اور شِو پرستوں کے مذہبی عقیدوں کے اختلافات کو ختم نہیں کر سکی ہے۔

اس امر میں اب کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ ہندؤں کی ترِمُورتی (TRIMURTY) میں شامل تیسرا دیوتا شِو سرحد، پنجاب، سندھ اور بلوچستان پر مشتمل وادیٔ سندھ کے قدیم تہذیبی دور کے پاکستان میں شِو کو زرخیزی کے دیوتا اور پَشو پتی (PASUPATI) یعنی حیوانوں کے مالک اور حیوانوں کے پالنہار کی حیثیت سے پوجا جاتا تھا اور سانپ پوجا سے بھی اس کا کسی نہ کسی رنگ میں تعلق تھا۔ اور مار پرستی (سانپ پوجا) سے یہ تعلق کم نہیں بلکہ گہرا تھا۔ ظاہر ہے کہ سانپ کی پرستش آریہ نہیں کرتے تھے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ آریاؤں سے پہلے پاکستان کے قدیم دراوڑیوں مار پرستی کسی نہ کسی شکل میں موجود تھی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ازمنۂ قدیم

کی مختلف اقوام کے ہاں سانپ کا زرخیزی و شادابی سے بھی تعلق سمجھا جاتا تھا۔ شِو دیوتا کی پیشانی کے اوپر ہلال کی موجودگی اور کمر پر سانپ کو پیٹی کے طور پر پیٹنے سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ زرخیزی اور شادابی کا دیوتا تھا۔

وادیٔ سندھ کی تہذیب کے عروج یافتہ ہڑپائی دور (HARAPPAN PERIOD ۲۵۰۰/۲۰۰۰ ق م) یا پھر "متاخر ہڑپائی دور" (LATE HARAPPAN PERIOD ۱۹۰۰/۱۲۰۰ ق م) کی ایک ایسی مہر ملی ہے جس پر شِو دیوتا کو پشو پتی (PASUPATI) یعنی حیوانوں کے مالک اور حیوانوں کے پالنہار کے روپ میں دکھایا گیا ہے ــــــ شِو دیوتا کی ایک مجسم علامت بیل ہے جس کا نام نندی (NAND) ہے۔ اب بیل کا زراعت سے جو تعلق ہے وہ واضح ہے اور آریاؤں سے پہلے پاکستان کے باشندے بنیادی طور پر زراعت کار تھے۔ ان کی تہذیب زرعی تھی اور بلاشبہ بہت ہی ترقی یافتہ تہذیب تھی۔ ہندوؤں کے ہاں لنگ (لنگم) پوجا سے شِو کا گہرا تعلق آج تک چلا آ رہا ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ لنگ یا لنگم پوجا آریاؤں سے پہلے بھی پاکستان کے علاقوں میں ہو رہی تھی۔ لنگ پوجا کا بنیادی تعلق دراصل زراعت اور زرعی معاشروں سے رہا ہے اور ہزاروں برس پہلے بھی پاکستان میں بنیادی اور لازمی طور پر زرعی معاشرہ جاری و ساری تھا۔ پیدائش، افزائش اور بارآوری کا تعلق لنگ (لنگم) سے جو بنتا ہے وہ واضح ہے۔

ابھی یہ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ آریاؤں کی آمد سے پیشتر اور آریاؤں کے زمانے میں شِو کا نام پاکستان میں کیا تھا، ہو سکتا ہے کہ شِو سے ملتا جلتا ہی اس کا کوئی نام ہو رگ وید میں اس کا نام رُدر، آیا ہے ممکن ہے کہ رُدر (RUDRA) سے مشابہ کوئی نام مروج رہا ہو ــــ پاکستان میں ہزاروں پیشتر صرف شِو ہی نہیں زمین کی دیوی (مادرِ عظیم۔ دھرتی مائی۔ ماتا دیوی) کی بھی پرستش ہو رہی تھی۔ اس کی پکی ہوئی مٹی کی چھوٹی چھوٹی بہت ساری مورتیاں ہڑپہ اور موہنجوڈارو وغیرہ سے مل چکی ہیں۔ آج کے ہندو مذہب میں بھی ماتا دیوی (مہا دیوی) اور

اس کی مختلف صورتوں میں پرستش ہو رہی ہے۔

پاکستان میں شو قبیلہ

ایک بات خاص طور پر قابلِ توجہ ہے اور وہ یہ کہ گو رگ وید دیوتا کی حیثیت سے تو بے شک 'شو' کا نام نہیں ملتا البتہ رگ وید کی ساتویں کتاب (منڈل) کے اٹھارہویں گیت میں ایک قبیلے کا نام شو (SIVAS) ضرور ملتا ہے۔ یہ قبیلہ پاکستان کی شمال مغربی سمت میں دریائے سندھ کے آس پاس رہتا تھا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی سوا تین ہزار برس قبل کے لگ بھگ پاکستان میں بسنے والے اس قبیلے کا نام ہی 'شو' دیوتا کی نسبت سے ہو؟ اگر یہ مان لیا جائے کہ قبیلہ شو دیوتا کو ماننے والا تھا اور اسی کے نام پر اس قبیلے کا نام شو پڑ گیا تھا تب بھی یہ نہ سمجھا جائے کہ شو دیوتا کی پوجا پاکستان کے محض شمال مغربی حصے میں دریائے سندھ کے آس پاس ہی ہوتی تھی، ایسا نہیں ہے شو پرستی تو ساڑھے تین چار ہزار برس پہلے بھی پاکستان کے چاروں صوبے میں پھیلے ہوئے وادیٔ سندھ کے قدیم تہذیبی علاقے میں ہو رہی تھی۔

یہ شو قبیلہ شمال مغربی پاکستان کے نو دوسرے قبیلوں کے ساتھ مل کر آریائی قبیلے بھرت (بھارت BHARATAS) اور اس قبیلے کے حکمران سُوداس (SUDAS) کے خلاف دریائے پَرُشنی (PARUSHNI) یعنی راوی کے کناروں پہ برسرِپیکار ہوا تھا۔ راجہ سُوداس کا تعلق بھارت یا بھرت قبیلے کے ترِت سُو (TRITSU) گھرانے سے تعلق تھا۔ ان دس اتحادی قبیلوں میں پانچ قبیلے زیادہ مشہور تھے۔ یعنی اَلِینا قبیلہ (ALINAS)، پکتھا قبیلہ (PAKTAS) بھالان قبیلہ (BHALANASUS)، شو قبیلہ (SHIVAS) اور وِشانِن (VISHĀNINS)۔ کچھ محققین کا خیال ہے کہ شو قبیلہ دریائے سندھ کے آس پاس رہتا تھا۔ اَلینا قبیلہ کافرستان کے شمال مشرقی علاقے، اور بھالان قبیلے کے لوگ بلوچستان کے درّہ بولان کے آس پاس بسنے والے لوگ تھے۔ پکتھا قبیلے یا قبائل سے تصور فوراً پاکستان کے موجودہ علاقے صوبہ سرحد کی طرف

جاتا ہے ـــــ سُوداس اس علاقے کا حکمران تھا جو بعد میں برہماورت (BRAHMĀVARTA) کہلایا۔ کچھ ماہرین کے خیال میں برہم ورت موجودہ سرہند کا علاقہ تھا۔ دریائے پرشنی (راوی) کے کناروں پر لڑائی کا ذکر رگ وید میں ملتا ہے۔ یہ دس راجاؤں کی جنگ" بھی کہلاتی ہے بھرت (بھارت) قبیلے کا حکمران سُوداس اپنے فوجیوں کو لے کر آگے بڑھا اور راوی کو عبور کیا۔ سخت جنگ میں سُوداس نے اتحادی قبائل کو شکست دی۔

خیال ہے کہ قدیم یونانی مصنف ایریان (ARRIAN) نے جس قدیم پاکستانی قبیلے کو سبائی یا سبوئی (SIBAI OR SIBOI) کہا ہے وہ یہی شِو قبیلہ تھا۔ ایریان نے لکھا ہے کہ اس کے زمانے میں یہ قبیلہ دریائے سندھ اور چناب کے درمیان رہتا تھا۔ ڈاکٹر ڈی آر۔ بھنڈارکر کے خیال میں بھی (SIBI) نامی قبیلہ پنجاب میں رہتا تھا۔ پنجاب سے یہ لوگ نقل مکانی کر کے جنوب میں بھارت چلے گئے تھے اور پہلی صدی عیسوی کے دوران یہ راجپوتانے میں چتوڑ گڑھ کے علاقے میں جا پہنچے۔ ان کے کچھ سکے چتوڑ گڑھ سے کچھ فاصلے پر ناگری (NĀGARI) سے ملے ہیں۔

پیدائش | رگ وید اور ہندوؤں کی مذہبی کتابوں براہمناؤں کی رُو در (شِو) کی پیدائش کے بارے میں روایت یہ ہے کہ کائناتی معبود اس کا باپ اور صبح صادق کی دیوی اُشا اُشس (USHA - USHAS) اس کی ماں تھی۔ روایت کے مطابق :-

مخلوق کا مالک (پرجاپتی) گھر کا مالک تھا اور اُشا اس کی بیوی تھی۔ ایک سال کے بعد ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ بچہ رونے لگا پرجاپتی نے اس سے پوچھا۔

" لڑکے تو کیوں روتا ہے، تو نے تو بڑے دُکھ کے بعد جنم لیا ہے؟"

بچے نے کہا۔

"میری برائی ختم نہیں کی گئی، نہ ہی میرا کوئی نام رکھا
گیا ہے اس لئے رو تا ہوں۔ میرا نام رکھ"

پرجاپتی نے کہا:۔

"تو رُدر ہے"

شِو کو برہما دیوتا اور وشنو دیوتا کا بیٹا بھی کہا گیا ہے۔ ایک روایت ۔۔ یہ بھی ہے کہ برہما وِشنو اور شِو تینوں ایک ابدی ہستی سے اس وقت پیدا ہوئے تھے جب دنیا میں ابھی کچھ نہیں تھا۔

وشنو پران کے مطابق ایک بچہ وجود پذیر ہو کر رونے لگا۔ اس پر پدم یونی نے اس کا نام رُدر رکھ دیا اور اس سے کہا:۔

"رودمت"

برہما نے اس کے ساتھ نام رکھدیئے یعنی بھَو۔ شِو۔ مہادیو۔ بھیم۔ اِشان پشوپت (پسوپتی) اور اُگر۔

ویدوں میں ذکر

جیسا کہ پہلے کہہ چکا ہوں کہ شِو دیوتا کی پرستش آریاؤں کی آمد سے قبل بھی پاکستانی علاقوں میں ہو رہی تھی۔ رگ وید کے زمانے میں بھی کسی نہ کسی شکل میں یہ سلسلہ جاری تھا۔ رگ وید میں شِو کا ذکر رُدر (RUDRA) کے نام سے موجود ہے یعنی رگ وید کا رُدر دیوتا ہی آگے چل کر شِو کہلایا اور رفتہ رفتہ ہندوؤں کی ممتاز ترین ترِمورتی (TRIMURTI) کا رکن بن گیا بلکہ شِو پرستوں کے نزدیک تو شِو ہی سب سے بڑا دیوتا ہے ترِمورتی کے باقی دو اراکین برہما دیوتا اور وِشنو دیوتا سے بھی برتر۔ ویسے وِشنو مت (مذہب) والے بھی یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا دیوتا وِشنو سب سے ارفع اور برتر ہے۔

رگ وید میں شِو دیوتا کا نام رُدر آیا ہے۔ ویسے شِو مت والے بھی یہی دعویٰ کرتے

ہیں کہ شِو دیوتا ویدی دور میں رُدر کہلاتا تھا۔ شِو پرستوں نے یہ دعویٰ اس سے باندھا کہ ویدوں کے حوالے سے شِو اور شو ہر پرستی کے لئے لوگوں کے دلوں میں جگہ پیدا کی جائے، زیادہ سے زیادہ مقبولیت حاصل کی جائے۔

رگ وید میں دیوتا کا ذکر شِو کے نام سے تو نہیں ملتا البتہ وہاں رُدر (RUDRA) نام آیا ہے جو شِو کا ہی ایک نام ہے اور بعد کے زمانوں میں بھی گاہے گاہے شِو کو رُدر بھی لکھا جاتا رہا —— رُدر کے معنی ہیں "رونے والا" اور رُدر کا مادہ ہے 'رُد' جس کے معنی ہیں رونا؛ رگ وید میں رُدر کا تعلق طوفان سے جوڑا گیا ہے۔ رگ وید میں رُدر کا نام واحد اور جمع دونوں صورتوں میں ملتا ہے، یہ رُدر (RUDRAS) شِو کے ہی مظہر تھے —— گویا یوں کہا جائے کہ ہزاروں برس پہلے پاکستانی علاقوں میں پوجے جانے والے پشوپتی (PASU-PATI) کا ذکر رگ وید میں رُدر آیا ہے۔ آریاؤں اور رگ وید سے پہلے اور ان کے زمانے میں شِو یا رُدر کا نام قدیم پاکستان میں کیا تھا یہ ابھی ہمیں معلوم نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ بعد کے زمانوں کے شِو دیوتا کا پیشرو اور ویدی "رُدپ" تھا۔ رگ وید میں لفظ رُدر آگ کے دیوتا اگنی کے لئے بھی آیا ہے تاہم اسی وید کی دوسری عبارتوں میں اسے اگنی سے الگ بتایا گیا ہے۔ طوفانوں کے کم تر دیوتاؤں 'ماروتوں' (MARUTS) کو رُدر کے بیٹے کہا گیا ہے اور رگ وید میں ہی اُدشا (اُشَس —— USHAS) دیوی کو رُدر کی بیوی بھی کہا گیا ہے مگر اس حیثیت میں اسے اگنی سے ملا دیا گیا تھا۔

رگ وید میں رُدر طوفان کا دیوتا تھا مگر اس سے اور بھی کئی اچھی صفات منسوب تھیں۔ رگ وید اس کی ثناخوانی "موسیقی یا گیتوں کے بادشاہ"، "قربانیوں کے مالک" کی حیثیت سے کی گئی ہے۔ اسے "علاج معالجہ کرنے والا (معالج)"، "آفتاب کی طرح روشن"، "بہترین اور سب سے فیاض دیوتا" کہا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اسے گھوڑوں، بھیڑوں، عورتوں، مردوں اور گایوں کو فراوانی اور خوشحالی عطا کرنے والا اور غذاؤں کا مالک بھی کہا گیا ہے۔ وہ بارش برساتا تھا اگر بارش نہ برساتا تو فصلیں تباہ ہو جاتی اور لوگ بھوکوں مر جاتے۔ اس نے لوگوں

کو قوت گویائی عطا کی۔ وہ بیماریوں کو دور کرتا تھا، چارہ گری کرتا تھا۔ گناہوں کا خاتمہ کرتا تھا۔ گھوڑوں کی تعداد میں اضافہ کرتا تھا۔ حمدوں میں اس سے التجا کی گئی کہ اپنے ماننے والوں پر نظرِ عنایت کرے اور اگر وہ اس کی ثنا خوانی کثرت سے نہ کریں تو ان سے خفا نہ ہو اور انہیں سورج کی روشنی سے محروم نہ کرے ——— رگ ویدی دور میں اسے خوفناک اور غضبناک دیوتا بھی تصور کیا جاتا تھا جو دیہی علاقوں اور جنگلوں بلا امتیاز تباہی مچاتا تھا۔ علاوہ ازیں رگ وید ہی کی رو سے رُدر دیوتا اپنا خوفناک اور مہلک ہتھیار صاعقۂ برق، اور تیر کمان لئے رہتا تھا۔ رتھ میں سوار ہوتا تھا ایسے میں وہ جنگلی جانور کی مانند خوفناک ہوتا تھا۔ رگ وید میں اسکا رنگ گہرا اور خوفناک بھی بتایا گیا ہے۔

مہا دیو یعنی عظیم دیوتا کی حیثیت سے شِو (رُدر) دیوتا کا ذکر سب سے پہلے یجروید (YAJUR VEDA) میں ملتا ہے۔ یجر وید میں اسے مبارک، قرار دیتے ہوئے اس کا نام شِو بھی لکھا گیا ہے اس وید میں شِو کی شان میں 'ست رُدریا' (SATARUDRIYA) کے عنوان سے ایک طویل دعا ہے جس میں اسے بہت متنوع القاب دیتے ہوئے اس کی توجہ مبذول کرائی گئی ہے اور اسے خوفناک کی بجائے 'مبارک'، 'نجات دہندہ' اور پہلا آسمانی معالج کہا گیا ہے، اس کی گردن نیلی، بدن کا رنگ سرخ اور اس کی ایک ہزار آنکھیں بتائی گئی ہیں اور یجر وید ہی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے پاس ایک کمان اور تیروں کے ایک ہزار ترکش ہیں یجر وید کی ایک اور حمد میں شِو کو 'تریَمبک' (TRYAMBAKA) یعنی خوشحالی میں اضافہ کرنے والا قرار دیا گیا ہے جو سہانی خوشبو میں بسا رہتا ہے۔ اسی وید (یجر وید) میں اسے گایوں اور گھوڑوں کی دوا، انسانوں کی دوا، اور مینڈھوں اور بھیڑوں کی تکلیف دور کرنے والا (سر چشمہ) بنایا گیا ہے۔

اتھرووید (ATHRVA -VEDA) میں بھی اسے مویشیوں کا محافظ، مگر ساتھ ہی زیادہ خوفناک کہا گیا ہے۔ مگر بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اتھرووید میں اسے کم خوفناک قرار دیا گیا ہے۔ 'اتھرووید' کی رو سے وہ سیاہی مائل، کالا، غارت گر اور بھیانک ہے، وہ تند خو اور غضبناک دیوتا ہے

اس سے التجا کی گئی ہے کہ وہ کہیں اور چلا جائے اور نسل انسانی پر بیماری، زہر یا آسمانی آگ سے حملہ نہ کرے۔ وہ زہر اور گندھک کے اثرات اور گردے کی بیماریوں سے شفا بخشتا ہے ویدوں میں کئی جگہ اس سے براہ راست خطاب کیا گیا ہے۔

"ہم تکریم کے ساتھ آسمان کے خمیدہ سنورے ہوئے بالوں والے
سرخ خنزیر، درخشاں پیکر اُدر سے مدد مانگتے ہیں۔"
"گایوں اور انسانوں کو ہلاک کرنے والا تیرا ہتھیار ہم سے بہت
دور رہے۔"
"تو تیر اور کمان صحیح طریقے سے پکڑ لیتا ہے، تو ہر لحاظ سے (خوبصورت)
اور شاندار ہار سلیقے سے پہنتا ہے۔"

رگ وید کی ایک حمد میں ہے:

"ہم ذہین، طاقتور، انتہائی فیاض رُدر سے کیا کہہ سکتے ہیں جو اس
کے جی کو بہت اچھا لگے۔ اَدیتی ہمارے مویشیوں، لوگوں، گایوں
اور بچوں کے لئے رُدر کی شفا نازل کرے۔ ہم گیتوں کے مالک،
قربانیوں کے مالک، شفا دہندہ رُدر سے اس کی مبارک مدد چاہتے
ہیں۔ اس سے (مدد کے خواستگار ہیں) جو سورج کی منور ہے اسونے
کی مانند چمکتا ہے، جو دیوتاؤں میں سب سے بہتر اور سب سے

ھ/۱۔ اَدیتی۔ (ADITI) ۔ لا متناہی۔ لامحدود آسمان۔ ماتا دیوی۔ دیوتاؤں کی ماں۔ دنیا کی ماں (جگ ماتا) بجر وید میں اسے وشنو دیوتا کی بیوی کہا گیا ہے مگر مہابھارت، رامائن اور پُرانوں میں وشنو کو اَدیتی کا بیٹا بتلایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اَدیتی کو پرجاپتی دکش کی بیٹی اور پرجاپتی و مہارشی کیشپ (KASYAPA) کی بیوی بھی قرار دیا گیا ہے۔

فیاض ہے۔"

"پہاڑوں کے باسی اپنے مبارک اور بابرکت جسم کے ساتھ ہم پر
نیاز بار ہو۔"

"سبک خرام، نیلی گردن اور سرخ رنگ والے ہم پر مہربانی کر۔"

"نیلی گردن والے، ہزار آنکھوں والے، فیاض، روحوں کے آقا
اور چوروں کے آقا کے لیے تکریم۔"

ہندوؤں کی بعد کی مذہبی کتابوں میں شو سے متعلق جو روایات اور قصے کہانیاں آئی ہیں ان میں کچھ ایسی ہیں جن کا بالکل ابتدائی مواد اور بالکل ہی مختصر مختصر سے اشارے رُدر دیوتا سے متعلق مندرجۂ بالا ویدی عبارتوں میں موجود ہیں۔

شو بعد کے زمانوں میں

ہندوؤں کی مذہبی تصانیف براہمناؤں کی رو سے جب برہما دیوتا اپنی بیٹی کے ساتھ مباشرت کرکے گناہ کا مرتکب ہوا تو دیوتا نے رُدر سے درخواست کی کہ وہ اسے سزا دے چنانچہ رُدر نے پرجاپتی (برہما دیوتا) کا پانچواں سر اڑا دیا۔

'اُپ نشدوں' میں رُدر (شو) کے کردار میں اور زیادہ وسعت پیدا کی گئی اور اس کی خصوصیات وصفات زیادہ واضح انداز میں معین کی گئیں اور اس کی افضلیت و برتری میں اضافہ کیا گیا۔ اُپ نشدوں میں وہ ایسا دیوتا ہے جس سے کوئی سبقت نہیں لے جا سکتا۔ وہ تضادات کا مظہر بھی ہے، محافظ اور غارت گر ہے۔ وہ واحد رُدر ہے ——— دیوتاؤں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا۔

"(تمام چیزوں) سے پہلے صرف میں تھا، میں موجود ہوں، اور موجود ہوں گا۔ میں ابدی بھی ہوں اور ابدی نہیں بھی۔ قابلِ فہم و امتیاز بھی ہوں اور قابلِ فہم و امتیاز نہیں بھی۔ میں برہم (موجود بالذات

لامحدود، اور میں برہم نہیں ہوں"۔

اُپ نشدوں میں ایک اور جگہ کہا گیا ہے۔

" وہ واحد رُدر ہے، وہ اِسان (حکمران) ہے، وہ آسانی ہے، وہ

بھیشنور ہے، وہ مہادیو ہے۔"

اور یہ کہ:

" رُدر صرف ایک ہی ہے، کسی دوسرے (رُدر) کی گنجائش نہیں۔ وہ

اِس چوتھی دنیا پر حکمرانی کرتا ہے، اس کا تسلط ہے بار آور ہے،

زندہ مخلوق اس کے ساتھ رہتی ہے، اس میں ضم ہے، اختتام کے

وقت وہ ساری دنیاؤں کا خاتمہ کر دیتا ہے —— وہ محافظ"

اُپ نشدوں کے مطابق:

اس کا کوئی آغاز نہیں، کوئی وسط یا اختتام نہیں، وہ ایک ہے،

سرایت کر جاتا ہے، مقدس (روحانی) اور مبارک ہے، ناقابل تعریف

اور حیران کن ہے۔ اُما (پاربتی) کا شوہر ہے، برترین مالک تین

آنکھوں والا، نیلے گلے والا اور پُرسکون ہے، وہ برہما ہے، وہ

شِو ہے، وہ اِندر ہے۔ اسے زوال نہیں، ارفع ترین ہے، از خود

درخشاں ہے، وہ وشنو ہے، وہ تنفس، وہ جوہر (روح) ہے،

برترین مالک ہے، ابدی ہے۔ (رُدر) وہ سب کچھ ہے

جو تھا اور جو کچھ ہوگا۔ اسے سمجھ لینے والا شخص موت پر غالب

آجاتا ہے، نجات کی کوئی اور راہ نہیں ہے۔"

رامائن (RAMAYANA) میں اسے عظیم دیوتا بلکہ برترین دیوتا کا درجہ دیا گیا ہے لیکن ایسے اشارے بھی ہیں جن کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ رامائن میں بعض جگہ برترین دیوتا کی بجائے ذاتی

دیوتا کی حیثیت دی گئی ہے۔ رامائن میں اسے وِشنو دیوتا سے برسرپیکار ہوتے بھی دکھایا گیا اور برہما اور وشنو کے ساتھ اس کی عبادت بھی بتائی گئی ہے۔ پھر رامائن ہی میں وِشنو کی شِو پر برتری بھی ظاہر کی گئی ہے۔

مہابھارت میں متعدد جگہ شِو دیوتا کو اعلیٰ ترین مقام دیا گیا ہے۔ مہابھارت میں اسے 'مہادیو' (عظیم ترین دیوتا) بھی کہا گیا ہے جس کی عظمت ساری کائنات میں سرایت کئے ہوئے ہے اور کہیں کہیں تو اسے خالق اور برہما اندر اور وشنو سے افضل بتایا گیا ہے۔ حالانکہ مہابھارت میں وشنو کی سب پر بالادستی اور برتری بھی ظاہر کی گئی ہے —— مہابھارت میں تو وِشنو اور اس کے سب سے ممتاز اوتار کرشن کو شِو کی عبادت اور تعظیم کرتے بھی بتایا گیا ہے۔ مہابھارت کی ایک عبارت کی رو سے:

> "مہادیو ایسا دیو ہے جو ہر جگہ نفوذ کئے ہوئے ہے اس کے باوجود وہ کہیں نظر نہیں آتا۔ وہ برہما، وشنو اور اندر (دیوتاؤں) کا خالق اور ان کا مالک ہے جس کی برہما سے لے کر پشاچوں[2] تک سب عبادت کرتے ہیں۔"

۲۔ پشاچ۔ (PISACHAS)، پشاچ مذکر کا صیغہ ہے اور پشاچی (PISACHI) مونث کا۔ مراد عفریتوں اور ارواح شیطانی سے ہے۔ ویدوں میں انہیں راکھشسوں (RĀKSHASAS) سے کم تر درجے پر رکھا گیا ہے بعض روایتوں کی رو سے پشاچوں کو برہما دیوتا نے اسوروں اور راکھشسوں کے ساتھ ہی بھٹک جانے والے آبی قطروں سے تخلیق کیا یہ آبی قطرے ان قطروں سے الگ گرے تھے جن سے برہما نے دیوتاؤں، انسانوں گندھروں وغیرہ کو تخلیق کیا تھا۔ منو سمرتی کے مطابق پشاچ پرجاپتیوں سے پیدا ہوئے تھے۔ پرانوں کی روایت کے مطابق پشاچ کیسپ رشی کی اولاد تھے۔ اور اس کی بیوی کرودھوا (KRODHAVASA) یا پشاچا (PISACHA) یا کپسا (KAPISĀ) کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مہابھارت میں شِو سے متعدد ایسی خصوصیات، اختیارات اور قوتیں بھی وابستہ کی گئیں جنہیں بعد میں پُرانوں میں بہت وسعت دی گئی۔ تاہم مہابھارت میں رُدر دیوتا کا الگ سے بھی ذکر ہے اور مہابھارت کا یہ رُدر اپنے اوصاف و خصوصیات کے لحاظ سے رگ وید کے بالا طویل دعائیہ رُدر یا کے رُدر سے کچھ ایسا زیادہ مختلف بھی نہیں ہے۔

پُرانوں میں شِو کے بارے میں نسبتاً اساطیر اور اشاروں و حوالوں کو بے پناہ پھیلا کر بے شمار قصے کہانیوں کی صورت دے دی گئی جن میں شِو کی عظمت بیان کی گئی۔ یہی کچھ پُرانوں میں وِشنو کو ماننے والے اہلِ قلم نے بھی کیا۔

ہندو رزمیہ داستانوں یعنی رامائن اور مہابھارت کے اور پُرانوں (PURANAS) کے دور (۴۰۰ ق۔م تا ۱۵۰۰ء) شِو دیوتا کو بے پناہ اہمیت حاصل ہو گئی اتنی کہ شِومت والوں نے تو اسے برہما اور وِشنو دیوتا سے بھی بڑا قرار دے دیا، اس سے وابستہ خصوصیات و صفات کی نوعیت زیادہ سے زیادہ واضح ہوتی چلی گئی، اس سے متعلق تصورات و عقائد منفرد نوعیت اختیار کر گئے کیونکہ بہت سی نئی خصوصیات اور قصے کہانیاں شِو سے منسوب کر دی گئیں۔ چاروں ویدوں کے زمانے میں شِو یعنی اس کے پہلے روپ رُدر کی عظیم ترین ویدی دیوتاؤں اِندر، اگنی، وایو، سُوریہ، مِترا اور وَرُون (وارُون) کے سامنے ثانوی حیثیت تھی، لیکن رامائن و مہابھارت اور پُرانوں کے دور میں شِو (رُدر) نے ان سب ویدی دیوتاؤں کو مکمل طور پر گہنا دیا۔ البتہ اندر دیوتا کو رامائن و مہابھارت کی اساطیری کہانیوں میں گو خاصی نمایاں حیثیت حاصل تھی مگر شِو (رُدر) کے سامنے اس کی اہمیت و مرتبہ بالکل ثانوی اور ماتحت کا رہ گیا۔ قوت اقتدار اور اثر کے لحاظ سے اندر شِو (رُدر) دیوتا کے قریب بھی نہیں پھٹکتا تھا۔

برا ہمناؤں اور مہابھارت کے مطابق پیاچ ارذل اور گھٹیا مخلوق میں ——— سب سے زیادہ کمینی، خبیث ترین اور سب سے کینہ توز مخلوق ہے۔

خاصی مدت گذرنے پر رگ وید کے عناصر فطرت پر مبنی دیوتاؤں کے زوال کے بعد دیہی علاقوں میں ادا کی جانے والی مذہبی رسموں میں "شِو رُدر" مشترک نام عام طور پر مستعمل ہونے لگا تھا۔ تاہم دوسری صدی قبل مسیح تک شِو کا بالکل جداگانہ "تشخص" قائم ہو چکا تھا اور اس کی مورتی کی پوجا ہونے لگی تھی۔ شِو اور رُدر کی اس علیحدگی کا پتہ ایک نام شنکر (SANKARA) سے بھی چلتا ہے — مہابھارت اور پُرانوں میں یہ نام یعنی شنکر شِو دیوتا کے لئے استعمال ہوا ہے۔ شنکر کے معنی ہیں "مبارک۔ سعد"

حکمران خاندان کُشان (KUSHĀNA ۲۵ء تا ۲۲۵ء) کے ابتدائی عہد کے سکوں پر شِو دیوتا کی شبیہہ ملتی ہے۔ ان سکوں پر شِو ہاتھ میں اپنا ہتھیار سہ شاخہ (ترسول) تھامے نظر آتا ہے۔ کشان خاندان کا سب سے عظیم اور مشہور حکمران کنشک (KANISHKA ۱۲۰ء تا ۱۴۴ء) تھا۔ اس کا دارالحکومت پرش پورہ (پشاور) تھا۔ اس کے علاوہ کشان خاندان کے آخری حکمران واسو دیو ($\frac{۱۹۵}{۲۲۵}$ء) کے سکوں پر بھی شِو دیوتا کی شبیہہ بنی ہوئی ہے۔ ان سکوں کی دوسری سمت شِو کے بیل نندی کی شبیہہ بنی ہوئی ہے۔

سکندر کے حملے (۳۲۶ ق م) سے پہلے ہی براہمنوں نے قوت پکڑ کے ویدی دیوتاؤں کا درجہ بہت ہی گھٹا کر رکھ دیا۔ اندر، اگنی، ورُن (داروِن) اور اوشا (ادشس) دیوی وغیرہ کو پس منظر میں دھکیل دیا اور برہما، وِشنو، شِو، پاربتی وغیرہ کو انتہائی عروج پر پہنچا دیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ مذہبی احیاء یا بغاوت اور انقلاب دراصل ان لوگوں کے مذہبی رہنماؤں کا لایا ہوا تھا جو آریاؤں سے پہلے پاکستان بھارت اور بنگلہ دیش میں بستے تھے اور میرا خیال ہے کہ اس بغاوت یا انقلاب کا آغاز رگ وید کے زمانے (۱۲۰۰ ق م یا ۱۵۰۰ ق م) میں ہی مذہبی معاملات سے شروع ہو گیا تھا یہی وجہ ہے کہ رگ وید میں نہ صرف شِو اور وشنو کو ہی جگہ دی گئی بلکہ میرے نزدیک تو ویدی نظموں میں غیر آریائی قدیم پاکستانی مذہبی شاعروں اور اہل فکر کا مذہبی کلام بھی شامل کیا گیا اور ان قدیم پاکستانیوں کے دوسرے مذہبی و فکری تصورات کے اثرات بھی رگ وید

پر یقیناً پڑے تھے۔

شِو پوجا ایک خیال کے مطابق بھارت میں شِو پوجا کا باقاعدہ سراغ پہلی مرتبہ تقریباً ۳۰۰ قبل مسیح میں یعنی اب سے کوئی سوا دو ہزار برس پیشتر ملتا ہے، یہ وہ زمانہ تھا جب بھارت میں بدھ مذہب کا آغاز ہوئے کوئی تین سو برس گزر چکے تھے، مگر یہ ابھی درباری مذہب نہیں بنا تھا۔ اس وقت سکندر اعظم پاکستان پر حملہ کر کے نہ صرف واپس جا چکا تھا بلکہ بابل میں اس کی موت بھی واقع ہو چکی تھی اور اشوک کی حکمرانی ابھی نہیں آئی تھی۔ پاٹلی پتر (پٹنہ۔ بھارتی صوبہ بہار) کے بھارتی حکمران چندر گپت موریہ (۳۲۱ ق م تا ۲۹۷ ق م) کے دربار میں آنے والے یونانی سفیر میگا سھتنیز (MEGASTHENES) نے لکھا کہ شِو کی پوجا پہاڑی اور وشنو کی پوجا میدانی علاقوں میں ہوتی ہے۔ شِو پوجا کے بارے میں میگا سھتنیز نے اپنی کتاب انڈکا (INDICA) میں بتایا کہ شِو کے پجاری بڑی شان و شوکت اور دھوم دھام سے تہوار مناتے ہیں، بدن پر تیل وغیرہ ملتے ہیں، پھولوں کے ہار پہنتے ہیں اور گھنٹیاں، جھانجھ، مجیرے بجاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ سب میگا سھتنیز یعنی چندر گپت موریہ سے پہلے ہی سے تو ہوتا آ رہا تھا۔ اور اس دور یعنی تین سو برس قبل مسیح سے پہلے برہمنی فلسفے یا مذہب نے رگ ویدی مذہب اور ویدی دیوی دیوتاؤں کو زیر کر لیا تھا۔ بارش یعنی اندر دیوتا اور آگ (اگنی دیوتا) کی پرستش کا نام و نشان مٹا دیا گیا تھا۔

بھارت میں اکیلے شِو کی پوجا بہت کم کی جاتی ہے تاہم عام طور پر اس کی پوجا لنگ (لنگم) کی شکل میں اور اس کی بیوی پاربتی کی پرستش یونی (YONI) کی شکل میں ہوتی ہے اور شِو کی پوجا علامت لنگ، اور پاربتی کی پوجا کی علامت یونی ہوتی ہے۔ لنگم (لنگ) پوجا دراصل شِو دیوتا کی اعلیٰ ترین تخلیقی قوت کا اظہار ہے۔ بہرحال شِو کی پوجا یا تو اس کی علامت لنگ (لنگم) کی شکل میں اکیلے ہی ہوتی ہے یا پھر لنگ اور یونی کی ایک ساتھ پرستش کی جاتی ہے۔ شِو کی شکتی (نسائی

قوت و توانائی) کی علامت یونی ہے اور شو کی شکتی اس کی بیوی پاربتی ہے — شو کو اس کی بیوی پاربتی اور اس کے بیٹوں گنیش اور کرتکیہ وغیرہ اور شو کے مخصوص بیل نندی کے ساتھ بھی پوجا جاتا ہے — شو کو طویل عمر عطا کرنے والے اور علاج معالجے کے دیوتا اور سوبھاؤں کو طاقت بخشنے والے کی حیثیت سے بھی پوجا جاتا ہے۔ آج کل بھارت میں ہندوؤں کے انتہائی متبرک شہر وارانا سی (بنارس) میں وِشویشور (VISWESWARA) کے نام سے شو کی بہت وسیع پیمانے پر پوجا ہوتی ہے۔

شو پوجا اکثر و بیشتر بڑی مقبولیت اور خاموشی سے ہوتی ہے۔ اس کے پجاریوں کی پہچان یہ ہے کہ ان کی پیشانی پر قشقہ سے تین متوازی لکیریں کھینچی ہوتی ہیں۔ اس کے بہت سے پجاری اپنے بدن کو بلا کر اذیتیں پہنچاتے اور سخت تپسیا کرتے ہیں۔ کئی کئی دن تک وہ بے حس و حرکت بیٹھے رہتے ہیں، کچھ لوگ نوکیلی کیلوں کے بستر پر لیٹ جاتے ہیں کبھی نہاتے دھوتے بھی نہیں، ہر وقت بدن پر راکھ اور گندگی ملے رہتے ہیں، کوئی اپنے گوشت میں گہرے گہرے زخم ڈال لیتا ہے۔

در اصل شو یوگی (تپسوی) بھی ہے اور خود بھی انتہائی شدید تپسیائیں (ریاضتیں) کرتا ہے شو پرستوں کا عقیدہ ہے کہ اسی طرح کی ریاضتوں سے شو خوش ہوتا ہے چنانچہ شو کے بہت سارے پجاری اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سخت قسم کی تپسیائیں کرتے ہیں۔ یہ لوگ خیرات پر گذارہ کرتے ہیں۔ سردی ہو یا گرمی یہ ننگے بدن رہتے ہیں۔ سختیاں اور صعوبتیں جھیلتے ہیں یہ سنیاسی (SANYASI) کہلاتے ہیں۔ یہ برسوں اپنے ہاتھ یا پیر ایک ہی انداز یا حالت میں رکھے رہتے ہیں اس طرح ان ہاتھوں یا پیروں کو ہلانا جلانا بھی ممکن نہیں رہتا۔ کچھ اپنی انگلیوں میں میخیں آر پار کر لیتے ہیں، کچھ سورج کو مسلسل تکتے رہتے ہیں حتیٰ کہ اندھے ہو جاتے ہیں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں نہ بولنے کی قسم کھا لیتے ہیں اور ایک وقت آتا ہے کہ وہ واقعی بول نہیں پاتے بعض مخصوص تہواروں کے موقعہ پر نچلی ذات کے کچھ لوگ اپنے بدن میں لوہے کے آنکڑے

گاڑ کر بانسوں پر جھولتے ہیں۔ کچھ تیز چاقوؤں پر بلندیوں سے کود پڑتے ہیں اور جسمانی تکلیف کو کم سے کم محسوس کرنے کی خاطر وہ بھنگ اور دوسری منشیات استعمال کرتے ہیں ــــ کوئی درخت کی شاخوں پر سر نیچے کئے الٹا لٹکا نظر آتا ہے۔ بعض اسی قسم کی منتیاں بھتے بھتے جان بھی دے ڈالتے ہیں۔ دریاؤں کے کنارے اور آبادیوں کی گلیاں ان سے بھری ہوتی ہیں اور یہ یاتریوں (زائرین) اور عورتوں سے بہت کچھ اینٹھ لیتے ہیں ــــ خود کو اذیت پہنچانے والے ان مظاہر پر آج کل تو معلوم نہیں البتہ انگریزوں کی حکومت پابندی لگانے کی کوشش کرتی رہتی تھی مگر شو پرست پھر بھی باز نہیں آتے تھے، یہ سب کچھ اس لئے کیا جاتا ہے کہ شو دیوتا کو خوش کیا جائے۔

شو پوجا کی رسمیں ادا کرتے وقت خون بھی بہایا جاتا تھا، آج کل ایک تراشا اور صاف کیا ہوا بڑا سا پتھر شو کی علامت کے طور پر کسی درخت کے نیچے کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ اس پر سرخ رنگ کر دیتے ہیں۔ پجاری اس پتھر کے حضور نذرانہ گذارتے ہیں عورتیں حصول اولاد کی خاطر اس پتھر کی پوجا ان دنوں کرتی ہیں جب چاند بڑھ رہا ہوتا ہے۔

بہت سے شو پرست ایسے بھی ہیں جو بڑے دھوکے باز، لٹیرے اور راہزن ہوتے ہیں بھولے بھالے لوگوں کو بہلا پھسلا کر پھانس لیتے ہیں، اب تو معلوم نہیں مگر کچھ برس پہلے تو یہ حال تھا کہ کوئی گوری چمڑی والا یورپین مل جاتا تو اسے قتل کئے بغیر نہیں چھوڑتے تھے۔

شو دیوتا کے تہوار بڑی شان و شوکت سے منائے جاتے ہیں۔ پجاری اپنے بدن کو پاک و صاف کرتے ہیں، پھولوں کے مکٹ پہنتے ہیں اور گھنٹیاں، جھانجھ بجاتے ہیں۔

عظمت

شو پرست اپنے اس دیوتا کو سب دیوتاؤں سے عظیم تر مانتے ہیں۔ مہابھارت میں کئی جگہ شو کو سب سے بڑا دیوتا کہا گیا ہے اور شو پران میں تو ظاہر ہے کہ شو کو تمام دیوتاؤں پر فوقیت دی ہی جانی چاہیئے تھی۔ کچھ اساطیری کہانیوں کی رو سے بھی شو سارے دیوتاؤں کی مشترکہ قوت سے بھی زیادہ طاقتور اور برتر ہے اور اپنی یہ زبردست قوت اس نے دیوتاؤں سے

بھی حاصل کی تھی۔ اس سلسلے میں روائیت کے مطابق اشوروں نے برہما دیوتا سے عطیہ یا بخشش کے طور پر تین مضبوط و مستحکم قلعے حاصل کیے۔ اشوروں کے قبضے میں آتے ہوئے ان قلعوں کو کوئی دیوتا ہی فتح کر سکتا تھا اور وہ بھی اس صورت میں کہ وہ دیوتا صرف ایک ہی تیر برسا کر اشوروں کو ختم کر دے۔ ان قلعوں میں بیٹھ کر اشوروں نے دیوتاؤں کے خلاف جنگ چھیڑی۔ ان دیوتاؤں میں سے کوئی ایک دیوتا بھی ایسا نہیں تھا جو ایک تیر چلا کر ہی اشوروں کا خاتمہ کر سکتا۔ دیوتاؤں کے حکمران اندر دیوتا نے شو دیوتا سے مشورہ مانگا کہ کیا کیا جائے۔ شو نے جواب میں کہا کہ وہ دیوتاؤں کو اپنی آدھی طاقت منتقل کر دے گا اس طرح وہ اپنے دشمنوں پر قابو پا لیں گے۔ مگر شو دیوتا کی آدھی قوت حاصل کر کے بھی دیوتاؤں کی کامیابی کی کوئی صورت نہیں تھی۔ انہوں نے اپنی آدھی طاقت شو کو دے دی۔ شو دیوتاؤں کی نصف قوت سے متصف ہو کر اشوروں کو تباہ کرنے کے لئے روانہ ہو گیا اور کامیابی حاصل کی۔ مگر اس نے دیوتاؤں کی طاقت انہیں واپس نہیں لوٹائی اس کے بعد سے وہ سارے دیوتاؤں سے عظیم تر ہو گیا۔

صفات
خصوصیات

شو دیوتا کی اوّلین اور بنیادی صفت تباہی نازل کرنا ہے۔ یہ اکثر و بیشتر اسکی تند خوئی، جارحیت اور غارت گری کا سبب بنتی ہے اور بعض اوقات تو بہت ہی شدت پکڑ لیتی ہے۔ عام طور پر اس کی یہی خصوصیات معروف ہیں۔ شو کی ان پرتشدد کا اس کے سرپوش اور گلے میں پہنے ہوئے کھوپڑیوں کے ہار سے بھی ہوتا ہے۔ اس کا سرپوش سانپوں کا ہے۔

لیکن یہاں یہ بات ذہن میں رہنی چاہیئے کہ اگرچہ شو کو غارت گر اور اصول غارت گری قرار دیا گیا ہے۔ مگر اس کے اختیارات قوتیں اور خصوصیات وصفات کہیں زیادہ تعداد میں ہیں اور کہیں زیادہ وسیع ہیں۔

شو کے معنی مبارک کے ہیں تاہم اس کی اہم ترین خصوصیت کے پیش نظر یہ نام مبارک،

کے معنی میں اس کو بجھتا نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ تباہی و بربادی کا ہیبت ناک دیوتا ہے۔ رگ وید اور دوسری کتابوں میں رُدر (شِو) یا مہا کال (MAHĀ - KĀLA) کو بلاشبہ تباہی اور تحلیل کرنے والی عظیم قوت قرار دیا گیا ہے لیکن ہندو عقائد کے مطابق تباہی کے عمل میں دوبارہ تخلیق کا عمل مضمر ہوتا ہے اور یہ بھی کہ تخلیق کا لازمی نتیجہ فنا ہوتا ہے۔ لیکن موت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مرنے والے کا وجود عدم وجود میں تبدیل ہو جائے موت یا خاتمے کا مطلب تو یہ ہے کہ زندگی کی کوئی نئی صورت پیدا ہو جائے۔ کوئی چیز وقت کی تاخت و تاراج سے بچ نہیں سکتی ہے اور کوئی چیز مکمل طور پر ختم بھی نہیں ہوتی۔ اشیاء کا جوہر نہیں مٹتا۔ اتنی وسیع کائنات میں پھیلا ہوا مادہ لمحہ لمحہ حالتیں بدلتا رہتا ہے۔ انہی نظریات کے تحت شِو کے پجاری یہ دلیل دیتے ہیں کہ معبود کی حقیقی اور اصلی صفت توڑ پھوڑ یا تخریب ہی ہے چنانچہ تباہ کرنے والا دراصل چیزوں کے لئے وجود کی نئی صورتیں اختیار کر لینے کا سبب بنتا ہے چنانچہ شِو پرست سمجھتے ہیں کہ شِو تباہی کا بھی دیوتا ہے اور تخلیق کا بھی۔ یوں شِو دوبارہ تخلیق کرنے کی صفت سے بھی متصف ہے۔ اس کی از سرِ نو تخلیق کرنے کی یہ قوت ایسی ہے جو تحلیل و منتشر ہو جانے والی چیز کو ہمیشہ بحال کرتی رہتی ہے۔ چنانچہ اسے ایشور (ISHWRA) یعنی برترین مالک اور مہا دیو یعنی عظیم ترین دیوتا بھی کہا جاتا ہے۔ بحال یا دوبارہ پیدا کرنے کی اسی خصوصیت کی وجہ سے اسے لنگ (LINGA - عضوِ تناسل) کی شکل میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ لنگ (لنگم) شِومت کی مجسم علامت ہے اور ظاہر ہے کہ لنگ دوبارہ پیدا کرنے کی مخصوص علامت یقیناً بنتی ہے۔ ادھر شِو کی شکتی (نسائی قوت یا توانائی) کی علامت یونی (YONI - زنانہ عضوِ مخصوص) ہے اور شِو کی شکتی (SHAKTI) اس کی بیوی پاربتی دیوی ہے۔

جب شِو بھوتیشور (BHUTESVARA) یعنی بھوت پریتوں کے مالک کی حیثیت سے شمشانوں میں گھومتا پھرتا ہے تو مار سر پوش، اور کھوپڑیوں کا ہار بھی پہنتا ہے اور جب غارت گر کے طور پر کردار شدید نوعیت اختیار کر جاتا ہے تو پھر وہ بھیرو (BHAIRAVA) یعنی خوفناک غارت گر بن

جاتا ہے اور شدید ترین تند خوئی اور غارت گری کا مظہر ہوتا ہے۔ بھیرو کے روپ میں وہ غارت گری پھیلانے سے مسرور و محظوظ ہوتا ہے۔ تباہ کاریاں مچاتے وقت اس کی ہمراہی میں چھوٹے شیاطین اور عفریتوں کے لشکر ہوتے ہیں۔ بھیرو کے روپ میں بھی وہ شمشانوں میں بھٹکتا پھرتا ہے —— اس کے بہت سارے پرمتھو، (PRAMATHAS) یعنی خدام ہیں جن میں چھوٹے چھوٹے شیاطین اور مختلف قسم کے عفریت شامل ہیں۔ اس کے ساتھ بھوت پریت، شریر بدشکل روحیں، جادوگرنیاں، جن اور شیطانی ارواح بھی ہوتی ہیں۔

شِو دیوتا کی متعدد پُرتشدد خصوصیات کا اظہار اس کی بیویوں کے کرداروں سے بھی ہوتا ہے۔ ان کا خصوصی تعلق شِو کے لیے ادا کی جانے والی ایسی رسموں سے بنتا ہے جن کی ادائیگی کے وقت خون بہایا جاتا ہے۔ شِو کی علامت لِنگ (لنگم۔ مردانہ عضو تناسل) ہے۔ اسی طرح اس کی بیویوں کی علامت 'یونی' (YONI۔ زنانہ عضو تناسل) ہے۔ 'یونی'، شِو دیوتا کی شکتی یعنی نسائی قوت ہے۔ شِو کی پُرتشدد اور غضب ناک بیویوں میں دُرگا دیوی اور کالی دیوی شامل ہیں جو دراصل اس کی محبوب بیوی پاربتی کے ہی مختلف روپ ہیں۔

اس کی تیسری آنکھ بھی ہے جو پیشانی پر ہے۔ اس آتش ریز آنکھ کو اپنے دشمنوں پر جما کر وہ اس کی آگ سے انہیں ہلاک کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اسی آنکھ سے وہ کائنات کی تباہیوں کے دوران تمام دیوتاؤں اور دوسری مخلوق کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔

ویدی دور (۱۵۰۰ ق م تا ۱۰۰۰ ق م یا ۱۲۰۰ ق م تا ۸۰۰ ق م) میں شِو کا پیشرو رُدر طوفانوں اور بجلی کا دیوتا تھا۔ مویشیوں اور علاج و معالجے اور دعاؤں کا دیوتا تھا، پہاڑوں میں رہتا تھا۔ آسمانی بجلی کے دیوتا کی حیثیت سے رُدر کا تعلق آگ کے دیوتا اگنی سے جوڑ گیا۔ شِو دیوتا میں ویدی دور کی خصوصیات سے بھی برابر متصف رہا۔ پاکستان کے چاروں صوبوں میں پھیلی ہوئی وادیٔ سندھ کے قدیم تہذیبی دور کی خصوصیات و صفات سے شِو کبھی بھی محروم نہیں ہوا۔ یہی نہیں بلکہ بعد کے زمانوں میں رزمیہ کتابوں رامائن، مہابھارت اور پُرانوں کے عہد میں بھی شِو دیوتا

کی ویدی ادوار اس سے پہلے پاکستان میں غیر آریائی دور کی صفات وخصوصیات برابر برقرار رہیں۔

ویدی دیوتا رُدر کی اصل اور بنیادی صفت یا خصوصیت یہ تھی کہ وہ مویشیوں کا دیوتا تھا۔ ادھر آریاؤں سے پہلے بھی پاکستان میں ایک ایسا دیوتا موجود تھا جو جانوروں، مویشیوں کا مالک تھا بیل کو دنیا بھر میں زرخیزی شادابی کی علامت تصور کیا جاتا رہا ہے۔ پاکستان کے ہڑپائی دور (HARAPPAN PEROID) کا یہ دیوتا زرخیزی وشادابی کا دیوتا تھا۔ ویدی دیوتا رُدر سے مویشیوں اور زرخیزی وشادابی کی خصوصیات وابستہ کر دی گئیں۔ قدیم زرعی معاشروں میں ایک بنیادی مسلک یہ کارفرما رہا ہے کہ زرعی زرخیزی اور حیوانی بارآوری کے ساتھ تعلق کے سلسلے میں ہمیشہ قربانی کی رسمیں ادا کی جاتی رہیں اور ان کی نوعیت مذہبی تھی۔ ان میں موت، قتل اور تشدد آمیز رسوم بھی شامل تھیں۔ یہ رسوم یا مسلک تو آریاؤں سے پہلے اور بعد کے دور کی صنمیات (اساطیر) کی بنیاد بھی ہے۔ جانوروں کے یوگی مالک کے ساتھ جب شِو کو ملا دیا گیا تو اس سے شِو کی زرخیزی و شادابی بخشنے والی خصوصیت یا پہلو کو بہت تقویت پہنچی۔ اس کے ساتھ ساتھ شِو سے پہلے رُدر سے بھی تیزی وتندی کا تصور وابستہ تھا۔ اسی طرح زرخیزی وشادابی بخشنے والے خالق اور مبارک شِو کا ایک روپ بھیرو (BHAIRAVA) ہے جو تباہی لاتا ہے، اس کے ماتھے پر ہلال اور کمر پہ سانپ کو بطور پیٹی لپیٹنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ زرخیزی وشادابی کا دیوتا تھا۔

شِو دیوتا مہایوگی، (عظیم تپسوی۔ عظیم یوگی) بھی ہے۔ یعنی اس کی ذات میں سخت تپسیائیں۔ (ریاضتیں)، یوگ، گیان دھیان (مراقبہ) اپنی انتہائی مکمل حالت میں مرکوز ہو چکا ہے یوگ اور گیان دھیان یا مراقبے سے شِو کی روحانی قوت میں اضافہ ہوتا ہے اور حیران کن کارنامے انجام دینے کی اس میں لامحدود قدرت پیدا ہو جاتی ہے، صرف یہی نہیں زرخیزی و بارآوری کے دیوتا کی حیثیت سے بھی اس کی قوتوں اور صلاحیتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں کے نزدیک ان ریاضتوں اور گیان دھیان سے لامحدود قوتیں اور اختیارات حاصل کئے جا سکتے ہیں، انسان عجیب وغریب کام اور معجزے، دکھا سکتا ہے، ان کے ذریعے اعلیٰ ترین

روحانی علم حاصل ہو سکتا ہے اور بالآخر انسان کائنات کی عظیم روح کے ساتھ مل جاتا ہے، اس میں ضم ہو جاتا ہے —— مہا یوگی یعنی سب سے بڑے تپسوی کی حیثیت سے وہ ننگا رہتا ہے اور ایسی صورت میں وہ دِگمبر (DIGAMBARA) کہلاتا ہے۔ دِگمبر کے لفظی معنی ہیں "عناصر یا آسمان کو بطور لباس پہننے والا" یعنی عریاں۔ اسی حیثیت میں اسے دُھورجٹی (DHŪR-JATI) بھی کہتے ہیں۔ دُھورجٹی کے معنی ہیں "الجھے ہوئے بالوں سے معمور"۔ مہا یوگی کی حیثیت سے ہی اس بدن پر راکھ ملی ہوتی ہے۔

ہندو عقیدے کے مطابق یوگ یا تپسیاؤں سے بے پناہ قوت حاصل کی سکتی ہے اور ان کے اس عقیدے کا اظہار شِو دیوتا سے بخوبی ہوتا ہے کیونکہ اس نے کئی بار قوت کی سرچشمہ تپسیائیں کرنے کے سلسلے میں اپنی کامل مہارت کا اظہار کیا۔ مثلاً مہابھارت میں ورتر کی ہلاکت کا قصہ پھر بیان ہوا ہے۔ سب سے پہلے یہ اسطورہ رگ وید میں آئی ہے کہ خشک سالی قحط کا عفریت اور دیوتاؤں کا دشمن ورتر (VRITRA) اندر دیوتا کے ہاتھوں مغلوب ہوا تھا۔ مہابھارت کی رو سے ورتر نے دیوتاؤں کے خلاف واہموں، خیالی پیکروں، لامحدود توانائی اور ناقابلِ تسخیر قوت تخلیق کرنے کی صلاحیت سخت تپسیائیں کر کے حاصل کر لی تھی اور انہی کامیاب تپسیاؤں کی بدولت برہما دیوتا ورتر مذکورہ کو صلاحیت حاصل کرنے سے محروم نہیں رکھ سکتا تھا۔ دیوتاؤں میں صرف شِو ہی ایسا تھا جو یوگ کے ذریعے اتنی طاقت حاصل کر چکا تھا کہ ورتر سے ٹکر لے سکے۔ شِو نے اندر کی مدد سے ورتر پر فتح پائی، اندر نے شِو کو اپنی قوت بھی تفویض کر دی تھی۔

شِو پرستوں کے نزدیک یہ خوفناک دیوتا (شِو) ساری مخلوق کا مالک ہے۔ بدکرداروں کو کیفرِ کردار تک پہنچاتا ہے۔ بغض و نفرت، شیطنت اور بیماریوں کا خاتمہ کرتا ہے۔ قوت بخشنے والے کی حیثیت سے لوگوں کو لمبی عمریں عطا کرتا ہے، اچھی دوائیں بخشتا ہے، چنانچہ اس سے شفایابی کی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ جس کو مرگی کا دورہ پڑنے لگے اس کے بارے میں ہندوؤں کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اس پر شِو کا تصرف ہو گیا ہے۔ وہ راست روی، پارسائی اور عدل کا

علمبردار بھی ہے اس حیثیت میں اس کے ہاتھوں میں ایک ڈھول اور رسہ ہوتا ہے اس رسے سے وہ گناہگاروں کو جکڑ لیتا ہے ——— جو کوئی بھی اس کی عبادت کرتا ہے وہ اس کی مدد کرنے پر آمادہ رہتا ہے خواہ وہ شِو سے لڑ بھی کیوں نہ چکا ہو ——— اس قدر تیز مزاج بھی ہے کہ متعدد دیوتاؤں سے جھگڑتا رہتا ہے، اسے دعویٰ ہے کہ وہ دیوتاؤں کے اعمال جانچ کر انہیں سزا دینے کا حق رکھتا ہے، اس کے جواب میں بہت سے دیوتا اسے برہما کا پانچواں سر کاٹنے پر مطعون کرتے ہیں جس کی پاداش میں اسے آوارہ گردی اور سخت ریاضتیں کرنے کی سزا ملی ——— شِو تجسیم اختیار کر کے بھی دھرتی پر آ چکا ہے۔ مہابھارت کی رو سے وہ ایک شکاری بن کر ارجن کے سامنے ہوا۔ اور ایک مرتبہ مچھیرا بن کر پاربتی کو حاصل کرنے گیا، یہ اسطورہ زیر نظر کتاب میں شامل "شِو پاربتی" میں دیکھی جا سکتی ہے۔

شِو رنگ رلیاں منانے کا بھی شائق ہے، خوب شراب پیتا ہے، بھاگوت پران کی رو سے وہ بھنگ بھی پیتا ہے۔ اپنی بیوی دیوی (پاربتی) کے ساتھ شدت سے ناچتا ہے اور ایسے میں نشے میں مست چھوٹے چھوٹے شیاطین اس کے گرد اچھل کود میں لگے رہتے ہیں۔

شِو کا رقص
تانڈو ناچ

شِو رقص اور سرتال کی موزونیت کا دیوتا ہے۔ اس کے تانڈو (TĀNDAVA) نامی رقص کی بہت اہمیت ہے۔ ناچنا شِو کا من بھاتا مشغلہ ہے، وہ خوش ہو، ناراض ہو یا اداس، ہر کیفیت میں اسے ناچنا پسند ہے اور ان کیفیتوں میں وہ ناچتا بھی رہتا ہے۔ وہ تنہا یا پھر کبھی اپنی بیوی دیوی (پاربتی) کے ساتھ رقص کرتا ہے جب وہ کسی اشور (اسور - ASSURA) کو قتل کر دیتا ہے تو اس کی لاش پر ناچنے لگتا ہے۔ اس موقعہ پر رقص سے مراد یہ ہوتی ہے کہ بالآخر حق کو باطل پر فتح حاصل ہوئی۔

جب شِو کی بیوی ستی (پاربتی) آگ میں جل کر مر گئی تو اس وقت شِو نے اس کی لاش اٹھا کر جنون اور بے خودی کے عالم میں رقص شروع کر دیا تھا اور ناچتے ناچتے اس نے دنیا کے سات

چکر لگائے۔ اس رقص میں شِو کی حرکات اور روانی اس قدر تند و شدید تھی کہ پوری کائنات اور ساری مخلوق کو بھی اس سے اذیت پہنچی۔ اگر وشنو دیوتا کے شِو کے سوگ کی یہ جنونی کیفیت ختم کرنے کے لئے اپنے سُدرشن چکر سے ستی (پاربتی) کی لاش کے پچاس یا اکاون ٹکڑے دھرتی پر بکھیر نہ دیتا تو شِو بیوی کی لاش اٹھائے اسی طرح محو رقص رہتا اور دنیا تباہ ہو جاتی لیکن وشنو ستی کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے شِو کو ہوش و حواس میں لے آیا۔

اصل میں شِو کا رقص شِو کی شان و عظمت کائنات کی دائمی حرکت اور زندگی کی گہما گہمی کی علامت تصور کی جاتی ہے۔ شِو کا رقص ان سب چیزوں کی ابدیت کا ضامن بنتا ہے۔

شِو کا ایک مخصوص کائناتی رقص تانڈو (TANDAVA) کہلاتا ہے یہ شِو کے اس رقص سے قطعی مختلف ہوتا ہے جو اس کی شان، بڑائی، کائناتی حرکت اور زندگی کی علامت ہے۔ بعض اوقات تانڈو ناچ میں اس کی بیوی 'دیوی' (پاربتی) بھی اس کا ساتھ دیتی ہے ——— شِو کا یہ کائناتی تانڈو ناچ تخلیق اور دنیا کے خاتمے اور تباہی کا ناچ ہے۔ ہر دور کے آخر میں شِو اپنے تانڈو ناچ کے ذریعے دنیا کی تکمیل کر دیتا ہے اور دنیا کو تمام چیزوں کے اندر موجود جوہر میں دوبارہ سمو دیتا ہے، اس طرح یہ رقص 'مایا' کی خیالی دنیا کی تباہی کی نمائندگی کرتا ہے۔

دراصل تانڈو رقص سے کائناتی پہیئے کی گردش کے دو مختلف مرحلوں یا پہلوؤں کی نمائندگی یا نشاندہی ہوتی ہے۔ ایک مرحلے میں تو کائناتی پہیہ اوپر کی طرف گھومتا ہے، یہ فاعلی کیفیت ہوتی ہے اور دوسرے مرحلے میں کائناتی پہیہ نیچے کو آجاتا ہے یہ صورت مجہولی یا غیر متحرک اور جمود کی ہوتی ہے اس طرح کائناتی سلسلے کی دو صورتوں یا مرحلوں کا اظہار ہوتا ہے جو باری باری نمودار ہوتے ہیں یعنی ایک مرحلہ تو زمان و مکان میں کائنات کا ظہور اور اس کے ارتقا کا ہے اور دوسرے مرحلے میں کائنات فنا اور تحلیل ہو کر اس غیر متبدل جوہر میں دوبارہ ضم ہو جاتی ہے جو (جوہر) تمام چیزوں میں سرایت کئے ہوتا ہے۔ یہ دونوں مرحلے شِو دیوتا کی آسمانی قدرت "لیلا - LEELA" کے دو پہلوؤں کے مظہر ہیں۔ ایک پہلو

تو یہ ہے کہ جب وہ اپنی سرگرمیوں میں معروف آگے کو بڑھتا ہے ایسے میں شِو خود کو تکوین کی مایا یعنی فریب نظر کے جال میں پوشیدہ کر لیتا ہے اور پھر "پس پائی" کی سرگرمی میں معروف ہو کر وہ ساری مخلوق کو سمسار (سنسار۔ SAMSĀRA) یعنی زندگی، موت اور دوبارہ پیدائش کی قید سے آزاد کر کے اپنی ہی ہستی میں سمو لیتا ہے اس طرح اس کے تانڈو رقص کا مدار پوری کائنات ہے اور اس کا مقصد رہائی ہے۔

تانڈو رقص کا آغاز غالباً زرخیزی اور بارآوری کے رقص کی حیثیت سے ہوا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی رمزیت زیادہ سے زیادہ پیچیدہ ہوتی چلی گئی۔ رقص، زرخیزی و بارآوری اور تخلیق کے درمیان تعلق کی طرف اشارہ رگ وید کی دسویں کتاب کے بہترویں[۲] گیت میں بھی ملتا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے۔ کہ دیوتاؤں کے پاؤں سے رقاصوں کی مانند خاک دھول کا گہرا بادل اٹھا اور اس سے دھرتی وجود میں آئی۔

جب شِو اس کائناتی رقص یعنی تانڈو ناچ میں معروف ہوتا ہے تو اس کے چاروں طرف نورانی ہالہ ہوتا ہے اور اس کے جلو میں روحیں ہوتی ہیں۔ اس رقص کے عالم میں جو کوئی شِو کو دیکھ لے تو وہ بہت ہی خوش بخت ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ شیش ناگ نے شِو کو تانڈو ناچ میں معروف دیکھ لیا تو اس (شیش ناگ) نے کئی برس تک وِشنو دیوتا کے ساتھ اپنی رفاقت چھوڑے رکھی اور تپسیا میں معروف ہو گیا کہ شاید ان تپسیاؤں کی وجہ سے وہ شِو کو اس طرح رقص کرتے ایک مرتبہ پھر دیکھ پائے۔ وِشنو شیش ناگ کی کنڈلیوں پر محوِ خواب رہتا ہے خود دیوتا بھی شِو کا یہ ناچ دیکھنے جمع ہو جاتے ہیں۔ جب شِو شمشانوں میں یہ رقص کرتا ہے تو عفریت بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں اس طرح شِو ناپاک شیطانی ارواح کا بھی اپنی روحانی قدرت سے احاطہ کر لیتا ہے

شِو اور اس کی بیوی کے ایک خوفناک روپ کالی دیوی کے رقص کے بارے میں ہندوؤں کا تصور وابستہ ہے۔ اس سلسلے میں قدیم یونانیوں اور ہندوؤں کے ہاں تصور مختلف ہے مثلاً معبود کے بارے میں یونانی تصور کی بنیاد حسن ہے لیکن ہندوؤں کے ہاں معبود سے متعلق تصور صرف

اور صرف قوت پر مبنی ہے حسن یا محبت پر نہیں، اسی لئے موجودہ ہندو مذہب کے دو سب سے اہم، بڑے اور پورے بھارت میں مقبول ترین دیوتاؤں شیو اور وشنو کے ماننے والوں میں اس بات پر آج تک مسلسل ٹھنی آرہی ہے کہ شیو زیادہ مقتدر ہے یا وشنو؟ شیو کے رقص سے جو تصور باندھا گیا وہ قوت وطاقت کے اسی نظریے اور عقیدے پر مبنی ہے۔

ایک روائیت یہ ہے کہ تانڈو رقص شیو کے ایک خادم نے ایجاد کیا تھا اس خادم کا نام تانڈو تھا۔ وہ موسیقی کا ماہر تھا اور رقص کا فن بھی اسی نے ایجاد کیا تھا ـــــ ایک روائیت یہ بھی ہے شیو کے اس مخصوص رقص کا نام تانڈو (TĀNDAVA) دراصل تنڈی (TANDI) یا تانڈو نامی ایک رشی کے نام سے لیا گیا تھا۔ تنڈی تانڈو رشی پہلا انسان تھا جسے طوفانوں کے دیوتا رُدروں نے شیو دیوتا ملے متعلق عقائد سے بہرہ مند کیا۔

نام

چوں کہ شیو کے اختیارات اور صفات وخصوصیات بہت ہیں اس لئے اس کے نام بھی بہت سارے ہیں ایک جگہ اس کے ایک ہزار آٹھ نام گنوائے گئے ہیں مگر ان میں سے بہت سے توضیحی یا بیانیہ القاب ہیں۔ مثلاً تِرلوچن (TRI-LOCHANA) یعنی "تین آنکھوں والا"، نیل کنٹھ (NILA-KANTHA) یعنی "نیلے گلے والا"، پنچ آنن (PANCH-ĀNANA) — "پانچ چہرے والا" ـــــ شیو کا سب سے مقبول نام "مہادیو" ہے گو "مہا دیو" وشنو دیوتا کو بھی کہتے ہیں۔

"براہمناؤں" کی ایک روایت کی رو سے رُدر (شیو) نے اپنے باپ سے یکے بعد دیگرے آٹھ مرتبہ گزارش کی کہ وہ اس کے نام رکھے چنانچہ باری باری ہی اس کے یہ نام رکھے گئے بھاؤ (بھاوا۔ بھو۔ BHAVA)، سَروَ (SARVA)، پشوپتی (PASUPATI)، اُگر دیو۔ (UGRADEVA-)، مہان دیو (MAHĀNDEVA)، رُدر (RUDRA) ای سان (اِسان۔ ISĀNA) اور اسنی (ASNI)۔

شودیوتا کے کچھ نام تو زیر نظر صفحات میں جا بجا دیئے جا چکے ہیں زیادہ معروف کچھ اور نام یہ ہیں :-

مہیشور	MAHESWARA	عظیم دیوتا
مہیش	MAHESA	عظیم مالک عظیم آقا
ایشور	ISWARA	رفیع الشان ۔ مالک، آقا
ہر	HAR	پکڑنے والا ۔ قبضے میں لینے والا
شنکر	SANKARA	
سرو	SARVA	
سداشو	SADĀSIVA	مبارک
شمبھو	SAMBHU	
وشوا ناتھ	VISWANĀTHA	" سب کا مالک "
مرتیونجا (مرتیونجا)	MRITYUNJAYA	موت پر غالب آنے والا
اگھور	AGHORA	خوفناک
ببھرو	BABHRU	
بھگوت	BHAGAVAT	مقدس مالک
کالن جر	KĀLAN-JARA	
کپال مالن	KAPĀLA-MĀLIN	کھوپڑیوں کا ہار پہننے والا
مہاکال	MAHĀKĀL	عظیم زمانہ
گرشا	GRISHĀ	پہاڑوں کا مالک
بھوتیسور	BHUTESVARA	بھوتوں کا آقا ۔ بھوتوں کا بادشاہ
چندر شیکھر	CHANDRA-SHEKARA	ہلالی کلغی والا ۔ چاند کے ابھار والا

سری کنت (سری کانت)	SRIKANTA	خوبصورت گردن والا
گنگادھر	GANGA-DHARA	گنگا کو تھامنے والا
نتش	NTESA	عفریت کو قتل کرنے والا
اسان	ISĀNA	حکمران
جُٹادھر	JATA-DHARA	اُلجھے بالوں والا
جَل مُورتی	JALA-MURTI	پانی کے بدن والا۔ آبی پیکر
کال	KĀLA	وقت
پشوپتی	PASU-PATI	مویشیوں کا مالک
ستھانو	SATHANU	مضبوط۔ استوار۔ ابدی
تریم بک	TRYAMBAKA	تین آنکھ والا۔ سہ چشمی
اُگر	UGRA	غضب ناک
وِیروپاکش	VIRUPAKSHA	بے ڈھنگی آنکھوں والا۔
وِشوا ناتھ	VISWANĀTHA	سب کا مالک
سمر ہار	SMARAHĀRA	سمر (کام دیو) کو تباہ کرنیوالا

حلیہ

سانپ

شو کا رنگ سفید مگر گردن نیلی یا کالی ہے۔ جو دودھ کے سمندر کو بلوتے وقت واسُوکی ناگ کا زہر پینے کی کوشش میں نیلی ہو گئی تھی۔ تاہم ویدی دور میں شو کا رنگ سرخ تھا۔ اس کے پانچ سر ہیں، ایسے میں وہ پانچ مقدس دریاؤں کا دیوتا ہوتا ہے۔ جو پہاڑوں سے بہہ کر آتے ہیں لہٰذا ان پانچ مقدس دریاؤں کا منبع یا سرچشمہ بھی سمجھا جاتا ہے۔ پانچ سروں یا چہروں کے علاوہ اس کے چار بازو اور تین آنکھیں ہیں۔ تیسری آنکھ پیشانی پر ہے۔ وہ جب چاہے اپنی تیسری آنکھ سے شعلہ فگن ہو کر کسی کو بھی بھسم کر سکتا

ہے۔ محبت کے دیوتا کام (KAMA) تک کو اس نے نہیں بخشا۔ اس کا جو حشر شو نے کیا وہ زیر نظر کتاب میں شامل "شو پاربتی" کی کہانی میں پڑھا جا سکتا ہے۔ ایک روایت کی رو سے شو کی غضبناک آنکھ اس وقت پیدا ہوئی تھی جب اس کی بیوی اُما نے ناز سے اس کی آنکھیں مُوندلی تھیں، دنیا میں اندھیرا چھا گیا تھا، چنانچہ دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے تیسری آنکھ پیدا کرنی پڑی جس سے دنیا میں فوراً ہی روشنی ہوگئی۔

آتشیں یا روشنی والی آنکھ کا تصور ہندوؤں سے صدیوں پہلے قدیم مصر میں بھی ملتا ہے اور یہ مصری تصور شو دیوتا سے وابستہ آتش ریز آنکھ کے ہندو تصور سے بہت ہی پرانا ہے۔ اس کے علاوہ آئرلینڈ والوں کے بیلور (BALOR) دیوتا کی بھی ایک تباہ کن آنکھ تھی۔ بیلور برق اور موت کا دیوتا تھا۔

شو اپنی الجھی جٹاؤں (بالوں) کو ایک ناگ کی کنڈلیوں میں باندھے رکھتا ہے۔ یہ ناگ بالوں پہ سے بل کھاتا ہوا شو کے سر کے اوپر آکر پھن پھیلائے ڈسنے کو تیار ہوتا ہے۔ دوسرا ناگ اس کی گردن میں کالر کی مانند پڑا ہوتا ہے۔ گردن کے سانپ کی یہ حالت ناگ کنڈل (NAGA - KUNDAL) کہلاتی ہے۔ گردن والا سانپ کاندھے پر اس انداز میں کھڑا ہوتا ہے گویا دشمن پر جھپٹ رہا ہے اور تیسرے سانپ کو وہ زنار کی جگہ اپنے بدن پہ لپیٹے رہتا ہے۔ شو سفید سانپوں کا بنا ہوا زنار بھی پہنتا ہے اور موتیوں کی مالا بھی۔ علاوہ ازیں اس کے سر پہ سانپوں کا سرپوش اور گلے میں کھوپڑیوں کا ہار (منڈ مالا۔ MUNDA - MALA) ہوتا ہے۔ یہ وہ اس وقت پہنتا ہے جب بھوت پریتوں کے مالک بھوتیشور (BHUTESVARA) کی حیثیت سے شمشانوں (مرگھٹوں) میں گھومتا ہے۔

وہ شیر، ہرن یا پھر ہاتھی کی کھال کا لباس پہنتا ہے چنانچہ اسے کرتی واس (KRITTI - VASA) بھی کہتے ہیں۔ بعض اوقات وہ ایک کھال پہنے شیر کی کھال پر بیٹھتا ہے اور اپنے ہاتھ میں ایک ہرن لئے رہتا ہے ——— شو کے لباس اور اس کے ہتھیاروں کے بارے

میں بہت قصّے کہانیاں آئی ہیں۔ مثلاً یہ بھی کہ ایک مرتبہ شِو مذہبی فقیر کے روپ میں جنگل میں بھیک مانگنے گیا۔ وہاں رشیوں کی بیویاں بھی رہتی تھیں۔ شِو کی بے پناہ خوبصورتی دیکھ کر وہ اس کے عشق میں مبتلا ہو گئیں۔ رشیوں کو پتہ چل گیا، وہ سخت ناراض ہوئے اور بھکاری شِو دیوتا کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے ایک گڑھا کھودا اور پھر جادو کے زور سے اس گڑھے میں سے انہوں نے ایک شیر باہر نکالا تاکہ وہ شِو کو مار ڈالے مگر شِو نے شیر کو ہلاک کر دیا اور اس کی کھال پہن لی۔ پھر رشیوں کے جادو کے زور سے اس گڑھے سے ایک ہرن نکل کر شِو پر جھپٹا شِو نے اسے اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑ لیا اور اس کے بعد سے یہ ہرن ہمیشہ کے لئے شِو کے ہاتھ میں رہ گیا۔ اس کے بعد رشیوں نے گرم سرخ لوہا گڑھے سے برآمد کیا مگر شِو نے اسے بھی تھام لیا اور ہتھیار کے طور پر اپنے ہاتھ میں رکھنے لگا۔

جہاں تک شِو کے ہاتھی کی کھال پہننے کا سوال ہے یہ کھال دراصل گیا (GAYA) نامی ایک اُشور کی تھی۔ اس اَشور (عفریت) نے اتنی قوت حاصل کر لی تھی کہ اگر دیوتا اور رشی منی شہر وارانا شی (بنارس) نہ بھاگ جاتے اور وہاں پناہ نہ لے لیتے تو گیا، نامی وہ اَشور دیوتاؤں کو مغلوب اور رشیوں کو تباہ کر کے رکھ دیتا۔ شِو نے اس اشور کو ہلاک کر ڈالا اور اس کی لاش کو چیر کر ہاتھی کی کھال اتار کر اسے پوشاک کی طرح اپنے کاندھوں پر ڈال لیا۔ یہ کھال مقتول گیا نے پہن رکھی تھی۔ ہندوؤں کے نزدیک شِو کو بھارت کے شہر وارانا سی (بنارس) سے گہرا لگاؤ اور تعلق ہے۔

ہتھیار کی حیثیت سے شِو اپنے ہاتھوں میں ایک چکر، ایک تلوار اور ایک ایسا ڈنڈا یا عصا رہتا ہے جس ایک سرے پر کھوپڑی نصب ہوتی ہے۔ یہ ڈنڈا یا لٹھ کھٹونگ (KHATVANGA) کہلاتا ہے۔ اس کی کمان کا نام اجگو (AJAGAVA) ہے۔ وہ ایک طرح کا چھوٹا ڈھول (ڈمرو) بھی لئے رہتا ہے —— شِو کا سب سے خوفناک ہتھیار سہ شاخہ یعنی ترسول (TRISULA) ہے جو پناک، کہلاتا ہے۔ یہ ہتھیار شِو دیوتا کی ان خصوصیات

یا صفات کی علامت ہے جو طوفان کے دیوتا کی حیثیت سے اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اپنا یہ سہ شاخہ ہتھیار (TRIDENT) وہ اپنے ہاتھ میں لئے رہتا ہے اور اس کا یہی ہتھیار آسمانی بجلی کی علامت بھی ہے۔ شِو کے اس دہشت ناک علامتی ہتھیار کو تین بل کھاتے شعلوں سے تیار کیا گیا تھا۔ ایسا ہی ہتھیار صدیوں پہلے عراقیوں کا دیوتا رِمون (RIMMON) اپنے بائیں ہاتھ میں تھامے رہتا تھا—— تین ناگ بھی شِو کے لئے ہتھیار کا کام دیتے ہیں۔ ایک ناگ شِو کے سر کے بالوں کے جوڑے پر کنڈلی مارے بیٹھا ہوتا ہے اور اس کے سر پہ اپنا پھن اٹھائے رکھتا ہے۔ دوسرا ناگ اس کے کاندھے پر یا گردن میں ہوتا ہے اور ایک ناگ کو وہ زنار کی شکل میں بدن پر پہنے رہتا ہے۔ یہ ناگ شِو کے دشمنوں پر حملہ کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔

شِو کی علامت اس کا بیل ہے جس کا نام نندی (NANDI) ہے۔ بھارت میں ہندوؤں کے ہاں دستور ہے کہ شِو کا کوئی پجاری مر جاتا ہے تو اس کے رشتے دار اور احباب ایک بیل اس کی خاطر آزاد کر دیتے ہیں کہ وہ جہاں چاہے پھرے بشرطیکہ مرنے والے کے رشتے دار اور دوست نیک ہوں اور ان کی مالی حیثیت اچھی ہو۔ مرنے والے کی خاطر آزاد چھوڑے جانے والے یہ بیل مقدس سمجھے جاتے ہیں۔ ہندو انہیں کھلانا پلانا لائق تحسین کام سمجھتے ہیں اور انہیں نقصان پہنچانا گناہ تصور ہوتا ہے۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ چونکہ شِو دیوتا اپنے بیل نندی کو بہت ہی چاہتا ہے اس لئے وہ اس مرنے والے کو اپنے حضور بڑی شفقت سے قبول کرے گا جس کے لئے یہ بیل آزاد چھوڑ دیئے جاتے ہیں—— بھارت کے دیہی علاقوں میں ایسے بیل آج بھی آوارہ پھرتے نظر آتے ہیں۔ وہ فصلوں کا نقصان کر کے غریب کسانوں کے لئے پریشانی کا سبب بنتے ہیں۔ ان آوارہ خرام بیلوں کا مالک تو کوئی ہوتا نہیں چنانچہ وہ اگر نقصان کا معاوضہ طلب بھی کریں تو کس سے۔ مرنے والا اگر بہت ہی عبادت گزار تھا اور اس کے ملنے والے بہت پارسا ہوں تو اس کی خاطر سات بیل بھی آوارہ چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔

تصویروں وغیرہ میں شِو کو بہت خوبصورت انسان دکھایا جاتا ہے البتہ اس کا گلا زہر خورانی کی یاد میں نیلا ظاہر کرتے ہیں۔ اس کے پانچ چہرے، چار بازو اور تین آنکھیں دکھائی جاتی ہیں۔ یہ تیسری آنکھ اس کی پیشانی پر اس دن نکل آئی تھی جب اس کی بیوی پاربتی نے پیار میں آکر اس کی دونوں آنکھیں موند لی تھیں۔ اس "واقعہ" کی تفصیل "شِو پاربتی" کی کہانی میں دی جا رہی ہے —— پیکر تراشی اور مصوری کے نمونوں میں شِو کو عام طور پر یوگ کے عالم میں دکھایا جاتا ہے، گہری سوچ میں مستغرق بالکل بے حس و حرکت بیٹھا ہوتا ہے۔ اس کے سر پر ہلال جیسی کلغی ہوتی ہے۔ اس کی الجھی ہوئی زلفیں سینگ جیسی شکل میں اکٹھی ہوتی ہیں۔ سینگ نما بالوں کے اس جوڑے پر دریائے گنگا کی علامت ہوتی ہے۔ یہ علامت شِو سے اس لئے مخصوص کی گئی کہ گنگا جب آسمان سے اتر کر زمین پر آنے لگی تو زمین کو تباہی سے بچانے کے لئے شِو دیوتا نے اس کا سارا پانی اپنے سر پر مقید کر لیا تھا —— یوگ کے اس عالم میں اسے عریاں دکھایا جاتا ہے، بدن پر راکھ ملی ہوتی ہے۔ یوگی کی حیثیت سے شِو دیوتا کا چہرہ بالکل سفید دکھایا جاتا ہے۔ براہمنوں (پنڈتوں) کے خیال میں شِو کا سفید چہرہ اس وقت ہوتا ہے جب شِو "یوگ کی آتما" (ریاضت کی روح) اور مہا یوگی کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ شِو کی اسی حیثیت کے پیشِ نظر براہمن سخت ریاضتیں کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں۔

تصویروں میں بھی اسے شیر کے لباس میں ملبوس دکھایا جاتا ہے اور لباس کے نچلے حصے کے ساتھ ان جانوروں کی دُم کی کھال بھی لٹکی ہوتی ہے —— شِو کو اکثر عفریتوں کے قاتل کی حیثیت سے بھی دکھایا جاتا ہے۔ عفریت کے قاتل کی حیثیت سے وہ نٹس (NATESA) کہلاتا ہے۔ ایسے میں اسے مقتول اشور (عفریت) کی لاش پر رقص کرتے دکھایا جاتا ہے۔ بعض اوقات اسے ہاتھی کی کھال پہنے بھی دکھایا جاتا ہے۔ کھال کا یہ لباس دراصل دراصل شِو کے ہاتھوں قتل ہونے والے اشور نے پہن رکھا تھا۔

آسمان گنگا

برہما اور وشنو دونوں کے پاس رہنے کے لئے آسمان ہیں مگر شو اپنے رہائشی آسمان سے محروم ہے۔ بے در اور بے گھر ہے۔ اس کا مسکن ہی ہمالیائی سلسلے میں کیلاش (KAILASA) پربت ہے جب اسے تپسیا کرنا ہوتی ہے تو کیلاش پربت پر چلا جاتا ہے اور وہاں ایک درخت کے نیچے تپسیا اور گیان دھیان میں مگن ہو جاتا ہے۔ کیلاش پربت اور وہاں شو کی کٹیا کے ارد گرد کا ماحول کس قسم کا ہے اس کا اندازہ اگلے صفحات میں شو پاربتی کی کہانی سے لگایا جا سکتا ہے —— ویسے بعض روایتوں کی رو سے بالآخر شو کو بھی برہما دیوتا اور وشنو دیوتا کی طرح ایک آسمان حاصل ہو گیا تھا اور یہ آسمان کیلاش پربت پر ہے۔ یہاں وہ تپسیا (یوگ) میں مصروف رہتا ہے اور یہیں گنگا آسمان سے اس کے سر پر اتری تھی۔

اپنی کوئی مستقل قیام گاہ نہ ہونے کے سبب شو دیوتا شمشانوں اور ویران جنگلوں میں بھوت پریتوں، بدروحوں، چڑیلوں، جادوگرنیوں، چھوٹے شیطانوں اور مرنے والوں کی روحوں کے ساتھ پھرتا رہتا ہے ایسے میں اس کے ایک ہاتھ میں کھوپڑی اور دوسرے میں بھکشا (بھیک) جمع کرنے کا کشکول ہوتا ہے۔ دیوتا اس کا مذاق اڑاتے ہیں کہ وہ بدصورت ہے، بے گھر گداگر ہے۔ ناپاک، غلیظ، آتش مزاج ہے اور شمشانوں میں مارا مارا پھرتا ہے۔ ہندوؤں کا ایک خیال یہ ہے کہ شو دیوتا آوارہ گردی کی یہ زندگی اختیار کرنے پر اس لئے مجبور ہوا کہ اس نے برہما دیوتا کا پانچواں سر قلم کر دیا تھا اور وہ اپنی اسی حرکت کی پاداش میں سخت تپسیائیں کرنے پر مجبور ہوا تھا۔

اگر شو گنگا کا پانی اپنے سر پر لینے کے لئے آمادہ نہ ہوتا تو گنگا کبھی بھی آسمانوں سے دھرتی پر نہ اترتی اور اگر شو اسے اپنے سر پر آنے کی اجازت نہ دیتا اور براہ راست دھرتی پر اترتی تو سب کچھ تباہ ہو کر رہ جاتا، چنانچہ اس سلسلے میں شو نے لوگوں پر زبردست احسان کیا۔
گنگا تین ہیں ایک آسمان پر، ایک زمین اور ایک پاتال میں بہتی ہے۔ آسمانی گنگا کا نام مندکنی

(MANDAKINI) ہے ـــــ ۔ بہرحال جب شوِ گنگا کو اپنے سر پہ لینے کے لئے رضامند ہو گیا تو اس نے گنگا کو حکم دیا۔

"اُتر نیچے آ جا"

"ہمادن (ہمالیہ پہاڑ) کی خشم آلود پُرشکوہ بیٹی نے حکم سنا۔ وہ شور مچاتی ناقابلِ برداشت تیزی کے ساتھ آسمان کی بلندیوں سے اتری اور شوِ کے سر پر برس گئی۔"

لیکن گنگا اِس قدر ناز، نخرے، غرور اور تندی کے ساتھ آئی کہ شوِ خفا ہو گیا اس نے گنگا کے مچلتے، بے قابو ہوتے پانیوں کو اپنے پُرپیچ بالوں میں مقید کر لیا۔ آخر بڑی مشکل سے مانا اور اس نے گنگا کے پانی کو سات مختلف ندیوں میں بٹ کر میدان میں بہنے کی اجازت دے دی۔

گنگا کے ہاتھوں دھرتی پر نازل ہونے والی تباہی کو ٹالنے کے علاوہ شوِ دیوتا نے دیوتاؤں کی بھی ایک بہت بڑی خدمت انجام دی اور وہ یہ کہ اس نے انہیں واسوکی ناگ کے ہلاکت آفریں زہر سے بچا لیا ـــــ ہوا یہ کہ دیوتا امرت حاصل کرنے کے لئے دودھ کے سمندر کو بلو رہے تھے تاکہ وہ امرت پی کر اشوروں کا مقابلہ کامیابی کر سکیں۔ دیوتاؤں نے مندرا نامی پہاڑ کو مدھانی اور واسوکی ناگ کو بلونے کا رسّہ بنایا۔ کچھ دیر بعد واسوکی ناگ نے سمندر میں زہر تھوکنا شروع کر دیا۔ خطرہ پیدا ہوا کہ اس طرح امرت زہر آلود ہو جائے گا اور دیوتا اسے پی کر ہلاک ہو جائیں گے شوِ نے اس خطرے کو بھانپتے ہوئے آگے بڑھ کر واسوکی کا زہر اپنے منہ میں لے لیا اس طرح دیوتا تو بچ گئے مگر شوِ کے پیٹ میں زہر جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا تاہم اس کی بیوی پاربتی نے بروقت شوہر کا گلا دبا لیا۔ زہر پیٹ میں نہیں جا سکا گردن میں رک گیا جس سے شوِ کی گردن نیلی ہو گئی۔

○○

سَرسوَتی

(SAKSVATI)

سَرسوَتی ہندوؤں کی تین عظیم ترین دیویوں میں سے ہے، دوسری دو دیویاں لکشمی اور پاربتی (دیوی۔ مہادیوی) ہیں—— سرسوتی (SARSVATI) کے معنی ہیں "پانی سے معمور۔ پُرنم۔ خوش وضع شُستہ۔ پاکیزہ"—— علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس دیوی کے نام سَرسوَتی سے پانیوں کا اظہار ہوتا ہے—— سرسوتی کا مصدر "سَرِ" ہے۔ سری سے "سَرس" بنا اور سرس کے معنی ہیں "بہنا—— (پانی کا بہاؤ یا روانی)" سرس سے سَرسوَتی بنا لیا گیا—— ایسے شخص کو بھی سرسوتی کہتے ہیں جو کثیر علوم، الفاظ کے معانی، ان کے صحیح علم اور ان کے باہمی ربط سے بھی آگاہ ہو۔

ویدی عہد (۱۵۰۰ ق م تا ۱۰۰۰ ق م یا ۱۲۰۰ ق م تا ۸۰۰ ق م) کے بعد کے زمانوں میں سَرسوَتی کو برہما دیوتا کی بیوی قرار دے دیا گیا اور پھر اسے برہما کی بیوی ہی سمجھا جاتا رہا اور آج بھی ہندو اسے برہما کی بیوی ہی خیال کرتے ہیں۔ برہما کی بیوی کی حیثیت سے اسکے مختلف نام ہیں—— کچھ ہندو روایات میں سرسوتی کو وشنو دیوتا، منُو اور دھرم کی بیوی بھی کہا گیا

ہے۔ بنگال کے وشنو پرست ہندوؤں کے ہاں ایک مقبول روایت سرسوتی کے بارے میں یہ ہے کہ لکشمی دیوی اور گنگا دیوی کی طرح سرسوتی بھی وشنو دیوتا کی بیوی تھی۔ تینوں بیویوں میں اتفاق و پیار نہیں تھا۔ سرسوتی کچھ جھگڑالو تھی۔ وشنو نے سمجھ لیا کہ وہ ایک بیوی کو ہی قابو میں رکھ سکتا ہے چنانچہ اس نے سرسوتی برہما دیوتا کو گنگا کو شِو کے حوالے کر دیا اور خود ایک ہی بیوی پر قناعت کی۔

پیدائش

سرسوتی کی پیدائش یا ظہور کے متعلق ہندوؤں کے ہاں مختلف روایتیں ہیں۔

مہابھارت کی ایک روایت میں ہے:۔

> "برہما دیوتا سے ایک آواز نکلی اور ان سب کے کانوں میں داخل ہو گئی، پھر آسمانی سرسوتی افلاک سے نمودار ہوئی۔"

سرسوتی کی پیدائش کے بارے میں پرانوں میں مختلف روایتیں آئی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق برہما دیوتا نے اپنے ہی بدن یا جوہر سے سرسوتی کو پیدا کیا یوں وہ برہما کی بیٹی تھی۔ وہ اس قدر پرکشش اور دلآویز تھی کہ برہما اس کی محبت میں سرشار ہو گیا۔ باحیا سرسوتی برہما کی پرشوق نظروں سے گھبرا کر دائیں جانب ہو گئی مگر برہما کا دائیں جانب ایک اور سر نمودار ہو گیا اور اسے تکنے لگا۔ وہ گھبرا کر بائیں طرف چلی گئی، برہما کا ادھر بھی ایک اور سر نکل آیا۔ اور سر سرسوتی پر نظریں جما دیں۔ اب وہ اس کے پیچھے ہو گئی لیکن برہما کا ادھر بھی ایک سر نکل آیا اور اسے گھورنا شروع کر دیا۔ تنگ آ کر سرسوتی اوپر اٹھ گئی لیکن اوپر بھی برہما کا ایک سر ظاہر ہو گیا اور سرسوتی پر نظر گاڑ دیں، یہ برہما کا پانچواں سر تھا، بالآخر برہما نے اس سے

ص۱۰۱۔ دھرم (DHARMA):۔ ایک قدیم رشی۔ بعض اوقات اسے پرجاپتی بھی کہا جاتا ہے۔ دھرم نے پرجاپتی دکش (DAKSHA) کی دس یا پھر تیرہ بیٹیوں سے شادی کی تھی۔

شادی کر لی ۔ سرسوتی اس طرح برہما کی بیٹی بھی ہے۔ اور بیوی بھی ۔ سرسوتی اور برہما کے ملاپ سے نسلِ انسانی پیدا ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ برہما دیوتا ایک دن کسی اہم بات پر مشورہ کرنے وشنو کے پاس اس کے آسمان 'بے کنٹھ' (بیکنٹھ) پہنچا اور دونوں نے اپنی الوہی قوت کے بل پر شو دیوتا کو بھی بے کنٹھ پر بلا لیا۔ جب یہ تینوں وہاں بیٹھے تھے تو ان تینوں کی مشترکہ قوت سے ایک درخشاں نسائی ہستی پیدا ہوئی جس کی ضیا سے سارا آسمان منور ہو رہا تھا۔ تینوں اس حسین عورت کو حاصل کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ نسائی ہستی سرسوتی، لکشمی اور درگا[٭] تین دیویوں کی شکل میں بٹ گئی، یعنی تین دیویاں ظہور میں آگئیں اور یہ تینوں دیویاں بالترتیب برہما، وشنو اور شو کی بیویاں بن گئیں — بعض روایات کی رو سے وہ دکش کی بیٹی تھی۔

سرسوتی دھرتی پر انسانوں کے ساتھ بھی رہتی ہے ویسے اس کی خصوصی رہائش گاہ برہما لوک (BRAHMALOKA) یعنی برہما دیوتا کا شہر ہے جہاں وہ اپنے شوہر (برہما دیوتا) کے ساتھ رہتی ہے۔

دریا اور دریائی دیوی

ویدی عہد میں سرسوتی ایک دریا کا نام بھی تھا اور رگ وید میں دریائے سرسوتی کا نام بہت سے مقامات پر آیا ہے — سرسوتی آریاؤں کے مقدس دریاؤں میں سے تھا بعد میں صحراؤں میں سما کر خشک ہو گیا۔ نہ صرف متاخر ویدی دور بلکہ اس کے بعد بھی سرسوتی کو مقدس خیال کیا جاتا اس کا آج کل پاکستان میں نام ہاکڑا اور بھارت میں گھگر وغیرہ ہے۔ ویدی ادوار میں یہ دریا کم از کم ستلج جتنا بڑا تو یقیناً تھا اور لمبائی تو اتنی تھی کہ سمندر میں جا کر گرتا تھا — پچھلی صدی کے بعض محققین نے یہ بھی کہا ہے کہ سرسوتی دراصل دریائے سندھ

٭ درگا: درگا دراصل شو کی بیوی پاربتی کا ہی ایک روپ ہے۔

کا نام تھا اور یہ سندھ کا اصل نام تھا بعد میں اس کا نام سندھ ہو گیا۔ سندھ کے معنی ہی ندی یا دریا کے ہیں۔ کچھ محققین ایسے بھی ہیں جن کے نزدیک دریائے کابل کو سرسوتی کہتے تھے ــــ آریہ اس نام یعنی سرسوتی سے بہت پیار کرتے تھے۔ سرسوتی کا مترادف نام ایران میں "ہرقیتی" تھا جو اوستا میں آیا ہے، 'ہرقیتی' در اصل اس زمانے میں دریائے ہلمند کا نام تھا ــــ آریہ جب آگے بڑھے تو پھر انہوں نے موجودہ ہاکڑا (گھگر) کا نام بھی سرسوتی رکھ دیا۔ اس کے کناروں پر آریہ بہت عرصے تک مقیم رہے۔

رگ وید میں سب دریاؤں سے زیادہ ذکر دریائے سرسوتی کا آیا ہے، اس وید میں پاکستان کے دریاؤں گوماٹی (گومل)، کوبھو (کابل)، سواستو (سوات)، سندھو (سندھ)، وِتستا (جہلم)، اسکنی (چناب)، پروشنی (راوی)، وِپاس (بیاس)، شُتدری (ستلج)، اور سرسوتی (ہاکڑہ) وغیرہ سمیت اگر میں غلطی نہیں کرتا تو ــــ کُل پچیس دریاؤں کے نام ملتے ہیں اور رگ وید سے ہی پتہ چلتا ہے کہ ان میں دریائے سرسوتی سب سے مشہور تھا۔

ست پتھ براہمنا (SATAPATHA BRĀHMNA)، پنچ وِمش براہمنا (PANCA - VIMSA BRĀHMNA) اتیاریہ (اے ترییہ) براہمنا (AITAEYA BRĀHMNA)، کوشِکتی براہمنا (KAU-SITAKI BRĀHMANA)، تے ترییہ برسمہتا (TAITTIRIYA SAMHITA) اور دوسری مذہبی کتابوں 'سُوتروں' میں سرسوتی کا ذکر مقدس دریا کے طور پر اکثر ملتا ہے ــــ مہابھارت کے بیان کے مطابق دریائے سرسوتی وِناشن (VINĀSANA) کے قریب اور ایک اور کتاب کی رو سے کوروکشیتر (KURUKSETORA) کے نزدیک زمین میں غائب ہو گیا تھا اور کَم سودبھیڈ (KAMASODBHEDA) کے مقام پر دوبارہ باہر نمودار ہو گیا۔ بعض ماہرین کا خیال ہے کہ وِناشن بھارت کے صوبہ ہریانہ میں حصار کے قریب موجودہ سرسہ نامی قصبے کا ہی نام تھا۔

رگ وید کے گیتوں اور دوسری مذہبی کتابوں یعنی براہمناؤں (BRĀHMANAS)

وغیرہ سے پتہ چلتا ہے کہ دریائے سرسوتی کے کناروں پر مذہبی رسوم ادا کی جاتی تھیں بلکہ دریائے سرسوتی کے علاوہ دریائے درشدوتی (DRSHADVAT) کے کناروں پر بھی اس قسم کی رسوم ادا ہو رہی تھیں۔ ظاہر ہے کہ مذہبی رسوم کی ادائیگی کی وجہ سے رفتہ رفتہ دریائے سرسوتی تقدس کا درجہ اختیار کر گیا اسے بہترین اور عظیم ترین ندی قرار دے دیا گیا جو افلاک سے ہمالیہ پہاڑ کی بلندیوں پر اتری، پھر وہاں سے وہ بہتی ہوئی سمندر میں جا ملتی تھی مگر سمندر سے مراد آریاؤں کی اس عظیم دریا سے ہے جس میں پنجاب کے سارے دریا مل جاتے تھے یعنی دریائے سندھ آریہ تو یہاں سمندر سے واقف نہیں تھے۔ بہرحال سرسوتی کا پانی مقدس سمجھا جانے لگا اور اس سے دعائیں مانگی جانے لگیں، مدد کی درخواست ہونے لگی، دریا یعنی اس کی دیوی سرسوتی کو ان قربانیوں کی مربی یا سرپرست مان لیا گیا۔ قربانیوں کی ان رسموں کو مناسب طور پر ادا کرنے اور ان کی کامیابی کے لئے سرسوتی دیوی کی ہدایات اور اس کی برکتیں بھی مانگی جاتی ہوں گی ——

رگ وید میں ایک جگہ دوسرے دریاؤں کے ساتھ سرسوتی کا نام لے کر اس سے التجا کی گئی ہے کہ وہ مخاطب کی دعائیں قبول کرے، سن لے :۔

"اے گنگا، یمنا (جمنا)، سرسوتی، ستدری، پرشنی سُن، میری یہ دعا قبول کرے۔"

لیکن یہاں ایک بات بطور خاص ذہن میں رہنی چاہیئے کہ رگ وید کے جس حصے میں یہ دعا آتی ہے وہ بہت ہی بعد میں تخلیق ہوا تھا یعنی اس وقت جب وہ کئی صدیاں پاکستان میں گزارنے کے بعد آگے بڑھ کر بھارت میں داخل ہو گئے تھے بڑھتے بڑھتے بھارتی دریاؤں جمنا اور گنگا تک جا پہنچے تھے، یوں میں سمجھتا ہوں کہ رگ وید کا یہ حصہ ۱۵۰۰ قبل مسیح میں نہیں ۸۰۰ قبل مسیح کے لگ بھگ تخلیق ہوا ہوگا۔ گنگا کا ذکر پورے رگ وید میں صرف دو مرتبہ آیا ہے جبکہ پاکستانی دریاؤں کا تذکرہ کئی جگہ ملتا ہے۔

اور جب سرسوتی دیوی کا تعلق مقدس مذہبی رسموں سے جوڑ دیا گیا تو پھر آگے چل کر اس کے

بارے میں یہ عقیدہ اور تصور پیدا ہو گیا کہ ان حمدوں کی تخلیق پر بھی سرسوتی دیوی کا اثر ہوتا ہے۔ جو مذہبی رسوم کا انتہائی اہم حصہ تھیں اور ان کی ادائیگی کے وقت گائی جاتی تھیں۔ ساتھ ہی اس وقت سرسوتی کا تعلق نطق کی دیوی "واچ" سے بھی قائم ہو گیا۔

ویدوں میں سرسوتی کا ذکر بنیادی طور پر ایک دریا کی حیثیت سے ہی آیا ہے لیکن سرسوتی نامی قدیم دریا کو سرسوتی دیوی کی صورت میں تجسیم دے دی گئی گویا ویدوں کی رو سے وہ آبی دیوی تھی یعنی وہ سرسوتی نامی دریا کی دیوی تھی۔ رگ وید میں سرسوتی کو "بہترین ماں"، "سات دریاؤں میں افضل ترین"، "بہترین دیوی" کہا گیا ہے (رگ وید II ، ۴۱ ، ۱۶) ـــــ ویدوں کی حمدوں میں اس کے گن دریا کی حیثیت سے بھی گائے گئے ہیں اور دیوی کی حیثیت سے بھی۔ رگ وید میں سرسوتی کے پانی کو دودھ اور شہد جیسا قرار دیا گیا ہے ـــــ بہرحال آریہ دریائے سرسوتی کو مقدس سمجھتے تھے اسی طرح جیسے بعد کے زمانوں کے ہندو گنگا کو متبرک سمجھنے لگے تھے اور آج تک سمجھتے آ رہے ہیں۔

دریا کے نام یعنی سرسوتی (معنی پانی سے معمور) سے خیال ہوتا ہے کہ دراصل ابتدا میں وہ پانیوں کی دیوی تھی اور بہت بعد تک اسے دریائی دیوی سمجھا جاتا رہا۔ دریائی دیوی کی حیثیت سے چند ایک جداگانہ نظموں میں اسے سراہا گیا ہے۔ رگ وید سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آریاؤں نے ویدی دور ہی میں سرسوتی کو دیوی کا درجہ دے دیا تھا۔ رگ وید میں اس کی ثنا خوانی دریا اور دیوی دونوں حیثیتوں میں کی گئی ہے ـــــ مہابھارت میں سرسوتی کو مکمل طور پر دیوی تسلیم کر لیا گیا۔

ایک خیال کے مطابق ابتدا میں سرسوتی دیوی دریائے سرسوتی کی روح، اور اس وقت غالباً آریائی قبیلے بھرت (BHARATA) کی دیوی بھارتی (BHĀRTI) سے مشابہ تھی ـــــ رگ وید کی رو سے دو آریائی قبیلے پورو[۲] اور بھرت (بھارت - BHARATAS) دریائے سرسوتی کے ایک علاقے برہماورت (BRAHMĀVARTA) میں رہتے تھے کچھ محققین نے برہما کو سرہند کا علاقہ

۲۔ پورو (PURU) ۔ پورو کو پرانوں میں پوروَ (PAURAVASA) کہا گیا ہے۔

قرار دیا ہے ـــــــ چونکہ دریائے سَرسوَتی کو خاص طور پر مقدس مانا جاتا تھا اور یہ مقدس دریا کی حیثیت سے مشہور تھا اسی نسبت سے وہ علاقہ بھی متبرک مشہور ہو۔ دریائے سَرسوتی اور ایک اور ویدی دریا دِرِشدَوتی (DRISHADVATI) کے درمیاں تھا ۔ یہ علاقہ یعنی برہما ورت بھارت کے مدھیہ پردیش (MADHYADESH) یعنی وسطی ملک کے شمال مغرب میں تھا ۔ مدھیہ پردیش دریائے سَرسوتی اور پریاگ (الٰہ آباد) کے درمیان کا خطہ تھا ۔ رشیوں نے اس کا نام برہما ورت رکھا کیونکہ مشہور تصنیف منوسمرتی کے مطابق اس خطے (برہماورت) میں دیوتا کثرت سے آتے جاتے تھے ۔ چنانچہ بعد کے براہمنی مذہب (BRĀHMANISM) کے لئے یہ علاقہ (برہماورت) بہت مقدس تھا ۔ یہ اس وقت کی بات ہے اور برہماورت کو تقدس کا درجہ اس وقت ملا تھا جب آریہ پاکستان سے آگے بڑھ کر گنگا کی وادی تک جا پہنچے تھے ۔ رگ وید کے شاعر برہماورت سے بخوبی واقف تھے اور یہ رگ ویدی شاعر مدھیہ پردیش سے زیادہ پنجاب اور وادیٔ کابل سے شناسا تھے ـــــــ یہ بھی کہا گیا ہے کہ 'برہماورت' دریائے جمنا کے ساتھ ہی مغرب میں واقع تھا ۔

صفات | خصوصیات

ویدوں میں سرسوتی کا ذکر بہت زیادہ تو نہیں البتہ کسی قدر اہم دیوی کی حیثیت سے ضرور آیا ہے ۔ دریائی دیوی کے طور پر آریائی شاعروں نے رگ وید میں سَرسوَتی کی حمد و ثنا اس طرح کی ہے کہ وہ اپنے پانیوں کو زرخیزی عطا کرنے والا بناتی ہے ، انہیں پاک کرتی ہے ۔ وہ فلاح و بہبود کی دیوی ہے چنانچہ باروری ، شادابی اور دولت عطا کرتی ہے ۔ اس طرح گویا دریائے سَرسوَتی کا زرخیزی اور شادابی کی توانائیوں سے بھی تعلق قائم ہو گیا رگ وید والوں کے نزدیک سرسوتی کا پانی فراوانی ، مال و دولت ، قوت اور رابدیت بخشتا تھا ۔ اسی وید میں دریائے سرسوتی یعنی سَرسوَتی دیوی کو مال و دولت اور اولاد کا مالک و منتظم قرار دیا گیا ہے اور اس سے دعا مانگی گئی کہ وہ اپنے پجاریوں کو دہی توانائی بخشے جس سے وہ سرسوتی

خود متصف ہے۔ یوں اوّلین رگ ویدی دور میں دریائے سرسوتی دیوی کی پاک کرنے، زرخیزی عطا کرنے اور قوتوں میں اضافہ کرنے والی کی حیثیت سے تعظیم و تکریم کی جاتی تھی۔

جب دریائے سرسوتی کو دیوی کی حیثیت دی گئی تو اسے ان مذہبی رسوم کا مربی و سرپرست سمجھا جانے لگا جو اس کے مقدس دریائی پانیوں کے کنارے ادا کی جاتی تھیں اور یہ مزید یہ خیال کیا گیا کہ ان رسوم کی مناسب اور کامیاب ادائیگی کی خاطر اس کی نگرانی اور فیض و برکت پانے کے لئے اس سے دعائیں اور التجائیں کی جایا کریں۔ چونکہ دریائی یا آبی دیوی کی حیثیت سے اوّلین ارتقار کے بعد آگے چل کر اپنی اساطیری تاریخ کے دوسرے مرحلے میں اس کا تعلق ان مذہبی رسموں سے قائم کر دیا گیا تھا جو دریائے سرسوتی کے کناروں پر ادا کی جاتی تھیں اس لئے عین ممکن ہے کہ اس طرح سرسوتی دیوی کے بارے میں یہ عقیدہ اور تصور ابھرا ہو کہ وہ رگ وید کی نہ صرف حمدوں (سُوکت) کی تصنیف، تخلیق و ترتیب اور بندش پر اثر انداز ہوئی تھی بلکہ ان حمدوں (بھجنوں، سُوکتوں) کو گانے کے سلسلے میں بھی اس کا اثر پڑا تھا۔

رگ وید کے زمانے میں دریائی دیوی کی حیثیت سے سرسوتی کا تعلق زرخیزی اور تولید سے تو تھا ہی، پاکیزگی اور طہارت سے بھی اس کا خصوصی تعلق تھا۔ چنانچہ رگ وید کی پہلی کتاب کے تیسرے سُوکت (حمد۔ گیت۔ بھجن) کی رو سے اس کے پانی میں نہلنے اور اس کے کناروں پہ قربانی چڑھانے والے سب لوگ نجاست سے پاک ہو جاتے تھے —— رگ وید کی رو سے سرسوتی دیوی کے لئے نذر نیازیں پیش کی جاتی تھیں حتّٰی کہ اسے مقدس اور سرور انگیز سوما مشروب یعنی ایک طرح کی شراب پینے کے لئے مدعو کیا جاتا تھا۔ سرسوتی نے ایک اور عنایت یہ کی سوم رس یا سُوما، پودے کا کوہ ہمالیہ میں پتہ اسی نے چلایا تھا اور وہی یہ مشروب (سوم رس یا سوما پودا) دوسرے دیوتاؤں کے پاس لائی تھی۔ سوما وہ پودا تھا جسے آریہ بے حد مقدس مانتے تھے اور جس سے نشہ آور مشروب سوم رس تیار کیا جاتا تھا۔

ویدی دور (۱۵۰۰ ق م تا ۱۰۰۰ ق م یا ۱۲۰۰ ق م تا ۸۰۰ ق م) کے بعد کے زمانوں

میں سرسوتی سنسکرت زبان اور دیوناگری حروف کی موجد اور علوم و فنون کی مربی دیوی بن گئی۔ بعد کے زمانوں میں ہی سَرسوتی کو گفتار (نطق) کی دیوی بھی سمجھا گیا کیونکہ اس کا تعلق نطق کی دیوی واچ (واچ - VACH) سے قائم کر دیا گیا تھا۔ تاہم رگ وید میں گفتار کی دیوی کی حیثیت سے سَرسوتی کا کوئی ذکر نہیں ہے البتہ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں، برہمناؤں، منمیاتی روایات اور عظیم رزمیہ مہابھارت میں سرسوتی دیوی اور واچ دیوی کو ایک ہی قرار دیا گیا ہے — تَے تریا براہمنا —— (TAITTRIYA BRAHMANA) میں سرسوتی دیوی کا نام 'واچ' آیا ہے۔ اس براہما میں واچ کو ویدوں کی ماں اور اندر دیوتا کی بیوی کہا گیا ہے اور یہ کہ ساری دنیا میں واچ کے اندر سمائی ہوئی تھیں جن رشیوں نے ویدوں کی حمدیں تخلیق کی تھیں وہ (رشی) اور دیوتا بھی اپنی تپسیاؤں کے ذریعے واچ دیوی کی برکتوں کی جستجو میں رہتے تھے۔

گائیتری منتر

سرسوتی (ساوتری) دیوی کو رگ وید کے انتہائی مقدس منتر گائیتری (GAYATRI) کا مظہر یا تجسیم بھی قرار دیا گیا۔ سَرسوتی چاروں ویدوں کی ماں بھی ہے۔ اس متبرک ترین منتر گائیتری کو سوِتری (SAVITRI) یا ساوِتری (SAVITRI) بھی کہتے ہیں۔ یہ منتر (گائیتری سوتری۔ ساوتری) اس قدر مقدس سمجھا جاتا ہے کہ نقل نویس بھی اسے نہیں لکھتے۔ یہ منتر توصیفاً اور ثنائیہ بھی ہے اور دعائیہ بھی۔ منتر سورج یا سورج دیوتا سوِتری (سوِتیار) کی شان میں ہے اور اس کی حمد و ثنا کی گئی ہے۔ اس میں سوتری (سورج) سے پیدا کرنے والے کے طور پر خطاب کیا گیا ہے۔ ہر برہمن پر فرض عائد کیا گیا کہ وہ اس منتر کو صبح و شام گیان دھیان کے وقت اپنے ذہن میں اسے دہرائے، ہندو آج بھی عبادت کے ساتھ اس کا ورد کرتے ہیں۔

رگ وید کی شاعری کی ایک مخصوص بحر بھی گائیتری کہلاتی ہے۔ رگ وید کے جس بند میں تین مصرعے ہوں اور ان مصرعوں کے آٹھ آٹھ رکن ہوں اس بند کی بحر کو گائیتری کہتے ہیں۔ رگ وید میں دس ہزار چار سو سترہ 'رِک' (RIK) یعنی بند (قطعات۔ اشلوک) ہیں۔ ان کا تقریباً ایک

چوتھائی حصہ یعنی دو ہزار چار سو بند گایتری بحر میں ہے۔ گایتری بحر کی نظموں کی تخلیق کا رواج بتدریج کم ہوتا چلا گیا اور جب سنسکرت زبان داوب کا زمانہ آیا تو یہ بحر اور اس پر مبنی شاعری ختم ہو کر رہ گئی۔

برہما دیوتا کی بیوی اور عقل و دانش کی دیوی ہونے کی وجہ سے سرسوتی قوت ذہانت کے ملاپ کی نمائندہ یا مظہر ہے اور تخلیق کے عمل میں سرگرم کار ہے۔ برہما تخلیق کرنے کے بارے میں جو کچھ سوچتا ہے اس کی بیوی ہونے کے ناطے سرسوتی اس پر عملدر آمد کے لئے قدرت و اختیار فراہم کرتی ہے، گو بعد کی اساطیری کہانیوں میں اس کی قدرت و قوت بہت کم کر دی گئی تھی —— سرسوتی کو ویرج (VIRAJ) یعنی مؤنث یا مادہ ہستی سے بھی مربوط کر دیا گیا تھا ویرج پُرُش (PURUSHA) یا جاپتی کے جوہر یا بدن سے تخلیق کی گئی تھی۔ اس طرح سرسوتی تخلیق کا سبب بنی۔ پُرُش (پوردش) کے معنی آدمی کے ہیں۔ پُرش سے مراد وہ اوّلین ابدی آدمی ہے جو برترین ہستی، اور کائنات کی روح تھا۔

مہابھارت میں سرسوتی کو ویدوں کی 'ماں' کہا گیا ہے۔ بعض روایتوں کی رو سے برہما کی بیوی ساوتری یعنی سرسوتی دیوی کو چاروں ویدوں یعنی رگ وید، یجروید، سام (سامن) وید اور اتھرووید اور ہندوؤں کی چار ذاتوں میں پہلی تین اعلیٰ ذاتوں یعنی براہمن، کشتری اور ویش کی ماں ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سرسوتی برہما کی بیوی کی حیثیت سے ویدوں کی ماں ہے —— سرسوتی دیوی ایک طرح سے ویدوں کی حفاظت کا سبب بھی بنی تھی اور وہ یوں کہ 'مہابھارت' کے مطابق دریائے سرسوتی کے کنارے مہارشی دَدھیک (DADHICA) بڑی ہی سخت تپسیا کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے اندر دیوتا نے اَلَم بُوشا نامی ایک اَپسرا کو بھیجا کہ وہ مہارشی کی توجہ تپسیا سے ہٹا دے۔ اَلَم بُوشا دھرتی پر آکر مہارشی دَدھیک کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ مہارشی اسے دیکھ کر سفلی جذبات سے اس قدر مغلوب ہو گیا کہ اس کا مادہ منویہ خارج ہو کر سرسوتی دریا میں جا گرا، اس طرح مہارشی کا مشہور بیٹا سارَس وَت (SĀRASVATA)

پیدا ہوا۔ سرسوتی دیوی اس بچے کو مہارشی دودھیک کے پاس لے گئی۔ مہارشی نے اس بچے کا نام سارس وت رکھا۔ سرسوتی بچے کو واپس لے گئی اور بارہ برس کے قحط کے دوران اپنی مچھلیوں سے اس کی پرورش کی، اس طرح اسے مرنے سے بچالیا۔ سارس وت گو ابھی لڑکا ہی تھا مگر اس نے ساٹھ ہزار براہمنوں کو چاروں وید پڑھائے۔ یوں اس نے ویدوں کی تعلیم کو پھر سے بحال کیا۔ اس وقت لوگ ویدوں کو تقریباً بھول چکے تھے۔ سارس وت کے وہ ساٹھ ہزار براہمن شاگرد بھی بارہ سالہ قحط کے دوران ویدوں کو بھلا بیٹھے تھے کیونکہ وہ پیٹ بھرنے کی تگ و دو میں لگے رہتے تھے بہرحال سارس وت نے ویدوں کو لوگوں کے ذہنوں سے محو ہونے سے محفوظ رکھا — چونکہ سرسوتی دیوی ویدک تعلیم کو از سرِ نو بحال کرنے والی عظیم ہستی سارس وت کی ماں ہے اسی لئے سرسوتی کا مذہب اور عبودیت سے بہت گہرا ہو گیا۔

ہندو سرسوتی کو مختلف علوم، شاعری، موسیقی جیسے تخلیقی فنون، عقل و دانش، خوش بیانی اور فصاحت و بلاغت کی دیوی مانتے ہیں۔ ویدی دور کے بعد اسے فصاحت و بلاغت کی دیوی بھی مان لیا گیا تھا۔ رگ وید میں سرسوتی کی اس خصوصیت یعنی فصاحت و بلاغت اور اس کی پرستش پر برائے نام بھی زور نہیں دیا گیا ہے، البتہ رگ وید کے دور کے بعد اسے نہ صرف مقدس گیتوں بلکہ ان بحروں کی بھی دیوی قرار دیا گیا جن کی براہمناؤں میں بڑی تعریف کی گئی ہے براہمناؤں نامی مذہبی کتب کا زمانہ ۹۰۰ ق م تا ۷۰۰ ق م یا ۸۰۰ ق م تا ۵۰۰ ق م بنتا ہے۔

جنوبی بھارت کے علاقے میسور کے کچھ حصوں میں سرسوتی کو چونسٹھ علوم و فنون کی صدر نشین دیوی سمجھا جاتا ہے۔ ان فنون میں موسیقی سے لے کر کھانا پکانے اور انجینئرنگ سے لے کر جمناسٹک تک شامل ہیں۔ ان چونسٹھ علوم و فنون میں فلکیات، مصوری، ڈرامہ، کندہ کاری، رقص، موسیقی، سازوں کی موسیقی، تمام رسم الخط، انجینئرنگ، مختلف زبانیں اور بولیاں، پرندوں کی بولیاں سمجھنا انسانی فطرت شناسی، ہاتھی دانت کی کندہ کاری، زیور شناسی، جواہر کاری، آرائش کتابت جادو، شعبدہ بازی، قمار بازی کے تمام فنون، جسمانی ورزشیں، تیراکی، کشتی رانی، اچھا کوہ متحارب

کا استعمال، شہسواری، ہاتھی کی سواری، رتھبانی، گاڑی بانی، گھوڑے کی عمر کا تعین کرنا، ہاتھیوں کو سدھانا، کھانا پکانا وغیرہ ۔

نام والقاب سرسوتی دیوی کے بہت سارے نام ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

سَرسُوَتی	SARASVATI
سَت رُوپا	SAT-RUPĀ
ساوِتری	SAVITRI
واچ	VACH
براہمنی	BRAHMANI
بَرَہمی	BRAHMI
گایَتری	GAYATRI
پُوت کاری	PUT-KARI
مَہیشوری	MAHESHVARI
شاردا (ساردا)	SHĀRDA
واگیشوَری (باگیشوری)	VAGISVARI
مہاوِدیا	MAHĀVIDYA
کام دُھنوَ	KAMA DHANAVA
وِجاگربھ	VIJA GARABHA
دَھنیشوَری	DHANESHWR

سراپا وہ بہت ہی صاحب جمال ہے، کنول کے پھول کی طرح چٹی سفید ہے۔ اعضاء

انتہائی متناسب اور دِل میں کھب جانے والے ہیں۔ بدن پر فالتو گوشت نام کو نہیں چھریری اور نازک بدن ہے، باحیا اور باعصمت ہے۔ اس کے ماتھے پر تیلا سا چاند بجا ہوتا ہے، کنول پر بیٹھی رہتی ہے۔ بھاگوت (بھاگ بت) پران کی رو سے سرسوتی اتنی موہنی ہے کہ اپنی اس بیٹی پر برہما دیوتا خود فریفتہ ہوگیا تھا اور اسے بیوی بنالیا تھا۔ اسی سے نسلِ انسانی پیدا ہوئی۔

سرسوتی دیوی ہاتھ میں وینا[1] (VEE NA) لئے کنول کے پھول پر کبھی تو بیٹھی ہوتی ہے اور کبھی کھڑی۔ گاہے وہ وینا پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے رہتی ہے، یا کبھی مور یا ہنس کی سواری کرتی ہے۔ اس کی گاڑی مور کھینچتے ہیں۔

تصویروں اور سنگتراشی کے نمونوں میں سرسوتی کو حسین و دلکش خاتون کے رُوپ میں یوں بھی دکھایا جاتا ہے کہ اس کی پیشانی پر ہلال زیب دے رہا ہوتا ہے اور وہ کنول نشین ہوتی ہے بھارت کے صوبہ بنگال میں اسے تصویروں میں برہما کی بیوی کی حیثیت سے دکھاتے ہوئے اس کا بدن لکشمی دیوی اور گنگا (دیوی) کی طرح سفید مصور کیا جاتا ہے —— کبھی تو اس کے چار ہاتھ دکھلائے جاتے ہیں اور کبھی دو۔ جب دو ہاتھ ہوتے ہیں تو ایک ہاتھ میں مالا اور دوسرے میں کتاب تھامے رہتی ہے۔ اور جب اس کے چار ہاتھ ظاہر کئے جاتے ہیں تو وہ ایک دائیں ہاتھ میں پھول پکڑ کے اپنے شوہر برہما (دیوتا) کو پیش کرتی ہے کیونکہ وہ ہمیشہ شوہر کے پہلو میں کھڑی ہوتی ہے۔ اس کے دوسرے دائیں ہاتھ ہی میں کھجور کے پتوں کی کتاب ہوتی ہے، گویا یہ سرسوتی کی علم سے شیفتگی کا اظہار ہے۔ اپنے ایک بائیں ہاتھ میں موتیوں کی مالا اور دوسرے بائیں ہاتھ میں ڈمرو[2] لئے ہوتی ہے۔ موتیوں کی یہ مالا شِو مالا یعنی شِو دیوتا کا ہار؟ (مبارک ہار!)

ص۱ : وینا : ایک قسم کا ستار۔

ص۲ : ڈمرو (DAMARU) : ایک چھوٹا سا ڈھول۔

کہلاتی ہے ـــــ اس کے چار ہاتھ دکھاتے جانے کی صورت میں اس کے دو ہاتھوں میں کتاب اور مالا کے علاوہ باقی دو ہاتھوں میں کبھی ایک جال اور کانٹا بھی ہوتا ہے۔ بعض مرتبہ اسے کنول پر بیٹھے بھی دکھایا جاتا ہے ایسے میں عموماً اس کے صرف دو ہاتھ ظاہر کیے جاتے ہیں اس وقت وہ وینا بجا رہی ہوتی ہے۔

ایک روایت کے مطابق سرسوتی کیلاش (KAILĀSA) پربت پر دیوتاؤں کی "سبھاپاتی" (SABHĀPATI) یعنی مجلس میں وینا بجاتی ہے اس کے ساتھ برہما دیوتا جھانجھ (مجیرا) سورج اور چاند بانسریاں، نندی اور بھنگ کا دیوتا کمار (سکند۔ کرتکیہ) ڈھول اور وشنو دیوتا بھی کوئی ساز بجاتا ہے اور نارد (NARADA) رشی گاتا ہے ـــــ ہندوؤں کے ہاں یہ بھی خیال ہے کہ وہ خالق دیوتا برہما کے منہ میں رہتی ہے۔

سرسوتی اور گائیتری

سرسوتی برہما دیوتا کی واحد بیوی نہیں ہے بلکہ بعض روایتوں کے مطابق برہما کی ایک اور بیوی بھی ہے اور اس کا نام گائیتری[۱] (GĀYATRI) ہے۔ ساتھ ہی ہندو اساطیری روایات خصوصاً متسیا (مت سیا) (MATSYA) پران میں ساوتری گائیتری اور براہمنی (برہمنی) کو واضح طور پر ایک ہی دیوی یعنی سرسوتی کے مختلف روپ بتائے گئے ہیں اور یہ بھی کہ دیوی تو بس ایک سرسوتی ہی ہے مگر اس کے نام مختلف ہیں۔ البتہ سکند (SKANDA) پران کی ایک ضمنیاتی کہانی کے مطابق سرسوتی برہما دیوتا کی پہلی بیوی ہے اور گائیتری پہلے گوالن تھی[۲] ـــــ ایک بار ایک قربانی کے موقعہ پر برہما دیوتا کو شادی شدہ کی حیثیت

۱۔ گائیتری:۔ رگ وید کا مقدس ترین منتر بھی گائیتری کہلاتا ہے اور گائیتری رگ وید کی شاعری کی ایک مخصوص بحر کو بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں کی قدرے تفصیل سرسوتی کی صفات و خصوصیات میں دے دی گئی ہے

۲:۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ گائیتری ایک رشی کی بیٹی تھی۔

سے کوئی مخصوص رسم ادا کرنا تھی مگر اہم موقعہ پر اس کی بیوی سرسوتی غیر حاضر تھی۔ برہما نے اسے بلانے کو پیغام بھیجا۔ سرسوتی بناؤ سنگھار میں مگن تھی۔ کہلا بھیجا آتی ہوں انتظار کرے۔ برہما کو سرسوتی کے اس رویے پر بڑا ہی تاؤ آیا۔ اس نے دیوتاؤں کو حکم دیا کہ میرے لئے کوئی اور بیوی لے آؤ کہ رسم ترادا کی جائے۔ وہ ایک رشی کی لڑکی گایتری کو لے آئے۔ سرسوتی جب بن سنور کر وہاں پہنچی تو گایتری کو اپنی موت بنے دیکھا۔ بہت ہی بھنائی۔ گایتری نے اس کا غیض وغضب ٹھنڈا کیا اور وہ خود سرسوتی سے دوسرے درجے کی بیوی بننے پر رضامند ہوگئی۔ البتہ گایتری سے شادی کر لینے کی پاداش میں سرسوتی نے اپنے شوہر برہما دیوتا کو بددعا دی جس کے سبب برہما کی پوجا سال بھر میں صرف ایک مرتبہ ہونے لگی۔

گایتری اور برہما دیوتا کی شادی کے بارے میں سکند پران کی رو سے اساطیری کہانی ایشور یعنی شِو دیوتا نے اپنی دیوی، (مہا دیوی) یعنی پاربتی کو یوں سنائی۔

"اے دیوی (پاربتی) سن، میں (شِو) تجھے سناتا ہوں کہ ساوِتری*

---

* : ساوتری (SĀVITRI) :- ساوِتری سرسوتی دیوی — کا ہی ایک نام تھا، اَسوپتی نامی ایک راجہ کی بیٹی کا نام بھی ساوِتری تھا۔ وہ ستی ساوِتری بھی کہلاتی ہے۔ راجزادی ساوِتری ستیہ وان نامی ایک شخص سے محبت کرتی تھی۔ ساوِتری نے ستیہ وان کو مجبور کیا کہ وہ اس سے شادی کرلے حالانکہ ایک نجومی نے ساوِتری کو متنبہ کر دیا تھا کہ ستیہ وان اب صرف ایک برس اور زندہ رہے گا جب ستیہ وان کے مرنے کا دن آگیا تو وہ لکڑیاں کاٹنے گیا۔ ساوِتری شوہر کے پیچھے گئی۔ ستیہ وان مرگیا اور زمین پر گر پڑا۔ جب ساوتری اسے سنبھال رہی تھی تو اسے ایک شخص آتا دکھائی دیا۔ اس نے ساوتری کو بتایا کہ وہ مرنے والوں کا حکمران موت کا دیوتا یَم ہے اور وہ اس کے شوہر کی روح لینے آیا ہے۔ یَم دیوتا اس کی روح کو لے کر سایوں کی طرف چل دیا۔ ساوِتری پیچھے پیچھے چلی۔ ساوتری کی اس عبودیت سے یَم خوش ہوا اور اس نے ساوِتری سے کہا کہ وہ اپنے شوہر کی زندگی کے سوائے

اندر سوتی سے کس طرح برہما (دیوتا) نے قطع تعلق کرکے گائتری کو بیوی
بنالیا تھا۔ ویدوں کا کہنا ہے کہ قربانیوں کی رسمیں ادا کرکے بہت
فائدے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ ان رسموں سے دیوتا خوش ہوتے
ہیں اور دھرتی پر بارش برساتے ہیں چنانچہ تین دنیاؤں کی شادابی

اس (یم) سے کوئی بھی انعام مانگ سکتی ہے۔ ساوتری نے یم سے تین نعمتیں حاصل کیں۔ مگر وہ پھر بھی اس کے پیچھے پیچھے چلتی گئی۔ بالآخر وہ ساوتری کے شوہر کی زندگی واپس لوٹانے پر مجبور ہو گیا

۵۔ یہ تین دنیائیں (تری لوک ترلوک) چار پُراسرار لفظ ایسے ہیں جنہیں ـــ ویاہرتی (VYAHRITI) کہا جاتا ہے۔ پرجاپتی نے انہیں ویدوں سے اسی طرح نکالا تھا جیسے مویشیوں سے دودھ نکالا جاتا ہے۔ وہ چار لفظ یہ ہیں (۱) بھُور (BHUR) (۲) بھُوور (BHUVAR) (۳) سُور (SVAR) اور (۴) مہر (MAHAR) رگ وید سے لفظ بھُو یجروید سے لفظ بھُوور اور سام (سام) وید سے لفظ سُور جوڑ کر نکالا گیا۔ لفظ مہر کسی کسی جیسے میں الفاظ کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے اور مقصد یہ ہے کہ اتھروید کو بھی تین ویدوں کے ساتھ شامل کرنا

۔ ایک اور روایت کی رو سے یہ تین الفاظ یعنی بھُور (بھُر)، بھُوور اور سُور دراصل تین چمکدار شعلے ہیں جنہیں پرجاپتی نے ویدوں کو گرم کر کے ان (الفاظ) کو نکالا۔ پرجاپتی نے اپنی زبان سے لفظ بھُور ادا کیا تو یہ لفظ یعنی بھُور ہی زمین بن گیا ـــ پھر پرجاپتی نے لفظ بھُوور ادا کیا تو یہ آسمان اور زمین کے درمیان خلا بن گیا۔ پرجاپتی نے لفظ سُور زبان سے ادا کیا تو آسمان یعنی سورگ بن گیا۔ پرجاپتی نے لفظ مہر ادا کیا تو یہ چوتھی دنیا یعنی (مہرلوک) بن گیا ـــ اسی لئے تینوں پُراسرار الفاظ یعنی بھُور، بھُوور اور سُور کی نسبت سے یہ تین دنیائیں (لوک) بن گئیں یعنی (۱) بھُور لوک یہ زمین۔ (۲) بھُوور لوک یعنی زمین اور آسمان کے درمیان خلاء۔ (۳) سُور لوک یہ اندر دیوتا کا آسمان جو سورج اور قطبی تارے کے درمیان واقع ہے۔ علاوہ ازیں مہر لوک بھی وجود میں آیا جہاں بھرگو اور دوسرے رشی رہتے ہیں جو رتی برہما یونا کے ساتھ زندہ رہتے ہیں ـــ ویسے عام طور پر ہندو تین لوک (تری لوک۔ ترلوک) یعنی تین دنیائیں زمین، آسمان اور جہنم مانتے ہیں

اور قوت حیات برقرار رکھنے کے لئے میں قربانیاں کرتا ہوں اور میری تقلید میں انسان اور دیوتا قربانیوں کی رسمیں بجا لاتے ہیں۔

اسی مقصد (قربانی) کے لئے برہما اس کی بیوی ساوتری (سرسوتی) انسان اور مقدس رشی پشکر* پہنچے۔ قربانیاں پیش کرنے کے لئے ساری رسمیں اور تیاریاں مکمل کر لی گئیں۔ مگر برہما کی بیوی ساوتری (سرسوتی) کچھ گھریلو مصروفیات کی وجہ سے ابھی تک وہاں نہیں پہنچی۔ ایک پروہت کو اسے بلانے کے لئے بھیجا گیا۔ لیکن ساوتری (سرسوتی) نے اسے جواب دیا۔

"میں نے تو ابھی بال بھی نہیں سنوارے، نہ ہی دوسرے بہت سے کام مکمل کئے ہیں۔ لکشمی، بھاوانی (رضاعی) اور دوسرے دیوتاؤں اور رشیوں کی بیویاں بھی ابھی نہیں آئی ہیں۔ تو میں اجتماع میں اکیلی کیسے آسکتی ہوں۔"

پجاری نے واپس آکر برہما سے کہا۔

"ساوتری (سرسوتی) مصروف ہے وہ نہیں آئے گی مگر بیوی کے بغیر ان رسموں کی ادائیگی سے کیا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔"

دیوتا (برہما) ساوتری (سرسوتی) کے اس رویے سے بھنا گیا اس نے اندر (دیوتا) سے کہا۔

---

* پشکر (PUSHKARA) ایک خطے کا نام۔

"جلدی کرا ور میرا حکم بجا لاتے ہوئے جہاں سے بھی
ہو میرے لئے ایک بیوی لے آ۔"

اندر اسی وقت روانہ ہو گیا۔ وہ تیزی سے جا رہا تھا کہ اسے
ایک نوجوان، خوبصورت، متبسم چہرے والی گوالن نظر آئی۔ وہ مکھن
لے کر جا رہی تھی۔ اس (اندر) نے اسے پکڑ لیا اور اجتماع میں
لے آیا ___ تب برہما نے کہا۔

"اے دیوتاؤ مقدس رشیو، اگر تمہیں اچھا لگے تو میں
اس گایتری سے شادی کر لوں۔ یہ ویدوں کی ماں
اور دنیاؤں کی ماں بنے گی۔"

گایتری کو حجلۂ عروسی میں لے جایا گیا۔ وہاں اسے ریشمی کپڑے اور
سب سے قیمتی زیور پہنائے گئے۔ برہما نے اس سے مباشرت
کی ___ اس وقت ساوتری (سرسوتی)، وشنو دیوتا، رودر (شیو)
دیوتا اور دوسرے دیوتاؤں کی بیویوں کے ساتھ وہاں آگئی جہاں
قربانی کی رسم ادا کی جا رہی تھی۔ اس نے گوالن (گایتری) کو حجلۂ
عروسی میں اور پروہتوں کو مقدس رسوم ادا کرتے دیکھا جلیتی کھا کر
وہ پتا مہا (برہما) سے بولی۔

"اے برہما تو نے مجھے مسترد کرنے کا خیال کر کے گناہ
کیا ہے، میں جو تیری بیاہتا بیوی ہوں، کیا تجھے
شرم نہیں آتی کہ تو نے محبت کے دیوتا کام کے
زیر اثر اس قدر قابل ملامت کام کیا ہے۔ تو دیوتاؤں اور
مقدس رشیوں کا عظیم باپ کہلاتا ہے اس کے باوجود

تم نے سب کے سامنے ایسے کردار کا مظاہرہ کیا ہے
جس کے سبب تینوں دنیاؤں میں یقیناً مذاق اڑایا جائے
گا۔ اب میں کیسے اپنا منہ دکھا سکتی ہوں یا میں خود
کو اب کیسے (بیوی) کہہ سکتی ہوں جب کہ تو نے
مجھے چھوڑ دیا ہے۔"

گرہانے جواب دیا۔

"پروہتوں نے مجھے بتایا تھا کہ قربانی (کی رسم کی ادائیگی
کا وقت گزرتا جا رہا ہے، جب تک میری بیوی موجود
نہیں ہوگی اس (قربانی) کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔
... اندر (دیوتا) گائتری کو لے آیا اور رُدر (شیو دیوتا)
اور رُدر (شیو دیوتا) نے میری اس کے ساتھ شادی کر دی۔
اس ایک کام کے لئے معاف کر دے۔ میں دوبارہ
تجھے کبھی ناراض نہیں کروں گا۔"

یہ باتیں سن کر ساوِتری (سرسوتی) چیخی:۔

"میں نے تپسیا کر کے جو قدرت حاصل کی ہے اس کی
قسم، ہر سال ایک دن کے علاوہ برہما کی پوجا مندر یا کسی
اور متبرک جگہ کبھی نہ ہوگی۔ اور اے اندر چونکہ تو اس
گوالن کو برہما کے پاس لایا تھا، تیرے دشمن تجھے زنجیروں
میں جکڑ لیں گے اور تجھے ایک اجنبی ملک میں قید کر دیں
گے اور تیرے شہر اور مسکن پر تیرے دشمن قبضہ کر
لیں گے۔"

پھر وہ (سرسوتی۔ساوِتری) وِشنو (دیوتا) سے مخاطب ہوئی:۔

"چونکہ تو نے اس (اگاپتری) کا بیاہ برہما سے کیا چنانچہ بھرگو (رشی) کی بددعا کے نتیجے میں تو انسانوں میں پیدا ہوگا اور تو اپنی بیوی کا یہ صدمہ اٹھائے گا کہ اسے تیرا دشمن تجھ سے چھین لے جائے گا اور تو مدت دراز تک مویشیوں کی نگہبانی کرتا پھرے گا۔"

رُدر (شِو دیوتا) سے وہ کہنے لگی:۔

"مقدس رشیوں کی بددعا سے تو قوت مردمی سے محروم ہو جائے گا۔"

اگنی (دیوتا) سے مخاطب ہوئی:۔

"تو ہر پاک اور ناپاک چیز کو نگل جایا کرے گا۔"

پروہتوں اور براہمنوں سے وہ کہنے لگی:۔

"آئندہ تم صرف حسب رواج تحائف حاصل کرنے کی آرزو میں ہی قربانی (کی رسمیں) ادا کیا کروگے اور محض لالچ کے لئے ہی مندروں اور مقدس جگہوں میں حاضری دیا کروگے۔ دوسروں سے خوراک (لے کر) ہی تمہاری تسکین ہوا کرے گی اور اپنے گھروں سے غیر مطمئن رہو گے اور مال و دولت کی خاطر تم غیر ضروری مقدس رسمیں اور (مذہبی) شعائر ادا کیا کروگے۔"

بددعائیں دے کر ساوِتری (سرسوتی) اس اجتماع سے چلی گئی۔ کچھ دور تک لکشمی اور دوسری دیویاں بھی اس کے ساتھ گئیں۔

پھر ان سب (دیویوں) نے واپسی کا ارادہ ظاہر کیا۔ یہ سن کر ساوتری (سرسوتی) کو غصہ آگیا اور اس نے ان سے کہا۔

" اے لکشمی چونکہ تو اب میرا ساتھ چھوڑ رہی ہے اس لئے ؛ اب آئندہ تو کبھی بھی ایک جگہ ٹک نہ رہے گی[1]

اور تو ہمیشہ گناہ گاروں، احمقوں نخلوں، وحشیوں،

متلون مزاج، حقیر اور کمینے لوگوں کے ساتھ رہے گی[2]

اور اے اِندرانی[3] جب اندر تُوشتری (دیوتا)[4] کے

بیٹے کو قتل کرنے کا جرم کرے گا تو اس کے بعد نہوش[5]

---

[1]: لکشمی خوش بختی اور دولت کی دیوی ہے اور دولت آتی جاتی رہتی ہے اسی نسبت سے یہاں یہ کہا گیا ہے کہ خوش بختی اور دولت کی طرح اس کی دیوی لکشمی بھی کبھی ایک جگہ نہ رہے۔

[2]: اس اسطورہ کے خالق کا گویا یہ خیال ہے کہ دولت تو مدرجہ بالا گھٹیا قسم کے لوگوں کو ہی ملتی ہے۔

[3]: اِندرانی۔ اندر دیوتا کی بیوی کا نام۔

[4]: تُوشتری (تُوستری)۔ تُوشتری (TWASHTRI - TVASTRI) ایک ویدی دیوتا ہے۔ رگ وید میں اس دیوتا کو ایک مثالی صناع اور آسمانی صناع کہا گیا ہے۔ وہ اتنہائی مشتاق و ماہر کاریگر تھا۔ وہ شوہر اور بیوی کا جوڑ رحم مادر میں ہی بنا دیا تھا۔ اس نے ساری دنیا تخلیق کی تھی۔ کبھی کبھی وہ اندر دیوتا کا مخالف بھی ہو جاتا تھا۔ اس کے بیٹے کا نام وِشوَرُوپ (VISWA - RUPA) یا تِری سَرس (TRI-SIRUS) تھا۔ اس کے تین سر تھے آنکھیں اور تین منہ تھے۔ اندر دیوتا کو اس سے سخت نفرت تھی اور اندر نے ہی اسے قتل کر دیا تھا۔

[5]: نہوش (NAHUSHA)۔ نہوش راجہ ایُوس (ĀYUS) کا بیٹا راجہ ییاتی (YAYĀTI) ۔ ججات کا باپ تھا۔ اس نے تینوں دنیاؤں کی حکومت حاصل کرتی تھی۔ نہوش کے بارے میں ایک کہانی یہ ہے

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اس (اِندر) کی حکومت چھین لے گا اور (نہوش)
تجھے حاصل کرنے کی آرزو میں کہے گا ـــ کیا میں اندر
نہیں۔ ؟ تو پھر یہ جوان اور خوبصورت اندرانی میرا
انتظار کیوں نہیں کرتی ؟ اگر وہ (اندرانی) مجھے نہیں
ملتی تو میں سب دیوتاؤں کو قتل کر دوں گا'' ـــ پھر تو
اس (نہوش) کی خواہش سے آگاہ ہوکر اپنے گھر میں
رنج اور میری بددعا کی ماری پڑی رہے گی۔''

پھر ساوِتری (سَرسوتی) دیوتاؤں کی بیویوں کو اجتماعی بددعا دی:
'' تم سب بانجھ رہو اور تمھیں بچے (پیدا) ہونے کی خوشی
کبھی نصیب نہ ہو۔''

وِشنو دیوتا نے ساوِتری (سرسوتی) کو منانے کی ناکام کوشش کی۔
ساوِتری (سرسوتی) جب غصّے میں بھری (قربانی کی رسم ادا کرنے
کے لئے جمع ہو جانے والے) اجتماع سے لوٹ گئی تو گایتری نے
ان بددعاؤں کی شدّت کو کم کیا (جو ساوِتری دے گئی تھی)۔

کہ اس نے اِندر دیوتا کی بیوی اِندرانی کو ہتھیانے کی خواہش کی۔ اندر اس وقت ایک براہمن کو قتل کرکے چھپ گیا تھا۔ نہوش رتھ پر سوار ہوا اور ایک ہزار رشی مل کر اس کا رتھ اٹھائے چلے۔ نہوش نے اپنا ایک پاؤں عظیم رشی اگستیہ (AGASTYA) کے بدن سے لگا دیا۔ وہ اس وقت باقی رشیوں کے ساتھ نہوش کا رتھ کھینچے لئے جا رہا تھا۔ نہوش کی اس توہین آمیز حرکت اور گستاخی سے غضب ناک ہوکر اگستیہ رشی نے اسے بددعا دی'' اسے اژدہے نیچے گر جا'' نہوش اپنے شاندار رتھ سے نیچے گر پڑا اور سانپ بن گیا۔ اگستیہ نے پھر نہوش کی التجا سے پسیج کر اس بددعا کی مدت مقرر کر دی۔

س نے ہر طرح کی برکتیں نازل کرنے کا وعدہ کیا اور یہ بھی کہ
برہما دیوتا کے سارے پجاری بالآخر حتمی طور پر برہما دیوتا میں
ضم ہو جائیں گے، وشنو دیوتا کی بیوی (لکشمی) اس سے چھن تو
جائے گی مگر وہ اسے دوبارہ پا لے گا۔ رُدر (شِو دیوتا) کراپنی قوت
مردمی سے محروم تو ہو جائے گا مگر اس کے لِنگ (عضو تناسل) کی
اس (شِو) کے نمائندے یا علامت کے طور پر ساری دنیا میں پوجا
کی جائے گی۔ لوگ براہمنوں کو تحفے بے شک دیں گے مگر وہ ان (برہمنوں)
کو دیوتاؤں جیسا محترم سمجھ کر دیں گے اور دیویوں کے اپنے بچے تو
بے شک پیدا نہیں ہوں گے مگر اس سے انہیں کوئی ملال نہیں
ہوگا۔''

مندرجہ بالا اساطیری کہانی کا ذکر پدم (PADMA) پران میں بھی آیا ہے مگر یہاں اس کہانی کا انجام خوشگوار ہے ـــــ پدم پران کی رو سے جب سرسوتی (ساوتری) غضب ناک ہو کر اس مذہبی اجتماع سے چلی گئی تو برہما دیوتا کی درخواست پر وشنو دیوتا اور اس کی بیوی لکشمی دیوی سرسوتی کے پیچھے پیچھے گئے اور اسے منا کر واپس لے آئے۔ سرسوتی (ساوتری) لوٹ آئی تو برہما نے اس سے پوچھا کہ وہ گایتری کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہتی ہے۔ سرسوتی اب اسقدر شرمندہ تھی کہ کچھ نہ کہہ سکی۔ اب گایتری سرسوتی (ساوتری) کے پاؤں پڑ گئی۔ سرسوتی نے اسے اٹھا کر اپنے بدن سے لپٹا لیا اور بولی:۔

"بیوی کو اپنے شوہر کی مرضی اور احکام ماننا چاہئیں۔ جو بیوی
اپنے خاوند کو طعنے دے (ملامت کرے)، شکوے شکایتیں
کرے جھگڑالو ہو، اور اس (شوہر) کی زندگی ثابت ہونے کی
بجائے اپنی حرکتوں سے اس کی عمر کی طوالت کم کر دے وہ مرنے

کے بعد یقیناً جہنم رسید ہو گی۔ اس بات کو ذہن میں رکھنے والی
نیک بیوی ایسی کوئی بات نہیں کرے گی جس سے اس کا خاوند خفا
ہو جائے۔ چنانچہ ہم دونوں برہما کے ساتھ رہیں گی۔"

گایتری نے کہا:۔
"ایسا ہی ہو۔ میں ہمیشہ تیرے حکم کی پابند رہوں گی اور تیری رگنگت
کو اپنی جان کی طرح قیمتی سمجھوں گی۔ اے دیوی، میں تیری مٹی ہوں
مجھے (اپنی) پناہ میں رکھنا۔"

برہما، سرسوتی (ساوتری) اور گایتری کی مندرجہ بالا کہانی سے ایک بات کا اور پتہ چلتا ہے اور وہ یہ کہ متسیا (مت سیا) پران جب تصنیف ہوا تھا۔ اس وقت بیوی کے بارے میں تصور کچھ اور تھا اور پدم پران کے دور میں یہ تصور کچھ اور تھا۔ متسیا پران ۲۵۰ء یا ۵۰۰ء اور پدم پران ۵۰۰ء کے لگ بھگ تخلیق ہوا۔ متسیا پران کے زمانے سے پدم پران کے زمانے تک آتے آتے مثالی بیوی کے کردار کے بارے میں تصور خاصا بدل گیا تھا۔ ایک صورت البتہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ پدم پران میں شامل اس کہانی کا خالق اپنے زمانے کی بیویوں کے بارے میں زیادہ اعلیٰ درجہ تصور پیش کرنا چاہتا تھا۔

ایک اور روایت کے مطابق صرف گایتری ہی برہما کی بیوی ہے۔ سرسوتی گنیش دیوتا کی بیوی تھی۔ ہندو روایات میں سرسوتی وشنو دیوتا، منو اور دھرم نامی رشی کی بیوی ہے اور ایک روایت کے مطابق تو سرسوتی اور لکشمی دیوتا کی بیٹیاں ہیں۔

سرسوتی پوجا

گو ہندوؤں کے ہاں اسے کافی اہمیت حاصل ہے مگر آج یہ کچھ اتنی مقبول بھی نہیں ہے خصوصاً لکشمی اور پاربتی کے مقابلے میں تو اس کا مقام و مرتبہ برائے نام ہی ہے۔ تاہم "سرسوتی پوجا" کے نام سے بھارت میں ہر سال اس کا تہوار مناتے ہیں اور پوجا کرنے والے ہندو عقیدے

وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک دلپذیر نوجوان خاتون (سرسوتی) سفید راج ہنس پر سوار ہے جس کے ہاتھ
میں ساز ہے اور وہ علوم و فنون کی نگرانی کر رہی ہے۔

سال میں ایک دن ایسا آتا ہے جب سرسوتی کے ماننے والے عام، طالب علم اور موسیقار ی پرستش کرتے ہیں اور پورے ایک دن کے لئے کتابیں اور آلات موسیقی سرسوتی کی تصویر یا ی مورتی کے سامنے رکھ دیئے جاتے ہیں اور گھروں میں تمام مقدس کتابوں کے اوپر اس دیوی یک مورتی رکھ دی جاتی ہے اس روز نہ تو کوئی کچھ پڑھتا ہے اور نہ کہیں گانا ہوتا ہے یعنی دن سرسوتی پوجا کا دن کہلاتا ہے۔ چونکہ سرسوتی دیوی اہل علم اور شاعروں کی مربی یا سرپرست ہ اس لئے لائبریریوں میں بھی اس کی پرستش ہوتی ہے اور پھول پھل، صندل کی لکڑی اور خوشبودار ے چڑھائے جاتے ہیں ـــــ بھارت میں سرسوتی دیوی کا تہوار اس وقت منایا جاتا ہے ب مولا (MULA) نامی سیارہ چاند کے زیر اثر ہوتا ہے۔ اس تہوار کے موقعہ پر جنوب مغربی ھارت خصوصاً بھارتی بنگال میں سرسوتی کی پوجا کی جاتی ہے بنگال میں ان دنوں درگا دیوی کی ستش بھی ہوتی ہے ـــــ پہلے دن منتر پڑھ کر اس کی پرستش ہوتی ہے اس کے بعد وسرے اور تیسرے دن بھی پوجا کا سلسلہ برقرار رہتا ہے پھر جب اس کے حضور خصوصی تحفے ی شکل میں نقد رقم پیش کی جاتی ہے تو ساتھ ہی اس کی پرستش بھی ختم کر دی جاتی ہے اس دوران سرسوتی کے لئے جتنے بھی نذرانے پیش کئے جاتے ہیں وہ سب پوجا کرانے والے پروہت کو دے دیئے جاتے ہیں۔

ایک تحریر کے مطابق کشمیر میں سرسوتی پوجا اب بھی ہوتی ہے۔ راج ترنگنی (RAJA-TARANGINI-) کے مصنف کلہن پنڈت (KALHANA - PANDIT تقریباً ۱۱۴۸ء) کے مطابق سرسوتی دیوی شاردا (SARADA) بھی کہلاتی تھی اور کشمیر میں اس کی پوجا ہوتی تھی۔ وہاں اس کا ایک مندر تھا۔ علمائے قدیم زمانوں میں کشمیر سرسوتی دیوی کی محبوب سرزمین سمجھی جاتی رہی ہے کشمیر کو شاردا پیٹھ (SARDAPITHA) اور شاردا منڈلی (SARADAMANDALI)

بھی کہا جاتا تھا اور بعض تحریروں کے مطابق یہ اصطلاح اب بھی کشمیر کے لئے استعمال کی جاتی ہے ——— البیرونی نے کشمیر میں شاردا (سرسوتی) دیوی کے ایک مندر کا ذکر کیا ہے جو گلگت اور لداخ کے درمیان سندھ کے بالائی علاقے میں تھا۔

○ ○

لکشمی

(LAKSHMI)

ہندو اساطیر میں تین دیوتاؤں یعنی برہما، وشنو اور شِو پر مشتمل اہم ترین تثلیث تری مورتی کی طرح تین ہی دیویاں یعنی سرسوتی، لکشمی اور پاربتی (دیوی۔ مہادیوی) پر مبنی تثلیث بھی اہم ہے سرسوتی برہما کی، لکشمی وشنو کی اور پاربتی شِو دیوتا کی بیوی ہے۔

رگ وید میں لکشمی کا ذکر دیوی کی حیثیت سے تو نہیں ملتا البتہ یہ لفظ یعنی لکشمی خوش بختی کے معنوں میں ضرور آیا ہے —— اتھرو وید (ATHARVA VEDA) میں خوش بختی کا تصور خوش قسمت اور بد قسمت عورتوں سے وابستہ کر کے اس تصور کو صاحب نصیب اور بد نصیب دونوں قسم کی عورتوں کی صورت میں مجسم کر دیا گیا۔

ہندوؤں کی مذہبی کتابوں براہمناؤں میں لکشمی کو دیوی قرار دیا گیا۔ اس طرح لکشمی دراصل براہمنی (برہمنی) مذہب کی دیوی ہے اور پہلی مرتبہ براہمناؤں میں ہی اس کا ذکر دیوی کی حیثیت سے ملتا ہے۔

پیدائش | لکشمی کی پیدائش کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اوّلین والد

دیوی سے سرسوتی اور پاربتی کے ساتھ پیدا ہوئی۔ ایک یہ کہ اس نے اوّلین مادرِ عظیم مایا کے ایک روپ سے جنم لیا — ست پتھ براہمنا (SATAPATHA BRĀHMANA) کی رو سے اس نے پرجاپتی کے ہاں آنکھ کھولی۔ وشنو پران کے مطابق لکشمی بھرگو (BHRIGU) نامی ویدی دور کے مہارشی کی بیوی کھیاتی (KHYĀTI) کے بطن سے تھی، بھرگو رشی پرجاپتی بھی تھا — وشنو پران ہی کی ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ پرجاپتی دکش (DAKSHA) اور اس کی بیوی پرسوتی (PRASUT) کی بیٹی تھی — اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ لکشمی اندرالیہ (INDIRĀLYA) نامی کنول کے ایک پھول سے نمودار ہوئی تھی — رامائن کے مطابق وہ از خود ایک کھیت سے پیدا ہوئی تھی۔ اور مارکنڈیا (MĀRKANDEYA) پران میں یہ روایت بھی آئی ہے کہ لکشمی کو مہالکشمی (MAHALAKSHMI) نے پیدا کیا تھا۔

لکشمی کی پیدائش کے بارے میں سطور بالا میں جو مختصر مختصر اشارے کیے گئے ہیں ان کی کچھ الگ الگ تفصیل یوں ہے کہ ابتدا میں ایک ہی دیوی تھی۔ جب یہ دیوی پیدا ہوئی تو برہما دیوتا، وشنو دیوتا اور شو دیوتا تینوں نے اسے دیکھا۔ اس دیوی کے تین رنگ تھے یعنی سفید، سرخ اور سیاہ۔ وراہ پران کے بیان کے مطابق اس دیوی نے اپنے تینوں رنگوں کے مطابق خود کو تین حصوں یعنی تین دیوں میں تقسیم کر لیا۔ سفید رنگ کی دیوی سرسوتی تھی، سرخ لکشمی اور سیاہ رنگ کی دیوی پاربتی تھی۔ یہ تینوں دیویاں ماضی، حال اور مستقبل کی نمائندگی کرتی ہیں اور اسی لحاظ سے انہیں رنگ بھی تفویض کیے گئے۔

مارکنڈیا پران میں ایک روایت یہ آئی ہے کہ اوّلین مادرِ عظیم مایا، خالق کا نسائی رخ تھی مایا کی ایک شکل سے برہما اور لکشمی۔ دوسرے سے مہیش (شو دیوتا) اور سرسوتی اور تیسری شکل سے وشنو اور کالی (پاربتی) پیدا ہوئے۔ برہما اور اس کی بیوی سرسوتی نے کائناتی بیضہ بنایا۔ شو اور اس کی بیوی پاربتی نے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا اور وشنو دیوتا اور اس کی بیوی لکشمی نے اس کی حفاظت کی۔

مارکنڈیا پران میں لکشمی کی پیدائش کے بارے میں ایک اسطورہ یوں آئی ہے کہ تمام چیزوں کا سرچشمہ مہالکشمی (MAHĀLAKSHMI) ہے جو تمام موجودات میں سرائیت کیے ہوئے ہے سب میں رہتی ہے۔ مہالکشمی نے اپنی ذات سے تاریکی کی خصوصیت الگ کی اور اس سے ایک وجود تخلیق کیا۔ یہ وجود رات جیسا سیاہ تھا، اس کے ڈراؤنے دانت اور بڑی بڑی آنکھیں تھیں۔ وہ ایک تلوار، ایک پیالہ، ایک سر اور ایک ڈھال لیے ہوئے تھی۔ اس نے کھوپڑیوں کا ایک ہار پہنا ہوا تھا۔ یہ سیاہ فام پیکر خوفناک کالی دیوی تھی ——— اس کے بعد مہالکشمی نے اپنے بدن کی مقدس خصوصیت کو پیکر میں ڈھال کر سرسوتی پیدا کی جب مہالکشمی ان دونوں کو تخلیق کر چکی تو اس نے مہاکالی اور سرسوتی سے کہا۔

"چلو ہم اپنے بدن سے جڑواں دیوی دیوتا تخلیق کریں۔"

چنانچہ مہالکشمی نے ایک مرد اور ایک عورت کو تخلیق کیا اور ان کے نام برہما اور لکشمی رکھے۔ اسی طرح مہاکالی نے شِو اور سرسوتی کو تخلیق کیا اور سرسوتی نے گوری (GAURI) یعنی پاربتی اور وشنو کی تخلیق کی۔ پھر مہالکشمی نے سرسوتی کا برہما سے، پاربتی کا شِو سے اور لکشمی کا وشنو سے بیاہ کر دیا۔

وشنو پران میں بیان کیا گیا ہے کہ لکشمی ویدی دور کے مہارشی بھرگو (BRIGU) کی بیٹی ہے اور لکشمی کی ماں کا نام کھیاتی (KHYĀTI) ہے۔ لکشمی کا باپ اور کھیاتی کا شوہر بھرگو پرجاپتی بھی تھا اور کھیاتی برہما دیوتا کے بیٹے پرجاپتی دکش (DAKSNA) کی بیٹی تھی۔

ایک اور روایت یہ ہے کہ لکشمی اندرالیہ (INDIRĀLAYA) نامی ایک نیلے کنول میں رہتی تھی جب تخلیقِ کائنات کا آغاز ہوا تو وہ ہاتھ میں کنول کا پھول تھامے یا پھر کنول کے پھول کی باہر کو نکلی ہوئی ایک پتی (پنکھڑی) پر کھڑی کنول کے مذکورہ نیلے پھول اندرالیہ سے نمودار ہوئی، لکشمی کا ایک نام اندرا بھی ہے، یہ نام یا تو اسی نسبت سے پڑا کہ وہ اندرالیہ نامی کنول کے پھول سے ظہور پذیر ہوئی تھی یا پھر اس کے نام 'اندرا' کی وجہ سے یہ کنول 'اندرالیہ' کہلاتا ہے

رامائن کی ایک روایت کے مطابق دنیاؤں کی ملکہ لکشمی اپنی ہی مرضی سے از خود ایک ایسے کھیت میں پیدا ہوئی جس میں ہل چلایا گیا تھا۔ جنک (JANAKA) نے اس کا نام ستیا رکھا راجہ جنک ستیا کے باپ کا نام بھی تھا۔

جب دُرواس (DURVĀRUS) نامی رشی نے، اندر دیوتا کی توہین آمیز حرکت سے خفا ہو کر اسے بددعا دی تو دیوتا اشوروں (عفریتوں) کے خوف سے آسمانی مملکت چھوڑ گئے لکشمی نے بھی اس صورتِ حال سے گھبرا کر دودھ کے سمندر میں پناہ لی اور جب دیوتاؤں نے عفریتوں کے ساتھ مل کر امرت نکالنے کے لئے دودھ کا سمندر بلویا تو لکشمی بھی اس میں سے باہر نکل آئی۔

سمندر سے لکشمی کے برآمد ہونے کے بارے میں اساطیری کہانی رامائن سمیت ہندوؤں کی مختلف مذہبی کتابوں میں اس طرح آئی ہے کہ دُرواس رشی کے تحفے میں دیئے ہوئے ہار کی اندر دیوتا نے تحقیر کی تو رشی نے خفا ہو کر اندر دیوتا کی سلطنت برباد ہو جانے کی بددعا دی۔ دیوتاؤں کو جب اس بددعا کی وجہ سے اشوروں کے ہاتھوں مار پڑی تو وہ آسمانی سلطنت سے راہِ فرار اختیار کر گئے۔ اس صورت حال کے نتیجے میں دیوتاؤں و شنو دیوتا کے مشورے سے عفریتوں وغیرہ کے ساتھ مل کر کِسر ساگر (KASIRA SAGARA) یعنی دودھ کے سمندر کو بلونا شروع کر دیا۔ وہ اس سمندر سے امرت نکال کر خود پینا چاہتے تھے۔ جب سُمدر متھن (SĀMUDRAMATHAN) یا ساگر مُتھن (SĀGARAMANTHANA) یعنی سمندر کو بلوتے بلوتے کئی برس گزر گئے تو لکشمی عین شباب میں، اپنے کنول پر بیٹھی، دودھ کے سمندر کی بالائی کی لہروں پر بہتی، کنول کا پھول ہاتھ میں تھامے، انتہائی رعنائیوں اور جمال آفرینیوں کا مرقع بنی

حا ۔ بالائی کی لہریں: چونکہ دودھ کا سمندر بلویا جا رہا تھا اور اس کی سطح پر بالائی آگئی تھی اسی مناسبت سے لہروں کو بالائی کی لہریں کہا گیا ہے۔

نمودار ہوئی۔

دودھ کے سمندر سے لکشمی کے نمودار ہونے کے بارے میں بیان ہوا ہے۔

محبت بھرے آنکھوں والی حسین دوشیزہ (لکشمی) -
اپنے کنول پر بیٹھی ہوئی نمودار ہوئی ۔
اس کی آنکھیں سیال راستے پر بار بار پڑ رہی تھیں۔
وہ مجسم حسن و وقار، موتی جیسی آب و تاب اور سنہری
چمک سے دمک رہی تھی۔
اس کی سنہری روشنی سے سیاہ سمندر منور ہو رہا تھا،
اس کی سخت چھاتیوں کا ابھار مسحور کن تھا،
گول بازوؤں پر ہیرے جگمگا رہے تھے،
ہموار پیشانی پر مکٹ تھا،
اس کے تاج کے نیچے کھلے بال نیچے کو لہرا رہے تھے،
بے بہا موتی گردن کی زینت تھے،
وہ اُجلے ہوئے سونے کی مانند جگمگا رہی تھی،
کنول کے نیلے پھول کی سہانی خوشبو سونگھتی،
بالائی کی شیریں لہروں پر پدمالا (لکشمی) شان سے آئی،
زمین پر آئی اور کنول سے نکل کر،
اشتیاق کے عالم میں وشنو سے ہم آغوش ہو گئی۔"

لکشمی کو سمندر سے ابھرتے دیکھ کر رشی بہت مسرور اور سرمست ہو گئے، دیوتا اس کی آب و تاب سے مسحور ہو گئے۔ آسمانی مغنیوں یعنی گندھرووں نے اس کی تعریف میں گیت گائے ـــــ اپسرائیں (آسمانی پریاں) انتہائی انبساط اور سرخوشی کے عالم میں بےخود ہو

کر اس کے سامنے رقص کناں ہوگئیں۔ گنگا اور دوسری مقدس ندیاں لکشمی کے پیچھے پیچھے چلیں۔ آسمانی ہاتھیوں نے اپنے طلائی گھڑوں (KUMBHA) میں سمندر سے پاک پانی بھرا اور لکشمی کے اعزاز میں اس کے بدن پر برسادیا۔ دودھ کے سمندر نے ہمیشہ تر و تازہ رہنے والے آسمانی پھولوں کا ہار اسے پیش کیا اور دیوتاؤں کے عظیم کاریگر و فن کار توشتر (TVASTRA) نے خوبصورت سے بہا زیور اسے پہنائے۔ وہ اپنے خوبصورت ہاتھ میں کنول تھامے زمین پر آئی۔ شو دیوتا اسے اپنے لیے طلب کیا مگر وہ لکشمی کے بھائی چاند کو پہلے ہی لے چکا تھا، چاند بھی دودھ کے سمندر سے نکلا تھا۔ چاند کی اس بہن (لکشمی) کو وشنو دیوتا نے لے لیا۔ اور نہائی دھوئی، پوشاک میں ملبوس، سنوری سنوری لکشمی کنول سے نکل کر دیوتاؤں کی موجودگی ہی میں مارے اشتیاق کے وشنو کے سینے سے جا لگی۔ اس (لکشمی) نے دیوتاؤں کو دیکھا جو اسے دیکھ کر سرخوشی کے عالم میں تھے۔ لکشمی مگر وہ شیاطین اور عفریتوں کی موجودگی سے بیزار ہوگئی اور ان کی طرف سے منہ موڑ لیا۔ اس نے جو یوں کراہت کا اظہار کیا تو وہ اس کے رویے سے بہت دل برداشتہ اور افسردہ ہوگئے۔

دودھ کے سمندر سے نمودار ہونے کی مناسبت سے لکشمی کسیراب دہی تنیا (KASIRĀB - DHITANAYA -) یا کسیراب دِتنیا (KASIRĀB DITANĀYA) یعنی "دودھ کے سمندر کی بیٹی" کہلائی اور سمندر سے نمودار ہونے کی مناسبت سے ہی لکشمی کو کسیرساگر کنیا (KASIRASĀGARA - KANYA) یعنی "دودھ کے سمندر کی دوشیزہ" بھی کہا گیا۔

شادی

لکشمی وشنو دیوتا کی بیوی ہے۔ اس کی شادی کے سلسلے میں ایک روائیت یہ آئی ہے کہ لکشمی کا باپ بھرگو رشی اور اس کی ماں کھیاتی (KHYĀTI) تھی۔ بڑی ہو کر وہ (لکشمی) انتہائی دلکش، شائستہ، مہذب اور ہنرمند دوشیزہ بنی۔ اس نے نارائن یعنی وشنو دیوتا کی بہت ہی تعریفیں سن رکھی تھیں چنانچہ وہ وشنو سے بیاہ کرنا چاہتی تھی۔ وشنو کو پانے کی خاطر اس نے بہت ہی طویل مدت تک شدید تپسیا کی۔ جب اس نے تپسیائیں ختم کرلیں تو اندر دیوتا اس کے

پاس آیا۔ لکشمی نے اس سے التجا کی کہ وہ خود کو وشنو کی صورت میں ظاہر کردے مگر اندر دیوتا کے بس میں یہ نہیں تھا چنانچہ جلد ہی وشنو لکشمی کے سامنے خود ظاہر ہو گیا۔ لکشمی نے اس سے شادی کر لی۔ اس وقت سے وشنو کا نام سری پتی (SARIPATI) یعنی سری (لکشمی) کا شوہر پڑ گیا اور خود وہ مولسری (MULASARI) کہلانے لگی۔

ایک روایت یعنی ساگر منتھن (سمندر منتھن) کی اسطورہ کے مطابق لکشمی جب دودھ کے سمندر کو بلونے کے دوران کنول کے پھول پر بیٹھی برآمد ہوئی، اور اپنے خوبصورت ہاتھ میں کنول تھامے زمین پر آئی تو شِو دیوتا نے اسے اپنے لیے طلب کیا مگر شِو لکشمی کے بھائی چاند کو پہلے ہی لے چکا تھا وہ (چاند) بھی دودھ کے سمندر سے نکلا تھا۔ چاند کی اس بہن (لکشمی) کو وشنو نے لیا اور کنول سے نکل کر نہائی دھوئی، سنوری سورانی لکشمی بھی دیوتاؤں کی موجودگی میں مارے اشتیاق وشنو کے سینے سے جا لگی۔

تاہم لکشمی کو بعض دوسرے دیوتاؤں کی بھی بیوی قرار دیا گیا ہے۔ موجودہ دور کے بعض مصنفین کے مطابق ویدوں میں خوش اقبالی کی دیوی یعنی لکشمی کو آریائی دیوتا وَرُون (وَرُن) یا سورج دیوتا (سُوریہ) کی بیوی بتایا گیا ہے —— ست پتھ براہمن کے مطابق لکشمی اور سری آدتیہ ADITYA یعنی سورج کی بیویاں تھیں —— تَپسیا اور پدم پُران میں آیا ہے کہ لکشمی دھرم (DHARMA) رشی کی بیوی تھی۔ دَھرم کو بعض اوقات پرجاپتی، بھی سمجھا جاتا ہے۔ ویسے دھرم کی کئی بیویاں تھیں ان میں دس یا تیرہ تو دکش (DAKSHA) کی بیٹیاں تھیں —— وشنو پُران میں لکشمی کو کہیں تو اندر دیوتا اور کہیں وِشنو کی بیوی کہا گیا ہے۔

بعد کے زمانوں میں جب لکشمی کو وشنو دیوتا کی بیوی قرار دے لیا گیا تھا تو اسے محبت دیوتا —— کام دیو —— کی ماں بھی قرار دیا گیا۔ اس سلسلے میں روایت یہ ہے کہ جب وشنو نے کرشن اوتار کی صورت میں زمین پر ظہور کیا تو لکشمی بھی اس کی بیوی رکمنی (RUKMANI) اور اس کی محبوبہ رادھا کی صورت میں اوتار بن کر زمین پر آئی۔ کرشن کی بیوی رُکمنی کی حیثیت سے وہ (لکشمی) پردیومن

(PRADYUMNA) کی ماں ہیں۔ دراصل کام دیو ہی پردیومن کی صورت میں پیدا ہوا تھا۔

نام لکشمی دیوی کے بہت سارے نام ہیں۔ زیادہ مشہور یہ ہیں:

لوک ماتا	LOKA-MATA	دنیا کی ماں
دھرانی	DHARĀNI	زمین۔ دھرتی
کسیرابدھی تنیا	KASIRĀBDHITANAYĀ	دودھ کے سمندر کی بیٹی
کسیر ساگر کنیا	KASIRSAGARAKANYĀ	دودھ کے سمندر کی دوشیزہ
جل دہی جا (جل دھجا)	JALADHIJA	سمندر (پانی) سے پیدا ہونے والی
سورگ لکشمی	SVARGA-LAKSAMI	جنت کی لکشمی
چنچل۔ چنچلا	CHANCHALA	متلون مزاج
ہری پریہ	HARI PRIYĀ	ہری (وشنو) کی محبوبہ
پدم	PADMM	کنول
پدمالیہ	PADMĀLAYA	کنول (کے پھول) پر رہنے والی
		کنول نشین
پدمم	PADMAM	کنول کی طرح خوبصورت
کمل، کملا	KAMALA	کنول
پدما	PADMĀ	
پدمنی	PADMINI	
سری پدما	SRI-PADMĀ	
اندرا	INDIRA	
سری	SRI	

لچھمی	LACHMI	
ہیرا	HIRA	
کپلا	KAPALA	
امبیکا	AMBIKA	ماں
وانجیا	VANIJYA	
مولسری	MULASRI	
بہوگامنی	BAHUGĀMINI	
وجے لکشمی	VIJAYALAKSHMI	
گرھ	GRHA	
ساروَبھوگیہ	SARVABHOGYA	
نِک سِویا	NICASEVYĀ	
پستاپوری	PISTAPURI	

صفات

خصوصیات لکشمی جگت ماتا یعنی دنیا کی ماں ہے، وہ ایسی دیوی ہے جس سے ذرا بھی خوف نہیں آتا بلکہ وہ ایسی ہے کہ اس سے محبت کی جاتی ہے۔ وہ ابدی اور لافانی ہے۔ جس طرح وشنو ہر چیز میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ سب کا محافظ ہے اسی طرح لکشمی ہر جگہ موجود ہے، سب کچھ دیکھتی ہے —— وِشنو پُران میں لکشمی کے بارے میں آیا ہے کہ:-

"شری[1] (لکشمی)، وِشنو کی دلہن، مادرِ کائنات، ابدی اور لافانی ہے"

۱، ۲:- شری، ہری:- لکشمی کا ایک نام شری ہے اور وشنو کا ایک نام ہری ہے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جس طرح وشنو ہر جگہ سرایت کئے ہوتے ہے اسی طرح لکشمی ہر جا موجود ہے ——— وشنو معانی و مفہوم ہے تو یہ (لکشمی) گفتار دگویائی۔ ہری[۲] (وشنو) نظام سیاست (؟ ٹکٹ ؟) ہے تو یہ (لکشمی) مصلحت اندیشی۔ وشنو ادراک و فہم ہے تو یہ فراست و دانش۔ وشنو راستہ باز ہے یہ زہد و عبادت۔ وہ خالق ہے اور یہ تخلیق سری (لکشمی) دھرتی ہے ہری (وشنو) اس (دھرتی) کا پشت پناہ وشنو اطمینان ہے لکشمی قناعت (تسلیم و رضا)۔ وہ طلب ہے یہ آرزو۔ لکشمی فلک ہے ہری لامحدود فضا۔ سری کا شوہر وشنو چاند ہے اور یہ اس کی ماند نہ پڑنے والی چاندنی۔ لکشمی دنیا کا اصول متحرک ہے اور وشنو ہر جگہ چلنے والی ہوا۔ گزر رکھنے والا قوت مزاحمت ہے اور لکشمی قوت مقابلہ۔ لکشمی نور ہے اور مالک کل وشنو چراغ۔ یہ حکمت ماتا (لکشمی) چڑھنے والی انگور کی بیل ہے اور ہری (وشنو) وہ درخت جس سے یہ بیل لپٹ جاتی ہے۔ لکشمی رات ہے، عصا اور سدرشن چکر سے لیس وشنو دن۔ وہ برکتیں نازل کرنے والا دولہا ہے اور یہ کنول سنگھاسن پر بیٹھے والی دلہن۔ کمل (کنول) مین دیوتا (وشنو) علم ہے اور کنول نشین لکشمی پھر برا۔ لکشمی رغبت ہے اور مالک جہاں نارائن (وشنو) خواہش۔ راستی آشنا گووندا (GOVINDA) - وشنو عشق ہے اور اس کی نیک خصال بیوی (لکشمی) انبساط (مسرت)۔

معلقہ عبارت میں بھی اکثر ان دونوں کو سری ہی لکھا گیا ہے۔

لیکن اس طرح ان کا طول انی ذکر کیوں کیا جائے۔ دیوتاؤں، انسانوں

اور جانوروں کی زبان میں صرف ایک لفظ میں یہ کہنا کافی ہے

کہ ہری (وشنو) وہ سب کچھ ہے جو نر کہلاتا ہے اور لکشمی وہ سب

کچھ ہے جسے مادہ (مؤنث) کہا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ دنیا

میں اور کچھ نہیں ہے۔''

لکشمی محبت، حسن، بلند اقبالی و خوش بختی، کامیابی، مسرت، خوشحالی و تمول اور مادی آسائشوں کی دیوی ہے۔ کوئی دولت مند ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ لکشمی اس کے ساتھ رہنے کے لئے آگئی ہے اور کوئی غریب ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ لکشمی اسے چھوڑ گئی ہے ——— مہابھارت اور دوسرے ہندو لٹریچر میں اسے حسن، دلربائی اور موہنی کشش کا مظہر قرار دیا گیا ہے ——— وہ مہربان، مشفق اور فیض رساں ہے۔ ستیا اور دھرا کی حیثیت سے اس کا تعلق زرخیزی، خوشحالی اور فراوانی سے بتایا گیا ہے۔

وشنو پران میں لکشمی کی برکتوں کے بارے میں کہا گیا ہے۔

" تیری پُر شفقت نظرِ کرم سے مردوں کو بیویاں، بچے، گھر، دوست

احباب اور فصلیں ملتی ہیں۔ جن پر تو مسکرا دے صحت، قوت

قدرت، فتح اور مسرت بھاگ کر ان کے قدم چومتی ہے۔ جس

طرح ہری (وشنو دیوتا) دیوتاؤں کا باپ ہے اسی طرح تو سب

مخلوق کی ماں ہے ——— یہ دنیا چاہے ذی جان ہو یا غیر ذی جان

تو اور تیرا شوہر اس میں سمایا ہوا ہے۔''

لکشمی بہت وفادار اور ثابت قدم ہے مگر دولت کی دیوی ہونے کی نسبت سے اسے متلون مزاج اور تغیر پسند بھی کہا گیا ہے۔ لکشمی کی ذات کے بارے میں یہ نظریہ شاید اس لئے پیدا ہوا کہ دولت اور خوش بختی ہمیشہ بدلتی رہتی ہے ——— ہندو اکثر اپنے گھروں کے دروازوں

اور ہتھیاروں وغیرہ پر لکشمی کی تصویریں بنا لیتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ اس طرح شیطانی اثرات دور ہو جائیں گے اور خوش بختی ان کے گھر میں بسیرا کرے گی۔

مارکنڈ ماپُران کی رو سے انسانی بدن کے سات مبارک یا سعید حصے ایسے ہیں کہ جہاں لکشمی اگر مقام کرے تو وہاں سے لوگوں کو عنایتیں مرحمت ہوتی ہیں مثلاً جب وہ کسی کے پاؤں پر کھڑی ہو جائے تو اسے مکان عطا کرتی ہے۔ کسی کی ران پر کھڑی ہو جائے تو اسے دولت بخشتی ہے۔ اندام کے اندر چلی جائے تو اسے بیوی عنایت کرتی ہے۔ سینے کے اندر ہو تو اسے اولاد سے نوازتی ہے۔ دل میں ہو تو خواہشوں کی تکمیل کرتی ہے۔ گردن کے گرد ہو تو اسے پیاروں سے ملا دیتی ہے اور کسی کے چہرے اندر سما جائے تو حُسن سے سرفراز کرتی ہے۔

لیکن اگر لکشمی کسی انسان کے سر پر یا اس کے اوپر ہو تو یہ بدبختی کی علامت سمجھی جاتی ہے اس سلسلے میں ایک روایت یہ ہے کہ دیوتاؤں، (عفریتوں) نے ایک مرتبہ دیوتاؤں کو شکست دی اور دتّاتریہ[۲۰] (DATTĀTREYA) براہمن رشی کی کٹیا سے لکشمی اغوا کر کے لے گئے عفریتوں نے لکشمی کو ایک فوری طور پر چھپائی جانے والی ڈولی میں ڈال کر اسے اپنے سروں کے اوپر اٹھا رکھا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بدبختی کا شکار ہو گئے۔ ان کی قوت سلب ہو گئی اور جب دیوتاؤں نے دوبارہ ان پر حملہ کیا تو وہ مکمل طور پر تباہ ہو گئے۔

بعد کے زمانوں میں لکشمی دیوی کے نامبارک اثرات کو الکشمی (ALAKSHMI) کی صورت میں مجسّم کر دیا گیا۔ الکشمی حسین و مشفق لکشمی کی بہن تھی۔

لکشمی نہایت کی اعلیٰ خوبیوں سے مالامال ہے۔ اسے اپنے شوہر وشنو سے سچی محبت

۲۰۔ دتّاتریہ: دتّاتریہ ایک رشی تھا اور متعدد ویدی نظموں کے خالق ایک اور مشہور رشی اتری (ATRI) اور اس کی بیوی انسوئیا (ANASUYA) کا بیٹا تھا۔ دتّاتریہ کے بدن میں برہما، وشنو اور شیو دیوتا مخصوصاً وشنو کا جوہر سمایا ہوا تھا۔ اس کے تین بیٹے سوما، دتّا اور درواس (DUR-VĀSAS) تھے۔

ہے اور پوری طرح شوہر کی وفادار ہے۔ ہر وقت اس کے ساتھ رہتی ہے۔ شوہر کے ساتھ تخت پر اس کے دائیں ہاتھ بیٹھتی ہے۔ شوہر کی رفاقت وہ شروع سے ہی ہر حال میں نبھاتی چلی آرہی ہے — وشنو جب بھی اوتار بن کر زمین پر آتا لکشمی بھی ہر مرتبہ نسائی اوتار بن کر دھرتی پر آتی رہی اور کسی نہ کسی خاتون کے روپ میں وشنو کے اوتاروں کی بیوی بنتی رہی اور وہ مختلف نسائی اوتاروں کی صورت میں شوہر کے ساتھ دنیاوی تکلیفیں بھی جھیلتی رہی۔ اس طرح وشنو اور لکشمی کی لازوال محبت انسانی پیکر اختیار کرنے پر بھی بدستور برقرار رہی۔

جب وشنو ومن (VAMANA - بونے) اوتار کی شکل میں ظاہر ہوا تو لکشمی کنول کے ایک پھول سے پیدا ہوئی۔ اس نسائی اوتار کی حیثیت سے لکشمی کا نام پدما (PADMA) یا پھر کملا (KAMLĀ) تھا۔ جب وشنو بھرگو یا پرسورام (PARASU - RAM) کی نسل سے راما (RAMA) کی حیثیت سے پیدا ہوا تو وہ دھرانی (DHARANI - دھرنی - DHARINI) نامی خاتون کی شکل میں آئی۔ جب وشنو رام چندر کی شکل میں اوتار بن کر آیا تو لکشمی ستیا بن کر آئی۔ ستیا رام چندر جی کی بیوی تھی اور وشنو جب کرشن اوتار کی حیثیت سے آیا تو لکشمی کرشن کی بیوی رُک منی (رکمنی - RUKMINI) اور کرشن کی محبوبہ رادھا بن کر اس کے ساتھ رہی۔ اس طرح اس نے نسائی یا زنانہ اوتاروں کی صورت میں بیک وقت دو جنم لئے یعنی رُکمنی اور رادھا۔ رکمنی کرشن کی بیوی تھی اور رادھا محبوبہ اس طرح لکشمی کرشن کی زندگی کے دونوں پہلوؤں میں دخیل ہوئی یعنی کرشن بطور شوہر اور بطور عاشق لکشمی نے آسمانی دیوی پستاپوری (PISTĀPURI) کی حیثیت سے بھی ظہور کیا تھا اور اپنے اس روپ میں بھی وہ وشنو کی بیوی تھی۔ بہرحال وشنو جب بھی اوتار بن کے آیا لکشمی زنانہ اوتار بن کے اس کے ساتھ برابر نزول کرتی رہی۔

ویسے ہندو عام طور پر ستیا کو ہی لکشمی کا اوتار خیال کرتے ہیں یعنی لکشمی نسائی یا زنانہ اوتار کی حیثیت سے ستیا کی شکل میں آئی تھی۔ غالباً وشنو پرستوں کے اسی عقیدے کے جواب میں شیو پرستوں نے یہ کہا کہ لکشمی ان کی درگا دیوی کی شکل میں اوتار بن کر آئی۔ درگا دیوی کے روپ میں

لکشمی کا اوتار بن جانے کے سلسلے میں یہ اساطیری روائیت آئی ہے۔

"جب سیتا کے شوہر رام چندر نے لنکا کو فتح کر لیا تو ایک دن اس (رام چندر) نے اپنی بیوی سیتا[1] سے دس سروں والے راون سے اپنی خوفناک لڑائی کا ذکر کیا اور اپنی شہ زوری کے بارے میں ذرا بڑھ بڑھ کر باتیں کیں۔ اس کی باتیں سن کر سیتا مسکرائی اور اسے بتایا کہ ایک اور راون موجود ہے جس کے ایک ہزار سر ہیں۔ یہ کہہ کر سیتا نے اپنے شوہر رام چندر سے پوچھا کہ کیا وہ اس ایک ہزار سر والے راون سے دو دو ہاتھ کرنا پسند کرے گا؟ رام چندر نے اس ایک ہزار سر والے راون کی مملکت کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور بندروں اور انسانوں کا ایک لشکر جرار لے کر اس راون سے لڑنے اس کے دارالحکومت کی طرف چل پڑا۔ مگر اس ہزار سر والے راون عفریت نے رام چندر کے سارے بندروں اور انسانوں فوجیوں کو ہڑپ کر لیا اور رام چندر نے راہ فرار اختیار کی اور سیدھا اپنی ریاست 'جودھیا' پہنچا اور اپنی بیوی سیتا کو سارا ماجرا کہہ سنایا۔ سیتا (یعنی گوماتو لکشمی نے) درگا کی ہئیت اختیار کر لی اور اس ایک ہزار سر والے راون عفریت سے لڑ کر اسے ہلاک کر دیا۔"

شوہر پرست | لکشمی بے حد حسین ہے۔ بدن کا رنگ سُرخ ہے۔ لہراتی برق کی مانند ہر

---

[1] سیتا۔ سیتا لکشمی کا نسائی اوتار تھی۔

وقت جگمگاتی رہتی ہے۔ اس کے بدن سے پھوٹنے والی کنول کی خوشبو آٹھ آٹھ سو میل کے فاصلے تک بسی رہتی ہے۔ اس کی آب و تاب ایسی ہے کہ آج تک کسی ہیرے کو بھی ایسی چمک دمک کسی نصیب نہیں ہوئی۔ وہ جب مسکراتی یا شرماتی ہے تو ساری دنیا روشن ہو جاتی ہے۔

تصویروں میں لکشمی کو خاتون زرّیں کی حیثیت سے یکدا سنہری رنگ کے بدن والی دکھایا جاتا ہے۔ اسے عام طور پر کنول کے پھول پر بیٹھی یا پھر پنکھڑیوں میں کھڑی دکھاتے ہیں۔ اس کے ہاتھ میں بھی کنول کا پھول ہوتا ہے۔ کنول دراصل اس کی علامت ہے اور اسے بہت پسند ہے ہندوؤں کا خیال ہے کہ وہ جنگل میں رہتی ہے اس کے چار بازو ہیں اور چاروں ہاتھ بھی دکھائے جاتے ہیں لیکن اسے انتہائی اور مثالی حسین خاتون کی شکل میں ظاہر کرنا مقصود ہو تو دو ہی ہاتھ دکھائے جاتے ہیں ایک ہاتھ میں وہ کنول تھامے رہتی ہے۔

چونکہ لکشمی اپنے شوہر کی مکمل طور پر وفادار رہی ہے غالباً اسی لئے آرٹ کے نمونوں میں اسے شیش ناگ کی کنڈلیوں پر شوہر کے قدموں میں بٹھایا جاتا ہے۔ وشنو آرام کر رہا ہوتا ہے اور یہ محبت و عبودیت کے ساتھ اس کے پاؤں سہلا رہی ہوتی ہے، داب رہی ہوتی ہے۔ کبھی وہ شوہر کے ساتھ کنول کے پھول پر بیٹھتی ہے اور کبھی گرود (GARUDA) نامی پرندے پر سواری کر رہی ہوتی ہے ——— آرٹ کے نمونوں میں لکشمی اور وشنو کی ایک اور بیوی پرتھوی —— (PRTHVI) کو عام طور پر وشنو کے دائیں اور بائیں طرف دکھایا گیا ہے اس صورت میں لکشمی کے چار ہاتھ ظاہر کئے جاتے ہیں اوپر کے دو ہاتھوں میں اس نے کنول کے پھول تھام رکھے ہوتے ہیں، نچلے دو ہاتھوں سے وہ پجاریوں کے لئے برکت (وَرَد VARADA) اور تحفظ (ابھیا ABHAYA) کا اظہار کر رہی ہوتی ہے البتہ جب لکشمی وشنو کے ساتھ ہوتی ہے تو اس کے دو ہاتھ دکھائے جاتے ہیں۔

لکشمی کی علامت کے طور پر اناج کی ٹوکری بھی بنائی جاتی ہے اس ٹوکری میں چھلکے سمیت

چاول بھرے ہوتے ہیں۔

لکشمی کی شبیہہ بھارت کے حکمران گپتا ہندو خاندان (۳۲۰ء تا ۵۵۰ء) کے بہت سارے سکوں اور مہروں پر ملتی ہے ان میں وہ ڈھیلی ڈھالی پوشاک پہنے تخت کی طرف منہ کیے بیٹھی نظر آتی ہے۔ اس کے آگے کوڑے ہوئے ہاتھ میں مُو ماف ——— ا ماز و پر بکری کا سینگ[1] ہوتا ہے۔ اس کا بایاں ہاتھ ایک کنول پر دھرا ہوتا ہے۔ چندرگپت ثا (CHANDRAGUPTA) یعنی وکرمادتیہ (VIKRAMADITYA ۳۷۵/۴۱۴) کے کچھ سکوں پر لکشمی اُمبیکا (AMBIKA - ماں) کی حیثیت سے دکھایا گیا ہے۔

پوجا لکشمی کی پوجا عام طور پر وشنو کے ساتھ کی جاتی ہے، لیکن جب کبھی لکشمی کو تنہا ہی تو اسے ہستیِ اعلیٰ کی شکتی (توانائی۔قوت) کا درجہ دے دیا جاتا ہے ——— فراوانی ا بختی کی دیوی کی حیثیت سے اس کی پرستش مسلسل ہوتی رہی اور بدستور ہو رہی ہے۔

بنگلہ دیش کے ہندو لکشمی کی شبیہہ مٹی کے گول برتنوں پر بناتے ہیں اور دُرگا پوجا (PUJA -) کے تہوار کے فوراً بعد ایک رات لکشمی کی پرستش کی جاتی ہے۔ یہ رات کوجاگ پورنیما (KOJAGARI - PURNIMA) کہلاتی ہے۔ مٹی کے یہ گول برتن گھروں میں ایک تک محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اگلے سال اسی پوجا کے موقعے پر برتن بدل دیئے جاتے؛

○○

---

[1] : بکری کا سینگ ازمنہ قدیم میں فارغ البالی کی علامت کے طور پر ظروف میں سجایا جاتا تھا۔ یہ سینگ پھولوں اور پھلوں سے لبالب بھرا ہوتا تھا۔

پارَبتی

دیوی - مہادیوی

پارَبتی (PARVATI) اور شِو (SIVA) دیوتا کی اساطیری کہانی زیرِ نظر کتاب میں شامل ہے۔ پارَبتی (دیوی - مہادیوی) کا شمار ہندوؤں کی تین سب سے بڑی دیویوں میں ہوتا ہے۔ دوسری دو دیویاں سَرسوَتی (SARASVATI) اور لکشمی (LAKSHMI) ہیں۔

سَرسوَتی، لکشمی اور پارَبتی دیوی پر مشتمل تثلیث اپنے شوہر برہما، وِشنو اور شِو پر مبنی تثلیث (ترِمُورتی TRIMURTI) کی طرح ممتاز اور سب سے اہم ہے۔ ہندو روایات کے مطابق یہ تینوں دیویاں دراصل ایک ہی ہستی کا حصہ تھیں۔ ان کی پیدائش کے بارے میں وراہ (VIRAH) پُران کی ایک اسطورہ یوں ہے کہ (۱)۔

ایک دن بَرہما نے وِشنُو سے ملنے اُس کے آسمان بے کنٹھ (وے کنٹھ) پر جا

---

(۱) ۔ ایک اور روایت کے مطابق برہما وِشنُو کے پاس نہیں بلکہ شِو دیوتا کے پاس کیلاش پربت پہ گیا تھا۔ شِو نے اسے دیکھ کر پوچھا۔ "برہما جلد بتا میرے پاس تیرے آنے کا سبب (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

مشورہ کیا کہ اَندھک (ANDHAKA) نامی اسُور سے کیسے
نمٹا جائے۔ اَندھک کَشیَپ[۲] رِشی کا بیٹا تھا اور اس کی

کیا ہے؟" برہما نے جواب دیا "اَندھک نام کا ایک طاقتور اَسُور ہے اس سے عاجز آ کر سارے دیوتا اپنے تحفظ کے لیے (میرے پاس) آتے ہیں۔ میں ان کی شکایات سے تجھے آگاہ کرنے فوراً آ گیا ہوں" یہ بتا کر برہما نے شِو کو بڑے انہماک سے شِو کو دیکھا۔ شِو نے تصوّر کے ذریعے وِشنو دیوتا کو بھی وہاں بلا لیا۔

۲۔ کَشیَپ (KASYAPA): کَشیَپ کے معنی ہیں 'کچھوا'۔ اسے بعض اوقات 'پرجاپتی' بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ وہ ہر طرح کی جاندار مخلوق کا باپ تھا۔ اس کا شمار سات عظیم رِشیوں (سَپت رِشی) میں ہوتا ہے ——کَشیَپ کا ذکر ویدوں میں رِشی کے طور پر آیا ہے اور اس کی شان میں ویدوں میں کچھ حمدیں بھی آئی ہیں۔ مخلوقات کی تخلیق میں اس کا بہت بڑا حصہ تھا۔ مہابھارت، رامائن اور پرانوں کی رو سے وہ پرجاپتی اور مہا رِشی مریچی (MARICHI) کا بیٹا تھا اور برہما دیوتا کا پوتا تھا۔ کَشیَپ کا بیٹا وِوَسوت (VIVASWAT) تھا جو مَنو کا باپ تھا۔ مَنو نوعِ انسانی کا جدِّ امجد تھا۔ ہندو کَشیَپ رِشی کو ساری مخلوق کا باپ مانتے ہیں۔ اتھروَ وید (ATHARVA-VEDA) میں اسے "خود زائیدہ" (از خود پیدا ہونے والا) کہا گیا ہے، وہ وقت (زمانے) سے نمودار ہوا تھا۔ اب وقت کو عام طور پر وِشنو دیوتا سے مربوط کیا جاتا ہے۔ کَشیَپ نے پرجاپتی دَکش کی بیٹی اَدِیتی اور دَکش کی ہی دوسری بیٹیوں سے شادی کی تھی۔ اَدِیتی کے بطن سے آدِتیا —— (ĀDITYAS) یعنی مختلف انواع اور لا پیدا ہوئی مثلاً عفریت، ناگ (NAGAS - ناگ مانس ہو گئے) والے جانور، پرندے اور ہر طرح کی ذی حیات مخلوق۔ اس طرح کَشیَپ سب کا باپ تھا اسی لیے اسے پرجاپتی بھی کہا جاتا ہے۔

۳۔ پَرِجَت (PARIJATA): ایک مقدس درخت۔ جب امرت حاصل کرنے کے لیے دیوتاؤں اور عفریتوں نے دودھ کے سمندر کو بلویا تھا تو اور چیزوں کے ساتھ یہ مقدس درخت بھی اسی سمندر سے برآمد ہوا تھا۔ اس درخت کے پھولوں کی خوشبوں سے سارا جہاں مہکتا ہے۔ (باقی حاشیہ نمبر ۳ اگلے صفحے پر)

دیتی (DITI) نامی بیوی کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اندھک
کے ایک ہزار ہاتھ اور سر، دو ہزار آنکھیں اور پاؤں تھے۔ اس
کا نام اندھک (تاریکی) ہونے کی وجہ یہ تھی کہ درحقیقت وہ اندھا
تو نہیں تھا مگر اندھا ہونے کا بہانہ کرتا تھا۔ اندھک نے
بہت جرم کئے تھے۔ ایک بڑا جرم اس کا یہ تھا کہ اس نے اندر
دیوتا کے آسمان (سورگ SWARGA) سے پرجت (PARWATA)
نامی درخت ہتھیا لینے کی کوشش کی تھی۔

برہما اور وشنو دیوتا نے طے کیا کہ اندھک کے بارے میں کچھ
فیصلہ کرنے کی اس بات چیت میں شِو دیوتا کو بھی موجود ہونا چاہئے
چنانچہ شِو کو بھی وسے کنٹھ (سے کنٹھ بیکنیٹھ) پر طلب کر لیا گیا۔ وہ
پہنچا تو تینوں بیٹھ کر کچھ دیر تبادلہ خیال کرتے رہے۔ پھر وہ ایک
دوسرے کو تکنے لگے۔ جب ان کی نظریں ملیں تو ان کی تینوں
روشن نگاہوں سے ایک ملکوتی حسن والی دوشیزہ وجود میں آئی۔
اس کا رنگ نیلے کنول کی پتیوں جیسا لاجوردی تھا۔ اس کے

آسمانی پریوں کو یہ درخت بے حد پسند ہے۔ اسے اندر کے آسمان (سورگ۔ جنت) میں رکھا گیا۔ اندر
کی بیوی ساچی (شچی۔ SACHI) کو اس درخت (پرجت) پر بہت ناز ہے۔ جب ایک مرتبہ کرشن جی
اندر کے آسمان (سورگ) پر گئے تو ان کی بیوی ستیہ بھاما (SATYA - BHĀMA) نے اپنے شوہر
کرشن جی سے کہا کہ وہ اس درخت کو اپنے ساتھ لے چلے۔ اس پر اندر اور کرشن اور ان کے ساتھیوں
میں سخت لڑائی ہوئی۔ اندر ہار گیا۔ درخت (پرجت) کرشن جی کے شہر دوارکا (DWĀRKĀ) میں لا کر
لگا دیا گیا۔ مگر کرشن جی کی موت کے بعد اسے دوبارہ اندر کے آسمان پر واپس لے جایا گیا۔

بدن پہ ہیرے جواہرات سجے تھے۔ یہ نسوانی شبیہہ اس قدر تاباں و درخشندہ تھی کہ اس کی روشنی سے سارے آسمان منور ہو گئے ــــ اس درخشاں دوشیزہ نے جھک کر برہما، وشنو اور شیو کو تعظیم دی۔ ان تینوں دیوتاؤں نے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور اس کے سفید اور سیاہ تین رنگ کیوں ہیں؟

ــــ وہ بولی ــ

'میں تمہاری نظروں سے پیدا ہوئی ہوں کیا تم اپنی
قدرت کاملہ سے واقف نہیں ہو؟'

برہما نے اس کی ستائش کرتے ہوئے کہا۔

'تجھے تین زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) کی دیوی
کہا جائے گا، کائنات کی محافظ ــــ اور تجھے مختلف
ناموں سے پوجا جائے گا، کیونکہ تو اپنے عقیدت
مندوں کی خواہشات پوری کرنے کا سبب بنے
گی، لیکن اے دیوی تو اپنے رنگوں کے مطابق
تین صورتیں (پیکر) اختیار کر لے جن (رنگوں)
کی وجہ سے تو ممتاز ہے۔'

اس نسوانی وجود کے تین رنگ تھے، سفید، سُرخ اور سیاہ۔ برہما، وشنو اور شیو تینوں اس خوبصورت اور دلآویز دیوی کو حاصل کرنے پر تُل گئے۔ برہما کے کہنے پر اس دیوی نے خود کو سفید، سرخ اور سیاہ تین پیکروں میں تقسیم کر لیا۔ یہ تینوں نسوانی پیکر ماضی، حال اور مستقبل کی نمائندگی کرتے تھے۔ یہ تین

دیویاں تھیں۔ سفید، خوبصورت اور تناسب شبیہہ سَرسوَتی
ہے جو تخلیق کائنات کے عمل میں برہما دیوتا کی شریک خالق
ہے۔ سرخ رنگت والی وشنو کی محبوب بیوی لکشمی ہے جو
وشنو کے ساتھ مل کر کائنات کی حفاظت کرتی ہے۔ سیاہ
رنگت والی پاربتی دیوی ہے جو شِو دیوتا کی شکتی (قوت) ہے
اور جس کی کئی صفات اور خصوصیات ہیں۔

دیوی۔ مہادیوی زیر نظر کتاب میں شامل پہلی اساطیری کہانی کے دو مرکزی کردار ہیں شِو دیوتا اور پاربتی دیوی۔ پاربتی دراصل دیوی (مہا دیوی۔ عظیم دیوی) کا ہی ایک روپ ہے اور صرف پاربتی ہی نہیں بلکہ ستی، اُما، پاربتی، دُرگا، کالی یہ سب ہی دیوی (مہادیوی) کے مختلف رُوپ ہیں[۲]۔ یہ پانچوں دیویاں ایک ہی ہیں ——— دیوی وہ برترین معبود ہے جسے ہندو صرف 'دیوی' یا 'مہادیوی' کہتے ہیں ——— اسے عام طور پر شِو دیوتا کی بیوی مانا جاتا ہے۔

'دیوی' ایک عمومی اصطلاح بھی ہے جو کسی بھی دیوی کے لئے استعمال کر لی جاتی ہے مثلاً سَرسوَتی اور لکشمی کو صرف 'دیوی' کہہ دیا جاتا ہے پورا اور اصل نام ان کا نہیں لیا جاتا ——— 'دیوی' کو دیو (DEVA) یعنی دیوتا یا آسمانی قوت کی مؤنث صورت (روپ۔ پیکر) بھی سمجھا جاتا ہے۔ رگ وید میں کئی جگہ دیویوں (DIVIS) کو دیوتاؤں کی بیویاں کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ رگ وید میں مذہبی عبادت کی تجسیم بھی دیویوں کے طور پر قرار دی گئی ہے مثلاً اِلا (ILA)، ہوترا (HOTRA) اور بھارتی (بھرتی۔ BHARATI) وغیرہ۔ اسی طرح صبح صادق اور رات کو بھی اُدشا

---

[۲]۔ ویسے لکشمی دیوی، سَرسوَتی دیوی کے علاوہ بعض دوسری دیویوں کو بھی 'دیوی' کہہ دیتے ہیں۔

(اُشس - USHAS) اور راتری (RATRI) دیوی کہا گیا ہے۔ پھر دریائے راوی (ویدی نام پرُوشنی PARUSHNI)، ستلج (ویدی نام سُتدری - SUTUDRI)، بیاس (ویدی نام وپاس۔ VIPAS) ہاکڑا (ویدی نام سَرسَوتی۔ SARA-VATI) اور گنگا جمنا کو بھی دیویاں قرار دیا گیا ہے (رگ وید۔ III ۔ ۳۳، اور X ۔ ۷۵ وغیرہ)۔

ویدی زمانے کے بعد 'دیوی' کی اصطلاح 'دیوی یعنی مہادیوی' (برترین دیوی) کے لئے مخصوص کر دی گئی۔ اب یہ اصطلاح ہر دیوی کے لئے شاذ ہی استعمال ہوتی ہے بلکہ بعض کے خیال میں تو ہر دیوی کے لئے بالکل استعمال نہیں ہوتی۔

پھر وہ وقت آیا کہ برہمنی دور میں دیوی (مہا دیوی) کا تعلق ہندوؤں کے تین سب سے بڑے دیوتاؤں برہما، وشنو اور شیو یعنی ترمُورتی (TRINURTI) سے قائم کر دیا گیا۔ ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہو گیا کہ وہ دیوی (مہا دیوی) کی تکریم و پرستش کریں گے تو یہ مذکورہ تینوں دیوتاؤں (ترمُورتی) کی پوجا اور تعظیم کے مترادف ہو گی کیونکہ ہندوؤں کا خیال یہ بھی ہے کہ جب برہما، وشنو اور شیو تینوں دیوتاؤں کی مشترکہ قوت و قدرت ایشور (ISHWARA) کی صورت میں یکجا ہو جاتی ہے۔ تو یہ برترین دیوی، یعنی بھگوتی (بھگ وتی BHAGAVATI) کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ دراصل مادرِ ارض زمین کی دیوی اور عناصر فطرت کی مقامی دیویوں کی پوجا بہت ہی طویل عرصے تک دنیا کے مختلف حصوں میں ہوتی رہی۔ یہ درحقیقت زرخیزی و شادابی کی پرستش تھی اور دنیا کی انتہائی قدیم اساطیر میں مادرِ ارض (ماتا دیوی، عظیم یا مہا دیوی، زرخیزی اور شادابی کی دیوی) کا ذکر و تصور خوب کارفرما رہا۔

ہزاروں برس پہلے پاکستان کے قدیم زراعت کاروں کے ہاں بھی زرخیزی و شادابی کی اس عظیم دیوی (مہادیوی۔ مادرِ ارض) کا قطعی طور پر واضح اور ٹھوس تصور اور عقیدہ موجود تھا اور وہ قدیم پاکستانی زراعت کار اپنی پوری رسوم کے ساتھ مادرِ ارض (دیوی۔ مہا دیوی) کو بڑے زور شور سے پوج رہے تھے، ہڑپہ اور موہنجوڈارو وغیرہ سے جو گول تراشے ہوئے پتھر (یونی) اور پکی ہوئی

مٹی کی جو زنانہ مورتیاں ملی ہیں ان سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ عرصہ دراز تک زرخیزی و شادابی کی دیوی کی پوجا مورتیوں وغیرہ کی شکل میں مسلسل ہوتی رہی بلکہ پاکستان کے قدیم زراعت کار دیوی (مہا دیوی - مادرِ ارض) کی پرستش شکتی (SHAKTI) یعنی دیوتا کی نسائی قوت و توانائی کی حیثیت سے بھی کرتے تھے۔

مختلف رُوپ
صفات، خصوصیات

شو دیوتا کی بیوی کی حیثیت سے دیوی (مہا دیوی) اپنے شوہر ہی کی طرح گوناگوں صفات و خصوصیات کی حامل ہے اور اس کے مختلف کردار ہیں۔ ان مختلف کرداروں کی وجہ سے اس کے نام بھی مختلف ہیں مثلاً ستی، پاربتی، اُما، درگا اور کالی وغیرہ ——— ستی، پاربتی اور اُما دیوی کے کردار ملائم و نرم ہیں لیکن درگا دیوی اور کالی دیوی کا کردار جنگجویانہ اور پُرتشدد ہے۔ ظاہر ہے کہ دیوی (مہا دیوی) کا یہ کردار دُہرا متضاد ہے اور ویسا ہی دُہرا کردار یعنی نرم خو یا ملائم اور جنگجویانہ و مہیب کردار آریاؤں کی آمد سے پہلے قدیم پاکستانی علاقوں میں پوجی جانے والی دیوی (مہا دیوی) کا بھی یقیناً رہا ہوگا۔ وہ اس طرح کہ قبل از آریائی دور کے پاکستان میں یہ دیوی یعنی مادرِ ارض (مادرِ عظیم۔ مہا دیوی) بنیادی طور پر زراعت کی دیوی بھی تھی چنانچہ اس کے لئے کسی نہ کسی صورت میں زندہ انسانوں اور جانوروں کی قربانیاں بھی دی جاتی ہوں گی کہ دنیا کے قدیم زرعی معاشروں میں مذہبی رسوم کا ایک جزو انسانی قربانی بھی تھی جیسے کہ صدیوں بعد بھارت میں ایک وقت ایسا آیا تھا جب دیوی (مہا دیوی) کی ایک صورت کالی دیوی کے لئے انسان قربان کرکے اس کا خون اسے پیش کیا جاتا تھا۔

وراہ (VARAHA) پُران میں دیوی (مہا دیوی) کو خوبصورت آسمانی دوشیزہ کہا گیا ہے۔ اس مہا دیوی کے تین رنگ نمایاں تھے یعنی سفید، سرخ اور سیاہ۔ دیوتاؤں کی درخواست پر مہا دیوی نے تین دیویوں پر مشتمل شکتیاں (SHAKTIS) پیدا کیں۔ ان تین شکتیوں یعنی تین دیویوں کے نام ہیں سرسوتی، لکشمی اور پاربتی۔ سرسوتی چھٹی ہے اور برہما دیوتا کی بیوی اور اس کی شکتی ہے

لکشمی کا رنگ لال ہے اور وہ وشنو دیوتا کی بیوی اور اس کی شکتی ہے۔ پاربتی گہری سانولی یا کالی ہے اور وہ شو دیوتا کی بیوی اور اس کی شکتی ہے۔

ہندوؤں کے ہاں جتنی بھی دیویاں ہیں ان میں دیوی (مہادیوی) سب سے زیادہ طاقتور ہے اور سب سے پیچیدہ ہے۔ اس میں وہ خصوصیات بھی جمع کر دی گئیں جن کی وہ پاکستان میں آریائی دور سے پہلے کے عہد اور آریاؤں کے زمانے میں آئینہ دار تھی ـــــ پاکستان میں ہڑپہ اور موئنجوڈارو وغیرہ سے مٹی کی پکی ہوئی چھوٹی مورتیاں ملی ہیں جو کسی دیوی کی ہیں۔ یقیناً یہ پاکستان کے چاروں صوبوں پر مشتمل وادیٔ سندھ کی قدیم تہذیب کے علمبرداروں کے ہاں مہادیوی (دیوی۔ دھرتی ماتا۔ مادرِ ارض) رہی تھی۔ علمائے تحقیق کا بھی یہی خیال ہے۔ گو اس مادرِ ارض (مہادیوی) سے وابستہ عقائد و تصورات کی بالکل حتمی اور واضح مکمل نوعیت تو متعین نہیں کی جا سکتی مگر معقول حد تک یہ قیاس ضرور کیا جا سکتا ہے کہ زراعت کاروں نے اس سے کیا کیا خصوصیات و صفات وابستہ کر رکھی ہوں گی۔

مہابھارت میں اس کے مختلف نام آتے ہیں جو اس کی بہت ساری خصوصیات کے عکاس ہیں۔ مہابھارت میں ہی اس کی بہت ساری مخصوص، منفرد اور عجیب و غریب خصوصیات بیان کی گئی ہیں تاہم پرانوں (۲۵۰ تا ۱۵۰۰ یا ۷۵۰ ام) اور بعد کی کتابوں میں اسے خاص طور پر ممتاز و منفرد حیثیت دی گئی ہے۔ پرانوں میں دیوی (مہادیوی) کی مختلف صورتوں میں بالکل واضح اور شدید فرق روا رکھا گیا اور انہیں شو دیوتا کی شکتیاں قرار دیا گیا ـــــ اس کے علاوہ دیوی (مہادیوی) اس بلند مقام اور خصوصیات سے بھی متصف ہے جو اسے شو دیوتا کی بیوی کی حیثیت سے حاصل ہے۔

شو دیوتا کی بیوی کے طور پر وہ اپنے شوہر یعنی شو دیوتا کی شکتی (SHAKTI) یعنی شو کی نسائی قوت یا توانائی ہے اور شو کی شکتی ہونے کی وجہ سے دیوی (مہادیوی) کائناتی قوت یا توانائی کے سارے پہلوؤں کی نمائندگی کرتی ہے ـــــ شو کی "شکتی" (قوت) ہونے کی

حیثیت سے اس کے دو اہم ترین کردار یا سب سے اہم و نمایاں خصوصیات بنتی ہیں یعنی اس کا ایک کردار یا رُوپ مشفقانہ اور رحمدلانہ ہے جیسی نرم مزاجی اور ملائمت لیے ہوئے ہے۔ اس کا دوسرا کردار غضب ناک اور ہیبت ناک ہے، تندخوئی اور خونریزی پسند ہے۔ اپنے شفیق، رحم دل اور حلیم کردار کی حیثیت سے وہ ستی، اُما (نور۔ حسن)، پاربتی (پہاڑن، دخترِ کوہسار)، گوری (زرد۔ درخشندہ)، ہیم وتی (ہیماوتی۔ HAIMA-VATI) ہمالہ کی بیٹی، جگن ماتا۔ (دنیا کی ماں۔ JAGAN - MATA) اور بھوانی (BHAVĀNI) کہلاتی ہے —— ستی، اُما پاربتی، ہیم وتی، بھوانی اور اَن پورنا جیسی اپنی مشفقانہ اور پیاری صورتوں میں دیوی (مہادیوی) سگھڑ، مثالی، وفادار اور ٹوٹ کر چاہنے والی بیوی ہے۔ شفیق اور محبت کرنے والی ماں ہے، کچھ زیرک، کچھ بھولی اور کچھ بیوقوف اور کانوں کی کچی بھی ہے۔ روٹی کھلانے والی ہے خواہ مانگ کر ہی لائے۔

مادرِ عظیم یا مہا ماتا کی حیثیت سے وہ (دیوی۔ مہادیوی) پالنہار رحیم اور کریم ہے، وہ اوّلین ماں ہے اور اسی کی کوکھ سے ہر چیز نے جنم لیا —— جگد گوری (JAGAD GAURI) کی حیثیت سے وہ کیسری عورت (خاتونِ زرد) یعنی پکی ہوئی فصل کی دلہن ہے۔

دیوی (مہا دیوی) 'مہا مایا' (MAHĀ - MĀYĀ) یعنی فریبِ عظیم بھی کہلاتی ہے۔ ہندوؤں کے ہاں فریبِ نظر یا واہمے کو ملک نژاد قرار دیتے ہوئے نسوانی پیکر میں مجسم قرار دیا گیا ہے۔ مایا کو اس لیے تخلیق کیا گیا تھا کہ وہ کسی شخص کو دھوکے یا فریب میں مبتلا کر دے۔ اسے جادو منتر کا سرچشمہ قرار دے کر بعض اوقات دُرگا دیوی سے بھی ملا دیا جاتا ہے —— ہندو یہ بھی سمجھتے ہیں کہ دنیاوی چیزیں محض فریبِ نظر اور واہمہ (مایا) ہیں ان کی حقیقت کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ 'مایا' کو اس فریبِ نظر کی تجسیم بھی بتایا جاتا ہے۔ اپنی اس خصوصیت کی صورت میں وہ 'مہادیوی' یا 'مہا مایا' کہلاتی ہے۔

دُرگا اور کالی اس (دیوی۔ مہادیوی) کی مہیب، خوفناک اور غضبناک صورتیں

یا رُوپ ہیں۔ دُرگا شو دیوتا کی قدرت اور جلال کی مظہر ہے۔ ساتھ ہی وہ انتہائی حسین بھی ہے اور اپنے مختلف رُوپ بدلتی رہتی ہے ـــــ کالی دیوی کی حیثیت سے وہ سانولی بلکہ "سیاہ دھرتی ماتا" ہے اور اس رُوپ میں وہ مخفی صورت ہے۔ کالی نے کَل یعنی وقت کو تباہ کر دیا تھا۔ یہ وبائی امراض اور طوفانوں کی دیوی ہے اور اسے ہمیشہ خون کی طلب لگی رہتی ہے۔

نام

دیوی (مہا دیوی) کے بہت سارے نام ہیں۔ ان ناموں سے اس کی مختلف صورتوں، خصوصیات وصفات اور کاموں کی نشان دہی ہوتی ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کے یہ نام ہمیشہ ہی نہ تو گذشتہ ادوار میں بالکل صحیح اور واضح انداز میں استعمال کیے گئے اور نہ اب کیے جاتے ہیں۔

دیوی (مہا دیوی) کے مندرجہ ذیل نام اس کی ان مختلف صورتوں (دیویوں) کے ہیں جو مشفق، رحمدل اور نرم خُو ہیں۔

سَتی	SATI	نیک سیرت۔ پاکدامن
اُما	UMA	روشنی۔ حسن
پاربتی	PĀRBATI	پربت کی بیٹی۔ دخترِ کوہسار
جگن ماتا	JAGAN MATA	دنیا کی ماں
گوری	GAURI	زرد۔ درخشاں
ہیم وتی (ہیماوتی)	HAIMAVATI	ہمالہ کی بیٹی
بھوانی	BHAVĀNI	

دیوی (مہا دیوی) کے درج ذیل نام اس کی ان صورتوں (دیویوں) کے ہیں جو غضب ناک تُند خُو اور خونریز ہیں۔

ڈُرگا	DURGĀ	ناقابلِ رسائی۔ ناقابلِ دسترس
کالی (کالیکا)	KALI (KĀLĪKA)	سیاہ
شیاما	SHYĀMĀ	سیاہ
چَنڈی	CHANDI	غضب ناک۔ تندخُو
چَنڈیکا (چنڈِکا)	CHANDIKA	غضب ناک۔ آتش مزاج
بھَیروی	BAIRAVI	خوفناک

دیوی (مہادیوی) کے مندرجۂ ذیل نام ایسے ہیں جن میں سے بیشتر کا اطلاق اس کی مہیب اور خونریز صورتوں (دیویوں) پر ہوتا ہے۔

بھَدرکالی	BHADRA KĀLI	
بھیم دیوی	BHIMA-DEVI	
چامُنڈا (چُمنڈا)	CHAMUNDĀ	
مہاکالی	MAHĀ-KĀLI	
مَہا ماری	MAHĀ-MĀRI	
مہاسُوری	MAHĀ-SURI	
ماتنگی	MATANGI	
رَجَسی	RAJASI	غضب ناک
رَکت دَنتی	PAKTA-DANTI	سُرخ یا خونیں دانتوں والی
کرالی	KRĀLI	
کال بھَدر	KĀLABHADRA	
مُول ڈُرگا	MULA-DURGA	
شَیل پُتری	SHAILA PUTRI	

کال راتری KĀLARATRI

دیوی (مہادیوی) کی پیدائش کی مناسبت سے اس کے نام یہ ہیں۔

اُدری جا	ADRI-JA	پہاڑ سے پیدا ہونے والی۔ پہاڑ کی بیٹی
گِری جا	GIRI-JA	پہاڑ سے پیدا ہونے والی۔ پہاڑ کی بیٹی
کُوجا	KU-JA	زمین سے پیدا ہونے والی دھرتی کی بیٹی
دَکش جا	DAKSHA-JA	(پرجاپتی) دکش سے پیدا ہونیوالی

دیوی (مہادیوی) کے درج ذیل نام اس کے شوہر شِو دیوتا کی مناسبت سے ہیں۔

بَبھروی (بَبھرُو)	BABHRAVI (BABHRU)
بھگوتی	BHAGAVATI
اِسانی	ISANI
اِیشوری (ایسوری)	ISWARI
کالنجری	KĀLANJARI
کَپالینی	KAPALINI
کَوسِکی (کَوشِکی)	KAUSIKI
کِراتی	KIRATI
مہیشوری (مہیسوری)	MAHESWARI
مِردا	MRIDA
مِردانی	MARIDANI
رُودرانی	RUDRANI
سَروانی	SARVĀNI
شِو	SIVA

تریمبکی TRYAMBAKI

دیوی (مہادیوی) کے ذیل نام اس کی صورتوں (دیویوں) کے ہیں جنہوں نے اشوروں کے سپہ سالار رکت وجا (RAKTA-VIJA) اور مختلف اشوروں مثلاً مہیش (MAHISHA) ، شمبھ (SUMBHA) ، نی شمبھ (N SUMBHA) اور اشوروں کی فوجوں کو قتل اور تباہ کیا تھا۔ جگد گوری کی حیثیت سے دیوتاؤں نے اس کی فتوحات کی بنا پر اس کی ستائش کی تھی۔ دُرگا کی حیثیت سے اس نے اشوروں کے پیغامبروں کو شرفِ ملاقات بخشا تھا۔

دُرگا	DURGA	ناقابلِ دسترس۔ ناقابلِ رسائی
کالی (کالیکا)	KALI (KALIKA)	سیاہ
چِنّا مستکا	CHINNA-MASTAKĀ	سَر بُریدہ
دس بھُوجا	DASA-BHUJA	دس بازوؤں والی
سنہہ واہنی	SINHA-VĀHINI	شیر ببر پر سواری کرنے والی
مہیش مردنی	MAHISHA-MARDINI	مہیش (نامی اشور) کی قاتل
جگد دہاتری	JAGAD-DHĀTRI	دنیا کی پالنہار
مُکت کیسی	MUKTA-KESI	بکھرے بالوں والی
تارہ	TARA	ستارہ
جگد گوری	JAGAD-GAURI	حسینۂ عالم

دیوی (مہادیوی) دوسرے متعدد نام یہ ہیں:۔

کنیا	KANYĀ	کنواری۔ دوشیزہ
اُمبیکا	AMBIKĀ	ماں
کنیا کماری	KANYĀ-KUMARI	نوجوان کنوری
اَوَرا	AVARĀ	سب سے کمسن

انَنتا	ANANTĀ	ابدی
نِتیا	NITYA	ابدی
آریا	ĀRYĀ	محترم و مکرّم
وِجیا	VIJAYĀ	فاتح
رِدّھی	RIDDHI	متموّل
دَکشِنا	DAKSHINĀ	دائیں ہاتھ والی۔ سچّی
پِنگا	PINGĀ	گندمی۔ چمپئی۔ سانولی۔ کالی
کَربُوری	KARBURI	نشان والی۔ چتّی۔ چتلی
بھرَمَری	BHRAMARI	نحل۔ شہد کی مکھی
کوٹری	KOTARI	عُریاں
کَرن موتی	KARNA-MOTI	موتی جیسے کان والی
پدم لانچھنا	PADMA-LĀNCHANA	کنول کے پھول سے متصف
سَرو منگلا	SARVA-MANGALĀ	سدا مبارک
ساکم بھَری	SĀKAMBHARI	جڑی بوٹیاں پرورش کرنے والی
شِو دُوتی	SIVA DUTI	شِو کی پیغامبر
سِنہہ رَتھی	SINHA-RATHI	شیر پر سواری کرنے والی
اَپارنا	APĀRN	تپسیا کی عادی
کاتیاینی	KĀTYĀYANI	تپسیا کی عادی
بھُوت نایکی	BHUTA-NĀYAKI	بھوتوں کی سربراہ
کاماکشی	KĀMĀKSHI	شوخ چشم
گَن نایکی	GANA-NĀYAKI	گن دیوتا کی سربراہ

(حاشیہ ص ۱۵، اگلے صفحہ پر)

کاماکھیا KĀMĀ KHYA کام (خواہش) کے نام سے پکاری جانے والی

اَمبا AMBĀ

اَن پُورنا ANNA PURUN

مہانِدرا MAHĀNDRA

پُوجا دیوی کے غضب ناک کردار کی پوجا اس کے نرم و ملائم اور شفیق رُوپ یعنی پاربتی اور اُما وغیرہ کی نسبت کہیں زیادہ اور خصوصی طور پر ہوتی ہے چنانچہ دیوی کے خوفناک رُوپ میں دُرگا، کالی، شیاما، چنڈی (چنڈیکا) اور بھیروی کو شکتی دیوی کی حیثیت سے پوجا کرتا ہے۔

دُرگا پوجا (DURGA PUJA) اور چرک پوجا (CHARAK-PUJA) کے موقعہ پر اس کے لئے وحشیانہ رسمیں بھی ادا کی جاتی ہیں۔ ان موقعوں پر دیوی (مہا دیوی) کی عنایات کے حصول اور اس کی قوتوں (شکتی) کی شان میں جو رسوم ادا کی جاتی ہیں ان میں ناشائستہ اور فحش اور بدتمیزی پر مبنی رسمیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ شکتی کے پیتا بجاری دیوتا کی نسائی قوت (توانائی) کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ یہ نسائی توانائی، دیوتا کی فعال نوعیت یا فعال فطرت کی حامل ہے۔

۵۵۔ گن دیوت (GANA-DEVATAS) یہ دیوتاؤں کے دستے کم تر درجے کے دیوتا جو شِو دیوتا کے خادم ہیں۔ ان کا سالار شِو دیوتا اور پاربتی کا بیٹا گنیش دیوتا ہے۔ کم رتبہ دیوتاؤں کے یہ دستے گن پربت یعنی کیلاش پربت پر رہتے ہیں۔ ان ثانوی درجے کے دیوتاؤں کے نو زمرے ہیں (۱) آدتیا (ĀDITYAS) (۲) وِشو (VISWAS) یا وِشوی دیو (VISWE-DEVAS) (۳) واسُو (VASUA) (۴) تُوشِت (توشیت TUSHITAS) (۵) آبھاسوَر (ĀBHĀSWARAS) (۶) اَنیل (ANILAS) (۷) مہارِاجک (MAHĀRAJIKAS) (۸) سادِھیا (SĀDHYAS) اور (۹) رُودر (RUDRAS)۔

اور یہ توانائی (قوت) اس دیوتا کی شکتی یعنی بیوی کی صورت میں مجسّم ہو جاتی ہے۔ مذکورہ بالا مواقع پر جو رسمیں ادا کی جاتی ہیں وہ عام طور پر ان دونوں معبودوں یعنی شِودیوتا اور اس کی شکتی یعنی دیوی کے مابین مکالموں کی صورت میں لکھی جاتی ہیں۔ شِودیوتا کی شکتی (بیوی) کی حیثیت سے دیوی کا جنسی ملاپ اور طلسماتی قوتوں کے ساتھ خصوصی تعلق ہے اور اس ضمن میں رسومات پر مبنی جو مذہبی کتابیں (تنتر۔ TANTRAS) لکھی گئیں ان کے اہم موضوعات میں رسوماتی جنسی ملاپ اور جادو طلسم شامل ہیں۔ اس قسم کی عبادت کے لئے جن پانچ چیزوں کی لازمی ضرورت ہوتی ہے وہ پانچ "ماکار" (MĀKĀRAS) یعنی پانچ "م" (میم) ہیں۔

مدیا	MADYA	شراب
مانس	MĀNSA	گوشت
مَت سیا	MATSYA	مچھلی
مُدرا	MUDRĀ	نیم خمیریاں اناج
میتھون	MAITHUNA	جنسی ملاپ

شکتی کے پجاری یعنی شاکتا (SĀKTAS) دو زمروں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک گروہ ہیں جو دکشن آچاری (DAKSHIN - ĀCHĀRIS) یعنی "دائیں ہاتھ والے" کہلاتے ہیں اور دوسرے وام آچاری (VĀM ĀCHARIS) یعنی "بائیں ہاتھ والے" کہلاتے ہیں۔ دائیں ہاتھ والے شاکتاؤں (شکتی کے پجاری) کی پوجا نسبتاً مناسب و معقول اور اعتدال کے ساتھ کی جاتی ہے لیکن "بائیں ہاتھ والے" شاکتاؤں کی پوجا خوفناک صورتوں میں انتہائی فحش اور پر شہوت انداز میں کی جاتی ہے ان رسومات کی ادائیگی کے وقت بے روک اور بے باکانہ جنسی اختلاط ہوتا ہے۔

جس طرح دیوی (مہا دیوی) کے شوہر شِو کی پوجا لنگم (لنگ۔ عضوِ تناسل) کی حیثیت سے ہوتی رہی ہے اور اب بھی ہوتی ہے اسی طرح شکتی (توانائی۔ قوت) کے پجاری شِودیوتا

کی شکتی یعنی اس کی بیوی دیوی، (مہا دیوی) کی پوجا یونی (YONI) - زنانہ عضو مخصوص، کی شکل میں کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ رہا ہے اور اب بھی ہے کہ مادرِ عظیم (مہا ماتا - مہا دیوی) سب کی اوّلین ماں ہے ——— خاص بات یہ ہے زمین کی دیوی (مادرِ ارض - مادرِ عظیم) کی پرستش دنیا کی مختلف قدیم اقوام کے ہاں یونی ہی کی شکل میں بھی ہوتی رہی ہے۔

دیوی (مہا دیوی) کی ایک صورت کالی (کالیکا) کی پوجا تو بھارت میں اب بھی بہت ہوتی ہے خصوصاً بھارت کے ہندو معاشرے کے نچلے طبقوں میں چور اور جرائم پیشہ قبائل کالی کو مختلف انداز میں پوجتے ہیں۔ ایک وقت تھا جب کالی دیوی کے لئے انسانی قربانی کی جاتی تھی مگر آج کل اس کے لئے پرندے اور جانور قربان کئے جاتے ہیں گو موجودہ صدی کے ابتدائی برسوں میں یہ بھی خیال رہا کہ کالی دیوی کے لئے انسانی قربانی چوری چھپے اب بھی کر دی جاتی ہے مگر آج کل قربانی کے سلسلے میں کیا صورت ہے یعنی کالی کے لئے نظر بچا کر انسانی قربانی کی جاتی ہے یا نہیں میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

کالی کو وندھیا واسینی (وِندھیا واسنی (VINDHYA VASINI) یعنی "وِندھیا نامی پہاڑی پر رہنے والی" بھی کہتے ہیں۔ اس نام سے اس کی پوجا بھارت میں مرزا پور کے نزدیک اس مقام پر ہوتی ہے جہاں وندھیاچل کا سلسلہ دریائے گنگا کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں اس بات کا خاص طور پر اہتمام کیا جاتا ہے کہ کالی مورتی کے سامنے خون ہمیشہ موجود رہے خشک نہ ہونے پائے۔

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مہادیوی (مادرِ عظیم) کی پوجا خود برہما دیوتا، وشنو دیوتا اور شیو دیوتا کرتے ہیں ——— ادھر دیوی (مہادیوی) کے شفیق اور رحمدل روپ پاربتی کی پوجا عموماً اس کے شوہر شیو دیوتا اور بیٹوں گنیش دیوتا اور کرتکیہ وغیرہ کے ساتھ ہوتی ہے لیکن جب اسے زیادہ اہمیت دینی مقصود ہو تو پھر تنہا ہی اس کی پرستش کی جاتی ہے اور یہ پوجا زیادہ اور نمایاں خصوصیات کے ساتھ ہوتی ہے۔

ستی

دیوی (مہا دیوی) کے کئی رُوپ ہیں لیکن زیادہ مشہور یہ ہیں۔ ستی، اُما، پاربتی، دُرگا اور کالی (کالیکا) دیوی۔

زیرِ نظر کتاب بھولی بسری کہانیاں میں شامل "شِو پاربتی" کی کہانی کا ابتدائی حصہ ستی دیوی سے متعلق ہے۔ انگریزی میں لفظ ستی کو 'SUTTI' لکھا جاتا رہا ہے۔ یہ لفظ مرنے والے شوہر کے ساتھ جل مرنے والی ہندو عورت کے لئے بھی مخصوص رہا ــــ "ستی" اسم مؤنث ہے اس کا مادہ ست ہے جس کے معنی "حقیقی، سچا، وفادار، راست باز، پاکدامن، نیک" وغیرہ کے ہیں۔ یہ اوصاف خاص طور پر اس بیوہ کے لئے استعمال کئے جاتے رہے جو اپنی محبت وفا اور خلوص کے اظہار کے لئے مرنے والے شوہر کے ساتھ چتا میں جل مرتی تھی۔ بہرحال جو ہندو عورتیں اپنے مرنے والے شوہروں کے ساتھ جل مرتی تھیں وہ ستی کہلاتی تھیں۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ شوہر کے ساتھ ستی ہونے کے بعد عورت ستی دیوی جیسی ہو جاتی ہے کیونکہ وہ جل مرنے میں ستی کی تقلید کرتی ہے۔ البتہ یہ فرق ضرور تھا کہ ستی شوہر کی توہین کی تاب نہ لاتے ہوئے جل کر مر گئی تھی۔ حالانکہ شِو زندہ سلامت موجود تھا لیکن ہندو عورتوں کو شوہروں کے مر جانے کے بعد ان کے ساتھ جل مرنا پڑتا تھا۔ اصل میں شِو پت براہمنوں نے ہندو عورتوں کو جھانسہ دے رکھا تھا کہ وہ شوہر کے ساتھ جل کر مریں گی تو اس نیک عمل کے عوض وہ بھی ستی دیوی جیسی ہو جائیں گی۔

ستی دیوی پرجاپتی دکش (DAKSHA) کی بیٹی اور شِو دیوتا کی بیوی تھی ــــ ستی کی پیدائش کے بارے میں کُرما پُران میں ایک اسطورہ یہ آئی ہے کہ ایک مرتبہ برہما نے بیٹوں

حـ۶ء۔ زیرِ نظر کتاب کی پہلی کہانی "شِو پاربتی" میں ستی اور شِو کے رشتے اور پھر شِو کی توہین کو برداشت نہ کرتے ہوئے ستی کی کہانی شامل ہے۔

سے اس بات پر خفا ہو گیا کہ انہوں نے تپسیا ریاضت کرنے والوں کی زندگی اپنالی
تھی۔ برہما کے اس غیظ و غضب سے ایک وجود پیدا ہوا جو آدھا مونث اور آدھا مذکر
تھا۔ برہما نے اس نیم زنانہ اور نیم مردانہ بچے کو حکم دیا کہ وہ خود کو دو حصوں میں تقسیم کرے
یہ حکم دے کر برہما غائب ہو گیا۔ اس وجود کا نصف مردانہ حصہ شیو دیوتا اور نصف زنانہ
حصہ ستی دیوی بن گئی۔ یہ پرجاپتی دکش کی بیٹی تھی۔ ستی کی شادی شیو دیوتا سے ہو گئی اور جب
ستی باپ کے ہاتھوں اپنے شوہر شیو کی توہین کی تاب نہ لا کر جل مری تو پھر وہ ہماوت ہمالہ
اور اس کی خوبصورت مَنا (MENA) کی بیٹی کی حیثیت سے پیدا ہوئی تو اب اس کا نام 'اُما'
اور 'پاربتی' تھا۔

وشنو پران کے مطابق ——— "(اپنے باپ) دکش کے غیظ و غضب کی بناء پر ستی اپنا
بدن چھوڑ گئی۔ پھر وہ ہماوت (ہمالہ) اور اس کی بیوی مَنا (MANA) کی بیٹی بن کر پیدا
ہوئی۔ شیو دیوتا نے اُما سے دوبارہ بیاہ کر لیا۔ اُما اس (شیو) کی سابق بیوی (ستی) سے
مشابہ تھی۔"

اس بات پر عمومی اتفاق ہے کہ ستی اپنے شوہر شیو دیوتا اور اپنے باپ پرجاپتی دکش
کے تنازعے کی تاب نہ لا کر یا تو مر گئی یا اس نے خودکشی کر لی۔ ہندوؤں کی ایک بعد کی
تصنیف "کاشی کھنڈ" (KASI KHANDA) کی رو سے وہ آگ میں داخل ہو کر 'ستی' ہو گئی یعنی جل
مری ——— دیوی (مہا دیوی) بہترین اور مثالی بیوی کا نمونہ اس وقت بنی جب وہ
ستی کے روپ میں شیو دیوتا میں شیو دیوتا کی بیوی تھی۔ اس طرح اسے مثالی ہندو بیوی کا نمونہ
تصور کیا جاتا ہے اور ستی ہو کر یعنی آگ میں جل کر اس نے جو مثال قائم کی مذہب پرستوں کے
ایک خیال کے مطابق اسی سے ہندوؤں کے ہاں ستی ہونے یعنی شوہر کے ساتھ جل کرنے
کی رسم شروع ہوئی۔

جب شیو دیوتا اپنی بیوی ستی کی لاش اٹھائے ہوئے ہولناک اور تباہ کن رقص کر رہا

کر رہا تھا تو وشنو دیوتا نے اپنے ہتھیار سُدرشن چکر سے ستی کی لاش پچاس یا اکاون ٹکڑے کر کے بکھیر دیئے تھے۔ مُردہ ستی کے یہ ٹکڑے جن مقامات پر گرے وہ پِتھا ستھان، (PITHA-STHANA) کہلاتے ہیں۔ پِتھا ستھان کے معنی نشست، کے ہیں۔ ویسے لفظی معنی "نشست کی جگہ۔ بیٹھنے کی جگہ"۔ ان مقامات میں جوالا مکھی (JWALA-MUKHI)، وِندھیا واسنی (VINDHYA VASINI)، کالی گھاٹ (KALI-GHAT) بھی شامل ہیں۔ بھارت کے ان تینوں مقامات اور دوسری جگہوں پر دیوی (مہادیوی) یا ستی کی مختلف صورتوں کی خاطر مندر بنا دیئے گئے۔

ستی جب جل کر مر گئی تو شِو بیوی کے جل مرنے کی خبر سن کر صدمے کی وجہ سے بیہوش ہو گیا۔ ہوش میں آنے کے بعد وہ فوراً آسمان پر دریا کے کنارے پہنچا۔ وہاں اسے محبوب بیوی کی لاش نظر آئی۔ وہ سفید پوشاک میں ملبوس تھی۔ ایک ہاتھ میں مالا تھی۔ وہ اُجلے ہوئے سونے کی طرح دمک رہی تھی۔ جب شِو نے اپنی بیوی کا بے جان بدن دیکھا تو اس کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ جب ہوش میں آیا تو آنسو بھری آنکھوں سے اس (ستی) کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے غمزدہ لہجے میں اس سے کہنے لگا۔

"اے میری محبوب ستی اُٹھ، میں شنکر ہوں، تیرا مالک مجھے دیکھ، تیرے پاس آیا ہوں۔ میں تیری رفاقت میں ساری چیزوں کو تشکیل کرنے والا ہوں۔ عظیم ہوں، تمام مسرتیں بخشتا ہوں، مگر اے میری قوت تیرے بنا تو میں لاش کی مانند ہوں، ناتواں ہوں اور کچھ نہیں کر سکتا، تو پھر اے میری محبوبہ تو مجھے کیسے چھوڑ سکتی ہے؟ مسکراہٹوں کے ساتھ، اپنی نظروں سے امرت کی طرح کوئی میٹھی بات کر اور میرے دل پر اپنے نرم بولوں کی برکھا برسا دے، جو صدمے سے جھلس گیا ہے۔

پہلے جب تو مجھے دور سے ہی دیکھ لیتی تھی تو انتہائی اشتیاق
بھری باتوں سے میرا خیر مقدم کیا کرتی تھی، پھر تو آج مجھ سے
خفا کیوں ہے؟ مجھ سے کیوں نہیں بولتی جو صدمے سے
اس طرح آہ و زاری کر رہا ہے۔ اے میری روح کی مالک
اُٹھ! اے جگ ماتا اُٹھ! کیا تو مجھے یہاں روتے نہیں دیکھ
رہی ہے۔ اے خوبرو تو نہیں مر سکتی، پھر اے میری وفادار
بیوی تو معمول کے مطابق میری تعظیم کیوں نہیں بجا لاتی؟ اور تو
اپنی شادی کے عہد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے میری پکار کی
اس طرح کیوں نافرمانی کر رہی ہے؟

شِو نے یہ باتیں کر کے سَتی کے بے جان جسم کو اُٹھایا اور جدائی کے صدمے کی وجہ سے اسے اپنے سینے سے لپٹا لیا۔ اسے بار بار چوما۔ اس کے ہونٹوں سے ہونٹ، چھاتی سے چھاتی ملا کر شِو نے سَتی کی لاش چپکائے رکھی اور کئی بار بے ہوش ہونے کے بعد اٹھا اور سَتی کی لاش اپنے سینے سے بھینچے رنج سے پاگل سا ہو کر آگے کو لپکا۔ ہوش و حواس سے عاری انسان کی مانند، کائنات کا وہ معلّم (شِو) ساتوں دُوِیپ (DWIPAS) میں گھوما، حتّٰی کہ صدمے اور تکان سے چُور چُور ہو کر وہ بڑ کے ایک درخت کے نیچے بے ہوش ہو کر گر گیا۔ دیوتا اسے اس حالت میں دیکھ کر بہت حیران ہوتے وہ برہما اور وِشنو کے ساتھ اس جگہ پہنچے جہاں شِو بے سُدھ پڑا تھا۔ وِشنو نے بے ہوش شِو کا سر اپنے سینے سے لگا لیا اور زور زور سے رونے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ اپنے دوست (شِو) کا حوصلہ یہ کہہ کر بڑھانے لگا۔

"اے شِو ہوش میں آ اور جو کچھ میں کہتا ہوں سن۔ سَتی تجھے دوبارہ

۵۶: دُوِیپ (DWIPAS)؛ دُوِیپ کے لغوی معنی جزیرے کے ہیں۔ تفصیل زیرِ نظر باب تعارف میں شامل ہے۔

یقیناً مل جائے گی کیونکہ جس طرح خشکی پانی سے، حدت آگ
سے، بُو دھرتی سے یا روشنی سورج سے الگ نہیں ہو سکتی اسی
طرح شِو اور سَتی بھی ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے۔"

وِشنو کی یہ باتیں سن کر شِو نے نقاہت سے آنسوؤں سے تر آنکھیں کھولیں اور کہنے لگا۔

"اے نورانی پیکر تو کون ہے؟ تیرے ساتھ یہ کون ہیں؟ میں
کون ہوں اور میرے خدام کہاں ہیں؟ تو اور یہ کہاں جا رہے
ہیں، میں کہاں ہوں اور کہا جا رہا ہوں؟"

وِشنو یہ باتیں سن کر رونے لگا۔ وِشنو اور شِو کے آنسوؤں سے ایک جھیل بن گئی۔ اس وقت سے یہ جھیل مشہور زیارت گاہ کا درجہ حاصل کر گئی۔ بالآخر وِشنو نے شِو کو پُرسکون کیا۔ وِشنو کی باتوں سے شِو کو تسکین پہنچی۔ اسے سَتی نظر آئی۔ وہ اس اِرش کے سامنے ہیروں جڑے رتھ میں بیٹھی تھی، اس کے ساتھ کئی خادمائیں تھیں۔ سَتی قیمتی لباس میں ملبوس تھی اور زیور پہنے جگمگا رہی تھی۔ اس کا حلیم اور پُرسکون چہرہ خوبصورت مسکراہٹ سے دمک رہا تھا۔ سَتی شِو سے مخاطب ہوئی:

"اے مہا دیو، میری روح کے مالک، حوصلہ رکھو، میں اپنے کسی
بھی وجود میں ہوں۔ اپنے مالک سے کبھی الگ نہیں ہوں گی
اور اب میں نے دوبارہ تیری بیوی بننے کی خاطر ہماوت
(ہمالیہ) کے ہاں جنم لیا ہے، چنانچہ اب مزید دکھی مت ہو..."

سَتی شِو کو اس طرح تسلی دے کر غائب ہو گئی۔ شِو کے دل سے جدائی کا صدمہ مٹ گیا اور خوشی سے اس کی روح معمور ہو گئی۔

اُما

دیوی (مہادیوی) کا ایک روپ اُما (UMA) ہے۔ شِو دیوتا کی بیوی سَتی اپنے شوہر

شِو دیر ملک کے ساتھ اپنے باپ دَکش کے اہانت آمیز سلوک کو برداشت نہ کرتے ہوئے جل مری تھی تو اس کے بعد اس نے ہماوَت (ہماون۔ ہمالہ) یعنی کوہ ہمالیہ کے دیوتا ہماوَت اور اس کی بیوی مِنَ (MENA) کے ہاں جنم لیا۔ اب اس کا نام اُما تھا۔[*] اُما کے معنی روشنی یا نور کے بھی ہیں۔ 'اُما' کے معنی 'سَن' یا 'ہلدی کا پودا' بھی کئے گئے ہیں۔ بعض شارحین نے 'اُما' کے معنی 'علم' کئے ہیں۔

'اُما' آریائی دیوی نہیں تھی اور ویدوں میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ دراصل یہ غیر آریائی یا غیر ویدی 'ماتا دیوی' ہے اور ہو سکتا ہے کہ 'اُما' کا اصل نام ہیم وَتی ہو۔ اوپرٹ (OPPERT) نے اپنی کتاب 'ORIGINAL INHABITANTS OF INDIA' میں اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ 'اُما' کا نام دراوڑی لفظ 'اَمّا' (AMMA) سے نکلا ہے اور دراوڑیوں کی ماتا دیوی عام طور پر 'اَمّا' کہلاتی رہی۔ دراوڑوں کی دیوی 'اَمّا' کی سواری گائے تھی۔ متعدد قدیم تمدنوں میں گائے کا ماتا دیویوں سے علامتی تعلق رہا ہے۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ اُما ایک پہاڑی لڑکی تھی جو ہمالیائی پہاڑوں میں پھرتی رہتی تھی اور وہیں بسیرا کرتی تھی۔

اُما کا ذکر سب سے پہلے 'کَن' (KENA) اُپ نِشد میں ملتا ہے۔ اس اُپ نِشد میں اُسے اُما ہیم وَتی (UMA - HAIMAVATI) کہا گیا ہے یعنی ہماوَت (ہمالہ) کی بیٹی کہا گیا ہے 'کَنا' اُپ نِشد ہی میں اُما کو برہما دیوتا اور دوسرے دیوتاؤں کے مابین مصالحت کرانے والی کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ دیوتاؤں کے اس تنازعے کے بارے میں اُما کی تیز بینی کی وجہ سے کچھ شارحین نے اُما کے معنی "علم" کے بھی کئے ہیں۔

بظاہر یوں لگتا ہے کہ اُما کو گفتار کی دیوی 'واچ' سے بھی ملا دیا گیا تھا۔ دیوی (مہادیوی)

---

[*] ۔ اُما کے علاوہ اس کا نام اب پاربتی بھی تھا۔ زیرِ نظر کتاب (بھولی بسری کہانیاں) کی پہلی کہانی 'شِو پاربتی' ہے اس میں یہ سب تفصیل شامل ہے۔

اُما کے روپ میں آسمانی عقل و خرد کی تجسیم یا مظہر بھی ہے۔

مارکنڈیا (MARKANDEYA) پُران کی رو سے اُما زندگی کو برقرار رکھنے والی نباتات سے دنیا کو غذا فراہم کرتی ہے۔ یہ حیات بخش نباتات برسات کے موسم میں اُما کے بدن سے پھوٹتی ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اُما کو اناج کی دیوی تصور کیا جاتا ہو — اُما حسن اور روشنی کی دیوی ہے مگر یہ تو معبودۂ زریں (اُما) کی صرف ایک خصوصیت ہے کہ وہ زرخیزی اور شادابی کی دیوی ہے یا فصلوں کی دلہن ہے۔ فصلوں کی دلہن کی حیثیت سے وہ گَوری، یا جگدّ گوری ہے۔

پاربتی

پاربتی (PĀRVATI) دراصل دیوی (مہادیوی) کا ہی ایک شفیق روپ ہے ’پاربتی‘ کے معنی ہیں ”پربت کی بیٹی۔ دُخترِ کوہ“ وہ ہمالیہ کی تجسیم یا مظہر ہے کیونکہ ہندو اساطیری روایات کی رو سے وہ ہماوت (ہماون۔ ہمالہ) کی بیٹی کی حیثیت سے پیدا ہوئی تھی۔ وہ اپنے حسن اور نیکی کے لحاظ سے ساری مخلوق سے زیادہ خوبصورت اور پارسا ہے۔ پاربتی اپنے کوہستانی گھر میں اسی طرح حسن و شباب کو پہنچی جیسے نیا چاند اپنی تابانی کے انتہائی عروج کو بتدریج پہنچتا ہے۔

لڑکپن میں پاربتی کو آسمان سے آتی ہوئی ایک آواز سنائی دی جو اسے کہہ رہی تھی کہ وہ شیو کو اپنا شوہر بنانے کے لئے تپسیا کیا کرے کیونکہ اس (شیو) کو اور کسی ذریعے سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ مگر پاربتی کو اپنے حسن و شباب پر اس قدر ناز تھا کہ اس نے آسمانی ہدایت کو قابلِ توجہ نہیں جانا۔ اس ہدایت کا تمسخر اڑاتے ہوئے وہ سوچنے لگی کہ پچھلے جنم میں جب وہ آگ میں جل کر مر گئی تھی تو شیو کو بے حد صدمہ ہوا تھا تو کیا اب وہ اپنے اس نئے جنم میں اسے اپنی بیوی نہیں بنائے گا؟ پھر وہ گذشتہ جنم میں میاں بیوی رہ چکے تھے اسی لئے اب بھی میاں بیوی ہونا ان کے لئے مقدر ہو چکا تھا تو اب ان دونوں میں جدائی کیسے برقرار

رہ سکتی ہے۔ اسے اپنی جوانی، جمال، کشش اور دوسری خوبیوں پر پورا پورا بھروسہ تھا کہ شو جب اس کا نام سنے گا تو اسے اپنی بیوی بنانے کے لئے بے تاب ہو جائے گا چنانچہ پاربتی نے تپسیاؤں کے ذریعے شو کو حاصل کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی بلکہ دن رات سہیلیوں کیساتھ ہنسی خوشی کھیلنے میں مگن رہتی۔ مگر اس کا خیال غلط نکلا اور اپنے نئے جنم میں شو کی بیوی بننے کے لئے اسے سخت تپسیائیں کرنا پڑیں۔ اس سلسلے میں تفصیل زیر نظر کتاب میں شامل شو پاربتی کی کہانی میں دیکھی جا سکتی ہے۔

پُرانوں (PURANAS) کی اساطیر میں پاربتی کو متعدد دوسری دیویوں میں ملا دیا گیا ہے یا ان سے اس کا تعلق قائم کر دیا ہے۔ ان دوسری دیویوں میں غالباً کچھ علاقائی دیویاں تھیں بعد میں ان سب کو شو دیوتا سے متعلق اساطیر ضم کر دیا گیا اور ہر دیوی کو شو کی شکتی (نسائی قوت) سمجھا گیا۔ شو کی اس شکتی کو بحیثیت مجموعی دیوی (مہا دیوی) کا مظہر یا تجسیم سمجھا گیا۔ شو کی شکتی کے طور پر پاربتی کو جگد ماتا (JAGADMĀTĀ - جگت ماتا یعنی دنیا کی ماں اور پراکرتی (پرکرتی - PRAKRTI[۱]) یعنی فطرت یا مادّے ملا دیا گیا۔

پاربتی سے متعلق بہت سی اساطیری کہانیاں پُرانوں وغیرہ کی وساطت سے آج کے زمانے تک پہنچی ہیں۔ ان اساطیر سے عورت کی مختلف اور گوناگوں خصوصیات جھلکتی ہیں اس طرح کی ایک سے زیادہ کہانیاں زیر نظر کتاب میں شامل شو پاربتی کی کہانی میں شامل ہیں پُرانوں میں شو پاربتی کی کہانیوں میں عام طور پر ان دونوں کو اختلاط میں مصروف بنایا گیا ہے یا پھر کبھی اس عالم میں کہ دونوں کیلاش پربت پر بیٹھے ہوتے ہیں اور شو اسے دقیق نکات سمجھا

---

[۱] ۔ پرکرتی ، فطرت ۔ جو پرش روحانی (جوہر روح) کے برعکس مادہ ۔ تخلیق کائنات کے وقت پرکرتی خالق کی مرضی یا ارادے کا تجسیم (مظہر) اور مادیں (مؤنث) کی اوّلین صورت تھی ۔ اس صورت میں پرکرتی کو مایا (MAYA - واہمہ - فریب نظر) سے ملا دیا گیا۔ پرکرتی کسی بھی دیوتا کی نسائی توانائی یا قوت بھی ہے۔

رہا ہوتا ہے ——— بھاگوت (بھاگ بَت) پُران میں ایک کہانی یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ ایک مرتبہ پارَبتی اپنے شوہر شِو دیوتا کی گود میں بالکل عریاں حالت میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک کوئی رِشی (RISHI - دانا - فرزانہ) بغیر اطلاع دیئے وہاں آنکلا۔ پارَبتی بری طرح پریشان ہو گئی۔ شِو نے بیوی کی دلجوئی کے لئے فیصلہ دے دیا کہ آئندہ کوئی مرد اس طرح مخلِ انداز ہوا تو وہ فوراً ہی عورت بن جائے گا۔

کبھی کبھی ان میں جھگڑا بھی ہو جاتا ایک بار شِو نے اس کا مذاق اڑایا، طعنہ دیا کہ وہ تو کالی ہے۔ یہ بات ٹھیک تو تھی کیونکہ پارَبتی کا رنگ گہرا سانولا یا کالا تھا۔ لیکن اس کے بدن کے حوالے سے کالے رنگ کا مذاق اڑانا پارَبتی پہ بہت گراں گزرا، اتنا کہ وہ برائے چندے شِو سے الگ ہو کر ایک گھنے جنگل میں چلی گئی۔ وہاں اس نے شدید تپسیا کی، حتیٰ کہ برہما دیوتا نے اسے برکت دی کہ اس کا رنگ سنہری ہو جائے گا چنانچہ اس کا جسم سنہری ہو گیا اور وہ گوری (GAURI) کے نام سے مشہور ہو گئی۔

گو پارَبتی ہر وقت اپنے شوہر کے ساتھ رہتی تھی اس کے باوجود ان کے ازدواجی تعلقات مثالی نہیں تھے۔ یہ صورت حال اس وقت سے مختلف تھی جب پارَبتی پچھلے جنم میں سَتی کی حیثیت سے شِو کی بیوی تھی۔ چنانچہ شِو اور پارَبتی کا بیٹا جنگ کا دیوتا کارتکیہ ——— (KAR-T TIKEYA) اس وقت پیدا ہوا جب اگنی دیوتا نے مداخلت کی اور گنگا نے مدد کی۔ اکثر و بیشتر دونوں میاں بیوی شِو اور پارَبتی خوش رہتے تھے اور پارَبتی اپنے شوہر کو خوش رکھنے اور اچھی بیوی ثابت ہونے کی کوشش تو بہت کرتی تھی مگر وہ لڑتے جھگڑتے بھی بہت تھے۔ تنازعہ اکثر اس بات پہ ہوتا کہ شِو تو کسی کو سراپ (بددعا) دینا چاہتا مگر پارَبتی اسے برکت دینے کی خواہاں ہوتی۔ ان کا سنگین ترین تنازعہ اس وقت ہوا تھا جب شِو اسے مذہبی کتابوں کے دقیق نکات سمجھا رہا تھا، وہ کچھ نہیں سُن رہی تھی۔ شِو نے غصے میں آکر اسے مچھیرن بنا دیا۔ یہ اسطورہ زیرِ نظر کتاب کی کہانی شِو پاربتی میں شامل ہے۔

پاربتی کو تصویروں میں بہت خوبصورت اور صاف رنگ کی خاتون دکھایا جاتا ہے

دُرگا

دیوی (مہا دیوی) کا ایک رُوپ دُرگا ۱؎ (DURGA) دیوی ہے اور یہ اس کا غضب ناک رُوپ ہے۔ دیوی، مہادیوی کے غضب ناک اور خوں ریز روپ کئی ہیں مگر دُرگا دیوی ان میں سب سے مقبول ہے۔ دُرگا شِو دیوتا کا جلال بھی جاتی ہے۔ دیوی اپنے اس رُوپ میں سَتی، اُما اور پاربتی سے قطعی مختلف ہے۔ ستی، اُما اور پاربتی عام عورتوں کی مانند ہیں اور بیشتر عورتوں کی صفات سے متصف ہیں۔ مگر دُرگا کی حیثیت سے وہ انتہائی جنگجو ہے اور دیوتاؤں اور انسانوں کے دشمن اَشوروں اور عفریتوں کا خاتمہ کرنے کے لئے دھرتی پر آئی۔

دُرگا کے بدن کا رنگ سنہری (زرد) ہے۔ وہ بے حد حسین تو بے شک ہے مگر ساتھ ہی اس کا چہرہ بہت خشمناک بھی ہے کیونکہ دُرگا تو وجود میں آئی ہی ہلاک کرنے کے لئے تھی اس کے دس ہاتھ ہیں اور تقریباً ہر ہاتھ میں کوئی نہ کوئی ہتھیار لئے رہتی ہے۔ بڑے ہی غضب ناک انداز میں شیر کی سواری کرتی ہے۔

ایک روایت کے مطابق دُرگا کی تخلیق برہما، وِشنو، شِو اور دوسرے دیوتاؤں کے منہ سے نکلنے والے شعلوں سے ہوئی تھی۔ اس کی تخلیق کا مقصد عفریتوں خصوصاً مہیش (MAHISHA) نامی ایک عفریت کو قتل کرنا تھا۔ عفریتوں کے اس حکمران مہیش نے تپسیائیں کر کے اتنی قوت حاصل کر لی تھی کہ دیوتاؤں کو آسمانی سلطنت سے نکال باہر کرے، اس نے دیوتاؤں کو جنگ میں مغلوب کر لیا، اس نے دیوتاؤں کی حالت یہ بنا دی کہ وہ پیٹ بھرنے کے لئے زمین پر فقیروں کی طرح پھرنے لگے۔ اندر سب دیوتاؤں کو پہلے برہما اور پھر شِو کے پاس لے گیا، مگر یہ دونوں ان کی کوئی مدد نہیں کر سکے۔ پھر وہ سارے وِشنو

۱؎ دُرگا: ایک بھجن میں قربانی کے شعلے کا وصفی نام بھی دُرگا بتایا گیا ہے۔

کے پاس پہنچے۔ وشنو ان کی بری حالت دیکھ کر اس قدر دکھی ہو گیا کہ اس کے چہرے سے روشنی کی ندیاں پھوٹنے لگیں۔ اس روشنی سے درگا[1] پیدا ہوئی۔ دوسرے دیوتاؤں کے چہروں سے بھی روشنی کی دھاریں بہہ نکلیں یہ روشنی بھی درگا کے بدن میں ہو گئی۔ اس طرح وہ آتشیں پہاڑ کی مانند نور کا مجسمہ بن گئی۔ دیوتاؤں نے دہشت ناک درگا کو اپنے ہتھیار دیئے۔ پھر وہ ڈراؤنے انداز میں چلائی اور فضا میں بلند ہو گئی۔ اس نے مہیش کو ہلاک کر کے دیوتاؤں کو اس سے نجات دلائی۔

ومنا (VAMNA) پران میں درگا کی پیدائش اور اس کے ہاتھوں مہیش کے قتل کی اسطورہ ذرا مختلف انداز میں یوں آئی ہے کہ جب دیوتا مہیش کے ہاتھوں زک اور مصیبتیں اٹھا کر وشنو دیوتا کے پاس پہنچے تو خود وشنو اور اس (وشنو) کے حکم پر برہما، شو اور دوسرے دیوتاؤں نے اپنی آنکھوں اور چہروں سے ایسے شعلے اگلے کہ روشنی کا ایک پہاڑ بن گیا، اس منور پہاڑ سے درگا[2] نمودار ہوئی۔

وہ شباب کے عالم میں ہی پیدا ہوئی تھی اور ایک ہزار سورجوں کی طرح ضوفشاں تھی اس کے بال کالے تھے، تین آنکھیں اور اٹھارہ ہاتھ تھے۔ پیدا ہوتے ہی دیوتاؤں نے اسے ہتھیار دیئے اور اس کے ہر ہاتھ میں دیوتاؤں کا دیا ہوا کوئی نہ کوئی ہتھیار تھا۔ یہ خصوصی ہتھیار دیوتاؤں کی آسمانی قوت کی علامت تھے۔ وشنو دیوتا نے اسے اپنا سدرشن چکر، شو نے سہ پہلو برچھا، ورون (وارون) نے سنکھ، اگنی نے شعلہ ریز بھالا، وایو نے کمان، سوریہ (سورج) نے ترکش اور تیر، یم نے آہنی سلاخ، اندر نے صاعقہ برق، برہما نے ایک مالا اور پانی کا برتن، کل (KALA) نے ڈھال اور تلوار، کوبیر (کوویر) نے گرز، شیش ناگ نے سانپ کا

ص۱۔ درگا: اس موقع پر اسطورہ میں "مہامایا" (MAHĀ MAYA) بھی اس کا نام لکھا گیا ہے۔

ص۲۔ اسطورہ میں اس جگہ درگا کا نام "کت یاینی" (KATYĀYINI) آیا ہے۔

ہار۔ وِشوکرما (VISVAKARMA) نے جنگی کلہاڑا اور سمندر نے ضرب لگنے والے ہتھیار دیئے ہماوت (ہماون۔ ہمالہ) نے سواری کے لئے ایک شیر دیا۔ اس کے علاوہ سمندر نے اسے قیمتی ہیرے بھی دیئے، اور دودھ کے سمندر نے اسے موتیوں کا ہار دیا۔

ہیبت ناک ہتھیاروں سے مسلح ہو کر دُرگا وِندھیاچل (وندھیا پہاڑ) میں مہیش کی مملکت میں دَر آئی۔ وہاں اسے چنڈا (CHANDA) اور منڈا (MANDA) نامی دو اشوروں (اسروں) نے دیکھ لیا۔ وہ اس کے حسن سے مسحور ہو گئے۔ انہوں نے مہیش کے پاس جا کر اس کی خوبصورتی بیان کی۔ یہ سن کر ان کا بادشاہ مہیش دُرگا کو حاصل کرنے پر تل گیا۔ جب اس نے دُرگا کو شادی کا پیغام بھیجا تو وہ بولی کوئی لڑائی کر کے مجھے جیت لے۔ مہیش آیا اور اس سے نبرد آزما ہوا، بالآخر دُرگا اپنی سواری کے شیر سے نیچے اتر آئی اور مہیش کی کمر پر چڑھ گئی وہ اس وقت بھینسے کی صورت اختیار کئے ہوئے تھا۔ دُرگا نے اپنے نازک پاؤں اس کے سر پر ایسی طرح مارے کہ وہ بے اوسان ہو کر زمین پر گر گیا۔ دُرگا نے اپنی تلوار سے اس کا سر کاٹ لیا[۱۲۱]

اس کے بعد دیوی (مہا دیوی) نے دُرگا نامی عفریت کو زیر کیا۔ اس عفریت دُرگا کا خاتمہ کر دینے کی وجہ سے دیوی (مہا دیوی) کا نام 'دُرگا' قرار پایا۔ دُرگا عفریت نے تینوں دنیائیں فتح کر لی تھیں اور دیوتاؤں کی جی بھر کے دُرگت بنائی تھی۔ اس نے اندر دیوتا اور شانوی درجے کے دیوتاؤں کو ان کے آسمان سے بھگا کر جنگلوں میں رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اندر کے علاوہ دُرگا عفریت نے وایو دیوتا، چندر (چاند) دیوتا، یم ورُون، اگنی، کوبیر، وسنی، رُدر اور سوریہ (سورج) دیوتا کو بھی نیچا دکھا دیا تھا، اس نے تمام مذہبی رسمیں بھی زبردستی بند کر دیں۔ برہمنوں نے اس کے خوف سے وید پڑھنا چھوڑ دیئے۔ دیوتا اور ان کی بیویاں اس کی پرستش کرنے پر مجبور ہو گئے، دریاؤں کی گزرگاہیں تبدیل ہو گئیں۔ آگ کی تاثیر جاتی رہی

۱۲۱۔ ایک روایت کے مطابق دُرگا نے مہیش کو اپنے نیزے سے ہلاک کیا تھا۔

اور ستارے دہشت زدہ ہو کر غائب ہو گئے۔ دُرگا عفریت نے سارے عناصر فطرت پر قابو پالیا، وہ جب چاہتا بادل سن کر جب اور جہاں چاہے بارش برسا دیتا۔ دھرتی خوف کے مارے وافر فصلیں دینے لگی اور درختوں پر بے وقت اور بے موسمی پھول کھلتے اور پھل لگتے۔

دُرگا عفریت کی چیرہ دستیوں سے پٹے پٹائے دیوتا فریاد لے کر شِو دیوتا کے پاس پہنچے اور اس سے مدد مانگی۔ اندر نے شِو سے کہا:

"اس نے میرا تخت چھین لیا ہے۔"

سُوریہ (سورج) نے فریاد کی:

"اس نے میری سلطنت ہتھیا لی ہے"

شِو نے ان پر ترس کھاتے ہوئے انہیں اپنی 'دیوی' (مہا دیوی) سے رجوع کرنے کی صلاح دی وہ ان کی چارہ جوئی کے لئے آمادہ ہو گئی۔ دیوی (مہا دیوی) نے پہلے کال راتری (KALARĀTRI) تاریک رات کو دُرگا عفریت سے نمٹنے کے لئے روانہ کیا۔ کال راتری اس قدر صاحب جمال تھی کہ تینوں دنیاؤں کے باسی اس کے حسن سے مسحور ہو گئے۔ اسے دیوی نے خاص طور پر تخلیق کیا تھا۔ دیوی نے کال راتری کے ذریعے دُرگا عفریت کو حکم دیا کہ وہ صورت حال کو پہلے کی طرح بحال کر دے۔ دُرگا عفریت نے سخت طیش میں آ کر اپنے سپاہیوں کو بھیجا کہ کال راتری کو گرفتار کر لیں مگر کال راتری نے اپنے منہ کے سانس سے اس کے سارے سپاہیوں کو جلا کر راکھ بنا دیا۔ اب دُرگا عفریت نے اپنے تیس ہزار عفریت بھیجے۔ وہ اتنے بڑے بڑے تھے کہ زمین ان سے بھر گئی۔ ان عفریتوں کو دیکھ کر کال راتری بھاگی دیوی (مہا دیوی) کے پاس پہنچی۔

اب دیوی (مہا دیوی) نے دُرگا عفریت سے خود لڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ کیلاش پربت سے اتری اور جنگ کرنے نکل کھڑی ہوئی۔ دُرگا عفریت نے 'دیوی' (مہا دیوی) کے مقابلے کے لئے جو فوج میدانِ جنگ میں جھونکی وہ دس کروڑ جنگی رتھوں، ایک کھرب بم، ار ب ہاتھوں

اور ایک کروڑ گھڑ سواروں پر مشتمل تھی۔ لاتعداد فوجی سپاہی اس کے علاوہ تھے۔ دیوی (مہا دیوی) نے اپنی مدد کے لئے طرح طرح کی مخلوق کو بلا لیا اور دُرگا عفریت کا سامنا کیا۔ جب دُرگا عفریت نزدیک آیا تو دیوی (مہا دیوی) نے اپنے ایک ہزار بازو اور اپنے بدن سے بہت سارے ہتھیار بھی پیدا کر لئے۔ دُرگا عفریت کے ساتھیوں نے طوفانی بارش کی طرح دیوی (مہا دیوی) پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ انہوں نے درخت اور پہاڑ اکھاڑ کر دیوی (مہا دیوی) پر پھینکے۔ اس وقت وہ وِندھیاچل (وِندھیا پہاڑ) پر بیٹھی تھی۔ مگر دیوی نے ایک ایسا ہتھیار چلایا جس سے عفریتوں کے بے شمار بازو کٹ گئے اور ان کی بیشتر فوج تباہ ہو گئی۔ دُرگا عفریت نے دیوی (مہا دیوی) پر دو شعلہ اگلنے بھالے پھینکے اور اس کی چھاتی پر ایک تیر چلایا۔ مگر دیوی (مہا دیوی) نے ایک سو تیر چلا کر انہیں بے کار کر دیا۔ دُرگا عفریت نے ایک اور تیر چلایا۔ گُنہ اور لڑکدار سلاخ سے حملہ کیا مگر دیوی (مہا دیوی) نے یہ بھی ناکام بنا ڈالے۔ اب اس نے عفریت کو پکڑ لیا اور اپنا پاؤں اس پر رکھ دیا۔ دُرگا عفریت نے کشمکش کر کے دیوی سے خود کو آزاد کرا لیا اور دوبارہ لڑنا شروع کر دیا۔۔۔۔ دیوی (مہا دیوی) نے اب اپنے بدن سے نوّے لاکھ جاندار پیدا کئے جنہوں نے دُرگا عفریت کی پوری فوج کا خاتمہ کر دیا۔ دُرگا عفریت نے شدید ژالہ باری کر دی مگر دیوی نے سَشُورَنُو (SASHONU) نامی ایک ہتھیار کی مدد سے اولوں کی زد سے خود کو بچا لیا۔ دُرگا عفریت نے دیوی پر ایک پہاڑ پھینکا مگر اس نے اس پہاڑ کے سات ٹکڑے کر ڈالے اور ان ٹکڑوں پر اس نے تیروں کی بارش کر کے انہیں بے ضرر کر دیا۔ اس کے بعد دُرگا عفریت نے پہاڑ جتنے بڑے ایک ہاتھی کی صورت اختیار کر لی مگر دیوی نے اس کی ٹانگیں جکڑ دیں اور اپنے سروہی نما نوکیلے ناخنوں سے اس ہاتھی کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔۔۔ اب دُرگا عفریت ایک عظیم الجثہ بھینسا بن گیا۔ اس نے اپنے سینگوں سے درخت اکھاڑ کر دیوی (مہا دیوی) پر دے مارے اور اپنے نتھنوں کی سانس سے درخت چیر ڈالے۔ دُرگا عفریت نے اس پر پتھر اور پہاڑ بھی

بھی برساتے۔ دیوی (مہادیوی) نے دُرگا عفریت کو اپنے کارگر ہتھیار سہ شاخہ (ترسول) سے چھید ڈالا اور اسے اپنی اصلی صورت اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ دُرگا عفریت کے ایک ہزار ہاتھ تھے اور ہر ہاتھ میں ایک ایک ہتھیار تھا۔ دیوی (مہادیوی) اسے اپنے ایک ہزار ہاتھوں سے پکڑ کر اوپر ہوا میں لے گئی اور پھر پوری قوت سے اسے نیچے دھرتی پر دے پٹخا۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ اب بھی نہیں مرا تو دیوی (مہادیوی) نے اس کے سینے کو اپنے تیر سے چھید ڈالا۔ اب وہ دم توڑ گیا۔ اس کے منہ سے خون دھاروں کی صورت میں ابلنے لگا۔

اس فتح کے بعد دیوی (مہادیوی) کا نام دُرگا پڑ گیا۔ دیوتا اب بہت خوش ہوئے اور جلد ہی انہوں نے اپنی شان و شوکت دوبارہ حاصل کر لی۔ دُرگا کی مورتی کے ساتھ لکشمی سرسوتی، جنگ کے دیوتا کرتکیہ اور عقل و دانش کے دیوتا گنیش کی مورتیوں کی بھی اکثر پوجا ہوتی ہے ——— بنگال کے ہندوؤں میں دُرگا پوجا کا تہوار سب تہواروں سے زیادہ مقبول و پسندیدہ ہے۔ دُرگا پوجا کا تہوار تین دن تک جاری رہتا ہے۔ جو ہندو ملازمتوں اور کاروبار وغیرہ کے سلسلے میں گھروں سے باہر ہوتے ہیں وہ درگا پوجا کے موقعہ پر گھروں کو لوٹ آتے ہیں اس کے لئے بھینسے اور بکریاں قربان کی جاتی ہیں۔ رات گئے تک ضیافتیں ہوتی رہتی ہیں۔ رقص و سرود کی محفلیں جمتی ہیں۔ درگا پوجا کا تہوار گو موسم خزاں میں منایا جاتا ہے۔ مگر موسم بہار میں بھی اس کی پوجا ہوتی ہے، گو زیادہ نہیں ہوتی۔

تصویروں میں دُرگا کو سنہری رنگ کی انتہائی خوبصورت خاتون کی شکل میں دکھایا جاتا ہے اس کے دس ہاتھ دکھائے جاتے ہیں، ایک ہاتھ میں بھالا ہوتا ہے جس سے وہ مہیش عفریت کو قتل کرتی نظر آتی ہے۔ ایک بائیں ہاتھ میں سانپ کی دُم دکھائی جاتی ہے۔ ایک ہاتھ وہ عفریت کے سر کے بال پکڑے ہوتی ہے۔ جس کے سینے کو ایک سانپ ڈس رہا ہوتا ہے دُرگا کے دوسرے ہاتھوں میں ہتھیار ہوتے ہیں۔

کالی دیوی

دیوی (مہا دیوی) کا ایک روپ ہے جو درگا دیوی سے بھی زیادہ خوفناک ہے۔ اس کا نام کالی (KALI) ہے ___ شِو دیوتا اپنی غارت گرانہ حیثیت میں کالی دیوی کا شوہر ہے۔

کالی (KALI) کے معنی ہیں "وقت کی فاتح"۔ کالی کے معنی سیاہ (عورت) کے بھی ہیں۔ اسے کالیکا (KALIKA)، مہا کالی، کالی ما، کالی ماتا (کالی ماں) بھی کہا جاتا ہے ___ ویدوں کے دور میں اس نام "کالی" کا تعلق اگنی دیوتا (آگ) سے قائم کیا گیا تھا اور وہ اس لئے کہ اگنی دیوتا کی سات آتشیں زبانیں ہیں جو سانپ کی متحرک زبان کی مانند منہ سے باہر نکلتی اور اندر جاتی رہتی ہیں۔ یہ زبانیں چڑھاوے میں چڑھائے جلنے والے گھی کو چاٹ جاتی ہیں۔ ان سات زبانوں میں ایک زبان سب سے زیادہ سیاہ اور خوفناک ہے۔ اگنی کی اسی زبان کو "کالی" کہا گیا۔ مگر اب اگنی دیوتا کی سیاہ زبان کا یہ مفہوم اور تصور تو بھلا دیا گیا ہے۔ البتہ رفتہ رفتہ اس تصور نے ایک دیوی کی جگہ لے لی اور پھر اسے شِو دیوتا کی خونخوار اور غضب ناک بیوی کالی دیوی بنا دیا گیا چنانچہ وہ شِو دیوتا کی "شکتی" (نسائی قوت) بھی ہے

کالی کے بھی کئی روپ ہیں مثلاً چنڈی (CHANDI - غضب ناک) بھیروی (BHAIRAVI خوفناک) بھیروی کی صورت میں دراصل کالی شِو دیوتا کے ایک تندخو اور دہشت ناک روپ بھیرو (BHAIRAVA) کا ہی حصہ ہے۔ بھیرو بھی قتل و غارت گری سے کالی کی طرح بہت خوش ہوتا ہے ___ ایک جگہ شِو دیوتا کو کالی سے ہم آغوش دکھایا گیا ہے۔ شِو اور کالی ایک پیالے سے شراب پی رہے ہیں۔ پیالہ کائناتی انڈہ ہے اور شراب آفرینش کا جوہر ہے

کالی شِو دیوتا کی شکتی (نسائی قوت) ہے۔ ایک خیال کے مطابق شِو جب اپنی خشمناک کیفیت میں ہو تو اس کی خلاقی توانائی کالی ہوتی ہے۔ جب جنگ ہو تو شِو کی قوت پاروتی یا درگا دیوی ہوتی ہے اور جب شِو پرامن کیفیت میں ہو تو اس کی توانائی (شکتی) بھوانی

(BHAVĀNI) یعنی پاربتی دیوی ہوتی ہے۔

کالی کی پیدائش یا ابتدا کے بارے میں اساطیری ہندو لٹریچر میں مختلف روایتیں آئی ہیں۔ مارکنڈیہ پُران کی ایک اسطورہ کے مطابق تمام چیزوں کا سرچشمہ مہالکشمی (MAHA LAKSHMI) ہے جو ساری موجودات میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ سب میں رہتی ہے۔ مہالکشمی نے اپنی ذات سے تاریکی کا جوہر الگ کر دیا۔ اس تاریک جوہر سے ایک ڈراؤنی صورت ابھری یا اس تاریک جوہر سے مہالکشمی نے ہی وہ دہشت انگیز صورت (پیکر) تخلیق کی تھی۔ یہ پیکر رات کی طرح سیاہ تھا۔ اس کے دانت خوفناک اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ اس کے ہاتھوں میں ایک تلوار، ایک جام، ایک بُریدہ سر اور ایک ڈھال تھی اس نے گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار پہنا ہوا تھا۔ اس سیاہ نسائی پیکر کو مہاکالی (MAHĀ KALI) اکویرا (EKAVIRA)، کال راتری (KĀLARĀTRI) اور دوسرے نام دیئے گئے ——— اس کے بعد مہالکشمی نے اپنے بدن کی مقدس صفت کو پیکر میں ڈھال کر سَرسَوتی پیدا کی۔ جب مہالکشمی ان دونوں یعنی کالی اور سَرسَوتی کو تخلیق کر چکی تو اس نے ان سے کہا:۔

"چلو ہم اپنے بدن سے جڑواں دیوی دیوتا بنائیں:"

چنانچہ مہالکشمی نے ایک مرد اور ایک عورت کو تخلیق کیا ان کے نام برہما اور لکشمی تھے۔ اسی طرح مہاکالی نے شِو اور سَرسَوتی کو تخلیق کیا اور سَرسَوتی نے گوری (GAURI - پاربتی) اور وِشنو کو تخلیق کیا۔ اس کے بعد مہالکشمی نے سَرسَوتی کا برہما سے، گوری (پاربتی) کا شِو سے اور لکشمی کا وِشنو سے بیاہ کر دیا۔

لنگ پُران (LINGA PURANA) میں کہا گیا ہے کہ کالی کو دُرگا دیوی نے پیدا کیا تھا۔ اس کے باوجود کالی دُرگا سے قطعی جداگانہ دیوی ہے ——— ایک اسطورہ کے مطابق دُرگا دیوی ایک مرتبہ اسُوروں (عفریتوں) سے برسرِپیکار تھی۔ ان سب نے مل کر دُرگا پر حملہ

کر دیا۔ اپنے آپ کو شدید خطرے میں پا کر دُرگا نے اپنی آنکھ سے کالی کو پیدا کیا۔ پیدائش کے وقت سے ہی کالی ہتھیاروں سے پُوری طرح لیس تھی۔ دُرگا اور غیر معمولی قوتوں سے متصف کالی نے مل کر عفریتوں پر نیا حملہ کیا اور شدید قتلِ عام کر کے ان کا صفایا کر ڈالا۔

لنگ پُران ہی کی رو سے کالی کو پاربتی نے پیدا کیا تھا۔ دارُوکا (DARUKA) نامی ایک مادہ عفریت (مادہ اَسُور) تپسیا کر کے اس قدر طاقتور ہو گئی کہ اس نے اپنے اَسُوروں (عفریتوں) کے لشکر کی مدد سے تمام دیوتاؤں، براہمنوں (پنڈتوں) کو آگ کی طرح بھسم کر کے رکھ دیا۔ دارُوکا ایک ایسے لشکر کی سردار تھی جو اَسُورا (اسُر) عورتوں پر مشتمل تھا۔ وشنو اور دیوتاؤں نے اس خوف سے لشکر پر حملہ نہیں کیا کہ کہیں ان سے عورت کو ہلاک کرنے کا جرم سرزد نہ ہو جائے۔

شیو دیوتا بھی بے بس ہو گیا اس نے اپنی بیوی پاربتی سے کہا:

"اے حسینہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس دوارکا کو ختم کر دے"۔

پاربتی نے اپنے ہی بدن سے کالے بدن والی ایک دوشیزہ پیدا کی۔ اس سیاہ فام دوشیزہ کے بال اُلجھے ہوئے تھے، اس کی پیشانی پر بھی آنکھ تھی، ایک ہاتھ میں سہ شاخہ (ترسول) ہتھیار تھا۔ وہ دیکھنے میں انتہائی خوفناک تھی۔ آسمانی لباس اور ہر طرح کے زیور پہنے تھی۔ تاریکی کے اس دہشت ناک سیاہ پیکر کو دیکھ کر دیوتا ڈر کے مارے واپس بھاگ گئے۔ پھر پاربتی نے بے شمار عفریت، بدشکل ارواح اور بھوت پیدا کئے۔ کالی نے اس فرمانبردار لشکر کو ساتھ لے کر دارُوکا پر حملہ کر کے اس کا خاتمہ کر دیا۔

رامائن میں کالی دیوی کی پیدائش یا آغاز کے بارے میں بالکل ہی مختلف روایت آئی ہے۔ اس کے مطابق کالی رام چندر جی کی بیوی ستیا کا ہی ایک رُوپ تھی اور اس ضمن میں کوئی کہانی بیان کی گئی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کالی کو ستیا کا ہی ایک رُوپ

قرار دے کر ستیا کی عظمت بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کی کوشش کی گئی بلکہ اس اسطورہ میں تو ستیا کی عظمت خود رام چندر سے بھی زیادہ بڑھائی گئی ہے۔

کالی دیوی کی حیثیت سے وہ سیاہ نام دھرتی ماتا ہے جگت گوری (جگد گوری یعنی خاتون زرد) کے طور پر وہ پکی ہوئی فصلوں کی دلہن ہے ـــــ ہندوؤں کے خیال میں کالی نے وقت کو تسخیر کر لیا تھا اسی لئے کالی کو مجسموں اور تصویروں میں سیاہ دکھایا جاتا ہے ـــــ شیو تباہی کے دیوتا کی حیثیت سے ہر چیز کو نگل جانے والے زمانے یا وقت کے مشابہ ہے اس حیثیت میں شیو کو سفید مانا جاتا ہے۔ اس کے برعکس شیو کی بیوی کالی دیوی اس عمیق سیاہ خلاء، فضا بسیط کی مظہر ہے جو وقت کے اوپر ہے ـــــ باطنی یا سِری نقطۂ نظر سے کالی حقیقت کے برترین ادراک یا تصور کی نمائندگی کرتی ہے اور یہ حالت ظہور یا تجسیم سے ماورا ہے ـــــ کالی ابدی وقت کی علامت ہے چنانچہ وہ زندگی بھی بخشتی ہے اور زندگی کو تباہ بھی کرتی ہے ـــــ ایک دلچسپ خیال یہ ہے کہ وہ اپنے پجاریوں کو خوف و دہشت سے آزاد رکھتی ہے ـــــ اسے عریاں دکھایا جاتا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ اس نے زندگی یا موجودات اور ان سے ابھرنے والے واہموں (فریب نظر۔ مایا) سے تمام پردے اتار دیئے ہیں۔ اس کی پوشاک تو خلاء یا فضائے بسیط ہے اسی لئے اسے سیاہ بھی کہا گیا ہے اور سیاہ وہ رنگ ہے جس میں تمام امتیازات تحلیل یا غائب ہو جاتے ہیں۔ یا پھر کالی ابدی رات ہے جس کے درمیان وہ عدم وجود (نیستی) پر کھڑی ہوتی ہے۔

وہ ہمیشہ خون کی پیاسی رہتی ہے۔ خون اس کے منہ یوں لگا کہ ایک بار اس کی جنگ اشوروں (عفریتوں) کے سردار رکت ویر[۱۴۵] (RAKATAVIRA) سے ہوئی۔ کالی نے رکت ویر کے لشکریوں کا قتل عام کیا۔ ساتھیوں کو ہلاک ہوتے دیکھ کر رکت ویر خود کالی پر حملہ آور ہوا۔ اس

۱۴۵۔ رکت ویر۔ اس اشور (اسُر) کا نام رکت وج (RAKTAVIJA) بھی لکھا گیا ہے۔

عفریت کے خون میں یہ خاصیت یہ تھی کہ اس کا ایک قطرہ بھی جہاں گرتا وہیں اس کے ایک ایک قطرے سے رکت دیر جیسے ہزاروں خوفناک اشور (عفریت) پیدا ہو جاتے۔ یہ صورت حال بڑی ہی تشویشناک تھی چنانچہ چنڈی[۱۵۵] دیوی بھی کالی دیوی کی مدد کو آگئی۔ چنڈی نے رکت دیر پر بھالے سے مہلک ضرب لگائی۔ کالی نے اسے پکڑ لیا۔ نیچے نہیں گرنے دیا اور اس کے زخم سے ابلنے والا سارا خون، آخری قطرہ تک پی گئی۔ اس ترکیب کا فائدہ یہ ہوا کہ رکت ویر زمین پر نہیں گرا اور نہ اس کا خون بھی زمین پر گرتا اور ان گنت خوفناک عفریت پیدا ہو کر مصیبت کھڑی کر دیتے۔

ایک روایت کی رو سے وشنو دیوتا ایک مرتبہ سویا ہوا تھا کہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کیتب (KAITABHA) اور مدھو (MADHU) نامی عفریتوں نے اسے ہلاک کرنے کی کوشش کی اس وقت برہما دیوتا نے کالی سے کہا کہ وہ ان دونوں عفریتوں کو ہلاک کر دے۔ روایتوں میں کالی دیوی کو دبلی پتلی، بھیانک شکل اور چار بازوؤں والی عورت بتایا گیا ہے جس کے دانت زہریلے دانتوں یا کسی اژدہا کی طرح خمیدہ اور نوکدار ہیں، وہ تمام جانداروں کو کھاتی ہے۔ اس کے ہاتھوں میں ایک پاس (PĀSA) یعنی پھندا یا جال، ایک کھٹوانگا (KHATVĀNGA) یعنی کھوپڑی کے سرے والا عصا، کھڈگ (KHADGA) یعنی تلوار اور کٹا ہوا سر ہوتا ہے۔ ہتھیار اس کی تباہ کن قوت کی غمازی کرتے ہیں کٹے ہوئے سر کا مطلب یہ ہے کہ وقت سے بچاؤ ممکن نہیں ہے اور یہ کہ انفرادی زندگیاں اور اموات کے واقعات کی ہے۔ اس سے کالی کی شمشانوں (مرگھٹوں) اور تدفینی میدانوں سے وابستگی کی نشاندہی بھی ہوتی ہے۔

شودیوتا کی طرح کالی دیوی کی پیشانی پر بھی ایک آنکھ ہے یعنی تیسری آنکھ۔ قدیم مصری

۱۵۵۔ چنڈی دیوی: یہ کالی دیوی کا ہی ایک روپ ہے۔

دیوی اُست (آئیس) کی طرح کالی دیوی کے بال بھی بہت لمبے اور گھنیرے ہیں اور اَست (ASET - آئیس - ISIS) دیوی کی مانند کالی بھی اپنے بالوں میں اپنا پورا بدن چھپا سکتی ہے۔

کالی کا سراپا کسی دیوی کا نہیں لگتا بلکہ ہر لحاظ سے وہ غیض و غضب سے بھری، لڑاکا اور ڈراؤنی عورت نظر آتی ہے۔ مجسموں اور تصویروں میں اس کا بدن سیاہ، چار بازو دکھائے جاتے ہیں۔ اس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قتل کئے ہوئے اَشور یا اُسُر (اُسور) کا خون ٹپکتا ہوا سر ہوتا ہے، باقی دونوں بازو اپنے پجاریوں کو برکت دینے یا حوصلہ افزائی کے انداز میں اٹھے ہوتے ہیں، چاروں ہاتھ آخر میں پنجوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ تصویروں اور مجسموں ہی میں اس کی زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی یوں بھی دکھائی جاتی ہے جیسے وہ منہ چڑا رہی ہے، تمسخر اڑا رہی ہے، اس کی زبان سے خون بھی ٹپکتا دکھایا جاتا ہے اس طرح اسے دکھانے کا مقصد اس قوت کا اظہار کرنا ہوتا ہے جس سے تمام سرگرمیوں کو تحریک ملتی ہے۔ آنکھیں نشے میں دھت کسی شرابی کی طرح لال ہوتی ہیں۔ اس کے چہرے اور سینے پر خون ملا ہوتا ہے۔ کانوں میں وہ بالیوں کی بجائے چھوٹے چھوٹے بچوں کی بنی ہوئی بالیاں یا دو لاشیں پہنے ہوتی ہے۔ سانپوں کا ایک ہار گلے میں ہوتا ہے کھوپڑیوں کا بنا ہوا ایک ہار بھی پہنے رہتی ہے۔ تیسرا ہار اس کے بیٹوں کے سروں کا بنا ہوتا ہے وہ بالکل عریاں ہوتی ہے صرف کمر کے گرد ایک پیٹی کسی ہوتی ہے جس پر اَشوروں (عفریتوں) کے ہاتھ لٹکے ہوتے ہیں۔

کالی دیوی کو ایک ٹانگ اپنی ران پر اور دوسری اپنے شوہر دیوتا کی چھاتی پر بھی رکھے دکھایا جاتا ہے۔ اس کے انداز میں اساطیری روایت یہ ہے کہ اس نے دشمن اَشوروں پر فتح پالی تو میدانِ جنگ میں ہی خوشی اور بے خودی کے عالم میں ناچنا شروع کر دیا۔ اس کے اس رقص میں اتنی تندی اور غضب ناکی تھی کہ اس کے وزن اور طاقت سے دھرتی لرزنے لگی اور تباہی کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ دیوتاؤں نے اس صورت حال سے گھبرا کر شِو سے

کہا کہ وہ اپنی بیوی (کالی دیوی) کو اس تباہ کن رقص سے روکے۔ شو نے کالی کو اپنے آپ میں لانے اور دنیا کو بربادی سے بچانے کی کوشش کی کہ وہ ناچنا بند کر دے مگر کالی پر تو ایسی ہیجانی کیفیت طاری تھی کہ وہ شوہر کی بات کو بھی خاطر میں نہیں لائی اور برابر ناچتی رہی۔ بالآخر شو وہاں پہنچا اور کالی کے ہاتھوں ہلاک ہونے والوں کی لاشوں کے درمیان لیٹ گیا۔ کالی ناچتے ناچتے اپنے شوہر پر بھی چڑھ گئی۔ جب اس نے شوہر کو اپنے پیروں تلے دیکھا تو احساس ہوا کہ وہ کیا حرکت کر گئی ہے اس نے شوہر کی اپنے ہاتھوں بے عزتی سے نادم ہو کر زبان منہ سے باہر نکال لی۔ اس کا تباہی و ہلاکت آفریں رقص ختم ہو گیا —— قدیم مصریوں کی دیوی حت حر بھی اپنے باپ سورج دیوتا 'را' کی توہین کرنے والوں کا قتل عام کرنے اسی طرح نکلی تھی اور خونریزی سے بہت ہی محظوظ ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھوں سے نسل انسانی کو مکمل طور پر ختم ہو جانے سے بچانے کے لئے اس کے باپ 'را' دیوتا تک کو بڑی تدبیر کرنا پڑتی تھی

کالی کے لئے فحش اور بے ہودہ مذہبی رسوم ادا کی جاتی رہیں اور شیطانی پوجا ہوتی رہی یہ سلسلہ اب بھی کسی نہ کسی حد تک جاری ہے۔ کالی دیوی کے لئے کبھی انسانی قربانی کی جاتی تھی، آج کل اس کے لئے جانور ہلاک (قربان) کیے جاتے ہیں —— کالی کے لئے کسی زمانے میں کی جانے والی انسانی قربانی کا واضح ثبوت کالیکا (KALIKA) نامی اُپ پُران (UPA-PURANA) سے ملتا ہے۔ اس اُپ پُران کے نو ہزار بند ہیں اور یہ آج سے کوئی نو سو برس پہلے دسویں صدی عیسوی کے لگ بھگ تصنیف ہوا تھا۔ اس کی رو سے شِو دیوتا نے اپنے بیٹوں کو بتایا۔

> "ہرن اور گینڈے کے گوشت (کی قربانی سے) میری محبوبہ (کالی) پانچ سال تک شادماں رہتی ہے۔ انسانی قربانی سے دیوی (کالی) ایک ہزار برس تک خوش و خرم رہتی ہے اور تین آدمیوں کی قربانی سے (وہ) ایک لاکھ برس تک مگن رہتی ہے۔ انسانی گوشت سے میرا روپ اختیار کر لینے

والی کاماکھیا (KĀMĀKHYĀ)، چنڈیکا (CHANDIKĀ) اور بھیروا (BHAIRAVĀ) ایک ہزار برس تک مسرور رہتی ہیں۔ مقدس عبارتوں سے پاک کیے ہوئے خون کا چڑھاوا امرت کے برابر ہوتا ہے۔ سر اور گوشت بھی چنڈیکا کے لئے بہت زیادہ باعثِ مسرت ہوتا ہے۔ قربانی پیش کرنیوالے اپنے بدن سے نکالا ہوا خون چنڈیکا دیوی کے لئے مناسب چڑھاوا سمجھا جاتا ہے۔

قربانی پیش کرنے والا کالی کا نام دو بارے کر کہے :۔

'خوش آمدید دیوی ! رعد کی دیوی ! خوش آمدید! آہنی عصا بردار دیوی !'

پھر وہ (قربانی پیش کرنے والا) اپنے ہاتھ میں کلہاڑا اٹھائے اور دوبارہ کال رازی عبارت (منتر) پڑھے۔

'قربانی کرنے والا کہے، ہرنگ ! ہرنگ ! کالی !
کالی ! اے لرزہ خیز دانتوں والی دیوی ! تمام
خبیثوں کو کاٹ دے، تباہ کر دے۔ اس
کلہاڑے کاٹ ڈال، جکڑ لے، جکڑ لے، پکڑ لے،
پکڑ لے ! خون پی جا ! سپھنگ ! سپھنگ ! قید
کر لے، قید کر لے ! کالی کو سلام ۔۔۔۔۔۔'

اُپ پُران کالیکا کی اسی عبارت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ انتہائی خاص مواقع کے علاوہ (کسی جانور کی) مادہ کی قربانی نہیں دینی چاہیئے اور عورتوں کو تو کالی کے لئے کبھی بھی ذبح نہیں کرنا چاہیئے۔ دولت اور فراوانی کے حصول کی خاطر راجے، وزیر، وزرا مملکت، مشیر

اور مذہبی مقاصد کے لئے سیال اشیاء فروخت کرنے والے انسانی قربانی پیش کریں۔ دیوی کالی کے لئے بھینسا چار برس کی عمر کا اور انسان پچیس برس کی عمر کا ذبح کیا جائے۔ اسی اُپ پُران میں کسی دشمن کو کسی بھینسے یا بکری کی قربانی پیش کر دینے کی اجازت بھی دی گئی ہے اور قربانی کی اس پوری رسم کی ادائیگی کے دوران قربانی کرنے والے کو اپنے اس دشمن کا نام برابر لیتے رہنا چاہیئے۔ اس طرح مقدس عبارتیں پڑھے جانے کی وجہ سے دشمن کی روح قربانی کے جانور کے اندر حلول کر جاتی تھی اور یوں قربانی پیش کرنے والوں کے عقیدے کے مطابق جانور کو ذبح کرنے کے ساتھ ہی دشمن ہلاک ہو جاتا تھا۔ اس موقع پر قربانی پیش کرنے والے کو یہ منتر پڑھنے کی ہدایت کی گئی ہے:۔

"اے دہشت انگیز صورتوں والی دیوی! اے چنڈیکا! میرے
اس دشمن کو کھالے، نگل لے، اگنی کی بیوی! اگنی کو سلام۔
یہ وہ دشمن ہے جس نے میرے ساتھ شرارت کی ہے، اب
یہ جانور کے رُوپ میں ہے۔ اے مہا ماری اسے تباہ
کر ڈال"۔

ایسے موقعوں پر بہت سے ضوابط، رسمیں، منتر وغیرہ ادا کرنا پڑتی تھیں کالی کے لئے کوئی شخص ذبح کیا جاتا، یا قربانی پیش کرنے والا اپنا خون پیش کرتا، یا اپنا گوشت جلا ڈالتا۔

اب سے کچھ مدت پہلے تک عام طور پر اور کچھ مقامات پر سو برس پہلے تک بعض تہواروں کے موقعوں پر کالی دیوی کو خوش کرنے کے لئے اس کے پجاری اپنا گوشت کاٹ ڈالتے اور بدن جلا لیتے تھے۔ ہو سکتا ہے بھارت میں چوری چھپے اس قسم کی حرکات اب بھی کی جاتی ہوں۔ پچھلی صدی میں جب ٹھگ اپنے قاتلانہ منصوبے پورے کرنے نکلتے تو پہلے وہ کالی کے لئے قربانی پیش کرتے تاکہ اس کی برکت اور فضل حاصل کر سکیں اور جب یہ ٹھگ

لوٹ مار کر کے لوٹتے تو لوٹ کے مال میں سے کالی کے حضور اس کا حصہ بطور نذر پیش کر دیتے ان کے خیال میں اس ڈراؤنی دیوی نے ان کی مدد کی تھی۔

کالی دیوی کا سب سے اہم اور مقدس ترین مندر بھارت کے صوبے بنگال کے شہر کلکتہ کے جنوبی مضافات میں ہے۔ جب وشنو نے شو کی بیوی ستی کی لاش کے پچاس یا اکاون ٹکڑے کر کے جگہ جگہ بکھیر دیئے تھے تو اس وقت زمین پر جہاں جہاں وہ ٹکڑے گرے ان مقامات کو ہندو متبرک مانتے ہیں، کیونکہ وہاں ستی دیوی کی مقدس آسمانی روح سرایت کر گئی تھی۔ — ہندوؤں کے خیال میں کلکتہ میں کالی کے مندر کی جگہ بھی ستی کے بدن کا ٹکڑا گرا تھا۔ ہندوؤں کے بیان کے مطابق کالی کا اوّلین مندر وہاں تعمیر ہوا جہاں اب کلکتہ شہر ہے۔ پہلے پہل یہ جگہ کالیک شیتر (KALIKSHETRA) یعنی کالی کی جگہ کہلاتی تھی۔ بعد میں اس کا نام کلکتہ پڑ گیا

برہما کا کلپ
وقت کی تقسیم

ہندوؤں کے اساطیری علم کائنات کا برہما دیوتا سے گہرا تعلق ہے۔ خالق دیوتا برہما اور اس کے تخلیقی عمل کو بنیاد مان کر رشی ریاضی دانوں نے "وقت" کی اساطیری انداز میں تقسیم کی لیکن یہاں یہ بات لازمی طور پہ ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ وقت کی اس تقسیم اور ادوار کا رگ وید میں سرے سے کوئی ذکر نہیں۔ یہ بہت بعد کی پیداوار ہے۔ فی الحال زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تقسیم ویدی دور کے اختتام یعنی ۸۰۰ قبل مسیح یا ۷۰۰ قبل مسیح سے لیکر ۳۰۰ء کے بین بین کسی وقت اساطیری انداز میں متعین کی گئی تھی۔

ہندوؤں کے صنمیاتی یا اساطیری علم ہئیت کی رو سے "وقت" کی کائناتی اکائی ایک "کلپ" (KALPA) کہلاتی ہے۔ یہ خالق دیوتا کی عمر کا ایک دن تصور کیا جاتا ہے اور برہما کا یہ ایک دن یعنی کلپ چار ارب بتیس کروڑ برس تک کی تخلیق، تعمیر و تربیت اور باقاعدہ رواں دواں نظام عالم پر مشتمل ہوتا ہے۔ برہما کا یہ ایک کلپ یعنی برہما کی عمر کا ایک دن چار ارب بتیس کروڑ ارضی برسوں (۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰) کے برابر ہوتا ہے گویا جب زمین کے

چار ارب بتیس کروڑ سال گزرتے ہیں تو برہما کی عمر کا ایک دن ختم ہوتا ہے اور برہما کی کل عمر ایک سو برس ہوتی ہے ــــ لیکن برہما کے ایک کلپ' یا دن میں رات شامل نہیں ہوتی۔ برہما کی رات کی بھی اتنی طویل ہوتی ہے جتنا برہما کا دن۔ یعنی برہما کی رات بھی زمین کے چار ارب بتیس کروڑ برس کے برابر طویل ہوتی ہے، یوں برہما کی عمر کا ایک دن اور ایک رات مجموعی طور پر زمین کے آٹھ ارب چونسٹھ کروڑ (۸۶۴۰۰۰۰۰۰۰) برس کے برابر ہوتے ہیں۔ برہما دن کو جاگتا ہے اور چار ارب بتیس کروڑ ارضی برس کے برابر اپنا ایک دن گزار کر رات کو اتنی ہی برسوں کے لئے سو جاتا ہے اور اس کے سونے کے ساتھ ہی دنیا تباہ ہو جاتی ہے اور اگلے دن برہما جاگ کر تخلیق کا نام پھر شروع کر دیتا ہے۔ سوتے جاگنے، تباہی اور تخلیق کا یہ عمل برہما کی پوری زندگی یعنی ایک سو برس تک جاری رہتا ہے۔ یہ عمر پوری کر کے برہما مر جاتا ہے اور پھر نیا برہما پیدا ہوتا ہے۔

برہما کے ایک برس میں تین سو ساٹھ دن یا کلپ' ہوتے ہیں اور برہما کے تین سو ساٹھ کلپ (دن) یا برہما کا ایک برس پندرہ کھرب بچپن ارب بیس کروڑ (۱۵۵۵۲۰۰۰۰۰۰۰۰) ارضی برسوں کے برابر ہوتا ہے اور برہما کے تین سو ساٹھ دن اور تین سو ساٹھ راتوں یعنی دن اور رات پر مشتمل برہما کا ایک برس اکتیس کھرب دس ارب چالیس کروڑ (۳۱۱۰۴۰۰۰۰۰۰۰۰) ارضی برسوں کے مساوی ہوتا ہے۔

برہما کی کل عمر ایک سو برس ہوتی ہے اور اس کے یہ ایک سو برس زمین کے پندرہ نیل پچپن کھرب بیس ارب (۱۵۵۵۲۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰) سال کے برابر ہوتے ہیں۔ ان ایک سو برسوں میں برہما کی راتیں شامل نہیں ہیں اگر وہ بھی شامل کر لی جائیں تو پھر دن اور رات پر مشتمل برہما کی یہ ایک سو برس کی عمر زمین کے اکتیس نیل دس کھرب چالیس ارب (۳۱۱۰۴۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰) برس جتنی ہوتی ہے۔

خالق دیوتا برہما اپنی عمر کے سو سال پورے کر کے مر جاتا ہے اور اس کی جگہ نیا برہما

لے لیتا ہے۔ موجودہ دور کا برہما اپنی عمر کے پچاس برس پورے کر چکا ہے اور آج کل برہما کی عمر کا جو دن چل رہا ہے وہ موجودہ برہما کی عمر کے ۵۱ ویں برس کا پہلا کلپ یا دن ہے۔

برہما دیوتا کا ایک برس	۳۶۰۰ کلپ (۳۶۰ - آسمانی دن)
برہما کا ایک کلپ (ایک دن)	= ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ - ارضی برس چار ارب بتیس کروڑ ارضی برس
برہما کی ایک رات	= ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ - ارضی برس چار ارب بتیس کروڑ ارضی برس
برہما کا ایک دن اور ایک رات	= ۸۶۴۰۰۰۰۰۰۰ - ارضی برس آٹھ ارب چونسٹھ کروڑ ارضی برس
برہما دیوتا کا ایک برس (۳۶۰ - دن)	= ۱۵۵۵۲۰۰۰۰۰۰۰۰ - ارضی برس پندرہ کھرب پچپن ارب بیس کروڑ ارضی برس
برہما دیوتا کا ایک دن اور رات سمیت	= ۳۱۱۰۴۰۰۰۰۰۰۰۰ - ارضی برس اکتیس کھرب دس ارب چالیس کروڑ ارضی برس
برہما دیوتا کی عمر ایک سو برس	= ۱۵۵۵۲۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ - ارضی برس پندرہ نیل پچپن کھرب بیس ارب - ارضی برس
برہما دیوتا کی کل عمر دن اور رات سمیت	= ۳۱۱۰۴۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ - ارضی برس اکتیس نیل دس کھرب چالیس ارب - ارضی برس

برہما کا ایک دن اور مہایُگ

چار ارب بتیس کروڑ (۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰) ارضی برسوں پر مشتمل برہما کے ایک کلپ کو ایک ہزار مہایُگوں (MAHĀYUGAS) میں تقسیم کیا گیا ہے یعنی برہما دیوتا کا ایک دن زمین کے ایک ہزار مہا یُگوں (بڑے ادوار عظیم ادوار) کے برابر ہوتا ہے اور ہر مہایُگ (MAHĀYUGA) تینتالیس لاکھ بیس ہزار (۴۳۲۰۰۰۰) ارضی برسوں پر محیط ہوتا ہے۔ مہایُگ کو چتُر یُگ بھی کہتے ہیں۔

ہر مہایُگ میں چار یُگ (YUGAS) ہوتے ہیں۔

کرت یُگ۔ (KRITA YUGA)

ترت یُگ۔ (TRETA YUGA)

دواپر یُگ۔ (DWĀPARA YUGA)

کالی یُگ (کل جُگ)۔ (KALI YUGA)

یہ چاروں یُگ (زمانے) طوالت کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ کرت یُگ (ست یُگ) سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار (۱۷۲۸۰۰۰) ارضی برس، ترت یُگ (تھرت یُگ) بارہ لاکھ چھیانوے ہزار (۱۲۹۶۰۰۰) ارضی برس، دواپر یُگ آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار (۸۶۴۰۰۰) ارضی برس اور کالی یُگ (کل جُگ۔ کالی جُگ)، چار لاکھ بتیس ہزار (۴۳۲۰۰۰) ارضی برس کا ہوتا ہے۔ اس طرح ایک مہایُگ تینتالیس لاکھ بیس ہزار (۴۳۲۰۰۰۰) ارضی برسوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ایک ہزار مہایُگ برہما کے ایک کلپ (دن) یعنی چار ارب بتیس کروڑ (۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰) ارضی برس اور آسمان کے ایک کروڑ بیس لاکھ (۱۲۰۰۰۰۰۰) برس کے برابر ہوتے ہیں۔ گویا برہما کا ایک کلپ (ایک دن) آسمان کے ایک کروڑ بیس لاکھ برسوں کے برابر ہوتا ہے۔



برہما۔ وسنو اور شیو دیوتا

برہما دیوتا کا ایک دن (ایک کلپ) = ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰۔ ارضی برس
[چار ارب بتیس کروڑ ارضی برس]

برہما کا ایک دن (ایک کلپ) = ایک ہزار مہایگ

ایک ہزار مہایگ = = ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰۔ ارضی برس

ایک مہایگ = [۴۳۲۰۰۰۰۔ ارضی برس
تینتالیس لاکھ بیس ہزار ارضی برس]

ایک مہایگ
[چار یگ (چار زمانے)
کرت یگ۔ ترت یگ۔ دواپر یگ۔ کالی یگ]

کرت یگ = ۱۷۲۸۰۰۰۔ ارضی برس
[سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار ارضی برس]

ترت یگ = ۱۲۹۶۰۰۰۔ ارضی برس
[بارہ لاکھ چھیانوے ہزار ارضی برس]

دواپر یگ = ۸۶۴۰۰۰۔ ارضی برس
[آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار ارضی برس]

کالی یگ (کل جگ) = ۴۳۲۰۰۰۔ ارضی برس
[چار لاکھ بتیس ہزار ارضی برس]

ایک مہایگ کی کُل مدّت
[۴۳۲۰۰۰۰۔ ارضی برس
تینتالیس لاکھ بیس ہزار ارضی برس]

دیوتاؤں کا دن اور چار یگ

دیوتاؤں کا ایک دن (ایک آسمانی دن) زمین یا انسان کے ایک برس یا تین سو ساٹھ دنوں کے برابر ہوتا ہے۔ اس طرح سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار (۱۷۲۸۰۰۰) ارضی برسوں پر مبنی کرت یگ آسمان کے چار ہزار آٹھ سو (۴۸۰۰) برس، بارہ لاکھ چھیانوے ہزار (۱۲۹۶۰۰۰) ارضی برسوں پر مبنی ترت یگ آسمان کے تین ہزار چھ سو (۳۶۰۰) برس، آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار (۸۶۴۰۰۰) ارضی برسوں پر مبنی دواپر یگ آسمانی کے دو ہزار چار سو (۲۴۰۰) برس اور چار لاکھ بتیس ہزار (۴۳۲۰۰۰) ارضی برسوں پر مبنی کالی یگ (کل جگ۔ کالی جگ) ایک ہزار دو سو (۱۲۰۰) آسمانی برسوں کے برابر ہوتا ہے۔ گویا آسمان یا دیوتاؤں کے یہ بارہ ہزار برس (۴۸۰۰ + ۳۶۰۰ + ۲۴۰۰ + ۱۲۰۰ = ۱۲۰۰۰) زمین کے چار دن زمانوں کرت یگ، ترت یگ، دواپر یگ اور کالی یگ (کل یگ) کے مجموعی تینتالیس لاکھ بیس ہزار (۴۳۲۰۰۰۰) برس کے برابر ہوتے ہیں اس طرح تینتالیس لاکھ بیس ہزار برس پر مبنی زمین کا ایک مہایگ دیوتاؤں کے بارہ ہزار برسوں کے برابر ہوتا ہے۔

زمانہ		آسمانی برس		ایک آسمانی برس میں ارضی برس		ارضی برس
کرت یگ	=	۴۸۰۰	×	۳۶۰	=	۱۷۲۸۰۰۰
ترت یگ	=	۳۶۰۰	×	۳۶۰	=	۱۲۹۶۰۰۰
دواپر یگ	=	۲۴۰۰	×	۳۶۰	=	۸۶۴۰۰۰
کالی یگ (کل جگ)	=	۱۲۰۰	×	۳۶۰	=	۴۳۲۰۰۰

۴۳۲۰۰۰۰،
ارضی برس

مَنُوؔ اور برہما کا کلپ (دن)

ہندو روایات و عقائد کی رو سے مَنُوؔ (MANU) تعداد میں چودہ ہیں۔ لیکن ان کا وجود محض اساطیری ہے۔ (تفصیل اسی باب تعارف میں منو کے عنوان سے دی جا رہی ہے) —— برہما کے ایک کلپ یعنی برہما کے ایک دن کی تقسیم منو (MANVAS) کے حوالے سے بھی کی گئی ہے۔ برہما کے ایک کلپ دن یعنی چار ارب بتیس کروڑ ارضی برسوں کے چودہ حصے کر کے ہر حصّہ یا زمانہ ہر منو سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ ہر منو سے منسوب یہ چودہ زمانے مَنونتر (منوُانتر - MANVANTRAS) کہلاتے ہیں۔ ہر مَنونتر (منواَنتر) کا نگران ایک منو ہوتا ہے۔ اس طرح منو چودہ ہی منوانتروں کے نگران یا معلم ہیں۔ ہر مَنونتر میں تقریباً اکہتر (۷۱) مہایگ ہوتے ہیں اس طرح چودہ مَنوُانتروں (مَنونتروں) میں نو سو چورانوے (۹۹۴) مہایگ ہوتے ہیں۔ مہایگ کو چترُیگ بھی کہتے ہیں۔

برہما کا ایک کلپ (دن)	=	۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ - ارضی برس
برہما کا ایک کلپ	=	۱۴ - مَنونتر (مَنوُانتر)
ایک مَنونتر	=	۷۱ - چترُیگ (مہایگ)
ایک چترُیگ	=	۴۳۲۰۰۰۰ - ارضی برس
ایک کلپ	=	۱۰۰۰ - چترُیگ (مہایگ)
چودہ مَنوُانتر	=	۱۰۰۰ - چترُیگ (مہایگ)

مختصر ادوار

مہایگ میں شامل چاروں یُگوں یعنی کرت یُگ (ستَ یُگ)، ترِت یُگ (تھرت یُگ)، دواپر یُگ اور کالی یُگ (کل یُگ) کے بارے میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر زمانے کے بعد نسبتاً مختصر مختصر ادوار آتے ہیں جو دراصل اپنے متعلقہ زمانے

کا ہی حصہ ہوتے ہیں یعنی کرت یگ، ترت یگ، دواپر یگ اور کالی یگ (کل یگ) سے متعلق دو دو مختصر دور۔ ان مختصر ادوار کے نام یہ ہیں۔

سندھیا۔ SANDHYĀ ۔ صبح اور شام کا دھندلکا

سندھیانس SANDHYANAS ۔ دھندلکے کا حصہ

ہر سندھیا اور سندھیانس کی مدت اپنے اپنے زمانے کی مدت کا دسواں حصہ ہوتی ہے اس صورت حال کی وضاحت یوں کی جا سکتی ہے۔

کرت یگ .... = ۴۰۰۰ ۔ آسمانی برس

سندھیا .... = ۴۰۰ ۔ آسمانی برس

سندھیانس ...... = ۴۰۰ ۔ آسمانی برس

طوالت آسمانی برس = ۴۸۰۰ ۔ طوالت ارضی برس = ۱۷۲۸۰۰۰

ترت یگ .... = ۳۰۰۰ ۔ آسمانی برس

سندھیا .... = ۳۰۰ ۔ آسمانی برس

سندھیانس ...... = ۳۰۰ ۔ آسمانی برس

طوالت آسمانی برس = ۳۶۰۰ ۔ طوالت ارضی برس = ۱۲۹۶۰۰۰

دواپر یگ ...... = ۲۰۰۰ ۔ آسمانی برس

سندھیا .... ۲۰۰ ۔ آسمانی برس

سندھیانس ...... = ۲۰۰ ۔ آسمانی برس

طوالت آسمانی برس = ۲۴۰۰ ۔ طوالت ارضی برس = ۸۶۴۰۰۰

کالی جگ (کل جگ) ۱۰۰۰ ۔ آسمانی برس

سندھیا .... ۱۰۰ ۔ آسمانی برس

سندھیانس .. = ۱۰۰ ۔ آسمانی برس

طوالت آسمانی برس = ۱۲۰۰ ۔ طوالت ارضی برس = ۴۳۲۰۰۰

چاروں ادوار کل آسمانی مدت = ۱۲۰۰۰ ۔ آسمانی برس

چاروں ادوار کی کل ارضی مدت = ۴۳۲۰۰۰۰ ۔ ارضی برس

چار ادوار

ہندوؤں کے ہاں وقت کی اساطیری تقسیم کے مطابق چار ارب بتیس کروڑ برس پر مشتمل برہما دیوتا کے ایک کلپ KALPA یعنی برہما کے ایک دن میں ایک ہزار مہا یگ (عظیم ادوار) ہوتے ہیں۔ ان مہا یگوں کی طوالت یکساں ہوتی ہے، یعنی ہر مہا یگ (MHA YUGA) تینتالیس لاکھ بیس ہزار برس پر مشتمل ہوتا ہے۔ مہا یگ کو چتر یگ بھی کہتے ہیں۔ ایک مہا یگ (چتر یگ) مندرجہ ذیل چار یگوں یعنی ادوار (زمانوں) پر مشتمل ہوتا ہے۔

کرت یگ	KRITA YUGA	۱۷۲۸۰۰۰ - برس سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار برس
ترت یگ	TRETA YUGA	۱۲۹۶۰۰۰ - برس بارہ لاکھ چھیانوے ہزار برس
دواپر یگ	DWĀPARA YUGA	۸۶۴۰۰۰ - برس آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار برس
کال یگ (کل یگ)	KĀLI YUGA	۴۳۲۰۰۰ - برس چار لاکھ بتیس ہزار برس

کرت یُگ کو ست یُگ (SATYUGA) اور ترت یُگ کو تھرت یُگ (THRETAYUGA)
بھی کہتے ہیں۔

میرے محدود مطالعے کے مطابق مہابھارت میں مذکورہ بالا چار ادوار یا زمانوں اور ان کی تفصیل کا ذکر کم از کم دو بار تو آیا ہی ہے اور یہ دونوں بار بن پرب (VANA-PARVA) میں الگ الگ ملتا ہے۔ ایک جگہ تو پانچ پانڈو بھائیوں میں سے ایک بھائی بھیم کو ہنومان بتاتا ہے اور دوسری جگہ مارکنڈیہ (MARKANDYA) نامی عظیم رشی نے پانچ پانڈو بھائیوں میں سب سے بڑے بھائی یُدھشٹر / یودھشٹر (YUDHISHTHIRA) کو ادوار کے بارے میں کچھ بتایا۔

سدھوؤں کے خیال میں آج کل کے مہا یُگ کا چوتھا زمانہ (دور) یعنی کالی یُگ (کل یُگ۔ کل جُگ) چل رہا ہے اور یہ اس کی چھٹی ہزاری جا رہی ہے یعنی ابھی اسے شروع ہوئے چھ ہزار برس پورے نہیں ہوئے ہیں۔ رواں برس یعنی ۱۹۸۸ء موجودہ مہا یُگ کے موجودہ عہد کالی یُگ کا ۵۰۸۸ رواں برس ہے۔ آج کل مہا یُگ برہما دیوتا کے موجودہ کلپ کے ساتویں منونتر (منوانتر) کا اٹھائیسواں مہا یُگ ہے۔ ایک منونتر میں تقریباً اکہتر (۷۱) مہا یُگ (چتر یُگ) ہوتے ہیں۔

چاروں ادوار یعنی کرت یُگ، ترت یُگ، دواپر یُگ اور کالی یُگ (کل جُگ) کی علیحدہ علیحدہ خصوصیات بیان ہوئی ہیں۔

کرت یُگ

اسے ست یُگ (SATA YUGA) بھی کہتے ہیں۔ یہ دور چاروں زیر نظر ادوار میں بہترین ہوتا ہے۔ اس عہد یا دور کو یہ نام یعنی کرت (کامل) اس لیے دیا گیا کہ اس دور میں نیکی و پارسائی میں کمی نہیں ہوتی، لوگوں میں کمی نہیں ہوتی اور اس وقت میں حقیقی معنوں میں ایک ہی ابدی مذہب، ایک ہی منتر، ایک ہی قانون، ایک ہی رسم اور ایک

ہی وید ہوتا ہے۔ سام، رگ، اور یجر وید نہیں ہوتے۔ لوگوں کی خصوصیات مختلف ہوتی ہیں مگر وہ ایک وید کی پیروی کرتے ہیں اور ان کا ایک ہی مذہب ہوتا ہے ——
اس دور میں دھرم[1] کی چار ٹانگیں ہوتی ہیں ان میں چاروں بہترین خصوصیات یا اچھائیوں سچائی، شفقت، ریاضت اور نیکی کا دور دورہ ہوتا ہے اور سب لوگ ان چاروں خصوصیات پہ عمل پیرا ہوتے ہیں۔ قناعت، مہربانی اور لطف و کرم سے پیش آتے ہیں۔ ضبط نفس اور عفو پروری کا چلتا پھرتا نمونہ ہوتے ہیں —— اس بہترین دور میں ہر کوئی مذہب میں کامل ہوتا ہے۔ سب لوگ رشی (دانا)، اور منی (تارک الدنیا) ہوتے ہیں، اس لئے مذہبی رسوم ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ ترک علائق (نفس کشی) ہی دھرم ہوتا ہے —— جو کہ غرور، بغض، کینہ، عناد، مکاری، عیاری، نا انصافی، بدخواہی، منافقت، رنج و الم اور شیطانی خیالات کا نام و نشان نہیں ہوتا، نفرت، ظلم، خوف، مصائب، لالچ، حسد یا رشک کچھ بھی نہیں پایا جاتا۔ ہر طبقے کے لوگ مساوی اہلیت کے مالک ہوتے ہیں۔ انکی تپسیا کا مقصود واحد روح ہوتی ہے، اس دور کا پورا مذہب انسانی ذات کو کائناتی روح میں سمو لینا ہوتا ہے۔

یہ وہ زمانہ ہوتا ہے جب دیوتا، گندھرو (گندھرب۔ GANDHARVA)، یکش (YAKSHAS)، راکشس (RĀKSHASAS) اور ناگ مانس (ناگا۔ NAGAS) نہیں ہوتے۔ خرید و فروخت کا رواج نہیں ہوتا، نہ کوئی امیر ہوتا ہے اور نہ کوئی غریب کھانے پینے کے لئے انسانوں کو محنت مشقت نہیں کرنا پڑتی، کیونکہ انسانوں کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ قوت ارادی سے مل جاتی ہے۔ وہ پھلوں کی بس خواہش ہی کرتے ہیں اور پھل ان کی خوراک بننے کے لئے خود بخود ان کے پاس پہنچ جاتے ہیں محض تصور کرنے سے ہی ضروریات

۱۔ دھرم: نیکی۔ فرض۔ ذمہ داری۔ انصاف۔

زندگی پوری ہو جاتی ہیں۔ سب سے بڑی خوبی یا نیکی اس دور میں یہ ہوتی ہے کہ انسان دنیاوی خواہشات سے مبرا ہوتا ہے۔ کوئی بیماری نہیں ہوتی مدتیں گزرنے کے باوجود لوگوں کے حواس کو زوال نہیں آتا۔ سارے لوگ ارفع ترین برکتیں پاتے ہیں — — اس زمانے میں ذات پات کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ براہمن، کشتری، ویش اور شودر سب ایک ہوتے ہیں۔ سب لوگ اپنے اپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔ مگر یہ بھی کہا گیا ہے کہ براہمنوں کشتریوں، ویشوں اور شودروں کی خصوصیات ویسی ہی ہوتی ہیں۔

برترین دیوتا تک سب پہنچ سکتے ہیں۔ سفید پوش نارائن یعنی وشنو دیوتا ساری مخلوق کی یا کائناتی روح ہوتا ہے۔ کرت یگ میں برہما[۱] سب لوگوں کی واحد پناہ گاہ ہوتا ہے اور سب لوگ اس کے طالب ہوتے ہیں، ان کے طور طریقوں اور رسوم کا منسد برہما[۲] کا حصول ان کے علم کا مقصود برہما[۳] ہوتا ہے ان کے سارے کام برہما[۴] کے حوالے سے ہوتے ہیں۔

کرت یگ میں وشنو نارائن، کا رنگ دودھ کی طرح سفید ہوتا ہے۔ یہ دور سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار ارضی برسوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

ترت یگ

ترت یگ (تھرت یگ) میں دھرم کی تین ٹانگیں رہ جاتی ہیں۔ کیونکہ اس دوسرے دور (زمانے) میں آکر اچھائی ایک چوتھائی کم ہو جاتی ہے۔ لوگ قدرے جھگڑالو اور کینہ پرور ہو جاتے ہیں۔ عیاش طبع لوگ پیدا ہو جاتے ہیں لیکن اس زمانے میں ویدوں کے عالموں اور ویدوں کی تعلیمات سے بہرہ مند براہمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے لوگ کرت یگ کے انسانوں جیسے تو نہیں رہتے وہ چالاک ہو جاتے ہیں اور اپنی غرض کو پیشِ نظر رکھ کر کام کرتے ہیں لیکن عام طور پر وہ فرض شناس ہوتے ہیں، سچائی کی تلاش

ص۱، ص۲، ص۳، ص۴ : برہما۔ وشنو ؟

میں رہتے ہیں۔ مذہبی ہوتے ہیں اور باقاعدگی سے مذہبی رسمیں ادا کرتے ہیں—— اس زمانے میں آگ زمین پر قربانی کی رسموں کا آغاز ہو جاتا ہے اور متعدد مذہبی رسوم بجا لائی جاتی ہیں۔ لوگ ہمیشہ تپسیائیں کرتے ہیں۔ چاروں ذاتوں کے لوگ اپنے اپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔

ترت یگ میں وشنو کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ اس یگ (جُگ) کی طوالت بارہ لاکھ چھیانوے ہزار برس ہوتی ہے۔

دواپر یگ

دواپر یگ (دواپر جگ) کے دوران مذہب آدھا رہ جاتا ہے۔ وید پہلے ایک تھا مگر اس زمانے میں یہ چار ویدوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور شاستر (مذہبی کتابیں) جب اس طرح تقسیم ہو جاتی ہیں تو مذہبی کام بھی بہت سارے ہو جاتے ہیں۔ سچائی کو زوال آ جاتا ہے۔ عقل میں کمی آ جاتی ہے، دھرم کی ٹانگیں دو رہ جاتی ہیں، نیکی آدھی باقی بچتی ہے جھوٹ، کینہ، بے صبری، عدم قناعت، نزاع اور نفاق بہت پھیل جاتے ہیں۔ کچھ براہمن چار ویدوں کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ کچھ تین کی اور کچھ دو کی تعلیم پاتے ہیں اور کچھ تو ایک (رگ) وید سے بھی آگاہ نہیں ہوتے۔ تاہم بہت سے براہمن ویدوں کے عالم ہوتے ہیں اور بہت سے معزز کشتری اور ویش اپنے دھرم کی پابندی کرتے ہیں۔

اس دور میں بیماریاں اور آفتیں نازل ہوتی ہیں۔ گناہوں کے غلبے کی وجہ سے یہ زمانہ زوال پذیری کا شکار ہو جاتا ہے—— چونکہ لوگوں میں سارا وید پڑھنے کی اہلیت نہیں ہوتی اس لئے وید کے کئی حصے ہو جاتے ہیں اور چونکہ لوگوں کی عقل و ذہانت کم ہو جاتی ہے اس لئے بہت کم لوگ سچائی کے متلاشی ہوتے ہیں۔ جب لوگ حقیقت سے بہت دور ہو جاتے ہیں تو کئی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں، ان پر نفسانی خواہشات کا غلبہ ہو جاتا ہے اور ان پر آفاتِ سماوی نازل ہوتی ہیں۔ ان حالات میں مبتلا ہو کر کچھ لوگ تپسیائیں کرنے

لگتے ہیں دوسرے لوگ دنیاوی آسائشوں یا جنت اور اس کے عیش کے حصول کی خاطر قربانیوں کی رسمیں ادا کرتے ہیں۔ اس عہد میں لوگ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اخلاقی تنزلی میں پھنس جاتے ہیں۔

اس زمانے میں وشنو کا رنگ زرد ہو جاتا ہے۔ یہ دور آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار برس کا ہوتا ہے۔

کالی یُگ

کالی یُگ (کل جُگ) چوتھا دور ہوتا ہے۔ ہندوؤں کے خیال میں آج کل کا زمانہ کالی یُگ (کل جُگ) ہے۔ یہ دکھوں اور گناہوں سے بھرپور زمانہ ہوتا ہے۔ اس زمانے میں دھرم (نیکی۔ فرض۔ ذمہ داری۔ انصاف) کی صرف ایک ٹانگ بچتی ہے اور وہ (دھرم) بے سہارا ہو کر گر پڑتا ہے۔ ویدوں، مذہبی اداروں، راستی، مذہبی قربانیوں اور مذہبی شعائر پر کوئی عمل نہیں کرتا۔ نیکی کا صرف چوتھائی حصہ باقی بچتا ہے اور یہ چوتھائی حصہ بھی روز افزوں گناہوں میں ڈوب جاتا ہے۔ مقدس رسمیں ادا کرنے سے منفی نتائج مرتب ہوتے ہیں — ساری چیزوں میں تبدیلی آجاتی ہے اور کئی یُگوں (زمانوں) تک زندہ رہتے ہیں وہ بھی لازمی طور پر بدل جاتے ہیں — ضرورت سے زیادہ بارش (اَتی - ATI)، خشک سالی، چوہوں، ٹڈی دل، پرندوں، حکمرانوں، بیماریوں، کاہلی، غیظ وغضب، عیوب، قدرتی آفات، تکالیف اور قحط کا خوف دنیا پر چھا جاتا ہے۔ جیسے جیسے کالی یُگ (کل جُگ) گزرتا ہے نیکی روزانہ کمزور پڑتی جاتی ہے۔ اس طرح ساری مخلوق زوال آشنا ہو جاتی ہے۔

اس دور میں دھوکہ، فریب، چالبازی، جھوٹ، کاہلی، سستی، بے حسی، دکھ، خوف اور مفلسی لوگوں میں پوری طرح سرایت کر جاتی ہے اور وہ باطل و ظلمت میں ڈوب جاتے ہیں۔ گھٹیا اور بدترین شخص کو لوگ اچھا سمجھتے ہیں۔ بدنصیبی لوگوں کو ہمیشہ گھیرے رہتی ہے۔

بیماریاں نازل ہوتی ہیں، لوگ ٹڈیدوں اور چیونٹوں کی طرح کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

بیویاں شوہروں کی رہنمائی کرتی ہیں۔ عورتیں بے حیا، ضرورت سے زیادہ بے باک، بدکردار اور شہوت پرست ہوجاتی ہیں، وہ بچے بہت زیادہ پیدا کرتی ہیں، کھاتی زیادہ ہیں، باتیں بہت بناتی ہیں، ان کی گفتگو نامعقول ہوتی ہے — شہروں میں چوریوں کی بھرمار رہتی ہے اور بدکردار آدمیوں سے بھی شہر بھرے رہتے ہیں۔ کمینے اور دھوکے باز تاجر منڈیوں پر چھا جاتے ہیں۔ حکمران ظالم ہوتے ہیں اور رعایا کا خون چوستے ہیں اور دوج اپنے فرائض بھول کر گلیوں میں بھیک مانگنے لگ جاتے ہیں۔ براہمن شودروں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ خشک سالی اور سیلاب فصلیں تباہ کر ڈالتے ہیں۔ جنگوں اور قحط سے زمین پر آبادی کم ہو جاتی ہے۔ ساری مخلوق تباہی کے قریب پہنچ جاتی ہے۔ حالت اتنی خراب ہو جاتی ہے کہ دانا لوگ تباہ کر ڈالنے والے کَلکی (KALKI) اوتار کی آمد کی دعا مانگتے ہیں۔

اس زمانے میں اکثر لوگ شودر[5] یا غلام ہوتے ہیں جو ہمیشہ خواہشات کے تابع رہتے ہیں۔ یہی لوگ سب سے بڑھ کر ——، بدقماش، نامہربان، جھگڑالو، بدقسمت اور بھک منگے ہوتے ہیں۔

کالی یُگ (کَل جُگ) کے دوران وشنو کا رنگ کالا پڑ جاتا ہے۔ یہ زمانہ چار لاکھ بتیس ہزار برس پر محیط ہوتا ہے۔

ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق آج وہ رواں مہایگ کے دور کالی یگ میں کی چھٹی ہزاری میں رہ رہے ہیں، ابھی اس کے چھ ہزار برس پورے نہیں ہوئے رواں برس یعنی ۱۹۸۶ء کالی یگ (کل جگ) کا ۵۰۸۸ رواں برس ہے۔

۵۔ شُودر۔ ہندو معاشرے کی چار ذاتوں میں سب سے پست ذات شودر کہلاتی ہے ان بے چاروں کو اچھوت بھی کہتے ہیں۔

قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ قدیم یونانیوں نے یونان کی اساطیری تاریخ کو ہندوؤں کی طرح چار ادوار میں تقسیم کر رکھا تھا تاہم وہاں ادوار کی ترتیب مختلف ہے مثلاً یونانی، شاعر ہیساڈ (HESIOD) کی تصنیف "WORKS AND DAYS" کے مطابق ادوار کی یونانی تقسیم یوں بنی ہے۔

سنہری زمانہ (زرد زمانہ)
روپہلی زمانہ (سفید زمانہ)
کانسی کا زمانہ (سرخ زمانہ)
سورماؤں کا زمانہ — —
مِساڈ کا زمانہ (سیاہ زمانہ)

مندرجہ بالا تقسیم میں چوتھا دور یعنی سورماؤں کا دور بعد میں اضافہ کیا گیا۔ عام خیال یہ ہے کہ اوّلین تقسیم میں چوتھا زمانہ شامل نہیں تھا۔

○ ○

دنیا کی تباہی

دنیا کی تباہی کے بارے میں ہندوؤں کے ہاں متعدد اساطیری روایات ہیں۔ اس ضمن میں ایک روائیت اور تصور تو یہ ہے کہ برہما دیوتا دن کو جاگتا اور رات کو سوتا ہے۔ جب برہما کا ایک کلپ (دن چار ارب بتیس کروڑ ارضی برس) اور رات شروع ہو جاتی ہے تو برہما بھی سو جاتا ہے۔

برہما کی رات کے وقت تینوں دنیائیں اکس آکاش (AKAS) یعنی آسمان، بھومی (BHUMI) یعنی زمین اور پاتال (PĀTĀLA) یعنی زیر زمین دنیا منتشر ہو جاتی ہیں لیکن ہر شے کا جوہر ہیولیٰ کی شکل میں باقی ضرور رہتا ہے۔ کائنات کی یہ کیفیت پرلے (PRALAYA) کہلاتی ہے۔

اپنی رات گزرنے کے بعد برہما صبح کے وقت ہر شے کو اس کے اعمال کے مطابق از سر نو شکلیں عطا کر کے پیدا کرتا ہے۔ تخلیق و عارضی فنا کا سلسلہ برہما کی عمر یعنی ایک سو برس پوری ہونے تک چلتا رہتا ہے۔ برہما کی یہ عمر مکمل ہونے کے بعد نہ صرف تینوں دنیائیں بلکہ سارے حیوان، دیو رشی، اشور، انسان، جانور غرض پوری مخلوق، تمام مادہ حتیٰ کہ خود خالق برہما بھی مہا پرلے (MAHAPRALAYA) میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ پھر ایک نیا برہما پیدا ہوتا ہے

اور تخلیق کا عمل از سر نو شروع کرتا ہے ——— مہا پرَلے (مہا پرلیہ) سے مراد ہیجان عظیم، "انتشارِ عظیم" لی جا سکتی ہے ۔ ہندوؤں کی روایات کے مطابق ایک خوفناک طوفان یا سیلاب بھی دنیا کی تباہی کا سبب بنا تھا ——— پُرانوں کی ایک اور روایت کیمطابق وشنو دیوتا کلکی اوتار کے روپ میں سفید پَردار گھوڑے پر سوار مسلح سورما کی طرح نمودار ہوگا، وہ ہیرے جواہرات پہنے ہوگا، غارت گر تلوار اپنے ایک ہاتھ سے اپنے سر پہ لہرا رہا ہوگا اور اس کے دوسرے ہاتھ میں خوفناک ہتھیار ۔ چکر (سُدرشن چکر) ——— ہوگا اس کے گھوڑے کا اگلا پاؤں اٹھا ہوگا اور جب یہ گھوڑا اپنا اٹھا ہوا پاؤں دھرتی پر ماریگا تو کچھوا (کُرما) گھوڑے کے پاؤں کی دھمک سے گہرائی میں جا گرے گا۔ یہ کچھوا شیش ناگ کو اٹھائے ہوئے ہے اور شیش ناگ کے پھن پر دھرتی ٹکی ہوئی ہے، اس طرح کچھوا اپنے اس بارِ عظیم سے چھٹکارا پالے گا اور تمام بدقماش لوگ تباہ ہو جائیں گے۔

ایک اور روایت کے مطابق تباہی کا دور ایسا خوفناک ہوگا کہ بادلوں سے سو برس تک پانی کی ایک بوند بھی نہیں ٹپکے گی۔ لوگ بھوکوں مرتے ایک دوسرے کو کھانے پر مجبور ہو جائیں گے اور یوں وہ قحط کے ہاتھوں مر جائیں گے۔

دنیا کی تباہی کی ایک روایت یوں ہے کہ برسوں کی خشک سالی کے بعد آسمان پر سات دہکتے سورج نمودار ہوں گے، سارا پانی وہ پی جائیں گے۔ پھر آگ بہ ساتی ہوا چلے گی اور دھرتی پر چھا جائے گی، سب چیزیں اس سے جھلس کر رہ جائیں گی۔ اس کے بعد یہ ہوا پاتال تک میں جا گھسے گی اور لمحہ بھر میں وہاں کی ہر چیز کو ملیامیٹ کر کے رکھ دے گی پوری کائنات اس ہوا سے جل کر خاکستر ہو کر رہ جائے گی۔ اس کے بعد مختلف رنگوں کے خیرہ کن بادل آسمان پر چھا جائیں گے، بادل یوں لگیں گے جیسے ہاتھی بجلیاں اگل رہے ہوں۔ اچانک یہ بادل برس پڑیں گے اور بارہ سال تک دھواں دھار برستے رہیں گے۔ سارے پہاڑ، پوری دنیا غرق آب ہو جائے گی۔ پھر بادل غائب ہو جائیں گے۔ اسکے

بعد از خود پیدا ہونے والے دیوتا پیدا ہوگا، وہ ہواؤں کو نگل جائے گا اور سو جائے گا۔ کائنات پانی پانی ہوکر رہ جائے گی۔

مہابھارت کے بن پرب (VANA PARVA) میں دنیا کی تباہی کا نقشہ مارکنڈیہ (MARKANDE) رشی کی زبانی خاصی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کا یہاں ذکر طوالت پر مبنی ہی ہوگا۔

○ ○

اَمرِت منتھن

دودھ کے سمندر (کسیر ساگر KASIRASAGARA) کو بلو کر امرت یعنی آبِ حیات (آبِ بقا) نکالنے کی اسطورہ ہندوؤں کے ہاں بہت ہی مقبول رہی اور اب بھی ہے۔ مہابھارت میں اس اسطورہ کا عنوان امرت منتھن (AMRITA MANTHANA) آیا ہے اسے ساگر منتھن اور سمدر منتھن (SAMUDRA MATHANA) کا عنوان بھی دیا جا سکتا ہے۔

اس اسطورہ کی رو سے دیوتاؤں نے اپنے دشمن اشوروں (اسُروں۔ اسوروں) کے ساتھ مل کر دودھ کے سمندر کو متھ کر امرت (آبِ حیات) نکالا تھا۔ یہ اسطورہ مہابھارت رامائن اور تقریباً سارے پرانوں (پورانوں PURANAS) میں آئی ہے گو ان کتابوں میں اسے کچھ مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے مگر عمومی طور پر یہ یکساں ہی ہے۔

اس اہم اور دلچسپ اسطورہ کی ابھی تک کوئی اطمینان بخش توضیح نہیں کی جا سکی ہے بعض ماہرین کا خیال ہے یہ ایک فلکی صورت حال کی مظہر ہے اور کچھ ماہرین کے مطابق کہ اس میں قبل از تاریخ کی کسی لڑائی کا بیان ہے۔

کم از کم مجھے یہ اسطورہ کسی بھی کتاب میں ایسی صورت میں نہیں ملی ہے جس میں کسی نے مہابھارت، رامائن اور پرانوں میں بیان کردہ اس اسطورہ کو سامنے رکھ کر اسے یکجا مرتب

کیا ہو شاید اس کی ایک وجہ اس کی جزئیات میں اختلاف رہی ہو کیونکہ چند ایسی مختلف کتابوں میں مرقوم اسطورہ کو یکجا کرنے کا کام بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے جبکہ اسے کسی نہ کسی حد تک مختلف طریقے سے لکھا گیا ہو۔ میں نے اسے یہاں مرتب کرتے وقت مہابھارت اور راماین کے مکمل انگریزی ترجموں کے علاوہ پُرانوں میں بیان کردہ اس اسطورہ کے کچھ انگریزی تراجم بھی پیش نظر رکھے۔

ایک دن سخت تپسیا کرنے والے عظیم رشی آشرم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رشی لوم ہرشنا (LOMHARSHANA) کا اُگرسروا (UGRASRAVA) ان کی خدمت میں بڑی انکساری کے ساتھ حاضر ہوا۔ اُگرسروا عام طور پر سُوتی (SOOTI) کے نام سے مشہور تھا۔ سُوتی نے پُرانوں کا مطالعہ خوب کر رکھا تھا۔ آشرم میں موجود وہ عظیم رشی سُوتی سے دلچسپ اور حیران کن کہانیاں سننے کے خواہشمند رہتے تھے۔ سُوتی نے انہیں کئی کہانیاں سنائیں اور کدرُو (KADRU) اور وِناتا (VINATA) نامی دو بہنوں کی کہانی سنانے کے بعد امرت منتھن (ساگر منتھن) کی یہ کہانی (اسطورہ) بھی سنائی۔

اسطورہ

بہترین عہد "کرت یُگ" (KRITA YUGA) کے ختم ہونے سے پہلے دی تی (دیتی۔ DITI) کے بیٹے دے تیا (دیتیا۔ DAITYA) یعنی ثانوی درجے کے دیوتا بہت طاقتور ہو گئے تھے۔ اسی طرح اَدِی تی (اَدیتی۔ ADITI) کے بیٹے اَدیتیا (اَدِت یا۔ ADITYA) یعنی عفریت بھی بہادر تھے۔ یہ تندخو اور بہادر سوتیلے حریف بھائی دیوتا (دے تیا) اور عفریت (اَدِتیا) دو بہنوں دِیتی اور اَدِیتی کے بیٹے تھے اور ان کا باپ ارفع روح کا مالک کیَپ رِشی (KASYAPA) تھا۔ دیوتا اور عفریت ایک دوسرے سے حسد کرتے تھے اور ایک دوسرے کے خلاف منصوبے بناتے رہتے تھے۔

رِشی کا ہار ایک دن دُرواس (DURVASA) نامی رشی نے زمین کے حکمرانوں کے

ایک اجتماع میں شرکت کی۔ ان ارضی فرمانرواؤں نے دُرواس کو تحفے کے طور پر پھولوں کا
ایک ہار پیش کیا۔ جب دُرواس آسمانی خطوں کو واپس جا رہا تھا تو سوچنے لگا کہ کون سا دیوتا
اپنی صلاحیتوں کی بنا پر اس بات کا مستحق ہے کہ ہار اسے تحفے میں دے دیا جائے۔ وہ
اس نتیجے پر پہنچا کہ اندر دیوتا ہی اس ہار کا اہل ہے ــــــــ دُرواس وہ ہار لے کر دیوتاؤں
کے حکمران اندر کے پاس گیا اور اسے پیش کر دیا۔ اندر نے انتہائی انکساری کے ساتھ وہ
ہار قبول کر لیا اور اس منفرد اعزاز کے لئے دُرواس کا شکریہ ادا کیا ــــــ مگر جب دُرواس چلا گیا
تو اندر نے وہ ہار اپنے ایک ہاتھی کو کھیلنے کے لئے دے دیا اور اس کے سر کے اوپر رکھ دیا۔
ہاتھی مست ہو گیا۔ اس نے اپنی سونڈ سے ہار کو پکڑ کے نیچے پھینک دیا ــــ ادھر دُرواس
رشی اندر سے کچھ کہنے کے لئے اچانک ہی پلٹ آیا۔ اس نے ہاتھی کو اپنے ہار سے کھیلتے
دیکھا۔ ہار کی اس تحقیر پر اسے سخت غصہ آیا۔ اس نے اندر اور اس کے ماتحت سارے
دیوتاؤں کو بد دعا دی کہ وہ اپنی قوتوں سے محروم ہو کر فانی انسانوں کی طرح کمزور ہو جائیں
دُرواس نے اندر سے کہا کہ تیری بادشاہت تباہ و برباد ہو جائے گی۔ گو اندر نے دُرواس
سے معافی بھی مانگی مگر برہمن رشی (دُرواس) کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا ــــــ دُرواس بد دعا
دے کر وہیں سے پلٹ گیا اندر کے محل میں بھی نہیں گیا۔ اس وقت سے ہی اندر کی قوت
کم ہونا شروع ہو گئی۔

دیوتاؤں کی فریاد

اُشوروں[۲] (عفریتوں) کے فرمانروا بالی (BALI) نے دیوتاؤں

ھ ۱۔ پرانوں کی ایک روایت کے مطابق رشی دُرواس کو سہانی خوشبو والا پھولوں کا ہار ایک خوش طبع اپسرا
(آسمانی پری) دے گئی تھی۔ دُرواس ہار پا کر سرخوشی کے عالم میں رقص کرنے لگا۔ پھر اس نے وہ ہار اندر
دیوتا کو دے دیا۔ (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

خلاف جنگ چھیڑ دی اور ایک زبردست فوج لے کر اندر دیوتا کے دارالحکومت امراوتی (AMARĀVATĪ) پر چڑھ دوڑا۔ ناتواں دیوتا بٹے کٹے اشوروں کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتے تھے۔ شکست سامنے نظر آ رہی تھی۔ دیوتاؤں کو جب اشوروں کے ہاتھوں مار پڑی اور دُرداس کی بددعا کے نتائج کا تجربہ ہوا تو وہ ڈرے کہ اشور (اُسُر) مکمل طور پر انہیں زیر کر لیں گے۔

دیوتا شِو کے پاس پہنچے اور اسے اپنی بپتا کہہ سنائی مگر دُرداس رشی کی بددعا کے سامنے شِو دیوتا بھی بے بس تھا۔ اس نے انہیں برہما دیوتا کے پاس جانے کے لئے کہا۔ برہما نے دیوتاؤں کو صاف بتا دیا کہ وہ بھی ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتا، صرف وشنو دیوتا ہی ان کے کام آ سکتا ہے اس نے دیوتاؤں کو مشورہ دیا کہ وہ وشنو سے ہی مدد لیں —— برہما دیوتاؤں کو وشنو دیوتا کے پاس اس کے آسمان بے کُنٹھ (وے کُنٹھ۔ VAIKUNTHA) لے کر پہنچا۔ وہاں وشنو اَننت ناگ کی کنڈلیوں پر سویا ہوا تھا۔ دیوتاؤں نے وشنو کے ایک ہزار نام لے کر اس کی شان میں گیت گائے۔ ان کی نغمہ سرائی سے وِشنو کی آنکھ کھل گئی۔ وِشنو نے ان سے آنے کا سبب پوچھا تو دیوتاؤں نے عظیم وشنو سے کہا۔

"شیطانی عفریتوں نے ہمیں میدان جنگ میں شکست دی ہے
(چنانچہ) ہم تجھ سے مدد چاہنے آئے ہیں (اے) روحِ کل رحم
کر اور اپنی قوت بروئے کار لا کر ہمیں نجات دلا"

۲۶ھ اُشور۔ اُسُر۔ اسُور (ASURA) ۔ اُشور (اُسُر) کون تھے؟ اس سلسلے میں تصورات اور بحث بہت متنوع اور طویل ہے۔ دیوتاؤں کے یہ دشمن شیاطین، عفریت تھے یا آریاؤں نے اپنے دشمن مقامی باشندوں کو اسّور (اُسُر) کہا۔ ان سب باتوں پر کسی اور جگہ اظہار خیال کیا جائے گا۔ فی الحال اشوروں کو دیوتاؤں کے دشمن عفریت سمجھئے۔

وشنو نے غور و فکر کے بعد ان سے کہا کہ وہ صرف امرت (دودھ کے سمندر کا ست) یا جوہر پی کر ہی اپنی پہلے جیسی طاقت اور توانائی حاصل کر سکتے ہیں۔

میرو اور منڈرا

دیوتا میرو پہاڑ کی زرّیں چوٹی پر مشورہ کرنے جمع ہوئے ۔۔۔ میرو[۳] ایک بہت بڑا پہاڑ ہے۔ یہ پہاڑ درخشاں اور ضوفشاں ہے۔ جب اس کی طلائی چوٹی پر سورج کی کرنیں پڑتی ہیں تو دور دور تک بکھر جاتی ہیں۔ یہ پہاڑ سونے سے مزین ہے اور انتہائی خوبصورت ہے۔ دیوتا اور گندھرو (گندھرب۔ GANDHARVAS) اس پہاڑ پر کثرت سے بستے ہیں۔ وہاں دیوتاؤں کی تفریح گاہیں ہیں۔ میرو اتنا بڑا ہے کہ اس کی پیمائش نہیں ہو سکتی میرو پر گناہگار لوگ نہیں جا سکتے۔ یہ پہاڑ بہت ساری جڑی بوٹیوں کی روشنی سے روشن رہتا ہے۔ ہر مرض کی دوائیں وہاں موجود ہیں، ہیرے جواہرات کی کانیں ہیں۔ اسکی بلندیوں پر خوفناک درندے گھومتے پھرتے ہیں۔ اس پہاڑ پر تو تخیل تک کی رسائی نہیں ہو سکتی طرح طرح کے اشجار اور ندیاں اس کی دلکشی میں اضافہ کرتے ہیں۔ بے شمار پرندوں کے شیریں نغمے اس پہاڑ میں گونجتے ہیں۔ میرو لاتناہی زمانوں سے سر اٹھائے کھڑا ہے[۴]۔

اسی میرو پہاڑ پر جمع ہو کر تپسیائیں کرنے والے وہ دیوتا آپس میں صلاح مشورے کرنے لگے کہ امرت (آبِ حیات) کیسے حاصل کیا جائے۔ دیوتاؤں کو اس عالم میں دیکھ کر وشنو نے ان سے کہا:۔

"اب میں جو حکم دوں اسے بجا لاؤ تمہاری قوت بحال ہو جائے گی ہر جگہ سے مختلف اقسام کے تمام پودے اور جڑی بوٹیاں اکٹھی

ص ۳: میرو (MERU) ۔ سونے کے بنے ہوتے اس پہاڑ کا نام سومیرو (سومرو ۔ SUMERU) بھی آیا ہے۔
ص ۴: میرو پہاڑ کی یہ تفصیل امرت منتھن کی اسی اسطورہ میں مہابھارت وغیرہ میں آئی ہے۔

کر کے دودھ کے سمندر[۵] میں ڈال دو۔ مندرا (MANDARA)
پہاڑ کو مدہانی (متھانی) اور واسوکی ناگ[۶] سے بلونے کے رسّے
کا کام لو۔ پھر امرت حاصل کرنے کے لئے (دودھ کے سمندر کو) تم
اور (شور) بلونا شروع کر دو۔ جو (امرت) تمام تر قوت اور ابدیت
کا سرچشمہ ہے اس طرح امرت، ساری دوائیں اور ہیرے
جواہرات حاصل ہوں گے۔ اے دیوتاؤ سمندر کو متھنے سے تمہیں
امرت ملے گا۔"

'مندرا' نامی ایک پہاڑ ہے جس کی چوٹیاں بادلوں کی مانند ہیں۔ یہ سب سے اعلیٰ پہاڑ ہے اور بے شمار بیلیں اس کی زینت ہیں۔ اس پر پرندے اپنی میٹھی تانیں بکھیرا کرتے ہیں، بہت سارے درندے اس پر گھومتے ہیں۔ اس پر کنر (KINNARAS)، اپسرائیں (آسمانی پریاں) اور دیوتا رہتے ہیں۔ مندرا پہاڑ گیارہ ہزار یوجن[۷] یعنی ننانوے ہزار میل اونچا اور گیارہ ہزار یوجن (ننانوے ہزار میل) ہی زمین کے اندر ہے۔

وشنو دیوتا کے مشورے کے مطابق مدہانی (متھانی) کا کام کوہ مندرا سے اور بلونے کی رسی کا کام واسوکی ناگ سے لیا جا سکتا تھا۔ مگر سب دیوتا مل کر بھی مندرا پہاڑ کو اکھیڑ کر نہ تو دودھ کے سمندر میں ڈال سکتے تھے اور نہ ہی اسے بلو سکتے تھے۔ جب دیوتا مندرا

ص۵۔ دودھ کا سمندر:۔ سات دنیاؤں کو سات ہی سمندر گھیرے ہوئے ہیں انہی سات سمندروں میں سے ایک دودھ کا سمندر بھی ہے۔

ص۶:۔ واسوکی ناگ:۔ اس سانپ کو باسک بھی لکھا جاتا ہے۔

ص۷:۔ یوجن (YOJANAS):۔ یوجن کی لمبائی کے بارے میں مختلف آراء ہیں مثلاً یہ کہ ایک یوجن نو میل کے برابر ہوتا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یوجن پانچ یا ساڑھے چار میل کے برابر ہوتا تھا۔

پہاڑ کو جڑ سے نہ اکھاڑ سکے تو وِشنو اور برہما کے پاس پہنچے۔ وہ دونوں اکٹھے بیٹھے تھے۔ دیوتاؤں نے ان سے کہا:۔

"تم خود ہی کوئی طریقہ آزماؤ۔ ہماری بھلائی کے لئے مندرا اکھاڑ کرنے کی کوشش ضرور کرو۔"

وِشنو اور برہما نے کہا:۔

"ایسا ہی ہو گا"

وشنو نے اندر سے کہا کہ وہ اُشوروں کی شرط پر ہی ان سے صلح اور جنگ بندی کر لے اور ان سے وعدہ کرے کہ دودھ کے سمندر کو بلونے سے جو امرت (آبِ حیات) حاصل ہو گا اس میں ان اشوروں کا حصہ بھی ہو گا۔ اس طرح دیوتاؤں کو اشوروں کی حمایت اور عملی مدد حاصل ہو جائے گی۔ اندر نے وشنو سے کہا کہ کیا اشوروں کو امرت میں حصہ دار بنانا اور انہیں پلانا دانائی ہو گی؟ اس طرح تو اشور (اُسُر) دیوتاؤں سے زیادہ طاقتور ہو جائیں گے۔ مگر اندر کے ان اعتراضات کے جواب میں وِشنو نے کہا:۔

"میری اعانت پر بھروسہ کرو۔ میں اس بات کا خیال رکھوں گا کہ تمہارے دشمن تمہاری مشقت میں تو ہاتھ بٹائیں گے لیکن اس مشقت کے عوض وہ امرت پینے میں شریک نہیں ہو سکیں گے۔"

مشترکہ کوشش

دیوتاؤں اور اشوروں میں صلح ہو گئی، دیوتاؤں نے ان کے ساتھ اتحاد کر لیا۔ انہوں نے مل کر مندرا پہاڑ کو جڑ سے اکھاڑا اور اسے دودھ کے سمندر میں لٹکا دیا [۵۳]

۵۳۔ مہابھارت کے مطابق "کنول جیسی آنکھوں والے وِشنو اور برہما نے انتہائی طاقتور اَننت ناگ کو حکم دیا کہ وہ سارے جنگلوں اور جنگلوں کے باسیوں سمیت مندرا کو اکھاڑ ڈالے۔ اَننت (ناگ) نے بَل دے کر پہاڑ کو اکھاڑ لیا۔"

دیوتاؤں نے دودھ کے سمندر سے کہا:

"اے سمندر ہم تجھے متھ کر (تیرے اندر سے) امرت نکالنے
آئے ہیں۔"

ساگرا سمندر نے کہا:

"مندرا سے مجھے متھنے پر جو زبردست ہل چل ہوگی میں اسے
سہ سکتا ہوں۔ متھ کر کیوں (امرت میں سے مجھے بھی حصہ ملیگا"

مندر میں بھاری مقدار میں جڑی بوٹیاں ڈالی گئیں تاکہ امرت میں خوشبو بس جائے پھر دیوتاؤں نے واسوکی نامی[ص۱۹] عظیم الجثہ اژدہے کو پکڑ کر اسے مندراچل کے گرد لپیٹ لیا وہ واسوکی سے بلونے والے رسے کا کام لینا چاہتے تھے۔ وشنو نے دیوتاؤں سے کہا کہ وہ بلونے کے لئے اس سانپ کے دُم کی طرف والے سرے کو تھام لیں مگر اشور (اَسُر) انہوں یہ سمجھے کہ اس میں وشنو کی کوئی چال ہے انہوں نے اصرار کیا کہ واسوکی ناگ کے منہ کی طرف والے سرے کو تھامیں گے۔[ص۱۰] چنانچہ دیوتاؤں نے واسوکی کو اس کی دُم کی طرف سے تھام لیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کافی دیر بعد بلونے کے دوران جب واسوکی ناگ کے منہ سے گرم گرم ہوا تیزی سے نکلنے لگی تو اشور کمزور ہوتے گئے مگر ان کا بدن مارے خوف کے لرزنے لگا۔ مگر سمندر سے آنے والی خنک و خوشگوار ہوا سے دیوتاؤں کو تقویت پہنچتی رہی۔

دیوتا اور اَشور (اَسُر) پوری دلجمعی اور عزم کے ساتھ دودھ کا سمند بلوتے رہے چکر کھاتا ہوا مندرا پہاڑ سمندری تہ کی گہرائیوں میں گھس گیا جب بلونا ممکن نہ رہا تو دیوتا اور دانو[ص۱۱] دہشت زدہ ہو کر بھاگے اور کچھوؤں کے بادشاہ کُرما کے پاس پہنچے۔ کرما نامی

ص۹۔ واسوکی :۔ واسوکی نامی یہ زبردست ناگ پاتال میں رہتا تھا اسے باسک بھی لکھا جاتا ہے۔

ص۱۰۔ اس طرح احمق اشور (اَسُر) وشنو کے جھانسے میں آگئے۔ (حاشیہ ص۱۱ اگلے صفحہ پر)

یہ عظیم الجثہ کچھوا دراصل وشنو کا اوتار تھا یعنی خود وشنو ہی تھا۔ انہوں نے وشنو سے التجا کی:۔

"مخلوق کی مدد کر، سب سے بڑھ کر یہ کہ دیوتا تجھ سے مدد مانگنے
آئے ہیں۔ اے قوی بازوؤں والے ہمارے انجام کا تحفظ
کر اور مندرا کے خطرناک وزن کو (تُو خود) اُٹھا لے۔"

دیوتاؤں کو مدد کی سخت ضرورت تھی چنانچہ کچھوا بادشاہ[۱۲] (کُرما) یعنی وشنو مان گیا۔ اندر دیوتا نے آلات کی مدد سے مندرا چل کو کُرما کی پُشت پر لگا دیا[۱۳]۔ مدہانی (متھانی) یعنی مندرا پہاڑ

ح ۱۱: داوا (DANAVAS): مہابھارت میں بیان کی جانے والی اس اسطورہ میں دیوتاؤں کے ساتھ مل کر دودھ کے سمندر کو بلونے والے عفریتوں کو کہیں تو اشورا (اسورا، اسُر، اَسُر ASURAS) لکھا گیا ہے اور کہیں داوُ۔ دراصل داوُ بھی دَیتیاؤں (دیتیاؤں DAITYAS) اور اشوروں کی طرح دیوتاؤں کے دشمن عفریت تھے اور دیوتاؤں سے لڑتے بھڑتے رہتے تھے اسی لئے مہابھارت میں مذکور اس اسطورہ میں دیوتاؤں کے ان دشمنوں کے لئے کبھی اشورا اور کبھی داوُ کا لفظ استعمال ہوا ہے ــ داوؤں کی ماں کا نام دانُو (DANU) تھا اور وہ کشیپ (KASYAPA) کی بیوی تھی ــــ دیتیا (دَیتیا) بھی دیوتاؤں کے دشمن عفریت تھے، قربانی کی رسموں کو اکثر درہم برہم کرتے رہتے تھے۔ دیتیاؤں کی ماں کا نام دِتی "دِتی - دِیتی - DITI) تھا اور یہ کشیپ رتی کی اولاد تھے۔ داوؤں اور دیتیاؤں کا ذکر اکثر ایک ساتھ ملتا ہے تاکہ ان میں امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

ح ۱۲: کچھوا بادشاہ (کُرما): کُرما (کچھوا)، دراصل وِشنو کا اوتار تھا یعنی وِشنو اس کچھوے کے روپ میں دیوتاؤں کی اس مشکل کو آسان کرنے آیا تھا۔

ح ۱۳: ایک روایت کے مطابق دیوتا اور اشور (اُسُر) جیسے جیسے سمندر کو بلونے گئے مندرا پہاڑ سمندر کی کیچڑ والی تہ میں دھنستا گیا حتیٰ کہ بلونا ممکن نہ رہا۔ اس مرحلے پر وشنو دیوتا نے ایک بہت ہی بڑے کچھوے کی صورت اختیار کر لی وہ سمندر میں غوطہ لگا گیا اور مندرا پہاڑ کو اپنی کمر پر سہارے لیا۔ اب سمندر کو بلونا پھر آسان ہو گیا

اسی کچھوے یعنی خود وشنو دیوتا کی پشت پر گھومنے والا تھا۔ وشنو جس کے بال درختوں کی صورت میں نکلے رہتے ہیں، نے سمندر کی تہ میں مندرا کے نیچے کچھوے کی شکل میں پڑے پڑے اپنا ایک ہاتھ پھیلا کر مندرا کی چوٹی پکڑ لی۔ اس طرح سمندر کو متھنے کے عمل میں وہ ا وشنو خود بھی دوسرے لافانی دیوتاؤں کے ساتھ شریک ہو گیا۔

دیوتاؤں کے ہاتھوں سے (متھنے کے دوران) واسوکی ناگ کو رہ رہ کر رگڑ لگی تو اس کے منہ سے کالا دھواں اور شعلے لپکنے لگے۔ دھوئیں کے ان مرغولوں سے بادل بن گئے اور ان میں بجلیاں کوندنے لگیں۔ ان بادلوں سے تھکے ماندے دیوتاؤں پر برکھا اور وہ تازہ دم ہو گئے۔ مندراچل کے پہلوؤں پر اُگے ہوئے چھتنار درختوں سے دیوتاؤں پر پھول برسے اور دانوؤں کو بھی ان سے فرحت نصیب ہوئی۔ دیوتاؤں اور دانوؤں کے ہاتھوں مندرا پہاڑ کے گھومنے سے ایسی ہی دہشت ناک گرج اٹھ رہی تھی جیسے مہا پرلے (یعنی پوری کائنات کی تباہی) کے وقت گونجتی ہے۔ عظیم مندرا کے گھومنے سے بہت سارے مختلف جانور کچلے گئے اور کھاری سمندر میں دم توڑ گئے۔ وارُن[۱۴] (ورون) دیوتا کی سرزمین (سمندر) اور نچلے خطے میں رہنے والے (مختلف آبی جانور) مندرا پہاڑ کے چکر کھانے سے ہلاک ہو گئے۔ مندرا کے گھومنے سے اس پر اُگے ہوئے بڑے بڑے درخت ایک دوسرے سے ٹکرا کر جڑ سے اکھڑ کر ان تمام پرندوں سمیت سمندر میں گر گئے جو ان کی شاخوں پر بسیرا کیے ہوتے ——— درختوں کی شاخوں کی باہمی رگڑ سے زبردست آگ بھڑک اٹھی اور شعلے لپکنے لگے اور مندراچل ان سیاہ بادلوں

ص۱۴۔ وَرُون / وارون۔ ——— (VARUNA) ویدی زمانے میں وہ محیط کل آسمان کا دیوتا آسمان اور زمین کا خالق، کائنات کا حکمران، دیوتاؤں اور انسانوں کا فرمانروا، لامحدود علم کا مالک اور برترین دیوتا تھا۔ ویدی دور کے بعد اسے محض نچلے درجے کے آسمانی دیوتاؤں یعنی اَدی تیاؤں (ادِتیاؤں۔ آدِتیہ ADITYAS) میں سب سے اونچا دیا گیا اور پھر ایک ایسا آیا کہ اسے صرف سمندروں اور دریاؤں کا دیوتا بنا کر رکھ دیا گیا۔

کی مانند لگنے لگا جن میں بجلیاں کوند رہی ہوں۔ اس آگ سے شیر ہاتھی اور پہاڑ پر رہنے والے دوسرے جانور وہیں جل کر ختم ہو گئے۔

تب آسمان کے بہترین دیوتا اندرنے موسلا دھار بارشیں برسا کر بھڑکتی آگ بجھانا شروع کر دی، بڑے بڑے مختلف درختوں اور جڑی بوٹیوں کا گوند پگھل پگھل کر بہہ نکلا اور سمندر میں گرنے لگا۔ سونے اور درختوں اور جڑی بوٹیوں کا گوند دعرق جب سمندری پانی میں ملا تو اس میں امرت کی سی خاصیت پیدا ہو گئی۔ دیوتاؤں نے یہ پانی پیا اور لافانی ہو گئے۔ بکھرے ہوئے سمندر کے دودھ ملے پانی میں درختوں اور جڑی بوٹیوں کا سیال گوند مل جانے سے تھرا ہوا مکھن پیدا ہوا۔

دیوتا سمندر کو متھتے متھتے جب بُری طرح تھک گئے تو وہ علمیات بخشنے والے برہما دیوتا کے پاس پہنچے جو بڑے آرام سے اپنی نشست پر بیٹھا تھا۔ دیوتاؤں نے برہما سے کہا۔

"اے برہما، ہم تو تکان سے نڈھال ہو گئے مگر امرت ابھی تک نہیں نکلا ہے۔ وشنو کے سوا اب دیوتاؤں اور دانوؤں میں سمندر کو بلونے کی (مزید) سکت نہیں رہی ہے۔"

تب برہما نے وشنو سے کہا۔

"مہربانی کر کے دیوتاؤں کو قوت بخش دے کہ وہ مندرا کے ذریعے سمندر کو دوبارہ بلو سکیں۔"

نارائن (وشنو دیوتا) نے کہا۔

"میں تمہیں ضروری توانائی عطا کرتا ہوں، جاؤ پہاڑ کو سمندر کی تہ میں داخل کرو اور سمندر کو متھنا شروع کردو۔"

دیوتاؤں نے وشنو کی بات سنی اور نئی طاقت سے متصف ہو کر سمندر کو بلونا شروع کر دو۔

چودہ رتن اب وہ بے بہا چودہ چیزیں دودھ کے سمندر کی گہرائیوں سے نکل کر سطح پر ایک ایک کر کے آنے لگیں جو "چتُردَس رتن" (CHATURDASA) کہلاتی ہیں جو یہ تھیں۔

چندرماں	CHANDRAMĀ	چاند
پارجت۔ پرجت[۱۰۷]		مقدس آسمانی درخت کا نام
ایراوت۔ ایراوتم	AIRĀVATA - AIRAVATAM	نہایت اعلیٰ اور شاہی سفید ہاتھی کا نام
سُورَبھی[۱۰۸]	SURABHI	خوشحالی لانیوالی گائے کا نام
سُرا (سُورا)۔ وارونی[۱۰۹]	SURA - VĀRUNI	شراب کی دیوی کا نام

ص۱۰۷۔ پارجت۔ پرجت۔ پاری جَت :۔ اس درخت کا نام کلپ برکش بھی ہے۔ اس کے علاوہ اسے کلپ تُرما اور سُر رکش بھی کہا گیا ہے۔ اس کے بارے میں ایک روایت تو یہی ہے کہ دودھ کے سمندر سے برآمد ہوا تھا۔ دوسری روایت پاری جَت (پارجَت درخت کے بارے میں یہ ہے کہ پاری جَت نامی ایک بہت ہی خوبصورت دوشیزہ تھی۔ سُوریہ (سورج دیوتا) کو اس سے محبت ہو گئی۔ کچھ عرصے بعد سوریہ اس سے بے وفائی کر گیا ایک اور حسینہ سے محبت کرنے لگا۔ پاری جَت اس صدمے کو برداشت نہیں کر سکی اور خودکشی کر لی اسے ایک درخت بنا دیا گیا اور اس درخت کا نام بھی پاری جَت تھا۔ اس درخت پر زردی مائل خوشبودار پھول لگتے تھے۔ رات کو جب سورج نظر نہیں آتا تھا تو یہ پھول کھلتے تھے اور صبح جب سورج طلوع ہوتا تو یہ درخت صدمے کی علامت کے طور پر اپنے پھول گرا دیتا تھا۔ پاری جَت نامی وہ دوشیزہ یہ صدمہ درخت بن جانے کے باوجود نہیں بھول تھی اور یہ دکھ اسے اس وقت پہنچا تھا جب سوریہ دیوتا اس سے بے وفائی کر گیا تھا۔

ص۱۰۸۔ سُوربھی :۔ اس گائے کا ایک نام کام دھینو (KĀMADHENU) بھی ہے۔

ص۱۰۹۔ سُرا (سُورا) :۔ سورا ایک طرح کی شراب تھی۔ شراب کی دیوی کا نام 'وارُونی' ہے مگر اسے سُرا (سورا) بھی کہا اور لکھا جاتا ہے۔

اپسرائیں	APSRAS	آسمانی پریاں
اُچی شروا۔ اچھائیسروس [ح۲۰]	UCHAISRAVAS	برق رفتار، شاندار سفید گھوڑے کا نام
سنکھ	SANKHA	فتح وکامرانی کا نقیب
دھنش [ح۲۱]	DHANUSH	مشہور و معروف کمان
کوستُبھا۔ کوستُبھ [ح۲۲]	KAUSTUBHA	ایک لاثانی ہیرے (مَن) کا نام
وِش۔ وِش ناگ [ح۲۳]	(VISHA-VISANĀGAS)	زہر۔ سانپوں کا ناگ
لکشمی	LAKSHMI	دیوی
دھنونتری۔ دھنتر [ح۲۴]	DHANWANTRI	دیوتاؤں کا معالج
امرت	AMRITA	آبِ بقا۔ آبِ حیات [ح۲۵]

ح ۲۰۔ اُچی شروا یا اچھائیسروس نامی اس گھوڑے کو اُچھ چھائیسروس (UCHCHAISRAVAS) بھی لکھا گیا ہے۔

ح ۲۱۔ بعض روایات کی رو سے مشہور و معروف کمان دُھنش نہیں گرز برآمد ہوا تھا۔ دُھنش کے معنی بھی کمان کے ہی ہیں۔

ح ۲۲۔ کوستُبھا:۔ اس ہیرے کو کوستوا (کوستُبا - KAUSTAVA) بھی لکھا جاتا ہے۔

ح ۲۳۔ وِش ناگ:۔ اس زہر کو کال کوٹ بھی لکھا گیا ہے۔

ح ۲۴۔ دھنونتری:۔ دیوتاؤں کے اس معالج کو دھن ینتری (DHANAYANTRI) بھی لکھا جاتا ہے

ح ۲۵۔ دودھ کے سمندر سے چودہ رتنوں یعنی بے مثال ہیروں کے ناموں میں قدرے فرق ہے۔ مثلاً بعض روایات میں دھنش (کمان) کی جگہ گرز برآمد ہونا تو بتایا ہی گیا ہے سُور بھی گائے کے نمودار ہونے کا ذکر بھی نہیں ہے بلکہ اس کی جگہ وارُنی (وارونی ۔ وارُنی) یعنی مدرا شراب ناب کے برآمد ہونے کا تذکرہ ہے جو دیوتاؤں نے یہ شراب اسوروں (اسُرؤں) کو دے دی تھی۔

دیوتا اور اشور دودھ کے سمندر (کِیر ساگر KASIRA - SAGARA) کو بلوتے رہے۔ اس عمل کے نتیجے میں سب سے پہلے ہزاروں ٹھنڈی کرنوں والا چاند اس سمندر سے نکلا۔ چاند کو شِو دیوتا نے لے لیا۔ چاند کے بعد سمندر سے پرَجبت (پاری جت۔ پاری جات) نامی مقدس آسمانی درخت نکلا۔ آسمانی دوشیزائیں یعنی اپسرائیں (پریاں) اس درخت کو بہت پسند کرتی ہیں۔ اس فردوسی درخت کی مہکتی کلیوں سے ساری دنیا میں خوشبوئیں بس جاتی ہیں۔ پاری جت درخت کو اندر دیوتا نے لے لیا ــــ اس کے بعد کِیر ساگر سے اَیراوَت (ایراوتم) نامی ہاتھی نکلا اس کے چار دانت اور بہت بڑا بدن تھا، اس کا رنگ سفید تھا۔ یہ ہاتھی بھی اندر دیوتا حصے میں آیا ــــ متھنے کا عمل جاری تھا اب سمندر مقدس گائے سُوربھی (کام دھینو) نمودار ہوئی۔ یہ فراوانیوں کی گائے کہلاتی ہے اور ہر ایک کی خواہش پوری کرتی ہے، نذرانے چڑھانے کے لئے لوگوں کو دودھ اور مکھن بخشتی ہے۔ دیوتا بھی اس مقدس گائے (سوربھی) کی پوجا کرتے ہیں۔ مقدس سِدھ (SIDDHAS) آنکھیں گھما گھما کر اس نظارے پر حیرانی کا اظہار کر رہے تھے۔ گائے سات رشیوں (سپت رِشیوں) کو دے دی گئی۔

دیوتا اور اشور سمندر کو برابر بلوتے رہے۔ اب ورون (وارُون) دیوتا کی کنواری بیٹی وَرُدنی (وارُونی)[ح۲٦] ہاتھ میں سورا (SURA) شراب کا پیالہ لئے نمودار ہوئی۔ پُرشباب وارُونی شراب کی دیوی تھی۔ سمندر سے نکل کر وہ اپنے شایانِ شان جوڑے کو تلاش کرنے لگی۔ 'دِتی' (دِیتی) کے بیٹوں یعنی 'دیتیاؤں' (عفریتوں) میں سے کسی نے بھی اسے قبول نہیں کیا البتہ ان کے حریف دیوتاؤں نے اس مقدس دوشیزہ (وارونی) سے شادی کی درخواست کی۔ اس قدر حسین وجمیل دوشیزہ کو جنہوں نے پسند کیا وہ 'سُورا' 'سُرا - SURA) کہلائے کیونکہ وارونی

ح۲٦۔ راماین اور مہابھارت کے متعدد انگریزی ترجموں میں شراب کی اس دیوی کا نام وارونی (وارونی) کی جگہ (سُورا، اسُرا) لکھا گیا ہے اور ترجمہ یہ کیا گیا ہے کہ "سُورا سمندر سے نمودار ہوئی۔"

سورا' نامی شراب سے لیے نمودار ہوئی تھی۔ اور جنہوں نے وارونی (سورا) کو قبول کرنے سے انکار کیا وہ اسورا (اشور) کہلائے۔

اَپسرائیں

دیوتا دودھ کے سمندر کو بدستور بلو رہے تھے۔ سمندر میں جھاگ اٹھ رہی تھی، پانی اُبل رہا تھا۔ اب دودھ کے سمندر سے دلربائی میں لاثانی حسن کامل سے متصف چار کروڑ ساٹھ لاکھ اَپسرائیں (آسمانی پریاں) پیدا ہوئیں[۲۷]۔ چونکہ یہ جھاگ اور پانی سے پیدا ہوئی تھیں اس مناسبت سے انہیں اَپسرائیں[۲۸] (APSARASES) کہا جانے لگا۔ ہر اَپسرا کے ساتھ اس کی کنواری کنیزیں بھی تھیں۔ ان سب کی تعداد اتنی تھی کہ زبان انہیں شمار نہیں کر سکتی تھی ــــ کسی بھی دیوتا اور عفریت (اشور) نے ان اَپسراؤں میں سے کسی کو بھی اپنی بیوی بنانا پسند نہیں کیا۔ اس طرح جب سب دیوتاؤں اور اشوروں نے اپسراؤں کو مسترد کر دیا تو انہوں نے اپنی محبت بیک وقت سارے دیوتاؤں کے لیے وقف کر دی اور وہ آسمانی مغنیوں یعنی گندھروؤں (گندھرلوں) کے ساتھ رہنے کے لئے چلی گئیں۔

پھر سمندر کے جھاگوں سے شریف النفس سفید شاندار گھوڑا اُچی شروا (اُچھ چائشر وس[۲۹] UCHCHAISRAVAS) نمودار ہوا۔ یہ گھوڑا اشوروں کے سردار بالی کو دے دیا گیا مگر دیوتاؤں نے بعد میں امرت پی لینے کے بعد جب لڑائی میں بالی کو شکست دے دی تو یہ گھوڑا اندر دیوتا کے

ح ۲۷:۔ بعض روایتوں میں دودھ کے سمندر سے رمبھا (RAMBHA) نامی انتہائی خوبصورت اپسرا نمودار ہوئی تھی۔ ح ۲۸:۔ اَپسرا:۔ اَپسرا کے معنیٰ پانی میں رہنے والی یعنی ندی کی پریاں (جل پریاں بھی کیے گئے ہیں۔ ماہرین کے خیال میں لفظ 'اَپسرا' غالباً 'اَپ سری' (AP-SRI) سے مشتق ہے 'اَپ' کا معنی ہیں پانی اور 'سری' کے معنی ہیں جانا۔ قدیم یونانیوں کی عشق و محبت کی دیوی 'افرودیتی' بھی سمندری جھاگ سے پیدا ہوئی تھی۔

ح ۲۹:۔ اُچھ چھائیشر دس کو اچھائشر وس (UCHAISRAVAS) اور اچھ چھائیہ شروس (UCHCHAIH SRAVAS) بھی کہا اور لکھا جاتا ہے۔

قبضے میں آگیا ــــ اس کے بعد لاثانی جواہرات سے مرصع سنکھ (ناقوس) نکلا اس سنکھ کی آواز اس قدر بلند تھی کہ تری لوک (تینوں دنیائیں) اس سے گونج جاتی تھیں۔ سنکھ کے بعد مشہور معروف دھنش (DHANUSH) یعنی کمان برآمد ہوئی جس کی ساخت اور اوصاف عجیب و غریب تھے۔ پھر کوستبھا (کوستبہ - KAUSTUBA) نامی بہترین ہیرا برآمد ہوا۔ اس ہیرے کی روشنی خیرہ کن تھی۔ اسے وشنو دیوتا نے اپنے سینے پر سجا لیا اور سنکھ بھی وشنو نے ہی لے لیا

دیوتا پورے تن من کے ساتھ سمندر کو بلو رہے تھے۔ ایک ہزار موسموں (برسوں) تک وہ واسوکی ناگ کو مدھانی کے رسے کی طرح گھماتے رہے۔ واسوکی کے ایک ہزار سر چٹانوں سے ٹکرا ٹکرا کر زخمی ہو گئے اور ان سے انتہائی مہلک زہر نکلنے لگا۔ زہر ایک بہت بڑے سیاہ کن شعلے کی مانند بہہ نکلا اور جلد ہی ساری دھرتی پر چھا گیا۔ یہ زہر آگ کی طرح بھڑک رہا تھا۔ اس میں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ اس کی خوفناک بو سے تینوں دنیاؤں کی مخلوق بے ہوش ہو گئی دیوتاؤں بھوت پریتوں اور انسانوں کے گھر زہر سے تباہ ہو گئے۔ اس صورت حال سے خوف زدہ ہو کر سارے دیوتا عظیم دیوتا شنکر (شو) کے پاس پہنچے اور انہوں نے مویشیوں کے آقا (رودر شو) دیوتا سے گذارش کی۔

"مالک ہمیں بچا! ہمیں بچا!"

تب جگمگاتے چہرے والا وشنو دیوتا، سنکھ، گرز اور اپنا خوفناک ہتھیار (سدرشن چکر) لئے انہیں نظر آیا۔ وشنو مسکراتے ہوئے شو سے بولا۔

"دیوتاؤں کے سمندر بلونے سے سب سے پہلے جو چیز نکلی ہے[۳۰]
اسے بہترین دیوتا وہ تجھے ملنی چاہیئے۔ چل اور اپنے پیدائشی
حق کے طور پر اس زہر کو اپنا پہلا ثمر جان کر پی جا۔"

حہ ۳۰۔ بعض روایات کی رو سے دودھ کے سمندر سے سب سے پہلے زہر برآمد ہوا تھا۔

وشنو یہ کہہ کر نظروں سے غائب ہو گیا — شِو نے دیکھا کہ دیوتا بری طرح سہمے ہوئے ہیں
اس (شِو) نے اُس وِشنو کی بھی بات بھی سنی جس (وِشنو) سے خمیدہ سینگ کی بنی ہوئی عظیم[۳۱]
کمان پیدا ہوئی ہے چنانچہ شِو نے سیلاب کی شکل میں بہتا ہوا وہ زہر یوں پی لیا جیسے وہ آسمانی
مشروب (امرت) تھا۔ شِو نے اس زہر کو اپنے گلے میں جمع کر لیا[۳۲]۔ پھر عظیم دیوتا شِو دیوتاؤں
سے الگ ہو کر چلا گیا[۳۳]۔

لکشمی کی پیدائش

دیوتا سمندر کو متھنے میں مصروف ہے۔ بہت سارے برس بیت
گئے تو — کنول کے پھول پر بیٹھی خوبصورت اور محبت بھری آنکھوں والی ایک حسین دوشیزہ
لہروں پر بہتی ہوئی ابھری[۳۴]۔

۳۱۔ وِشنو کا ایک نام "سارنگِن" (SARNGIN) بھی ہے۔ سارنگِن کے لفظی معنی ہیں۔ سینگ کی کمان
اٹھانے والا"

۳۲۔ ایک اور روائیت کے مطابق واسوکی ناگ کے منہ سے نکلنے والے زہر کو شِو نے کسی اور ہی وجہ سے پیا
تھا اور وہ وجہ یہ تھی کہ لکشمی جب دودھ کے سمندر سے نمودار ہوئی تو شِو دیوتا نے لے اپنے لئے طلب کیا۔ مگر وہ
لکشمی کے بھائی چاند کو پہلے ہی لے چکا تھا۔ جو دودھ کے سمندر سے ہی نکلا تھا۔ چنانچہ چاند کی اس بہن لکشمی
کو وِشنو دیوتا نے لے لیا یہ بھی وِشنو پر ریجھ گئی تھی۔ شِو دیوتا اس شکست کی تاب نہ لاکر مایوسی کے عالم میں وہ
زہر پی گیا جو سمندر بلونے کے دوران واسوکی ناگ کے منہ سے نکل نکل کر دودھ کے سمندر میں شامل ہو گیا تھا مگر
زہر ابھی شِو کے پیٹ میں بھی پہنچنے نہیں پایا تھا کہ اس کی بیوی پاربتی دیوی کی ترکیب سے اس کا ازالہ ہو گیا

۳۳۔ روائیتوں کے مطابق اسی دن سے شِو کو نیل کنٹھ (NILKANTHA) کہنے لگے۔

۳۴۔ چونکہ لکشمی دودھ کے سمندر سے نمودار ہوئی تھی اس لئے وہ "دودھ کے سمندر کی بیٹی" یعنی کشیرابدتنیا،
(KSIRĀBDITANAYA) کہلائی۔

"اُس کی آنکھیں[۳۳۵] سیال راستے پہ بار بار پڑ رہی تھیں،
سنہری روشنی سے سیاہ سمندر منور ہو رہا تھا،
اس کی سخت چھاتیوں کا ابھار سحر انگیز تھا،
اس کے کھلے بال لہرا رہے تھے،
وہ تنہا تھی پر لاچار نہیں تھی۔"

نیلے کنول کی سہانی خوشبو سونگھتی[۳۳۶]، بالائی کی شیریں لہروں پر پدما لا (لکشمی)، شان سے آئی حسین اور باوقار لکشمی موتی اور سونے کی طرح دمک رہی تھی، اس کے گول بازوؤں میں متعدد ہیرے جگمگا رہے تھے، اس کی ہموار پیشانی پہ مکٹ سجا تھا، تاج کے نیچے خوبصورت درخشاں بال کھلے ہوتے لہرا رہے تھے۔ گلے میں بے بہا قیمتی موتیوں کا ہار تھا۔ وہ اجلے ہوئے سونے کی طرح ضیا بار تھی۔ دیوتاؤں کی وہ ملکہ اپنے خوبصورت ہاتھ میں کنول تھامے دھرتی پر آگئی آسمان پر دیوتا اور دھرتی پر انسان اسے حسن اور خوش بختی کی ملکہ (دیوی) کی حیثیت سے جانتے ہیں۔

کنول نشین حسین لکشمی جب دودھ کے سمندر سے برآمد ہوئی تو رتی سرمست و بے خود ہو گئے۔ آسمانی مغنیوں (گندھربوں۔ گندھروؤں) نے اس کی تعریف میں گیت گائے، اپسرائیں انتہائی مسرت و انبساط کے عالم میں لکشمی کے سامنے رقص کرنے لگیں۔ متبرک دریاؤں نے لکشمی سے کہا کہ وہ ان کے پانیوں میں نہائے۔ گنگا اور دوسری مقدس ندیاں لکشمی کے پیچھے پیچھے چلیں۔ دنیا کو تھامنے والے مقدس عظیم ہاتھیوں نے اپنے طلائی برتنوں (کمبھا KUMBHAS) میں گنگا کا مقدس پانی بھرا اور لکشمی پر چھڑکا۔ دودھ کے سمندر نے سدا بہار آسمانی پھولوں کا ہار

۳۳۵۔ اُس کی آنکھیں، لکشمی دیوی کی آنکھیں۔

۳۳۶۔ ملائی (کریم) چونکہ دودھ کا سمندر بلویا جا رہا تھا اسی نسبت سے بالائی کی لہریں کہا گیا ہے۔

اسے پیش کیا اور دیوتاؤں کے عظیم صناع توشتار (توشتر TAVSTR) نے لکشمی کے بدن پر بے بہا خوبصورت زیور سجائے۔

نہائی دھوئی، پوشاک میں ملبوس، سنوری سنورائی دیوی لکشمی کی دیوتاؤں کی موجودگی میں ہری (وشنو) کے سینے سے جا لگی اور (سینے سے لگ گئی) اس نے دیوتاؤں پر نظر ڈالی جو اسے دیکھ کر سرخوشی کے عالم میں تھے۔ شِو سب سے زیادہ پرجوش تھا وہ لکشمی کو اپنے لئے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اشوروں نے لکشمی کو لالچ دیا کہ اگر وہ ان کی ہو جائے گی تو وہ دولت سے مالا مال ہو جائے گی۔ لیکن وہ مکروہ عفریتوں (اشوروں اور دانوؤں وغیرہ) کی وہاں موجودگی سے بے زار ہو گئی وہ وشنو کے گھٹنے پر بیٹھی تھی، اس نے مکدر ہو کر عفریتوں سے منہ موڑ لیا عفریت اس کے اس رویئے سے بہت دل برداشتہ ہوئے۔

موہنی

سمندر متھتے متھتے ایک ہزار برس ہو گئے۔ بالآخر دودھ کے سمندر سے دیوتاؤں کا معالج، انسانی امراض کا ماہر، شریف النفس طبیب دھنونتری (DHNWANTRI) اپنے ہاتھ میں سفید پیالہ اور عصا تھامے خاموشی سے نمودار ہوا۔ اس سفید پیالے میں امرت (آبِ حیات) تھا۔ اسے دیکھتے ہی دانوؤں (عفریتوں) نے نعرہ لگایا:۔

"یہ امرت ہمارا ہے"

دھنونتری طبیب جب امرت کا پیالہ لئے دودھ کے سمندر سے برآمد ہوا تو اور اشور سمندر کو متھنا چھوڑ چھاڑ کر امرت لینے اس طرف لپکے۔ اس چھینا جھپٹی کے دوران اشور امرت کا پیالہ چھین کر نو دو گیارہ ہو گئے۔ لیکن اشوروں میں اس بات پر ٹھن گئی کہ پہلے امرت کا گھونٹ کون بھرے۔ اسی اثنا میں وہاں ملکوتی حسن والی ایک دوشیزہ نمودار ہوئی۔ اس کا چہرہ کھلے ہوئے کنول کی مانند شگفتہ تھا، اس کی چھاتیوں میں زیروبم تھا۔ کمر ایک جزیرے کی مانند تھی۔ بدن پہ ہار، چوڑیاں اور پازیبیں سجی تھیں۔ وہ ہنستی مسکراتی اشوروں کے درمیان چلی آئی۔ پازیب کی

کی جھنکار ابھر رہی تھی۔ وہ اشوروں کو میٹھی مسکراہٹ سے دیکھنے لگی اور ان کے ساتھ لگاوٹ ظاہر کرنے لگی۔ اس کا نام موہنی[۳۲] تھا۔

اشور امرت کو بھول کر حسین موہنی کو حیرانی سے دیکھنے لگے۔ موہنی نے امرت پر نظریں ڈالیں۔ ایک دلیر اشور (عفریت) نے رائے دی کہ موہنی فیصلہ کرے کہ امرت کیسے پیا جائے۔ اس تجویز کو سارے اشوروں نے سراہا۔ موہنی مسکرائی اور ان سے کہنے لگی کہ ایسا اہم فیصلہ عورت پر چھوڑنا کیا دانشمندی ہوگی؟ وہ شرارت بھری مسکراہٹ سے گویا ہوئی۔

"داناؤں کا کہنا ہے کہ عورتیں ناقابل اعتبار ہوتی ہیں۔"

اشور خوشدلی سے ہنسنے لگے۔ انہیں اب اس بات کا یقین ہوگیا کہ موہنی پر کسی شک و شبہے کے بغیر اعتبار کیا جا سکتا ہے انہوں نے قسم کھائی کہ وہ غیر مشروط طور پر موہنی کا فیصلہ تسلیم کریں گے —— احمق دانوؤں اور دیتیاؤں نے موہنی پر فریفتہ ہو کر امرت بھرا   کے ہاتھوں میں تھما دیا —— موہنی نے کہا کہ امرت نکالنے کے لئے اشوروں اور   طور پر جان ماری ہے چنانچہ انہیں برابر کا حصہ ملنا چاہیئے۔ اس نے انہیں دو قطاروں میں بٹھا دیا۔ پھر وہ امرت بھرا پیالہ تھامے چلی اور پہلے دیوتاؤں کو امرت پلایا جب آخری دیوتا نے بھی پی لیا تو وہ پیالے سمیت وہاں سے غائب ہوگئی۔

راہو نامی ایک اشور (اسُر) دیوتاؤں کے بھیس میں ان کی قطار میں بیٹھ گیا اس کے دائیں اور بائیں سُوریہ (سورج) اور چندر (چاند) بیٹھے تھے۔ ابھی اس اشور راہو نے منہ میں تھوڑا سا ہی امرت بھرا تھا کہ سوریہ اور چندر نے اس کی مکاری بھانپ لی۔ انہوں نے وِشنو کو بتا دیا۔ وِشنو نے اپنے ہتھیار (سُدرشن چکر) سے راہو کا آراستہ پیراستہ سر کاٹ ڈالا جو

---

۳۲ ۔ موہنی (MOHINI) ۔ یہ دراصل وِشنو دیوتا تھا جو موہنی کے روپ میں اشوروں سے امرت واپس لینے وہاں پہنچا تھا۔

امرت پی رہا تھا۔ راہُو کا بہت بڑا سر پہاڑی چوٹی کی مانند آسمان کی طرف اوپر اٹھتا چلا گیا اور خوفناک چیخیں مارنے لگا۔ اس کا بدن دھرتی پر گر پڑا۔ دھرتی، پہاڑ جنگل اور جزیرے لرزنے لگے۔ لیکن راہُو کچھ امرت پی چکا تھا اس لئے اس کے دونوں ٹکڑے زندہ رہے۔ برہما نے ان دونوں ٹکڑوں کو سیارے بنا کر آسمان میں متعین کر دیا۔ اس اشور کا اوپر کا بدن راہُو (RAHU) اور نچلا بدن کیتُو (KETU) کہلانے لگا۔ اس دن سے راہُو کے سر اور چندر (چاند) سورج (سوریہ) میں زبردست دشمنی پیدا ہو گئی۔ کہا جاتا ہے کہ راہو اب بھی چاند اور سورج کا جانی دشمن ہے اور جب وہ انہیں نگلنے کی کوشش کرتا ہے تو دونوں (سورج اور چاند) کو گرہن لگ جاتا ہے۔

شِو دیوتا بھی وِشنو دیوتا کے اس زنانہ روپ یعنی موہنی پر بری طرح فریفتہ ہو گیا تھا وہ وِشنو کے آسمان بے کُنٹھ (وے کُنٹھ۔ VAIKUNTHA) پر پہنچا اور اس سے ایک بار پھر موہنی کی صورت اختیار کر لینے کی درخواست کی۔ وشنو اس کی خواہش پوری کرنے کے لئے موہنی بن گیا۔ شِو موہنی کو دیکھتے ہی جنسی خواہش کی تکمیل کی خاطر اس کی طرف لپکا۔ وشنو یہ دیکھ کر اپنے مردانہ روپ میں آ گیا مگر شِو پر جنس اس قدر سوار تھی کہ اس نے وِشنو کو پکڑ لیا، ہم آغوش ہُوا اور وِشنو سے مل کر ایک ہو گیا۔[۲۹]

لڑائی

جب موہنی دیوتاؤں کو امرت پلا کر باقی ماندہ امرت اپنے قبضے میں کئے غائب ہو گئی تو خوفناک شور اٹھا، دیوتا اور اشور ایک دوسرے پر پل پڑے اور زبردست لڑائی

---

۲۹ ؎ جس وِشنو پرست برہمن نے اس اسطورہ کا یہ حصہ تخلیق کیا تھا صاف ظاہر ہے کہ اس مخالف شِو پرستوں کو حوتس کرے یا وِشنو اور شِو پرستوں میں مصالحت کرانے کے لئے شِو اور وِشنو دیوتا کو یہاں ایک ہی قرار دے دیا۔

چھڑ گئی۔ وہ کئی دن تک لڑتے رہے ـــــ وشنو اپنی زنانہ تشبیہہ یعنی موہنی کا روپ چھوڑ کر اپنی اصلی صورت میں آ گیا اس نے دانووں (عفریتوں) پر مختلف ہتھیاروں کی بارش کر کے پر لرزہ طاری کر دیا۔ نمکین سمندروں کے ساحلوں پر دیوتاؤں اور دانووں (اشوروں عفریتوں) میں خوفناک لڑائی جاری تھی۔ اشوروں کے بدن وشنو دیوتا کے ہتھیار سے کٹ کٹ گئے۔ تلواروں، گرزوں، برچھیوں سے زخمی اشور خون تھوکتے۔ زمین پر منہ کے بل (اوندھے) پڑے تھے وہ چمکدار سونے سے مزین تھے ـــــ خون سے تر عظیم اشور ہر جگہ پڑے تھے اور ان کی لاشیں سرخ رنگ میں رنگی ہوئی پہاڑی چوٹیوں جیسے لگ رہے تھے۔ جب سورج لال ہو گیا[۲۹۰]، تو ہر طرف سے مرتے ہوئے اشوروں کی درد اور تکلیف بھری چیخ و پکار بلند ہو رہی تھی ـــــ جو جنگجو ایک دوسرے سے دور تھے وہ ہتھیار پھینک پھینک کر اور جو نزدیک تھے وہ ایک دوسرے کو گھونسے مار مار کر ختم کر رہے تھے۔ سورماؤں کا شور آسمان تک بلند ہو رہا تھا وہ چلا رہے تھے:۔

"کاٹ ڈالو۔ انہیں چھید کر رکھ دو۔ پیچھا کرو۔ آگے بڑھو۔"

یہ دہشت ناک جنگی نعرے ہر طرف سنائی دئے رہے تھے۔ جب یہ روح فرسا جنگ جاری تھی تو وشنو میں داخل ہو گیا۔ وشنو نے اشوروں کو ہلاک کرنے والے اپنے ہتھیار سدرشن چکر کا تصور کیا اور اس کے تصور کے ساتھ ہی دشمنوں کو نیست و نابود کرنے والا، آگ کی طرح درخشاں اور میدان جنگ میں لرزہ طاری کر دینے والا وشنو کا ہتھیار سُدرشن چکر آسمان سے نیچے اتر آیا۔ جب سدرشن چکر نیچے آ گیا تو دہشت انگیز قوت کے مالک، دہکتی آگ کی مانند چمکدار، ہاتھی کی سونڈ جیسے بازوؤں والے وشنو نے زبردست قوت کے ساتھ اپنے آتشیں چمک والے، ڈراؤنے، انتہائی ضوفشاں، دشمن شہروں کو برباد کرنے کے اہل اس ہتھیار (سدرشن چکر) کو پوری قوت کے

---

۲۹۰ ۔ [illegible]

ساتھ اشوروں پر پھینکا ــــ مہا پرلے (کائنات کی عظیم تباہی) کے وقت بھڑکنے والی آگ کی طرح چمکدار، وشنو کے ہاتھ سے پھینکا جانے والا سدرشن چکر (میدان جنگ) میں ہر جگہ مسلسل گرتا رہا۔ اس طرح اس نے ہزار ہا دَسے تیا، اور دَانو ہلاک کر ڈالے ــــ زیادہ طاقتور اور دلیر دانو بن برسات کے بادلوں جیسے آسمان کی طرف اٹھ گئے اور انہوں نے دیوتاؤں پر ہزاروں پہاڑ مسلسل نیچے پھینکے یوں انہوں نے دیوتاؤں کو ہراساں کیا۔ وہ خوفناک پہاڑ اپنے جنگلوں اور ہموار چوٹیوں سمیت بادلوں کی طرح آسمان سے گرے، ایک دوسرے سے ٹکرائے اور بے پناہ شور پیدا ہوا۔

جب ہزاروں سورما میدانِ جنگ میں مسلسل چلاتے رہے اور ہر طرف جنگلوں سمیت پہاڑ گرے تو دھرتی اپنے جنگلوں سمیت کانپنے لگی ــــ دیوتاؤں کو اشوروں پر فتح حاصل ہوتی۔ وہ خوفناک سدرشن چکر کو آسمان کے میدانوں کے اوپر بھڑکتی آگ کی طرح متحرک دیکھ کر زمین کے اندرونی حصوں میں گھس گئے۔ کچھ کھاری سمندر میں جا گرے ــــ وشنو نے عفریتوں کو اپنے پیروں تلے روند ڈالا۔ اَدیتی کی نسل، روشنی کے بیٹوں (دیوتاؤں) نے سخت جنگ میں دیتی کی اولاد دیتیاؤں (عفریتوں) کو ہلاک کر کے رکھدیا۔

فتح حاصل کرنے کے بعد دیوتاؤں نے مناسب احترام کے ساتھ مندرا پہاڑ کو اس کی اصل جگہ رکھدیا۔ اور بادل آسمان میں گرج کی گونج پیدا کرتے اپنے مسکنوں کی طرف چلے گئے ــــ دیوتاؤں نے آسمان پر واپس جا کر بے حد خوشیاں منائیں اور امرت کو بڑی حفاظت سے رکھا۔ اندرا اور دوسرے دیوتاؤں نے امرت کا برتن وشنو دیوتا کو دے دیا کہ وہ اسے حفاظت سے رکھے ــــ اشوروں کی شکست کے بعد شہروں کو تباہ کرنے والے اندر دیوتا نے اپنی سلطنت دوبارہ حاصل کر لی اور وہ تینوں دنیاؤں پر شان و شوکت سے حکومت کرنے لگا۔

○ ○

اَوتار

(AVATĀRA)

ہندو اساطیر و عقائد کی رو سے وشنو دیوتا مختلف اوقات و ادوار میں جانوروں اور انسانوں کی شکل میں دنیا میں بار بار ظاہر ہوتا رہا۔ یہ وشنو کے 'اَوتار' کہلاتے ہیں۔ ہندو برہمنوں کی رہنمائی کے لئے ویدوں سے اخذ کئے ہوئے بھجنوں اور منتروں وغیرہ پر مشتمل لکھی جانے والی کتابوں براہمنا (BRĀHMANA) اور پُرانوں کے مطابق عام طور پر دس مسلّمہ اوتار ہیں۔

مَتسیا۔ (MATSYA) متسیا (مَت سیا) نامی وہ مخصوص مچھلی تھی جس نے سیلابِ عظیم سے ساتویں یعنی موجودہ مَنُو "دَے وَس وَت" کو بچایا تھا۔ وشنو دیوتا اس مچھلی کے روپ میں آیا تھا۔

کُرما۔ (KURMA) کُرما نامی وہ مخصوص کچھوا، جس کے روپ میں آکر وشنو دیوتا نے دودھ کے سمندر کے ان چیزوں کی تلاش میں مدد دی تھی جو سیلابِ عظیم میں گم ہو گئی تھیں۔

[illegible]

میں آ کر زمین کو دوبارہ سمندر سے باہر نکالا۔ ہرن یاکش (HIRANYĀKASHA) نامی ایک عفریت نے زمین کو کھینچ کر سمندر کی تہ میں غرق کر دیا تھا۔ وشنو نے خنزیر کی شکل میں آ کر ہرنیاکش سے ایک ہزار برس تک جنگ لڑی اور اسے قتل کر کے زمین کو سمندر کی تہ سے باہر نکالا۔

نرسنھہ۔ (NRA-SINHA) وشنو کا یہ اوتار "شیر انس" تھا یعنی آدھا شیر اور آدھا انسان۔ اسے نرسمہہ بھی کہتے ہیں۔ وشنو دیوتا نے انسان نما شیر ببر کی شکل میں آ کر دنیا کو ایک ہرن یاکیسپو (HIRANYA-KASIPU) نامی راکشس کے جبر و استبداد سے رستگاری دلائی۔ وشنو کا بھگت پرہلاد اسی ہرنیاکسپو کا بیٹا تھا۔

وامن۔ (VĀMANA) وشنو کا یہ اوتار بونا تھا۔ اس مخصوص بونے کی شکل میں پیدا ہو کر وشنو دیوتا نے بالی نامی بادشاہ کے اقتدار سے دیوتاؤں کو نجات دلائی اور زمین و آسمان سے بالی کی حکومت ختم کی۔

پرشورام۔ (PARASU-RAMA) وشنو کا یہ چھٹا اوتار ذات کا برہمن تھا اور دوسری ذات یعنی کشتریوں کا جانی دشمن تھا۔ اس نے کشتریوں کا زمین سے اکیس مرتبہ صفایا کیا اور زمین برہمنوں کو سونپ دی۔

رام چندر۔ (RĀMACHANDARA) راماین کے ہیرو۔

کرشن جی۔ (KRISHNA) وشنو کا یہ اوتار ہندوؤں میں بہت ہی مقبول ہے۔ ہندو رزمیہ مہابھارت سے کرشن جی کا گہرا تعلق ہے۔

بدھ (BUDHA)۔ مہاتما بدھ

کل کی۔ کل کن (KALKI-KALAKIN) سفید گھوڑا۔ وشنو دیوتا موجودہ بڑے زمانے کے اختتام پر سفید گھوڑے پر سوار، ہاتھ میں دُم دار تارے

کی طرح چمکتی تلوار سے کر آئے گا۔ بدکرداروں کا خاتمہ کرے گا تعلیت
کا عمل دوبارہ شروع ہوگا اور پارسائی بحال کرے گا۔

وشنو کے ان مسلمہ دس اوتاروں کے علاوہ ان کی تعداد پرانوں میں زیادہ بھی آئی ہے۔
مثلاً بھاگوت پران میں وشنو کے بائیس اوتاروں کا ذکر ہے۔

(۱) "پُرُوشا" (PURUSHA) (مذکر۔ خالق) (۲) "وراہا" (مخصوص جنز یلہ) (۳) "نارد" (NARDA)۔ عظیم رشی (۴) "نَر" (NARA) اور "نارائن" (NARAYANA) (۵) "کپل" (NARDA) ۔عظیم رشی (۶) "دتاتریہ"۔ (DATTATREYA)، ایک رشی "یگن" (YAJNA) قربانی (۸) "رِشبھ" (RISHABHA) ایک نیک حکمران، مشہور ہندو راجہ بھرت کا باپ۔ (۹) "پرتھو" (PRTHU) ایک حکمران (۱۰) "متسیا"۔ مخصوص مچھلی۔ (۱۱) "کُرما"۔ مخصوص کچھوا۔ (۱۲۔۱۳) دھنونتری (DHANVANATRI) دیوتاؤں کا معالج۔ (۱۴) نرسنہہ۔ شیر مانس۔ (۱۵) وامن۔ مخصوص بونا (۱۶) پرشورام (۱۷) ویدویاس (VEDA - VYASA)۔ مہابھارت کا مرتب۔ (۱۸) رام چندر (RAMA-CHANDRA) (۱۹) بل رام (BALA-RAMA) (۲۰) کرشن جی (KRISHNA) (۲۱) (مہاتما) بدھ (۲۲) کَلکی۔

آخر میں بھاگوت پران میں یہ بھی لکھا ہے کہ "وشنو کے اوتار بے شمار ہیں اسی طرح جیسے کسی جھیل سے نکلنے والے چھوٹے چھوٹے دریا۔"

○ ○

گائیتری

GĀYATRI

گائیتری (GĀYATRI) رگ وید کے مقدس ترین منتر کا نام ہے۔
گائیتری رگ وید کی شاعری کی ایک مخصوص بحر کا نام ہے۔
اور گائیتری برہما دیوتا کی بیوی کا نام بھی ہے۔

گائیتری منتر رگ وید کا ایک انتہائی مقدس مختصر سا منتر گائیتری اس لئے کہلاتا ہے کہ یہ رگ وید کی شاعری کی ایک مخصوص بحر گائیتری میں تخلیق کیا گیا تھا۔ یہ رگ وید کے تیسرے منڈل (MANDALA) یعنی تیسرے کتاب کے باسٹھویں سوکت (حمد) کا دسواں منتر ہے (۳:۶۲:۱۰)

—— رگ وید کی دو طرح سے تقسیم کی جاتی ہے۔ پہلی تقسیم کے مطابق رگ وید آٹھ اشٹکوں (سلسلوں)، پچاسی اَنُوواکوں (اسباق)، چونسٹھ ادھیاؤں (ابواب) اور دو ہزار چھ بیس ورگوں (حصوں) پر مشتمل ہے:۔

اُشٹک	ASHTAKAS (آٹھ) سلسلے	۸
اَنُوواک۔انُووک	ANUVAKAS اسباق	۸۵

ادھیائے	ADHYAYAS	ابواب	۶۴
ورگ	VARGAS	حصے درجے	۲۰۲۴

دوسری مقبول عام تقسیم کے مطابق رگ وید دس منڈلوں (کتابوں) ایک ہزار اٹھارہ سُکتوں (حمدوں)، دس ہزار پانچ سو نواسی رِکوں (مصرعوں) ایک لاکھ ترپن ہزار آٹھ سو بیس الفاظ اور چار لاکھ تیس ہزار صوتی اجزا (سلیبل SYLLABLES) یا حروف پر مشتمل ہے۔

منڈل	MANDALA	کتاب	۱۰
سُوکت	SUKTA	حمد۔ بھجن	۱۰۱۸
منتر۔ رِک	RIK	مصرعے	۱۰۵۸۹

گایتری آج بھی رگ وید کا سب سے مقدس منتر مانا جاتا ہے اور اب بھی برہمنوں کی روزمرہ کی عبادت کا حصّہ چلا آ رہا ہے —— اس منتر کا نام ساوِتری (SĀVITRI) یا سَوِتری (SAVITRI) بھی ہے اور یہ اس لئے کہ اس منتر میں سورج یا سورج دیوتا کو سَوِتر۔ ساوتری۔ سَوِتیا، کی حیثیت سے مخاطب کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ رگ کی سب سے مقبول اور کثرت سے استعمال ہونے والی اس بحر میں تخلیق کیا گیا ہے جو 'گایتری' کہلاتی ہے اس لئے اب یہ اپنے نام ساوِتری کی نسبت گایتری کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔

یہ منتر اس قدر متبرک سمجھا جاتا ہے کہ نقل نویس بھی عام طور پر اسے لکھتے نہیں ہیں۔ گایتری منتر توصیفانہ اور ثنائیہ بھی ہے اور دعائیہ بھی۔ ہر برہمن پر یہ فرض قرار دیا گیا کہ وہ اس منتر کو صبح و شام گیان دھیان کے وقت اپنے ذہن میں دہرائے —— بھارت میں ہندو آج بھی صبح و شام عبادت کے ساتھ اس کا ورد کرتے ہیں۔ تاہم ادنیٰ لوگوں اور عورتوں کو یہ منتر پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

گایتری منتر کا مظہر یا تجسیم ساوِتری (سَرَسْوَتی) دیوی کو قرار دیا گیا کہ یہ دیوی چاروں ویدوں
[illegible]

سے اور پیدا کرنے والی برترین قوت کے طور پر کیا گیا ہے اور اسی کی شان میں ہے لیکن بعد کے زمانوں میں اس منتر کے ہر حرف سے الگ الگ دیوتا بھی مخصوص کر دیا گیا۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ یہ دیوتا منتر پڑھنے والوں کے سارے گناہ جھڑ لیتے ہیں۔

ابتدا میں گایتری بالکل ہی سادہ سا دعائیہ منتر تھا اور سورج سے ایک سادہ سی دعا کے طور پر ہی تخلیق کر کے رگ وید میں شامل کیا گیا۔ محض سادہ دعا کی حیثیت سے ہی اسے پڑھا جاتا تھا اور سیدھے سادے ذہن کے مالک ہندو آج بھی اسے صرف سادہ دعا کے طور پر ہی پڑھتے ہیں ـــــ سورج دیوتا (ساوتری، سوتر۔ سوتیار) سے اس منتر میں یہ دعا کی گئی کہ وہ اپنے پجاریوں، ان کی عبادت اور اس سے متعلق رسوم پر شفقتیں نازل کرے، ان کے کاموں میں برکت دے لیکن ویدی زمانے کے بہت بعد جا کر خصوصاً اُپ نشدوں (UPANISHADAS) میں اس بالکل سادہ منتر کی عبادت سے ایسے تصورات اور معانی وابستہ کر دیئے گئے جو ابتدا میں اس کے بارے میں ہرگز موجود نہیں تھے۔ بعد کے زمانوں کے ہندو شارحین نے اس منتر یعنی گایتری کی مختلف توضیحات کیں، خوب خوب فلسفیانہ اور عقلی موشگافیاں چھانٹیں، مفہوم و معانی میں اضافے کر دیئے گئے، اسے باطنی یا متصوفانہ حیثیت دے دی اور یہ برہما کا جوہر قرار پایا۔

گایتری منتر کی اہمیت بتدریج بڑھائی جاتی رہی۔ طے کر دیا گیا کہ جب قربانی کے لئے جلائی جانے والی آگ میں گھرت (GHRTA) یعنی گھی ڈالا جائے تو اس وقت یہ منتر یعنی گایتری پڑھا جائے۔ قرار دیا گیا کہ جنت کے خواہاں لوگ ایک ہزار گایتریوں کا ورد کیا کریں اور تمام خواہشیں پوری کرنے کے لئے لاتعداد گایتریوں کا ورد کریں۔ یہ عقیدہ بھی بنا لیا گیا کہ دوبارہ جنم لینے والا شخص اگر ہر روز اپنے گاؤں کے باہر جا کر تین ہزار مرتبہ گایتری کا ورد کرے گا تو اسے ایک ماہ بعد گناہ سے آزاد کر دیا جائے گا خواہ وہ کتنا ہی بڑا گناہ کیوں نہ ہو۔ اور جب دیوتاؤں کا غیض و غضب دور کرنا ہو یا ناموافق سیاروں کو منانا اور خوش کرنا ہو تو

گایتری منتر پڑھا جائے۔ گایتری کے ذریعے کوئی گرو اپنے شاگرد کی خاطر دوسرا جنم لے سکتا تھا۔

خیال ہے کہ گایتری منتر آریائی مذہب اختیار کرنے والوں کو پڑھایا جاتا تھا۔ ماہرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ رگ وید کے ایک مشہور اور اہم رشی وشوامتری کی کوششوں سے گایتری کو رواج اور مقبولیت حاصل ہوئی۔

اگنی پران میں ایک "شیطانی گایتری" کا بھی ذکر آیا ہے جس کے پندرہ رکن ہیں۔

یورپ کے متعدد علماء نے گایتری کا ترجمہ کیا ہے — جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

رالف گرفتھ (RALPH GRIFFITH)

"(دعا ہے کہ) ہم سوِتر معبود کی تجلی پا لیں اس طرح وہ ہماری عبادات میں تحریک پیدا کرے۔"

میڈم راگوزن:-

"(دعا ہے) کہ ہمیں آسمانی سوتیار سے مطلوبہ شان و شوکت نصیب ہو اور وہ خود ہماری عبادات اور مناجات کو تقویت بخشے۔"

بنفے (BENFEY):-

"اس، دیوتا، خالق کی رفیع الشان تابانی ہمیں حاصل ہو جو ہمارے کاموں کو بارور کرے گا۔"

ولسن (رگ وید کا ترجمہ):-

"ہم اس مقدس ساوتری کی دلپذیر روشنی سے لو لگاتے ہیں جو ہماری متبرک (مذہبی) رسوم پر اثر انداز ہوتا ہے۔"

ولسن (وشنو پران کا ترجمہ):-

"ہم آسمانی سورج کی شاندار درخشندگی سے لو لگاتے ہیں (دعا

ہے کہ) وہ ہمارے ذہنوں کو روشن کرے"۔[۲]

کولبروک (COLEBROOKE) :-

"زمین، آسمان، فضا — آؤ ہم (ان سے اور) سب سے شاندار درخشانی اور اس فیض رساں، خوش طبع اور تاباں سورج سے دھیان لگائیں (اور دعا کریں کہ) یہ ہمارے شعور کی رہنمائی کرے"۔

میکڈانل (MACDONELL) :-

"(دعا ہے کہ) ہم ساوتری (سورج دیوتا) کی شان و شوکت سے سرفراز ہوں تاکہ وہ ہمارے خیالات کو تحریک بخشے"۔

انگریزی دانوں کو گایتری منتر سے سب سے پہلے سر ڈبلیو جونز (W-JONES) نے روشناس کرایا۔ جونز نے اسکی توضیحی عبادت کا ترجمہ یوں کیا۔

"آؤ ہم اس مقدس برترین دیوتا سورج کی تمجید کریں جو سب کو روشنی عطا کرتا ہے۔ جس سے سب ظہور میں آتے ہیں جس کے پاس سب کو واپس جانا چاہیئے جس سے ہم دعا کرتے ہیں کہ جب ہم اس کی مقدس نشست کی طرف بڑھ رہے ہوتے ہیں تو وہ ہمارے فہم و عقل کی صحیح رہنمائی کرے"۔

آچاریہ دھرم دیو ودیا مارتنڈا (ACHARYA DHRMAA DEVA MARTANDA) نے دیانند سرسوتی (DYANANDA SARSWATI) کے شرح و تفسیر کے ساتھ رگ وید کا ترجمہ کیا ہے۔ لیکن کیا یہ گیا ہے کہ رگ وید کے بالکل سادہ سے خیالات دعا مذا اور دوسری

۲۔ ولسن نے پہلے وشنو پران کا اور بعد میں رگ وید کا ترجمہ کیا تھا۔

باتوں کو بہت بعد کے مذہبی سماجی اور عقلی انداز فکر حتی کہ آج کل کے تصورات، فکر اور خالصتاً سائنسی انکشافات کے یکسر تابع کر دیا گیا۔ ان باتوں کو رگ ویدکی بالکل سادہ اور ابتدائی سوچ پر مسلط کرنے کی زبردستی کوشش کی گئی۔ بظاہر رگ وید کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش میں جس جس طرح فلسفیانہ، مذہبی، خالصتاً سائنسی، معاشرتی اور علمی موشگافیاں کر کے ان کا اطلاق دھرم دیو کے رگ وید کے ترجمے وتفسیر پر کیا گیا ہے حقیقت میں رگ وید سے ان کا دور کا واسطہ بھی نظر نہیں آتا۔ اس قسم کی روش جو کوئی بھی اختیار کرے ہرگز ہرگز مستحق قرار نہیں دی جا سکتی۔ دھرم دیو کے اس ترجمے وتفسیر میں گایتری جیسے بالکل سادہ منتر کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا۔

دھرم دیو کے اس ترجمے میں گایتری کا جو ترجمہ دیا گیا ہے وہ بہت زیادہ وضاحتی اور اضافی ہے، اس میں بعد کے نظریات وافکار سمو دیئے گئے ہیں۔ رگ وید کی مخصوص سادگی اور اختصار اس میں ہرگز نہیں ہے اور اس ترجمے میں اضافہ بھی بہت ہے پھر میرے نزدیک ایک بہت بڑی زیادتی یہ کی گئی ہے کہ اس دعائیہ منتر میں تو سیدھے سادے انداز میں سورج دیوتا سے خطاب ہے مگر دھرم دیو نے اپنے ترجمے میں 'خدا' کو شامل کر دیا ہے بہر حال دھرم دیو مارٹنڈا نے انگریزی میں یوں ترجمہ کیا ہے۔

"اے لوگو! ہم لوگ گاتے ہیں اور خدا کی انتہائی پسندیدہ روشنی جذب کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو (خدا) گناہوں کا خاتمہ کرتا ہے اور جو دنیا کا خالق اور مالک ہے، وہ لازوال ہے اور سب کو روشن کرتا ہے اور ہر جگہ موجود ہے اور سرایت کر جانے والی روح ہے۔ چنانچہ (دعا ہے کہ) وہ ہماری ذہنی صلاحیتوں کی تطہیر کرے اور تحریک دے کہ (ہم) ہمیشہ اچھے کام کریں۔"

علامہ اقبال نے 'آفتاب' کے عنوان سے گایتری کا ترجمہ کیا ہے جو بانگ درا میں

شامل ہے۔ مگر علامہ اقبال کا یہ ترجمہ بھی ہندوؤں کے اضافہ شدہ اور توضیحی تراجم پر مبنی ہے جو ہیں رگ وید کی اصل اور گایتری کی بالکل سادہ صورت طرح طرح کی فلسفیانہ اور عقلی موشگافیوں کے اضافوں سے کچھ کی کچھ کر دی گئی ہے۔ بہر حال علامہ اقبال کا ترجمہ یہ ہے۔

آفتاب

ترجمہ گایتری

اے آفتاب! روحِ روانِ جہاں ہے تو،
شیرازہ بندِ کون و مکاں ہے تو۔
باعث ہے تو وجود و عدم کی نمود کا،
ہے سبز تیرے دم سے چمن ہست و بود کا۔
قائم یہ عنصروں کا تماشا تجھی سے ہے،
ہر شے میں زندگی کا تقاضا تجھی سے ہے
ہر شے کو تیری جلوہ گری سے ثبات ہے،
تیرا یہ سوز و ساز سراپا حیات ہے۔
وہ آفتاب جس سے زمانے میں نور ہے،
دل ہے، خرد ہے، روحِ رواں ہے، شعور ہے۔
اے آفتاب ہم کو ضیائے شعور دے،
چشمِ خرد کو اپنی تجلی سے نور دے۔
ہے محفلِ وجود کا ساماں طراز تو،
یزدانِ ساکنانِ نشیب و فراز تو۔
تیرا کمال ہستی، ہر جاندار میں،
تیری نمود سلسلۂ کوہسار میں۔

ہر چیز کی حیات کا پروردگار تو،
زائیدگانِ نُور کا ہے تاجدار تو،
نے ابتدا کوئی، نہ کوئی انتہا تری
آزادِ قیدِ اوّل و آخر ضیا، تری۔

گائیتری بحر رگ وید کی شاعری کی ایک مخصوص بحر کو بھی گائیتری کہتے ہیں۔ رگ وید کے جس بند میں تین مصرعے ہوں اور ان مصرعوں کے آٹھ آٹھ رکن ہوں اس بند کی بحر گائیتری کہلاتی ہے اس طرح یہ بحر چوبیس ارکین پر مشتمل ہوتی ہے۔ گائیتری بحر میں بعض اوقات پہلا مصرعہ سولہ ارکین اور دوسرا آٹھ ارکین پر مبنی ہوتا ہے۔ اس بحر کی گیارہ اقسام ہیں اور بند میں رکن مختلف ہوتے ہیں یعنی انیس سے لے کر تینتیس تک —— رگ وید میں دس ہزار چار سو سترہ رِک یعنی بند (قطعات)، اشلوک ہیں۔ ان کا تقریباً ایک چوتھائی حصہ یعنی دو ہزار چار سو پچاس بند گائیتری بحر میں ہے —— گائیتری بحر کی نظموں کی تخلیق کا رواج بتدریج کم ہوتا گیا اور جب سنسکرت زبان وادب کا زمانہ آیا تو یہ بحر اور اس پر مبنی شاعری ختم ہو کر رہ گئی۔

برہما کی بیوی گائیتری برہما کی بیوی کا نام بھی ہے۔ اس کا ایک نام ست رُوپا بھی ہے۔ وہ برہما دیوتا کی نصف مؤنث تھی، برہما کی بیٹی تھی۔ بعض روائتوں کی رو سے برہما کی بیوی یعنی گائیتری گوالن تھی۔ گائیتری کے بارے میں قدرے تفصیل گذشتہ اوراق میں برہما دیوتا اور سرسوتی دیوی کے تعارف میں دیکھی جا سکتی ہے۔

○○

پُران
(PURĀNA)

موجودہ ہندومت یعنی عام ہندوؤں کے مذہب اور مذہبی عقیدوں کی بنیاد اٹھارہ پُران (PURANAS) ہیں جو رگ وید، براہمنا، اُپ نشدوں، رامائن اور مہابھارت وغیرہ خصوصاً رگ وید اور ان کی شرحوں کے صدیوں بعد تخلیق و تحریر ہونا شروع ہوئے یعنی یہ سنہ ۲۵ء سے لے کر سنہ ۱۵۵ء تک تصنیف و تحریر ہوتے رہے۔ پُران کے معنی ہیں "قدیم۔ پُرانا" یعنی ازمنۂ قدیم کی دیو کہانیاں اور (اساطیر) سورماؤں کے قصّے، تاریخ۔

پُران "اتہاس" (ITIHĀSAS)[۱] یعنی رامائن و مہابھارت جیسی عظیم رزمیہ داستانوں کا "وارث" یا جانشین تصور کئے جاتے ہیں۔

پُرانوں پر مبنی ہندو لٹریچر دو زمروں میں بٹا ہوا ہے۔ پہلے زمرے میں بنیادی یا بڑے پُران آتے ہیں انہیں "مہا پُران" کہا جاتا ہے ان کی تعداد اٹھارہ ہے۔ دوسرے زمرے میں

ح ۱۔ اِتہاس (ITIHĀSAS)، قصے کہانیوں پر مشتمل نظموں، رزمیہ داستانوں مہابھارت اور رامائن میں سورماؤں کے کارناموں پر مبنی "تاریخ" اور اُروشی (URVASI) نامی اپسرا اور پُرُورَوَس (PURŪRAVAS) جیسی کہانیوں کو "اتہاس" کہا جاتا ہے۔ یہ اصطلاح یعنی اتہاس خاص طور پر مہابھارت کے لئے استعمال ہوتی ہے

ثانوی یا چھوٹے پُران۔ شامل ہیں (UPA-PURANAS)

یہ "اُپ پُران" کہلاتے ہیں۔ یہ بھی اٹھارہ ہی ہیں۔ یہ چھوٹے پُران' اصل پُرانوں کی شرحیں ہیں۔ اس طرح چھوٹے بڑے پُرانوں کی تعداد چھتیس ۳۶ ہے۔ تمام پُرانوں پر نظر ثانی یقیناً کی گئی تھی کیونکہ ہر ایک پُران میں پورے اٹھارہ پُرانوں کا ذکر موجود ہے۔

اٹھارہ پُران یہ ہے۔

برہما پُران (BRAHMA) سنہ ۹۰۰ء تا سنہ ۱۳۵۰ء

برَہمانڈ۔ برہمنڈ پُران (BRAHMĀND) سنہ ۳۵۰ء تا سنہ ۹۵۰ء

برَہما وَے ورت پُران (BRAHMA-VAIVARTA) سنہ ۷۵۰ء تا سنہ ۱۵۵۰ء

مارکنڈیا پُران (MĀRKANDEYA) سنہ ۲۵۰ء

بھوشیا پُران (BHAVISYA) سنہ ۵۰۰ء تا سنہ ۱۲۰۰ء

وامن پُران (VĀMANA) سنہ ۴۵۰ء تا سنہ ۹۰۰ء

وِشنو پُران (VISHNU) سنہ ۴۵۰ء

نارِدیا (نارادیا) پُران (NARĀDIYA) سنہ ۷۵۰ء تا سنہ ۹۰۰ء

بھاگوت پُران (BHĀGWAT) سنہ ۹۵۰ء

گرُودا پُران (GARUDA) سنہ ۹۰۰ء

پدم پُران (PADMA) سنہ ۷۵۰ء

وارہا پُران (دراہ) (VARĀHA) سنہ ۷۵۰ء

متسیا پُران (MATSYA) سنہ ۲۵۰ء تا سنہ ۵۰۰ء

کُرما پُران (KURMĀ) سنہ ۵۵۰ء تا سنہ ۸۵۰ء

لنگ پُران (LINGA) سنہ ۶۰۰ء تا سنہ ۱۰۰۰ء

شِو پُران (SIVA) سنہ ۷۵۰ء تا سنہ ۱۳۵۰ء

سکند پُران (SAKAND) سنہ ۷۵۰ء تا سنہ ۱۱۵۰ء

اگنی پُران (AGNI) سنہ ۸۰۰ء

ایک پُران اور بھی ہے جس کا نام وایو پُران (سنہ ۳۵۰ء) ہے۔ بعض مرتبہ اسے اگنی پُران اور بعض مرتبہ شیو پُران، کی جگہ دی جاتی ہے۔ برہما پُران، آدی پُران ساوَرا پُران (SAURA - سنہ ۹۵۰ء تا سنہ ۱۰۵۰ء) بھی کہلاتا ہے اور ناردیا، پُران کا ایک اور نام برہمن نَردیا، پُران بھی ہے۔

اٹھارہ پُرانوں کی اٹھارہ شرحوں (اُپ پُرانوں) کے نام یہ ہیں۔

سنت کمار	SANATA-KUMARA
نرسنہہ (نرسی نہہ)	NARA-SINHA
ناردیا (ناراد نیا) (بعد کا نام ورِی ہن VRIHAN)	NĀRADIYA
شِو	SIVA
دُرواسس (دُراس)	DUR-VĀSASA
کاپل (کپل)	KĀPILA
مانوَ	MĀNVA
اوسنس	AUSANASA
وارُون (ورُون)۔ وارُونی	VĀRUNA
کالیکا (کالکا)	KALIKA
سامب (سمبا)	SĀMBA
نندی	NANDI
سورا (ساوَرا)	SAURA
پاراسر	PĀRĀSAPA
آدِتیا	ADITYA

ماہیسور (مہیشور)۔ MAHESWARA

بھاگوت BHAGVATA

واسشٹھ VASISHTA

بعض کتابوں میں ناردیا در نارادیا کو الگ الگ آپ ان قرار دیا گیا لیکن اس صورت میں ان کتابوں اُپ پُرانوں کی تعداد انیس بن جاتی ہے۔

تمام پُران، منظوم ہیں، البتہ کہیں کہیں نثری عبارتیں بھی آگئی ہیں۔ اور سارے پُرانوں میں اشعار کی تعداد چار لاکھ ہے۔ زبان سنسکرت ہے اور ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ سب پُران ویاس (VYASA) کی تصنیف ہیں ویاس نام کے متعدد قدیم مصنف ومرتب ہو گزرے ہیں ایک اور ویاس (وید ویاس) وہ تھا جس نے وید مرتب کئے تھے۔ ایک ویاس نے مہابھارت مدوّن کی تھی اور ایک ویاس یہ تھا جس نے اٹھارہ پُران مرتب کیے۔ ویاس دراصل ایک لقب تھا جو متعدد قدیم مصنفین، مرتبین ومؤلفین کو دے دیا گیا تھا۔

زُمرے

اٹھارہ پرانوں کو تین زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر زمرے میں چھ چھ پُران شامل ہیں چونکہ پُرانوں میں برہما دیوتا، وِشنُو دیوتا اور شِو دیوتا کی ثنا خوانیوں اور ان کی عظمتوں کو اجاگر کرنے کے لئے قصے کہانیاں بیان ہوئی ہیں اس لئے بھی ان اٹھارہ پُرانوں کی تین زمروں میں تقسیم موزوں بنتی ہے۔ بہرحال ہر زمرے کے پُران ہندوؤں کے تین عظیم ترین دیوتاؤں یعنی برہما وِشنُو اور شِو سے متعلق ہیں۔ برہما سے متعلق چھ پُران "راجس پُران"، وِشنُو سے متعلق چھ پُران "ستودا" یا "ستوِکا" پُران اور شِو دیوتا سے متعلق چھ پُران "تامس پُران" (تمس پُران) کہلاتے ہیں۔ مذکورہ بالا اٹھارہ پُرانوں میں سے پہلے چھ برہما دیوتا سے، دوسرے چھ وِشنُو دیوتا سے اور تیسرے چھ شِو دیوتا سے وابستہ ہیں۔ وِشنُو دیوتا سے متعلق چھ پُران یعنی وِشنُو، ناردیا، بھاگوت گرُودا، پدم اور وراہا ویشنو (VAISHNU) پُران بھی کہلاتے ہیں ان میں وِشنُو

دیوتا کو نمایاں خصوصیت ہے۔

چھ چھ پُرانوں مشتمل مذکورہ بالا کی تقسیم ان میں پائی جانے والی غالب خصوصیات کی بنا پر کی گئی ہے اور یہ خصوصیات بالترتیب یہ ہیں۔

راجس (RAJAS) یعنی جذبات

ست وا یا ست وِکا (SATTNA - SATTVIKA) - پاکیزگی تقدس

تامس (TĀMAS) - لاعلمی جہالت ، تاریکی

پُرانوں کی اُوپر دی ہوئی فہرست کے مطابق ُ راجس ، کے زمرے میں آنے والے پہلے چھ پُرانوں کا تعلق برہما دیوتا سے ہے ان میں ُ جذبات ، کو نمایاں خصوصیت حاصل ہے ۔ ُست وا ، (ست وِکا) کے زمرے میں آنے والے چھ پُرانوں کا تعلق وِشنُو دیوتا سے ہے اور ان میں پاکیزگی یا تقدس کو نمایاں خصوصیت حاصل ہے اور تامس (تمس) کے زمرے کے آخری چھ پرانوں کا تعلق شِو دیوتا سے ہے ان میں لاعلمی (تاریکی) کی خصوصیت نمایاں ہے۔

گو ہندوؤں کے تینوں سب سے بڑے دیوتاؤں یعنی برہما ، وِشنُو اور شِو سے بظاہر چھ چھ پُران وابستہ ہیں لیکن ایک بات ذہن نشین کر لینے کی یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی پُران ایسا نہیں ہے جو صرف اور صرف ان تینوں میں سے کسی ایک دیوتا اور اس کے کارناموں اور کاموں پر مشتمل ہو لیکن یہ ضرور ہے ان میں وِشنُو دیوتا اور اس کے سارے اوتاروں کا ذکر سب سے زیادہ آیا ہے۔ وِشنُو دیوتا کے اوتاروں کے بارے میں تفصیل الگ دی جا رہی ہے۔

چھ چھ پُرانوں پر مشتمل تینوں زمروں میں ان سے متعلقہ دیوتاؤں یعنی برہما ، وِشنُو اور شِو کا بیان کم سے کم نظر یاتی طور پر یکساں طوالت کے ساتھ نہیں آیا بلکہ کسی دیوتا کا ذکر کم ہے اور کسی کا زیادہ۔ مثلاً برہما دیوتا سے متعلق پہلے زمرے کے چھ پُرانوں میں خود برہما دیوتا کو وہ اہمیت اور اتنی جگہ نہیں دی گئی جتنی دینی چاہیئے تھی۔ یہ بات ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہر زمرے کا تعلق اپنے مخصوص دیوتا سے مختلف حد تک ہے ورنہ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ہر زمرے میں

متعلقہ دیوتا کا ذکر اور اہمیت باقی دونوں دیوتاؤں سے زیادہ ہونی چاہیئے تھی لیکن عملاً ایسا ہوا نہیں ہے ـــــ برہما دیوتا سے متعلق چھ "راجس" پرانوں میں سے بعض پرانوں میں برہما کی توصیف و بڑائی کی ضرور گئی ہے مگر ان میں وشنو یا شو کی پرستش کا پرچار کہیں زیادہ کیا گیا ہے اس طرح دیکھا جائے تو "راجس" پرانوں کی جگہ بھی وشنو دیوتا سے متعلق دوسرے زمرے یا پھر شو سے متعلق تیسرے زمرے میں بنتی ہے۔

ہندوؤں میں بھاگوت پران سب سے زیادہ مقبول ہے۔ وجہ یہ کہ اس میں وشنو دیوتا کے اوتاروں خصوصاً کرشن جی کا بیان تفصیل سے ملتا ہے سب سے زیادہ مکمل سب سے دلچسپ اور سب سے مشہور وشنو پران ہے۔ اس پران کا مکمل ترجمہ ہو بھی چکا ہے۔

مقصد

پرانوں کی تصنیف کا مقصد ناخواندہ اور کند ذہن لوگوں کو بظاہر ویدوں کی تعلیمات سے بہرہ ور کرنا تھا۔ ان ناخواندہ عوام میں چھوٹی ذاتوں کے لوگ اور بیشتر عورتیں بھی شامل تھیں۔ ان گئے زمانوں میں عورتوں کی تعلیم عام نہیں تھی بلکہ انہیں جان بوجھ کر تعلیم سے بے بہرہ رکھا جاتا تھا۔ بہر حال پرانوں کو "ویدی ادوار" یعنی ۱۵۰۰ ق م یا ۱۲۰۰ ق م سے لے کر ۹۰۰ یا ۱۰۰۰ ق م تک کے بعد جاہلوں کو ویدوں کی تعلیم دینے کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی گئی۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ پرانوں میں ویدک تعلیمات ہیں کتنی۔

بہر حال آج کل کے عام ہندوؤں کا مذہب یعنی بحیثیت مجموعی موجودہ ہندو مذہب کی عمارت پرانوں پر ہی استوار ہے اور عام ہندو پرانوں کو ہی اپنے مذہبی عقائد کی بنیاد تصور کرتے ہیں۔ ویدوں کو ہی سب کچھ ماننے والے آریہ سماجی پرانوں کی تقلید کرنے والے اکثریتی ہندوؤں کو طنزیہ "پرانی یا پرانوں والے" کہتے ہیں اور پرانوں کو محض افسانہ طرازیاں اور من گھڑت کہانیاں قرار دیتے ہیں کہ جن میں ویدوں کی نہ کوئی سند اور تعلیم ہے اور نہ ان سے ویدوں کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔

ربط و توازن کا فقدان

پُرانوں میں نہ تو کوئی ربط ہے اور نہ تناسب و توازن کا کوئی شعور ہے تو عیز زلوط و غیر پیوست، ڈھیلے ڈھالے انداز میں تصنیف کئے گئے ہیں جگہ جگہ الجھاوے اور رعجب سے پیچ وخم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان میں جو تعلیمات آئی ہیں وہ رشیوں کے درمیان مکالموں کی صورت میں ہیں۔ کوئی نو آموز شاگرد یا مرید کسی عقیدے کے بارے میں تشکیک کا شکار ہوتا ہے تو الہامی تخیلات سے متصف کسی رشی یا دانشور سے اسے سمجھنا چاہتا ہے، روحانیت کا حامل وہ رشی اس مسئلے کو سمجھانے کے لئے پہلے طویل ابتدائی ضروری باتیں کرتا ہے، تشکیک کا شکار پھر رشی سوال پر سوال کرتا ہے اور سمجھانے والا تفصیل سے سمجھاتا چلا جاتا ہے اس طرح موضوع سے موضوع نکلتا رہتا ہے یوں مکالموں کی صورت میں پورے انسانی علوم کا احاطہ کر لیا جاتا ہے۔

موضوعات

پُرانوں کا زیادہ تر تعلق ہندوؤں کی مشہور اور مقبول ترین تثلیث یعنی برہما دیوتا، وِشنو دیوتا اور شِو دیوتا خصوصاً وِشنو اور شِو سے ہے۔ اس طرح پُرانوں کی حیثیت درحقیقت ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کی ہے۔

پُرانوں میں قدیم اساطیر اور قصوں کی تجدید کی گئی۔ انہیں از سر نو بیان کیا گیا مقصد یہ تھا کہ کائنات کے بارے میں ابتدائی ویدی تصورات کی تمثیلی انداز میں پھر سے توضیح کی جائے۔ ان اساطیری کہانیوں کو از سر نو بیان کرتے وقت کسی نہ کسی "خالق" سے وابستہ تصورات کو پیش نظر رکھ کر انہیں برتا گیا لیکن ان سے کائنات کے فلسفیانہ تصور کو آگے نہیں بڑھایا جا سکا۔

پُران عام طور پر پُرانی اساطیری کہانیوں کا مجموعہ ہیں۔ ان میں دیوتاؤں کی سرگرمیوں اور کاموں کا ذکر ہے۔ پُرانوں میں ویدی دیوتاؤں اور شیاطین یا عفریتوں کو بڑی آزادی سے اس طرح سمو لیا گیا ہے کہ انہیں نئے افسانوی پس منظر میں از سر نو اساطیری جامہ پہنایا گیا اور ایسا کرتے

وقت "تاریخی یا واقعاتی" امکانی تسلسل کا بھی عموماً خیال نہیں رکھا گیا۔ دراصل پُرانوں کا اصل مقصد تو یہ تھا کہ ہندوؤں کے دو بڑے مذہبی فرقوں وشنو پرستوں اور شیو پرستوں یعنی دیوتا کے ماننے والوں اور شیو دیوتا کے ماننے والوں کی دلچسپیوں اور مفادات کو پورا کیا جائے

پُرانوں میں محض مذہب کو موضوع نہیں بنایا گیا بلکہ ان میں تو توہمات اور اساطیری قصے کہانیوں کی بھرمار ہے۔ دیوتاؤں کے تجربے بیان کئے گئے ہیں کائنات کی آفرینش سے متعلق مختلف و متضاد اساطیری کہانیوں اور پیشگوئیوں کی بھی کمی نہیں۔ سورج بنسی اور چندر بنسی خاندانوں کے فرمانرواؤں کی تاریخ ہے گذشتہ زمانوں میں مروّج تقریباً ہر علم کے موضوع پر مبنی معلومات ہیں کہا جا سکتا ہے کہ دیوتاؤں کے نسب ناموں سے لیکر کیڑے مکوڑوں تک کی پیدائش حتیٰ کہ معمولی معمولی انسانی بیماریوں کا نہ صرف ذکر ہی ہے بلکہ بیماریوں کا علاج بھی تجویز کیا گیا ہے۔

سنسکرت کے مشہور لغت نویس امر سنہا نے پُرانوں کے موضوعات کے بارے میں کہا ہے۔

> پرانوں میں پانچ میز اور اہم ترین موضوع ہیں کائنات کی تخلیق۔ کائنات کی تباہی اور از سرِ نو تخلیق۔ دیوتاؤں اور بزرگوں کے نسب نامے۔ منو کے ادوارِ حکومت اور چندر بنسی اور سورج بنسی خاندانوں کے فرمانرواؤں کی تاریخ۔"

ولسن کے خیال میں امر سنہا پہلی صدی عیسوی اور لاسن کے نزدیک تیسری صدی کے وسط میں ہو گزرا ہے۔ کچھ محققین کے مطابق وہ اس کے بھی بعد ہوا تھا۔

بہرحال پانچ اہم ترین موضوعات ایسے ہیں جنہیں ہر پران میں بیان کرنا لازمی تصور کیا گیا اور تفصیل سے لکھا گیا۔ یہ اہم پانچ موضوع پُران کے "لکشن" یا "پنچ لکشن" کہلاتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ سرگ ۔ SARGA ۔ یعنی کائنات کی تخلیق

۲۔ پرتی سرگ PARTISARGA ۔ یعنی کائنات کی تباہی اور تخلیق نو

۳۔ ومشا VAMSHA ۔ یعنی اہم دیوی دیوتاؤں اور رشیوں یا خاندانی بزرگوں کے نسب نامے

۴۔ منو انتر (منونتر) MANU-ANTARA OR MANVANTARA ۔ یعنی جملہ منو کے ادوار حکومت

۵۔ ومشانوچرت VAMSHANUCRITA ۔ یعنی سورج بنسی اور چندر بنسی دو عظیم شاہی خاندانوں کی افسانوی یا بعض اوقات سچی تاریخ۔ ان میں بیشتر حکمران فرضی اور کوئی کوئی حقیقی تھا۔

سورج بنسی اور چندر بنسی ہندوؤں کے دو اہم حکمران خاندان یا نسلیں تھیں۔ اول الذکر کو سورج کی نسل اور مؤخر الذکر چاند کی نسل سے مانا جاتا تھا رام چندر کا تعلق سورج بنسی اور کرشن کا تعلق چندر بنسی نسل سے تھا۔ منو ایک نہیں چودہ تھے اور ان سب کا بیان پرانوں میں ملتا ہے سارے منو کے بارے میں تفصیل علیحدہ دی جا رہی ہے۔

ہو سکتا ہے کہ مذکورہ بالا اہم موضوعات (لکشن) کو پران کے اولین نوشتوں میں یقیناً سمویا گیا ہو لیکن موجودہ پرانوں میں بہت ہی کم مثالیں ایسی ہیں جن میں صرف انہی پانچ اہم بنیادی موضوعات کو یقینی طور پر اپنایا گیا ہو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد کے زمانوں میں پرانوں کے موضوعات میں بہت اضافے ہوئے اور صرف مذکورہ پانچ اہم موضوعات پر ہی محیط نہیں رہے بلکہ ان کا احاطہ بہت ہی وسیع ہو گیا یعنی موضوعات اور مندرجات بہت متنوع ہو گئے بہت پھیل گئے۔ چنانچہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پرانوں کے موضوعات میں علم نجوم جغرافیہ سلسلۂ واقعات، تشریح الابدان (اناٹومی)، طب اور فوجی ہتھیاروں کے استعمال کے علم کا بھی

اضافہ بلکہ اور بھی بہت سارے موضوعات سمو ئے گئے۔ اصل پُرانوں میں بہت ہی اضافے ضرور ہوئے مگر ان کی اہمیت یقیناً بنتی ہے۔ ان اضافوں سے دورِ متوسط میں خدا کے بارے میں ویدی تصور میں بتدریج تبدیلی و تصرف ترمُورتی یعنی ہندوؤں کے تین عظیم دیوتاؤں برہما، وِشنوُ اور شِو کی معذا فزوں مقبولیت و اہمیت اور پھر برہما دیوتا سے ہندوؤں کی دلچسپی میں کمی اور وِشنوُ اور شِو پرستوں میں رقابت کا پتہ چلتا ہے۔

قدامت

موجودہ پُرانوں کی قدامت بھارت میں گپتا خاندان کے عہد (۲۷۵ء تا ۵۵۰ء) سے قبل مشکل ہی جاتی ہے پُرانوں میں جن سب سے قدیم "واقعات" کا ذکر ہے وہ اب سے دو ہزار برس سے زیادہ پہلے رونما ہوئے تھے۔ یہ وہ درمیانی عرصہ تھا جس کے دوران اولین پُرانوں کی عبارتوں کی بڑی حد تک کتر بیونت کر کے از سرِ نو تدوین کی گئی ہوگی۔ اس وقت یہ ہوا کہ پُرانوں کے موجودہ رسمی بیان میں خوب مبالغہ آرائی اور اساطیری تفصیلات شامل کر دی گئیں، مذہبی تعصب اور بے جا طرف داری سمو دی گئی اور مختلف پرانوں کی عبارتوں میں اختلاف و انتشار کی صورت پیدا کر دی گئی۔ تاہم چونکہ ویدی دور کے بعد کے ابتدائی عہد سے متعلقہ معلومات کا واحد ذریعہ صرف اور صرف پُران ہی ہیں اس لئے پُرانوں کو یکسر ناقابلِ اعتماد بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ بات "شِو پُران" کے بارے میں تو بطورِ خاص یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے جس میں باقی تمام پُرانوں کی نسبت پانچ اہم بنیادی موضوعات کے بیان کے اصول کی سب سے زیادہ پیروی کی گئی ہے۔

پُرانوں (PURANAS) میں بعض ایسی باتوں اور معلامات کو بھی منظوم صورت میں بیان کیا گیا ہے جنہیں کوئی شاعر یا بھاٹ یا پھر کوئی مغنّی قربانی کی رسوم کی ادائیگی کے دوران رشیوں کو زبان سناتا تھا۔ یوں یہ نسل در نسل زبانی منتقل ہوتے آتے اور بالآخر وقت بھی آگیا جب انہیں تحریری جامہ پہنا دیا گیا۔

بہر حال کچھ کہا نہیں جا سکتا کہ کون سا پُران کب تخلیق و تصنیف ہوا تھا، ان کی صحیح صحیح قدامت کیا ہے۔ تاہم ماہرین کا خیال ہے کہ سب سے قدیم پُران رزمیہ داستانوں یعنی مہابھارت (۲۰۰ قبل مسیح تا سنہ ۳۰۰ء) اور رامائن (۲۰۰ قبل مسیح تا سنہ ۲۰۰ء) کے بعد تصنیف ہوئے تھے "مارکنڈیا" پُران (سنہ ۲۵۰ء) سب سے قدیم ہے تاہم اس کی نوعیت غیر یقینی ہے چنانچہ بعض 'وایو' پُران سب سے قدیم ہو سکتا ہے ایک خیال کے مطابق یہ سنہ ۳۵۰ء کے لگ بھگ تصنیف ہوا تھا مگر بعض کے خیال میں اس کا زمانہ تصنیف چھٹی صدی عیسوی رہا ہوگا۔ بعض پُران تیرہویں صدی عیسوی حتیٰ کہ بعض تو سولہویں صدی عیسوی میں بھی لکھے گئے۔ کچھ محققین کے خیال میں کرشن جی کی مدح سرائی پر مبنی بھاگوت (بھگوت) پُران سب سے بعد کا ہے مگر بعض کے نزدیک بھاگوت پُران تو دسویں صدی عیسوی کے وسط تک لکھا گیا تھا۔ اس طرح اگر ہم یہ بات تسلیم کر لیں کہ 'برہماویورت پُران' سولہویں صدی عیسوی کے وسط تک تصنیف ہوا تو پھر یہی پُران سب سے پرانا اور بھاگوت کو سب سے بعد کا بھی مانا گیا ہے۔

بہر حال پُران سنہ ۲۵۰ء سے کر سنہ ۱۳۵۰ء یا پھر سنہ ۱۵۵۰ء کے درمیانی عرصے میں کوئی ساڑھے گیارہ سو برس یا پھر تیرہ سو برس تک تخلیق اور تحریر ہوتے رہے ہیں۔ ابتدا میں پرانوں کے مندرجات زبانی یاد کیے جاتے اور زبانی ہی سنائے جاتے تھے مگر پھر بعد میں انہیں تحریری شکل دے دی گئی۔

ضخامت

پُرانوں کی ضخامت یا طوالت مختلف ہے۔ بعض پُرانوں میں بتایا گیا ہے کہ ہر پُران میں کتنے کتنے اشعار ہیں۔ بھاگوت پُران کی رو سے اٹھارہ پُرانوں میں مجموعی طور پر چار لاکھ اشعار ہیں۔ 'سکند' پُران سب سے طویل ہے اس میں اکاسی ہزار شعر ہیں۔ برہما اور وامن پُران سب سے چھوٹے ہیں ان میں دس دس ہزار اشعار ہیں۔

وشنو دیوتا سے متعلق چھ پُرانوں میں وشنو پران، نارد پران، بھاگوت پران، گروڑ پران،

پدم پران اور ورواہ (واراہ) پران شامل ہیں ——— اٹھارہ پرانوں میں وشنو پران ہندوؤں
کے ہاں سب سے زیادہ مقبول ہے۔ اس کا نام وشنو پران اس لئے رکھا گیا کہ مواد کے لحاظ
سے یہ زیادہ تر وشنو دیوتا سے ہی متعلق ہے۔ وشنو پران میں کائنات میں وشنو دیوتا کے ظہور
اور اس دیوتا کی سرگرمیاں بیان کی گئی ہیں۔ اس پران میں بھارت کے حکمران موریہ خاندان
(۳۲۲-۱۸۵ ق م) کا بھی ضمناً ذکر آگیا ہے۔ ایک روایت میں کہا گیا ہے کہ یہ پران برہما دیوتا
نے رِبھو (RBHU) نامی ایک منشی کو لکھوایا تھا۔ رِبھو نے اسی طرح اسے عظیم رشی پلستیا
(PULASTYA) کو منتقل کر دیا۔ (پلستیا پرجاپتی بھی تھا)۔ پلستیا سے یہ پران پراشر (PRASHRA)
تک پہنچا اور پراشر نے یہ پران میتریہ کو ملا ——— نارد پران انسانی ذمہ داریوں اور فرائض
کا بیان ہے۔ بھاگوت (بھاگبت) پران میں کرشن جی کی زندگی کے بارے میں تفصیلات بتائی
گئی ہیں۔ گرودا پران جغرافیہ، نجوم اور مذہبی رسم کے ساتھ ساتھ سورج پوجا کے بھی کچھ بیان پر
مبنی ہے۔ پدم پران کے شروع آفرینش (تخلیق کائنات) کا ذکر ہے اس پران کی رو سے کائنات
پدم (کنول) سے تخلیق ہوئی تھی۔ اسی پران میں زمین اور زیرِ زمین خطوں پاتال وغیرہ کا بیان ہے
شِو دیوتا سے متعلق چھ پران یہ ہیں متسیا، کرما، لِنگ، وایو، سکند اور اگنی۔ متسیا پران میں
اور دریاؤں کے علاوہ آندھراؤں (بھارتی صوبے ——— آندھرا کے باشندوں) پر
بھی قدرے روشنی ڈالی گئی ہے۔ کرما پران میں مقاصدِ حیات کی ستائش کی گئی ہے اور انہیں
افضلیت دی گئی ہے۔ اس پران میں شِو دیوتا اور درگا دیوی کے ذکر پر بہت زور دیا گیا ہے۔
درگا دراصل شِو دیوتا کی بیوی پاربتی کا ہی ایک نام ہے ——— لِنگ پران کا بڑا حصہ مذہبی
رسوم پر مشتمل ہے۔ اس پران میں دولت، نیکیوں، مسرت و شادمانی اور نجاتِ اخروی (موکش
MOKSHA) کے مفاہیم اور نکات کی وضاحت کی گئی ہے ——— وایو پران بنیادی طور پر شِو دیوتا
سے متعلق ہے اس میں شِو کی صفات و خصوصیات اور تیرتھ یاتراؤں یعنی مقدس مقامات مثلاً
گیا (GAYA) وغیرہ کے تقدس کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں اس پران سے بھارت کے مشہور حکمران

گپتا خاندان کے بانی چندر گپت اوّل (۳۲۰-۳۳۵ ق م) کے دورِ حکومت پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ سکند پران میں شیومت (شیو مذہب) کی ثنا خوانی کی گئی ہے۔ ویسے مواد کے لحاظ سے کسی پران کی جو پانچ خصوصیات بتائی گئی ہیں وہ سکند پران میں تقریباً ناپید ہیں۔ اس پران سے کسی تاریخی شہادت کا تجزیہ اور اس کی اہمیت معلوم کرنے میں کوئی مدد شاذ ہی مل سکتی ہے کیونکہ سکند پران کا تقریباً سارے کا سارا مواد محض تصوراتی ہے اس میں حقائق کا سراغ لگنے کے امکان تقریباً نہیں ہے۔

○ ○

پاتال

ہندو مذہبی اور اساطیری تحریروں میں تین دنیاؤں یعنی تری لوک (تری لوک TRILOK) کا اکثر ذکر ملتا ہے۔ تین دنیائیں یہ ہیں۔

بھُور (BHUR) ۔زمین، ارضی دنیا

بھُوور (BHUVAR) ۔آسمان اور زمین کے درمیان خلاء

سُورگ (SWARGA) ۔آسمان

ان تین دنیاؤں کے نیچے 'پاتال' کی ساتوں اقالیم واقع ہیں۔ جہاں سانپ نما انسان رہتے ہیں۔ ان اقالیم میں پاتال سب سے نچلی اقلیم ہے جو نیچے کی جانب دس ہزار 'یوجن' یعنی نوے ہزار میل کی گہرائی تک چلی گئی ہے۔ پاتال کے ساتوں خطوں یا اقالیم کے نیچے وشنو دیوتا کی ایک صورت کا مسکن ہے۔

تینوں دنیاؤں یعنی زمین، آسمان اور پاتال کی عمر برہما دیوتا کے ایک دن کے برابر ہوتی ہے۔ اس دن کی صبح کو یہ تینوں دنیائیں تخلیق ہوتی ہیں اور رات کو تباہ ہو جاتی ہیں پھر اگلے دن صبح از سرِ نو تخلیق ہوتی ہیں۔ برہما دن کو جاگتا اور رات کو سوتا ہے۔ تخلیق و فنا کا یہ سلسلہ برہما دیوتا کی ساری زندگی یعنی سو برس تک چلتا رہتا ہے۔ برہما کا ایک دن، "کلپ"

(KALPA) کہلاتا ہے اور برہما کا ایک دن یعنی کلپ" زمین والوں کے چار ارب تیس کروڑ برس کے برابر ہوتا ہے اور برہما کی عمر ایک سو برس کی ہوتی ہے مگر ان ایک سو برسوں کی طوالت کا اندازہ دنیاوی یا ارضی حساب سے یوں لگایا جاسکتا ہے کہ برہما کا صرف ایک دن چار ارب تیس کروڑ ارضی سالوں کے برابر ہوتا ہے۔ چار ارب تیس کروڑ کو ساڑھے چھتیس ہزار (دن) میں ضرب دے دی جائے تو حاصل ضرب ا ارضی سال) برہما دیوتا کی سو برس عمر کے برابر ہوں گے ـــــ سو برس بعد نیا برہما ہی پیدا ہوتا ہے ـــــ برہما دیوتا کی رات اتنی ہی طویل ہوتی ہے جتنا کہ دن۔ مذکورہ بالا تینوں دنیاؤں کے اوپر چار اور دنیائیں بھی ہیں جو برہما کی ساری زندگی یعنی ایک سو برس کے دوران برقرار رہتی ہیں۔

پاتال' (عالمِ زیریں) دراصل زیرِ زمین واقع سات اقالیم یا مملکتوں (خطوں) کا مجموعی نام ہے اور انہی میں سے ایک مملکت یا خطے کا نام بھی 'پاتال' ہے۔ 'پاتال' کا ایک نام "ناگ لوک' بھی ہے۔ "تال" (تَل) کے معنی ہیں" زیریں حصہ۔ نچلا حصہ"۔ پاتال کی ہر اقلیم کی گہرائی تیس ہزار میل ہے اور ہر ایک کا اپنا اپنا حکمران ہے۔ ان اقالیم کی زمینوں کا رنگ بھی الگ الگ ہے مثلاً سفید، سیاہ، سرخ، زرد، نیلا، پتھریلا، تاہم خود 'پاتال' نامی اقلیم کا رنگ طلائی (سنہری) ہے ـــــ پاتال کے ساتوں خطے (اقالیم) برہما دیوتا کے کائناتی انڈے کے خول میں محصور ہیں ـــــ بعض روایات کی رو سے موت کا دیوتا یَم جس مملکتِ عظیم کا فرمانروا ہے پاتال کی ساتوں اقالیم اسی مملکت کا حصہ ہیں اور بعض روایات کے مطابق 'پاتال' کا یَم کی مملکت سے کوئی تعلق نہیں پاتال کی ان ساتوں اقالیم کو اننت ناگ (ANANTA — NAGA) اپنے سروں پر اٹھائے ہوئے ہے۔ اننت کے معنی ہیں" لامحدودیت۔ بے کنارہ۔ لاانتہا۔"

"پاتال" یعنی عالمِ زیریں کی اقالیم (طبقات۔ خطوں) کی تعداد ہندو لٹریچر میں سات بھی آئی ہے اور آٹھ بھی اور ان کے ناموں میں بھی اختلاف ہے مثلاً وشنو پران اور پدم پران میں پاتال کی اقالیم یا خطوں کی تعداد سات مگر شیو پران میں آٹھ آئی ہے۔ وشنو پران کی رو سے

ان کے نام یہ ہیں۔

اَتَل	(ATALA)	سفید
وِتَل	(VITALA)	سیاہ
نِتَل	(NITALA)	سرخ
گبھَس تِمت	(GABHASTIMAT)	زرد
مہاتَل	(MAHĀTALA)	ریتیلی
سُوتَل	(SUTALA)	پتھریلی
پاتال	(PĀTALA)	سنہری

"پدم پُران" (PADMA PURANA) میں یہ نام ملتے ہیں۔

آتل

وِتل

سُوتَل

تلاتل (TALĀTALA)

مہاتَل

رَساتل (RASĀTALA)

پاتال

اور شِو پُران کی رو سے پاتال کے خطّوں (اقالیم) کی تعداد سات کی بجائے آٹھ ہے۔

پاتال

تَل

اَتَل

وِتَل

تال

وِدھی پاتال - (VIDHI-PĀTALA)

سَرکرا بھُومی - (SARKARĀ-BHUMI)

وِجے - (VIJAY)

سُوتل کی زمین گو پتھریلی ہے مگر وہاں عالی شان محل اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں
مہاتَل کی زمین گو ریتیلی ہے لیکن رفیع الشان محل یہاں بھی ہیں جن میں بہت سارے
دانو، دے تیا، یکش اور عظیم ناگ رہتے ہیں۔

پدم پُران کے مطابق پاتال کے سات خطّوں میں سے اَتَل کا حکمران مہامایا ہے، وِتل
کے حکمران کا نام ہاٹکیشوَر (HĀTAKESVARA) ہے جو شو دیوتا کا ایک رُوپ ہے۔
سُوتَل کا حکمران بالی اور تَلاتل کا حکمران مایا ہے۔ مہاتَل میں عظیم سانپ بستے ہیں۔ رساتَل میں
دَیتیا اور دانو رہتے ہیں۔ اور سب سے نچلے خِطّے یعنی پاتال میں ناگ سردار یعنی ناگ دیوتا
رہتے ہیں۔ ان کا حکمران واسُوکی نامی ناگ ہے۔ ویسے پدم پُران کی پانچویں اقلیم یعنی
مہاتَل کا نام بعض دوسرے ذرائع میں تَل آیا ہے۔

سانپوں کی اس دنیا یعنی سب سے نچلے خطّے پاتال میں جو ناگ سردار (ناگ دیوتا)
اور دوسرے دلیر سانپ رہتے ہیں ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔

واسوکی	VĀSUKI
سنکھ	SANKHA
کُولیکا (کولِک)	KULIKA
مہاسنکھ	MAHASANKHA
سَوِتا (سوِتیا)	SWETA
دھَن اَنجیا	DHANANJAYA

دھرت راشٹر۔	DHARITARASHTARA
سنکھ چُورنا	SANKHA CHURNA
کمبلا (کمبل)	KAMBALA
اسوترہ	ASWATARA
دیودت	DEVADATTA

پاتال میں رہنے والے طاقتور ناگوں (سانپوں) میں سے بعض کے پانچ سر (پھن)، بعض کے سات، بعض کے دس اور بعض کے ایک ہزار سر ہیں۔ ان کے سروں میں جڑے ہوئے بے مثل ہیروں کی آب و تاب سے زیرزمین دنیاؤں (پاتال) کے اندھیرے منور رہتے ہیں۔ ان ناگاؤں کے پاس ایسے ہیرے جواہرات ہیں جن کا ثانی زمین اور آسمان سمیت تینوں دنیاؤں میں کہیں نہیں ہے۔ دنیا کے یہ سب سے قیمتی ہیرے جواہرات ناگا پہنے رہتے ہیں ——— پاتال کے دارالحکومت کا نام بھوگ وتی (BHOGAVATI) ہے۔ یہ اپنی بے پناہ دولت کے لئے مشہور ہے اور یہاں رہنے والے سانپوں کے پاس تمام دنیاؤں کے سب سے قیمتی ہیرے ہیں۔

ہندو صنمیات کے مشہور و معروف ناروا (نَردا) نامی رشی نے ایک بار پاتال کے ان حلقوں کا بھرپور دورہ کیا تھا پھر آسمان پر واپس پہنچ کر پاتال کے بارے میں اس نے اپنے تاثرات انتہائی شاندار الفاظ میں بیان کئے۔ اس نے ان خطوں کو اندر دیوتا کی جنت (سُورگ) سے بھی کہیں بڑھ کر خوشگوار پرکشش قرار دیتے ہوئے کہا کہ وہاں ہر طرح کے عیش و عشرت اور جنسی خواہشات کی تسکین کے کل سامان موجود ہیں۔

نارد رشی نے آسمان پر دیوتاؤں کو بتایا کہ پاتال تو اندر کی جنت (سُورگ) یا آسمان سے بھی کہیں زیادہ خوبصورت ہے۔ پاتال سے کسی چیز کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا وہاں ناگ اپنے بدن پر جگمگاتے، خوبصورت، مسرت افزا، ہیرے جواہرات پہنتے ہیں، کون ہے

جو پاتال میں خوش نہیں ہوگا ۔جہاں دے تیاؤں (دَیتیاؤں) اور دانوؤں کی حسین بیٹیاں اِدھر اُدھر پھرتی رہتی ہیں اور سب سے بڑے عابد و زاہد کا دل بھی موہ لیتی ہیں۔ وہاں دن میں سورج کی کرنیں روشنی کو منتشر کرتی ہیں گرمی نہیں پیدا نہیں کرتیں۔ وہاں رات کو چاند سردی پیدا کرنے کے لئے نہیں بلکہ چاندنی بکھیرنے کے لئے چمکتا ہے، وہاں دانو کے بیٹے خوشی خوشی خوش ذائقہ چیزیں کھاتے اور تند شراب سے لطف اندوز ہوتے ہیں یہاں نظر نواز جھنڈ، ندیاں اور جھیلیں ہیں، ان میں کنول کے پھول جھومتے ہیں، کوئل کی کوک سے آسمان گونجتے ہیں۔ پاتال میں رہنے والے دانوؤں، دے تیاؤں اور سانپ دیوتا، روح افزا خوشبوؤں، خوبصورت زیورات، روغن، بانسری، الغوزے وغیرہ کی موسیقی اور دوسرے عیش و آرام میسر ہیں۔

جنوبی عبارت کی تامل زبان کے لٹریچر میں پاتال کا ذکر ملتا ہے اس لٹریچر کی رُو سے پاتال میں ناگ (NAGAS) بستے تھے۔ یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ناگاؤں کے اس ملک کے دو حکمرانوں میں زیرِ زمین خطوں میں اس بات پر جھگڑا ہو گیا کہ مہاتما بدھ کا تخت کون لے مگر دونوں میں سے ایک بھی اس تخت کو زمین پر سے اٹھا نہیں سکا۔ تامل لٹریچر ہی میں ایک اور جگہ یہ آیا ہے کہ گندھارا (پاکستان) کے علاقے میں ایک شہر زلزلے کی وجہ سے چار سو یوجن یعنی تین ہزار چھ سو میل کی گہرائی میں غرق ہوگیا اور ناگ ناڈو (NAGA - NĀDU) یعنی ناگاؤں کے دیس (پاتال) میں جا پہنچا۔

پاتال کے ساتوں خطوں یا اقالیم میں ناگ (NAGAS) یعنی نیم انسانی سانپ، دے تیا (دَیتیا - DAITYAS) دانو (DĀNVAS)، یکش (YAKSHAS) اور دوسری مخلوق رہتی ہے پاتال میں جو ناگا، (ناگ) رہتے ہیں۔ ان کی اپنی عظیم مادی تہذیب ہے۔ یہ عفریت سانپ ہیں۔ سر سے چھاتی تک ان کا بدن انسان کا اور باقی سانپ کا ہوتا ہے۔ ہندو اکثر ناگاؤں کو شیطنت و بدی کا مظہر یا تجسیم خیال کرتے ہیں مگر بعض ایسے ناگ بھی ہیں جن کی پوجا کی جاتی ہے کیونکہ دیوتا کے ساتھ اپنے تعلق کی بنا پر ان معبود ناگاؤں، نے اعلیٰ صفات حاصل کرلی

تھیں۔ گو اکثر ناگاؤں کو ہندو شیاطین سمجھتے ہیں مگر کچھ ناگاؤں نے آبِ حیات (امرت) کے قطرے چاٹ کر ابدیت حاصل کر لی تھی۔ یہ قطرے دھرتی پر اس وقت گر گئے تھے جب پرندوں کا بادشاہ گرُودا اپنی ماں وِناتا کو بچانے آیا تھا۔ گرُودا آسمان سے امرت لیکر پاتال میں جا رہا تھا کہ امرت کے کچھ قطرے کُوسا نامی گھاس پر گر پڑے۔ ناگاؤں (سانپوں) نے بڑی چاہت سے یہ گرا ہوا امرت چاٹ لیا اور (امر) ابدی ہو گئے۔ لیکن ان کی زبان جل گئی اور اسی لئے دو شاخہ ہو گئی۔ آریہ جب سانپ پوجا کرنے لگے تو ناگاؤں کو نیم دیوتا مان لیا گیا۔ کبھی کبھی وہ انساں دوست بھی بن جاتے ہیں اور جن لوگوں پر وہ مہربان ہوتے ہیں انہیں وہ آبِ حیات (امرت) کے قطرے بھی پینے کے لئے دیتے ہیں اس طرح ان انسانوں میں بہت قوت آجاتی ہے۔ ناگا عورتیں خوبصورت پریاں ہیں جو بعض اوقات فانی انسانوں کے عشق میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

ہندو صنمیات کی رو سے 'ناگا' سانپوں کی نسل ہے۔ برہمن رِشی کیسپ (KASYAPA) کی مہارانی کدرُو کے بطن سے ان کا سلسلہ چلا کدرُو کے بطن سے کئی کئی سروں والے ایک ہزار طاقتور ناگ پیدا ہوئے۔ شیش ناگ کے علاوہ واسُوکی ناگ بھی کدرُو کا بیٹا ہے۔ ان ایک ہزار طاقتور ناگوں کے علاوہ کدرُو نے اور بھی بہت سارے خوفناک اور زلزلے برپا کرنے والے ناگوں کو جنم دیا۔ وِشنو پُران میں کدرُو کے بارہ ناگ بیٹوں اور وایُو پُران میں چالیس ناگ بیٹوں کے نام آئے ہیں۔

کدرُو کا باپ دکش (DAKSHA) ہے۔ دکش کی تیرہ بیٹیاں ہیں ان میں سے ایک بیٹی وِناتا (VINĀTA) کو پاتال کے محافظ ناگاؤں نے قیدی بنا رکھا ہے۔ وِناتا بھی برہمن رِشی کیسپ کی بیوی ہے۔ وِناتا نے ایک انڈہ دیا تھا جس سے پرندوں کا بادشاہ گرُودا (GARUDA) پیدا ہوا۔ گرُودا سانپوں کا سخت دشمن ہے اور انہیں کھا جاتا ہے۔ پاتال کے حکمران واسُوکی ناگ نے گرُودا کا پاتال میں داخلہ بند کر رکھا ہے البتہ گرُودا سے واسُوکی نے یہ عہد کر رکھا ہے

کہ اس کی زندگی کی خاطر جنوبی سمندر کے کنارے اسے روزانہ ایک ناگ کھانے کے لئے مہیا کیا جایا کرے گا۔

تمام سانپوں (ناگاؤں) کا بادشاہ شیش ناگ (SHESHA NAGA) ہے۔ اس کا ایک نام کرکوٹاک (کرکوٹک (KARKOTAKA) اور ایک نام اَننت ناگ (ANANTA) بھی ہے۔ اَننت ناگ ابدیت کی علامت ہے خصوصاً ایسے وقت جب وہ اپنی دُم اپنے منہ میں دبائے ہوتا ہے۔ اَننت کے معنی ہیں "لامنتہا۔ لامحدود۔ بے کنار"۔ شیش ناگ کے ایک ہزار سر ہیں اور ایک سر پر وہ زمیں کو اٹھائے ہوتے ہے۔ کچھ روایات کی رو سے اس نے پاتال کی ساتوں اقالیم کو سر پر اٹھا رکھا ہے چنانچہ بعض اوقات اسے اپنے سر پر دھرتی کو بعض اوقات پاتال کو سہارا دیتے دکھایا جاتا ہے۔ وہ آسمان کو بھی سہارا دیتے ہوئے ہے۔ شیش ناگ کا پھن منی دویپ (بمعنی جواہرات کا ذخیرہ)۔ اس کا محل منی بھتی (معنی جواہرات کی دیوار) کہلاتا ہے۔ اس کے محل کو منی منڈپ (قصر جواہر) بھی کہتے ہیں ——— وشنو دیوتا اَننت ناگ (شیش ناگ) پر سویا اور آرام کیا کرتا ہے۔ وشنو جب اس کی کنڈلیوں پر محو خواب ہوتا ہے تو وہ اس پر اپنا پھن پھیلا دیتا ہے۔ لکشمی دیوی شیش ناگ کے بدن پر بیٹھی آرام یا نیند میں مگن اپنے شوہر وشنو کے پاؤں داب رہی ہوتی ہے۔

پرانوں میں شیش ناگ کو برہمن رشی کسیپ اور کدرو کا بیٹا بنایا گیا ہے اور بعض روایات میں شیش ناگ کو بل رام کا مظہر قرار دیا گیا ہے۔ بلرام کرشن جی کا بڑا بھائی تھا اسے بل بھدر اور بل دیو بھی کہا جاتا ہے۔

شیش ناگ دراصل وشنو دیوتا کے بدن کا ہی حصہ ہے وہ آغاز تخلیق سے ہی وشنو کا ساتھی ہے۔ کائنات کی تخلیق کے وقت شیش ناگ تنے کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور وشنو دیوتا اسی تنے پر لیٹا کائناتی پانیوں پر بہتا رہتا ہے ——— شیش ناگ کرما نامی کچھوے پر بیٹھا رہتا ہے۔ یہ کچھوا وشنو کا ہی ایک مظہر یا اوتار ہے۔ جب کچھوا اپنے بدن کو حرکت

دیتا ہے تو شیش ناگ جمائی لینے لگتا ہے اور زمین پر زلزلہ آجاتا ہے کیونکہ دھرتی کو شیش ناگ نے اپنے سر پر اٹھا رکھا ہے۔

برہما دیوتا کا جب ایک کلپ (ایک دن) ختم ہو جاتا ہے تو شیش ناگ زہریلی آگ اُگلنے لگتا ہے اور ہر چیز تباہ ہو جاتی ہے۔ رات ختم ہونے کے بعد برہما کی زندگی کے اگلے دن (کلپ) کائنات از سرِ نو تخلیق ہوتی ہے۔ برہما دیوتا کا ایک دن یعنی ایک کلپ زمین کے چار ارب میں کروڑ برس کے برابر ہوتا ہے۔

پاتال کا ایک اور مشہور ناگ واسُوکی ہے۔ روایات میں اسے پاتال نامی اصل اقلیم کا فرمانروا کہا گیا ہے۔ کچھ روایات کے مطابق شیش ناگ ہی کا ایک اور نام واسُوکی ہے اور شیش ناگ کو ہی واسوکی ناگ قرار دیا جاتا ہے۔ مگر بعض روایتوں میں شیش ناگ اور واسُوکی ناگ الگ الگ ہیں، ایک ہیں جب دیوتاؤں نے چٹان سے دودھ کے سمندر کو بلو کر اس میں سے امرت نکالا تھا تو رسّے کا کام لینے کے لیے واسُوکی ناگ کو اس چٹان کے گرد لپیٹ کو سمندر کو بلویا گیا تھا۔ اس وقت واسُوکی نے اپنا سارا زہر اگل دیا تھا اور اس طرح وہ پاک ہو گیا تھا۔ شِو دیوتا واسُوکی کو پٹی کی طرح اپنے بدن سے پلیٹے رہتا ہے اور واسُوکی راکشسوں (شیاطین۔عفریت) کو ہلاک کرنے میں شِو کی مدد کرتا ہے —— واسوکی کو زعفرانی کپڑے اور ہار پہنے دکھایا جاتا ہے اس کے ایک ہاتھ میں ہل اور دوسرے میں موسل دکھایا جاتا ہے شیش ناگ اور واسُوکی ہندوؤں کے لئے خاص طور پر واجب الاحترام ہیں

پاتال میں ' دے تیا ' بھی رہتے ہیں۔ 'دیتیا' دراصل دیوؤں اور عفریتوں کی نسل ہے۔ جو ویدی دور کے کیپ نامی رشی کی 'دِتی'، (دِتی، نامی ایک بیوی کے بطن سے پیدا ہوئی تھی (دیتی سمیت کیپ کی تیرہ بیویاں تھیں)۔ دیتیا دیوتاؤں سے لڑتے بھڑتے رہتے ہیں اور ان کے لئے پیش کی جانے والی قربانیوں میں رخنہ اندوزی کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے دیوتاؤں پر فتح بھی پائی اور پھر شکست کھا گئے۔ دیتیا کا ایک قبیلہ ایک متحرک شہر

میں رہتا ہے جس کا نام ہرنیا پور (HIRANYAPURA) ہے۔ یہ شہر انہوں نے اپنی حفاظت کی خاطر تعمیر کیا تھا بعض دفعہ یہ شہر سمندر کے نیچے چلا جاتا ہے اور بعض اوقات یہ سُورج کی طرح آسمان پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک پرواز کرتا ہے۔ پاتال کی سُتال نامی ایک اقلیم کا حکمران بالی نامی دیتیا ہے۔ وہ پرھلاد بھگت کا پوتا ہے۔ بالی دیوتاؤں کی بہت تعظیم کرتا تھا لیکن اس میں نقص یہ ہے کہ طالع آزما ضرورت سے زیادہ ہے۔ روئے زمین پر اپنی حکومت قائم کر لینے کے بعد اس نے دیوتاؤں کی مملکت فتح کرنے کی ٹھانی۔ اس نے اندر کی مملکت پر قبضہ کر کے دیوتاؤں کو نکال باہر کیا کیونکہ بالی نے قربانیاں چڑھا کر اتنی قوت حاصل کر لی تھی کہ دیوتا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ بالآخر وشنو دیوتا نے وَمنا نامی ایک بونے کے روپ میں جنم لیا (وَمنا وشنو کا اوتار تھا)۔ وَمنا نے بالی سے ایک تحفہ مانگا۔ تحفہ یہ تھا کہ وَمنا (وشنو) تین قدم اٹھائے گا اور جتنی زمین قدموں سے طے کریگا بالی اسے بخش دیگا۔ بالی نے یہ بات مان لی۔ فوراً ہی وَمنا بونا بے حد بڑا ہو گیا اور دو قدم چل کر ساری زمین اور آسمان طے کر گیا۔ اس طرح بالی کی ساری مملکت وَمنا (وشنو) نے واپس حاصل کر لی۔ لیکن بالی نے دیوتا کے حضور قربانیاں پیش کر کے اور تپسیا (ریاضت) کر کے جو خوبیاں اور نیکیاں کمائی تھیں ان کا تقاضا تھا کہ بالی کو کچھ نہ کچھ دیا جائے۔ چنانچہ وَمنا نے تیسرا قدم نہیں بھرا اور بالی کو کائنات کے باقی ماندہ حصے یعنی پاتال کی حکومت دے دی گئی، لیکن اسے سال میں ایک مرتبہ اپنی چھنی ہوئی مملکت کا دورہ کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ بھارت کے علاقے مالابار میں بالی کے ماننے والے آج بھی اس کی زمین پر سالانہ آمد کی تقریب باقاعدگی سے مناتے ہیں۔

پاتال میں دانو، بھی رہتے ہیں۔ یہ کیشپ رشی کی دانو (دَنو) نامی بیوی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ یہ بھی دیوتاؤں کے خلاف لڑے تھے۔ دَیتیا اور دانو کا ذکر اکثر اکٹھے ہی آتا ہے اور ان میں مشکل سے ہی فرق کیا جا سکتا ہے۔ دَیتیا اور دانو کو

اُشور (عفریت دیو۔ شیاطین بھی کہا گیا ہے۔ اِن اَشوروں یعنی دَیتیا اور دانو کو بالآخر اندر دیوتا نے پاتال میں محبوس کر دیا تھا جہاں وہ اپنی بدبختیوں میں گھرے رہتے ہیں۔ پاتال میں "اشوروں کی آگ" مسلسل جلتی رہتی ہے۔ اس آگ کو محدود اور مقید تو کیا جا سکتا ہے مگر بجھایا نہیں جا سکتا۔ جب دنیا تباہ ہونے کو آئے گی تو یہ آگ بے قابو ہو کر باہر لپک جائے گی اور تینوں دنیاؤں یعنی آسمان، زمین اور پاتال کو مکمل طور پر جلا کر رکھ دے گی۔

پاتال میں جس جگہ یہ اشور (عفریت۔ دیو) رہتے ہیں وہ انتہائی خوبصورت ہے۔ ان اشوروں کے مسکن بہت ہی دلکش ہیں، اور سونے اور قیمتی پتھروں سے جگمگاتے رہتے ہیں۔ ان کے محلوں میں نشست گاہیں موجود ہیں، مسہریاں (پلنگ) ہیں وہاں سیرگاہیں جنگل اور بادلوں سے مشابہ پہاڑ ہیں۔

کچھ روایات کی رو سے دانو اور دَیتیا پاتال میں دیوتاؤں کی طرح رہتے ہیں۔ مہابھارت کی رو سے "دیوتا اور دانو بھائی ہیں مگر یہ ہمیشہ ایک دوسرے کے دشمن بنے رہتے ہیں"۔۔۔۔ دانو عورتیں بہت لمبی تڑنگی دیو پیکر ہوتی ہیں اور یہ پہاڑوں کی مانند گول اور گھسی پٹی چٹانوں جتنے بڑے بڑے ہیرے جواہرات پہنتی ہیں جب وہ دیوتاؤں کے حملوں سے وحشت زدہ ہو جاتی ہیں تو موسم خزاں میں کونجوں (کلنگوں) کی طرح رونے لگتی ہیں۔

پاتال میں رہنے والی ایک اور مخلوق یعنی یکشاؤں (یکشوں) کے بارے میں تفصیل انہی صفحات میں الگ دی جا رہی ہے۔

دُوِیپ

DVIPA

دُوِیپ (DVIPA - DWIPA) کے لفظی معنی جزیرے کے ہیں مگر جغرافیائی طور پر اس سے مراد برِ اعظم یا جزیرہ نما برِ اعظم ہے۔ ہندو اساطیری روایات کے مطابق دُوِیپ کا اطلاق ایک ارضی خطے یا حصے پر ہوتا ہے اور روایتوں میں ان خطوں (دُوِیپوں DVIPAS) کی تعداد مختلف ملتی ہے۔ مثلاً کہیں چار، کہیں انیس اور کہیں اس سے بھی زیادہ۔ ویسے ہندو اساطیر میں ان کی تعداد عام طور پر سات بتائی گئی ہے اور یہ تعداد یعنی سات تو سولھویں صدی عیسوی تک بتائی جاتی رہی۔

یہ سات برِ اعظم طلائی اساطیری پہاڑ میرو (MERU) سے یوں پھیلتے چلے گئے ہیں جیسے کنول کی پتیاں۔ میرو نامی افسانوی پہاڑ ان تمام برِ اعظموں کا مشترکہ مرکز ہے۔ یہ برِ اعظم شادابی زرخیزی اور فراوانی سے معمور ہیں۔ ان سات برِ اعظموں کو ممیز اور مخصوص سمندروں نے ایک دوسرے سے جدا کر رکھا ہے۔ ساتوں برِ اعظم یہ ہیں۔

جمبو JAMBU

پلکس[۱] PLAKSHA

حاشیہ ۱۔ اگلے صفحہ پر

شالمل (سال ملی)	SHĀLMAL-SALMLI
کوش[2] (کوش۔ کُسا)	KUSA
کرونکا[3] (کرنکا)	KARUNCA
شاک (ساک)	SHAKA
پُشکر	PUSHKARA

ان برّاعظموں کو جن سات ممیز و مخصوص سمندروں نے احاطے میں لے رکھا ہے انکے نام یہ ہیں۔

لون۔ لاون	LĀVANA	نمکین پانی کا سمندر
اکشو	IKSHU	گنّے کے رس کا سمندر
سُرا (سورا)	SURA	شراب کا سمندر
سرپی[4]	SARPI	صاف مکھن کا سمندر
دَدھی	DADHI	دہی کا سمندر
دُگدھ[5]	DUGDHA	دودھ کا سمندر
جل	JALA	میٹھے پانی کا سمندر

مہابھارت میں سات کی بجائے درج چار دویپوں (DWIPAS) کے نام آئے ہیں

---

(۱) پلکش۔ پلکش نامی برّاعظم گومیدک (GOMEDAKA) بھی کہا گیا ہے۔

(۲) کوس (کُسا)۔ اسے کرش (KARSHA) بھی لکھا جاتا ہے۔

(۳) یہ نام کرونچ (KARAUNCHA) بھی لکھا جاتا ہے۔

(۴) سرپی۔ اس سمندر کا نام گھرت بھی آیا ہے۔

(۵) دُگدھ۔ اس سمندر کا نام کشیرا یعنی دودھ کا سمندر بھی ہے۔

بھدراشو (بھدراسو)	BHADRĀSWA
کیتومالا [ح٦]	KETU-MĀLA
جمبودویپ	JAMBU-DWIPA
اُتر کرو (اُتر کورو) (دیکھو ضمیمہ)	UTTARA-KURU

مہابھارت کے بھیشم پرب (BHISMA PARVA) میں جمبودویپ کے نَو ورش (VARSHA) یا حصّے بتلائے گئے ہیں:۔

بھارت	BHARATA
کم پُرُشا [ح٧]	KIM-PURUSHA
کِن نَرہ [ح٨]	KIN-NARA
ہری ورش	HARI VARSHA
اِلاورت [ح٩]	ILA-VARITA
رَمیک	RAMYAKA
ہرن مایا	HIRAN-MAYA
اُتر کرو (اُتر کورو) (دیکھو ضمیمہ)	UTTRA-KURU
بھدراسو	BHADRĀSVA

ح٦:۔ اس دویپ کا نام کیتی مالا (KETI-MĀLA) بھی آیا ہے

ح٧، ح٨:۔ کم پُردتنا (کم پُرُشا) (کِن نر):۔ بعض جگہ کم پُرشا اور کِن نر کو الگ الگ قرار دیا گیا ہے۔ اور بعض جگہ کم پُرتنا (کمپُرُوش) کو ہی کِنّر (KINNARA) بھی لکھا گیا ہے۔

ح٩:۔ اِلاورت:۔ بعض روایات کے مطابق میرو پہاڑ اِلاورت میں ہی ہے اس حصّے کا نام اِل اووِرت (ILA-VOTA) بھی آیا ہے۔ ح١٠:۔ ہرن مایا:۔ اس خطے کا نام ہِرن یا مایا (ہرنیا مایا) بھی آیا ہے۔

کیتو مالا	KETU-MĀLA

وِشنو پُران کے مطابق بھارت یا بھارت ورش (BHARATA-VARSHA) بھی 'نو دویپوں' یا حصّوں میں تقسیم ہے:۔

اندر دُویپ	INDRA-DWIPA
کسرومت	KASERUMAT
تامراوَرن	TĀMKA-VARNA
گبھستی مت	GABHASTIMAT
ناگ دُویپ	NAGA-DWIPA
سَومیا	SAUMYA
گاندھرو (گاندھرب)	GANDHARVA
وارون	VĀRUNA
کُمارک [۱۱]	KUMĀRAKA

بعض جگہ مندرجہ بالا قسم کے اٹھارہ دَوِیپوں کا ذکر ہے۔ ان کے بارے میں ہندوؤں کا خیال ہے کہ یہ میرو پہاڑ کے چاروں طرف واقع ہیں اور وسط میں جمبو دویپ ہے جس میں بھارت بھی شامل ہے۔ ان میں سے ایک سویتا دُویپ (SVETA DWIPA) بھی جس کے معنی ہیں "سفید جزیرہ (سفید برّاعظم) راج ترنگنی (RAJATARANGINI) میں کلہن — (KALHANA) نے ایک کشمیری خاندان رانا دِتیا (RANADITYĀ) کی رانی کے بارے میں

---

[۱۱] کُمارک:۔ بھارت کے اس نویں حصّے کا نام عموماً لکھا نہیں جاتا مگر بھاسکر آچاریہ نے اس نویں حصّے کا نام کُمارک لکھا ہے۔

نکھلا ہے کہ وہ غائب ہو کر سوتر ا دویپ چلی گئی تھی ۔

ان تمام دویپوں میں جمبو دویپ سب سے مشہور اور اہم ہے ، اور اسے مرکزی حیثیت حاصل ہے ۔ پُرانوں کی رو سے جغرافیائی لحاظ سے یہ مرکز میں ہے بلکہ یہ تو دنیا کا مذہبی مرکز بھی ہے ۔ اس کے وسط میں سونے کا پہاڑ ہے جس کا نام میرو ہے ۔ جمبو دویپ کے معنی ہیں "جزیرہ جمبو ۔ جمبو کا جزیرہ" ۔ جمبو (JAMBU) دراصل ایک بہت بڑے درخت کا نام ہے جو جمبو دویپ کے ایک پہاڑ میرو پر اگا ہوا ہے ۔ اس کی شاخیں آسمان تک پہنچتی ہیں ، اس کے پھل ہاتھی جتنے بڑے ہیں ۔ یہ پھل پک جاتے ہیں تو پہاڑ پر گر پڑتے ہیں ۔ ان پھلوں کے رس سے جمبو نامی دریا بہتا ہے ۔ اس دریا کا پانی بیماروں کو شفا اور زندگی بخشتا ہے ۔ یہ درخت لوگوں کی خواہشیں پوری کرتا ہے اور رشی بڑے شوق سے اس کے نیچے رہتے ہیں ۔

رگ وید کے بعد کی کتابوں میں جمبو دویپ بھارت کو بھی کہا گیا ہے ۔ یہ بھی خیال ہے کہ جمبو دویپ ان خطوں کا عمومی نام ہے جو بھارت کے شمال ، شمال مشرق ، مشرق اور جنوب مشرق میں ہیں اور بھارت ان کے وسط میں واقع ہے ۔

○ ○

میرو

MARU

ہندو دیومالائی لٹریچر اور روائیتوں کی رو سے میرو (MERU) ایک پہاڑ ہے جو سونے کا بنا ہوا ہے۔ پُرانوں کی بہت ساری اساطیری کہانیوں میں اس کا ذکر ملتا ہے لیکن یہ ذکر متضاد طریقے پر آیا ہے۔ مارکنڈیہ (MĀRKANDEYA) پُران کے مطابق میرو کے مغرب میں نشدھ (NISHADHA) پہاڑ اور پاریاتر (PĀRIYĀTRA) پہاڑ، جنوب میں شرنگ وان (SHARNGVĀN) پہاڑ اور جرُودہی (JARUDHI) پہاڑ ہیں۔ وایو پُران کی رو سے مہا میرو، پہاڑ مشرق اور شمال کے درمیان ہے۔

پُرانوں ہی کے مطابق یہ اساطیری پہاڑ دنیا کے مرکز میں ہے اور تمام سیارے اس کے گرد گھومتے ہیں۔ ایک اور روائیت کے مطابق میرو، جمبُودَویپ (JAMBU DWIPA) نامی برّاعظم کے وسط میں ہے۔ ہندو اساطیر کے مطابق دنیا سات جزیروں یا جزیرہ نما برّاعظموں کا مجموعہ ہے۔ جمبُودَویپ انہی سات برّاعظموں میں سے ہے۔ اس کے نو حصّے ہیں اور اس کا بہترین حصّہ یا خطہ بھارت ورش (BHĀRAT VARSH) ہے۔ اس سلسلے میں تفصیل اسی باب میں 'دَویپ' کی تفصیل میں شامل ہے۔

ویسے دنیا کے اور بھی پہاڑوں کو وہاں کے لوگوں نے دنیا کے مرکز میں مانا ہے مثلاً یونان کا قدیم مقدس پہاڑ اولمپس (OLYMPUS)، افریقہ کا مشہور پہاڑ کلی منجارو (KILIMANJARO) اور جاپان کا پہاڑ فیوجی یا ما (فیوجی یاما - FUJIYAMA) اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ میرو سچ مچ کا کوئی پہاڑ ہے تو پھر یہ ہمالیہ کے شمالی علاقے کا کوئی پہاڑ ہوگا۔ میرو کے کئی اور بھی نام ہیں مثلاً:۔

سومیرو	SU-MERU	
ہمادری	HEMADRI	کوہ زریں۔ سنہری پہاڑ
رتن سانو	RATNĀSĀNU	ہیرے کی چوٹی
کرنکا چل	KARNIKĀ CHĀLA	کنول کا پہاڑ
دیو پربت	DEVA PARBATA	دیوتاؤں کا پہاڑ
امرادری	AMARĀDRI	

ویسے تو میرو پہاڑ کا پورا ادراک صرف برہما دیوتا ہی کر سکتا ہے تاہم اس کی تلہٹی کے گرد زمین کے سرحدی پہاڑ ہیں۔ ان میں ہمالیہ بھی ہے جو جنوب میں واقع ہے۔ میرو کو چار اور پہاڑوں نے سہارا دے رکھا ہے ان میں سے ہر پہاڑ تیس ہزار میل اونچا ہے ان چاروں پہاڑوں میں کوہ مندرا بھی ہے جس سے دیوتاؤں اور اشوروں نے امرت نکالنے کے لئے دودھ کے سمندر کو بلویا تھا (تفصیل امرت منتھن میں دیکھی جا سکتی ہے)۔ ایک روایت کے مطابق یہ سب پہاڑ سورگ میں شامل ہیں جہاں لوگ مرنے کے بعد جاتے ہیں۔ دریائے گنگا آسمان سے میرو پہاڑ کی چوٹی پر گرتا ہے اور پھر وہاں سے چار شاخوں میں بٹ کر چاروں سمت بہتا ہے۔ سونے کے بنے ہوئے کائنات یا دنیا کے اس مرکزی اساطیری پہاڑ میرو کی بلندی سطح زمین سے چوراسی ہزار یوجن، زیر زمین اس پہاڑ کی گہرائی سولہ ہزار یوجن، چوٹی کا قطر بتیس ہزار یوجن اور نچلے حصے کا قطر سولہ ہزار یوجن ہے۔ عام خیال کے مطابق ایک یوجن آج کے نو میل کے

برابر تھا۔ بعض کے خیال میں ایک یوجن پانچ میل اور بعض کے نزدیک ساڑھے چار میل کے برابر تھا۔ نو میل فی یوجن کے حساب سے میرو کی بلندی سات لاکھ چھپن ہزار میل اور زیرِ زمین گہرائی ایک لاکھ چوالیس ہزار میل ہے لیکن پانچ میل فی یوجن کے حساب سے اس کی بلندی چار لاکھ بیس ہزار اور زمین کے اندر اس کی گہرائی اسی ہزار میل ہے۔ نو میل فی یوجن کے مطابق اس کی کا قطر دو لاکھ اٹھاسی ہزار میل اور نچلے حصے کا قطر ایک لاکھ چوالیس ہزار میل ہے لیکن ۵ میل فی یوجن کے مطابق چوٹی کا قطر ایک لاکھ ساٹھ ہزار اور نچلے حصے کا قطر اسی ہزار میل ہے۔ ساڑھے چار میل فی یوجن کے حساب سے ظاہر ہے کہ میرو کی یہ پیمائش اور بھی کم ہو گئی۔

میرو پہاڑ کی چوٹی پر برہما دیوتا کا آسمان اور اس دیوتا کا وسیع و عریض شہر برہم پورہ ہے وشنو دیوتا کا آسمان بے کنٹھ (دے کنٹھ)، کرشن کا آسمان اور اندر دیوتا کا آسمان (سُورگ) بھی میرو پہاڑ پر ہے۔ اس پہاڑ کے مضافات میں آٹھ لوک پال (LOKAPALAS) دیوتا یعنی اندر (INDRA) یم (YAMA)، ورون (VARUNA)، کوبیر (KUBERA)، وِوَس وَت (VIVASVAT)، سوما (SOMA)، اگنی (AGNI) اور وایو (VAYU) کے آٹھ شہر موجود ہیں۔ اس لحاظ سے ہندو دیو مالا میں کوہِ میرو کی وہی حیثیت ہے جو قدیم یونانیوں کے ہاں اولمپس (OLYMPUS) پہاڑ کو حاصل تھی اور اولمپس بھی یونان کے عظیم دیوی دیوتاؤں کا مسکن تھا۔

میرو کی پہاڑیوں میں آسمانی مغنی گندھرو (گندھرب GANDHARAVAS) گھوڑے کے سے منہ والی گانے بجانے والی آسمانی مخلوق کنّر (کنھر KINNERS)، پاکیزہ اور تقدس مآب آسمانی مخلوق سِدھ (SIDHAS) رہتی ہے۔ اور میرو کے دامن میں دَے تیا (DAITYAS) یعنی عفریت یا شور (ASSURAS - اَسُر۔ اَسور) اور راکشس (RAKHSHASAS) رہتے ہیں۔

میرو کے نیچے سات پاتال ہیں۔ ان میں سب سے نچلی دنیا میں واشوکی (باسک VASUKI) نامی عظیم الجثہ سانپ رہتا ہے جو میرو پہاڑ اور دنیاؤں کو اپنے پھن پہ اٹھائے رہتا ہے۔

-۲۲

میرؔ کی خاصی منظر کشی مہابھارت میں بیان کردہ اسطورہ 'امرت منتھن' میں بھی آئی ہے۔ یہ زیرِ نظر باب 'تعارف' میں 'امرت منتھن' کے بیان میں دیکھی جا سکتی ہے۔

پرجاپتی

(خالق)

پرجاپتی (PRAJAPATI) کے معنی ہیں "تخلیق کا مالک۔ تخلیق کا آقا"۔ اس کے علاوہ اس کے معنی "مخلوق کا مالک" بھی کیے گئے ہیں۔ پرجا (PRAJA) کے معنی ہیں "تولید، پیدائش یا افزائش" اور پتی کے معنی ہیں "مالک۔ آقا۔"

پرجاپتی دراصل آفرینش سے متعلق ایسا تخیل ہے جو رگ وید کے آخری دور میں ملتا ہے۔ پرجاپتی سے متعلق تکوینی تصور میں فطرت کی مختلف قوتوں کو واحد تخلیقی قوت قرار دے کر مسحور کر دیا گیا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ رگ وید میں پرش (PURUSA) اور ہرنیاگربھ (HIRANYAGARBHA) یعنی خلاق سنہری انڈے دونوں سے آفرینش کے بارے میں جو نظریات و عقائد وابستہ کیے گئے وہ پرجاپتی کے بارے میں تصور میں یک جا کر دیے گئے۔ پرجاپتی پیدا کرنے والوں کا باپ اور محافظ ہے۔ دیوتا اور اشور (عفریت) اس کے بچے ہیں۔ پرجاپتی کا لفظ لقب کے طور پر سب سے پہلے ساوِتری (سَوِتر۔ سورج دیوتا) سوما، اور ہرنیاگربھ (سنہرے انڈے) کے لیے استعمال کیا گیا۔ بعد میں یہ جداگانہ دیوتا قرار پایا جس

کا ذکر رگ وید میں تین جگہ آیا ہے۔ رگ وید میں پرجاپتی کا لفظ اندر دیوتا، ساوتری (سوتر SAVITAR)، سوم دیوتا، ہرنیا گربھ اور بعض دوسرے دیوتاؤں کے لئے استعمال ہوا ہے ——— بعض مرتبہ پرجاپتی صرف برہما دیوتا کو بھی کہا گیا ہے۔ وہ مخلوقات کا مالک ہے متوسمرتی میں پرجاپتی کا تصور برہما دیوتا میں ضم کر دیا گیا اور کائنات کے سرگرم خالق اور مددگار کی حیثیت سے برہما دیوتا کو پرجاپتی کہا گیا اتھر وید (ATHARVA-VEDA) میں پرجاپتی کی تکوینی قوت کو پران (PRĀNA) یعنی تنفسِ حیات قرار دے دیا گیا تھا تریا برہمنا (براہمنٹر۔TAITTIRIYA) کی رو سے پرجاپتی نے جاندار مخلوق کو قربانی کے ان نذرانوں سے تخلیق کیا کہ جو اس پرجاپتی نے دیوتاؤں کے لئے چڑھائے تھے اور جب طوفان کے دیوتا ماروتوں (MĀRUTS) نے ان جانداروں کو تباہ کر دیا تو انہیں پھر تخلیق کیا گیا۔ ایتاریہ براہمنا (براہمنٹر۔ AITAREYA) کے مطابق پرجاپتی نے سخت تپسیا کی۔ اس تپسیا کی وجہ اس کے اندر جو حدت پیدا ہوئی اسی (حدت) سے پرجاپتی نے دنیا تخلیق کی یا پھر اس پسینے سے دنیا پیدا کی جو تپسیا کے نتیجے میں پرجاپتی کو آگیا تھا۔

پرجاپتی کو کائنات بھی قرار دیا گیا اور برہما کی طرح اس کے بارے میں بھی کہا گیا کہ آغاز میں صرف پرجاپتی ہی تھا اور وہ ایسا سرچشمہ تھا جس سے تخلیق کا عمل شروع کیا گیا ——— پرجاپتی نے ویراج (وراج۔ VIRĀJ) کو پیدا کیا پھر پرجاپتی کو پیدا کیا۔

ست پتھ براہمنا (براہمنٹر) میں کہا گیا ہے کہ (رگ وید کے) دیوتاؤں کی تعداد تینتیس ہے اور پرجاپتی کو چونتیسواں دیوتا تصور کیا جاتا ہے۔ اس طرح 'پرجاپتی' دیوتاؤں کی کل تعداد یا مجموعے کا مظہر ہے۔ یوں وہ تینتیس دیوتاؤں سے عظیم تر ہے اور سارے دیوتاؤں اور دوسری مخلوق کو اپنی ہستی کے اندر سموئے ہوئے ہے۔

بعض روایتوں کی رو سے پرجاپتی کی تینتیس بیٹیاں تھیں جنہیں اس نے سوما دیوتا کو پیش کر دیا تھا۔ کوشی تکی براہمنٹر (براہمنا۔ KAUSHITAKI) کے مطابق صبح کی دیوی

اُوشا اوشس۔ (USHAS) پرجاپتی کی بیٹی ہے۔ مگر بعض اساطیر میں اوشا کو دیاوس (DYAUS) یعنی آسمان اور وِوَس وَت[1] (VIVASVAT) یعنی سورج کی بیٹی بھی کہا گیا ہے۔

بعض اوقات پرجاپتی سب سے پہلے پیدا ہونے والے ان لوگوں کو کہا گیا جن سے نوعِ انسانی پیدا ہوئی۔ بعد کے زمانوں میں پرجاپتی ان دس ہستیوں کو کہا گیا جو اس (پرجاپتی) خالق سے ہی پیدا ہوئے تھے۔ ان دس پرجاپتیوں نے دنیا میں تخلیق کا وہ عمل جاری رکھا جو پرجاپتی (خالق) نے شروع کیا تھا۔ مذکورہ دس پرجاپتیوں کے بارے میں تفصیل اگلے اوراق میں پرجاپتی (مورثِ اعلیٰ) کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔

پرجاپتی اور قربانی

پرجاپتی کے بارے میں ایک اور تصور بھی دیا گیا۔ اس کے مطابق پرجاپتی کا تعلق مذہبی قربانی سے قائم کیا گیا یا خود پرجاپتی کو ہی قربانی قرار دے دیا گیا۔ اس عقیدے کی رو سے دیوتا صرف باقاعدہ مذہبی قربانیوں کے بل پر ہی زندہ رہ سکتے تھے۔ ست پتھ براہمنا (براہمنز) میں کہا گیا ہے کہ پرجاپتی قربانی ہے کیونکہ اس نے قربانی کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ قربانی کی مذہبی رسم کی ادائیگی کے بعد اس کے جو کچھ حصے باقی بچ جاتے وہ بھی پرجاپتی کے لئے متبرک سمجھے جاتے تھے کیونکہ پرجاپتی ان باقی ماندہ حصوں میں دائمی طور پر موجود رہتا تھا۔ منوسمرتی میں کہا گیا ہے کہ گھوڑا پرجاپتی کا مخصوص جانور تھا اور اس حیثیت سے مقدس تھا۔ ست پتھ براہمنا (براہمنز) کی رو سے جب اگنی دیوتا باقی دیوتاؤں سے الگ ہو کر پانی میں جا چھپا تھا۔ تو پرجاپتی نے گھوڑے کی شکل اختیار کر کے اگنی کو تلاش کیا تھا —— پرجاپتی نے ہی سب سے پہلے قربانی کی رسم ادا کی تھی ساتھ ہی وہ قربانی کا جانور بھی تھا۔

---

[1] وِوَس وت:۔ بعض جگہ وِوَس وَت کو فانی آسمان بھی کہا گیا ہے۔

پَرجاپَتی

مورثِ اعلیٰ

ہندو صنمیات میں ایک ایسی مخلوق کا ذکر بھی ملتا ہے جو انسان اور دیوتاؤں کے بین بین تھی۔ یہ ایسے اساطیری رشی تھے جو پرجاپتی (PRAJAPATI) کہلاتے ہیں۔ انہیں مہارشی (MAHĀRSHIS) یعنی عظیم رشی بھی کہا جاتا ہے اور چونکہ وہ برہما دیوتا کی اولاد تھے اس لئے انہیں برہم رشی (BRAHMĀRSHIS) اور برہم پُتر (BRAHMĀPUTRAS) بھی نام دیا گیا ہے یہی پرجاپتی یا مہارشی براہمن (BRĀHMANAS) بھی کہلاتے ہیں۔ یہ رشی نوع انسانی کے مورثِ اعلیٰ ہیں چنانچہ انہی کو پرجاپتی کا نام دیا گیا اور ان کا سب سے مقبول نام یہی یعنی پرجاپتی ہے ——— پرجاپتی کے معنی ہیں "مخلوق کا خالق"، چنانچہ پرجاپتیوں کو نسلِ انسانی کا مورثِ اعلیٰ خیال کیا جاتا ہے۔

بعض اوقات پرجاپتی پیدا ہونے والے ان لوگوں کو بھی کہا گیا جن سے نوعِ انسانی پیدا ہوئی۔ بعد کے زمانے میں پرجاپتی ان دس رشیوں کو کہا گیا جو پرجاپتی، خالق، سے پیدا ہوئے۔ ان دس پرجاپتیوں نے دنیا میں تخلیق کا عمل جاری رکھا جو پرجاپتی خالق نے

شروع کیا تھا۔ برہما دیوتا نے انہیں کائنات کو آباد کرنے کے لئے تخلیق کیا تھا۔ یہ دس پرجاپتی دوسرے درجے کے رشی خالق تھے۔ ان پرجاپتیوں سے نسل انسانی پیدا ہوئی۔ وہ مخلوق کے مالک اور خالق تھے عظیم دیوتاؤں کے نہیں اور چونکہ وہ روح کو نجات نہیں دلا سکتے تھے اس لئے ان کی پرستش نہیں ہوتی تھی۔

پرجاپتیوں کی تعداد مختلف بیان کی گئی ہے یعنی سات، آٹھ، نو، دس، سترہ اور اکیس مہابھارت میں ان کی تعداد سات بھی آئی ہے اور اکیس بھی۔ وشنو پران میں یہ تعداد نو، منوسمرتی میں دس اور راماین میں سترہ بتائی گئی ہے۔ جہاں پرجاپتیوں کی تعداد سات ملتی ہے وہ پرجاپتی وہی بتائے گئے ہیں جو سپت رشی (سات رشی) کہلاتے ہیں۔ بہرحال عام طور پر یہ پرجاپتی دس مانے جاتے ہیں۔

ان دس پرجاپتیوں کے نام یہ ہیں۔

مرچی۔ مریشی	MARKHI- MĀRICI
اتری	ATRI
انگیرس۔ انگیرس	ANGIRUS
پلستیا	PULASTYA
پلہ	PULAHA
کرتو	KRATU
دکش ۱؎	DAKSHA
واششٹھ	VĀSISHTA- VĀSISHTHA
بھرگو	BHRIGU
نارد	NARDA

(حاشیہ ۱؎ اگلے صفحہ پر)

ان دس پرجاپتیوں میں بعض کو رشی بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پرجاپتی اَتری اور پرجاپتی واسِشٹھ (وسشٹھ) کو پرجاپتیوں میں بھی اور سپت رشیوں میں بھی شمار کیا گیا ہے۔ مریچی (مرشی۔ مارشی) اخلاقیات، اتری فریب، انگیرس شفقت، پلستیا علم، پلستیہ کبر کرتو تقویٰ یا خدا ترسی، دکش اختراع یا حماقت واسشٹھ حسد، رِیس اور نارد فہم و ادراک کا مظہر تھا۔

ان پرجاپتیوں کی پیدائش کے بارے میں مختلف روائتیں ہیں۔ انہیں برہما نے یا پھر بعض روایات کے مطابق ویرج کے بیٹے اوّلین منو سوئمبھو نے پیدا کیا، اس سب سے پہلے منو کو تخلیق کا کام سونپا گیا تھا ——— منوسمرتی کے مطابق برہما دیوتا نے خود کو دو حصوں نر اور مادہ (مونث) میں تقسیم کر لیا۔ یعنی برہما دیوتا فعال اور منفعل دو قوتوں میں بٹ گیا۔ برہما کا ——— مونث حصہ کائناتی قوت کا مظہر تھا ——— مادہ (مونث) سے برہما دیوتا نے ویرج (وِرج۔ VIRAJ) پیدا کیا جو نر تھا۔ ویرج نے تپسیا کر کے پہلا منو (MANU) پیدا کیا اس سب سے پہلے منو کا نام سوئمبھو (SWAYAMBHU) تھا اسی نے دس ہستیاں پیدا کیں جو پرجاپتی (مخلوقات کے مالک) کہلاتے ہیں۔

مہابھارت کی رو سے سات پرجاپتیوں میں سے چھ برہما کی ذہنی پیداوار تھے اس روایت میں بھرگو (BHRIGU) کا کوئی ذکر نہیں ہے دوسری جگہ بھرگو وَرُون (وارون) دیوتا کا بیٹا بتایا گیا ہے۔ ایک روایت کے مطابق ایک قربانی کے موقعہ پر وَرُون دیوتا کی نذر و نیاز کا حصہ جب قربانی کی آگ میں ڈالا گیا تو زبردست آگ بھڑک اٹھی۔ اس آگ سے تین رشی بھرگو، انگیرس اور کوی پیدا ہو گئے۔ مگر کوی کا شمار سات رشیوں میں نہیں کیا جاتا۔ گو بھرگو کے بارے میں کئی دیوتاؤں کا دعویٰ تھا کہ وہ ان کا بیٹا ہے بالآخر طے یہ پایا کہ بھرگو

حا۔ دکش۔ اس پرجاپتی کا نام پرسٹس (PARCETAS) یا پرچیتس (PRACHETAS) بھی ہے۔

وردن کا، انگیرس اگنی کا اور کوی برہما دیوتا کا بیٹا ہے۔

خالق

مذکورہ دس پرجاپتیوں نے دنیا میں تخلیق کا عمل جاری رکھا تھا مگر یہ ثانوی درجے کے خالق تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے سات مَنُو پیدا کئے۔ یہ مَنُو دنیا کے معلم تھے۔ برہما کے ایک کَلپ یعنی چار ارب بتیس کروڑ برسوں پرمشتمل برہما کے ایک دن (کلپ) کے دوران چودہ منُو پیدا ہوتے ہیں۔ ان سے چھ پہلے پیدا ہو چکے ہیں آج کل ساتویں کا زمانہ ہے اور یہ ساتواں منو زندہ موجود ہے اور اس موجودہ منو کا نام ستیہ ورت (SATYAVRAT) ہے۔ پرجاپتیوں کے پیدا کردہ پہلے چھ منُو یہ ہیں ان کے نام یہ ہیں سُوئمبھو (SWAYAMBHU) سُوروچش (SWAROCH SHA) ، اُتمی (UTTAMI) ، تمس (TAMSA) ، رائے وت (RAIVATA) اور چکشش (CHAKSHUSHA)۔ اس کے علاوہ ان دس پرجاپتیوں نے سات رِشی (سپت رِشی) بھی پیدا کئے۔ ان کے نام یہ ہیں کَیسپ (KASYAPA) ، بھردواج (بھردوج۔ BHARADWĀJA) ، گوتم (GAUTAMA) ، وِشوامتر (WISHVĀMITRA) ، جمدگنی (JAMADAGNI) واسشٹھ (VASISHTHA) ، اَتری (ATRI) ۔

دس پرجاپتیوں نے ادنیٰ یا ثانوی درجے کے دیوتا، دیوتاؤں کے محل تشفیق ارواح، خوفناک عضریت، خون آشام وحشی، آسمانی مغنی، آسمانی پریاں (اپسرائیں)، شیاطین — عظیم الجثہ اژدہے، چھوٹے سانپ، طاقتور اور بڑے بڑے پروں والے پرندے، ہر طرح کے دوسرے جانور، ہر طرح کی نباتات اور نسلِ انسانی کے مختلف مورثِ اعلیٰ پیدا کئے۔

مریچی :— بعض روایات کے مطابق پرجاپتی مریچی سوریہ (سورج) کا باپ تھا اور راماین کے ہیرو رام چندر کے سورج بنسی خاندان کا جدامجد تھا۔

مریچی کی نسل میں سورج بنسیوں کے زبردست راجہ پیدا ہوئے۔

انگیرس :— انگیرس کا ذکر پرانوں میں بہت کم ملتا ہے۔ دس پرجاپتیوں میں اسے

کوئی خاص نہیں تھا۔

اَتری :۔—— پرجاپتی اَتری چندر بنشی خاندان کے راجاؤں کا مورث اعلیٰ تھا۔ مہابھارت میں متحارب رشتے دار کورد اور پانڈو اسی کی نسل سے تھا۔

پُلَستیا :۔—— پرجاپتی پلستیا دولت کے دیوتا کو بیر (کوویر) کا باپ تھا۔ پُلستیا نے ایک اَشور (اَسُر، اسور) عورت سے بھی شادی کی تھی جس کے بطن سے لنکا کا راجہ اور رام چندر کا سب سے بڑا حریف راون پیدا ہوا تھا۔

پُلھ :۔—— اس کا ذکر بھی بہت کم ملتا ہے۔ پرجاپتی پُلھ بھی کسی خاص اہمیت کا حامل نہیں تھا۔

کرتُو :۔—— اس پرجاپتی کا بھی کوئی خاص مقام نہیں تھا۔ تاہم اسے تقویٰ یا خدا ترسی کی صفت سے متصف بتایا گیا۔

دَکش :۔—— پرجاپتی دکش کا ایک نام پرچیتس (PRACHETAS) بھی ہے۔ پرجاپتی دکش ستی دیوی کا باپ اور اپنے داماد دیوتا کا سخت مخالف تھا۔ اس کا سر قلم کر دیا گیا تھا مگر پھر بکری کا سر لگا دیا گیا۔ بکری کا سر دکش کے اعتقاد، غرور کو ظاہر کرتا ہے۔ پرجاپتی دکش کی ساٹھ بیٹیاں تھیں۔ ان میں سے تیرہ کشیپ (رشی۔ پرجاپتی) سے، ستائیس چندر (چاند) اور ایک یعنی ستی شِو دیوتا سے بیاہی ہوئی تھی۔ باقیوں کا کم از کم مجھے پتہ نہیں چل سکا۔

وسشٹھ :۔—— وسشٹھ پرجاپتی کی بجائے رشی زیادہ مشہور ہے اور سات رشیوں (سپت رشیوں) میں اس کا بھی شمار ہوتا ہے۔ اگنی دیوتا نے

اسے اگنی پُران پڑھایا تھا اور وششٹھ نے یہ پُران ویاس کو پڑھایا
خیال ہے کہ اگنی پُران کو موجودہ شکل میں وششٹھ نے ہی رقم کیا تھا۔

بھرگو۔ ——— یہ پرجاپتی مذہبیات کا زبردست عالم تھا۔

نارد۔ ——— پرجاپتیوں میں نارد سب سے زیادہ دلچسپ اور مقبول ہے
اسے اکثر رِشی بھی کہا گیا ہے۔ وہ راجاؤں اور راجکماروں کا
نامور معلّم اور مشیر ہے، اعلیٰ درجے کا مقرر اور مزاح گو ہے۔ اندر
دیوتا اور دھرتی کے سورماؤں کے درمیان پیغام رسانی اسی کے
سپرد ہے۔ بعض روایات کی رو سے یہ سرسوتی دیوی کا محبوب
بیٹا ہے چنانچہ اسی نسبت سے بہترین موسیقار بھی ہے۔ بالنسری
اسی نے ایجاد کی۔ سرسوتی کی طرح یہ بھی اپنے ہاتھ میں وینا ساز
لئے رہتا ہے۔ موسیقی کا مربّی ہے، نوک جھونک اور ظرافت پر
جان دیتا ہے۔ جب دیوتاؤں اشوروں اور انسانوں میں لڑائی
نہیں ہوتی تو اس کی طبیعت بجھی بجھی رہتی ہے۔ زوردار جنگ
دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔ ہمیشہ لڑائی اور نوک جھونک کی
تاک میں رہتا ہے۔ جب کہیں کوئی لڑائی نہ ہوتی ہو تو اور کچھ
نہیں تو کسی دیوتا کی بیوی کو شوہر سے لڑا دیتا ہے اور پھر میاں
بیوی کی اس چپقلش سے خوب لطف لیتا ہے۔ خواتین اسے
بہت پسند کرتی ہیں ——— زبردست سیاح ہے اور تینوں
دنیاؤں (تری لوک) میں جو کچھ رونما ہوتا ہے اسے بخوبی آگاہی
ہوتی ہے۔ کوئی راز اس سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ جب چاہتا
ہے ہر کسی کے گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔ ہے تو دیوتاؤں کا

کارفیق مگر دیوتاؤں کے دشمنوں میں بھی بہت مقبول ہے۔ دیوتاؤں کی ایلچی گری اس کے فرائض میں داخل ہے۔

کرشن جی سے نارد کی گہری دوستی تھی۔ کرشن کی سولہ ہزار آٹھ بیویاں تھیں۔ ایک روز نارد نے کرشن سے کہا کہ میں کنوارا ہوں اور تیری اتنی ساری بیویاں ہیں۔ اتنی بیویاں تو کسی دیوتا کے لئے بھی ضرورت سے زیادہ ہوتی ہے۔ اپنی ایک بیوی مجھے دے ڈال۔ کرشن جی مان گئے اور کہا کہ جس رانی کے پاس میں موجود نہ ہوں اسی کو لے لینا۔ پہلے نارد کرشن جی کی مہارانی کے کمرے میں گیا مگر کرشن جی اس کے ساتھ بستر پر موجود تھے۔ نارد باری باری ہر ایک رانی کے کمرے میں پہنچا لیکن سولہ ہزار آٹھ سو رانیوں میں سے ایک بھی ایسی نہیں تھی جس کے ساتھ کرشن موجود نہ ہوں چنانچہ نارد اپنا سا منہ لے کر رہ گیا

○ ○

سَپَت رشی

رشی (RISHI - RSHI) اور مُنی (MUNI) دو لفظ ہندوؤں کی پرانی تحریروں میں عام ملتے ہیں خصوصاً لفظ 'رشی'۔ رشی سے مراد ہے دانا، فرزانہ، روشن ضمیر، صاحب علم و کمال اور غیب داں۔ ویدی زبان میں رشی کے دو معانی ہیں 'ستارہ' اور غیب دان عالم —— مُنی تارک الدنیا کو بھی کہتے ہیں اور ایسے نیک اور عالم شخص کو بھی جو آسمانی یا دیوتاؤں جیسی خصوصیات سے متصف ہوتا تھا یا پھر وہ یہ خصوصیات سخت تپسیا کر کے حاصل کر سکتا تھا۔ مُنی کا لقب رشیوں اور انتہائی اونچے عالم مصنفوں کے لیے بھی مخصوص تھا مثلاً ویاس اور پانینی وغیرہ۔

پرَجاپتیوں (برہم رشیوں۔ مہارشیوں) کے علاوہ ہندوؤں کے ہاں اور بھی بہت سے رشیوں کا ذکر ملتا ہے ان میں سَپَت رشی (SAPATA RSHI) سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ رشی سے مراد عام طور پر برہما دیوتا کے دس بیٹے (پرَجاپتی۔ مورثِ اعلیٰ) اور سَپَت رشی ہی لیے جاتے ہیں لیکن درحقیقت رشیوں کے کئی زمرے ہیں مثلاً

پرجاپتی . . . . . برہم رشی۔ مہارشی

سَپَت رسی . . . . سات رشی۔ دیو رشی

راج رشی . . . . یہ تپسیاؤں میں معروف رہتے تھے۔

پرم رشی

ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں رشیوں کے مذکورہ بالا زمروں کے علاوہ اور بھی بہت سے زمروں کا نام آتا ہے۔

رشی سے مراد دانا و فرزانہ اور روحانیت سے فیض یاب شاعر بھی لیا جا سکتا ہے۔ ان فیض یافتہ ہستیوں میں وہ رشی بھی شامل تھے جن پر ہندو عقائد کے مطابق ویدوں کی حمدیں (سوکت۔ بھجن) نازل یا منکشف ہوئی تھیں۔ دراصل ویدوں کی حمدیں ان خاندانی درباری رشیوں نے تخلیق کی تھیں۔ رگ وید میں حمدوں کے ساتھ ان کے خالق شاعر رشیوں کے نام بھی ملتے ہیں۔ راقم الحروف نے حتی الامکان احتیاط کے ساتھ رگ وید کے خالق شاعر رشیوں کے چار سو چوالیس (۴۴۴) نام تلاش کئے ہیں۔ غلطی کا امکان بہرحال رہتا تو ہے۔ رگ وید کے ان سب شاعروں کے نام راقم نے اپنی کتاب 'دنیا کا قدیم ترین ادب' کے صفحات ایک سو نوتا ایک سو چودہ پر دے دی ہے ——— ویدوں کے خالق رشیوں میں سے بعض کو تو خاص طور پر تقریباً دیوتا کا درجہ دے دیا گیا تھا۔ ان کا مقام و مرتبہ ویدی دیوتاؤں اور ہندوؤں کی مشہور تثلیث (ترمورتی - TRIMURTI) یعنی برہما دیوتا، وشنو دیوتا اور شِو دیوتا کے بین بین بنتا ہے۔ بھارت کے حکمران گپتا خاندان (۳۲۳–۵۴۵ء) اور اس کے بعد جب برہمنی مذہب کا احیاء ہوا تو ہندو صنمیات (دیوتا) بھی خوب پھلی پھولی۔ اس وقت کی برہمنی دیو مالا میں ویدی رشیوں خصوصاً سات عظیم رشیوں کا کردار بہت نمایاں رہا۔

پرجاپتیوں (برہم رشیوں۔ مہارشیوں۔ مورثِ اعلیٰ) کے علاوہ سب سے مشہور اور اہم رشی سپت رشی (سات رشی) ہی ہیں۔ ہندوؤں کی مختلف مذہبی کتابوں میں سپت رشیوں کی تعداد مختلف بیان ہوتی ہے مگر ان کی تعداد عام طور پر سات ہی تسلیم کی جاتی ہے۔ ست پتھ براہمنا (براہمنڑا) اور مہا بھارت میں ان کی تعداد سات، سات آئی ہے۔ وایو پران

(VĀYA PURANA) میں یہ آٹھ ہیں مگر وہاں انہیں 'سپت رشی' ہی کہا گیا ہے۔ وائیو پران میں سات رشی تو وہی ہیں جن کے نام مہابھارت میں آئے ہیں البتہ بھرگو (BHRIGU) رشی کا اضافہ کیا گیا ہے۔ وشنو پران میں نو رشی بتلائے گئے ہیں اور وہاں نہیں نو برہم رشی بھی کہا گیا ہے۔ ان میں سے سات رشی تو وہی ہیں جو مہابھارت میں بیان ہوئے ہیں باقی دو رشیوں بھرگو اور دکش کا اضافہ ہے۔ رگ وید کے شارح سایان نے ان رشیوں کی تعداد سات بتائی ہے اور اس نے ان کے نام وہی دیئے ہیں جو ست پتھ براہمنا (براہمنڑ) میں آئے ہیں۔ ست پتھ براہمنا، مہابھارت اور پرانوں میں سپت رشیوں کے نام مختلف ملتے ہیں۔

ست پتھ براہمنا (براہمنڑ) کی رو سے سپت رشی یہ ہیں۔

بھردواج ۔ بھرددج	BHARADWĀJA
گوتم	GOTAMA - GAUTAMA
وشوامتر ۔ بسوامتر	VISHVĀMITRA
جمد اگنی	JAMADAGNI
واششٹھ	VĀSISHTHA
کشیپ	KASYAPA
اتری	ATRI

مندرجہ بالا ناموں میں کشیپ کا نام بھی آیا ہے۔ بعض روایات کی رو سے کشیپ پرجاپتی تھا۔ چنانچہ کشیپ کو مہارشی بھی کہا گیا ہے۔ مہابھارت، رامائن اور پرانوں کی رو سے وہ برہما دیوتا کے بیٹے مرچی کا بیٹا تھا لیکن اتھروید کے مطابق کشیپ وقت (زمانے) سے خود بخود پیدا ہوا تھا چونکہ وہ تمام جاندار مخلوق کا باپ تھا اس لئے اسے بعض اوقات پرجاپتی بھی کہا گیا ——— اس کے علاوہ اتری اور واششٹھ کا شمار پرجاپتیوں میں بھی ہوتا ہے اور سپت رشیوں میں بھی۔

مہابھارت میں سپت رشیوں کے نام یہ آئے ہیں۔

مرچی	MARICHI - MĀREICI - MARICI
اَتری	ATRI
اَنگیرس۔ انگرس	ANGIRAS
پلہہ	PULAHA
کرتو	KRATU
پُلستیا	PULASTYA
واسشتھ	VĀSISHTHA

وشنو پران میں نو رشی بتائے گئے ہیں اور وہاں انہیں "نو برہم رشی" کہا گیا ہے۔
ان کے نام یہ ہیں۔

بھرگو	BHRGU
پُلستیا	PULASTYA
پُلہتھ	PULAHA
کرتو	KRATU
انگیرس	ANGIRAS
مرشی	MARCI
اَتری	ATRI
دَکش	DAKSHA
واسشتھ	VĀSISHTHA

مندرجہ بالا فہرست میں بھرگو اور دکش کا اضافہ ہے۔ بھرگو رشی نے دکش کی ایک بیٹی سے بیاہ کیا تھا جس سے لکشمی پیدا ہوئی تھی۔ انگیرس، کرتو اور پُلہتھ کی شادیاں بھی دکش کی بیٹیوں

سے ہوئی تھیں۔

مختلف ہندو تحریروں میں عظیم رشیوں میں گوتم (GAUTAMA)، کنو (KANWA) والمیکی (VALMIKI) ویاس (VYASA)، منو (MANU) اور وِبھان ڈک (VIBHANDAKA) کو بھی شامل کیا گیا ہے ان عظیم رشیوں کے علاوہ متعدد اور رشیوں کے نام بھی ملتے ہیں۔

سپت رشی سورج کے خطے سے بھی بہت اوپر رہتے تھے۔ بعض اوقات یہ راج ہنسوں کی شکل میں زمین کا دورہ کر جاتے تھے۔ عام طور پر یہ گیان دھیان میں مگن رہتے تھے لیکن ذرا سی بات پر مشتعل ہو کر دیوتاؤں اور انسانوں کو بد دعائیں دے ڈالتے تھے۔

سپت رشیوں (سات رشیوں) کو آسمان میں دُبِّ اکبر (GREAT BEAR) کے سات ستاروں سے منسوب کر دیا گیا۔ یوں یہ رشی دُبِّ اکبر کے سات ستاروں کی نمائندگی کرتے تھے۔ براہمناؤں (براہمنٹروں) میں سات ستاروں کے اس جھمکے (دُبِّ اکبر) کو سپت رشی کہا گیا ہے۔ بہر حال دُبِّ اکبر کے ستاروں کی حیثیت سے یہ سپت رشی رِکش (RIKSHA) اور چترسکھنڈی نس (CHITRA - SIKHANDINAS) یعنی دُرخشاں کلغیوں والے کہلاتے ہیں۔

بیویاں

ہندو اساطیر کے مطابق دُبِّ اکبر میں شامل سات ستارے سپت رشی ہیں اور ثریا (پروین - SIX- PLEIDS) نامی جھمکے میں شامل چھ ستارے ان سپت رشیوں کی بیویاں ہیں جو ستارے بن کر ثریا میں چمکتی ہیں۔ یہ چھ سہیلیاں بھی کہلاتی ہیں۔ سپت رشیوں کی تعداد سات ہے جو سات تاروں کی صورت میں دُبِّ اکبر میں درخشاں رہتے ہیں۔ لیکن ثریا میں شامل ان کی بیویوں یعنی ستاروں کی تعداد چھ ہے سات نہیں۔ ایک بیوی کہاں گئی؟ اس سلسلے میں یہ اسطورہ ملتی ہے کہ ایک مرتبہ سپت رشی کوئی مذہبی رسم ادا کر رہے تھے۔ جب آگ کا دیوتا اگنی قربانی کے موقعہ پر بطور رسم جلائی جانے والی آگ سے باہر نکلا تو اس نے سپت رشیوں کی سالوں بیویوں کو دیکھا اور ان سب پر مفتون ہو گیا۔ اگنی کو پتہ تھا کہ یہ سب

پاکدامن ہیں اور سپت رشیوں کی بیویاں ہیں، اس نے اپنی جنسی خواہش کسی پر ظاہر نہ ہونے دی اور اسے ٹھنڈا کرنے کے لئے جنگلوں میں چلا گیا۔ وہاں پرجاپتی دکش کی بیٹی سواہا (SWAHA) نے اگنی کو دیکھا اور اس سے متاثر ہوگئی۔ مگر اگنی کو اس سے محبت نہیں تھی سواہا کو اپنی آسمانی صلاحیت کی بنا پر علم ہوگیا کہ اگنی سپت رشیوں کی بیویوں کی محبت میں مبتلا ہے۔ سواہا ایک رشی کی بیوی کی شکل اختیار کرکے اگنی کے پاس آئی۔ نیک سیرت دیوتا اگنی پہلے تو جھجکا مگر رشی کی بیوی کی شکل اختیار کرنے والی سواہا کی جنسی کشش کے آگے بالآخر وہ بے بس ہوگیا۔ جنسی فعل کے بعد سواہا چل گئی مگر وہ دوسرے رشی کی بیوی کی صورت اختیار کرکے اگنی کے پاس آگئی۔ اس طرح وہ سپت رشیوں میں سے چھ رشیوں کی بیویوں کی شکل میں اگنی کے پاس آئی اور اگنی نے ان چھ کے دھوکے میں ہر بار سواہا سے مباشرت کی۔ سواہا ساتویں رشی واسشٹھ کی بیوی اروندھتی (ARUNDHATI) کی شکل میں اگنی کے پاس نہیں آئی۔ اس وقت آسمان کے کچھ دیوتا زمین پر گھوم رہے تھے انہوں نے رشیوں کی چھ بے گناہ بیویوں اور اگنی کا جنسی ملاپ دیکھ لیا چنانچہ ان آسمان والوں نے آسمان پر واپس جاکر لاعلمی کی بنا پر رشیوں کی چھ بیویوں کے بارے میں گندی باتیں پھیلا دیں۔ رشیوں نے خفا ہوکر اپنی بیوی کو ان کے اصل مسکن سے دھکیل دیا۔ دھکیلے جانے کے بعد یہ موجودہ مقام پا گئیں اور چھ چھوٹے تاروں کی شکل میں ثریا (خوشۂ پروین) میں چمکنے لگیں اس سے قبل یہ سب اور سپت رشی قطب شمالی میں اکٹھے تھے۔ رشی واسشٹھ کی بیوی اروندھتی کے بارے میں چونکہ کوئی بری بات نہیں پھیلی تھی اس لئے وہ شوہر کے ساتھ ہی رہی (دب اکبر سات ستاروں کے جھرمٹ) کے پاس جو چھوٹا سا ستارہ ہے وہ اروندھتی ہے۔ بعض روایات کی رو سے اروندھتی کو نہیں بلکہ اتری کی بیوی انسویا کو پاکدامن سمجھا گیا تھا چنانچہ انسویا خاوند کی بہت وفادار مشہور ہے۔

○ ○

مَنُو

(MANU)

’مَنُو‘ کا مادّہ ’مَن‘ ہے جس کا مطلب ہے ’سوچنا‘۔ اور مَنُو سے مراد آدمی بھی ہے لیکن ہندو عقائد اور مذہبی لٹریچر کی رو سے ”مَنُو“ چودہ عظیم ہستیاں ہیں۔ دراصل یہ افسانوی یا اساطیری ہستیاں ہیں۔ بہرحال ان چودہ مَنُو میں سے چھ گذشتہ ادوار میں پیدا ہو چکے ہیں۔ ساتواں مَنُو آج کل زندہ موجود ہے اور یہ دور اس کا دور ہے، اس کا نام ”وےوس وت“ ہے۔ اور باقی سات آئندہ سات زمانوں میں پیدا ہوں گے۔ ان سب کے نام مختلف ہیں اور مَنُو تو گویا ایک لقب ہے جو ان سب مخصوص چودہ ہستیوں کو دیا گیا۔

مَنُو کا سب سے پہلے ذکر رگ وید کی پہلی کتاب کی ۸۰ ویں حمد کے ۱۶ ویں بند (I، ۸۰، ۱۶) میں ملتا ہے رگ وید میں کئی بار یہ نام (MANU) آیا ہے۔ رگ وید کے علاوہ مَنُو کا ذکر متعدد کتابوں میں موجود ہے مثلاً اتھروید (ATHARVA-VEDA) میترائینی سمہتا (MAITRAYANI SAMHITĀ)، کاتھک سمہتا (KĀTHAKA - SAMHITĀ)، تے تریا سمہتا (TAITTIRIYA SAMHITĀ)، ست پتھ براہمنا (SATAPTHA- BRĀHMINA)، کوٹلیہ (KAUTILYA) کی تصنیف ارتھ شاستر (ARTHA - SASTRA)، کلہن (KALHANA) کی تصنیف راج ترنگنی (RĀJATARANGINI)، رامائن (RAMAYANA) اور مہابھارت (MAHABHARATA)

ان اہم کتابوں کے علاوہ منو کا ذکر اور تحریروں میں بھی آیا ہے۔

منوُ اپنے اپنے طویل زمانوں میں رہتے زمین کے حکمران اور نوع انسانی کے خالق رہ چکے ہیں اور آئندہ ادوار میں بھی رہیں گے۔ مگر منو دیوتاؤں کی نسبت ثانوی یا کم تر درجے کے خالق ہیں —— ہندو سمجھتے ہیں کہ سب سے پہلا مَنوُ نسل انسانی کا مورثِ اعلیٰ بھی تھا اور پہلا قانون ساز بھی۔ منو دیوتا بھی تھا اور ایک عہد یا دور بھی، وہ مقنن بھی تھا اور سیاسی فلاسفر بھی، اور وہ ایک حکمران بھی تھا۔

رگ وید کی رو سے 'مَنوُ' ایک خاص آدمی بھی تھا۔ رگ وید کی دسویں کتاب کے ۸۶ ویں گیت کے ۲۳ ویں بند (X : ۸۶ : ۲۳) میں یہ حوالہ ملتا ہے کہ 'مَنوُ' کی پُرشُو نامی بیٹی کے بطن سے بہت سارے بچے پیدا ہوئے۔ ہو سکتا ہے کہ رگ وید کا یہی بیان بعد کے زمانوں میں تخلیق ہونے والی اس اسطورہ کی بنیاد بنا ہو کہ 'مَنوُ' پہلا انسان تھا۔ 'مَنوُ' کا رگ وید کی دسویں کتاب کے ۶۳ ویں گیت کے بند (X ، ۶۳ ، ۷) میں بھی ملتا ہے جہاں یہ کہا گیا ہے کہ مَنوُ وہ پہلا انسان تھا جس نے دیوتاؤں کے حضور نذر پیش کی تھی۔ اور رگ وید کی نویں کتاب کے ۹۲ ویں گیت کے پانچویں بند (IX : ۹۲ ، ۵) میں آریہ شخص کو 'منو' کہا گیا ہے اور منو یعنی آریہ کو داسیو (DASYU) یعنی غیر آریائی سے افضل قرار دیا گیا ہے اور 'مَنوُ' (آریہ) اور 'داسیو' (غیر آریہ) میں امتیاز روا رکھا گیا ہے۔

اساطیری روایات سے قطع نظر یوں لگتا ہے کہ 'مَنوُ' پہلا آریائی تھا جس نے قانون دیا۔ بعد کے ادوار میں پیدا ہونے والے تمام ہندو قانون ساز اس اوّلین مقنن 'مَنوُ' کو سند سمجھتے رہے ہیں۔

رامائن میں 'مَنوُ' نامی ایک عورت کا بھی ذکر آیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ یعنی منو بعض اوقات 'منو' کی 'بیوی' کے لئے بھی مستعمل تھا۔

پُرانوں کی رو سے برہما دیوتا کی عمر ایک سو برس ہوتی ہے۔ برہما کا ایک دن زمین

کے چار ارب بتیس کروڑ برس کے برابر ہوتا ہے۔ دن کو برہما جاگتا ہے اور رات کو سوتا ہے۔ جب رات آتی ہے تو کائنات تباہ ہو جاتی ہے اور اگلی صبح پھر از سرِ نو تخلیق شروع ہو جاتی ہے۔ دن اور رات کو تخلیق و فنا کا یہ سلسلہ برہما کی پوری عمر یعنی سو برس تک اسی طرح چلتا ہے۔ برہما کا ایک دن کلپ (KALPA) کہلاتا ہے چار ارب بتیس کروڑ برسوں پر محیط اس کلپ کے چودہ منونتر (منوانتر) ہوتے ہیں۔ منونتر یعنی منوانتر کے معنی ہیں "ایک منو کا عہد"۔ ایک منونتر (عہد) میں ایک منو حکمران ہوتا ہے اور کسی بھی منو کا عہد تینتالیس لاکھ بیس ہزار برس سے کم نہیں ہوتا۔

منو سے متعلق اوّلیں مختصر سی اسطورہ رفتہ رفتہ پھیلتی گئی اور اس میں بہت سے واقعات و بیانات سمو دیئے گئے جو متضاد بھی ہیں۔ بالآخر منو "دس وت" کی شکل میں ظاہر ہوا۔ یہ کائنات کے ارتقاء سے متعلق اساطیری تصوّر یعنی منونتر کا ساتواں منو ہے۔ منو کی کل تعداد چودہ ہے۔ آفرینش سے متعلق اس اساطیری تصوّر کا ذکر وشنو پران سمیت کئی پرانوں میں ملتا ہے۔ اس تصوّر کے مطابق دنیا کو چودہ بہت طویل ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ ادوار منونتر (MANVANTARAS) کہلاتے ہیں اور ہر دور یعنی منونتر کا ایک منو یعنی پہلا انسان ہوتا ہے۔ اور یہ منو اپنے دور کے انسانوں کا "ثانوی" یا کم رتبے کا خالق ہوتا ہے۔

ہندوؤں کی مشہور قانون کی مذہبی کتاب منوسمرتی (MANUSMRTI) کا مصنف بھی ایک منو ہی تھا۔ اس نے منوسمرتی میں منو کی تعداد چھ بتائی ہے جو بہت طاقتور اور عقیل و فہیم تھے۔ منوسمرتی کے مطابق وہ ذہین اور قوی منو یہ تھے۔

سوایم بھُور	SVAYMBHUVA
سوارو کش	SVĀROCIS
اوتمس	AUTTAMIS
تامس	TAMASA

رائے وَت	PAIVATA
کاک شُوش (کاک شُ)	CAKSUSA

کوٹلیہ ساتویں منو یعنی وسے وَس وَت کے بعد کسی اور مَنو کا ذکر نہیں کرتا گویا وہ تعداد کے لحاظ سے سات مَنو مانتا تھا۔ البتہ پُرانوں کے مطابق ان کی تعداد چودہ ہے۔ پُرانوں (PURANAS) کا عہد کوٹلیہ کے بعد شروع ہوتا ہے۔

پُرانوں کی رو سے چودہ مَنو، یہ ہیں۔

سُوایَم بھوو[1]	(SWĀYAM - BHUVA)
اسُوارُوچِش[2]	(SWĀROCHISHA)
اُوتّمی	(AUTTAMI)
تامَس	(TĀMASA)
رائے وَت	(RAIVATA)
چک شُوش	(CHAK - SHUSHA)
وسے وَس وَت[3]	(VAIVASWATA)
ساوَرن[4]	(SĀVRNA)
دَکش ساورن	(DAKSHA - SĀVARNA)
برہم ساورن	(BRAHMA - SĀVARNA)

ح[1]۔ سُوایَم بھوو:۔ اس سب سے پہلے مَنو کے باپ کا نام سُوایَم بھو (SWĀYAN-BHU) تھا۔

ح[2]۔ سُوارُوچش، نامی اس دوسرے منو کی ماں کا نام "اُکوتی" تھا اور وہ سُوایَم بھو، کی بیٹی تھی۔

ح[3]۔ وسے وَس وَت:۔ یہ موجودہ منو ستیہ وَرت (SATYAVARTA) بھی کہلاتا ہے۔

ح[4]۔ ساوَرن:۔ یہ منو موجودہ دور کے منو وسے وَس وَرت کا بھائی ہے۔

دھرم ساورن	(DHARAMA-SĀVARNA)
رُودراساورن	(RUDRA-SĀVARNA)
راؤکیا (روکیا)[۵]	(RAUCHYA)
بھاؤتیہ	(BHAUTYA)

پُرانوں کی ہی رو سے بعض اہلِ قلم نے ساتویں مَنُو یعنی وَسے وَس وت کے بعد باقی سات 'منوؤں' (MANUS) کے یہ نام دیئے ہیں۔

سوریہ ساوَرنی	SŪRYASĀVARNI
دھرم ساوَرنی	DHARMA SĀVARNI
رُودرساوَرنی	RUDRĀ SĀVARNI
برہم ساوَرنی	BRAHMA SĀVARNI
اِندرساوَرنی	INDRA SĀVARNI
ویدساوَرنی	VED SĀVARNI

پہلے 'مَنُو' کا نام 'سَوایَم بھرو' ہے اور وہ موجود بالذات 'سَوایَم بھو' یعنی خالق دیوتا برہما سے پیدا ہوا تھا۔ برہما نے خود کو مذکر اور مونث دو ہستیوں میں منقسم کر لیا تھا۔ مرد اور عورت کے اس جوڑے سے "ویراج" (VIRĀJ) پیدا ہوا۔ 'ویراج' مذکر تھا۔ ویراج سے سَوایَم بھرو یعنی اوّلین منو پیدا ہوا۔ قائم مقام خالق کی حیثیت سے اس پہلے منو نے دس پرجاپتی پیدا کئے۔ یہ دس پرجاپتی نسلِ انسانی کے ثانوی خالق تھے اور یہ مہارشی (MAHARISHI) کہلاتے تھے۔

۵۔ راؤکیا۔ یہ رُوچی، نامی ایک رشی کا بیٹا ہے اس کی ماں کا نام مالینی (MĀLINI) ہے اور وہ اَپسرا (پَری) ہے۔

ایک اور روایت کی رو سے پہلا مَنُو یعنی سُوایم بھوو، برہما دیوتا کی اپنی ہی بیٹی ست رُوپا کے ساتھ مباشرت کے نتیجے میں پیدا ہوا تھا۔ ست روپا برہما دیوتا کی بیٹی تھی بعد میں یہ اپنے باپ یعنی برہما دیوتا کی بیوی بن گئی۔ برہما نے سب سے پہلے مَنُو سُوایم بھوو، کو خود پیدا کیا۔ بعض روایتوں کی رو سے قانون کے بارے میں ہندوؤں کی مشہور کتاب مَنُو (مَنُو سمرتی) اسی پہلے منو (سُوایم بھوو) نے لکھی تھی۔ منوسمرتی (MANU- SMRTI) کا ایک نام مانَو دھرم شاستر (MANAVA DHARMA - SĀSTRA) بھی ہے۔ لیکن منوسمرتی (MANUSMRTI) سے ہی یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس تصنیف کا مصنف خالق ساتویں مَنُو وِے وَس وَت (VAIVASVAT) کی نسل سے تھا۔ یہ روایت کہ مَنُو نے قانون دیا تھا کوٹلیہ (چانکیہ) کے عہد یعنی چوتھی صدی قبل مسیح کے دوران بھی موجود تھی اور اس کے بعد بھی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مَنُو سمرتی (دھرم شاستر) کئی آدمیوں کی تصنیف ہے اس تصنیف یعنی منوسمرتی کی بنیاد دراصل وہ رسائل تھے جو ان اساتذہ نے اپنے شاگردوں کے لئے تحریر کئے تھے جو درسگاہوں میں ویدوں کی تعلیم دیتے تھے۔ منوسمرتی کی مقدس قانون کا سرچشمہ بعد کے زمانوں میں تسلیم کیا گیا تھا ایسے قوانین جن کا اطلاق سارے آریاؤں پر ہو سکتا تھا ——— منوسمرتی (دھرم شاستر) کو ہندو قانون کی بنیاد تصور کیا جاتا ہے۔ ہندوؤں کے نزدیک منوسمرتی کا مصنف پہلا منو یعنی سُوایم بھوو تین کروڑ برس پہلے ہو گزرا ہے لیکن اغلب خیال یہی ہے کہ کئی آدمیوں کی یہ مشترکہ تصنیف یعنی منوسمرتی پانچویں صدی قبل مسیح میں لکھی گئی تھی۔

موجودہ دور کا مَنُو، ساتواں ہے اور اس کا نام "وِے وَس وَت" ہے۔ وِے وَس وَت کے معنی ہیں "سورج سے پیدا ہونے والا"۔ یہ ساتواں منو وِے وَس وَت (VAIVASWAT) یعنی سورج سے پیدا ہوا تھا اور یہ کشتری (KASHATRIYA) نسل سے ہے۔ اس کا ایک نام ستیہ وَرت (SATYA-VRATA) بھی ہے۔ اِسی ساتویں منو کے زمانے میں ایک زبردست سیلاب آیا تھا جس سے پورے جاندار ہلاک ہو گئے تھے لیکن اس منو کو وشنو دیوتا نے

تسیا (مَت سیا) نامی مچھلی کے روپ میں آکر سیلاب کی نذر ہونے سے بچا لیا تھا۔ بعض کی رو سے برہما دیوتا نے بچایا تھا۔

اپسرائیں

APSARASAS

ہندو اساطیر میں ایک انتہائی حسین اور جنسی کشش سے معمور نسائی مخلوق کا ذکر ملتا ہے
انہیں اپسرائیں (APSARASAS) کہا جاتا ہے۔ اپسرائیں پریوں جیسی مخلوق ہیں۔ شروع میں یہ
فضائی سمندروں کی مخصوص آبی پریاں یا آبی ارواح تھیں اور پانیوں میں چلتی پھرتی تھیں۔ ہندو
عقائد و تصورات کے مطابق اندر دیوتا کے آسمان سورگ یعنی اندر کی جنت میں رہتی ہیں اور
رقص و موسیقی ان کا مشغلہ ہے۔ اپسرائیں جمع کا صیغہ ہے واحد اپسرا/اپسرس -APSARAS-
(APSARA ہے۔ یہ تصور کہ اپسرائیں اندر کے آسمان (سورگ۔ جنت) میں رہتی ہیں، ویدی
دور (۱۵۰۰ ق۔م یا ۱۲۰۰ ق۔م) کے بعد ابھرا تھا۔ اس وقت سے ان کی یہی شہرت
چلی آرہی ہے کہ وہ اندر کی سورگ میں رہتی ہیں۔ انہیں اندر کے آسمان یا جنت کی تماشائی
قرار دے دیا گیا۔ وہ اندر کے دربار میں ناچتی اور گاتی ہیں۔ منوسمرتی کے مطابق وہ دیوتاؤں
کے لیے ناچتی ہیں ——— مہابھارت کے ایک بیان کے مطابق اپسرائیں مندرا نامی پہاڑ
پر رہتی ہیں۔ بعض روایات کی رو سے یہ آسمانی مغنیوں گندھربوں اور کنروں کے ساتھ فلکی
پہاڑوں پر رہتی ہیں۔

اُروشی (URVASHI)، مینکا (MENAKA)، رمبھا (RAMBHA) اور تلوتّما
(TILOTTAMA) سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ حسن کامل کا نمونہ ہیں اور ساری اپسراؤں
سے زیادہ مقبول ہیں ان چاروں میں بھی رمبھا اور تلوتما حسین تر ہیں۔ مہا بھارت کے بن
پرب میں اُروشی کو بہترین اپسرا قرار دیا گیا ہے۔

ابتدا میں اپسراؤں کا ذکر شاعرانہ انداز میں ملتا ہے مگر بعد میں آ کر انہیں انسانوں جیسا
تصور کیا جانے لگا۔ اتھرووید (اتھروَن وید۔ ATHARVAN VEDA) میں یہ اشارہ ملتا ہے
کہ وہ ہوا کی رطوبت کی مظہر یا تجسیم ہیں، انہیں سورج اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور پھر بادلوں
میں تقسیم کر دیتا ہے۔ بعد کے زمانوں میں انہیں آسمانی مخلوق قرار دیا گیا۔

پہلے پہل یعنی رگ وید کے دور میں انہیں آبی مخلوق، دریائی ارواح بھی مانا گیا اور
متعدد اپسرائیں اب بھی دریاؤں اور مقدس تالابوں میں آتی جاتی رہتی ہیں ـــــ بعد کے
زمانے میں انہیں زمین پر رہنے والی بتایا گیا اور برہمنی مذہبی دور کے شروع میں ان کے
بارے میں کہا گیا کہ وہ انجیر کے درختوں اور کیلے کے پودوں میں رہتی ہیں۔ رگ وید میں یہی
نام یا لفظ یعنی اَپ سَرس (APSARAS - اپسرا) ملتا ہے اور رگ وید میں یہ لفظ یعنی اپسرس
(اپ سَرس) آبی پری کے لئے آیا ہے۔ اَپ سَرس (اپسرا) کے معنی ہیں "پانیوں میں چلنے
والی۔ پانیوں میں حرکت کرنے والی" یا "پانیوں کے درمیان چلنے والی"۔ "اَپ" کے معنی ہیں
"پانی" اور "سرس" کا مطلب "وہ جو چلتی ہے۔ چلنے والی" ـــــ بعض ماہرین نے اپسرس
کے معنی "پانی میں رہنے والی" یعنی ندی کی پری (جل پری) کئے ہیں۔ ان ماہرین کے
نزدیک اپسرس (اپسرا) کا لفظ غالباً "اَپ سَری" (AP-SRI) سے نکلا ہے۔ "اَپ" یعنی پانی
اور سرس یعنی جانا ـــــ اپ سرس کے معنی "آبی جوہر" بھی کیا گیا ہے۔

پیدائش

اپسراؤں (APSARASAS) کے بارے میں ہندو صنمیات میں مختلف روایتیں

ملتی ہیں۔ ست پتھ براہمن کے مطابق اپسرائیں اور ان کے مشاق یا شوہر گندھرب اگندھرو (GANDHARVAS) پرجاپتی کے بدن کے بریدہ ٹکڑوں سے پیدا ہوئے تھے۔ منوسمرتی کا بیان ہے کہ اپسراؤں کو سات منوؤں (MANUS) نے پیدا کیا تھا جو نوع انسانی کے مورث اعلیٰ تھے۔ مہابھارت نے اپسراؤں کو کیسپ رشی (KASYAPA) اور اس کی پردھا (PARDHA) نامی بیوی کی بیٹیاں قرار دیا ہے —— رامائن میں کہا گیا ہے کہ اپسرائیں دودھ کے سمندر سے پیدا ہوئی تھیں۔ دیوتاؤں اور اشوروں (عفریتوں) نے امرت نکالنے کے لئے مل کر دودھ کے سمندر کو بلویا تھا[۱]۔ رامائن کے مطابق —— دودھ کے سمندر کو دیوتا برابر بلوتے رہے۔ سمندر میں جھاگ اٹھ رہی تھی —— پھر دلربائی میں لاثانی حسن کامل سے متصف چار کروڑ ساٹھ لاکھ اپسرائیں پیدا ہوئیں۔ چونکہ یہ جھاگ اور پانی سے پیدا ہوئی تھیں اسی مناسبت سے انہیں اپسرائیں کہا جانے لگا۔ ہر اپسرا کے ساتھ اس کی کنواری خادمائیں بھی تھیں ان سب کی تعداد اتنی تھی کہ زبان انہیں شمار نہیں کر سکتی تھی —— کسی بھی دیوتا اور عفریت (اشور۔ اسُر) نے ان میں سے کسی کو بھی اپنی بیوی بنانا پسند نہیں کیا۔ یوں جب سب دیوتاؤں اور اشوروں نے انہیں مسترد کر دیا تو انہوں نے اپنی محبت سارے دیوتاؤں کے لئے وقف کر دی اور دیوتاؤں اور اشوروں کی مشترکہ ملکیت بن گئیں۔ چونکہ اپسرائیں سو فی صد پاکیزہ نہیں تھیں اس لئے دیوتا ان سے یوں بھی شادی نہیں کر سکتے تھے۔ وہ آسمانی ساز نوازوں اور مغنیوں یعنی گندھربوں (گندھروؤں) کے ساتھ چلی گئیں اور ان کی بیویاں یا محبوبائیں بن کر رہنے لگیں۔

کچھ پرانوں میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ وہ دودھ کے سمندر سے پیدا ہوئی تھیں ——

---

[۱] دودھ کے سمندر کو بلوئے جانے کی اسطورہ امرت منتھن (ساگر منتھن) کے عنوان سے زیر نظر بات تعارف میں شامل ہے۔

بعض جگہ کہا گیا ہے کہ وہ پرندوں کی ماں بھاشی کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں — پدم پُران کی رو سے گندھرب اور اپسراؤں نے واچ دیوی کے پیٹ سے جنم لیا تھا۔ واچ (باچ - VACH) پرجاپتی دکش کی بیٹی اور کشیپ (KASYAPA) کی بیوی تھی۔

کتابوں میں ذکر

ویدوں میں تو اپسراؤں کو زیادہ اہمیت نہیں دی گئی اور نہ ہی ان کا ذکر نمایاں طور پر ملتا ہے کو رگ وید میں اُروشی اور چند ایک دوسری اپسراؤں کے نام آئے ہیں البتہ رزمیہ تصانیف یعنی رامائن، مہا بھارت اور پُرانوں میں اپسراؤں کو بہت اہمیت ملی ہے اور ان کتابوں میں ان کا ذکر خوب ملتا ہے۔

رگ وید میں واحد اپسرس کا بھی ذکر ہے اور ایک سے زیادہ اپسراؤں کا بھی۔ رگ وید میں پہلے پہلے فضائی سمندروں کی صرف ایک آبی پری کا ذکر ملتا ہے جسے آپ ترس (APARAS) کہا گیا ہے اس کا شوہر بھی تھا۔ اپسرس کے اس فضائی شوہر کا نام رگ وید میں گندھرب (گندھرو - GANDHARVA) آیا ہے۔ یہ گندھرب دیوتاؤں کے لیے سوم رس (سوما) تیار کیا کرتا اور رفانی انسانوں پر آسمانی سچائیاں منکشف کرتا تھا۔ مگر بعد کے زمانوں میں ان دونوں کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ گندھرب محض عفریتوں کا حکمران اور یہ اپسرس (اپسرا) پریوں کی ملکہ رہی ہو۔

رگ وید میں اپسرس (اپسرا) کا ذکر کا کئی جگہ آیا ہے۔ صرف ایک اپسرس کا تذکرہ تو ہے مگر اس کا کوئی نام نہیں دیا گیا بس آسمانی پری کی حیثیت سے لفظ اپسرس (اپسرا) ملتا ہے۔ مثلاً رگ وید کی ساتویں کتاب (منڈل) کی تینتیسویں حمد (سُوکت) مشہور رشی واشِشٹھ (VASISHTHA) اور اس کے گھرانے کی شان میں ہے۔ اس میں ایک جگہ اندر دیوتا کی زبان سے واشِشٹھ رشی اور اس کے گھرانے کے بارے میں جو کچھ کہلوایا گیا ہے وہ بہت مبہم اور ناقابلِ فہم سا ہے۔

"وہ دل کی ہدایات (رہنمائی) کے مطابق اس (درخت؟)

کی پوشیدہ جگہ پہنچے جس کی ہزاروں شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ
اپسرس واسشتھ خاندان والوں کو وہاں سے آئی۔ انہوں نے
وہ پوشاکیں پہن رکھی تھیں جو یَم (دیوتا) نے ان کے لئے تیار کی[۲]
تھیں ۔،،

لڈوگ (LUDWIG) نے مندرجہ بالا عبارت میں "ایک ہزار شاخیں پھیلنے والے" سے مراد سورج دیوتا سے لی ہے مگر بعد میں خود لڈوگ نے ہی یہ خیال ظاہر کیا کہ "ہزار شاخیں پھیلانے والے" سے مراد وہ پُراسرار درخت ہے جسے ورُن (VARUNA) دیوتا نے اگا رکھا تھا۔ مگر رگ وید کے مشہور شارح سائن۔ (سایان۔ سائن آچاریہ SĀYANĀCHARYA) نے چودہویں صدی عیسوی میں اس کا مندرجہ ذیل ترجمہ کیا مگر یہ بھی اطمینان بخش نہیں ہے۔

"دل میں متمکن عقل و دانش کی رہنمائی سے واشِشتھ خاندان والے
یَم دیوتا کی پھیلائی ہوئی پوشاک پہنے ہزار شاخوں والی پوشیدہ
دنیا میں گھومتے ہیں اور اُپسرس بیٹھتی ہے"۔

رگ وید کی دسویں کتاب کی گیارہویں حمد میں اُپسرس کا ذکر یوں آیا ہے مگر اس کا نام نہیں دیا گیا۔

"گندھروی (GANDHARVI) نے کہا دعا ہے کہ) وہ اَپسرس[۳]
گرجتے دریا کے درمیان میرے دل کو نہ چھوڑے۔،،

رگ وید کی دسویں کتاب کی ۱۲۳ ویں حمد میں اُپسرس کے بارے میں کہا گیا ہے۔

"اُپسرس، خاتون سہانے انداز میں تبسم کناں، سب سے اُونچے

ص۲ ۔ تیار کی تھیں ۔ لفظی ترجمہ "کات کر بنی تھیں"
ص۳ ۔ اُپسرس ۔ یہاں اُپسرس کا ترجمہ گرِفتھ نے 'ملکۂ طغیاں'، 'خاتون سیلاب' کیا ہے۔

آسمان پہ اپنے عاشق[۹] کا سہارا بنتی ہے:

اُروشی (URVASHI) نامی ایک اپسرا کا ذکر رگ وید کی ساتویں کتاب کی تینتیسویں حمد (اور دسویں کتاب کی ۹۵ ویں حمد (سوکت) میں آیا ہے۔ دسویں کتاب میں اُروشی اور پُرورَوس راجہ کے معاشقے کی کہانی مکالموں میں بیان ہوئی ہے ۔۔۔ ساتویں کتاب میں بظاہر یوں لگتا ہے کہ وِاشِشٹھ رشی اُروشی اپسرا سے ورُن اور سورج دیوتا مِترا (MITRA) کی محبت کے نتیجے میں پیدا ہوا تھا اور اسی کتاب کی اسی سوکت (حمد ۳۳) میں لگے ہی بند (۱۲) میں واشِشٹھ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس نے اَپسرس اُروشی سے جنم لیا اور یَم (YAMA) کے ہاتھوں کی بُنی ہوئی پوشاک زیب تن کرنا واشِشٹھ کے لئے مقدر ہو چکا تھا۔

رگ وید میں اپسراؤں یعنی ایک سے زیادہ آسمانی اَپسراؤں کا ذکر بھی آیا ہے۔ رگ وید کی نویں کتاب (منڈل) کی ۷۸ ویں حمد (سوکت) میں اَپسراؤں کا تذکرہ سوما (سوم رس) کے ساتھ ملتا ہے۔

"اپسرائیں جو سمندر کے پانی میں رہتی ہیں۔ وہ اس (پانی) میں بیٹھی
عقلمند دل والے سوما کی طرف بہہ گئی ہیں ۔۔۔۔"

یہاں انہیں آسمانی اپسراؤں (پریوں) کے طور پہ پیش کیا گیا ہے جو آسمانی سمندر کے پانی میں رہتی ہیں اور اس پانی کی نمائندگی کرتی ہیں جس میں سوم رس ملایا جاتا تھا۔

رگ وید کی دسویں کتاب (منڈل) کے ۹۵ ویں حمد (سوکت) میں انتہائی حسین اور مشہور ترین

۹؎۔ عاشق: ۔ وینا (VENA) نامی گندھرب سے مراد ہے۔ یہ حمد بُوسے رگ وید کی مبہم ترین حمدوں میں سے ہے۔ "وینا" نامی گندھرب سے مراد سورج دیوتا سوریہ ہے اور اَپسرس یہاں آسمانی پانیوں کی مظہر یا تجسیم بتائی گئی ہے۔ بعض ماہرین کے خیال میں وینا سے مراد چندر (چاند) ہے لڈوگ کے خیال میں وینا چاند ہے اور گندھرب سورج ہے۔

پیراُردسی اور راجہ پُرودوس (پُرورَوا) کی کہانی میں چھ اَپسراؤں کے نام ایک ساتھ آئے ہیں جن کے ساتھ اُروشی دریا کے کنارے کھیل رہی تھی۔ ان چھ اَپسراؤں کے نام یہ ہیں۔

سُجُورنی SUJURNI

شرنی SERNI-SHERNI

شُمنی آپی SUMNE - ĀPI

چرَن یُو CHARANYU

گرنتھنی GRANTHINI

ہردے چکشُس HRADECHAKSHUS

رگ وید کے بعد سام وید، یجُر وید اور اتھرو وید میں اَپسراؤں کے مختلف زُمروں کا ذکر ہے۔ رگ وید کی رو سے تو اَپسرائیں سب سے اُونچے آسمان پر رہتی تھیں مگر اب وہ زمین پر آگئی تھیں اور درختوں پر رہنے لگی تھیں، وہ بانسری بجاتی تھیں، فضائیں ان کی موسیقی سے گونجتی رہتی تھیں ـــــ اتھرو وید میں ایک ایسا منتر درج ہے جو فوق الفطرت دشمنوں کے خلاف استعمال ہوتا تھا۔ یہ منتر ایسی اَپسراؤں کے خلاف خاص طور پر پڑھا جاتا تھا جن کے نام کسی خاص بُو (باس) کی نمائندگی کرتے تھے۔ ان اَپسراؤں کے نام یہ ہیں۔

گُگُّلو GUGGULU

نَلدی NALADI

پرَمَندنی PRAMANDANI

اوکشگندھی AUKSAGANDHI

اتھرو وید ہی میں اَپسراؤں سے کہا گیا ہے کہ چونکہ انہیں پہچان لیا گیا ہے اس لئے وہ درختوں میں چلی جائیں، ان جھانجھوں اور بنسریوں کی آواز درختوں سے بھی سنائی دے جائے گی خیال

تھا کہ وہ فوق الفطرت مخلوق کو پہچان جانے سے ان کی زیادہ تر قوت سلب ہو جاتی ہے۔

اتھروو وید میں اپسراؤں سے التجا کی گئی ہے کہ وہ شادی کے جلوسوں پر اپنی عنایات نازل کریں ــــ مگر ساتھ ہی اتھروو وید (ATHARVA VEDA) میں انہیں کچھ زیادہ پسندیدہ بھی قرار نہیں دیا گیا ہے۔ وہاں انہیں پاگل پن پیدا کر دینے والی بتایا گیا ہے۔ اتھروو وید میں شاید عشق و محبت کو پاگل پن یا جنون قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس وید میں اپسراؤں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے، ان کے اثرات زائل کرنے کے لئے منتر بھی آیا ہے۔

براہمناؤں (براہمنوں) میں اپسراؤں کو بہت ہی خوش جمال بتایا گیا ہے۔ رگ وید کے بعد کی مذہبی کتابوں (براہمناؤں۔ براہمنوں) کے مطابق اپسرائیں سوما کی خادمائیں اور گندھروں دیوتا کے خادم ہیں۔

رامائن، مہابھارت اور پرانوں میں اپسراؤں کا ذکر بہت ملتا ہے ــــ کئی جاتکا کہانیوں میں بھی اپسراؤں کا ذکر ہے وہاں انہیں فاختہ کے پیروں والی (KAKUTA - PĀDINIYO) کہا گیا ہے۔

خصوصیات

اپسرائیں بہت حسین ہوتی ہیں۔ اُروشی، منیکا، رمبھا، تلوتما اور ارم بوشا نامی اپسرائیں اس سلسلے میں زیادہ مشہور ہیں۔ اپسراؤں کی آنکھیں کنول کی سی آب و تاب اور دل موہ لینے والی، گول خوبصورت کولہے، کمر پتلی، بھری بھری چھاتیاں، ملائم ریشمی سے بال، بے داغ بدن، ناز و انداز پُرکشش ــــ بدھ مذہب والوں کی روایات کے مطابق وہ پھولوں کے ہار اور بہت سے زیورات پہنتی ہیں۔

بے حد حسین ہونے کے ساتھ ساتھ شہوت انگیز اور پُر شہوت بھی ہیں۔ عیش و عشرت کی دلدادہ ہیں۔ جنسی اظہار اور آزادانہ جنسی اختلاط میں ذرا عار محسوس نہیں کرتیں۔ ان کے جنسی عشق و روابط کے ایسے قصے ہندوؤں کی مختلف کتابوں میں بہت ملتے ہیں جن کا تعلق

زمین سے ہے۔ وہ زمین پر سورماؤں اور تپسیا کرنے والے رشیوں کو بھاتی رہی ہیں اور یوں ان کی ریاضتوں کو بے کار اور ضائع کرتی رہی ہیں۔ اس سلسلے میں اُروشی، مینکا، رمبھا اور اد یُوشا نامی اپسرائیں بہت مشہور رہیں۔ بہرحال یہ سورگ (جنت) میں محبت وجنس کا کھیل کھیلتی ہیں اور زمین پر بھی۔

وہ مادرانہ محبت وشفقت سے بالکل عاری ہیں اور جب وہ دھرتی سے اپنی آسمانی دنیا میں واپس جاتی ہیں تو زمین پر پیدا ہونے والے اپنے بچوں کو بلا تامل یہیں چھوڑ جاتی ہیں۔ یہ رقص وموسیقی میں کمال کو پہنچی ہوئی ہیں۔ جب گندھرب (گندھرو) آسمانی ساز بجاتے ہیں تو اپسرائیں مست ہو کر محوِ رقص اور نغمہ سرا ہو جاتی ہیں۔ ان کی آواز بے حد سریلی ہے۔ مہا بھارت کے مطابق وہ اس خوبصورتی سے ناچتی ہیں جیسے گھاس پر سورج کی کرنیں۔ اپسرائیں اور کنّروں (KINNERS) کا مشغلہ ناچنا گانا ہے

میدانِ جنگ میں جو سورما مارے جاتے ہیں انہیں اندر دیوتا کے آسمان یعنی جنت (سُورگ - SWARGA) میں انعام کے طور پر اپسرائیں بخشی جاتی ہیں ———— مہابھارت میں کہا گیا ہے کہ جو سورما میدانِ جنگ میں کام آتے ہیں اپسرائیں (APSARASAS) انہیں شوخ رنگوں سے مزین رتھوں میں بٹھا کر اندر کی جنت (سورگ) میں لے جاتی ہیں۔ ہندوؤں کا یہ خیال بھی ہے کہ نجات پانے والی انسانی ارواح کو آسمانوں پر اپسرائیں اور گندھرب، (گندھرو) ساز، رقص اور نغموں سے محظوظ کرتے ہیں۔

اپسرائیں اپنی ہیئت یا صورت تبدیل کر سکتی ہیں اور شت پتھ براہمنا کی رو سے وہ اکثر اوقات پرندوں کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں ———— قمار بازی کی بھی شوقین ہیں اتھروید (اتھروَن - ATHARVAN) میں ان سے التجا کی گئی ہے کہ وہ پاسے کے کھیلوں (قمار بازی) پر خوش بختی نازل کریں، پاسہ کھیلنے والوں پر خوش بختی نازل کریں۔ وہ جن لوگوں کی حمایت کرنے پر آ جائیں انہیں متمول بنا دیتی ہیں۔

تعداد

اپسراؤں (پریوں) کی تعداد کئی کروڑ بیان ہوئی ہے۔ رامائن میں امرت منتھن (ساگر منتھن) کی اسطورہ کی رو سے دودھ کے سمندر کو بلونے کے نتیجے میں چار کروڑ ساٹھ لاکھ اپسرائیں نمودار ہوئی تھیں۔ سکند (SAKANDA) پران کی ایک طرح سے نظیر کاشی کھنڈ (KAS KHANDA) کے مطابق اپسرائیں ساڑھے چار کروڑ ہیں، لیکن صرف ایک ہزار ساٹھ اپسرائیں زیادہ ممتاز ہیں۔ کہیں ان کی تعداد ساٹھ کروڑ ہے۔ مہابھارت میں ایک جگہ کہا گیا ہے کہ "یہ سات ہزار ستر چھ" ہیں۔ اپسرائیں کروڑوں ہیں مگر ان میں سے پرانوں اور ڈراموں وغیرہ میں پانچ یا چھ سے زیادہ کو موضوع نہیں بنایا گیا مثلاً اُروشی، مینکا، رمبھا، تلوتما، پُرنجستا ——— مہابھارت کے آدی پرب (ادی پرب) میں لکھا ہے کہ واسودیو نے سولہ ہزار اپسراؤں سے شادی کی تھی۔

اقسام

فرقے

اپسراؤں کی دو اقسام ہیں، ایک تو آسمانی اپسرائیں جنہیں 'دیوک' (DAIVIKA) کہا جاتا ہے اور دوسرے ارضی یا دنیاوی اپسرائیں جو 'لوکک' (LOKIKA) کہلاتی ہیں۔ دیوک یعنی آسمانی اپسراؤں کے دس زمرے یا فرقے ہیں اور لوکک یعنی ارضی اپسراؤں کے چونتیس زمرے ہیں ——— مشہور اپسرائیں یعنی اُروشی، مینکا اور رمبھا وغیرہ آسمان پر رہتی ہیں مگر وہ کبھی کبھی رشیوں کو ان کی تپسیاؤں اور سورماؤں کو ان کے مقاصد اور فرائض منصبی سے بھٹکانے زمین پر آجاتی ہیں اور اس مقصد کے لئے وہ اپنی جنسی کشش سے پوری طرح کام لیتی ہیں۔

پرانوں میں اپسراؤں کے کئی زمرے یا فرقے بتائے گئے ہیں۔ ان فرقوں کے نام مختلف ہیں۔ وایو اور برہمانڈ (برہمانڈ) پران کے مطابق ان کے چودہ فرقے ہیں اور ہری ونس (HARI-VANSA-HARI-VAMASA) پران میں ان کے سات فرقے بیان ہوئے ہیں ——— برہما پران (پُوران) میں یہ چودہ فرقے آئے ہیں۔

بَرہمُودَبھوا ——————— (برھمودَبھوا)

بیدا دَبھوا ——————— (بیدودَبھوا)

اَگنیئے دَبھوا ——————— (اَگنیودَھوا)

پَرن دُوا ——————— (پرلودھوا)

اَمرتی دُوا ——————— (اَمرتی دَھوا)

باریَ دْوا ——————— (باری دَبھوا)

سُوریہ مُودْوا ——————— (سورجودَبھوا)

چَندرْوم دُوا ——————— (چَندودَبھوا)

بُھوم پُھودُوا ——————— (بھومیودَبھوا)

پَرتید دْوا ——————— (پَرتیدَ دَبھوا)

مَرتیر زُوا ——————— (مرتیودَبھوا)

مدلو ددُوا ——————— (مَدلودَبھوا)

بَرجاپتی دَکش کی بیٹی

کسیَپ کی زوجہ (شٹالم کی بیٹی)۔

نام کروڑوں اَپسراؤں میں سے رگ وید، براہمنا، رامائن، مہابھارت اور پُرانوں وغیرہ میں بہت ہی کم اَپسراؤں کے نام ملتے ہیں اور وہ بھی بہت تلاش وجستجو کے بعد، بہرحال راقم الحروف کو فی الحال جتنے نام مل سکے ہیں وہ یہ ہیں۔

اُروَشی	URVASI-URVASHI
مینکا	MENAKA
رَمبھا	RAMBHĀ

حاشیہ (صہ اگلے صفحہ پر)

تِلوتّما	TILOTTAMA
مالینی	MALINI
چِترلیکھ	CHITRALEKHA
لتا	LATA
مِسرکیشی	MISRAKESHI
وَرگا	VARGA
سَروَیگا	SRAVAIGA
اَلم بُوشا	ALAMBUSH
اِرا	IRA
گھرتاچی (گھرتاشی)	GHRITACHI
وِسواچی	VISWACHI
سَیام پَربھا	SAYAMPRABHA
گوپالی	GOPALI

ص۵۵۔ رَمبھا:۔ رمبھا کے معنی ہیں "کیلے کے درخت کا تنا"۔ وہ دودھ کے سمندر کو بلونے سے پیدا ہوئی تھی۔

ص۵۶۔ مالینی:۔ یہ آسمانی پری (اَپسرا) وَرُوں (VARUNA) دیوتا کے بیٹے پُشکر (PUSHKARA) کی بیٹی ہے۔ مالینی لفظ "مالا" سے مشتق ہے مالا کے معنی ہیں ہار۔

ص۵۷۔ اِرا:۔ ایک روایت کے مطابق اِرا پَرجاپتی دَکش (DAKSHA) کی بیٹی اور پرجاپتی کشیپ کی بیوی تھی۔ اس اَپسرا یعنی اِرا کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک کا نام لتا (معنی بیل)، دوسری کا نام وَلّی (VALLI)۔ ایک پودا) اور تیسری کا نام وِرُودہا (VIRUDHĀ) ہے۔ وِرُودہا وہ پودا ہوتا ہے کہ اسے کاٹ دیں تو پھر اُگ آتا ہے۔ اِرا اَپسرا کی یہ تینوں بیٹیاں درختوں اور جھاڑیوں کی مائیں ہیں۔

SUCHISMITA	سُوچی سمِتا
CHARUNETRA	چارُو نترا
SAMICHI	سمی چی
VADVUD	وَدُودا
SAHAJANYĀ	سہاجنیا - سہجنیا
PRAMLOCHA	پرم لوچ
PUNJIKASHTHALA	پنجی کشتھلا
SAURAVEYI	سُوراوئی
DANDAGAUR	دند اگوری
VARUTHINI	وَرُوتھینی - ہرونھینی
MADHURASVARA	مدھر سرا (مدُھورس وَرا)
PURVACHITHI	پرُواچِتی - پُرواچتی
ALAMBUKHAR	اَلمبکھار
SUJURNI	سُجُورنی م۸
SRENI	شرنی م۹
SUMNIĀPI	سُمنی آپی م۱۰
CHARANYU	چرن یُو م۱۱
GRANTHINI	گرنتھنی م۱۲
HRADECHAKSHUS	ہردے چکشس م۱۳

م۸ تا م۱۳ ان چھ اپسراؤں کے نام رگ وید کی دسویں کتاب کی ۹۵ ویں حمد (سوکت)   باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

گُگُّلو — GUGGULU

نلدی — NALDI

پَرَمندنی — PRAMANDANI

اُوکَشگندھی — AUKSHAGANDHI

اَنترِکشا — ANTRIKSHA

برہم لوک — BRAHMALOKA

اَپسراؤں کو اصطلاحی نام یا القاب بھی دیئے گئے ہیں مثلاً سُرانگناس (SURĀNGANAS) یعنی دیوتاؤں کی بیویاں" اور سُومَداتم جاس (SUMAD-ĀTMAJĀS) یعنی "دختران عیش" وغیرہ۔

کہانیاں

رگ وید، براہمنا (براہمنز)، مہابھارت اور پُرانوں وغیرہ میں اَپسراؤں کی متعدد کہانیاں آئی ہیں۔ اُروشی کے علاوہ مینکا، الم بوشا اور تلوتما وغیرہ کے بارے میں کئی کہانیاں ملتی ہیں۔

مینکا (MENAKA) نامی اَپسرا شکنتلا کی ماں تھی۔ اندر دیوتا کو جب رشی وشوامتر کی تپسیا سے خوف ہوا تو اس نے مینکا کو زمین پر بھیجا کہ وہ اپنے بے مثال حسن سے وشوامتر کو بھا کر تپسیا سے اس کا دھیان ہٹا دے۔ مینکا زمین پر آئی اور پھر وشوامتر اور اس کے جنسی اختلاط کے نتیجے میں شکنتلا پیدا ہوئی۔ ننھی شکنتلا کو جنگل میں اکیلا چھوڑ کر مینکا آسمان پر لوٹ گئی۔ یہ روداد تفصیل کے ساتھ زیر نظر کتاب میں شامل شکنتلا کی کہانی میں پڑھی جا سکتی ہے۔

میں آئے ہیں۔ جہاں اُروشی نامی اَپسرا اور راجہ پُرُورَوس (PURŪRAVAS) کا افسانۂ محبت آیا ہے۔

ایک کہانی اَلَم بُوشا نامی اَپسرا کے بارے میں مہابھارت میں ملتی ہے اور وہ یہ کہ اندر دیوتا نے اَلَم بُوشا کو دَدھیک (DADHICA) نامی ایک رشی کو بہکانے کے لئے بھیجا۔ دَدھیک دریائے سَرسوتی کے کنارے اتنی سخت تپسیا کرتا تھا کہ اندر کی حکمرانی کو اس سے خطرہ لاحق ہو گیا۔ اَلَم بُوشا ددھیک کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔ اس کے انداز دیکھ کر رشی جذباتی طور پر اس قدر برانگیختہ ہو گیا کہ اس کا مادہ منویہ خارج ہو کر دریائے سَرسوتی میں جا گرا۔ اس طرح سارَس وت (SĀRASVATA) پیدا ہوا۔ دریائے سَرسوتی نے یہ بچہ ددھیک کو پیش کیا۔ دَدھیک نے اپنے اس بیٹے کا نام سارَس وت تجویز کیا۔

اُروشی اور پُرُورَوس

رگ وید کی دسویں کتاب (منڈل) کی ۹۵ ویں حمد (سوکت) میں اُروشی (اُروَسی۔ URVASI) نامی اپسرا اور راجہ پُرُورَوس (پُرُورَوا۔ PURU-RAVAS) کے معاشقے کی کہانی ملتی ہے۔ اُروشی پُرُورَوس کی بیوی یا محبوبہ بنی۔ ان دونوں کے ملاپ سے راجہ وِسوایُو (VISVĀYU) پیدا ہوا تھا۔ ہندو لٹریچر میں یہ کسی بھی اپسرا سے متعلق سب سے پرانی کہانی ہے ــــ رگ وید کی رو سے وہ اِلا (ILA) نامی خاتون کا بیٹا اور شفیق و نیکدل حکمران تھا ــــ لیکن مہابھارت کے مطابق اِلا پُرُورَوس کی ماں بھی تھی اور باپ بھی بہر حال اس کے بارے میں عام طور پر کہا یہ جاتا ہے کہ اس (پُرُورَوس) کا باپ بُدھ (عطارد سیارہ) اور ماں اِلا تھی۔ وہ منو کی بیٹی تھی۔ وہ (پُرُورَوس) چاند کا پوتا تھا ــــ اُروشی (اُروسی) آسمانی اپسرا ہے جو تمام اپسراؤں میں سب سے خوبصورت اور مشہور ہے۔

بعض ماہرین کے نزدیک رگ وید میں بیان کردہ اس کہانی میں صبح صادق اور سورج کے درمیان باہمی تعلق کو بیان کیا گیا ہے۔ میکس میولر (MAX MULLER) کے خیال میں لفظ اُروشی (اُروسی) ابتدا میں ایک لقب یا اصطلاحی نام تھا اور اس کے معنی ہیں "طلوعِ صبح" ڈاکٹر گولڈ سٹکر (GOLDSTUCKER) نے مختلف توضیح کی ہے مگر یہ دل کو نسبتاً زیادہ لگتی

ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ پُرُورَوس سورج ہے اور اُروشی (اُروسی) دھند یا کہر جب پُرُورَوس (سورج) نظر آتا ہے اُروشی (دھند) غائب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جیسے سورج جب چمکنے لگتا ہے تو دھند تحلیل ہو جاتی ہے۔ اس کہانی میں اُروشی اَپسرا ہے اور اَپسرائیں (APSARASI) رطوبتیں یا بخارات ہیں جنہیں سورج کھینچتا ہے اور پھر انہیں کہر یا بادلوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔

رگ وید میں بیان کردہ اُروشی (اُروسی) اور پُرورَوس کی کہانی اس لحاظ سے اہم ہے کہ اسی کو بنیاد بنا کر ست پتھ براہمنا (SATAPATHA BRAHMANA) میں اُروشی اور پُرورَوس کی پوری کہانی کا تانا بانا بُنا گیا۔ یہی کہانی پُرانوں میں بھی آئی۔ اس طرح یہ کہانی براہمنا اور پُرانوں میں تفصیل سے ملتی ہے۔ گو قدرے مختلف انداز میں ہے۔ ——— اسی کہانی کو صدیوں بعد کالی داس نے وِکرم اُروسی (VIKRAMORVASI) کے نام سے ڈرامے کی شکل دی۔ وکرم کے معنی شُورما کے ہیں۔

رگ وید میں یہ کہانی نامکمل صورت میں آئی ہے اور بہت ہی مبہم ہونے کی وجہ سے اچھی طرح سمجھنا بڑا مشکل ہے چنانچہ براہمنا (براہمنڑ) وغیرہ میں بیان کی جانے والی اسی کہانی کی مدد سے ویدی کہانی کے متعدد ناقابلِ فہم گوشوں کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

رگ وید میں اس کہانی میں اس کے خالق رِشی بھی بولتے ہیں —— کہانی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب پُرورَوس اُروشی نے بچھڑنے کے بعد دوبارہ ملا تھا۔ کہانی مکالموں کی صورت میں ہے۔ رگ وید میں مکالمے ادا کرنے والوں یعنی پُرورَوس اور اُروشی کے نام اس طرح الگ الگ نہیں کر دیئے گئے جس سے ایک نظر میں یہ معلوم ہو سکے کہ مکالمہ ادا کرنے والا کون ہے۔ ان دونوں کے نام سہولت کی خاطر مکالموں کے ساتھ راقم الحروف نے شامل کئے ہیں۔ کہانی یوں ہے۔

پُرورَوس :-

"ہاں۔ وہ رہی میری محبوبہ[۱۴] غضب ناک روح والی خاتون ٹھیرجا
آ ہم پھر ایک دوسرے سے بات کرلیں[۱۵] ——(اس وقت)
ہمارے جو تصورات ہیں، گزرے دنوں میں (ہم نے) ان پر بات
نہیں کی۔ اس سے ہمیں تسکین نہیں ملی ہے۔"

اُروشی:۔

"اب مجھے تیری ان باتوں سے کیا واسطہ؟ میں تجھ سے یوں جدا
ہوگئی تھی جیسے ابتدائی صبح۔ پُرورَوس تو اپنے گھر لوٹ جا مجھے
پکڑنا اتنا ہی مشکل ہے، جتنا ہوا کو پکڑنا۔"

پُرورَوس:۔

تو اس تیر[۱۶] کی مانند غائب ہوگئی جو شہرت کی خاطر ترکش سے چھوڑا
جاتا ہے یا اس صبا رفتار گھوڑے[۱۷] کی طرح جو سیکڑوں مویشی جیت
لیتا ہے —— بزدلوں[۱۸] نے منصوبہ بنا کر روشنی کردی —— مغنی

۱۴۔ محبوبہ:۔ بیوی سے مراد ہے۔

۱۵۔ یعنی دلائل دے کر ایک دوسرے کو قائل کرلیں۔

۱۶۔ تیر:۔ تیرا ندازی کے مقابلے میں چلایا جانے والا تیر۔ تیر اندازی کا مقابلہ جیت لینے والا شہرت پا
لیتا تھا۔

۱۷۔ صبا رفتار گھوڑا:۔ وہ صبا رفتار گھوڑا جو تیز رفتاری کے مقابلوں میں دوڑایا جاتا تھا اور ان مقابلوں
میں شرطیں لگائی جاتی تھیں۔ گھڑ دوڑ جیتنے والا شرط میں لگے ہوئے سیکڑوں مویشی
جیت لیتا تھا۔

۱۸۔ بزدل:۔ آسمانی موسیقار گندھروں کو بزدل کہا گیا ہے جو میمنے لے بھاگے تھے۔

مصیبت میں گرفتار میمنے کی طرح ممیاتے تھے۔"[۲۱۹]

رشی شاعر:-

"جب اُس کے[۲۲۰] عاشق[۲۲۱] نے اس سے التجا کی تو اس (اُروشی) نے
نزدیکی گھر[۲۲۲] سے اپنے شوہر کے باپ کو زندگی اور دولت[۲۲۳] دی۔
وہ (اُروشی) اس گھر میں رہی جہاں وہ دن رات اپنے شوہر سے
ہم آغوش ہو کر محظوظ ہوئی۔"[۲۲۴]

ص۲۱۹:- یہاں راجہ پُرورَوس اُروشی کو وہ حالات یاد دلا رہا ہے جن میں وہ اسے چھوڑ کر تیز یا تیر جیسی لگائی ہوئی گھڑدوڑ میں حصہ لینے والے تیز رفتار گھوڑے کی طرح غائب ہو گئی تھی۔ رول گندھربوں نے ان دونوں کو جکڑ دیا۔ گندھرب میمنے کی طرح ممیائے جس سے اُروشی اور پُرورَوس کو یہ خیال ہو جائے کہ اُروشی کا ایک میمنہ (مینڈھا) تکلیف یا خطرے میں ہے اور پھر ایک بھڑکتی ہوئی فرضی روشنی کر کے گندھربوں اگندھرووں نے پُرورَوس کو اروشی کے سامنے عریاں ظاہر کر دیا اس طرح پرورَوس کے ساتھ رہنے کی اُروشی کی ایک شرط ٹوٹ گئی۔

ص۲۲۰:- اس کے:- اُروشی کے

ص۲۲۱:- عاشق:- اُروشی کا شوہر پُرورَوس

ص۲۲۲:- نزدیکی گھر:- پُرورَوس کے باپ کے مکان کی طرف اشارہ ہے۔

ص۲۲۳:- زندگی اور دولت:- غالباً آئندہ پیدا ہونے والے پوتے یعنی راجہ پُرورَوس اور اپسرا اُروشی کے بیٹے کو "زندگی اور دولت" کہا گیا ہے۔

ص۲۲۴:- اس بند کا مطلب یہ ہے کہ اُروشی اپنے شوہر کی التجا پر اپنے خسر کے مکان میں شوہر پُرورَوس کے ساتھ رہنے لگی۔ بیٹا جنا جو دادا کے لئے ایک نئی زندگی اور دولت کا مانند تھا۔ وہاں وہ شوہر کی آغوش میں ہنسی خوشی دن رات بتاتی رہی۔

اُردشی :-

" تو دن[ح ۲۵] میں تین مرتبہ اپنی بیوی سے ہم آغوش ہوتا تھا، حالانکہ
وہ تیرے اشتیاق بھرے اختلاط کو سرد مہری سے قبول کرتی تھی
———— اسے پُرُورَوس میں نے خود کو تیری خواہشات کے
سپرد کر دیا تھا۔ لے میرے بدن کے سورما تو راجہ تھا۔"

پُرُوروس :-

" سُجورنی، شُرنی، سمنی آپی، چرن یُو، گرنتھنی اور ہردے چک شُس
نامی دوشیزائیں[ح ۲۶] سرخ گایوں کی طرح آکے لپکیں اور دودھ دینے
والی گایوں کی مانند ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی ڈکرائیں[ح ۲۷]،"

اُردشی :-

" جب وہ پیدا ہوا تو (آسمانی) بیگمات مل کر بیٹھ گئیں - دریاؤں نے
پوری مہربانی کے ساتھ اسے کھلایا پلایا[ح ۲۸] ——— اسے پُرُوروس دیوتاؤں

ح ۲۵ :- اُردشی اپنے شوہر راجہ پُرُوروس سے مخاطب ہے کہ وہ تو اُردشی دن تین مرتبہ بڑی گرمجوشی سے اردشی کو پیار کرتا تھا مگر وہ (اردشی) سرد مہری اختیار کئے رہی

ح ۲۶ :- دوشیزائیں :- اپسریاں پریاں -

ح ۲۷ :- پُرُوروس نے اُردشی کی چھ اپسرا سہیلیوں کے نام گنوائے ہیں - اُردشی جب اپنے شوہر پُرُوروس کو عریاں دیکھ کر چھوڑ گئی تھی تو یہ چھ اپسرائیں اس کے ساتھ رہتی تھیں - یہاں ان چھ پریوں کو سرخ گایوں سے تشبیہ دی گئی ہے مفہوم غالباً یہ ہے کہ یہ حسین پریاں اس طرح منور تھیں جیسے بادل کی گرج یا کڑک کے بعد بجلی کے کوندے سے روشن ہوا کرتے ہیں -

ح ۲۸ :- یہاں اُردشی پُرُوروس کو ان مہربانیوں سے آگاہ کر رہی ہے جو اس کی پیدائش پر (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نے تجھے بڑا کیا تاکہ تو سخت جنگ کر کے داسیو[29] کو تباہ کر دے۔"

پُرُوروس :-

"جب میں، ایک فانی (انسان) نے ان آسمانی اپسراؤں کو ہم آغوش کرنا چاہا جنہوں نے اپنے کپڑے (اتار کر) ایک طرف رکھ دیئے تھے، تو وہ دہشت زدہ ہو کر مجھ سے (دور) یوں بھاگ گئیں جیسے مقدس سانپ دوڑتا ہے۔ وہ رتھ کے ان گھوڑوں کی طرح بھاگ گئیں جن سے رتھ چھو جاتا ہے۔"

اُروشی :-

"جب فانی[31] (انسان) نے لافانیوں[32] سے محبت کرتے ہوئے اپسراؤں کی رضامندی سے ان کے ساتھ باتیں کیں تو انہوں نے اپنے بدن کی جلوہ سامانیاں یوں دکھائیں جیسے راج ہنس اور جیسے چہلیں کرتے ہوئے کاٹنے اور کترنے والے گھوڑے[33]۔"

آسمانی بیگمات (دیویاں؟) نے اس (پُرُوروس) پر کی تعیں اور یہ کہ دریاؤں نے اسے غذا بخشی۔ اُروشی سے یہ بھی بتایا کہ دیوتاؤں نے اسے قوت بخشی۔ اس سطر کی ایک توضیح یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اُروشی سطر کے پہلے حصے میں اس بیٹے کا ذکر کر رہی ہے جو وہ آئندہ جننے والی ہے۔

ح ۲۹ :- داسیو (DASYUS) :- سیاہ رنگ کی شیطانی مخلوق۔ دیوتاؤں اور انسانوں کے دشمن۔

ح ۳۰ :- یہاں پُرُوروس نے اپسراؤں کی شرم کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب اس (پُرُوروس) نے ان اپسراؤں کی قربت سے خود کو تسکین دینے کی کوشش کی تو وہ بھاگ گئیں۔ پُرُوروس نے یہاں یہ بھی کہا ہے کہ اگر وہ لافانی یعنی کوئی دیوتا ہوتا تو ان اپسراؤں کا ردِ عمل مختلف ہوتا۔

ح ۳۱ :- فانی (انسان) :- راجہ پُرُوروس۔ ح ۳۲ :- لافانی :- یہاں اپسراؤں سے مراد ہے (حاشیہ نمبر ۳۳ اگلے صفحہ پر)

پُرُوروس:

[ح۳۴] "وہ جو گرتی ہوئی بجلی جیسی آب و تاب سے کوندی تھی، وہ پانیوں
سے میرے لئے دلپذیر تحفے لاتی[ح۳۵]۔ اب سیلاب[ح۳۶] سے ایک توانا
اور نوخیز سورما پیدا ہونا چاہیئے۔ (دعا ہے کہ) اُردشی کی عمر
سدا دراز رہے۔"

اُردشی:

[ح۳۷] "تیری پیدائش کی وجہ سے مجھے دھرتی کی گایوں کا دودھ پینا پڑا
ہے۔ پُروروس یہ طاقت تو نے مجھے دی ہے[ح۳۸]۔ میں جانتی تھی
اور پہلے سے اس دن تجھے خبردار کر دیا تھا تو نے میری بات
پر کوئی توجہ نہیں دی۔ اب تو کیا کہتا ہے جب کہ تجھے کچھ حاصل

ح۳۳: اُردشی نے پُروروس کے بچے کے جواب میں بتایا ہے کہ دستور کے مطابق اپسرائیں صرف فانی انسانوں کو ہی مار دو غمزے دکھاتی ہیں۔

ح۳۴: پانیوں سے: آسمان کے پانیوں سے۔

ح۳۵: پُروروس نے یہاں یہ کہا ہے کہ اُردشی نے اس کے ساتھ کچھ اتنی زیادہ سرد مہری نہیں برتی۔ بلکہ وہ تو آسمان کے پانیوں سے اس کے لئے عمدہ تحائف بھی لائی تھی

ح۳۶: سیلاب: یہاں سیلاب تو دراُردشی کو کہا گیا ہے کیونکہ اُردشی آسمان کے آبی خطوں سے آئی تھی۔ پُروروس نے یہ کہا ہے اُردشی کے بطن سے صحت مند بیٹا پیدا ہو جو بڑا ہو کر سورما بنے۔

ح۳۷ و ۳۸: میں پوری طرح نہیں سمجھ سکا کہ یہاں کیا کہا گیا ہے "تیری پیدائش کی وجہ سے مجھے دھرتی کی گایوں کا دودھ پینا پڑا ہے۔" اُردشی کے اس فقرے کا مطلب غالباً یہ ہے کہ پُروروس کی بیوی بن کر اُردشی کو زمین پر رہنا پڑا اور یہاں کی خوراک استعمال کرنا پڑی۔

نہیں ہوا۔،،[۳۹]

پُرُوردس :۔

"جب بیٹا پیدا ہوگا اور اپنے باپ کو تلاش کرے گا[۴۰] اور جب وہ
پہلی (اپنے) اس (باپ پُرُوردس) سے واقف ہوگا تو ماتم
کرنے والوں کی طرح روئے گا۔ جب تک تیرے شوہر کے
والدین آگ جلاتے رہیں گے تو رضامند بیوی اور شوہر کو کون جدا
کر سکتا ہے؟،،[۴۱]

ص ۳۹ :۔ مطلب یہ کہ اُروشی جس دن پُرُوردس کی بیوی بن کر اس کے ساتھ زمین پر رہنے کے لئے آمادہ ہوگئی تھی اسی دن اس نے پُرُوردس کو ان تین شرائط سے آگاہ کر دیا تھا جن کے تحت وہ اس کے ساتھ رہ سکتی تھی اور یہ کہ اگر ان پر سختی سے عمل نہیں کیا گیا تو وہ اسے چھوڑ کر واپس چلی جائے گی یہ تین شرائط تھیں کہ اُروشی اپنے دو مینڈھے ہر وقت اپنے ساتھ رکھے گی پُرُوردس اسے کبھی بھی عریاں نظر نہ آئے اور تیسرے یہ کہ اروشی روزانہ صرف تھوڑا سا گھی کھایا کرے گی۔

ص ۴۰ :۔ یہاں پُرُوردس نے یہ کہا ہے کہ جب اروشی کے بطن سے اس (پُرُوردس) کا بیٹا پیدا ہوگا تو وہ (بیٹا) اپنے باپ (پُرُوردس) کو ڈھونڈے گا اور اپنے باپ سے پہلی بار مل کر جذبات سے اس قدر مغلوب ہو جائے گا کہ رونے لگے گا۔ اس کا ایک مفہوم اور بھی ہو سکتا ہے کہ جب بیٹا اپنے باپ پُرُوردس کی المناک باتیں سنے گا کہ کس طرح اس کی ماں اروشی اس کے باپ کو چھوڑ گئی تھی تو رونے لگے گا۔

ص ۴۱ :۔ مطلب یہ کہ جب تک اُروشی کی خوشنودی اور خسر یعنی راجہ پُرُوردس کے ماں باپ، جنہوں نے پُرُوردس اور اُروشی کے ملاپ کی منظوری دی تھی، زندہ رہیں گے اور گھر میں آگ جلاتے رہیں گے اس وقت تک پُرُوردس اور اُروشی کو کوئی جدا نہیں کر سکتا۔

اُردشی :-

" جب وہ (بیٹا) روئے گا تو میں اس کی ڈھارس بندھاؤں گی وہ مشفقانہ توجہ حاصل کرنے کے لیے نہ تو چلائے گا اور نہ ہی روئے گا - وہ جو تیرا ہے[۴۲] ہمارا مشترکہ بیٹا ہو گا، میں اسے تیرے پاس بھیج دوں گی — اے بے وقوف اپنے گھر واپس چلا جا تو مجھے جیت نہیں سکا ہے -"

پُرورُوس :-

" تیرا چاہنے والا بعید ترین فاصلے کی تلاش میں آج ہمیشہ کے لئے چلا جائے گا اور واپس نہیں آئے گا — تب اس کا بستر تباہی کے سینے میں اتر جائے گا اور اسے خونخوار حریص بھیڑیے نگل جائیں گے -"[۴۳]

اُردشی :-

" نہیں پُرورُوس نہیں، غائب مت ہو، خود کو منحوس شیطانی بھیڑیوں کو خوراک نہ بنا — عورتوں کے ساتھ دائمی دوستی نہیں ہو سکتی[۴۴] عورتوں کے دل لگڑ بگڑ کی طرح ہوتے ہیں - جب میں (اپنی)

ص۴۲ :" وہ جو تیرا ہے" یعنی پُرورُوس کے نطفے سے اُردشی کے ہاں پیدا ہونے والا بچہ -

ص۴۳ :- اُردشی نے پُرورُوس سے کہا تھا وہ اپنے گھر چلا جائے، وہ خود اب اس کے ساتھ جانے کو تیار نہیں جب وہ اس کا بیٹا جنے گی تو اسے پُرورُوس کے پاس بھیج دے گی - اس پر پُرورُوس نے اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دینے کی دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ وہ ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائے گا یعنی خودکشی کرے گا اور خود کو بھیڑیوں کے حوالے کر دے گا - ص۴۴ :- لگڑ بگڑ : چرخ

صورت بدل کر انسانوں کے درمیان عارضی قیام کرتی ہوں اور
چار خزاؤں کی راتیں ان کے ساتھ بسر کرتی ہوں۔ تو میں یک
دن میں گھی کا ایک قطرہ حلق سے اتارتی ہوں حتیٰ کہ میں اب
بھی اسی پر اکتفا کرتی ہوں[ح۲۶]۔"

پُرُورَوس:

"میں اس کی بہترین محبت ہوں (یعنی) اُروشی سے کہتا ہوں کہ
وہ مجھ سے مل جائے جو (اُروشی) فضا کو معمور کر دیتی[ح۲۷] ہے اور جو زمین
کی پیمائش کرتی ہے۔ پارسائی کی بنا پر لایا ہوا تحفہ تجھ تک پہنچ
جائے، میرا دل پریشان ہے۔ دوبارہ میرے پاس آجا۔"

اُروشی:

" اِلا کے[ح۲۸] بیٹے، اس طرح یہ دیوتا تجھ سے بات کرتے ہیں، کیونکہ
بے شک موت نے تجھ پر غلبہ پا لیا ہے — تیرے بیٹے چڑھاوے
چڑھا کر دیوتاؤں کی خدمت بجا لائیں گے اور تو سورگ میں شادماں

ح۲۵: چار خزاؤں: موسم خزاں۔ چار خزاؤں سے مراد ہے چار برس

ح۲۶: اُروشی نے پُرُورَوس کے ساتھ رہنے کی جو شرطیں عائد کی تھیں ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ وہ روز
ایک رائی مانند گھی کی مقدار بطور خوراک کھایا کرے گی اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کھایا کرے گی۔

ح۲۷: فضا کو معمور کر دینے سے مراد یہاں یہ ہے کہ اُروشی دن کی اس اوّلیں روشنی کی مانند ہے جو طلوع آفتاب
سے پہلے آسمان پر چھا جاتی ہے۔

ح۲۸: الا کا بیٹا: راجہ پُرُورَوس کی ماں کا نام اِلا (ایلا ILA - AILA) تھا جو منو (MANU) کی بیٹی تھی
وہ "الا (ایلا) کا بیٹا" بھی کہلاتا تھا۔

رہے گا۔"[۴۹]

ست پتھ براہمنا ست پتھ براہمنا وغیرہ میں اُروشی (اُروسی) اور پُوروس کی کہانی اس طرح آئی ہے:۔

" اندر دیوتا اور ورون دیوتا کی بد دعا سے اپسرا اُروشی کو آسمان سے جلا وطن کر کے زمین پر بھیج دیا گیا ——— ادھر راجہ پُرُوروس ایک دن ہمالیائی پہاڑوں میں شکار کھیل رہا تھا کہ اسے مدد کے لئے چیخیں سنائی دیں۔ جنگل میں پھولوں کے پودوں میں دو اپسرائیں کھیل رہی تھیں۔ پُرُوروس نے دیکھا کہ انہیں عفریت زبردستی لئے جا رہے ہیں۔ اس نے انہیں اغوا ہونے سے بچا لیا۔ ان دونوں اپسراؤں میں ایک اُروشی تھی۔ پُرُوروس فوراً ہی اس کی محبت میں گرفتار ہو گیا۔ پہلے تو اُروشی نے پُرُوروس کی محبت کا کوئی جواب نہیں دیا مگر پھر اس کی بار بار التجاؤں پر اس کے ساتھ رہنے پر آمادہ ہو گئی۔ مگر اس نے پُرُوروس کے سامنے اپنی تین شرطیں رکھیں۔ وہ کہنے لگی:۔

" میرے پاس دو مینڈھے ہیں۔ یہ مجھے بچوں کی طرح پیارے ہیں اور یہ دن رات ہمیشہ میرے بستر کے پاس رہیں گے۔ انہیں مجھ سے الگ کبھی نہیں کیا جائے گا۔ تجھے یہ بھی احتیاط کرنا ہو گی کہ مجھے ننگا کبھی نظر نہ آئے۔ (تیسری شرط یہ کہ) میری خوراک صرف تھوڑا سا گھی ہو گا۔"

ح ۴۹:۔ اس سد کا پچھلے سد سے تعلق کوئی ربط نہیں ہے۔ اُروشی یہاں پُرُوروس کی ٹھاڑس دیوتاؤں کا وعدہ سنا کر بندھاتی ہے کہ اس (پُرُوروس) کی موت کے بعد اس کے بیٹے اس کی خاطر دیوتاؤں کو قربانی پیش کیا کریں گے اور وہ خود (پُرُوروس) جنت میں رہے گا۔ ح ۵:۔ گھی: گھرت (GHRITA)

اُروشی اور پُرورَوس چار برس تک اکٹھے رہے۔ وہ حاملہ ہوگئی۔ — ادھر آسمان پر رہنے والے جنّ یعنی گندھرب اُروشی کی غیر حاضری سے سخت پریشان تھے۔ انہیں یہ فکر تھی کہ اُروشی کو آسمان پر واپس آ جانا چاہیئے۔ اُروشی اور پُرورَوس میں جو تین شرطیں[۵۵۹] طے پائی تھیں ان کا آسمان والوں کو پتہ چل گیا۔ چنانچہ انہوں نے اُروشی کو واپس لانے کا فیصلہ کر لیا۔

ایک رات پُرورَوس اُروشی کے ساتھ لیٹا ہوا تھا۔ گندھرو آئے اور مینڈھے کے ایک بچے کو چوری کر کے لے گئے۔ اُروشی چلائی :-

" ہائے، وہ میرا میمنہ لے گئے جیسے میرے ساتھ کوئی سورما مرد نہ لیٹا ہوا ہو۔"

اس وقت پُرورَوس ننگا تھا اس لئے وہ مینڈھے کا میمنہ چرانے والے گندھربوں (گندھرووں) کا تعاقب کرنے سے گریزاں رہا —— گندھرب پھر آگئے اور دوسرا میمنہ بھی اٹھا لے گئے۔ اُروشی نے پھر وہی فقرہ دہرایا۔ پُرورَوس سوچنے لگا :-

" میں جب یہاں موجود ہوں تو کیا یہ کہا جائے گا کہ کوئی سورما پاس نہیں ہے۔"

یہ سوچتے ہی وہ عریانی کی حالت میں تیزی سے اٹھا اور چور گندھربوں کا پیچھا کرنے کے لئے تلوار لیے لپکا۔ اسی وقت گندھربوں نے فضا کو خیرہ کن روشنی سے منور کر دیا اور اُروشی نے اسے بے لباس دیکھ لیا۔ اپنی شرطیں ٹوٹتے ہی وہ غائب ہوگئی۔

پُرورَوس نے خوبصورت اُروشی کی تلاش میں دیوانہ وار زمین چھان ماری۔ وہ اسے کروکشیتر[۵۶۰] میں

---

[۵۵۹] شرطیں :- ان شرطوں میں سے کوئی ٹوٹ جاتی تو اُروشی پُرورَوس کا ساتھ چھوڑ جاتی۔

[۵۶۰] کروکشیتر (KURUK SHETRA) :- مقدس مقام بھارت کے صوبہ ہریانہ کے ضلع کرنال میں ہے اور روایتوں کے مطابق مہابھارت کی جنگ اسی جگہ لڑی گئی تھی۔ ہندو اسے بہت ہی متبرک مانتے ہیں۔

مل گئی۔ وہ بھیں میں چار اپسراؤں کے ساتھ نہا رہی تھی ـــ پُرورس نے اس سے التجا کی کہ وہ اس کے ساتھ چلے اور کم از کم ذرا دیر اس کی بات تو سن لے۔ اُروشی نے اس سے کہا

"مجھے تجھ سے کہنا ہی کیا ہے؟ میں تجھ سے یوں جدا ہو گئی جیسے
پہلا پہلا سویرا (صبح صادق)۔ پُرورس اپنے گھر لوٹ جا۔ میں
تو ہوا کی مانند ہوں، مجھے پکڑنا دشوار ہے تو نے وہ معاہدہ توڑ ڈالا
تھا جس کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے ساتھ بندھے ہوئے تھے
اپنے گھر جا کیوں کہ مجھے جتنا مشکل ہے۔"

مگر پُرورس کو مایوس اور پریشان دیکھ کر وہ پسیج گئی اور اسے بتایا کہ وہ حاملہ ہے اور یہ کہ وہ ہر سال وہاں آیا کرے گی، ایک رات اس کے ساتھ بسر کیا کرے گی اور اس پُرورس کے لئے ایک بیٹے کو جنم دیا کرے گی اُروشی کہنے لگی:

"سال کے آخری دن آنا، اس وقت تو میرے ساتھ ایک رات
گزار سکے گا اور تیرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔"

پُرورس کو قدرے اطمینان ہوا اور وہ اپنے دارالحکومت لوٹ گیا ـــ پھر وہ سال کی آخری رات وہاں آیا۔ گندھرب اسے ایک طلائی محل میں لے گئے اور اُروشی کو اس کے پاس بھیج دیا پھر اُروشی نے اس کا بیٹا جنا۔ اس کا نام وِسواٰیُو رکھا گیا اور وہ پُرورس کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ وہ اسی طرح ہر سال ملتے رہے اور اُروشی اس کے پانچ بیٹوں کی ماں بنی۔ ایک رات اُروشی نے پُرورس سے کہا:

۵۳۔ چار اپسرائیں:۔ رگ وید میں اپسراؤں کی تعداد چھ آئی ہے۔

۵۴۔ وِسواٰیُو (VISVAYA): اس بیٹے کا نام آیُوس (ĀYUS) بھی آیا ہے

۵۵۔ بعض روایات کی رو سے آٹھ بیٹے تھے، ان کے ناموں میں بھی بہت اختلاف ہے۔

"صبح تجھے گندھرب کچھ عنایت کریں گے تو کیا چیز منتخب کریگا"
پُرُوروس کی تو خواہش ہی یہ تھی کہ وہ سدا اُروشی کے ساتھ رہے۔ اس نے جواب دیا۔
"تجھے منتخب کروں گا۔"

اُروشی نے کہا:۔
"ان (گندھرؤں) سے کہنا کہ میں تمہارے جیسا بننا چاہتا ہوں"
اگلی صبح پُرُوروس نے ان سے اپنی خواہش کا اظہار کر دیا۔ گندھربوں نے کہا:۔
"لیکن دھرتی پر کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں مقدس آگ جلتی
ہو، جو انسان کو ہم جیسا بنا سکتی ہے"
پھر انہوں نے پُرُوروس کو آگ سے بھری ہوئی ایک طشتری دی اور کہا:۔
"یہ آگ لے اور ویدوں کی ہدایت کے مطابق اس آگ کو تین
حصوں میں تقسیم کر دینا۔ اس سے آگ سے قربانی کی رسم ادا کرنا۔
پھر اُروشی کے ساتھ رہنے کا تصور (ذہن میں) لا کر چڑھاوے پیش
کرنا۔ اس طرح تو ہماری طرح گندھرب بن جائے گا۔ تیری خواہش
یقیناً پوری ہوگی۔"
پُرُوروس آگ لے کر گھر آ گیا۔ وہ آگ سے ذرا کی ذرا الگ ہوا تھا کہ وہ غائب ہو گئی جس جگہ
اس نے آگ رکھی تھی وہاں اُس وَتّھ (ASVATTHA) نامی درخت اُگ آیا اور جہاں اس نے
آگ والی (خالی) طشتری رکھی تھی وہاں سَمی (SAMI) نامی پیڑ نکلا۔ پُرُوروس نے گندھربوں سے
مشورہ کیا۔ وہ بولے:۔
"پہلے سَمی سے لکڑی کاٹ لے اور پھر اُس وَتّھ کی لکڑی سے
ایک پتلی چھڑی تیار کر۔ ان دونوں کو آپس میں رگڑ لینا، آگ پیدا
ہو جائے گی۔ وہ آگ ہم نے تجھے دی تھی۔"

پرُوروس نے آگ جلانا سیکھ لی۔ پھر اس نے آگ میں قربانی کی چیزیں ڈال دیں۔ یوں وہ گندھرب بن گیا، اسے آسمان پر ایک نشست مل گئی اور وہ اُروشی کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنے لگا۔

اُروشی اور ارجن اُروشی کی ان کہانیوں کے علاوہ مہابھارت کے ہیرو ارجُن (ARJUNA) سے اُروشی کی جنسی طلب کے بارے میں بھی ایک کہانی آئی ہے۔ یہ کہانی مہابھارت کے بَن پرب (VANA-PARVA) میں شامل ہے۔ ارجُن کے لفظی معنی ہیں سفید۔ وہ پانچ پانڈو بھائیوں یدھشٹر (YUDHISHTHIRA)، بھیشم (BHISHMA)، نکل (NAKULA) اور سہدیو (SAHADEVA) میں تیسرے نمبر پر تھا اوّل الذکر دو بھائی اس سے بڑے اور مؤخر الذکر دو اس سے چھوٹے تھے۔ یہ پانچوں، پانڈو نامی راجہ کے بیٹے تھے اور پہلے تین بھائیوں کی ماں کُنتی (KUNTI) اور چھوٹے دو بھائیوں کی ماں مادری (MADRI) تھی۔ یہ پُورو نسل سے تھے اور اساطیری روایات کے مطابق اس نسل کا جدِ امجد پُوروس (پوروروا) تھا اور اس کی بیوی اُروشی بنی تھی جس سے پورو نسل چلی۔ اس طرح اُروشی ارجن وغیرہ کی جدّہ تھی ——— مہابھارت کی جنگ میں کرشن جی ارجن کی رتھبانی کے فرائض انجام دے رہے تھے اور جب ارجن نے اپنے رشتے داروں اور قریبی بزرگوں اور استاد تک کو لڑائی میں اپنے بالمقابل دیکھا تو ان کے خلاف لڑنے سے انکار کر دیا اس مرحلے پر کرشن جی نے ارجن کو جو اپدیش یا تعلیم دی وہ 'بھگوت گیتا' کہلاتی ہے۔

ویسے تو پانچوں پانڈو بھائی پانڈو راجہ کے بیٹے تھے مگر اساطیر میں یہ بھی ہے کہ یہ سب دیوتاؤں کے نطفے سے تھے اور ارجن کا باپ اندر دیوتا تھا۔ ارجن سب سے دلیر اور بے مثل تیر انداز تھا ارجن کے کئی القاب تھے مثلاً فلگونی (فالگونا - FALGUN - FALGUN) پرتھا (پارتھا - PARTHA - PARTHA)، دھننجے - DHANANJAYA) جشنو (JISHNU)، کریتن (KIRITIN) وغیرہ۔ تین اوّل الذکر القاب مندرجہ ذیل کہانی میں عام استعمال ہوتے ہیں۔

اُروشی اور ارجن کی اس کہانی کی رو سے اندر دیوتا نے اپنا رتھبان ماتلی زمین پر بھیج کر ارجن کو اپنے آسمان ـــــ سورگ (جنت) ـــــ پر طلب کیا۔ ارجن اندر کے رتھ میں بیٹھ کر سورگ پہنچا وہاں رقص و سرود کی محفل بپا ہوئی جس میں گندھربوں (گندھروؤں) اور اپسراؤں (آسمانی پریوں) نے حصہ لیا۔ اپسراؤں میں اُروشی بھی شامل تھی۔ ارجن نے اُروشی کو خوب غور سے دیکھا۔ اندر یہ سمجھا کہ ارجن اُروشی کے حسن اور اس کے بارے میں جنسی خواہش سے مغلوب ہو گیا ہے۔ چنانچہ اندر دیوتا نے چترسین نامی گندھرب (گندھرو) کو حکم دیا کہ وہ ارجن کو اُروشی سے ملا دے۔ چترسین نے اُروشی کے پاس جا کر اس کے سامنے ارجن کی بے حد تعریف کی۔ وہ ارجن سے جسمانی اتصال کے لئے بے تاب ہو گئی اور خوب بن سنور کر اس کے پاس پہنچی اور کھل کر مدعا بیان کیا۔ ارجن نے کہا کہ وہ تو اسے ماں سمجھتا ہے اور ہے بھی اس کے خاندان کی جدّہ۔ اُروشی یوں ٹھکرائے جانے اور منی پوری نہ ہونے پر سیخ پا ہو گئی اور ارجن کو بد دعا دی کہ وہ عورتوں کے ساتھ مل کر ناچا کرے گا، بے عزت ہو گا اور قوت مردمی سے محروم ہو جائے گا۔ اندر دیوتا نے ارجن کو تسلی دی کہ وہ فکر نہ کرے ایک سال تک وہ اس بد دعا کے زیر اثر رہے گا پھر وہ اپنی قوت دوبارہ حاصل کرے گا۔

اُروشی اور ارجن کی یہ کہانی اسطرح ہے:۔

"..... دیوتاؤں کے حکمران اندر (دیوتا) کی بادلوں کی گرج، یا ڈھول جیسی آواز ارجن کو سنائی دی جو اس سے کہہ رہی تھی:۔

"...... اے دشمن کو مغلوب کرنے والے (ارجن) تجھے دیوتاؤں کے لئے ایک عظیم کام انجام دینا ہو گا۔ تیار ہو جا تجھے آسمان پر آنا ہے۔ رتھبان ماتلی تجھے لینے آئے گا۔"

رتھی (ارجن) آسمانی بادشاہ (اندر) کے رتھ کے بارے میں سوچنے لگا ـــ ماتلی رتھ کو ہانکتا ہوا آن پہنچا۔ آسمانی رتھ کو دس ہزار سنہری گھوڑے اتنی تیزی سے اڑاتے لئے آ رہے کہ اس (ارجن) کی نظر نہیں ٹکتی تھی۔ رتھ پر سونے کے جگمگاتے زیور پہنے رتھبان (ماتلی) بیٹھا تھا۔ ماتلی تھم

سے اترا اور ارجن کے سامنے جھک کر کہنے لگا۔

"اے سکرا[۵۷۶] (اندر) کے بیٹے، سکرا تجھ سے ملنا چاہتا ہے اس رتھ پر فوراً سوار ہو جا جو اندر (دیوتا) نے بھیجا ہے۔ دیوتاؤں، رشیوں گندھربوں میں گھرا ہوا اندر تیرا انتظار کر رہا ہے۔"

ارجن نے گنگا میں غسل کیا، پاک ہو گیا، معمول کے مطابق عبادت کی۔۔۔ پھر سورج کی مانند درخشاں آسمانی رتھ پر سوار ہو گیا۔۔۔۔۔ رتھ روانہ ہو گیا۔۔۔۔ ارجن دیوتاؤں کے حکمران (اندر) کے حضور پہنچا اور اسے تعظیم دی۔ اندر اس سے بغلگیر ہو گیا۔ اندر نے اس (ارجن) کا ہاتھ پکڑا اور مقدس نشست پر بٹھا لیا۔۔۔۔ تمورو (TUMVARU) کی سرکردگی میں ماہر مغنی گندھربوں نے شیریں اور سریلے انداز میں مقدس اور غیر مقدس گیت گائے۔ تپسوی رشیوں کے ذہنوں کو مسحور کر دینے والی اپسرائیں گھرتاچی (گھرتاشی)، مینکا، رمبھا، پوردچینی (پوروفیتی)، شیام پربھا، اُروشی، مسراکیشی، دنداگوری، وَرُوتھنی، گوپالی، سہاجنیا، کم جونی، پرجاگرا، چتراسینا، سہلہ سُدھر سورا اور ہزاروں دوسری کنول نین اپسرائیں رقص کناں تھیں۔ پتلی کمر، حسین اور بڑے بڑے کولہوں والی اپسرائیں مختلف اشارے کرتی، اپنی چھاتیوں کو جنبش دیتی، ترچھی نظریں ڈالتی، دیکھنے والوں کے خیالوں اور دلوں کو مسخر کرنے والی دوسری حرکتیں کرتی ناچ رہی تھیں۔۔۔۔

ارجن پورن دَر[۵۷۵] (اندر) کے محل میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ اندر کے حکم پر اس نے وہاں پانچ برس ہنسی خوشی گزارے۔۔۔۔۔ ایک دن اندر نے دیکھا کہ پرتھا (ارجن) کی نظریں اُروشی پر پڑ رہی تھیں۔ اندر نے چترسین نامی گندھرب کو علیحدگی میں بلایا اور کہا۔

"اے گندھربوں کے سردار، میری طرف سے افضل ترین اپسرا

۵۷۶۔ سکرا (SAKRA): اندر دیوتا کا ایک نام۔

۵۷۵۔ پورن دَر۔ پورن دَھر (PURANDARA): اندر دیوتا کا ایک نام۔

اُروشی کے پاس جا (اور اسے بتا) کہ وہ بہترین انسان پھلگونی
(ارجن) کا انتظار کرے۔ میرے حکم سے تم نے اس (ارجن) کو سارے
ہتھیار چلانا سکھائے ہیں۔ اب تو اس (ارجن) کو عورتوں کے ساتھ
اختلاط کے تمام فن بھی سکھا دے۔"

گندھرووں کا سردار اندر کا حکم پاکر بہترین اپسرا اُروشی کے پاس گیا۔ اُروشی سے اس کی خیریت دریافت کی اور تعظیم دی۔ چترسین آرام سے بیٹھ گیا وہ بھی آرام سے بیٹھی تھی۔ وہ اس سے کہنے لگا:۔

"جاذب نظر کولہوں والی خاتون، مجھے یہاں آسمان کے واحد حکمران
اندر نے بھیجا ہے......"

یہ کہہ کر چترسین نے ارجن کی مختلف خوبیوں، طاقت اور وجاہت کی خوب ہی تعریف کی اور آخر میں کہا:۔

"سورما ارجن سے تو اب اچھی طرح آگاہ ہو گئی ہے۔ اے خوش بخت
خاتون، ارجن کو آسمانی ثمر (عیش و عشرت) کا ذائقہ چکھنا ہے سکرا
(اندر) کے حکم سے آج اسے اپنے پاؤں سونپ دے۔"

اُروشی نے چترسین کی باتیں پورے احترام سے سنیں۔ پھر وہ مسکرائی اور خوشی خوشی گویا ہوئی:۔

"مردوں میں جو صفات ہونی چاہئیں، وہ سن کر تو میں (ایسی صفتوں
والے) کسی بھی مرد سے التفات برت سکتی ہوں۔۔۔ تو پھر میں
ارجن کو کیوں نہ منتخب کروں اندر کے حکم، تیرے ساتھ دوستی اور
پھلگونی (ارجن) کی اتنی خوبیوں کی بنا پر محبت کا دیوتا مجھ میں سما گیا[۵۸]

۵۸:۔ یعنی ارجن کی خوبیاں سن کر اُروشی اس کے جنسی عشق میں مبتلا ہو گئی۔

ہے، تو جہاں جی چاہے چلا جا میں ارجن کے پاس جاؤں گی۔''

گندھرب (چترسین) کو (اپنے مقصد میں) کامیابی حاصل ہوئی۔[ح۵۹] اُروشی پر تھا ارجن سے مباشرت کی خواہش سے مغلوب ہو گئی۔ وہ مسکراتی ہوئی نہائی۔ نہا کر اس نے خوبصورت اور بہت ہی تابدار زیور اور سہانی خوشبوؤں والے ہار پہنے۔ محبت کے دیوتا (کام نے) اس کے دل کو تیروں سے چھید کر اسے ارجن کی خوبصورتی اور محبت کا دیوانہ بنا دیا تھا۔ محبت کے دیوتا نے اپنے تیروں سے اُروشی کا دل اتنا زخمی کر ڈالا اور وہ اتنی متاثر ہوئی کہ اسے اور کسی بھی چیز کا دھیان نہیں رہا۔ وہ اپنے تصور ہی میں (جنسی لحاظ سے) بہت ہی بھڑک اٹھی اور خیالوں ہی خیالوں میں آسمانی چادروں سے بچھے ہوئے چوڑے اور شاندار بستر پر ارجن کے ساتھ جنسی دل لگی کرنے لگی۔ جب چاند ابھرا اور شام کا جھٹپٹا گہرا ہو گیا تو نمایاں کولہوں والی وہ خاتون ارجن کی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہو گئی۔

وہ پھولوں کی آرائش، گھونگریالے، ملائم لمبے بالوں کی وجہ سے بہت ہی دلآویز لگ رہی تھی وہ حسین تھی، ابرو کی دلکش جنبشوں سے مالامال تھی، مدہم مدہم انداز میں دلپذیر باتیں کرتی تھیں اور چہرہ چاند جیسا تھا —— وہ یوں چل رہی تھی جیسے چاند کو خاطر میں نہ لا رہی ہو۔ جیسے جیسے وہ آگے بڑھی اس کی دو قابل توجہ، طلائی لڑیوں سے سجی، آسمانی خوشبو اور صندل کے مشکبو روغن میں بسی مخروطی چھاتیاں لرزنے لگیں۔ اپنی چھاتیوں کے بارے لسے ہر قدم پر ذرا سا آگے کو خم کھا کر چلنا پڑا، یوں اس کی کمر کی دلکشی اور نمایاں ہو گئی —— باریک پوشاک میں ملبوس اس کے خوشنما ابھرے ہوئے کولہے بہت ہی نظر نواز تھے، دو پہاڑیوں کی طرح چوڑے

ح۵۹۔ اندر نے چترسین کو اُروشی کے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ وہ (اُروشی) ارجن کو عملی طور پر جنسی تعلیم دینے پر آمادہ کرے۔ چترسین اپنے اس مقصد میں کامیاب رہا۔ اُروشی ارجن سے اظہار عشق اور جسمی اختلاط پر رضا مند ہو گئی۔

تھے، جو محبت کے دیوتا (کام) کا مسکن تھے۔ (اس کے کولہے، سونے کی لڑیوں سے سجے تھے جنہیں دیکھ کر آسمانی رشیوں کا زہد بھی بکھر کر رہ سکتا تھا ـــــ اس کے پاؤں کے نیچے انتہائی ملائم تھے تلوے ہموار تھے، پنجوں کا رنگ درخشاں تانبے جیسا تھا، ان پر کچھ ایسی لکیریں جیسے نقش و نگار بنا دیئے گئے تھے اور وہ ننھے منے گھونگھروؤں والے زیوروں سے مزین تھے ـــــ اس نے تھوڑا سا خمار آگیں مشروب پیا تھا، محو امید خواہش میں بہک رہی تھی اور اسی تاثر کے زیر اثر طرح طرح کے ناز و انداز سے چل رہی تھی، ہمیشہ سے زیادہ موہنی لگ رہی تھی۔

آسمان پر گو بہت سارے خوبصورت نظارے تھے مگر سِدّھ[۹۰]، چارن[۹۱] اور گندھرب اس حسیں زنِ گزراں[۹۲] کو ہر چیز سے بڑھ کر دلکش سمجھ رہے تھے ـــــ اس کے بدن کا اوپری نصف حصہ نفیس نبت دالی بادلوں کے سے رنگ کی پوشاک میں ملبوس تھا، وہ یوں لگ رہی تھی جیسے اون کے سے (سفید) بادلوں سے ڈھکے آسمان پر گزرتا چاند۔

دلپذیر مسکراہٹوں والی وہ خاتون ذہن یا ہوا کی سی رفتار سے چلتی ایک لمحے میں پانڈو کے بیٹے فلگونی (ارجن) کی قیام گاہ پر پہنچ گئی۔ (ارجن) کی قیام گاہ کے دروازے پر پہنچ کر حسین آنکھوں

ص۹۰۔ سِدّھ (SIDDHAS): نیم الوہی مخلوق جو بہت ہی پاکیزہ اور مقدس ہے۔ ان کی تعداد اسی ہزار ہے اور یہ زمین اور سورج کے درمیانی حلقوں میں رہتے ہیں۔

ص۹۱۔ چارن (CHĀRANAS): دیوتاؤں کے قصیدہ خواں۔

ص۹۲۔ "زنِ گزراں"۔ اُروشی سے مراد ہے۔ 'زنِ گزراں' کی یہ ترکیب میں نے دراصل سید عابد علی عابد مرحوم سے لی ہے۔ عابد مرحوم نے افروڈائٹ (افرودیتی) کا اردو میں 'داستان' کے نام سے ترجمہ کیا تھا انگریزی کے ناول کے ایک باب کا عنوان "PASSER BY" تھا، عابد مرحوم نے اس عنوان کا ترجمہ "زنِ گزراں" کیا راہگذر جیسے کے لئے مرحوم کا یہ ترجمہ مجھے اس قدر اچھا اور موزوں لگا کہ برسوں گزرنے کے باوجود یہ میرے ذہن سے چپکا ہوا ہے اور آج میں نے مرحوم کا یہ ترجمہ یہاں بے ساختہ استعمال کر لیا۔

رانی اُروشی نے دو بان کے ذریعے ارجن کو اطلاع کرائی۔ وہ خوبصورت شاندار گھر میں داخل ہوگئی۔

ارجن اسے رات کے وقت دیکھ کر بھے دل کے ساتھ اس کا استقبال کرنے آگیا۔ اروشی کو دیکھ کر پرتھا ارجن نے انکسار سے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ پھر آداب بجا لا کر اسے تعظیم دی جیسے برتروں کو دی جاتی ہے — ارجن نے اُروشی سے کہا:

"ساری اپسراؤں سے افضل! میں سر خم کر کے تجھے آداب بجا لاتا ہوں۔ اے آسمانی خاتون تیرا کیا حکم ہے میں خادم کی طرح منتظر ہوں۔"

گفتگوئی ارجن کی بات سن کر اُروشی اپنے حواس میں نہیں رہی[۳۱۶] - پھر اس نے ارجن کو وہ سب کچھ بتا دیا جو گندھرب چترسین نے کہا تھا:

"اے بہترین انسان میں تجھے وہ سب کچھ بتاؤں گی جو چترسین نے مجھ سے کہا تھا اور اپنے آنے کی وجہ بھی بتاؤں گی۔ تیرے یہاں (آسمان پر) آنے کے اعزاز میں مہندر (اندر) نے ایک بڑی اور خوبصورت محفل منعقد کی تھی، جس میں آسمان کے عظیم جشن منائے گئے۔ سارے رُدر، آدِتیا، بہت سارے رِشی، شاہی دانشور، سِدّھ، چارن، یکش اور عظیم ناگ آئے۔ جب آگ یا سورج یا چاند کی مانند درخشاں یہ سب اپنے اپنے مرتبے، وقار اور قوت

[۳۱۶] - یعنی اُروشی کو سمجھ نہیں آیا کہ ارجن کس لئے اس کا حکم پوچھ رہا ہے۔ وہ سخت پریشان ہوئی۔ اسے اس بات کی توقع نہیں تھی کہ ارجن اس سے یہ کہے گا کہ وہ کیا حکم دیتی ہے چترسین کی باتوں کے بعد وہ تو اس خیال میں تھی کہ ارجن بھی اس کی آمد اور وصال کا منتظر و متمنی ہوگا۔

کے مطابق اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔ اے سنکرا (اندر) کے بیٹے، بڑی بڑی آنکھوں والے سورما (ارجن) پھر گندھرب (دیوتا) ساز بجانے اور ملکوتی لے میں شیریں نغمے گانے لگے۔ ممتاز ترین اپسرائیں محو رقص ہوگئیں۔ اے پرتھا (ارجن) تو نے صرف ایک بار نظر بھر کر مجھے دیکھا تھا۔ جب آسمان والی کی تقریب ختم ہو گئی۔ تو آسمان کے باسی تیرے باپ (اندر دیوتا) کے حکم پر اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

اے کنول جیسی آنکھوں والے (ارجن) سنکرا (اندر) کے حکم سے چترسین میرے پاس آیا، اور میرے گھر آکر اس نے مجھ سے کہا۔

'اے خوبصورت خاتون، آسمان والوں کے بادشاہ
نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے۔ مہندرا (اندر) کا، میرا
اور اپنا پسندیدہ کام [ح۲۶۴] کر۔ اے خوبصورت کولہوں والی
خاتون اس (ارجن) پر تصرف جمانے کی خواہش کر جو میدانِ
جنگ میں اندر جیسا سورما ہے اور جو ہمیشہ اولوالعزمی
کی خوبی سے متصف رہتا ہے۔

اس (چترسین) نے مجھ سے یہ کچھ کہا، اے بے خطا، اس کے اور تیرے باپ (اندر) کے اس حکم پر میں تیری خدمت کے لئے آئی ہوں۔ اے سورما میرا دل تیری خوبیوں نے موہ لیا ہے، مجھ پر محبت کے دیوتا (کام) نے غلبہ پا لیا ہے، یہ میری خواہش ہے

ح۲۶۴: جنسی فعل کی طرف اشارہ ہے۔

اور میں ہمیشہ اسے پالتی رہی ہوں۔"

اس آسمان پر اس اُروشی کی ایسی باتیں سن کر ارجن کو بہت شرم آئی۔ اس نے کان اپنے ہاتھوں سے بند کر لئے اور کہنے لگا:۔

"اے خوش بخت خاتون، اے خوبصورت چہرے والی، تو نے جو کچھ کہا ہے وہ سننا میرے لئے مناسب نہیں ہے۔ میں تجھے اپنے بزرگ کی بیوی سمجھتا ہوں[۱۶۵]۔ اے خوش قسمت خاتون، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تو میرے لئے ایسی ہی ہے جیسی عالی مرتبہ درنا مور کنتی[۱۶۶] اور اندر دیوتا کی ساچی[۱۶۷]۔ اے بلند اقبال، اے دلکش مسکراہٹوں والی خاتون یہ بات ٹھیک ہے کہ میں نے تجھے ٹکٹکی لگا کر دیکھا تھا، مگر اس کی (بھی) وجہ تھی، میں تجھے سچ سچ بتاؤں گا سُن۔ میں نے تجھے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر خوشی سے یہ سوچ کر دیکھا تھا کہ — یہ پورو خاندان کی ماں ہے — اے برکتوں والی، اے اپسرا، تجھے میرے بارے میں اور کوئی جذبہ نہیں رکھنا چاہیئے کیونکہ تو میرے بزرگ کی بزرگ ہے۔ تو میری نسل کو دوام

ص۱۶۵:۔ اُروتی راجہ پُرورَوس (پُرورَوا) کی بیوی بنی تھی، اس طرح وہ پورو خاندان کی ماں تھی۔ پورو نسل سے ہی ارجن تھا یوں وہ ارجن کی جدہ تھی۔

ص۱۶۶:۔ کُنتی (KUNTI):۔ پانڈو کی بیوی اور پانچ میں سے تین پانڈو بھائیوں یُدھِشٹر (YUDHISHTHIRA) بھیم (BHIMA) اور ارجن (ARJUNA) کی ماں تھی۔ کُنتی کے دو نام اور بھی تھے یعنی پرِتھا (PRITHĀ) اور پارشنی (PARSHANI) اور یادو (جدو۔ YĀDAVA) خاندان کے راجہ سورا (SURA) کی بیٹی تھی۔

ص۱۶۷:۔ ساچی (تساچی۔ سچی۔ SĀCHI):۔ اندر دیوتا کی بیوی کا نام۔

بخشنے والی ہے۔"

اُروشی بولی:۔

" اے آسمان حکمران (اندر دیوتا) کے بیٹے، اے سورما، ہم (اپسرائیں) اپنے انتخاب میں آزاد اور خود مختار ہیں چنانچہ تو مجھے اپنی بزرگ مت سمجھ۔ پورو خاندان کے جو بیٹے اور پوتے اپنی تپسیاؤں کے بل پر یہاں آتے ہیں وہ سب ہم (اپسراؤں) سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور وہ ایسا کرکے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کرتے۔ اس لئے تو مجھ سے التفات برت مجھے نکال مت اے مناسب عزت دینے والے میں خواہش میں پھنک رہی ہوں میں تیرے لئے وقف ہوں، مجھے قبول کر۔"

ارجن نے کہا:۔

' اے دلآویز خاتون، اے بے داغ چہرے مہرے والی حسینہ، سُن کہ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں، چاروں سمتوں اور آسمان کے باسی سب سن لیں ـــــ اے بے خطا، جیسی کُنتی، مدری[۶۹۵] اور ساچی میرے لئے ہیں ویسی ہی تو ہے ـــــ قابلِ احترام، ہماری نسل کی ماں ـــــ اے دلکش رنگ روپ والی، میں تیرے سامنے اپنا سر جھکاتا ہوں، میں تیرے پاؤں پڑتا ہوں، تو میرے لئے ماں کی طرح قابلِ پرستش ہے، اپنے بیٹے کی طرح میری حفاظت کر۔

حہ۶۹۵۔ مدری (MADRI) یا مُدرد کی دوسری بیوی، کُنتی کی سوت، ارجن کی سوتیلی ماں۔ پانچ میں سے دو پانڈو بھائیوں نکلُ (NAKULA) اور سہدیو (SAHADEVA) کی ماں۔

یہ (پرتھا ارجن) کی یہ باتیں سن کر اُروشی مارے غصے کے آپے سے باہر ہو گئی۔ غصے سے کانپتے ہوئے اور اَبرو پر بل ڈال کر اس نے ارجن کو بد دعا دی:

"چوں کہ تو نے اس عورت کی بے عزتی کی ہے جو تیرے باپ
(اندر) کے حکم اور تیری اپنی خواہش سے تیرے پاس آئی تھی،
(وہ عورت) جسے محبت کے دیوتا کے تیروں نے چھلنی کر رکھا ہے
اے پرتھا (ارجن)، تجھے عورتوں کے ساتھ رہنا ہوگا، تو ناچا کرے
گا، تیری کوئی عزت نہیں ہوگی اور تو قوت مردانگی سے محروم
ہو جائے گا۔"

اُروشی لرزتے ہونٹوں اور تیز تیز سانسوں کے ساتھ ارجن کو بد دعا دے کر تیزی سے اپنے گھر چلی گئی۔ اس کے بعد دشمنوں کا تعاقب کرنے والا ارجن فوراً ہی چترسین گندھرب کے پاس پہنچا۔ اسے مل کر پانڈو کے بیٹے (ارجن) نے اسے وہ سب کچھ کہہ سنایا جو رات پیش آیا تھا۔ اور جو کچھ اُروشی اور اس کے درمیان گزری تھی۔ اس (ارجن) نے اُروشی کی بد دعا کا ذکر بار بار کیا ——— چترسین نے سب کچھ اندر دیوتا کے گوش گزار کر دیا۔ تب ہری واہن (HARIVAHANA) اندر دیوتا نے اپنے بیٹے (ارجن) کو علیحدگی میں بلایا، تسلی دی اور مسکراتے ہوئے میٹھے بولوں سے اس سے کہا:

"اے بہترین انسان، اے بیٹے، تجھے حاصل کرنے کے بعد پرتھا
(کنتی) صحیح معنوں میں آج ماں بنی ہے۔ اے قوی بازوؤں والے
سورما، مناسب تکریم بجا لانے والے، تو نے اپنی ثابت قدمی
سے رشیوں کو بھی مات کر دیا ہے۔ اُروشی کی بد دعا سے تجھے
فائدہ پہنچے گا اے بیٹے یہ (بد دعا) تیرے بہت کام آئے گی۔
اے بے خطا، اے سورما (تجھے اپنی جلاوطنی کا) تیرہواں برس

بھیس بدل کر دھرتی پر یوں گزارنا ہوگا کہ کوئی تجھے پہچان نہ سکے
تب تجھے بد دعا سے بہت فائدہ پہنچے گا۔ ایک سال تک تمام
بن کر اور قوت مردمی سے عاری رہ کر تو دوبارہ اپنی طاقت
پالے گا۔"

سکرا دیوتا کی یہ باتیں سن کر دشمن سورماؤں کا وہ قاتل پھلگونی (ارجن) بہت ہی خوش ہوا اور اُروشی کی بد دعا کے بارے میں سوچنا بند کر دیا۔ —— پانڈو کا بیٹا ارجن ممتاز گندھرب چترسین کے ساتھ اپنے آسمانی مسکن میں مشاغل میں مصروف رہنے لگا —— پانڈو کے بیٹے (ارجن) کی یہ کہانی اکثر سننے والا شہوانی مقاصد کے پیچھے نہیں بھاگتا۔

یکش

(YAKSHAS)

یکش (یکشا - YAKSHAI) کا ذکر ہندو، بدھ اور جین مذہب کے لٹریچر میں ملتا ہے۔ یکشاؤں (YAKSHAS) کو فوق الفطرت قوتوں کے مالک اور نظر نہ آنے والی مخلوق بھی مانا گیا ہے۔ اور نیم دیوتا بھی۔ ہندو لٹریچر اور روایتوں میں ان کے تقدس اور عظمت کا ذکر ملتا ہے۔ یکش دولت کے دیوتا کوبیر (کوویر - KUVERA) کے خدام اور اس کے حاضر باش بھی تھے۔

یکشوں (یکشاؤں) کی کوئی بہت زیادہ نمایاں خصوصیات نہیں تھیں تاہم ان کو عموماً بے ضرر ہی سمجھا جاتا ہے۔ وہ کسی پر حملہ نہیں کرتے تھے چنانچہ انہیں پُونیا جن (PUNYA-JANAS) بھی کہا گیا یعنی "اچھی مخلوق۔ نیک لوگ۔" تاہم یکش عورتیں (YAKSHINIS) اپنے مردوں سے زیادہ خوفناک ہوتی تھیں، گوشت کھاتی اور خون پیتی تھیں اور زندہ انسانوں اور لاشوں کو نگل جاتی تھیں۔

یکشاؤں (یکشوں) کو محافظ اور انسان دوست سمجھا جاتا ہے مگر کبھی کبھی وہ مخالف بھی ہو جاتے تھے اور بد سلوکی پر اتر آتے تھے۔ گاہے گاہے وہ چھوٹے شیاطین کے روپ میں آ جاتے اور پرندوں کی شکلیں اختیار کر لیتے۔ بہر حال عام طور پر مہربان اور پُرامن رہتے تھے۔ وہ خزانوں کے نگران و محافظ بھی تھے اور اگر انہیں قربانی پیش کی جاتی تو دولت بخشتے تھے۔

یکش ہر طرح کے عیش و عشرت سے لطف اندوز ہوتے تھے اور عالی شان محلوں میں رہتے تھے، ان کی آنکھیں سُرخ ہوتی تھیں اور وہ آنکھیں جھپک نہیں سکتے تھے۔ ان کا سایہ بھی نہیں ہوتا تھا۔

پیدائش

ہندوؤں کے ہاں ان کی ابتدا یا پیدائش کے بارے میں مختلف روائتیں ہیں ایک روائیت یہ ہے کہ برہمانے جب کائنات کی تخلیق شروع کی تو شروع میں اس سے کچھ غلطیاں بھی سرزد ہوئیں۔ لاعلمی یا جہل کی بنا پر پہلی کوشش میں برہما دیوتا کچھ کا کچھ بنا گیا۔ اس نے اسے پھینک دیا، یہ رات تھی۔ رات کے بطن سے تاریکی کی مخلوق پیدا ہوئی۔ اس وقت چوں کہ برہمانے کھانے پینے کے لئے کچھ نہیں بنایا تھا اس لئے یہ ظلمت زادے بھوک سے مرنے لگے۔ چنانچہ باطل یا جہالت کی یہ مخلوق برہما دیوتا کو ہی کھانے کے لئے پل پڑی۔ خود کو خطرے میں دیکھ کر برہما اپنی اس فاقہ زدہ مخلوق سے بولا۔

"مجھے مت کھاؤ، میں تمہارا باپ ہوں"

ان بھوکوں میں سے کچھ چلّائے۔

"کھاجاؤ اسے، چاہے یہ ہمارا باپ ہی ہو"

جنہوں نے یہ فقرہ کہا تھا وہ یکش کہلائے۔ یہ دیوتاؤں کے دشمن تھے۔

ایک اور روائیت کے مطابق یکش برہما دیوتا کے پاؤں سے پیدا ہوئے تھے۔

ہندو لٹریچر سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ یکش (YAKSHAS) افسانوی اور تصوراتی مخلوق نہیں بلکہ جیتے جاگتے انسان بھی تھے جیسے کِنّر (KINNERS) نام کی ایک اور مخلوق۔ برہمنی (ہندو) لٹریچر میں یکشاؤں (یکشوں) کا اکثر و بیشتر ذکر اور تعلق کنّروں (KINNERS) کے ساتھ ظاہر کیا گیا ہے چنانچہ کہا جاسکتا ہے کہ کنّروں کی طرح یکشاؤں کا بھی کوئی قبیلہ تھا ـــــ بدھ لٹریچر میں انہیں ابتدا ر انسان مگر بعد میں ماورائے انسان تصور کیا

گیا اور ان کی مختلف انواع اور مختلف شکلیں بتائی گئیں۔

یکشوں کو ایک ایسی قوم قرار دیا گیا ہے جو شروع میں کشمیر میں رہتی تھی۔ وہاں سے یہ لوگ پاکستان اور بھارت کے دوسرے علاقوں میں پھیل گئے۔ کالی داس کی نظم میگھ دُوت (پیغامبر بادل۔ MEGHDUT) سنسکرت زبان کے پُورے لٹریچر کی بہترین نظم تسلیم کی گئی ہے۔ اس انتہائی خوبصورت نظم کا ہیرو ایک یکش ہے اسی نظم میں جنوبی بھارت کے کوہ وندھیاچل کے علاقے میں بھی یکشاؤں (یکشوں) کی موجودگی بتائی گئی ہے —— بارہویں صدی کے مصنّف کلہن (KALHANA) کی تصنیف راج ترنگنی (RAJA TARNGINI) کے مطابق یکش ہمالیائی علاقے خصوصاً کشمیر میں رہتے تھے —— کلہن نے اپنی اسی تصنیف میں ایک ایسے طاقتور یکش کا ذکر کیا ہے جو ایک دریا کے درمیان رہتا تھا۔ مہر کل (مہر کل MIHIRA KULA) نامی حکمران اس دریا کی گزرگاہ تبدیل کرنا چاہتا تھا۔ خواب میں دیوتاؤں نے مہر کل کو بتایا کہ اس دریا کے وسط میں ایک چٹان ہے جس میں ایک طاقتور یکش رہتا ہے اور جب تک وہ وہاں ہے دریا کی گزرگاہ تبدیل نہیں ہو سکتی، لیکن اس یکش کو وہاں سے کوئی پاکباز عورت ہی ہٹا سکتی ہے اور یہ کام ایک کمہار کی کندراوتی (KANDRAVATI) نامی بیوی انجام دے سکتی ہے۔

یکش بادشاہ بھی ہوتے تھے مثلاً پُورن بھدر (PURANABHADRA) منی بھدر (MANIBHADRA) سُکھندر (SUKHENDRA)، نرندر (NARENDRA)، دھند (DHANADA)، کِوی کُنڈلی (KIVIKUNDALI)، ویش راوَن (VAISRAVANA) اور کلِمالی (KELIMALI) وغیرہ۔ ان یکش بادشاہوں کے کئی رنگ تھے پیلا، زرد، سرخ اور سبز۔

یکش اور کالی داس

یہ اعزاز بھی ایک یکش کو ہی حاصل ہے کہ اسی کے مرکزی کردار کے گرد گھومتی ایک ایسی نظم تخلیق کی گئی جو سنسکرت زبان کے پُورے ادب کی

ہے میں سب سے خوبصورت نظم قرار دی گئی ہے۔ اس نظم کا عنوان ہے 'میگھ دُوت'
(MEGHDU) یعنی "پیغامبر بادل"، اور سنسکرت کی اس حسین ترین نظم کا خالق ہے کالی داس —
طرح بہت زیادہ طویل نہیں، مگر اپنی اکملیت، پلاٹ کی سادگی اور شائستہ، درد آشنا محبت
آمیز اور نفیس و ارفع جذبات و تصورات کے بچے تلے بیان کے لحاظ سے یہ نظم پورے
سنسکرت لٹریچر کی تمام نظموں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ شاعرانہ تمثال آفرینی (IMAGERY)
پُرشکوہ و پُروقار بیان، دلگدازی اور اظہار کی لطافت و برجستگی میں بھی اس نظم (میگھ دُوت)
کا تمام تر سنسکرت ادب میں کوئی جواب نہیں۔ اسلوب رواں - سلیس، قوی اور موثر ہے۔
منظر کشی میں بھی کالی داس نے غیر معمولی حسن و دلکشی سے کام لیا ہے اور فطرت کے عین مطابق ہے

میگھ دُوت کے معنی "پیغامبر بادل" کے ہیں۔ اس نظم کا پلاٹ سادہ لیکن دلچسپ ہے۔
اور ایک یکش اس انتہائی دلآویز نظم کا مرکزی کردار یا ہیرو ہے —— اس یکش (YAKSHA)
کو اپنی بیوی سے اسقدر محبت تھی کہ اپنے معمول کے فرائض سے بھی غافل ہو گیا۔ دولت کا
دیوتا کُوبیر (کوویر۔ KUVERA - KUBERA) اس یکش کا بادشاہ تھا۔ یکش کی غفلت سے
خفا ہو کر کُوبیر نے اسے رام گری (RAMGIRI) کے جنگل میں ایک برس کے لئے جلاوطن کر
دیا۔ جدائی کے دوران یکش کی بے حد آرزو تھی کہ کسی طرح اپنا کچھ حال احوال بیوی تک پہنچا
سکے۔ ایک دن اسے ایک بادل رواں دواں نظر آیا۔ یکش نے سوچا کہ اسی بادل کے ذریعے بیوی
تک دل کی باتیں پہنچائے، اس نے بادل کے لئے تازہ پھول نذرانے کے طور پر چڑھائے اور بڑی
محبت سے اسے خوش آمدید کہا۔ آخر میں بادل سے التجا کی کہ وہ اس کی بیوی کا اس تک پیغام
پہنچا دے۔ بیوی دور اُلکا (ALAKA) نامی شہر میں رہتی تھی۔ یکش نے الکا شہر کی منظر کشی کی
جہاں اس کی بیوی اس کے انتظار میں ہے۔ اس نے بادل کے سامنے الکا شہر اور اپنی بیوی کی
خصوصیات بیان کیں اور بیوی کے طرزِ زندگی، رہن سہن پر بڑے واضح انداز میں روشنی ڈالی۔
اس نے بادل سے کہا کہ وہ اس سفر پر ضرور جائے کیونکہ اس کا خیر مقدم خوش دلی سے کیا جائے

گا۔ مادل وہاں گیا اور یکش کا گھر پہچان لیا۔ اس نے یکش کی بیوی کو اس کا پیغام پہنچا دیا۔ اس محبت بھرے پیغام کو سن کر وہ خوشی سے کھل اٹھی۔ یکشاؤں (یکستوں) کے حکمران کُوبیر دیوتا نے بھی وہ پیغام سن لیا۔ اسے ترس آگیا اور جلا وطن یکش کو معاف کر کے اسے واپس بلا لیا۔ اور میاں بیوی خوشی خوشی رہنے لگے۔

آرٹ

یکشاؤں (یکستوں) کو آرٹ کے نمونوں میں خوب اور کثرت سے پیش کیا گیا۔ اس لحاظ سے آرٹ میں ان کا اہم مقام بنتا ہے۔ خاصے ابتدائی دور سے ہی آرٹ میں یکش (مرد) اور یکشنی (YAKSHINI۔ عورت) کو دکھایا گیا۔ یکشاؤں کے کچھ مجسمے ایسے بھی ہیں جنہیں تیسری، دوسری اور پہلی صدی قبل مسیح کے قرار دیا گیا ہے۔ یکشاؤں کے نمونے گندھارا آرٹ میں بھی موجود ہیں۔ آرٹ میں انہیں مکمل طور پر انسانی شکل میں پیش کیا گیا۔ دو ہاتھ، دو آنکھیں دکھائی گئیں، آنکھیں نیلی ہیں اور جلد کا رنگ زرد۔

○ ○

برہمن کی عمر کے حصے

آشرم

ہندوؤں کی مشہور کتاب (MANU - SMRTI) کے بارے میں خیال ہے کہ یہ منو نے تصنیف کی تھی۔ منوسمرتی کو مانودھرم شاستر (MANAVA DHARMA SHASTRA) بھی کہا اور لکھا جاتا ہے۔ منوسمرتی کی رو سے برہمن کی پوری زندگی یا عمر چار آشرم (ASHRAMAS) یعنی چار حصوں یا مرحلوں میں تقسیم تھی۔

برہمچاری	BHAHMACHĀRI
گرہست (گرہستھ)	GRIHASTHA
بن پرست (بن پرستھ)	VĀNAPRASTHA
سنیاس (سنیاسی)	SANYĀSI

برہمچاری: ——— دورِ طالب علمی۔ اس طالب علمانہ دور میں برہمن اپنی زندگی میں اپنے روحانی استاد سے ویدوں کی تعلیم لیتا تھا اور بڑی انکساری اور فرمانبرداری کے ساتھ استاد کی خدمت میں تعلیم پانے کے لئے حاضر رہتا تھا۔

گرہست (گرہستھ) :— عائلی زندگی۔ زندگی کے اس مرحلے میں برہمن شادی شدہ ہوتا تھا۔ وہ بیوی کے ساتھ سربراہ خاندان کی حیثیت سے رہتا اور برہمن کے عام فرائض ادا کرتا یعنی وید پڑھتا اور ان کی تعلیم دیتا، قربانی کرتا اور قربانی دینے میں معاونت کرتا، دان (خیرات) کرتا اور دان وصول کرتا۔

بن پرست (بن پرستھ) :- اپنی زندگی کے اس تیسرے مرحلے میں برہمن جنگلوں میں رہتا، دنیا داری کی زندگی (دوسرا مرحلہ) گذار کر وہ جنگلوں میں چلا جاتا، کھلنے پینے اور کپڑے پہننے سے گریز کرتا نفس کشی پر عمل پیرا رہتا۔ طرح طرح کی جسمانی اذیتیں اٹھاتا مذہبی مراقبے (گیان دھیان) کرتا اور سارے مذہبی، رسوماتی فرائض سختی سے انجام دیتا۔

سنیاس (سنیاسی) :- زندگی کے چوتھے مرحلے میں براہمن مذہبی فقیر (سنیاسی) بن جاتا ہر طرح کی مروّج رسوم و رواج اور مذہبی رسوم و قیود سے آزاد ہو جاتا۔ اِدھر اُدھر گھومتا رہتا اور بھیک مانگ کر گزارہ کرتا۔ وہ ایسی ذہنی کیفیت حاصل کرلینے کی مشق اور کوشش کرتا جو مسرّت، ہر دکھ اور تکلیف سے بے نیاز ہوتی۔ یہ ذہنی کیفیت صرف معبود اور بالآخر معبود میں سما جانے پر مرکوز ہو جاتی۔

○○

سُوَیمْوَر

(SWAYAMVARA)

سُوَیمْوَر (SWAYAMVARA) شادی کی دو صورتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ دور و نزدیک کے راجاؤں اور راجکماروں کو بلاوا بھیجا جاتا۔ کوئی سخت مقابلہ رکھا جاتا۔ پنڈال میں وہ راجکماری بھی پھولوں کا ہار لیے موجود ہوتی جس کا بیاہ ہونے کو تھا۔ مقابلہ جو بھی جیت لیتا راجکماری اسے ہار پہنا دیتی۔ دونوں کی شادی کر دی جاتی۔ 'مہابھارت' کے ہیرو ارجن کی شادی دروپدی سے اور رامائن کے ہیرو رام چندر جی کی شادی سیتا سے اسی طرح ہوتی تھی۔ سُوَیمْوَر (سُوَیمبر) کی یہ شکل تو ابتدائی تھی مگر اس میں لڑکی کی مرضی کو کوئی دخل نہیں تھا۔ بعد کے زمانوں میں آکر مقابلے یا آزمائش کی شرط تو ختم ہو گئی اور انتخاب کا مسئلہ راجکماری کی مرضی پر چھوڑا جانے لگا، وہ جسے بھی پسند کرکے اپنے اُمیدواروں میں سے جس کے گلے میں بھی ہار ڈال دے بیاہ کر دیا جاتا۔

پہلی شکل میں لڑکی گویا ایک گائے تھی جسے کوئی بھی کس بل والا ہاتھ پکڑ کر لیجاتا خواہ وہ اسے بھاتا ہو یا نہیں، لیکن دوسری صورت میں پسند اس کی اپنی ہوتی تھی جیسے راجہ نل کو راجکماری دَمینتی نے بہت سارے اُمیدواروں کے بیچ چن لیا تھا —— مجھے سُوَیمْوَر (سُوَیَم وَر) رسم کی ان دونوں صورتوں میں دو مختلف معاشروں، دو مختلف تہذیبوں اور قوتوں کی روح کارفرما

نظر آتی ہے۔ سَوَبمور (سَوَیمبَر) کی پہلی صورت کے پیچھے ایک جنگجو اور مہم پسند قوم کا ذہن جھلکتا ہے یعنی آریائی ذہن۔ اور دوسری شکل کے پس منظر میں ایک ایسا معاشرہ جھانکتا نظر آرہا ہے جو مادری تہذیب کا علمبردار تھا اور جہاں عورت کو مرد پر برتری حاصل تھی یا کم از کم برابری کا درجہ تھا چنانچہ عورت شادی میں بھی مختار تھی مجبورِ محض نہیں، اس کی مرضی کو بہر حال دخل تھا۔ اور مادری تہذیب کی حامل قوم ظاہر ہے کہ پاکستان کی وادیٔ سندھ کے زراعت کاروں پر مشتمل تھی۔ چنانچہ کیا یہ ممکن نہیں آریاؤں نے سَوَیمور کی دوسری شکل رفتہ رفتہ پاکستان میں بسنے والے انہی زراعت کاروں سے لے کر کسی بھی صورت میں اپنالی ہو؟

○ ○

کہانیاں

شِو پاربتی

(کہانی)

ابتدائیہ شِو دیوتا اور اس کی بیوی پاربتی (پاروتی۔ ستی۔ اُما) کی کہانی ہندوؤں کے رزمیہ، مذہبی و اساطیری لٹریچر اور کالی داس جیسے شاعروں کی تخلیقات میں متنوع انداز میں ملتی ہے۔ مثلاً رامائن (RAMAYANA) مہابھارت (MAHĀBHĀRATA) شِو پُران، برہما پُران، کالیکا پُران۔ پدم پُران، کالی داس کی خوبصورت نظم کمار سمبھو (KUMARA SAMBHĀVA) بان بھٹ (BANA BHATTA) کا ڈرامہ پاروتی پرنیا (PĀRVATI PARINYA) اور دوسری تحریریں۔ ان ماخذوں میں شِو دیوتا اور پاربتی دیوی (اُما۔ ستی) کی اس وقت کی شادی جب وہ (پاربتی) ستی کے نام سے معروف تھی اس کے باپ دکش کی قربانی کی رسم کے موقعہ پر ستی کی موت، ہماوت (ہماون۔ ہمالہ) کی حیثیت سے پاربتی (اُما) کی دوبارہ پیدائش، جنگ کے دیوتا کارتکیہ کی پیدائش اور دوسرے حالات سے متعلق کہانیاں اور مختصر مختصر حوالے ملتے ہیں ——— کالی داس نے کمار سمبھو جیسی خوبصورت نظم تخلیق ضرور کی مگر یہ اس لحاظ سے نامکمل ہے کہ اس میں جنگ کے دیوتا کارتکیہ کے ماں باپ شِو دیوتا اور پاربتی دیوی کے حالات، ان کے عشق و محبت اور شادی کی روداد تو بیان کر دی لیکن کارتکیہ کی پیدائش کے ذکر سے پہلے ہی نظم ختم کر دی۔ کالی داس نے شِو اور پاربتی کا مسکن ہمالیہ پہاڑ بتایا ہے اور نظم کی ابتدا میں ہمالہ کا بیان خوبصورت تمثیلی انداز میں کیا ہے کہ ہمالہ برفانی تاج پہنے، شاہ کوہسار کی حیثیت سے فخر کے ساتھ سر

ء کمار سمبھو کو کمار سمبھوم (KUMARA SAMBHAVAM) بھی لکھا گیا ہے اور اصل تلفظ بھی یہی ہے

اونچا کئے کھڑا تھا......

میں فی الحال اس بحث میں نہیں پڑوں گا کہ سنسکرت زبان میں بھارت کا عظیم ترین شاعر اور ڈرامہ نگار کالی داس (KALIDASA) فرضی شخص تھا۔ یا نہیں۔ کالی داس فرضی نام تھا یا حقیقی؟ اور مختلف شاعروں نے مختلف زمانوں میں کالی داس کے نام سے شاعری اور ڈرامے لکھے یا نہیں، انہوں نے یہ نام یعنی کالی داس اعزازی طور پر اپنا رکھا تھا یا نہیں؟ یہ بحث تو میں اپنی کاوش "پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کا قدیم ادب" میں تفصیل سے کرنے کی کوشش کروں گا۔ یہاں اتنا کہوں گا کہ کالی داس کے عہد کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ ولسن (WILSON) کا خیال تو یہ ہے کہ کالی داس اجین (بھارت) کے اس راجہ کے نورتنوں میں سے تھا جس کا نام وِکرما دتیہ (بکرماجیت) تھا اور جس کے عہد حکومت کا آغاز (۵۶ ق م) سے ہوا تھا۔ ڈاکٹر بھاؤ داجی کے نزدیک کالی داس بھارت کے راجہ ہرش وکرمادتیہ (ہرش وردھن ۶۰۶ء تا ۶۴۷ء) کے دور میں زندہ تھا گویا چھٹی صدی کے وسط میں۔ ولیم (WILLIAM) کا نظریہ ہے کہ کالی داس تیسری صدی عیسوی کی ابتدا کے لگ بھگ ہو گزرا ہے۔ لاسن نے کالی داس کا زمانہ اس سے بھی نصف صدی قبل قرار دیا ہے۔ اس کا زمانہ پانچویں صدی عیسوی بھی قرار دیا جاتا ہے۔ اور یہ بھی خیال ہے کہ وہ گپتا خاندان کے نامور ترین حکمران چندر گپت دوم (چندر گپت بکرماجیت) چندر گپت وکرمادتیہ) کے عہد میں ہو گزرا ہے۔ اس چندر گپت وکرما دتیہ (بکرماجیت) نے ۳۷۶ء تا ۴۱۵ء) حکومت کی تھی ——— رہا مہابھارت اور پُرانوں کا زمانہ تو جدید ترین نظریات کے مطابق پُران (پُوران) ۲۵۰ء سے ۵۵۰ء تک اور مہابھارت موجودہ شکل میں ۳۰۰ ق م تک تخلیق و تحریر کی جاتی رہی۔ چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ شیو بارہتی کے سلسلے کی کہانیوں کی قدامت کے سلسلے میں کہا جا سکتا ہے کہ ان کا کسی نہ کسی شکل میں تحریری آغاز کم و بیش دو ہزار برس قبل تو ہو ہی گیا تھا اور تخلیقی لحاظ سے بھی یہ دو اور اڑھائی ہزار برس کے درمیان قدامت کی حامل ہوں گی۔

کہانی

بنائے مخاصمت

برہما دیوتا نے سب سے پہلے چار انتہائی وجیہہ اور شکیل نوجوان پیدا کئے[۱] ۔ وہ انہیں انسانی نسل کے جدامجد بنانا چاہتا تھا۔ چاروں نوجوان جھیل مانسروور (MANS ROVAR) کے کنارے گیان لگا کر بیٹھ گئے۔ ایک دن اچانک شِو دیوتا ان کے پاس بہت بڑے ہنس کے روپ میں پہنچا۔ یہ راج ہنس برترین تھا اور پرم ہمسا یعنی نجات یافتہ روح کی اولین صورت یا پیشرو تھا۔ پرم ہمسا (PARAM - AHMSA) اصل میں نجات یافتہ روح کا لقب تھا۔ شِو اس ہنس کی صورت بنا کر جھیل میں اِدھر اُدھر تیرنے لگا۔ کچھ دیر بعد اس نے نوجوان گیانیوں سے کہا۔

"یہ دنیا، یہ فضا —— جو تمہیں نظر آ رہی ہے سب فریبِ نظر ہے
سر تا سر قید خانہ ہے اور بس۔ اور اب اس قید سے چھٹکارا پانے
کا ایک راستہ رہ گیا ہے۔ وہ یہ کہ تم چاروں نسلِ انسانی کے
مورثِ اعلیٰ بننے سے انکار کر دو۔"

شِو دیوتا انہیں اس طرح ورغلانے کی کوشش بار بار کرتا رہا۔ انہوں نے یہ سب سنا اور سمجھ بھی لیا۔ لیکن وہ اس دنیا کی تخلیق کا مقصد ایک ہی جانتے تھے، عبادت اور صرف

۱۔ ہندوؤں کے صنمیاتی اور مذہبی لٹریچر میں تخلیقِ کائنات کے بارے میں بہت سی روائتیں آئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

عبادت ۔ چنانچہ وہ تھے، جھیل مانسرودر کا مقدس کنارہ تھا اور ان کی تپسیا ـــــ پھر برہما نے آٹھ اور جوانوں کو حیات بخشی۔ یہ پرجاپتی[ف۲] کہلائے یعنی آبائے تخلیق"۔ انہوں نے بیٹے بیٹیاں پیدا کیں اور وہ ہیولیٰ بھی بنایا جو بعد میں دنیا کی شکل اختیار کر گیا۔

پرجاپتیوں کا سربراہ دکش[ف۳] (DAKSHA) تھا۔ وہ برہما دیوتا کا بیٹا تھا۔ اس کی ساٹھ بیٹیاں تھیں۔ ان میں سے تیرہ کسیپ (KASYAPA) کو، ستائیس چندر (چاند) کو اور ایک استی، شو سے بیاہی ہوئی تھی باقیوں کا پتہ نہیں چل رہا[ف۴] ـــــ کسیپ سے دکش کی جن بیٹیوں کی شادی ہوئی تھی وہ دیوتاؤں، عفریتوں، انسانوں، پرندوں، سانپوں اور تمام جانور اور مخلوق کی مائیں بنیں ، اس طرح دکش تمام ذی روح مخلوق کا باپ کہلاتا تھا، یوں وہ اتنا مغرور ہو گیا کہ خود کو دیوتاؤں سے بھی بڑھ کر سمجھنے لگا۔ وہ دیوتاؤں کو اکثر دعوتوں پر بلاتا اور دیوتا اس کے چیرن (قدم) چھوتے ۔ اس سے اس کا دماغ اور بھی آسمان پر پہنچ گیا۔ چونکہ شو نے تخلیق کے کام میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی تھی اس لئے دکش کو شو کی صورت سے بھی چڑ تھی۔ دونوں یعنی دکش اور شو کی دشمنی کی ایک وجہ اور بھی تھی۔ کسی تقریب میں دکش کو مدعو کیا گیا۔ حاضرین نے دکش کے قدم چھوئے مگر شو اس کے چرنوں میں نہ کیا جھکتا، اسے ذرا سی بھی اہمیت نہیں دی۔ دکش اس کی گستاخی سے چڑ گیا۔ دیوتا اور رشی تو اس کا پورا پورا احترام کریں اور شو کو پرواہ بھی نہیں۔ اس نے غصے

ف۲۔ پرجاپتی :۔ مکمل معلومات اور وضاحت "تعارف" میں پڑھی جا سکتی ہے۔

ف۳۔ دکش :۔ دکش کے لغوی معنی ہیں "قابل۔ ذکی۔ عاقل و فہیم"۔ اس کا شمار پرجاپتیوں میں ہوتا ہے اور بعض اوقات اسے پرجاپتیوں کا سربراہ بھی جاتا ہے۔

ف۴۔ بعض روایات کی رو سے دکش کی چوبیس یا پچاس بیٹیاں تھیں، مہابھارت کی رو سے اس کی دس یا تیرہ بیٹیاں دھرم نامی رشی اور تیرہ کسیپ سے بیاہی ہوئی تھیں۔

بس لال پیلا ہو کر شو کو بد دعا دی اور کہا اسے آئندہ ان نذرانوں میں سے بالکل کوئی حصہ نہ ملے جو عوام دیوتاؤں کو چڑھاتے ہیں۔ دعوت میں شو کے حمایتی پنڈت بھی بیٹھے ہوئے تھے ایک برہمن نے جواب میں دکش کو سراپ (بددعا) دیتے ہوئے کہا کہ ــــــ دکش مادی خواہشات اور عیش کوشیوں میں اپنی عمر برباد کرے اور اسے بکری کا سر نصیب ہو۔ دکش کو شو کی اس حرکت سے طرارہ تو بہت آیا تھا۔ مگر اسے یہ پتہ نہیں تھا کہ شو نے اس وجہ سے بھی اس کے قدم نہیں لئے تھے کہ اگر کوئی برتر اپنے سے کم تر کے چرن چھو لے تو اس کم رتبے والے کو ہی اس سے نقصان پہنچتا ہے اور شو دکش سے کہیں ارفع تھا۔

سُندر سَتی

دکش نے پریہ ورت (PRYAWARATA) کی بیٹی پرسُوتی (PARSUTI) سے شادی کی۔ وہ منو (MANU) کی پوتی تھی۔ پرسُوتی سولہ بیٹیوں کی ماں بنی[۵۰] ــــــ سولہ بہنوں میں سَتی (SATI) سب سے چھوٹی تھی۔ حسنِ صورت اس پر ختم تھا اور حُسنِ سیرت بلا کی زاہدہ اور صابرہ ــــــ تقویٰ اور تقدیس کی جان ــــــ بھولی بھالی، وفا اور معصومیت کا دلنشین پیکر ــــــ سب کو اس سے محبت تھی، سب ہی اس کا لحاظ اور مان رکھتے تھے اور یہ ہر وقت بھگتی میں ڈوبی رہتی تھی۔

پندرہ بہنیں تو بیاہی جا کر اپنے گھروں میں آباد ہو چکی تھیں اور سَتی ابھی کنواری تھی۔ ماں باپ کو اس لاڈلی کے ہاتھ پیلے کرنے کا بڑا ارمان تھا، بہت فکر تھی۔ اس کی عمر اب اتنی ہو گئی تھی کہ بیاہ اب مزید ٹالا نہیں جا سکتا تھا ــــــ ادھر سَتی، کا یہ حال تھا کہ وہ کنوارپنے کی ابتدائی منزلوں سے ہی شو سے محبت کر بیٹھی۔ کسی کو بتا بھی نہیں سکتی تھی۔ باپ شو کا نام تک سننے کا روادار نہیں تھا، پھر بھی وہ چپ چاپ، خاموشی سے اسے

۵۰۔ بعض روایات کی رو سے پرسُوتی کے بطن سے چوبیس، پچاس یا ساٹھ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

چاہے جا رہی تھی۔

انتخاب شوہر (سویمبر۔ سویمور)

دکش نے ستی کا سویمور (سویمبر) رچایا۔ سارے دیوتاؤں کو دور نزدیک کے راجاؤں کو سویمور میں مدعو کیا لیکن شو دیوتا کو پوچھا تک نہیں۔ ستی سویمبر (سویمور) کی تقریب کے اس پنڈال میں پہنچی جہاں اسے اپنی پسند کا شوہر منتخب کر کے اس کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈال دینا تھا۔ ہار اس کے ہاتھ میں تھا۔ ستی نے لوگوں میں بیٹھے دیوتاؤں کو پہچان لیا کیونکہ باطنی نور سے وہ چمک رہے تھے ان کا سایہ بھی نہیں تھا اور نہ ہی ان کی آنکھیں جھپکتی تھیں۔ لیکن شو کا کہیں پتہ نہیں تھا—— ایک بار پھر آس بھری نظروں سے چاروں طرف دیکھا مگر بے سود۔ اس نے ہار فضا میں اچھال دیا اور بولی :۔

"اے شو—— اگر میں سچ مچ کی ستی ہوں —— تو لے یہ میرا ہار قبول کر لے۔"

سب کے منہ سے ہلکی سی چیخیں نکل گئیں۔ خلاف توقع۔ بالکل خلاف توقع شو پنڈال میں سب کے درمیان کھڑا تھا اور دولہا منتخب کرنے والا ہار اس کے گلے میں پڑا دھیرے دھیرے لرز رہا تھا۔ لیکن آج بھی شو نے معمول کے مطابق فقیروں، جوگیوں جیسے کپڑے پہن رکھے تھے—— دکش کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں مگر اب وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ ایک ہی چارہ رہ گیا کہ بیٹی کی پسند کے سامنے سر جھکا کر اس کا خوش رنگ ہاتھ شو کو تھما دے۔ سویمبر (سویمور) کی رسم پوری کرنا پڑی۔ پھر وہ غصے میں بیٹی سے مخاطب ہوا۔

"جا اپنے بھک منگے ساتھی کے ساتھ رہ۔ میرے ہاں اب نہ آنا"

ص۶۔ سویمور (سویمبر) پر تفصیل تعارف میں دی جا چکی ہے۔

شو اپنی دلنواز بیوی ستی کو لے کر کیلاش پربت[۸] پر چلا گیا۔ یہ کیلاش پربت بہت دور ہمالہ کی برف پوش چوٹیوں سے بھی پرے تھا اور شو وہیں رہتا تھا۔

ستی شعلوں میں اس بے پروا اور بے نیاز دیوتا شو کی پوجا دیوتا بھی کرتے اور رشی بھی۔ لیکن خود اس کا شغل یہ تھا کہ اکثر اوقات جسم پر بھبوت ملے بھکاری کی طرح پہاڑ کے اردگرد پھرا کرتا۔ پھٹے، ملگجے کپڑے پہنے ستی بے چاری بھی اس کے ساتھ ہوتی — کبھی وہ شمشانوں[۹] میں چلا جاتا، خوردسال شیاطین رقص کرتے ہوئے جلو میں چلتے، مرگھٹوں[۱۰] میں پُرہول رسمیں ادا کی جاتیں اور ان رسموں میں شو بھی حصّہ لیتا۔

ایک روز ستی کے باپ دکش نے گھوڑے کی قربانی کی پرشکوہ مذہبی رسم ادا کی اور اس عظیم الشان رسم اور تقریب کے سلسلے میں اس نے دیوتاؤں کو کہلا بھیجا کہ آئیں اور نذر نیاز میں حصّہ لیں۔ سب سے بڑی نیاز وشنو دیوتا کو دی جانے والی تھی۔ مگر شو کو پھر نظرانداز کر دیا حالاں کہ اب تو وہ اس کا داماد بھی تھا —— نارد رشی شو کو بھڑکانے پہنچا اور اس سے کہا کہ دکش وشنو کے اعزاز میں ایک زبردست ضیافت دے رہا ہے مگر تجھے نہیں بلایا۔ مگر شو نے نارد[۱۱] کی شرارت بھری باتوں پر کان نہیں دھرا —— ستی شوہر کے پہلو سے لگی پہاڑ پر بیٹھی تھی۔

۷۔ بھک منگا ساتھی :۔ شو دیوتا کو کہا گیا ہے۔ اصل میں شو گزارے کے لئے کشکول لے کر لوگوں کے گھروں پر جا کر بھیک بھی مانگتا تھا۔ دکش نے غصّے میں بیٹی کو یہی طعنہ دیا ہے۔

۸۔ کیلاش پربت :۔ یہ پہاڑ شو کا مسکن تھا اور یہیں وہ گیان دھیان اور ریاضت بھی کیا کرتا تھا۔

۹۔ شمشان :۔ وہ جگہ جہاں ہندو اپنے مرنے والوں کو جلاتے ہیں۔

۱۰۔ مرگھٹ :۔ ہندوؤں کے مُردے جلانے کی جگہ۔

۱۱۔ نارد :۔ یہ پرجاپتی بھی تھا اور رشی بھی۔ تفصیل آگے دیکھی جا سکتی ہے۔

اس نے دیوتاؤں کو شوق سے جلدی جلدی کہیں جاتے دیکھا، شِو کی طرف مڑی اور پوچھا:

"یہ سب اندر دیوتا کی قیادت میں کہاں جا رہے ہیں؟"

شِو نے بیوی کو بتایا:

"میری موہنی، نیک دل دکش گھوڑے کی قربانی کرنے والا ہے،

سب دیوتا وہیں چلے ہیں۔"

"تو پھر تم بھی کیوں نہیں جاتے؟"

شِو نے محبوب بیوی کو سمجھایا۔

"دیوتاؤں کا فیصلہ ہے کہ میں کسی ایسی تقریب میں حصّہ نہ لوں جہاں قربانی

وغیرہ کی جاتی ہو۔"

شوہر کا یہ جواب سن کر ستی سُلگ اٹھی:

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ جو ہر ذی روح کے من میں بستا ہے، وہ

جس کی شکتی اور شان کا کوئی جواب نہیں، وہی ان مذہبی رسموں

میں شریک نہ ہو۔ میرے مالک، میں کس قسم کی ریاضت کروں

کہ تجھے بھی نذر نیاز سے اپنا حصّہ ملے چاہے وہ آدھا ہو یا تیسرا۔"

شِو بیوی کی جوشیلی محبت دیکھ کر مسکرا دیا۔ اس نے ستی کو سمجھانے کی کوشش کی:

"میرے لئے یہ چڑھاوے کچھ وقعت نہیں رکھتے، میں اس قسم کی

قربانیوں سے نذر لے نے قبول نہیں کرتا۔ میرے نام پر تو وہ لوگ

قربانی کرتے ہیں جو سام وید کی مناجاتیں پڑھتے ہیں، میرے اصل

پجاری وہ ہیں جو صحیح عقل کو کام میں لا کر سادگی سے میری عبادت

کرتے ہیں اور اس میں کسی برہمن، کسی قربانی یا رسم کے وسیلے کی

ضرورت محسوس نہیں کرتے۔"

"عورت کو بہلا دنیا، ٹال دینا، اس کے سامنے بہانے بنانا کیا مشکل ہے۔۔۔۔ اچھا کم از کم مجھے تو میکے جانے دو۔" ستی نے ضد کی "بن بلائے ہی؟" شو نے کہا۔

"باپ کے گھر جانے کے لئے بیٹی کو کسی بلاوے کی ضرورت ہی کب ہے؟"

"چلو یونہی سہی! جاؤ ہو آؤ۔ مگر سمجھ لو کہ نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ تمہارا باپ دکش تمہارے سامنے ہی میری بے عزتی کرے گا۔"

شو نے اسے سمجھانے کی آخری مگر ناکام کوشش کی۔ وہ نہ مانی۔ تنگ آکر شو نے اسے حکم دیا کہ وہ نہ جائے۔ اب ستی کو بھی تاؤ آ گیا۔ اس نے اپنا روپ بدل لیا اور حلیم الطبع ستی سے خوفناک درگا بن گئی، درگا جو شیر پر سوار رہتی اور کائنات کی ملکہ تھی۔ بیوی کو اس دہشت ناک ہیئت میں دیکھ کر شو بھی کانپنے لگا اور اسے اپنے ہم پلہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا۔ کچھ دیر بعد وہ پھر ستی بن گئی اور باپ کے ہاں جانے کی اجازت مانگی۔ شو جانتا تھا کہ وہاں کیا ہونے والا ہے۔ مگر اب وہ لاچار تھا۔ ہونے والے واقعات کسی طرح نہیں روک سکتا تھا۔ با دل نخواستہ اس کی بات مان گیا۔۔۔ ستی نے شو کے نندی نامی بیل پر سوار ہو کر دیوی کی حیثیت سے نہیں بلکہ بھکاری کی بیوی کی طرح باپ کے گھر کا رخ کیا۔

ص ۱۱۔ درگا (دیوی)۔ درگا نامی دیوی دراصل ستی (پاربتی، اما) کا ہی ایک خوفناک اور غارت گر روپ تھی۔ اس روپ میں وہ عفریتوں اور شیاطین کے خلاف لڑائیاں بھی لڑتی تھی۔ تفصیل زیرِ نظر کہانی کے ابتدائیے میں "مارتی" دیوی کے مفصل تعارف" میں دیکھی جا سکتی ہے۔

ستی باپ (دکش) کے ہاں بن بلائے پہنچی۔ وہ (دکش) اپنے درباریوں میں گھرا بیٹھا تھا، جن کی شاندار پوشاکیں اور ہیرے جواہرات آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر رہے تھے۔ ستی کا استقبال ہوا مگر عزت نہ توقیر، اس لئے کہ جوگنوں کے سے کپڑے پہن شو کے بیل پر سوار، پوری جوگن بنی آئی تھی ——— اس نے باپ سے سخت احتجاج کیا کہ شو کو کیوں نہیں بلایا۔ دکش نے بیٹی کو محبت سے گھٹنے پر بٹھایا اور کہنے لگا۔

"سن، پیاری بیٹی! — وجہ تجھے میں بتاتا ہوں کہ شو یہاں کیوں نہیں ہے۔ ایک وجہ تو یہ کہ اس کا سر انسانوں جیسا ہے (دیوتاؤں جیسا نہیں)۔ پھر وہ مرگھٹ میں بھوت پریتوں اور بدروحوں کے ساتھ خوش رہتا ہے۔ نام کو کپڑے پہنتا ہے، ورنہ یوں ننگا ہی پھرتا ہے اور کپڑے بھی کیا، چیتے یا ہاتھی کی کھال ہی تو اس کے جسم پر ہوتی ہے۔ بدن پر راکھ کی بھبوت لگے، گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار اور زیوروں کی جگہ انگ انگ پر کالے ناگ ——— آوارگی اس کا کام ہے۔ کبھی ناچتا چلتا ہے اور کبھی گاتا ——— مقدس قوانین کی اسے کوئی پرواہ نہیں ——— اچھی بیٹی — تیرا شوہر اسی قسم کی باتوں سے تینوں دنیاؤں[۱۲۵] میں بدنام اور شرمسار ہے اور اس قابل نہیں کہ اس قربانی کے موقعے پر اسے بلایا جائے جہاں دیوتا اور غیر فانی پاک رشی آ کے بیٹھے ہوں۔"

ستی پر باپ کی باتوں کا الٹا اثر ہوا۔ وہ زور زور سے بولنے اور حاضرین کو سنا کر

۱۲۵۔ تینوں دنیائیں (ترلوک)، یعنی آسمان، زمین اور پاتال۔ ان کی تفصیل بھی ابتدائیے میں کہیں دی جا چکی ہے۔

تمام دیوتاؤں پر شو کی برتری جتانے لگی۔ بیٹی کے اصرار سے دکش اور بھڑک اُٹھا۔

"وہ بد روحوں کا بادشاہ، بھک منگا، جوگی، یہ بڑی بڑی جٹائیں
رکھے ہر وقت راکھ تو ملے رکھتا ہے۔"

شو کی ہتک ستی سے سہی نہ گئی۔ طیش میں آ کر بولی:۔

"لیکن شو تو سب کا ہی میت ہے، تمہارے سوا اور تو کوئی اس
کی بُرائی کرتا نہیں، جو کچھ تم کہہ رہے ہو، یہ باتیں رشی منی جانتے
ہیں پھر بھی وہ اسے پوجتے ہیں، جب کسی بیوی کے سامنے اس
کے خاوند کو یوں بے عزت کیا جائے تو اگر وہ اس قسم کے بُرے
فقرے کہنے والے کو قتل نہیں کر سکتی تب اسے چاہیئے کہ ہاتھوں
سے اپنے کان بند کر کے فوراً وہاں سے چل دے، یا پھر اگر ہمت
اور قدرت ہو تو جان دے ڈالے۔ میں یہی کروں گی ——— شرم
آتی ہے کہ تمہارے ہاں میرا جنم ہوا۔"

قربانی تیار تھی، مذہبی رسمیں ادا ہونے والی تھیں، اس لئے آگ بھی خوب دہک رہی تھی۔ ستی اس جلتے الاؤ میں پھاند گئی اور جل بجھی۔ لاش نکالی گئی مگر اب وہاں تھا کیا جانے والی جان سے گزر گئی تھی۔

غضبناک شو

دیوتاؤں کے ایلچی نارد نے ستی کے جل مرنے کی خبر شو کو پہنچا دی

ص ۱۳۔ نارد (NARDA) :۔ نارد کا شمار پرجاپتیوں میں ہوتا ہے۔ اسے اکثر رشی بھی کہا گیا ہے ہندو اساطیر میں اسے سرسوتی دیوتا کا محبوب بیٹا بھی قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی نسبت سے وہ بہترین موسیقار ہے۔ بانسری اسی نے ایجاد کی سرسوتی کی مانند یہ بھی ہاتھ میں وینا (ساز) لئے رہتا

—— شیو غیظ و غضب کے مارے کانپنے لگا۔ وفادار جان چھڑکنے والی بیوی کے ستی ہو جانے سے دنیا اس کی نظروں میں اندھیر ہو گئی۔ اپنے بالوں کا ایک گچھا توڑا اور زمین پر پھینک دیا۔ شیو کے ان بالوں سے دہشت ناک عفریت ویر بھدر نامی پیدا ہوا۔ اتنا طویل القامت کہ اس کا سر آسمان کو چھو رہا تھا —— بادلوں کی طرح کالا رنگ، ایک ہزار بازو، تین آتشیں آنکھیں اور گھناؤنے بال۔ ہاتھوں میں ڈراؤنے ہتھیار گلے میں کھوپڑیوں کا ہار پڑا تھا —— ویر بھدر شیو دیوتا کے قدموں پر جھک کر اس کے حکم کا انتظار کرنے لگا۔

"میری فوج کی راہنمائی کرتا جا اور دکش کی قربانی تہس نہس کر دے۔ راہمنوں سے ڈرنا مت، کیوں کہ تو میرے وجود کا حصہ ہے۔"

ہے۔ موسیقی کا مربی ہے۔ نوک جھونک اور ظرافت پر جان دیتا ہے۔ جب دیوتاؤں، اسوروں اور انسانوں میں جنگ ہوتی تو اس کی طبیعت بجھی بجھی سی رہتی، سورداؤں لڑائی دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے اور نوک جھونک، باہمی کھٹ پٹ کرانے کی تاک میں رہتا ہے —— زبردست سیاح ہے۔ اور تینوں دنیاؤں میں جو کچھ رونما ہوتا ہے اس سے اسے آگاہی رہتی ہے کوئی راز اس سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ جب جی چاہتا ہے ہر کسی کے گھر میں داخل ہوتا ہے۔ یہ تو دیوتاؤں کا رفیق مگر دشمنوں میں بھی بے حد مقبول ہے۔ دیوتاؤں کی ایلچی گری اس کے فرائض میں داخل ہے۔ بلا کا مقرر اور ظریف ہے۔ خواتین اسے بہت پسند کرتی ہیں۔ جب کہیں بھی کوئی لڑائی نہیں ہوتی تو کسی دیوتا کی بیوی کو ہی شوہر کے خلاف بھڑکا دیتا ہے اور پھر اس گھریلو چپقلش سے خوب خوب لطف لیتا ہے۔ وہ راجاؤں اور راجکماروں کا مامور معلم اور مشیر ہے۔ اندر دیوتا اور زمین کے سورماؤں کے درمیان پیغام رسانی اس کے سپرد ہے۔

شِو کے ارشاد کی تعمیل میں وِیر بھدر طوفان بن کر دکش پر چھا گیا۔ حملہ آوروں نے دکش کی قربانی کے برتن توڑ پھوڑ دیئے۔ چڑھاوے کچھ یہاں دے مارے اور کچھ وہاں۔ اندر دیوتا کچلا گیا۔ موت کا دیوتا یَم اپنے عصا کے ٹکڑے ٹکڑے کرا بیٹھا۔ دیوتا دُم دبا کر بھاگ نکلے۔ بچارے سخت بے عزت ہوئے۔ وِیر بھدر نے ستی کے باپ دکش کا سر کاٹ لیا، جو اس بھگدڑ میں کچلا تھا۔

شِو نے آکر ستی کی لاش بڑی محبت اور احترام سے اپنی کمر پر رکھ لی اور زمین پر غارت گری شروع کر دی۔ دھرتی سوکھ گئی۔ پودے مُرجھانے لگے، فصلیں تباہ ہو چلیں کائنات مہادیو شِو دیوتا کے جلال سے لرز گئی۔ شِو مُردہ ستی سے یہ اخیتار کہنے لگا۔

"دیکھ میں تیرے پاس آ گیا ہوں۔ تو میرے ساتھ ہو تو ہر چیز میرے قبضۂ قدرت میں ہے۔ سب کا خالق۔ سب کو برکت دینے والا ــــ پر تیرے بنا میں کچھ بھی نہیں، میری حیثیت ایک مُردے کی سی ہے۔ بے جان اور بے حس و حرکت، تو پھر میری زندگی تُو مجھے کیسے چھوڑ سکتی ہے؟ مسکراتی نظروں سے، بولتی نظروں سے کچھ بول نا ــــ امرت رس میرے کانوں میں گھول دے۔ اپنے بولوں کی برکھا میرے دل پر برسا دے جو صدمے سے کچلا جا رہا ہے۔ مجھے دور ہی سے دیکھ کر کتنی چاہت سے بے ساختگی سے تو میرا استقبال کیا کرتی ــــ آج کیوں روٹھ گئی ہے مجھ سے ــــ نہیں بولے گی؟ ــــ دیکھ تو ذرا کس طرح بین کر رہا ہوں ــــ اُٹھ نا ــــ اے جگ کی ماتا! اُٹھ بھی ــــ کیا تو مجھے یہاں روتا نہیں دیکھتی؟ ــــ ایسے رُوپ وتی تو مر نہیں سکتی

میری وفادار بیوی اب تو کیوں نہیں میرے چرنوں کو نہیں
چھوتی؟ کیوں میری نافرمانی کر رہی ہے؟ اپنے بیاہ کا عہد کس
لیے توڑ رہی ہے۔"

شِو نے محبوب بیوی کے بے حس و حرکت بدن کو دیوانہ وار بار بار چوماتے تاب ہو ہو کر اسے سینے سے بھینچنے لگا اور پھر جنون اور بے خودی میں ناچنا شروع کر دیا —— بیوی کی لاش یونہی چمٹائے، اٹھائے وہ سات مرتبہ ساری دنیا کے گرد ناچا —— جہانوں کا محافظ وشنو دیوتا[14] اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر ستی کی لاش اسی طرح شو کے بازوؤں یا پشت پر رہی تو دنیا کی خیر نہیں —— چنانچہ یہ شفیق دیوتا وشنو چپکے سے شو دیوتا کے پیچھے آیا اور اپنا مخصوص ہتھیار "چکر" گھما کر بار بار پھینکا اور ستی کے بدن کے باون ٹکڑے کر کے جہاں تہاں بکھیر دیئے، جس جس جگہ ستی کے اعضا گرے بعد میں وہ متبرک مقام بن گئے —— ستی کا وزن شو کے پاس نہ رہا تو وہ اپنے آپے میں آگیا اور کیلاش پربت[15] پر جا کر اپنے مخصوص مراقبے میں جا کھویا۔ اور زمین کے حالات اپنے معمول پر آگئے۔ دیوتا پٹ پٹا کر برہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سے مشورہ کیا۔ برہما دیوتا اور وشنو دکش کے بلاوے پر نہیں گئے تھے، انہیں پہلے ہی سے پتہ تھا کہ کیا ہونے والا ہے۔ برہما نے دیوتاؤں کو شو کے ساتھ دوستانہ تعلقات استوار کر لینے کی ہدایت کی:۔

"شِو اگر چاہے تو کائنات کو تباہ کر سکتا ہے تم اس سے
بنا کے رکھو۔"

---

(۱۴)۔ وشنو: ہندو تثلیث کا اہم دیوتا۔ اسکے بارے میں تفصیلی تعارف، یہیں دی جا چکی ہے۔

(۱۵)۔ کیلاش پربت: ہمالیہ کی ایک خاص چوٹی جہاں شو دیوتا ریاضت کرتا تھا۔

برہما دیوتاؤں کے ساتھ خود چل کر شِو کے پہاڑ پر آیا۔ شِو سب واقعات بھول کر گیان دھیان میں گم تھا۔ اس وقت وہ ایک پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ تین سو میل اونچے اس درخت کی شاخیں ہر سو ایک سو بیس میل تک پھیلتی چلی گئی تھیں۔ برہما نے شِو سے سفارش کی:۔

"دکش کو معاف کر دے اور برہمنوں اور رشیوں کے شکستہ اعضاء ٹھیک کر دے، یہ تمام نذر نیاز یں تیری ہی تو ہیں۔ انہیں قبول کر اور دکش کی قربانی پوری ہو جانے دے۔"

شِو اب بہت پچھتا رہا تھا۔ دھیرے سے بولا:۔

"دکش تو بچہ ہے، میں اسے گنہگار نہیں سمجھتا، اس کا سر جل چکا ہے تاہم میں اسے بکری کا سر بخش دوں گا۔ ٹوٹے ہوئے جوڑ بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔"

دیوتاؤں نے شِو کا شکریہ ادا کیا اور اُلٹے رسم میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ دکش شِو کی تکریم بجالایا اور قربانی کی یہ زبردست تقریب انجام پائی۔ وِشنو نے اس رسم کے خاتمے پر دکش سے کہا:۔

"میں، شِو اور برہما ایک ہی تو ہیں"

دیوتا اور رشی منی، برہما، وِشنو اور شِو کو پرنام کر کے چلے گئے۔ شِو نے کیلاش پربت کا رستہ لیا۔

نئے جنم میں ستی کا باپ ہمالہ

اور پھر ستی نے نیا جنم لیا۔ اس بار وہ ہمالہ (پہاڑ) کی بیٹی تھی، اور اس کی ماں منا (MENA) تھی، منا کا ایک نام مناکا (MENAKA) تھی تھا۔ ستی کا نام اس نئے جنم میں اُما (UMA) اور پاربتی (پاروتی PARVATI) ۔

(PARBAT) تھا۔ اُما (پاربتی) کا باپ ہمالہ پہاڑوں کا حکمران تھا اور شاہِ کوہسار کی حیثیت سے وہ اپنی عام ظاہری پہاڑی صورت سے الگ بھی تجسیم اختیار کیے ہوتے تھا۔ وہ دیوتاؤں کی مانند تھا اور دیوتا اور جداگانہ تجسیم کی حیثیت سے اس کا نام ہماوت (HIMAVAT) یا ہماون (HIMAVAN) تھا اور ہماوت (ہماوان) کی حیثیت سے ہی وہ اُما (پاربتی) کا باپ بنا تھا۔ اپنے باپ ’ہماوت‘ کے نام کی نسبت سے وہ ”ہماوتی“[۱۶۸]، یا ”ہیم وتی“ بھی کہلاتی تھی۔

اس کا باپ - ہمالہ

دور شمال میں ہمالہ برف کا تاج پہنے بڑی شان سے بڑے فخر سے سر اونچا کیے کھڑا تھا اور شاہانہ کروفر کے ساتھ آسمانوں کو چومتا مشرقی سمندر سے مغربی سمندر تک زمین پر گویا محراب بناتا چلا گیا تھا۔ اس کی سر بفلک چوٹیاں شوِ دیوتا کی پیشانیاں تھیں اور بلند کراڑے اور جنگل شوِ کے بال اور جٹائیں۔ وہ یوں کھڑا تھا جیسے زمین کو ماپنے والی سلاخ —— وہ کوہساروں کا فرمانروا تھا، دیوتا کے جوہر سے متصف تھا اور دیوتا بھی تھا۔ وہ دھرتی کا مرکزی حصہ تھا۔ اس (ہمالہ) پہ دیوتا رہتے تھے اور سارے سیارے اس کے گرد گھومتے تھے۔ مختلف ملک اس سے یوں پھوٹتے چلے گئے تھے جیسے کنول کے پھول سے پتیاں۔

دھرتی نے ہمالہ کو اپنے خزینوں سے مالا مال کر رکھا تھا۔ اسے سونے سے یوں معمور کر دیا تھا جیسے وہ بنا ہی سونے کا تھا۔ فروزاں فروزاں ہیرے جواہرات اس

۱۶۶۔ اُما: اُما کے معنی نور یا روشنی کے بھی ہیں۔

۱۶۷۔ پاربتی (یا پاروتی): بمعنی ”پربت کی بیٹی۔ دخترِ کوہسار“

۱۶۸۔ ہیم وتی (ہماوتی): بمعنی ”ہمالہ (ہماوت) کی بیٹی“

میں کثرت سے سمائے تھے۔ اسے جڑی بوٹیوں اور کچی دھاتوں کی فراوانیاں بخش دی گئی تھیں ـــــ ہمالہ کے سر پہ برف کا تاج سجا تھا، مگر اس کی انتہائی بلندیوں پہ پڑی برف سے، اس کی نشیبی تہوں میں جڑے لاانتہا ہیرے جواہرات کی دلکشی اور جگمگاہٹ ماند نہیں پڑ سکی تھی۔ اس طرح وہیر اور بے پناہ برفانی تہوں اور تودوں سے ہمالہ کی جاذبیت میں ذرا بھی کمی نہیں آنے پائی تھی، بالکل اسی طرح کہ ایک خامی بے شمار خوبیوں میں پا ایک نقص بے ان گنت رعنائیوں میں یوں گم ہو کر رہ جاتا ہے جیسے چاند کی کرنوں میں چاند کا سیاہ دھبہ۔ چاند کو دیکھ کر کوئی اسکے کالے داغ پر انگلی اٹھاتا تو یہ کب روا تھا اور کسی سورما کی ہزار اچھائیوں بھری شہرت کو نظر انداز کرکے اس کی کسی ایک کمزوری پر کوئی حرف گیری کرتا تو یہ کیوں کر مناسب قرار پاتا۔

اس کی چوٹیوں پر گل رنگ معدنیات کی فراوانی تھی۔ معدنیات کی سرخی بادلوں پر جھلک مارتی اور اوپر اڑتے گزرتے بادلوں کے ٹکڑوں کو شفق رنگ کر دیتی۔ ایسے میں لگتا جیسے اچانک ہی سانجھ کا گلابی جھٹپٹا ہو گیا ہو۔ اس ہلکے رنگین دھندلکے سے اپسرائیں[۱۹] مغالطہ کھا جاتیں، اور سمجھ بیٹھتیں کہ شام ہو چلی ہے، رات ہونے کو ہے۔ وہ اپنا سراپا دلفریب بنانے کو جلدی جلدی بننے سنورنے لگتیں کہ تیار ہو کر عشاق سے ملنے جائیں اور شام کی نیم تاریکیوں میں رقص کریں۔ چاہنے والوں سے ملاقاتوں کی عجلت اور گھبراہٹ میں وہ زیور قرینے سے نہ پہن پاتیں مگر زیوروں کی بے ترتیبی سے اپسراؤں کی خوشنمائی اور بڑھ جاتی۔

ہمالہ کی چوٹیاں اتنی بلند تھیں کہ وہاں بادلوں کا گزر بھی نہیں تھا۔ ہمیشہ چمکیلی دھو

۱۹۔ اپسرائیں / اپسرا۔(APSARAS): اپسراؤں (پریوں) کی تفصیل کہانی سے پہلے "تعارف" میں دی جا چکی ہے۔

نکلی رہتی۔ ان روشن روشن سب سے اُونچی چوٹیوں پر ہواؤں کی پاکباز پریاں [۲۰] رہتی تھیں۔ ہمالہ کے نچلے حصّوں میں بادل آتے جاتے رہتے یہ پریاں ان آوارہ خرام کالے بادلوں کے ٹھنڈے ٹھنڈے سہانے سایوں پر جان دیتی تھیں اور بادلوں کی ملگجی خنک چھاؤں سے لطف لینے اپنی ارفع ترین چوٹیوں سے اتر کر نیچے ہمالہ کی گود میں میدانوں اور ڈھلوانوں پر چلی آتیں اور جب موٹی موٹی بوندیں برسنے لگتیں تو سہم کر، گھبرا اپنی دھوپ بھری رفعتوں پر پلٹ جاتیں، بالوں اور بادلوں کی برسات کی رسائی وہاں نہیں تھی کہ وہ پریشان ہوتیں۔[۲۱]

دور ہمالیائی جنگلوں میں طرح طرح کے جانوروں کی ریل پیل تھی۔ وہاں شکاری ببر شیروں کا پیچھا کرتے ان کی گزرگاہیں تلاش کر لیتے۔ شیر ہاتھیوں کا شکار کرنے کے بعد ان گزرگاہوں سے ہوتے ہوتے اپنی کچھاروں کی طرف لوٹ جاتے تھے۔ پگھلی ہوئی برف کے پانیوں سے ان شیروں کے خون کے سُرخ نشان تو مٹ جاتے تھے مگر ایک نشانی ایسی

ص۲۰۔ ہواؤں کی پاکباز پریاں: سنسکرت کی عبارتوں میں "ہواؤں کی پاکباز پریاں" (ارواح) کی جگہ 'سدھ' (SIDHAS) بھی لکھا گیا ہے۔ ہندو اساطیر میں 'سدھ' دراصل ریاضتیں کرنے والے پاکباز نیم دیوتا ہیں۔ ان کی تعداد اٹھاسی ہزار بتائی گئی ہے۔ یہ سب آٹھ 'سدھیوں' (SIDHIS) یعنی آٹھ 'گنوں' (صفات) سے متصف ہیں۔ یہ زمین اور سورج کے درمیانی خطوں میں رہتے ہیں۔

ص۲۱۔ شکاری: سنسکرت عبارتوں میں یہاں "شکاری" کی جگہ "کرت" (KIRATASY) کا لفظ آیا ہے۔ بعض اہلِ قلم نے 'کرت' (جمع کا صیغہ) سے مراد پہاڑی قبیلے کے لوگوں سے لی ہے اور کہا ہے کہ یہ 'کرنتی' (KIRANTIS) نامی قبیلے کے لوگ تھے۔ یہ لوگ وسطی ہمالیہ میں رہتے تھے۔

تھی جس سے شکاریوں کو شیروں کی راہیں تلاش کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی تھی اور وہ نشانی یہ کہ ان راہوں پر شیروں کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے ہاتھیوں کی کھوپڑیوں سے نکلے ہوئے موتی جا بجا بکھرے ہوتے شیر جب ہاتھیوں کو مارنے ان کی کنپٹیوں پر اپنے قوی پنجوں سے ضرب لگاتے تو موتی[۲۲] ان کی کھوپڑیوں سے نکل کر شیروں کے پنجوں میں پھنس جاتے اور شکار کرنے کے بعد جب شیر اپنی کچھاروں کو پلٹتے تو راستے پر موتی ان کے پنجوں سے جھڑ جھڑ کر گرتے رہتے۔ ان موتیوں سے شکاری پتہ چلا لیتے کہ ہاتھی کہاں مرے پڑے ہیں، پھر وہ ان کی کھوپڑیوں سے موتی نکالنے کی کوشش کرتے۔

وہاں اُگنے والے درخت کنواریوں کے نوشگفتہ پیار اور ان کے دل جذبات کا جھوم جھوم کر پتہ دیتے۔ محبت کی ماری دوشیزائیں ان درختوں کی نرم ملائم چھال اور پتوں پر معدنی روشنائی میں قلم ڈبو ڈبو کر امیدوں، وسوسوں اور اُمنگوں بھری باتیں لکھ دیتیں اور سُرخ پَدم[۲۴] (کنول) بھی بنا دیتیں۔ درختوں کے تنوں کی چھال اور پتوں پر لکھی ہوئی پیار محبت کی باتیں اور پَدم (کنول) کا نشان وِدیا دھر کنواریوں[۲۵] کے عشق ناموں کا کام دیتے۔

ص۲۲۔ ہاتھیوں کی کھوپڑیوں سے نکلے ہوئے موتی:۔ قدیم زمانے کے ہندوؤں کا خیال تھا، اور ہو سکتا ہے کہ اب بھی ضعیف الاعتقاد ہندو یہی سمجھتے ہوں کہ ہاتھی کی کھوپڑی میں عمدہ اور قیمتی موتی ہوتے ہیں اور جب شیر ہاتھی کا شکار کرتے وقت اس کی کھوپڑی اپنے اگلے پنجے کی بے پناہ قوت سے توڑتے تو ٹوٹی ہوئی جگہوں سے کھوپڑی کے کچھ موتی شیروں کے پنجے میں پھنس جاتے۔ قدیم ہندو تصورات کے مطابق موتی آٹھ چیزوں یعنی بادلوں، ہاتھیوں، خنزیروں، مچھلیوں، سانپوں، کستورا مچھلیوں، سیپی (گھونگے کے خول) اور ایک خاص قسم کے بانس (درخت) سے حاصل ہوتے تھے۔

ص۲۴۔ سُرخ پَدم:۔ روایات کے مطابق پَدم کا یہ سرخ نشان ایک خاص طرح میں ہاتھیوں کے بدن پر اُبھر آیا کرتا ہے۔ پَدم کے معنی کنول (سنہری کنول) کے ہیں۔

ہمالیائی غاروں کے دہانوں سے آنے والی ہوائیں بانس کے درختوں کے کھوکھلے حصوں میں سما جاتیں، پھر ان بانسوں میں سے یوں خارج ہوتیں جیسے بانسریاں بج رہی ہوں۔ سرگوشیاں کرتے بانسوں سے دلکش گیت ابھرتے۔ آسمانی مغنّی کنّر[۲۶] (کنہر) نغمہ سرا ہو جاتے اور ہمالہ اپنے بلند آہنگ سازوں سے اونچے آہنگ میں گاتے کنّروں کو سُر فراہم کرتا۔۔۔ غاروں میں، وادیوں میں ہوائیں بصد ناز نغمے بکھیرتی، تانیں اڑاتی آتیں اور اسی شان سے چلی جاتیں ۔۔۔ وہاں لمبی لمبی شاخوں والے سَرلا[۲۷] شجر اُگے تھے جن کی شاخوں میں خوشبودار دودھیا رس بھرا تھا۔ غیظ آلود ہاتھی خارش مٹانے کے لئے

ص۲۵۔ وِدیادَھر کنواریاں :۔ ودیادَھر (VIDYADHARA) مذکر ہے اور ودیادُھری مونث۔ وِدیادَھر کے لفظی معنی ہیں "عالم۔ دانش مند"۔ وِدیادَھری کم تر درجے کے دیوی دیوتا ہیں۔ عام طور پر مشفق ہوتے ہیں اور آسمان اور زمین کے درمیانی خطوں میں رہتے ہیں۔ یہ مخلوق بہت ہی حسین ہوتی ہے اور ان کے بدن دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک قسم کے وِدیادَھروں کے اوپر کا بدن انسانی اور نچلا پرندوں کا ہوتا ہے۔ دوسری قسم کے وِدیادُھروں کا سارے کا سارا بدن انسانی ہوتا ہے۔ یہ عام طور فتح کی نشانی کے طور پر اپنے ہاتھوں میں پھولوں کے ہار لئے ہوتے ہیں۔ گو وِدیادَھروں کو اندر دیوتا کے خدام بھی کہا جاتا ہے لیکن ان کے اپنے سردار اور حکام بھی ہوتے ہیں۔ یہ آپس میں شادیاں کرتے ہیں۔ تاہم ان کی دوشیزائیں انسانوں سے بھی جنسی تعلقات قائم کر لیتی ہیں۔ وہ کام رُوپن (KAMA — RUPIN)، یعنی حسبِ منشا شکل تبدیل کرنے والے"، کھچر (CHECHAR)، نبھس چر (NABHAS-CHARA) "ہوا یا فضا میں متحرک"، اور پریم وَدا (PRIYAM - VADA) یعنی شیریں گفتار بھی کہلاتے ہیں۔

ص۲۶ - کنّر (کنہر - KINNARAS) :۔ آسمانی مغنی و موسیقار تفصیل کہانی کے شروع میں "تعارف" میں دی جا چکی ہے۔ ص۲۷۔ سَرلا (SARALA) درخت :۔ لمبی لمبی شاخوں والے صنوبر۔

ان شکبار شاخوں کو اپنے منہ پر، اپنی کنپٹیوں پر زور زور سے رگڑتے تو ان سے خوشبودار رس بہ نکلتا اور ہمالیہ کی مقدس چوٹیوں کی ہوائیں، فضائیں ان کی مہک سے رچ بس جاتیں۔

کائی آلود گپھاؤں اور غاروں میں سحر انگیز جڑی بوٹیوں[27] کا نور اندھیری راتوں میں شفاف ندی کے دھاروں کی طرح جھلملاتا رہتا۔ جھاڑیوں سے پھوٹنے والی یہ تجلّی محبت میں سرشار لرزاں کنواریوں کو ان جگہوں کی راہیں دکھاتی جہاں ان کے محبوب درختوں کے پتوں تلے اندھیروں میں ان کی راہ دیکھ رہے ہوتے۔ یہ تابانی ان غاروں میں رہنے والے کوہستانیوں اور ان کی بیویوں کی پیار بھری مسرت افزا قربتوں میں یوں لگتی جیسے تیل کے بغیر ہی چراغ جھلملا رہے ہوں ——— ہمالہ کی گود میں ایسے غار بھی تھے جن کے اندرونی حصّوں پر مسلط پُر سکوں تاریکیاں سورج کی آب و تاب سے محفوظ رہتیں۔ "شاہ کوہسار"[28] کی پناہ میں محفوظ، مگر دن کے اجالے سے گویا سہما سہما اندھیرا ان غاروں میں یوں پر پھیلائے پڑا رہتا جیسے طائرِ شب[29]۔

وہاں بھری بھری چھاتیوں اور بھاری کولہوں والی آسمانی مغنیائیں کنّر دوشیزائیں جنگلی پگ ڈنڈیوں پر ہولے ہولے چلتی اپنے گھروں کو جاتیں۔ ان کے مدوّر اعضا بے مثال رعنائیوں، گول بھرپور چھاتیوں، پُر تنومند بازوؤں اور بھاری کولہوں کا حسین بار ان کے نازک نازک ٹخنوں سے اٹھایا نہ جاتا۔ "یہ حسنِ گراں" ان کی سبک خرامی میں آڑے

۲۷۔ "سحر انگیز جڑی بوٹیاں": فاسفورس زدہ یا فاسفورس کی تاثیر والی جڑی بوٹیاں، جھاڑیاں جن سے سیاہ راتوں میں روشنیاں پھوٹتی تھیں۔

۲۸۔ "شاہ کوہسار": ہمالہ پہاڑ۔ (ہماوت)

۲۹۔ "طائرِ شب": اُلّو

پتھر کی طرح سخت برف پردہ لپنے نرم و نازک پاؤں سنبھل سنبھل کر آہستگی سے
رتیں کیوں کہ سخت نوکیلی برف ان کے پنجوں اور ایڑیوں میں چبھ چبھ جاتی تھی۔
ہمالہ کے مرغزاروں میں نیل گائیں اپنے گھنیرے بال لہراتی، اُڑاتی آوارہ خرامی
مست نظر آیا کرتیں۔ جنگلی گائیں ہمالہ کی خدمت میں شاہی نشانات، اس انداز
سے پیش کرتیں اور اس کے لقب "شاہِ کوہسار" کی اہمیت اپنی دُمیں ہلا ہلا کر یوں اجاگر
کرتیں کہ ان کی دُموں کا حسنِ نظر افروز ہر سو پھیل جاتا ماہتابی کرنوں جیسی سفید چمکتی
دُمیں چاند کی چاندنی کی طرح کوندتی تھیں۔
غاروں کے پس گوشوں اور خلوت کدوں میں رہنے والی "کم پُرُوشا"[۲] دوشیزائیں

ف ۲: کم پُرُوشا دوشیزائیں (KIM - PURUSHA) کم پُرُوشا دوشیزاؤں سے مراد جنگل میں رہنے والوں کی بن بیاہی بیٹیوں سے ہے۔ "کم پُرُوشا" دراصل مبہم اصطلاح ہے۔ واضح طور پر معلوم نہیں کہ یہ لوگ یا کونسا قبیلہ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ جنگل کے باسیوں یا جنگل کی ارواح، کو کم پُرُوشا، کہا جاتا ہو۔ "ست پتھ براہمنا" (SATAPATHA BRAHMANA) کی رو سے کم پُرُوشا، لوگوں کا دشمن کے خلاف ادا کی جانے والی رسوم سے غالباً کوئی نہ کوئی اہم تعلق تھا اساطیری لحاظ سے "یہ لوگ"، برہما دیوتا کے سلسلے سے پیدا ہوتے تھے اور گندھمدن (GANDHA MADANA) نامی پہاڑ پر رہتے تھے وہاں ان کے مرد اور عورتیں جوڑوں کی صورت میں عمدہ لباس پہنے تلوار ہاتھ میں لئے گھومتے رہتے تھے — بعد کے زمانوں میں کم پُرُوشا کو کنّر کے بالکل مترادف یا ہم معنی قرار دے دیا گیا تھا۔ کم پُرُوشا، جمبو دویپ (JAMBU-DWIPA) نامی بہت بڑے جزیرے کے ایک خطے (اقلیم) کا نام بھی تھا جو ہماوت (HIMAVAT) اور ہیم کوٹ (HEMA KUTA) نامی پہاڑوں کے درمیان واقع تھا۔ ہماوت دراصل ہمالیہ پہاڑی کی تجسیم ہے۔ ہیم کوٹ (لفظی معنی سنہری چوٹی) پہاڑوں کے اس سلسلے کا نام تھا جو ہمالہ کے شمال میں ہمالہ اور کوہِ میرو کے درمیان واقع تھا۔

جب شرمائی شرمائی گھبرائی گھبرائی اپنے خوبصورت بدن سے کپڑے اتارنے لگتیں تو بادل بڑے شوق سے نیچے اُتر کر ہر دوشیزۂ کوہسار کی پُرحجاب جاذبیتوں کو اپنے پردے میں چھپا لیتے کہ کسی کی ان پر نظر نہ پڑے۔

وہاں گنگا بہتی تھی جو ہماوت (ہمالہ) کی بڑی بیٹی اور اُما (پاربتی) کی بڑی بہن تھی۔ گنگا کی لپکتی لہروں کا پانی ہمالہ کی ہواؤں کے جھونکوں سے پھوار بن کر برستا رہتا تھا۔ گھاٹیوں پر چھائے ہوئے صنوبر ہواؤں میں جھومتے اور موروں کے رنگ برنگے پَر اِدھر اُدھر اُڑتے رہتے۔ جانوروں کا پیچھا کرنے والے شکاری ٹھنڈی ہواؤں میں تازہ دم ہو جاتے —— ہمالہ کی سب سے اُونچی پُرسکون جھیلوں میں کنول کھلتے تھے۔ سپت رشی[۳] ان پھولوں کو اپنے ہاتھ سے توڑتے تھے۔ صبح کے وقت جب سورج — ضوفشانیاں کرتا زیرین اُفق طلوع ہوتا تو کوہستانی جھیلوں میں پھول نیند سے بیدار ہو جاتے —— قربانی کی رسموں میں استعمال ہونے والی چیزیں ہمالہ پر کثرت سے پیدا ہوتی تھیں۔ ہمالہ اپنی طاقت سے دھرتی کو سہارا دیئے رکھتا اسی لئے لئے مالکِ حیات دخالق نے پہاڑوں کی بادشاہت سونپ دی تھی اور اسے متبرک نذرانوں میں شریک ٹھیرایا۔

ہماوت (ہمالہ) اپنی نسل جاری رکھنے کا خواہاں تھا چنانچہ مقدس قانون کی تابعداری کرتے ہوئے اس نے اپنے لئے بیوی کا انتخاب کیا۔ اس دوشیزہ کا نام مناکا (MENAKA) تھا۔ وہ منا، بھی کہلاتی تھی۔ مناکا ہماوت (ہمالہ) کے شایانِ شان تھی۔ اس کی عزت تو رشی بھی کرتے تھے۔ ہماوت نے مناکا سے شادی کی درخواست کی، وہ مان گئی اور پھر رشیوں کی دلاری مناکا ہماوت کی بیوی بن گئی۔ جب وہ دونوں تنہائیوں میں یکجا

ص۱۳۔ سپت رشی (سات رشی)، سات رشیوں کی تفصیل "تعارف" میں دی جا چکی ہے۔

ہوئے تو مناکا ایک بیٹے کی امین بن گئی۔ وہ اس کے پیٹ میں سانس لینے لگا، اور وقت پر پیدا ہوا۔ بیٹے کا نام "مے ناکا" (MAINAKA) رکھا گیا۔ وہ گنگا اور پاربتی (اُما) کا بڑا بھائی تھا۔ یہ دو نو بہنیں ابھی پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ مے ناکا کی پیدائش ضروری تھی؛ کیونکہ جس لڑکی کا کوئی بھائی نہ ہوتا وہ شادی کے لئے موزوں خیال نہیں کی جاتی تھی۔ چنانچہ اگر مے ناکا پیدا نہ ہوتا تو اُما (پاربتی) کا بیاہ شِو سے نہیں ہو سکتا تھا۔

ستی کا نیا جنم اُما۔ پاربتی

ہمالہ کے اسی پر کیف، سحر انگیز، نظر آفریں، جذبات پرور اور رنگین فضاؤں میں ستی ایک بار پھر دنیا میں پیدا ہوئی۔ اس مرتبہ اس نے "مناکا (منا)" کے پیٹ سے جنم لیا۔ پچھلے جنم میں وہ دَکش کی بیٹی تھی اور اپنے شوہر شِو دیوتا کی توہین برداشت کرتے ہوئے آگ میں جل مری تھی۔ اب اس نئی زندگی میں 'شاہِ کوہسار'، ہماوت (ہمالہ) اس کا باپ تھا۔

سابقہ جنم میں اس کا نام 'ستی' تھا مگر اب 'اُما' رکھا گیا۔ وہ 'ہیم وتی' (ہماوتی) بھی کہلاتی تھی لیکن اس کا سب سے مقبول نام پاربتی تھا۔ یہ دو بہنیں تھیں ایک گنگا (دریا) اور دوسری یہ اُما (پاربتی)۔ گنگا بڑی تھی اور اُما (پاربتی) چھوٹی۔

وہ گھڑی بڑی برکت والی تھی جب ستی اُما (پاربتی) کے نام سے پیدا ہوئی۔ خوب خوشیاں منائی گئیں۔ اُجلے آسمان پر گلابی روشنی چھا گئی۔ صاف ستھری، گرد سے پاک نرم نرم ہوائیں چلنے لگیں۔ پہاڑ ملکوتی نغموں سے گونج گئے۔ سنکھ بجنے لگے اور آسمان نے خوشی خوشی پھول برسائے —— ہماوت (ہمالہ) کی بیٹی بجلی سے جگمگا رہی تھی۔ دلآویز بیٹی کی ضیا سے ماں (مناکا) بھی یوں چمک اُٹھی جیسے فیروزہ رنگ پہاڑیوں کے نیلے جواہر۔ بیٹی (اُما) نورانی ہالے لپٹی ایسی لگ رہی تھی جیسے بادلوں کی گرج سے درخشاں ہو اُٹھنے والے جواہرات کی نور افشاں شعاعوں سے 'وِدُور' [۲۳] پہاڑی کے

قریب کی راہ روشن ہو جائے۔

ہماوت اور مُنا کا کی یہ نوخیز بیٹی ابھی مشہور نہیں ہوئی تھی۔ رشتے دار اسے پارَبتی (پاروَتی) کہتے تھے مگر بعد میں یہ خوش رُو کنواری اُما کہلانے لگی۔ اس کی وجہ یہ کہ نوجوانی میں جب وہ شِو کا دل جیتنے کے لئے شدید ریاضت کرنے لگی تو اس کی ماں مناکا (منا) اسے "اُو۔ ما" کہہ کر سخت تپسیا سے باز رکھنے کی کوشش کرتی تھی۔ چنانچہ اب اس کا نام اُما پڑ گیا۔ اُما کے معنی ہیں "مت کر۔ نہ کر"

جس طرح پہلی رات کا چاند اگلی راتوں میں بڑھتا رہتا ہے اسی طرح اُما (پاربتی) دن بدن بڑی ہوتی گئی اور جس طرح ہلال ہر آنے والی رات کو دلکش سے دلکش تر ہوتا جاتا ہے، اسی طرح اُما (پاربتی) کا حسن (روپ) نکھرتا چلا گیا، اعضا اور بدن کی جاذبیت بڑھتی گئی۔ وہ اپنی دلفریب نسل میں سب سے زیادہ دلفریب تھی — باپ (ہماوت) اپنی دُلاری اُما کو ٹوٹ کر چاہتا تھا، اسے پیار سے دیکھتا رہتا مگر آنکھیں کبھی سیر نہیں ہوتی تھیں۔ ہماوت کا یوں تو ایک بیٹا بھی تھا مگر اسے اپنی یہ سب سے چھوٹی بیٹی بیٹے سے بھی زیادہ پیاری تھی، بالکل اسی طرح جیسے بہار کے موسم میں گو طرح طرح کے پھول کھلتے ہیں اور ہوائیں ان کی نکہتوں سے نکہت آفریں ہو جاتی ہیں لیکن شہد کی کالی مکھیوں کو تو آم کا بُور ہی زیادہ بھلا لگتا ہے۔ بس ہماوت کو اُما سے ایسی ہی محبت تھی۔

'اُما' اپنے باپ کی شان تھی، آن تھی۔ وہ اس پر ناز کرتا تھا۔ بیٹی کی وجہ سے

۴۳۲۔ وِدُورا (VIDURA) سری لنکا کے ایک پہاڑ کا نام۔ لوگوں کا خیال تھا کہ اس پہاڑی میں نیلم کثرت سے ہوتا ہے۔ ایک کہانی کی رو سے جب بادل گرجتا تھا تو زمین کی سطح پہاڑ کے شگافوں میں پڑے نیلم کی تب و تاب سے معمور ہو جاتی تھی۔

سے باپ کی عظمت کو چار چاند لگ گئے تھے، باپ کی تابانی بڑھ گئی تھی۔ وہ باپ کی زینت تھی، اسی طرح جیسے چراغ کی زینت اس کی لو ہوتی ہے، جیسے تین درخشاں دھاروں والا دریا سنہری غسل دے دیتا ہے اور یہ دریا آسمان کی زینت بنتا ہے، جیسے کسی عالم فاضل کی زینت اس کی نکتہ رسی اور شستہ بیانی ہوتی ہے۔

بچپنے میں اُما (پاربتی) اپنی ہمجولیوں کے ساتھ آسمان سے جگمگ کرتی اترنے والی گنگا کے کناروں پر گھومتی پھرتی، ریت کے گھروندے بنا کر کھیلتی، گیندوں اور گڑیوں سے جی بہلاتی اور وقت گذرتا چلا جاتا ——— دن بھر وہ باپ کی ہری بھری گود، وسیع اور شفیق گود میں کھیلتی کودتی اور رات کو نیندوں کی مدہوش دنیا میں کھو جاتی ——— ننھے منے، بھولے بھالے ہرن اس کے ملیس تھے۔ وہ آپ انہیں کھلاتی پلاتی، ان کے ساتھ اچھلتی کودتی ——— معصوم طائران خوش نوا اسے شیریں نغموں، مقدس گیتوں کی لوریاں سی دیتے ——— نرم اور سبک رو ہوائیں پھولوں کی نکہتیں چرالاتیں اور اس کے بالوں کو چھیڑتی، چمکاتی دبے پاؤں گزر جاتیں ——— ماں باپ اس لاڈلی کو بار بار تکتے مگر جی بھرنے میں نہ آتا۔

فطرت کے فسوں بار اور خواب آور دامن میں، سہانے مناظر کی روح پرور چھاؤں میں اُما (پاربتی) کا دلنشین بچپن گزرا۔ اسی طرح کھیلتے کودتے وہ جوانی کی سرحدوں کو چھو گئی اور اس عمر کو جا پہنچی جو لڑکپن کے بعد آتی ہے، وہ عمر جو سبک اور نازک جسم کا قدرتی زیور ہوتی ہے۔ یہ عمر خمار آگیں اور مدہوش کن تو ہوتی ہے لیکن اسے شراب نہیں کہا جا

۲۴۵۔ تین درخشاں دھاروں والا دریا = دریائے گنگ سے مراد ہے۔ ہندوؤں کا خیال ہے کہ دریائے گنگا تین دنیاؤں یعنی آسمان، زمین اور پاتال میں تین ندیوں کی صورت میں بہتا ہے۔ آسمانی گنگا کا نام منداکینی (MANDAKINI) زمینی گنگا کا نام بھاگیرتی (BHAGIRATHI) اور الک نندا ALAKNANDA اور پاتال میں گنگا کا نام بھوگ وتی (BHOGAVATI) ہے۔

سکتا، یہ عمر محبت کے دیوتا کام دیو کے پھولوں کے عشق خیز تیروں کی مانند تو ہوتی ہے مگر اسے کام دیو کا عشق خیز تیر نہیں کہا جا سکتا۔

سراپا نوخیز پاربتی (اُما) کا خوشنما بدن ہر لحاظ سے متناسب ہی متناسب تھا گویا کسی مصور کی بنائی ہوئی تصویر۔ اس کا جسم کنوارپن کی ہر کشش سے لبریز تھا، جیسے آفتابی کرنوں میں کنول کھل جائے۔ چہرے سے انوار پاشی ہوتی تھی جیسے خود محبت کی شعاعیں چھلکی پڑ رہی ہوں۔ وہ گنگناتی ندی کے کنارے لہراتے نوخیز شجر سے، شہنشاہ جنگل[۳۵۵] کی آن اور شان سے زیادہ خوبصورت تھی۔

نسیم سحری کے نرم رَو بہاؤ میں اُما (پاربتی) کا ملکوتی جمال یوں شگفتہ ہو جاتا کہ کنول کا پھول بھی کبھی ایسی دلکشی سے کھلنے پایا تھا — چلتی تو ضیا ربار پاؤں اور نور افشاں ناخنوں سے سبزے پر روشنیاں اُمڈ پڑتیں، ارغوانی رنگ جھلکیاں مارنے لگتا۔ پاؤں اٹھاتی جہاں سے گزر جاتی اُجلے اُجلے نظر نواز کنول کھلتے چلے جاتے، بہاریں پھوٹ پڑتیں — نزاکت اتنی کہ اُبھری ہوئی چھاتیوں کے بار سے ہی اس کا بدن قدرے خم کھا جاتا۔ چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی، گردن کو ہلکا سا خم دیئے، نظریں ترچھی کئے یوں چلتی جیسے کوئی مغرور ہنس بڑی شان سے آبی لہروں کو چیرتا گزر جائے۔ اُما (پاربتی) نے اس طرح چلنا ہنسوں سے ہی سیکھا تھا اور اس کے بدلے میں ہنس اس کے نازک ٹخنوں سے پازیب کی ابھرتی خوشگوار مترنم جھنکار سننے کے خواہشمند رہتے — اُما کی پوشیدہ رعنائیاں کوئی زبان بیان نہیں کر سکتی تھی لیکن شِو دیوتا کو اس سے جو محبت تھی اسی سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا تھا کہ اُما (پاربتی) کی کششِ خفی کیا تھی۔ دنیا

۳۵۵۔ "شہنشاہ جنگل"، د شیر

کی کرتی بھی اور دوشیزہ اپنی تمام تر جاذبیتوں کے باوجود یہ سوچ ہی نہیں سکتی تھی کہ شو جیسے شوہر کی آغوش کی زینت بننے کی اہل ہے۔

کنول جیسی آنکھوں والی اُما (پاربتی) کی چھاتیاں سفید اور بھری تھیں اور بھری ہوئی۔ انگیا میں چھپا اس کی جاذب نظر دونوں چھاتیاں ایک دوسری کو چھوتی ہوئی پیوست ہو کر اوپر اٹھتی چلی گئی تھیں، اس قدر بھرپور اور دبیز تھیں کہ ان دونوں کے درمیان نشیب میں کنول کا ایک ریشہ تک نہیں سما سکتا تھا ـــــ پوشاک کے اندر اس کا بدن اتنا درخشندہ تھا جیسے اس نے جگمگاتے ہیروں کا کمربند باندھ رکھا ہو۔ اس کی ملائم جلد کے نظر نواز نشیب یوں لگتے جیسے محبت بھری ملاقاتوں کے لئے محفوظ و مامون گوشے۔

اس کی باہیں سرس[۳۶] کے پھولوں سے بھی زیادہ نرم و نازک تھیں، محبت کے نوجوان دیوتا کام دیو کے پھولوں سے بنے ہوئے ان تیروں سے بھی زیادہ ملائم جن تیروں سے وہ دلوں کو چھید کر انہیں محبت کا اسیر بنا دیتا تھا ـــــ جب حسن کی دیوی لکشمی من بھاتے بدرِ کامل کو دیکھتی تو کنول کے پھولوں کا حسن اسے نظر نہیں آتا تھا کیونکہ کنول تو دوپہر کو اپنی آب و تاب اور رونق پر آتے تھے اور اگر وہ (لکشمی) اپنی آنکھوں کو کنول کی جاذبیت سے جلا بخشتی تو پھر آسمان پر چاند نہیں ہوتا تھا، لیکن اگر لکشمی اُما (پاربتی) کے آسمان سے بھی زیادہ خوبصورت مکھڑے پر نظر ڈالتی تو اسے وہاں کنول اور بدرِ کامل دونوں کا حسن و رعنائی ایک ساتھ یکجا دکھائی دے جاتی۔ اُما (پاربتی) کے مکھڑے میں چاند کی تابانی بھی تھی اور کنول کے پھولوں کی کشش بھی، اس طرح دولت اور حسن و جمال

۳۶۔ سرس کے پھول :۔ یہاں اُما کی باہوں کی نزاکت و ملائمت کو سرس نامی درخت کے پھولوں سے تشبیہہ دی گئی ہے، سرس کے پھول سارے پھولوں سے زیادہ نازک سمجھے جاتے تھے۔

کی دیوی لکشمی پاربتی (اُما) کا دیدار کر کے دونوں نادر دلفریبیوں سے بیک وقت شاد کام ہو سکتی تھی۔

خوبصورت ترین شاخ پر کبھی بھی کھلنے والا خوبصورت ترین پھول اور بے بہا مرجان پر دھرا ہوا موتی بھی پاربتی (اُما) کے گلرنگ لبوں کے رنگ میں رنگی ہوئی تابدار مسکراہٹ کا مقابلہ شاید ہی کر پاتا ——— مسکراتی تو اس کی مسکراہٹ کی خیرگی اس کے یاقوتی لبوں پر بکھر جاتی۔ اس کے دلفریب ہونٹ تانبے کی طرح سرخ تھے اور تبسم موتی کی طرح سفید۔ تبسم سفید اس لیے تھا کہ جب اُما (پاربتی) مسکرانے لگتی تو اس کے سپید دانت نظر آنے لگتے ——— اُما (پاربتی) کی لمبی لمبی انگلیوں سے گلگوں نسبتی پھوٹتی تو نئے چاند کی کرنیں اور زیادہ زرد (پھیکی) پڑ جاتیں۔ اُما کی روشنی اشوک[۲۷] نامی درخت کے گھنیرے پتوں سے ہر سُو بکھرنے والی روشنی سے بھی زیادہ تھی، ایسی جیسے گرمیوں کی شام کا رنگ۔

شیریں گفتار تھی، بولتی تو لگتا جیسے دیوتاؤں کی مقدس و معطر شراب اس کی آواز میں گھل گئی ہو اور شہد آگیں بن کے گلے سے قطرہ قطرہ بن کے ٹپک رہی ہو۔ بولنے کا انداز، لہجہ اتنا شیریں اور نایاب و بے مثال کہ کسی بھی کوئل کے گلے سے کبھی بھی اُبھرنے والا نغمہ اس کے سامنے کرخت اور بے سُرا ہی لگتا جیسے بھدّا اور بے آہنگ تار۔ اس کے مقابلے میں کوئل کی کوک یوں لگتی جیسے بے سُرے بربط سے بے ربط اور بے ڈھب نغمے ابل رہے ہوں ——— لرزاں لرزاں، نم نم نظریں جیسے ہوا میں لرزتا، ہلکورے لیتا نیلا کنول پانی میں بھیگ گیا ہو۔ اس کی شفاف، آب گوں، ملائم، اثر آفریں آنکھیں اتنی پرکشش کہ کوئل کی کوک سے بھی زیادہ میٹھی اور نرم تھیں۔ ایسی نظریں، ایسی آنکھیں

۲۷۔ اشوک: ایک مقدس درخت۔ تفصیل اگلے صفحات کے حاشیے میں دی جا رہی ہے۔

کس کو پہلے ملی تھیں نازک نازک کم سن ہرن کو یا اس سے بھی زیادہ نازک اُما (پاربتی) کو۔ یہ نگاہیں بادامی آنکھوں والی اس دوشیزہ (پاربتی) نے ہرنی سے لی تھیں یا ہرنی نے اس سے لی تھیں؟

اس کی لانبی خمدار بھنوؤں کی دلکشی ایسی اچھوتی تھی جیسے کسی مصور نے برش سے سرمہ لگا دیا ہو۔ اس کی خمیدہ بھنوؤں کو دیکھ کر عشق کے دیوتا کام دیو نے اپنی کمان ایک طرف پھینک دی اور اس (کمان) پر اترانا بھول گیا۔ اُما (پاربتی) کی بھنوئیں کام دیو کی کمان سے بھی زیادہ خوبصورت تھیں[۳۸] ——— اگر جانوروں میں شرم کی حس ہوتی تو شاہِ کوہسار کی دختر (اُما) کی زلفیں دیکھ کر جنگلی گائے[۳۹] اپنے بالوں سے پیار کرنا چھوڑ دیتی لمبے بالوں والے ہرن اس کے تابدار گیسوؤں کو دیکھ پاتے تو اپنے بالوں پر ناز کرنا بھول جاتے۔

دنیا کے خالق نے اُما (پاربتی) کا حیرت زا حسن تخلیق کرتے وقت اس کا انگ انگ انتہائی دلکش تناسب اور موزونیت کے ساتھ بنایا تھا۔ اس کا بدن یکسر بے داغ تھا۔ ہر نوخیز جاذبیت اکمل تھی۔ خالق نے حسنِ کامل کو مجسم کر دیا تھا گویا خالق خود سارے حسن کو ایک سانچے میں ڈھلا ہوا دیکھنا چاہتا تھا۔

یادِ ماضی

بڑی ہو کر وہ یکسر بدل گئی تھی۔ بہت سنجیدہ اور چپ چپ ہو گئی تھی۔ اپنا

ف ۳۸۔ اُما (پاربتی) کی خوبصورت خمیدہ بھنوؤں کو کام دیوتا کی خم کھائی ہوئی کمان سے تشبیہہ دیتے ہوئے زیادہ دلکش قرار دیا گیا ہے حالانکہ کام دیوتا کی کمان انتہائی خوبصورت سمجھی جاتی تھی۔

ف ۳۹۔ جنگلی گائے۔ 'یاک' یعنی جنگلی خصوصاً تبت کی جنگلی گائے (یاک) سے مراد ہے جن کے خوبصورت لمبے لمبے بال ہوتے ہیں۔

آپ بھول کر ہر وقت کھوئی کھوئی سی رہتی، سوچتی رہتی اور سوچتی ہی رہتی۔ کسی اُونچی جگہ جا بیٹھتی اور خوش رنگ ہاتھوں پر گلنار چہرہ دھرے گھنٹوں اُفق کو گھورا کرتی، جیسے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ کوئی بات جان لینا چاہتی ہو، کچھ ڈھونڈ لینے کی متمنی ہو ——— کبھی دھندلی دھندلی سی باتیں، کہیں دو رکی باتیں، مٹے مٹے سے نقوش پردۂ ذہن پر آپ سے آپ یوں چلے آتے تھے موسم خزاں میں وہ ہنس اور کونجیں کہیں دُور سے سیدھے دریائے گنگا پر پلٹ آتے اس دریائے گنگا پر جس کے کناروں، جس کے پانیوں اور وہاں اپنی جگہوں کو یہ پرندے کہیں بھی اور کبھی بھولتے نہیں تھے۔ جس طرح شب کے اندھیرے میں قدرتی روشنی سے چمکنے والی جھاڑیاں اپنی منتشر لو ری کرنیں اپنی درخشانیاں سمیٹ لیتی ہیں، اسی طرح ماضی بعید کے کچھ واقعات، کچھ یادیں اُمارپاربتی کے بیدار ذہن پر اُبھرتیں، پھیلتیں اور پھر سمٹ کر منعکس ہو جاتیں ——— پچھلے جنم کے گزرے لمحوں، بیتی زندگی کی یادوں، احساسات، خدمات اور تصوّرات کی رودھیرے دھیرے اُبھرآئی۔ اسے سابقہ جنم کی ساری باتیں تسلسل کے ساتھ یاد آگئیں اور آخر وہ جان ہی گئی کہ گذشتہ زندگی میں وہ کون تھی اور کن حالات میں محبوب شوہر شو سے بچھڑنے پر مجبور ہوئی تھی۔

جوانی آئی پر اُلفت کا روگ ساتھ لیتی آئی۔ ماضی کی ان کالے، کاہے دلفریب یادوں کے سہارے اب اُما (پاربتی) کی زندگی کا مقصد ہی یہ رہ گیا تھا کہ جیسے بھی بنے شو کی محبت پھر سے جیت لے، اس کی اٹوٹ ریاضت کو اپنی رعنائیوں سے، اپنے جذبِ دل سے توڑ ڈالے ——— اتنی دیدہ رُو تھی، اس قدر متوالی تھی کہ یہ مقصد حاصل کر لینا بظاہر کچھ ایسا دشوار بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ اپنے اسی رنگ روپ کے سہارے وہ ہر کٹھن کام کر لینے پر قادر تھی۔ اب وہ سابقہ جنم سے کہیں زیادہ خوشرُو تھی۔ فطرت نے جیسے خود حسن تمام کو اس کے پیکرِ جمیل میں ڈھال دیا تھا۔

شوکا استغراق

پچھلے جنم میں اپنے باپ دکش کے رویے سے روٹھ کر خوبصورت دانتوں والی پاربتی (اُما)، اپنی بھرپور جمال آفرینیوں سمیت جب آگ میں جل مری تھی تو مخلوق کے مالک سوگوار شو دیوتا نے دنیاوی عیش و آرام ترک کر دیا تھا اور اس نے کوئی اور شادی نہیں کی تھی۔

شو ارضی دلچسپیوں سے منہ موڑ کر کھال کا لباس[۴۰] پہنے، ہمالیہ کی چوٹی کیلاش پر خوبصورت درختوں کے جھنڈ میں گیان دھیان میں مگن تھا۔ ان تنہائیوں میں اس کا ذہن صرف اور صرف ریاضت میں مصروف تھا۔ اب وہ کسی کی محبت میں گرفتار نہیں ہوا تھا —— وہاں نکہتوں سے معمور ہوائیں اونچے پہاڑوں پر پڑی ابدی برف پر خوشبوئیں بکھیر دیتیں دیودار کے درختوں پر گنگا کی لہریں پھوار بن کر گرتی تھیں، مشک نافے کی خوشبو ہر سو لبی رہتی اور آسمانی مغنی کنّر[۴۱] ہر طرف ترنم ریز رہتے۔ شو کے خدام[۴۲] دیوتا نمرو

ص۴۰۔ کھال کا لباس :۔ اساطیری روایت کی رُو سے ایک مرتبہ شو دیوتا مذہبی فقیر کے روپ میں ایک جنگل میں چلا گیا۔ اس جنگل میں رہنے والے رشیوں کی بیویاں شو کی بے انتہا وجاہت کی دیکھ کر اس سے محبت کرنے لگیں۔ چنانچہ ان رشیوں نے بھکاری سادھو کا بھیس بھرے ہوئے شو کو مغلوب کرنے کی ٹھانی۔ سب سے پہلے انہوں نے ایک گڑھا کھودا اور پھر جادو کے زور سے اس گڑھے کے اندر سے شیر نکالا۔ شیر شو پر حملہ آور ہو گیا مگر شو نے شیر کو ہلاک کر کے اس کی کھال اتاری اور پہن لی۔

ص۴۱۔ کنّر :۔ زیرِ نظر کہانی سے پہلے "تعارف"، میں کنّر کے بارے میں تفصیل دی جا چکی ہے

ص۴۲۔ "شو کے خدام" :۔ شو کے خدام نیم یا کمتر درجے کے دیوتا ہیں، ان پر شو کے بیٹے گنش کا حکم چلتا ہے۔ "گن دیوتا" اور نمرو (NMERU) بھی کہلاتے ہیں اور گن پربت،

اپنے کانوں میں پھول زیوروں کی طرح سجائے رہتے تھے، شوخ ارغوانی پھولوں کے ہار ان کے بالوں میں گندھے ہوتے اور سرپچ[۴۳] (درخت) کی دلپذیر، ملائم، نرم اور خوشگوار مس والی چھال سے بے تن کرتے اور سرخ معدنی ریت مدن پہ ملتے تھے۔ ان کے بدن مختلف دھاتوں کے رنگوں سے چمکا کرتے۔ وہ غاروں میں رہتے تھے اور پتھر کی سلوں پر بیٹھتے تھے۔ وہاں ہر طرف خوشبو پھیلی ہوتی اور پہاڑی شگافوں سے سیاہ سیال بہتا رہتا تھا۔

شو کی سواری کے کوہان والے مقدس بیل نندی کی پُر فخر ڈکار کانوں کو بھلی لگتی تھی۔ وہ اپنے آقا شو دیوتا کے قدموں میں پڑا کبھی کبھی ڈکارتا تو دور دور تک گونج پیدا ہوتی چلی جاتی۔ وہ اپنے کھروں کے اگلے حصّوں سے پتھروں کے درمیان پھنسی برف کو کھرچتا اور برف جمی ہوئی سخت زمین اس کے پاؤں کی ضرب سے لرزتی رہتی۔ شو دیوتا کا نندی نامی یہ بیل شیروں کی گرج برداشت نہیں کرتا تھا، جب کہیں دور سے پہاڑی گھاٹیوں سے شیر ببر کی گرج اُبھرتی تو نندی خشمناک اور پُر غرور انداز میں زوردار پُر ہیبت ڈکاریں مارنے لگتا۔

ہمالہ کے اس خوابناک ماحول میں شو دیوتا کی خیرہ کن تجلّی وہاں رہ رہ کر کوندتی رہتی۔

(GANA PARVATA) پر رہتے ہیں اور انہیں "دیوتاؤں کے دستے" بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے مختلف زمرے یا طبقے ہیں اور ان کے آٹھ طبقوں یا زمروں کا ذکر ملتا ہے مثلاً اُدِتیا (ADITYAS) وِسوا دیو (VISVADEVAS)، واسُو (VAUS) تُوشِت (TUSHITAS) اُبھسور (ABHASWARAS) انیل (ANILAS)، مہاراجک (MAHARAJIKAS) سدھیہ (SIDHYAS) اور رُدر (RUDRAS)۔

ص۴۳۔ لمبی پتلی شاخوں اور ملائم و چکنی چھال والا ایک درخت۔

نمھ صورتوں والا شو، ریاضتوں کا صلہ دینے والا شو وہاں گہرے دھیان میں کھڑا ہوا تھا۔
وہ چوند صیا دینے والی مقدس آگ کے نور میں بار بار گویا نہا رہا ہا۔ یہ آگ وہاں جلائی گئی
تھی اور مقدس ایندھن پاکر مسلسل جلتی رہتی تھی۔ دراصل یہ پاکیزہ آتشیں روشنی شو دیوتا کا
ہی ایک ظہور تھی —— شو کے آس پاس ہر سمت سکوت، گہرا سناٹا ہمہ وقت چھایا
رہتا تھا جیسے کبھی شیروں کی دہاڑ اور کبھی سدی کی ڈکار توڑ دیتی تو عجیب سماں، عجب تاثر پیدا
ہو جاتا، صدائے بازگشت دیر تک مرتعش رہتی —— شو دیوتا لوگوں کو سخت ریاضت
مدہی رسمیں اور مقدس ورزشیں تفویض کرتا تھا تاکہ وہ ان کڑی منزلوں سے گزر کر فیض و
اکرام پالیں، مگر اب وہ خود ان ریاضتوں اور مقدس ورزشوں کی کڑی سزائیں طے کر رہا تھا

خدمت

ایک مرتبہ تینوں دنیاؤں آسمان، زمین اور پاتال میں گھومتے رہنے والے
پرجاپتی نارد[۴۴۲] نے اُما (پاربتی) کو اپنے باپ ہماوت (ہمالہ) کے پاس دیکھ کر پیشن گوئی
کر دی کہ وہ شو دیوتا کی واحد بیوی بنے گی۔ نارد نے جب پہلی مرتبہ اُما (پاربتی) کو
دیکھا تو اس اُما کا خیر مقدم یوں کیا جیسے وہ شو دیوتا کی دلہن ہو۔ اس نے کہا شو کو چاہیئے کہ
اُما (پاربتی) کو اپنے ہی بدن کے نصف حصے کے طور پر قبول کرے، اپنے ہی تخت کی
شریک سمجھ کر اسے اپنا لے۔

ہماوت (ہمالہ) دیوتاؤں کے مالک شو دیوتا کو از خود بن مانگے تو بیٹی کا رشتہ پیش

۴۴۲۔ نارد (NARADA) ایک نامور رشی۔ اس کا شمار پرجاپتیوں میں بھی ہوتا ہے۔ رگ وید
میں اس سے متعلق چند ایک حمدیں (بھجن) آئی ہیں۔ وینا (ساز) اسی نے ایجاد کیا تھا وہ آسمانی
مغنیوں گندھرو (GANDHARYAS) کا سربراہ بھی تھا۔ وہ دیوتاؤں کا پیغامبر اور مخبر
بھی تھا۔

نہیں کر سکتا تھا، شو نے ہماوت سے اُما کا رشتہ طلب نہیں کیا تھا۔ عقلمند انسان اپنی پسندیدہ چیز کو حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہوئے بھی بظاہر اس خدشے کی بنا پر لاتعلق اور بے پروا رہتا ہے کہ اس کی درخواست مسترد کر دی جائے۔

شو دیوتا کی عزت اور عبادت آسمان کے باسی بھی کرتے تھے ——— اُما (پاربتی) کے باپ ہماوت (ہمالہ) نے شو کی خدمت میں پانی، دودھ، دہی، مکھن، کوساگھاس، چاول جَو اور سفید رائی بطور نذر چڑھائی اور اپنی جمیل بیٹی اُما (پاربتی) کو ریاضت میں مستغرق شو کی خدمت کے لئے وقف کر کے اس کے مسکن پر بھیج دیا تاکہ وہ ایک بار پھر شو کا دل جیت لے، اس کی توجہ حاصل کرے۔ اُما کے ساتھ اس کی دو نوجوان سہیلیاں یا باندیاں بھی تھیں۔

آفتابی کرنوں سے ہر چیز نکھر گئی تھی۔ اُما (پاربتی) اشتیاق اور اُمنگوں میں ڈوبی شو کے سامنے پہنچی۔ وہ گردوپیش سے بے خبر مراقبے میں گم تھا، مگر اُما کے پہنچتے ہی جانے کیا ہوا کہ آپ سے آپ اس کی ساکت آنکھیں جنبش میں آگئیں۔ کویں وہ ٹھہراؤ نہ رہا اُما (پاربتی) کے بہار آفریں حسن، فطری سادگی، حجاب اور معصومیت سے ایک بار تو مسحور سا ہو گیا۔ حیرانی اور دلچسپی سے پربت کی بیٹی کو دیکھا پھر خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کیا اور اپنی اس حسین دشمن سے کہا۔

" تو میری ساری خدمتیں بجا لایا کر"

اُما حسین 'دشمن' اس لئے تھی کہ عورتوں کی موجودگی سے 'تارک الدنیا' (تپسوی) کی ریاضت میں بہت خلل پڑ جاتا تھا۔

اور پھر فوراً ہی وہ استغراق عود کر آیا جو شو کے ساکت مقدس سینے میں بسیرا کئے ہوئے تھا۔ اس کے دل پر اس خوبصورت ساحرہ (اُما) کی حسین سحر انگیزیوں کا کوئی دیرپا اثر نہیں ہوا۔ وہ اس کے حسنِ بے پناہ سے متاثر ہوئے بغیر، مکمل پُرسکون انداز میں

اس دوشیزہ (اُما) کو دیکھتا رہا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس سے وابستہ تمام مقدس فرائض بجا لائے ــــــ اُما خوش ہو گئی۔ تازہ تبازہ شگوفے چن کر لائی، محبت اور عقیدت میں ڈوب کر، بڑے پیار سے، بڑی توجہ سے قربان گاہ جھاڑی پونچھی، پاک رسموں کی ادائیگی کے لئے آگ کی ضرورت تھی۔ آگ جلانے کو لکڑیاں اکٹھی کیں۔

پُرکشش زلفوں والی اُما (پاربتی) شو کی نذر کرنے کو روزانہ نوشگفتہ کلیاں جمع کر کے لاتی، قربان گاہ صاف کرتی، جھاڑو دیتی، روزمرہ کی مذہبی رسموں کے لئے گوسا گھاس اور شفاف ترین پاکیزہ پانی لاتی۔ کبھی جو پاربتی، اُما شو کی خدمت کرتے کرتے تھک جاتی، اپنی مضمحل نیم باز نظروں سے شو کی پیشانی پر درخشاں سنہری چاند کو دیکھنے لگتی اور فوراً ہی اس کا حسین سراپا از سرِ نو چاق و چوبند ہو جاتا۔ سارا اضمحلال جاتا رہتا۔

پاربتی (اُما) نے شو کی ساری ضروریات پوری کرنے میں دن رات کی تمیز اٹھا نہ رکھی۔ مگر پھر بھی اس کے انہماک کو کسی طرح توڑ نہ سکی ــــــ بس ایک ہی دن وہ ذرا کی ذرا ملائمت اسے دیکھ کر، اپنی خدمت کا حکم دے کر رہ گیا تھا، پھر کوئی بات نہیں کی بات تو بڑی بات ذرا نگاہ بھر کر بھی دیکھنے کی توفیق نہیں ہوئی ــــــ پاربتی (اُما) کے لئے یہ صورتِ حال خاصی دلشکن[ح۵۴] تھی، مگر وہ چُپ چاپ ہر بات سہے جا رہی تھی، نہ کوئی گلہ اور نہ شکوہ۔ محبوب کی طرف سے ذرا بھی میل اس کے دل میں نہیں آیا ــــــ اُما کی بدقسمتی کہ شو جنسِ لطیف کی کشش سے بے نیاز ہو چکا تھا، پر وہ برابر خدمت کئے گئی۔ راتوں کو بھی اٹھتی اور اس کے لئے پھول چڑھا آتی، دیا جلا آتی، اسے لبھانے کے لئے

ح۵۴- ایک روایت یہ ہے کہ اُما، گہری سانولی تھی۔ اسی سانولے پن کی وجہ سے وہ شو کو اچھی نہیں لگتی تھی مگر اُما (پاربتی) نے ریاضتیں کر کے اپنے بدن کو کندن کی طرح سنہری بنا لیا تھا۔

ناچتی، میٹھے بولوں میں گاتی۔ گہنوں سے، پھولوں سے اپنا آپ سجاتی پر سب کچھ بے سُود
اس کی پیاری یاد دل میں فروزاں رہتی۔ گم سُم، بھیگی آنکھیں لئے ہر وقت اداس اداس
سوچوں میں ڈوبی رہتی۔ کیا اسے پالوں گی؟۔ سب سے بڑی فکر یہی تھی۔

دیوتاؤں کی پٹائی | دیوتا اور رشی شِو دیوتا کے ختم نہ ہونے والے مراقبے سے جلنے لگے تھے، ان کی خواہش تھی کہ کوئی صورت ایسی ہو کہ شِو کا گیان ٹوٹ جائے اور دنیاوی بھندے اسے چاروں طرف سے گھیر لیں۔ شِو کے بے پناہ اور لامتناہی زہر کا توڑ انہوں نے یہی سوچا کہ سرد مزاج شِو نسوانیت کی سمور ایسی ملائم ملائم اور من بھاتی کیف آگیں گرمی سے آشنا ہو جائے اور اس حسین پہاڑن پاربتی کا بیاہ شِو سے ہو جائے۔ ابھی وہ اسی فکر میں تھے کہ اسی بیچ اثنا میں تارک نامی عفریت نے خروج کیا۔ اس کے باپ کا نام وجرانک (VAJRĀNAKA) تھا۔ دراصل وہ ایک دَیتیا[۲۶] تھا اسے اُسُور[۲۷] بھی کہا گیا ہے اس نے سخت تپسیائیں (ریاضتیں) کر کے اتنی طاقت حاصل کر لی کہ دیوتاؤں کی بھی خوب گوشمالی کی، ان کے لئے مہیب خطرہ بن گیا اور وہ اس کے سامنے بے بس ہو گئے بالآخر اس کے خاتمے کے لئے جنگ کے دیوتا کارتکیہ (KĀRTTIKEYA) کو معجزانہ طور پر

ح۲۶۔ دَیتیا (دے تیا۔ DAITYA): ہندو اساطیر کے یہ شیاطین اور عفریت دِیتی، کشیپ کے بیٹے ہیں: تارک کا تعلق بھی شیاطین اور عفریتوں کی اسی نسل یعنی دیتیاؤں (دے تیاؤں) سے تھا۔ دیتیا، دیوتاؤں سے لڑتے بھڑتے رہتے ہیں دیوتاؤں کے لئے جو قربانیاں دی جاتی ہیں ان میں وہ رخنہ ڈالتے رہتے ہیں۔ کبھی وہ دیوتاؤں پر غالب آ جاتے اور کبھی ان سے مغلوب ہو جاتے ہیں دیتیا اور دانو (DĀNAVAS) عام طور پر ایک دوسرے سے متعلق سمجھے جاتے ہیں اور ان میں مشکل سے ہی کوئی فرق روا رکھا جاتا ہے ح۲۷۔ اُسُور (ASURAS): اُسُور کی تفصیل کہانی سے پہلے تعارف میں دی جا چکی ہے۔

پیدا کیا گیا۔ وہ شیو کا بیٹا تھا۔

بھیانک دیوتا تارک نے تینوں دنیاؤں، آسمان، زمین اور پاتال کو اپنی تباہ کاریوں کی لپیٹ میں لے لیا۔ وہ دیوتاؤں کی قربانیوں اور یگیوں تک میں مزاحم ہو جاتا۔ معمولات فطرت میں اس نے رکاوٹیں ڈال دیں۔ موسموں کے سگے بندھے اصول تہ و بالا دیئے۔ سردی گرمی اور برسات کوئی موسم بھی اپنے معمول پر نہیں رہا۔ دیوتا اس پر قابو نہیں پا سکتے تھے کیونکہ پچھلے جنم میں تارک نے دن رات تپسیا کی تھی جس کے نتیجے میں خود برہما دیوتا نے اسے بے پناہ قوت بخش دی تھی — شیو دیوتاؤں کا سپہ سالار تھا مگر وہ عسکری فرائض چھوڑ کر کب سے محض ریاضتوں کو اپنا کر بیٹھ گیا تھا — جب دیوتاؤں کا کوئی سپہ سالار نہ رہا تو تارک نے اپنی فوجوں کی مدد سے دیوتاؤں کو ان کی اپنی مملکت سے مار بھگایا۔

تارک کی ہلاک آفرینیوں اور تباہ کاریوں سے خوف زدہ ہو کر سب دیوتا اس کے محل کی دیوار پر سجدہ ریز ہوتے تھے، سب اس کی چاپلوسی کرتے تھے۔ حتیٰ کہ بابرکت آسمانوں کا فرمانروا اندر دیوتا بھی تارک کی خوشنودی کی خاطر اس کی خوشامد کرتا اور آسمانی درختوں پر کھلنے والے شاندار رنگوں والے پھول تارک کی خدمت میں بھیجتا لیکن تمام خوشامدوں کے باوجود تارک کی چیرہ دستیاں ختم نہیں ہوئیں بلکہ اس نے اندر کا لاجواب گھوڑا اور ہاتھی بھی چھین لیا۔ سورج اپنی پہلی کرنیں تارک کے محل پر نچھاور کرتا تھا۔ اس مغرور و سفاک عفریت کو خوش کرنے کے لئے چاند ماند نہیں پڑتا تھا بلکہ اپنی پوری جلوہ طرازیوں کے ساتھ مسلسل نور افشاں رہتا تھا — ہوائیں اس سے سہمی رہتی تھیں اس حد تک کہ تارک کے دلفریب باغوں میں انہیں درختوں کے شگوفے اڑانے کی جرأت نہیں ہوتی تھی — اس خوفناک شیطان کی خوشنودی کے لئے موسم اپنے پھول نچھاور کرتے تھے — دریائی دیوتا تارک کی خاطر پانی کی تہ میں موتیوں کی روپہلی آب و تاب بڑھا دیتا تھا اور اس کے قدموں میں نذرانہ پیش کرتا تھا۔

اس نے تو آسمانی پریوں —— اپسراؤں کو بھی قید کر لیا۔ جب وہ اپنے پلنگ پر سوتا تو اپسرائیں بڑے ہی دکھ اور کرب کے ساتھ کھڑی بالوں کے بنے ہوئے پنکھے اسے جھلتی ہوئی ہوئے آنسو بہاتیں اور مسلسل ٹھنڈی آہیں بھرتیں۔ بالوں کے ان پنکھوں سے پانی کے جو قطرے جھڑتے تھے وہ اصل میں ان اپسراؤں کے ہی آنسو ہوتے تھے، اور ان پنکھوں سے جو ہوا آتی تھی وہ ان کی ٹھنڈی سانسیں اور سرد آہیں ہوتی تھیں —— تارک نے گنگا میں کھلنے والے سنہری کنول ہتھیا لئے اور انہیں اپنے تالابوں اور جھیلوں میں سجا لیا۔ اس طرح اس کی اپنی جھیلیں کنول کے سنہری پھولوں سے بھری رہتی تھیں۔ اس نے تو دیوتاؤں کے نندن (NANDANA) نامی مقدس جنگل کے درخت بھی کاٹ ڈالے حالانکہ ان درختوں کے شگوفے دیوتاؤں کی بیویاں بڑی ملائمت سے توڑتی تھیں۔

تارک نے دیوتاؤں کے پہاڑ میرو کی مقدس چوٹیاں اکھاڑ پھینکیں اور ان سے اپنے محلوں میں تابناک نشیبی جگہیں اور عیش و عشرت کے لئے پُرنور ٹیلے بنا لئے —— آسمان کے دیوتا اب اپنے شاندار مسکنوں سے دور پوری دنیا میں گھوم پھر کر لطف اندوز نہیں ہو سکتے تھے، مختلف دنیاؤں کی سیر کرنے کی آرزو نہیں کر سکتے تھے کیونکہ تارک کے حملوں کے خوف سے دیوتاؤں کے آسمانی رتھوں کے راستے ویران ہو کر رہ گئے تھے۔ اب دیوتا درخشاں رتھوں میں سوار ہو کر فضائی میدانوں میں لپکتے جھپکتے نہیں گزر سکتے تھے کیونکہ تارک کی ناپاک قوت سے ان کا دم نکلتا تھا۔

لوگ دیوتاؤں کے لئے جو قربانیاں پیش کرتے، چڑھاوے چڑھاتے بدطینت تارک چھین لیتا اور دیوتا لاچاری سے اس کا منہ دیکھتے رہ جاتے۔ جب پجاری دیوتاؤں کی نذر کرنے کے لئے کوئی مخصوص جانور لے کر آتے تو تارک جادو کے زور سے انہیں آگ کے شعلوں سے اٹھا لیتا —— سانپ اپنے بادشاہ واسوکی اژدھے کی سربراہی میں، اپنے تابناک جواہرات کی روشنی میں اس رستے کو منور کر دیتے تھے جہاں سے تارک رات کو گزرتا تھا

ان سانپوں سے میرے موتیوں کی خیرہ کن روشنیاں ہواؤں اور بارشوں سے ماند نہیں ہوئیں ـــــ دیوتاؤں نے اس عالم شیطان تارک پر قابو پانے کی جتنی بھی ترکیبیں سوچیں سب بے اثر رہیں۔ یہاں تک کہ محافظ دیوتا وشنو کی بھی ایک نہ چلی۔ وشنو نے جب بھی اپنے ہتھیار (چکر) سے تارک کو ہلاک کرنا چاہا تارک نے اس ہلاکت خیز اور دہشت ناک ہتھیار (چکر) کو بھی پکڑ کر اپنے گلے میں ڈال لیا، جیسے وشنو کا یہ شعلہ وش چکر ڈراونا ہتھیار نہیں بلکہ گلے کا ہار تھا۔ آسمان، زمین، پاتال تارک کے جبر و استبداد تلے اس وقت تک کراہتے رہنے پر مجبور تھے تاوقتیکہ کوئی طاقت اسے اس کے شیطانی تخت سے اتار نہ پھینکتی۔

جب تارک نے آسمان، زمین اور پاتال میں دہشت گردی اور تباہ کاریوں کا بازار گرم کر رکھا تھا اور دیوتاؤں کی اچھی طرح گوشمالی کر رہا تھا تو دیوتا مار کھانے کے بعد اندر دیوتا کی قیادت میں ٹوک دم دبا کر بھاگے اور پناہ لینے کو سیدھے برہما دیوتا کے مسکن پر جا کر دم لیا۔ انہوں نے تارک کی تمام چیرہ دستیوں اور اپنی بے بسی کی روداد برہما کے گوش گزار کر دی۔ پھر انہوں نے برہما سے اپیل کی کہ وہ ان کے کام آئے اور ایک سورما پیدا کرے جو تارک کو تباہ و برباد کر دے ـــــ برہما ان کی باتیں سن کر بولا۔ اس کے الفاظ اس سہانی اور تازگی بخش بارش کے قطروں کی طرح برس رہے تھے جو بادل کی گرج کے بعد سوکھی دھرتی پر برستی ہے۔

"دیوتاؤ! میں نے تمہاری بپتا سنی۔ اسے تو میں نے ہی قوت تفویض کی ہے۔ اب میرے لئے یہ کہاں مناسب ہے کہ خود اس کے مقابلے کے لئے نکلوں۔ تاہم میں تمہاری خواہش پوری کر دوں گا مگر اس کے لئے تمہیں کچھ انتظار کرنا ہوگا۔ شیو دیوتا کی قوت کا حصہ بن کر پیدا ہونے والے ماہر جنگجو کے علاوہ اور کوئی تارک

کا مقابلہ نہیں کر سکتا، لیکن شِو کا یہ بیٹا بھی جوان ہو کر اس کا مقابلہ
کرے گا۔ شِو اور پاربتی کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہو گا جو تمہیں
فتح دلا سکے گا''

یہ سب سن کر دیوتاؤں نے برہما سے کہا کہ انہیں ایک ایسے سردار کی تلاش ہے جس کی قیادت میں وہ فخریہ خشمناک دشمن تارک پر حملہ آور ہوں اور فتح پائیں۔

برہما نے دیوتاؤں سے کہا۔

''تمہیں کوشش کرنا ہوگی کہ سمبھو[۴۹] (شِو) کا ذہن حسین اُما (پاربتی)
اپنی رعنائیوں سے اپنی طرف یوں کھینچ لے جیسے مقناطیس لوہے
کو کھینچتی ہے۔ دنیا میں صرف اُما ہی وہ خاتون ہے جو شِو کا نطفہ اپنے
شکم میں برداشت کر سکتی ہے۔ شِو اور اُما کا بیٹا تمہارا سپہ سالار
بنے گا، اور تارک کی زیرِ حراست دیوتاؤں کی بیویوں کی زلفوں کی
مینڈھیاں رہا کرلے گا۔''[۵۰]

محبت کا دیوتا کام دیو

برہما دیوتا کی ہدایت کے بعد اب دیوتاؤں کے تارک کے ظلم و ستم سے نجات پانے کا بس یہی ایک راستہ رہ گیا تھا کہ تاریکی کے دوسرے کنارے مراقبے میں بیٹھے برترین تجلّی سے منور شِو دیوتا کے دل اور ذہن میں اُما (پاربتی) کو بسا دیا جائے۔ اس طرح تارک کی تخریب شِو کو پاربتی کا گرویدہ بنانے کی فوری وجہ بنی اور ان دونوں کا ملاپ مقدر ہو گیا۔

۴۹۔ سمبھو (SAMBHU): شِو دیوتا کا ایک نام۔

۵۰۔ مطلب یہ کہ تارک نے دیوتاؤں کی جن بیویوں کو قید رکھا تھا وہ سور ما انہیں رہائی دلائے گا۔

دیوتاؤں نے اندر دیوتا کو پیغامبر بنا کر محبت کے دیوتا کام دیو کے پاس بھیجا کہ شیو کے دل میں اُما دیوی پاربتی کی محبت جگا دے — اندر بڑے عزم اور رتی کماری کے ساتھ کام دیو کے مسکن کی طرف لپکا اور اس کے پاس پہنچا — کام دیو نے جھک کر اندر کو تعظیم دی اور ہاتھ باندھ کر اس کے حکم کا انتظار کرنے لگا — کام دیو نے اپنے عشق کے تیر اپنے ساتھی بسنت[51] کو تھما رکھے تھے اور اپنی کمان گردن میں لٹکائی ہوئی تھی۔ اس کی کمان کے ابرو کسی خوش طبع حسینہ کی دل آویز خمیدہ بھنوؤں کی طرح خوبصورت تھے کام دیو کی کمان خوشبودار آسمانی پھولوں سے اور اس کے تیر آم کے درخت کی ملائم ملائم کونپلوں سے بنے ہوئے تھے — کام دیو کی گردن پر اس کی بیوی رتی[52] کے کنگنوں اور چوڑیوں کے دباؤ کے نشان نظر آ رہے تھے[53]

کام دیو کا سب سے بڑا کام یہی ہے کہ مردوں اور عورتوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت جگا دیا کرے اور جنسی خواہش بھڑکا دیا کرے —— وہ تیر کمان لئے رہتا ہے اس کی کمان ایکھ کی تانت، پھولوں اور شہد کی گنگناتی مکھیوں سے بنی ہے اور اس کے تیر آم کی نرم و ملائم کونپلوں، آم کی ٹہنیوں یا پانچ پھولوں یعنی امرہ، چمپا، کیتکی، کمل، ناگ کیسر اور بیلا[54]

ح۵۱۔ بسنت: بسنت یعنی موسم بہار کام دیو کا دائمی رفیق تھا۔

ح۵۲۔ رتی: "رتی" کے لفظی معنی ہیں "کامنا۔ خواہش"۔ کام دیو کی بیوی رتی کا ایک نام کامنی کُھیا کامنا بھی ہے۔

ح۵۳۔ کام دیو کی گردن پر اس کی بیوی رتی کے کنگنوں یا چوڑیوں کے دباؤ کے نشان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رتی، شوہر کے گلے میں اپنی باہیں حمائل کرتی ہے، اس طرح کنگنوں یا چوڑیوں کے نشان کام دیو کی گردن پر پڑ جاتے ہیں۔

[illegible] یعنی "پانچ تیروں والا" بھی کہتے ہیں۔

سے بنائے گئے تھے۔ انہی تیروں سے کام دیو لوگوں کے دل چھید کر ان میں محبت اور جنسی خواہش بیدار کرتا ہے ـــــ کام دیو کا دوست بسنت (وسنت) ہے جو موسم بہار ہے۔ کام دیو کے لئے کمان پر تانت چڑھانے اور تیروں کا انتخاب کرنے کی خدمت بسنت کے سپرد ہے۔ وہ کام دیوتا کے تیر بھی تھامے رہتا ہے ـــــ کام دیو کی جوانی سدا بہار ہے۔ وہ سب دیوتاؤں سے زیادہ شکیل ہے۔ اس کی سواری کا جانور طوطا ہے اور اس کے علم پر ایک افسانوی مچھلی کا نشان بنا ہوتا ہے۔ اس مچھلی کا نام "مکر" ہے۔ برہما اس کا باپ ہے۔ شریر اتنا کہ پیدا ہونے کے فوراً بعد اپنے باپ (برہما دیوتا) ہی کو اپنے عشق آفریں تیر کا نشانہ بنا دیا اور برہما اپنی ہی ایک بیٹی کے عشق میں مبتلا ہو گیا۔

کام دیو جنگلوں، مرغزاروں، چشموں، شہروں اور دیہات میں پھرا کرتا ہے اور ہمیشہ اس تاک میں رہتا ہے کہ ذرا موقع ملے اور وہ اپنے عشق خیز تیر سے کسی کے دل کو زخمی کر کے اس میں محبت پیدا کر دے۔ انسانوں کا تو خیر ذکر ہی کیا دیوتا اور سخت ریاضتیں کرنے والے رشی تک اس کی شرارتوں سے دردِ دل میں مبتلا ہو جاتے۔ نیک اور عفت مآب خواتین اسی کی بدولت بہک جاتی ہیں۔

جب آم کا بور نکلتا ہے اور کوئل اپنے ساتھی کو پکارنے لگتی ہے جب شہد کی مکھیوں کے ترنم سے باغ اور بن گونج جاتے ہیں تو کام دیو اپنی اندھی شوخیاں شروع کرتا ہے اس کے زخم کھا کر وفا شعار بیویاں اپنی پاکیزگی آلودہ کر لیتی ہیں۔ کنواریاں دھوکے بازوں سے ملوث ہو جاتی ہیں اور نوجوان گناہوں میں ڈوب جاتے ہیں۔ تپسیا میں مصروف دبلے پتلے رشی اور ساد ہو اپنی ریاضتیں چھوڑ چھاڑ عورتوں کا پیچھا کرنے لگتے ہیں۔

اندر دیوتا نے کام دیو کو اپنے پاس بٹھا کر اسے عزت بخشی۔ کام دیو نے اندر سے پوچھا کہ وہ تینوں دنیاؤں، زمین، آسمان اور پاتال میں اس کی کیا خدمت بجا لائے تاکہ اسے اندر کی خوشنودی حاصل ہو سکے ـــــ کام دیو نے تو اندر سے یہ بھی پوچھا کہ کیا کوئی پرکشش

کوبوں والی کوئی ایسی بیاہتا ماں ہے وہ عورت ہے جس نے شادی کے وقت پاکیزگی کی قسم کھائی تھی اور بڑے نفس ضبط کے ساتھ اپنا عہد نبھا رہی ہے اور شوہر کی وفادار ہے اگر اس عورت نے اپنی خوبصورتی کی وجہ سے اندر کا دل جیت لیا ہے اور اندر اس کا تقدس ختم کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ (عورت) اپنی خواہش اور مرضی سے اندر کے گلے میں اپنی بانہیں ڈال دے تو وہ (کام دیو) اپنے تیر سے اس شادی شدہ عورت کے دل میں اندر کی الفت جگا دے گا اور اس کے دل میں اندر کے لئے جنسی خواہش پیدا کر دے گا کام دیو نے

اندر سے یہ بھی پوچھا۔

"کیا کیف آگیں لمحات میں کسی غلطی سے خفا ہو کر کسی حسینہ نے تجھے نظر انداز کیا ہے، اگر ایسا ہے تو مجھے بتائیں اس کے بدلے میں شدید ندامت بھر دوں گا۔ میں اس کے ملائم سینے میں ایسا درد پیدا کر دوں گا کہ وہ فوراً محبت کرنے لگے گی، اس کے جذبات برانگیختہ کر دوں گا، وہ ایک دم بے قابو ہو کر اپنے ٹیسیں مارتے دل کو تیرے سینے سے لگ کر سکون بخشے گی، اسے نرم و ملائم شگوفوں کے بستر پر ہی آرام ملے گا۔"

اندر نے کام دیو کو بتایا۔

"اس وقت دیوتاؤں کو ایسے سردار کی ضرورت ہے جو انہیں فتح دلا سکے، وہ (سردار) شو کے نطفے سے پیدا ہوگا۔ تو شو کے دل میں اُما (پاربتی) کی خواہش پیدا کر دے تاکہ وہ اس کی بیوی بن جائے کیونکہ برہما دیوتا کے اعلان کے مطابق ساری عورتوں میں صرف اُما (پاربتی) ہی شو دیوتا کا جوہر سنبھال سکتی ہے۔ میں نے اپنی اپسراؤں سے سنا ہے کہ 'شاہ کوہسار' (ہماوت) کے حکم

سے اس کی بیٹی اُماشیو کی خدمت کر رہی ہے اور شیو پہاڑی چوٹی پر ریاضت میں مگن ہے جا اور دیوتاؤں کی خاطر یہ کام انجام دے صرف تیرے تیر ہی شیو پر غالب آسکتے ہیں جس کی بدولت دیوتاؤں کو فتح حاصل ہوگی۔"

اندر دیوتا کا حکم بجا لانے کے لئے کام دیو نے اپنی بیوی رَتی[۵۲] اور اپنے رفیق بسنت رسم بہار کو اپنے ساتھ لیا اور اس برف پوش پہاڑ کی طرف چل دیا جہاں شیو تنہا تپسیا میں تھا۔

کام دیو کی بیوی رَتی اور اس کے جلیس بسنت (بہار) کے آنے سے وہاں نا وقت ار آگئی۔ فطرت عجیب عجیب رنگوں میں بے نقاب ہوگئی۔ برف پگھلنے لگی۔ کلیوں نے رے سے لب وا کر دیے، بیلیں اور پھول بن گئیں، فضائیں اور ہوائیں مہک گئیں ــــ مد کی مکھیاں بھنبھنا رہی تھیں، پھدکتے چہکتے پرندے بسنت رُت پر نثار ہو رہے تھے ریوں اور شیروں پر جولانیاں آئی تھیں۔ جانور اور پرندے اپنے گھر اور گھونسلے بنا رہے ے، ہر شے زندگی سے معمور اور سرشار تھی۔

"بہار کتنی حسین تھی،
دل میں محبّت کا جادو جگانے کے لئے،
تپسوی کو اس کے تصورات کے ورغلانے کے لئے،
کام دیو کو بہار پر ناز تھا،
اس جنگل پر بہار آئی ہوئی تھی۔

۵۲۔ رَتی: کام دیوتا کی بیوی۔ رَتی کے معنی کامنا (خواہش) کے ہیں۔ رَتی کا ایک نام منی، یا کامنا، بھی ہے۔

اس مقدس جھنڈ میں شِو ایسی ملکوتی تجلّی کے ساتھ جلوہ گر تھا،
کہ کام دیو کا جذبۂ رشک بھی اس نظارے سے بھڑک اٹھا۔"

وہاں اُشوک نامی مقدس درخوبصورت درخت عجب نکھار پیدا کر رہے تھے ان سے کلیوں اور سُرخ پھولوں کی جیسے بارش ہو رہی تھی۔

"اُشوک[58] نے اپنی شاخوں سے،
شگفتہ کلیاں نچھاور کیں،
سُرخ ملکوتی پھول برسائے،
اشوک نے انتظار نہ کیا،
اس کنواری[59] کے لمس کا،
اس کے نفگیں پاؤں کے پیارے دباؤ کا۔"[60]

۵۸۔ اُشوک (ASOKA): ایک خوشنما درخت۔ اُشوک، (اسوک) کے معنی ہیں "رنج والم سے مبترا" شوک (سوک) کا مطلب ہے، رنج۔ الم، ۔ اُلف، یہاں نفی کے معنی دیتا ہے چنانچہ اشوک کے معنی ہوئے "رنج والم سے آزاد" اس درخت یعنی اشوک پر خوبصورت اور خوش رنگ پھول کثیر مقدار میں لگتے ہیں۔ ان کا رنگ بالکل لال یا پھر سرخی مائل نارنجی ہوتا ہے جو بستی میں تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ شِو دیوتا سے نسبت رکھنے کی وجہ سے یہ درخت ہندوؤں کے ہاں بہت مقدس سمجھا جاتا ہے ہندو عورتیں اس درخت کو وفاداری اور تقدس اور پاکیزگی کی علامت سمجھتی ہیں اور بعض موقعوں پر اس کی کونپلیں یا کلیاں بھی کھاتی تھیں۔ اُشوک کی پوجا کرنے اور اس کی کونپلیں کھانے کا سلسلہ شاید آج بھی بھارت میں جاری ہو ——— ہندوؤں کے خیال میں، اگر کوئی خوبصورت پاکدامن دوشیزہ اپنے پاؤں سے اس درخت کو چھوئے یا اس پر مار دے تو اس پر سرخ پھول کھل اٹھتے ہیں۔

۵۹۔ کنواری: اُما (پاربتی) سے مراد ہے۔

آم کے درختوں پر بُور نکل آیا تھا۔ اسی لئے مبدہ بُور سے کام دیو کے عشق خیز تیر تیار کیے گئے۔ ان تیروں پر نئے پتے لگاتے گئے تھے تاکہ یہ (تیر) ہوا میں تیزی سے پرواز کر سکیں۔ بسنت (بہار) نے تھیہر کی مکھیوں کو آواز دے کر طلب کر لیا، وہ آگئیں تو بسنت نے انہیں کام دیو کے تیروں پر متعین کر دیا۔ تیروں پر مکھیاں یوں لگ رہی تھیں۔ جیسے یہ کام دیو کے نام کے سیاہ حروف ہوں۔(۲۰)

"(۲۱)کرنکر کے رنگین پھولوں کو دیکھ کر،

دل بے کیف ہو جاتا ہے،

کیونکہ ان خوبصورت پھولوں میں خوشبو نہیں ہوتی۔

پلاش کی لال سُرخ ہلالی کلیاں بکھریں،

ح ۱۹۔ چونکہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ کوئی دلآویز باعصمت کنواری اشوک کے درخت پر اپنے پاؤں کا دباؤ ڈال دے تو اس پر لال پھول نکل آتے ہیں اسی بات کو ذہن میں رکھ کر یہاں کہا یہ گیا ہے کہ اُمانے اشوک پر اپنا پاؤں ٹکایا بھی نہیں تھا اس کے باوجود کام دیو، اس کی بیوی رتی اور ساتھی بسنت کے آنے سے وہاں ایسی پُراثر بہار آگئی کہ اشوک کے درخت پر پھول نکل آئے۔

ح ۲۰۔ پرانے زمانے میں دستور یہ بھی رہا کہ تیرانداز یا تیروں کے مالک کا نام اس کے تیروں پر لکھ دیا جاتا تھا۔

ح ۲۱۔ ایک درخت جس پر سُرخ پھول کھلتے ہیں مگر ان میں خوشبو نہیں ہوتی۔

ح ۲۲۔ پلاش (پلش۔ PALĀSHA) ایک بہت ہی خوبصورت درخت جس پر شوخ نارنجی رنگ کے ڈھیروں پھول کھلتے ہیں۔ اسی لئے اس درخت کو عام طور پر "شعلۂ جنگل" کہا جاتا رہا ہے۔ ابتدا میں اس درخت کو پرن (PARANA) کہتے تھے بعد میں پلاش (پلش) کہا جانے لگا۔ پلاش کی لکڑی سے تعویذ بنائے جاتے ہیں۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ ان تعویذوں کی مدد سے دشمنوں پر فتح، دولت اور لمبی عمر حاصل کی جا سکتی ہے اور ہندوؤں کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر کوئی مرد پانی میں پلاش کے بیج ڈبو

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

جنگلی راہوں پر پڑی یہ اَن کھلی کلیاں یوں چمکیں،
جیسے نوخیز بہار نے ان راہوں پر[ص۶۴]
پیار سے اپنے ناخن گاڑ دیئے ہوں،
اور ناخنوں کے نشان[ص۶۵] پڑ گئے ہوں۔
ان راہوں کا بہار سے فوراً ہی ملاپ ہو گیا[ص۶۶]۔
سایہ دار مرغزاروں پہ تیرنے والی ٹھنڈی ہواؤں میں،
خواہش سے مغلوب ہو کر ہرن،
جنگل میں اندھا دھند دوڑ رہے تھے،
پتے سرگوشیاں کرتے جھڑ رہے تھے،
ہوا میں کانپتے سوکھے پتوں کی آواز کو،
ان دیکھا دشمن سمجھ کر سہمے سہمے کم سن آہو بھاگنے لگے۔
خوشبو میں بسی ہوئی ہوا پیال کے درختوں کے پھولوں کا،
زرِ دانہ اڑا اڑا کر بکھیر رہی تھی،
جس سے ہرنوں کی بصارت میں رکاوٹ پڑ رہی تھی۔
کوئل کی کوک میٹھی تھی،
اس کی گردن آم کے بُور سے سُرخ ہو رہی تھی۔

کرپی سے تو اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔

ص۶۴۔ ص۶۵۔ ص۶۶۔ یہاں جنگل کی راہوں کو موسم بہار کی محبوبہ کے طور پہ پیش کیا گیا ہے اور ان راہوں پر پڑی کلیوں کو ناخنوں کے ان نشانوں سے تشبیہ دی گئی ہے جو مرد عورت کے ملاپ کے دوران ان کے جسموں پر پڑ جاتے ہیں۔

جو وہ ابھی کھا کر آئی تھی۔''

کام دیو کے ساتھ بہار کی آمد سے ان سب باتوں کے علاوہ یہ بھی ہوا کہ کوئل کی کوک اور آم کے بُور کی خوشبو سے جنسی خواہشات برانگیختہ ہو گئیں۔ کام دیو نے کوئل کی شیریں آواز سے خود پسند حسیناؤں کا تکبر ختم کر کے رکھ دیا تھا، اور بہار کے موسم میں آم کی کلیاں، دیکھ کر مغرور ماہ پارائیں خود بینی سے دامن کش ہو کر اپنے عشاق سے ملنے پر مجبور ہو گئی تھیں۔

''آسمان کی مغنّی دوشیزاؤں[۱۹۸] کے بدن کی،
دلفریب رنگین آرائش[۱۹۹] پسینے میں بھیگ گئی تھی،
آرائشی رنگ گرمی سے داغدار ہو گیا تھا،
پر ان کی جاذبیت پھیکی نہیں پڑی تھی
ان دوشیزاؤں کی مسکراہٹیں،
اور تابندہ نگاہیں ماند نہیں پڑی تھیں،
ان کے گال زرد تھے،
پر ہونٹ گزرتی سردیوں میں دمک رہے تھے[۲۰۰]۔''

ھ۱۹۸۔ آسمان کی مغنّی دوشیزائیں :۔ کِنّر (کھیر) دوشیزائیں۔ کِنّر (KINNAR) نامی اس مخلوق کے بارے میں تفصیل "تعارف" میں دے دی گئی ہے۔

ھ۱۹۹۔ "رنگین آرائش":۔ عورتوں کے بدن پر خوبصورتی کے لئے پتوں جیسے دلفریب و پرکشش نقش و نگار بنائے جاتے تھے۔

ھ۲۰۰۔ عورتیں ہونٹوں کو سردی سے بچانے اور ان کی تازگی برقرار رکھنے کے لئے ان پر موم کی طرح کی کوئی چیز لگاتی تھیں۔ اس طرح تروتازہ ہونٹ چمکتے رہتے تھے۔

شوک کے درختوں کے جھنڈ اور آس پاس رہنے والے دوسرے نازک لدینا
اور بشی بسنت (بہار) اور کام دیو کے سحر انگیز بہانے اثرات سے بہت زیادہ
ہو گئے۔ بھڑکے ہوئے جذبات پر انہوں نے بڑی مشکل سے قابو پایا ——
ن کی کمان لٹکائے تیر انداز دیوتا کام دیو اور اس کے ساتھ اس کی محبوب شریک
رتی وہاں پہنچی تو سب جانداروں کے جوڑے محبت بھرے جنسی جذبات کا بھرپور
ار کرنے لگے۔

" کام دیو اور رتی کے وہاں آنے سے،
شہد کی مکھیوں اور ہرنوں پر جو باقی اثر ہوا
شہد کی نر مکھی نے محبت سے مغلوب ہو کر،
پھولوں کی اسی پیالی سے شہد پیا،
جس سے اس کی محبوب مادہ مکھی نے پیا تھا۔"

آمد بہار کے زیر اثر ہتھنی نے،
اپنے ہاتھی کو ٹھنڈک پہنچانے کے لیے،
سونڈ میں بھرا ہوا کنول کی خوشبو بسا پانی،
بہت ہی محبت سے اس پر انڈیل دیا،
چکرواک پرندے نے،

۔ تیر انداز دیوتا۔ محبت کے "دیوتا کام دیو" سے مراد ہے۔ جو اپنے تیروں سے لوگوں کے دلوں
جنسی محبت پیدا کر دیتا تھا۔
۔ چکرواک CAKRAVAKA، سرخ ہنس۔ یہ نر و مادہ رات کے وقت ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں۔

اپنی مادہ کو خوش کرنے کے لئے کنول کی آدھی شاخ کھلائی،
آدھی وہ خود کھا چکا تھا۔

گیت گاتے گاتے آسمانی مغنّی کنّر نے،
اپنی محبوبہ کا منہ چوما،
محنت طلب نغمہ ریزیوں سے محبوبہ پسینے میں نہا گئی،
اس کے بدن کے پتّے نما دلکش رنگین نقوش[۲۳۷]،
پسینے کے دلآویز قطروں سے ماند پڑ گئے،
پھر بھی کنّر کی محبوبہ کی بہکی بہکی روشن آنکھیں شرابِ گُل سے،
مخمور ہو کر خوبصورت لگ رہی تھیں۔

درختوں سے لپٹی نوخیز بیلوں کی جاذبیت سے،
منظر حسین ہو گیا تھا،
کسی حسین ترین دوشیزہ کی طرح حسین۔
اُونچی شاخوں سے خوبصورت بیلیں محبّت سے یوں ہم آغوش تھیں،
جیسے شوہروں سے بیویاں۔
بیلوں پر پھولوں کے بڑے بڑے گچھے یوں لگ رہے تھے،
جیسے کسی کنواری کی چھاتیاں،

۲۳۷۔ پتّے نما رنگین نقوش: حسینائیں اپنی خوبصورتی میں اضافہ کرنے کے لئے اپنے بدن پر رنگین نقوش بنوا لیتی تھیں۔

دزاں شگوفے ایسے نظر نواز تھے۔
جیسے کسی موہنی کے سُرخ لب۔

اس وقت شو کے کان میں اپسراؤں کے گیت پڑ رہے تھے مگر وہ پوری طرح مراقبے میں مگن تھا، اس کی خاموش ریاضت، گیان دھیان میں ذرا فرق نہ آیا کیونکہ اپنے آپ پر قابو رکھنے والوں کے گہرے استغراق میں ایسی باتوں سے کوئی خلل نہیں پڑا کرتا۔ شو کے آس پاس گہرا سکوت تھا قطعی خاموشی۔ صرف اور صرف شو ایسا تھا جو اس وجد آفریں ماحول سے، اُمنگوں بھری فضا سے بے خبر بے نیاز بیٹھا تھا بے حال مجسمے کی طرح ساکت اور خاموش۔

کام دیوتی اور بسنت شو کے قریب پہنچے اچانک شو کا خدمت گزار نندی[ح۱۴۷] ہونٹوں پر انگلی رکھے شو کی برگ پوش قیام گاہ کے دروازے پر آیا۔ اس کے بائیں بازو پر طلائی عصا رکھا ہوا تھا۔ وہ بولا:-

"شانتی ہو،
چپ رہو،
اس پاک پہاڑی کے سکوت کو مت توڑو،

ح۱۴۷- نندی (NANDI):- شو دیوتا کا مقدس بیل- شو کے مندروں کے باہر سامنے اس کا دودھ جیسا مجسمہ رکھا جاتا تھا۔ وہ شو کا حاجب یعنی امورِ خانہ داری اور اس کے ذاتی خدام کا افسرِ اعلیٰ تھا۔ شو جب تانڈو رقص میں مصروف ہوتا تو نندی اس کے ساتھ ساز بجاتا۔ وہ اپنے ہاتھ میں اپنے عہدے کے مطابق عصا رکھتا تھا۔ وہ سارے مویشیوں کا محافظ و نگران تھا۔ وائیو پران (VAYU PURAN) کے مطابق نندی کا باپ کسیپ (KASYAPA) تھا اور ماں شوربھی (SURBHI)

جنگل کا کوئی باسی جنبش نہیں کرتا،
جنگلی مکھی بھنبھناتی نہیں،

پرندے چپ ہیں،
گھومتے پھرتے ہرن رک گئے ہیں،
ہرانے جنگل میں سانس لیتے سارے جاندار،
چپ اور ساکت ہیں،
جیسے تصویر میں کھڑے ہوں۔"

نندی دروازے پر پہرہ دے رہا تھا مگر کام دیو نے نندی کی آنکھ بچا کر اپنا راستہ ڈھونڈھ لیا اور چپکے سے اس جگہ جا پہنچا جہاں شو استغراق کے عالم میں بیٹھا تھا۔ پر برگ، پرپوش جگہ کو ہر طرف سے نمرو نامی درخت کی شاخوں نے ڈھانپ رکھا تھا۔ خوشگوار سایہ تھا۔ پھول تھے اور بیلیں تھیں۔

تین آنکھوں والا دیوتا شو صنوبر کے درخت کے نیچے اونچی سی قربان گاہ پر مراقبے میں شیر کی کھال پر اس پوزیشن میں بیٹھا تھا جو ویرآسن، کہلاتی تھی۔ وہ سیدھا تن کر بیٹھا تھا۔ تاہم اس کے شانے جھکے ہوئے تھے اور دونوں ہاتھ گود میں یوں رکھے تھے کہ ہتھیلیوں کا رخ اوپر کو تھا گویا کنول کا پھول۔ اس کے بدن کا اوپر کا حصہ بالکل غیر متحرک تھا۔ اس کا ہر پاؤں اس کے نیچے خم کھایا ہوا تھا۔ شو نے کانوں میں دوہری مالائیں پہنی ہوئی تھیں اور الجھے بالوں کو سانپوں سے باندھ لیا گیا تھا۔ اس نے کالے ہرن کی کھال پہن رکھی تھی۔ اس کی گردن نیلی اور چمکدار تھی اور اس نیلی درخشاں گردن کی وجہ

۵۷۔ ہندو اساطیر کی رو سے شو دیوتا کی گردن نیلی تھی۔ بعض روایات میں اس کی گردن کالی بیان ہوئی ہے۔ نیلی گردن ہونے کی وجہ یہ تھی کہ جب دیوتاؤں اور اسُروں نے امرت نکالنے

سے شو کے جسم پر کالے ہرن کی کھال کا لباس اور بھی کالا نظر آ رہا تھا۔ اس کی سیاہ مونچھیں تنی ہوئی تھیں۔ اس کی خوفناک پتلیاں ساکت تھیں اور ان میں قدرے چمک تھی۔ اس کی گھنی پلکیں ٹھہری ہوئی تھیں اور نیچے کو جھکی تھیں۔ اس کی نظریں ناک پر جمی ہوئی تھیں، بالکل غیر متحرک اور یوگ میں ڈوبی ہوئی آنکھیں۔

وہ ایسے بادل کی مانند تھا جس میں بارش کی جلیں، ہیجان و اضطراب نہیں ہوتا، پانی کا ایسا ذخیرہ جس میں لہریں نہ اٹھتی ہوں، بغیر ہوا کی جگہ پر جلنے والے ایسے چراغ کی مثال تھا جس کی لو نہ لرزتی ہو، وہ (شو) اتنا بے حس و حرکت تھا جیسے سانس بھی نہیں لے رہا تھا۔

"ایسا پُر سکون،
جیسے پہاڑ پر کوئی بادل،
ایسا ساکن،
جیسے تھمی ہواؤں میں کوئی جھیل،
ایسا چراغ،
جو ہوا سے محفوظ جگہ جلتا ہو۔

کے لئے دودھ کا سمندر بلویا تو بلونے کے رسّے کا کام انہوں نے واسُوکی اژدھے سے لیا۔ واسوکی چٹان کے گرد لپیٹ کر سمندر بلونا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد بلونے کے دوران واسُوکی نے ہانپ کر زہر اگلنا شروع کر دیا۔ شِو دیوتا نے زہر خود پی لینا چاہا، اسے خیال ہوا کہ کہیں زہر سمندر میں گر کر امرت کو زہریلا نہ کر دے۔ لیکن زہر ابھی شِو کے پیٹ میں جا کر اسے نقصان نہیں پہنچانے پایا تھا اور گردن تک ہی اترا تھا کہ اس کی بیوی پاربتی نے شِو کی گردن مضبوطی سے بھینچ لی۔ زہر شِو کے گلے ہی میں رہ گیا اور یوں اس کی گردن نیلی، اور بعض روایات کی رو سے کالی ہو گئی۔

اتنا ساکت،

جیسے سانس بھی نہ لیتا ہو۔"

شو کی تیسری[۱۶۷] آنکھ سے روشنی کے کوندے یوں لپک رہے تھے کہ کنول کے ڈنٹھل کے ریشے سے بھی زیادہ مہین ہلال ماند پڑ گیا ——— شو دیوتا کو اپنے بالکل قریب اس سنجیدہ اور پُر جلال کیفیت میں دیکھ کر کام دیوتا دہشت کے مارے پھولوں کے تختے میں جا چھپا۔ اس شو پر تو تصور میں بھی حملہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پھر کام دیو کہاں سے یہ جرأت لاتا کہ اپنی کمان سے شو پر عشق خیز تیر برسا کر اُسے اُما (پاربتی) کی محبت کا اسیر بنا دیتا۔ مارے خوف کے کام دیوتا کے ہاتھ جیسے مفلوج ہو گئے، ایسا گھبرایا کہ بھالے تیر اور یہ پھولوں سے بنی ہوئی کمان بھی اس کے ہاتھ سے گر گئی اور اسے پتہ بھی نہیں چلا۔

اتنے میں شاہ کوہسار ہماوت (ہماون۔ ہمالہ) کی بیٹی پاربتی آتی نظر پڑی۔ اس کی سہیلیاں بھی ساتھ تھیں۔ پاربتی (اُما) کو دیکھ کر کام دیو کے خوف زدہ ڈوبتے دل کی نئے سرے سے ہمت بندھی جو تقریباً ختم ہو چکی تھی ——— اُما سرتاپا بہار بنی چلی آ رہی تھی۔ اس نے موسم بہار میں کھلنے والے پھولوں کے گجرے، ہار اور مکٹ سجا رکھے تھے۔ ان میں اشوک (درخت) کے یاقوت سے بھی زیادہ سُرخ پھول پروئے گئے تھے، ان میں سنہری آب و تاب والے کرنکر کے پھول بھی تھے اور ان میں موتیوں جیسے سفید سندھو وار (SINDHU VARA) کے پھول بھی تھے جو اس کی گردن میں یوں لپٹے ہوتے تھے جیسے انتہائی خوبصورت سفید موتیوں کی لڑیاں۔ کچھ پھول اس کے لہراتے گھنگریالے گیسوؤں میں ضیا پاشی کر رہے تھے۔

۱۶۷۔ شو دیوتا کی تین آنکھیں ہیں، ایک آنکھ اس کی پیشانی پر ہے۔ وہ اپنی اس تیسری آنکھ سے آتشیں شعلہ نکال کر کسی بھی دشمن کو فوراً بھسم کر سکتا ہے۔

اس کے سینے کے ابھار کا وزن اتنا تھا کہ اس کا نازک بدن چلنے کے دوران ذرا خم کھا گیا تھا۔ اس نے آفتابِ صبح کے رنگ جیسی پوشاک پہن رکھی تھی، وہ یوں لگ رہی تھی جیسے نئے پتوں اور پھولوں کے گچھوں کے بوجھ سے لرزاں اور جھکی ہوئی نازک سی بیل، جیسے دلکش پھولوں سے لدا پھندا کوئی نازک درخت۔ —— اس نے اپنی پتلی کمر پر وکول (VAKULA) نامی پھولوں کی پیٹی باندھ رکھی تھی جو کمر سے بار بار پھسل کر اس کے کولہوں پر ڈھلک آتی تھی اور بار بار وہ اس پیٹی کو اپنی جگہ سنبھالتی تھی جیسے یہ پیٹی کام دیو کی پھولوں کی کمان کی ہی ڈوری ہو اور کام دیو نے ہی اُما (پاربتی) کی کمر پر اسے سجا دیا ہو گویا کام دیو کو معلوم تھا کہ پھولوں کی اس ڈوری کی جگہ کونسی ہے۔

شہد کی ایک حریص مکھی اُما کے بمبا* جیسے سُرخ نچلے ہونٹ پر منڈلا رہی تھی وہ خوشبو میں بسے ہوئے اس کے ہونٹ سے امرت پینا چاہتی تھی، اُما کی مشکبو سانس سے اس مکھی کی پیاس اور بھی بڑھ گئی تھی۔ اُما اس سے سہم کر اپنی آنکھیں میچ میچ لیتی اور اپنے ہاتھ میں تھامے کنول کے پھول سے مکھی کو بھگانے کی کوشش** کرتی —— اُما (پاربتی) کا حسین بدن بے داغ تھا، کام دیو کی بیوی رتی کا جمال بھی اس کے سامنے پھیکا پڑ گیا تھا۔ اُما کا بہار آفریں حسن دیکھ کر رتی حسد کر گئی اور اس کا اعتراف رتی کے خمیدہ نازک ہونٹ سے بخوبی ہو رہا تھا —— اُما کو دیکھ کر پھولوں سے بنے ہوئے تیروں والا کام دیوتا سنبھلا اور ایک بار پھر آس بندھ گئی کہ وہ اپنے نازک و ملائم تیر سے شیو کے دل کو زخمی کر کے اُما کے عشق میں مبتلا کر دینے کے جس عزم کو لے کر آیا تھا وہ اسے پایۂ تکمیل تک

---

* بمبا (بم با۔ BIMBA)۔ ایک پھل۔ اُما (پاربتی) کے نچلے لب کو "بمبا" پھل سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بہت تلاش کے باوجود مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ "بمبا" پھل کون سا تھا

**۔ خواتین تفریح، دل بہلانے اور آرائش کی خاطر کنول اپنے ہاتھ میں رکھتی تھیں۔

پہنچا دے گا۔

پاربتی (اُما) شرماتی شرماتی چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی شو کی برگ پوش خلوت گاہ کی دہلیز کے قریب پہنچ گئی اور اسی وقت شو غیر محسوس سے انداز میں متحرک ہوا اور اس کا استغراق ٹوٹ گیا، اسے اپنی ذات کے اندر ارفع ترین تجلّی نظر آئی۔ شو نے سانس بھری اور دھرتی لرز گئی۔ وہ دراصل نو سانپوں کا بادشاہ شیش ناگ کا نپ اُٹھا جو زمین کو اپنے پھن پر اُٹھائے ہوئے ہے۔

چہیتا خادم نندی آیا اور شو کے سامنے جھک کر اسے تعظیم دیتے ہوئے اطلاع دی کہ اُما (پاربتی) اس کی خدمت کرنے آئی ہے۔ شو نے اپنی ابرو کے اشارے سے اُما کو اندر آجانے کی اجازت دی۔ نندی جا کر اسے لے آیا —— اُما کے ساتھ اس کی دو سہیلیاں بھی تھیں۔ انھوں نے شو کی تکریم بجا لا کر موسم بہار کے پھول اور کونپلیں سہ چشمی دیوتا شو کے قدموں پر نچھاور کر دیں۔ یہ پھول انھوں نے اپنے ہاتھ سے توڑے تھے۔

اُما (پاربتی) کے کالے بالوں میں رنگ رنگ کے تازہ پھول چمک رہے تھے۔ وہ احتراماً شو کے سامنے اتنی خم ہوئی کہ سر پر بالوں میں سجے پھول نیچے گر گئے۔ اس نے اپنا سر اتنا جھکا لیا کہ کانوں کو زیب دیتے شگوفے ڈھلک کر نیچے آرہے —— کام دیو کی بیوی رتی نے شو کے دل کو آخر قدرے نرما ہی دیا اور اُما کی خواہش، اُما کی محبت کا جھونکا شو کے دل پر یوں آگیا جیسے ٹھہرے ہوئے سمندر پر چاند جھلملا جاتے —— شو نے اس سے کہا:

"خوبرو دوشیزہ، تجھے وہ شوہر ملے گا جو کسی اور سے
پیار نہیں کرتا۔"

شو نے اسے سچی بات بتا دی تھی، دیوتاؤں کی باتوں کا مطلب کبھی الٹا نہیں

تا ۔ شعلے کے گرد منڈلانے والے پتنگے کی سی تیزی کے ساتھ کام دیو نے
فیصلہ کر لیا کہ شو کو اپنے عشق خیز تیر کا نشانہ بنانے کا بہترین موقعہ یہی ہے۔ اُما تو
شو کے پاس موجود تھی تبھی کام دیو نے شو کا نشانہ لیا۔ اس نے اپنی کمان کی تانت کو بار
بار کھینچا۔ شو کو دیکھا پھر اپنی کمان پر نظر کی ۔۔۔ تب گوری[۸۰] اُما۔ پاربتی نے منداکنی[۸۱]
کے کنارے اُگنے والے کنول کے پھولوں کے بیجوں کا ایک ہار اپنے تانبے جیسے
رنگ ہاتھ سے شو کی خدمت میں پیش کیا۔ کنول کے یہ بیج سورج کی کرنوں میں سکھائے
گئے تھے ۔ تین آنکھوں والے دیوتا شو کو اپنے پجاریوں سے محبت تھی اس جذبے
کی بنا پر وہ اُما کا یہ تحفہ قبول کرنے کو تھا کہ اسی وقت پھولوں کے تیر والے دیوتا، کام
دیو نے اپنا بے خطا تیر اپنی کمان پر چڑھا لیا۔ اس تیر کا نام سم موہن[۸۲] تھا۔
جس طرح چڑھتے چاند کے آغاز میں سمندر بے چین ہو جایا کرتا ہے اسی طرح
شو قدرے مضطرب[۸۳] ہو گیا۔ اس نے اُما کے چہرے پر اپنی نظریں جما دیں۔ اس کا
نچلا ہونٹ بمبا پھل کی طرح سرخ تھا۔ اُما کے سراپا سے شو کے لیے بے پناہ
محبت اُمڈ رہی تھی۔ بدن کے انگ انگ کی لرزش دبائے نہیں دب رہی تھی،

۷۹۔ یہاں شو کے لیے 'بھاوا' (BHAWA) آیا ہے۔ 'بھاوا' دراصل شو کا ہی ایک نام تھا۔

۸۰۔ گوری (GAURI) اُما (پاربتی) کا ایک اور نام۔

۸۱۔ منداکنی (MANDAKINI) دریائے گنگا کا ایک نام۔ گنگا تین ہیں ایک آسمان پر، ایک زمین پر اور ایک پاتال میں بہتی ہے۔ آسمانی گنگا کا نام 'منداکنی' ہے۔

۸۲۔ سم موہن (SAMMOHANA) سم موہن کے لغوی معنی ہیں "فسوں ساز، دلبر یا خواب آور"

۸۳۔ گو کام دیو نے ابھی تیر سے اس کے دل پر نشانہ نہیں لگایا تھا، کمان کے چلّے پر ہی رکھا تھا مگر اس کے ابتدائی اثر سے ہی شو مضطرب ہوا تھا۔

سینے کا ارتعاش توجہ طلب تھا۔ اس کا ہر حسین عضو کدمبا (KADAMBA) کی ادھ کھلی کلیوں کی مانند لگ رہا تھا۔ وہ شیو کے سامنے تھوڑا سا منہ موڑے کھڑی تھی، اور بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی، اس کی نظریں زمین پر گڑی تھیں، ان نگاہوں میں اتنی جرأت ہی نہیں رہ گئی تھی کہ اِدھر اُدھر اٹھ سکیں۔

تو لطیف حسیات سے لطف لے رہا تھا۔ اس کا دل اُما کے قرب سے شاداں تھا اور اس کے اسیرِ محبت ہونے کے سارے سامان تھے۔ کام دیو اپنے تیر سے اس کے دل کو نشانہ بس بنانے ہی والا تھا کہ اچانک شیو غیر شعوری طور پر مضطرب ہو گیا۔ کوئی چیز اسے کھٹکی، دل میں ہلکی ہلکی سی جیسی خواہش سلگتی محسوس ہوئی، حیران تھا کہ خلافِ معمول جنسِ لطیف کی یہ چاہت آئی کیوں؟ سہ چشمی دیوتا شیو نے بے پناہ ضبطِ نفس سے کام لیتے ہوئے بھڑکے ہوئے جذبات کو پوری طرح قابو میں کر کے یہ جاننے کے لئے چاروں طرف دیکھا کہ آخر اس ذہنی انتشار اور قلبی بے قراری کا سبب کیا ہے؟ اس کے پُرسکون اور طمانیت بخش دل پر یہ طوفان آیا تو کیوں؟ —— اسے کام دیو نظر آیا۔ کام دیو نے اپنی مٹھی دائیں آنکھ کے بیرونی کنارے پر ٹکائی ہوئی تھی، کاندھے آگے کو جھکے ہوئے تھے، بایاں پاؤں پیچھے کو تھا۔[۸۴۳] اس کی خوبصورت کمان دائرہ نما صورت

۸۴۳۔ تیر انداز تیر چلاتے وقت پانچ پوزیشنیں اختیار کر سکتا تھا یعنی اَلدِھ (ALIDHA) بیسکھ (BAISAKHA)، مُنڈل (MANDALA)، سَم پد (SAMAPADA) اور پرتیہ لِدھ (PRATYA LIDHA)۔ شیو پر تیر چلانے کے لئے کام دیو نے پہلی پوزیشن اپنائی تھی، اس میں تیر انداز دایاں پاؤں آگے اور بایاں پیچھے کو کر لیتا تھا۔ دوسری پوزیشن میں دونوں پیروں کے درمیان بارہ انگل فاصلہ رکھنا ہوتا تھا۔ تیسری یعنی منڈل پوزیشن میں دونوں پاؤں محرابی در دار کی شکل اختیار کر لیتے تھے۔ چوتھی پوزیشن سَم پد میں دونوں پاؤں ایک دوسرے کے پاس پاس رکھنا

میں لگی ہوئی تھی، وہ اپنا عشق خیز تیر شو کے دل پر چلانے ہی والا تھا —— کام دیو کی یہ شرارت اور گستاخی مہادیو (شو) سے کب برداشت ہو سکتی تھی، ریاضت کا خون ہوتے دیکھ کر وہ کیسے خاموش رہ سکتا تھا۔ اپنی تپسیا میں کام دیو کی پیدا کی ہوئی رکاوٹ کے سبب وہ مارے غیظ و غضب کے بھڑک اٹھا، اس کی جنوؤں پر بل پڑ گئے اور وہ اس قدر خوفناک تھے کہ اس کے چہرے کی طرف دیکھا نہیں جا سکتا تھا اور پھر اس کی تیسری آنکھ سے فوراً ہی چوندھیا دینے والا سُرخ آتشیں شعلہ لپکا ——
آسمان سے طوفان کے دیوتا ماروت چلائے۔

"اپنا غصہ تھوک دے اے آقا شو، اپنا غصہ تھوک دے
اور معاف کر دے۔"

مگر شو کی غضبناک آنکھ سے نکلنے والے شعلوں نے اتنی سی دیر ہی میں کام دیو کو جلا کر راکھ کر دیا —— شوہر (کام دیو) کی یوں موت سے اس کی بیوی رتی بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئی، اسے اچانک ہی شدید صدمہ پہنچا تھا۔ اس کی حسیات جواب دے گئی تھیں۔ اپنی ریاضت میں رکاوٹ ڈالنے والے کام دیو کو شو نے چشم زدن میں اس طرح جلا ڈالا جیسے بجلی کا کوندا درخت کو جلا دیتا ہے۔ اس کے بعد شو خاموشی سے اٹھا اور اپنے ساتھی جوگیوں کو لے کر غائب ہو گیا۔[۸۴۳] وہ عورتوں سے بچنے کے لئے کسی

ہوتے تھے۔ آخری پوزیشن پہلی پوزیشن (الدھ) کے الٹ ہوتی تھی۔

۸۴۳۔ ایک مختلف روایت اس سلسلے کی یہ ہے کہ کام دیو کو شو نے غصے میں آ کر اپنی تیسری آتش خیز آنکھ سے بھسم تو کر دیا تھا مگر محبت کے دیوتا کا تیر چل چکا تھا اور شو اس تیر سے زخمی ہو کر جنسی خواہش سے اس قدر مجبور ہوا کہ ہر وقت اسی آگ میں پھنکنے لگا اور بے چین ہو کر تینوں دنیاؤں (آسمان، زمین اور پاتال) میں مارا مارا پھرنے لگا۔ اس جنسی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی خاطر جنگلوں کے

ایسی جگہ چلا گیا جہاں عورت کا چہرہ تک نظر نہیں آتا۔

شو کے رخصت ہو جانے کے بعد اُما (پاربتی) کو محسوس ہوا کہ اس کے باپ ہماوت (ہماون ہمالہ) نے شو سے بیٹی کے رشتے کے لئے جو اس قدر اونچے خواب دیکھے تھے وہ محض بے کار تھے۔ اسے اپنا مثالی حسین بدن بھی حقیر معلوم ہونے لگا۔ پھر شو کے اس رویے کی وجہ سے اُما (پاربتی) کو اپنی دونوں سہیلیوں کے سامنے سخت خفت اٹھانا پڑی تھی، ان کے سامنے اس کی بے عزتی ہوئی تھی۔ وہ سخت مایوس تھی۔ رنج کے مارے دل پھٹا جا رہا تھا کہ اسے تو شو سے اس قدر والہانہ محبت تھی مگر وہ اس کی ذرا پرواہ نہیں کرتا تھا۔ اُما کی اپنی محبت کسی کام نہیں آئی تھی وہ اسے روک نہیں سکی تھی —— وہ بڑی مشکلوں سے، بھاری قدموں سے اپنے گھر کی طرف چلی اور اپنے شفیق باپ کے سینے سے لگ گئی۔ باپ نے مظلوم پیاری بیٹی کو اپنے محبت بھرے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ اُما نے باپ کے سینے سے لگے لگے شو کے خوف سے آنکھیں بند کر لیں۔ باپ (ہماوت) خستہ حال بیٹی کو یوں ہی آغوش میں سموئے آسمانی ہاتھی کی طرح تیزی سے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ پاربتی اس کے بازوؤں میں کنول کا خوبصورت پھول لگ رہی تھی اور ہماوت بیٹی کو اس طرح لے جاتے یوں لگ رہا تھا جیسے آسمانی ہاتھی منہ میں کنول کا دلآویز پھول لئے جا رہا ہو۔

کام دیو کی بیوی رتی کچھ دیر بعد ہوش میں آئی، رونے پیٹنے لگی، کبھی متوفی شوہر کے دوست بسنت (بہار) سے مخاطب ہوتی اور کبھی اپنے آپ سے۔ اچانک رتی

خنک سایوں میں گیا مگر اسے وہاں بوڑھے رشیوں کی خوبصورت جوان بیویاں نظر آئیں جذبات اور بھی مشتعل ہو گئے۔ پھر وہ برف جیسے ٹھنڈے پانی میں جا گھسا تو پانی ہی ابلنے لگا۔ جب کہیں بھی قرار نہ ملا تو تھک ہار کر (پاربتی) اُما سے بیاہ کر لیا، جس کی آغوش میں اسے قرار نصیب ہوا۔

گرا۔ پر آسمان سے رحم اور ہمدردی سے بھرپور ایک آواز سنائی دی۔ یہ آواز رتی کے لیے ایسی ہی حیات بخش ثابت ہوئی جیسے دھیمی دھیمی وہ بارش جو مرجھا کر ختم ہونے ہوئے نرم پتوں والے پودوں کو دوبارہ زندگی بخش دیتی ہے۔ جیسے بارش کے پہلے چھینٹے سوکھتے ہوئے تالاب کی مچھلیوں کو زندہ کر دیتے ہیں۔ — اس آواز نے رتی سے کہا:۔

"اے پھولوں سے بنے ہوئے ہتھیاروں والے دیوتا کی بیوی! تیرا شوہر تجھ سے بہت عرصے تک دور نہیں رہے گا۔ اب سن کہ کام دیو کو اس کے کس عمل کی پاداش میں شو دیوتا کی آتش ریز آنکھ سے خاکستر کر دیا گیا ہے — برہما دیوتا اپنی ہی خوبصورت بیٹی کے شہوانی عشق میں مبتلا ہو گیا تھا[۸۵]، اس نے یہ آگ بھالی یہ ناپاک جذبہ برہما کے دل میں کام دیو نے ہی بھڑکایا تھا چنانچہ برہما نے کام دیو کو بد دعا دی تھی اسی بد دعا کے زیر اثر اس (کام دیو) کا یہ حال ہوا ہے — جب پاربتی (اُما) کی شدید ریاضتوں کے سبب شو دیو اس پر مائل ہو کر اس سے بیاہ کر لے گا تب وہ (شو) انبساط و حظ کا تجربہ اٹھا کر خوش ہو گا اور سمرا (کام دیو) کو اس کا بدن دوبارہ عطا کر دے گا۔ چنانچہ اے خوبصورت خاتون (رتی) اپنے بدن کی حفاظت کر کیونکہ تیرا محبوب شوہر (کام دیوتا) تجھ سے پھر ملے گا، کیونکہ جس نالے کا پانی دھوپ میں سوکھ جاتا ہے گرمی کا موسم ختم ہو جانے کے بعد اس میں پانی پھر بھر

ص۸۵ - یہ اساطیری روایت پہلے باب "تعارف" میں برہما دیوتا کے سلسلے میں دی دی گئی ہے۔

جاتا ہے "

اس طرح اس ان دیکھی ہستی نے اپنی آواز سے رتی کو اس عزم سے باز رہنے پر مجبور کر دیا کہ وہ شوہر (کام دیو) کی موت کے بعد اپنی بھی جان دے دے گی۔ رتی کے دل سے یہ آواز سن کر مایوسی ختم ہو گئی اور پھولوں کے تیر والے دیوتا کام دیو تا کے دوست بسنت (بہار) نے بھی اس آسمانی آواز سے تقویت اور خوشی پاکر انتہائی موزوں و مناسب الفاظ میں رتی کی ہمت بڑھائی ——— شوہر کی موت کے صدمے سے کملی کملائی رتی اپنی مصیبت ختم ہونے کا انتظار کرنے لگی، اس ہلال کی طرح جو روز روشن میں اپنی چاندنی ضائع ہو جانے سے پھیلا پڑ جاتا ہے اور رات کا منتظر رہتا ہے۔

پاربتی کی ریاضت

پاربتی (اُما) کی بدقسمتی اب یہ تھی کہ دلوں میں محبت کا جذبہ پیدا کرنے والا نوجوان دیوتا کام دیوتا جل کر ختم ہو چکا تھا[۸۶]۔ اور اس (اُما) کا آقا شو اس سے منہ پھیر کر کہیں چل دیا تھا اور بظاہر کوئی امید نہیں چھوڑ گیا تھا ——— وہ اپنے حسن کو برا بھلا کہنے لگی، کیونکہ عورت کے حسن کا انعام تو یہ ہوتا ہے کہ اس کا شوہر اس کی تعریف کرے۔ وہ اپنی خوبصورتی کو بالکل ناکارہ اور غیر موثر سمجھنے لگی اور اب پاربتی (اُما) نے عزم کر لیا کہ دن رات تپسیا کرے گی کہ ان سخت ریاضتوں کے سہارے ہی وہ شو دیوتا کی محبت جیت سکتی ہے۔ اسی راہ پر چل کر وہ اتنی اونچی شان والے شو کو حاصل کر سکتی ہے۔

ح ۸۶۔ کام دیو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم نہیں ہوا تھا، روح باقی تھی اور اس وقت سے وہ اَنگ (اَن اَنگ) یعنی بغیر بدن والا کہلانے لگا۔ پاربتی کو فکر یہ تھی کہ دلوں میں محبت پیدا کرنیوالا کام دیوتا تو رہا نہیں چنانچہ اب شو کے دل میں یہ جذبہ ابھرنے کا سوال ہی کیا رہ گیا تھا، یہی سوچ کر وہ مایوس ہو رہی تھی

اُما (پاربتی) کی ماں مناکا کو جب پتہ چلا کہ دُکھی بیٹی نے شدید ریاضتوں کی ٹھان لی ہے تو وہ سخت پریشان ہوئی۔ کیسے گوارا کر سکتی تھی کہ نازک بدن بیٹی کو جنگلوں میں، پہاڑوں پر چلچلاتی دھوپ اور موسموں کے شدائد کے حوالے کر دیتی ——مناکا نے بیٹی کو بازوؤں میں بھر لیا، بار بار پیار کیا اور رونے لگی۔ پھر اس نے بیٹی سے کہا۔

"میری بچی تجھ سے محبت کرنے والے اور بہت دیوتا ہیں، کہاں
تیرا نازک بدن اور کہاں سخت ریاضتیں۔ سِرِس کا کومل پھول
شہد کی مکھی کا پاؤں تو برداشت کر سکتا ہے مگر پرندے کے پاؤں
نہیں سہار سکتا۔"[۸۷]

مناکا نے بیٹی کو ہر طرح سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ اپنے فیصلے سے باز رہے۔ مگر بیٹی (پاربتی) نے ایک نہ مانی، اپنے فیصلے پر اڑی رہی۔ مطلوبہ چیز کو حاصل کرنے کی ٹھان لینے والے کا ذہن اور نشیب میں بہنے والے پانی کو کون واپس کر سکتا ہے؟۔

اُما (پاربتی) نے ایک سہیلی کو اپنے باپ ہماوت (ہماون۔ ہمالہ) کے پاس بھیج کر اس سے جنگل میں ایک گوشہ مانگا جہاں وہ تنہا رہ کر یکسوئی سے ریاضت کرے اور بالآخر اپنا مقصود پالے۔ ہماوت بیٹی کے عزم و ارادے سے بہت مطمئن اور خوش تھا۔ وہ جگہ کے بارے میں بیٹی کی فرمائش سن کر پیار سے مسکرا دیا۔ اس نے اُما (پاربتی) کو پہاڑ کی ایک چوٹی دے دی جہاں مور رہتے تھے اور یہ جگہ موروں کو بہت پسند تھی۔ بعد میں یہ چوٹی پاربتی کے نام پر مقبول مشہور ہوئی —— اُما (پاربتی) نے تپسیا کی خاطر اپنا

---

۸۷ ۔ یعنی سِرِس نامی درخت کے نازک پھول شہد کی مکھی کا وزن تو برداشت کر سکتے ہیں پرندے کا وزن نہیں سا سی درخت کو تقریباً دو ہزار برس پیشتر سِرِس کہا گیا ہے اور اس کا یہی نام آج بھی ہے۔

لباس، اپنا سنگھار اپنے روزمرّہ کے پرآسائش معمولات سب کچھ بدل ڈالے:۔

"اُما نے، قیمتی موتیوں کا ہار گلے سے نوچ پھینکا،
موتی بکھر گئے،
سینے پر لگایا ہوا آرائشی صندل
ٹوٹے ہار کے لرزتے دھاگوں سے مل کر صاف کر ڈالا،
نازک بدن پر آفتابِ صبح کی چمپئی کرنوں جیسے،
رنگ کی چھال کا سخت اور تنگ لباس پہن لیا،
اتنا تنگ کہ صحت مند سینہ اور نمایاں ہو گیا،
ساری سج دھج ترک کر کے بالوں میں خاک بھر لی،
جس طرح اس کی پُرنور پیشانی پر سنورے بالوں سے،
اس کا چہرہ دیدہ زیب لگتا تھا۔
اسی طرح خاک آلود بالوں سے بھی اس کے،
چہرے کی جاذبیت میں کوئی کمی نہیں آئی تھی،
کنول کا پھول صرف اسی وقت تو پیارا نہیں لگتا جب اس پر،
شہد کی کالی مکھیاں دلربائی کے ساتھ قطار میں بیٹھی ہوں،
اس کی دلفریبی تو اس وقت بھی ماند نہیں پڑتی جب،
چشمے کی گھاس اس پھول سے لپٹ جائے۔
اُما نے اپنی کمر پر مُونجا[۴۸۵] گھاس کی بٹی ہوئی تین لڑوں والی،

ص ۴۸۵۔ مُونجا، گھاس: اب سے کوئی دو ہزار برس پیشتر غالباً اسی چیز کو مُونجا، گھاس کہا گیا ہے جسے آج کل مُونج، کہا جاتا ہے اور جس سے چارپائیوں کا بان بنایا جاتا ہے۔

والی پٹی اتنی کس کر باندھی ،
کہ نازک کمر سرخ ہو گئی ،
ایسی سخت اور دکھی پٹی زندگی میں پہلی مرتبہ باندھی تھی ،
وہ مسلسل بے پناہ درد محسوس کر رہی تھی ،
مگر تپسیا کی خاطر وہ درد ہر لمحے برداشت کی گئی ۔ ۔ ۔

پاربتی (اُما) نے عین شباب کے دنوں میں ، دنیا کی ساری دلچسپیاں تج کر خشک زندگی بسر کرنا شروع کر دی ۔ باپ نے ریاضت کے لئے جو پہاڑی چوٹی بخش دی تھی ، اس پر بیٹھ کر اُما (پاربتی) نے اسی قسم کے عابدانہ طور طریقے اختیار کئے جو شو کو پسند تھے ۔ پوجا کی کوئی بھی رسم ، تپسیا کا کوئی بھی اصول اس نے نظر انداز نہیں کیا ۔ دن رات کی تپسیا سے وہ کمہلا کر رہ گئی ۔

وہ رعنائیوں سے معمور اپنے بدن کو دلفریب رنگوں کے نقوش سے آراستہ کیا کرتی تھی ، مگر ریاضت شروع کرنے کے بعد جسم کے یہ رنگ پھیکے پڑ گئے ۔ اس کے لب اپنی قدرتی لالی سے محروم ہو گئے ۔ ایک وقت تھا کہ اس کا ہاتھ اور انگلیوں کی پوریں اس کے نچلے ہونٹ سے گلابی پن مستعار لیتی تھیں ۔ لیکن اب ہونٹ جو زرد ہوئے تو ہاتھ اور انگلیاں بھی پیلی پڑ گئیں ——— اور جن دنوں وہ گیند سے کھیلا کرتی اور کھیلتے کھیلتے گیند کو اپنے نکہت آفریں اور سہانے رنگوں سے مزین سینے سے لگا لیتی تو گیند بھی رنگین ہو جاتی اور اس میں سے خوشبوئیں آنے لگتیں اور پھر گیند کے رنگ اور خوشبو سے اس کی اُنگلیاں بھی مہک جاتیں اور لال ہو جاتیں ۔ لیکن اب ان ریاضتوں کے دوران وہ ایسے رنگین نقوش سے آراستہ نہیں کرتی تھی چنانچہ اب اس کی انگلیاں بھی سرخ نہیں ہوتی تھیں بلکہ وہ سخت تپسیا کے سبب پیلی ہوتی جا رہی تھیں ۔ یہ انگلیاں تو اب مقدس کُوسا گھاس کو توڑتے رہنے کی وجہ سے زخمی ہوتی جا رہی تھیں ۔ اب وہ پہلے کی طرح

اپنی انگلیاں پیار سے اپنے نچلے خوبصورت ہونٹ پر ہولے ہولے نہیں پھیرتی تھی بلکہ اب تو اس کا ہاتھ اکش[۸۹] نامی منکوں کی تسبیح (مالا) تھامے رہتا تھا۔ اتنی نازک تھی کہ سوتے میں اس کے خوبصورت بالوں سے گرے ہوئے پھول بھی اگر اس کے لیے بچھائے ہوئے پُرتکلف بستر پر ادھر ادھر منتشر ہو جاتے تو اسے تکلیف ہوتی اور نیند نہیں آتی تھی۔ لیکن اب تپسیا کے دوران وہ ننگی دھرتی پر بیٹھتی اسی پر اور پتھروں پر سوتی اور اپنے ننگے بازو کو تکیہ بنا لیتی تھی۔ ٹھنڈی دھرتی اس کی مسہری تھی اور آسمان اس کا چھتر۔

اُما (پاربتی) نے اپنی لرزاں ملائم نظریں ہرنی کو اور دلکش ادائیں سرسبز و شاداب خوبصورت بیلوں کو دے دیں۔ اسے ان کی ضرورت اس وقت تک تھی بھی نہیں جب تک وہ شِو کو پا نہ لیتی ——— وہ محنتی اور مشفق تھی چنانچہ پستان نما صراحی سے دودھ جیسا پانی نرم و نازک پودوں کو روز پلاتی۔ یہ پانی وہ قریبی چشمے سے بھر کر لاتی۔ اگر وہ ان پودوں کی ماں بھی ہوتی تب بھی اتنی محبت اور احتیاط سے ان کی دیکھ بھال نہ کر پاتی۔ اگر اس کا اپنا بیٹا کرتکیہ بھی اس وقت تک پیدا ہو چکا ہوتا تو بھی وہ ان پودوں سے اُما (پاربتی) کی شفقت اور توجہ ہٹا نہ پاتا۔ یہ پودے اسے اتنے پیارے تھے جیسے اس کی پہلی اولاد ہوں ——— اُما کی نرمی اور ملائمت کی وجہ سے ننھے منے ہرن بھی اس سے مانوس ہو گئے کر ذرا نہ ڈرتے، وہ روز اس کے پاس آتے اور اس کے محبت بھرے

۸۹۔ 'اکش' منکے۔ وہ موٹے موٹے بھدّے اور بدرنگ منکے جن سے ریاضت کرنے والوں کے لئے مالائیں بنائی جاتی تھیں۔ یہ مالائیں خوبصورتی کے لئے نہیں بلکہ مذہب کے نام پر چڑھتے تھے۔ ان مالاؤں کے بھدّے اور بدرنگ منکوں اور اُما (پاربتی) کے خوشرنگ لبوں کو تضاد کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

ہاتھوں سے خود رو جنگلی اناج کی تازہ تازہ بالیں کھلاتے۔ وہ ان ہرنوں کے چہرے اپنے ہاتھوں میں تھام لیتی، اپنے گال ان کے منہ سے ملا دیتی اور بڑے تجسس کے ساتھ اپنی آنکھوں سے موازنہ کرنے کے لئے سہیلیوں کو دکھاتی۔ اس کی اپنی آنکھیں بھی اتنی ہی ملائم اور روشن تھیں جتنی ان کمسن ہرنوں کی تھیں ---- درندے اس سے مانوس ہو گئے۔ آتے اور گردن جھکاتے اس کے قریب سے گزر جاتے۔ کبھی اپنائیت سے اُما (پاربتی) کو دیکھ لیتے جیسے ساری خونخواری بھول گئے ہوں۔ ان کی خوں آشامی بھی کم ہونے لگی تھی۔

اُما (پاربتی) کی سخت ریاضت کی شہرت دُور دُور تک جا پہنچی۔ رشی مُنی اسے دیکھنے کے لئے خواہشمند رہتے تھے، یہ رشی پاک رہنے کے لئے اشنان کرتے تھے، آگ کے لئے چڑھاوے چڑھاتے تھے۔ ان کے لباس کا اُوپر کا حصہ چھال کا بنا ہوتا تھا یہ رشی مقدس کتابیں پڑھتے تھے ---- متبرک جنگلوں میں رہنے والے رشی اُما کو دیکھنے آتے۔ گو وہ عمر میں پاربتی (اُما) سے بہت بڑے تھے مگر اُما (پاربتی) چھوٹی ہونے کے باوجود راست بازی میں اکمل ترین تھی اور ایسے میں عمر کا خیال نہیں کیا جاتا ---- اُما جس جگہ تپسیا میں مصروف تھی وہاں پہلے درندے رہتے تھے مگر اُما کے آنے کے بعد یہ وحشی جانور پُر امن ہو گئے تھے۔ وہاں درختوں کے جھنڈ میں آنے والے مہمان رشیوں کی پسندیدہ پھلوں سے تواضع کی گئی اور تازہ پتوں کی بنی ہوئی جھونپڑیوں میں مقدس آگ جلائی گئی۔ رشیوں نے دیکھا کہ اُما وہاں الگ تھلگ رہتی تھی۔ پوتر آگ جل رہی تھی اور کوئی رسم نظر انداز نہیں کی جا رہی وہ سادھوؤں، رشیوں جیسا چوغہ پہنے تھی۔ گہری سوچ میں غرق اس کی آنکھیں مقدس کتاب پر جمی تھیں۔ وہ جگہ اتنی مقدس تھی کہ اب وہاں کسی قسم کی لڑائی نہیں ہوتی، درندے بھی پیار محبت سے رہ رہے تھے۔ درختوں کا وہ جھنڈ متبرک تھا۔ ہر نو تعمیر مسکن میں پیپل کی بنی ہوئی قربان گاہیں موجود تھیں۔

اُما پاربتی، جو شدید۔ ریاضتیں کر رہی تھی اس کے باوجود وہ دل مراد نہ پا سکی تبو اسے نہیں ملا۔ اسے خیال ہوا کہ شاید ابھی اس کی تپسیا میں شدت نہیں آئی کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو پاتی۔ چنانچہ اس نے حد درجہ سخت ریاضت شروع کردی اپنے خوبصورت نرم و نازک بدن کا ذرا بھی خیال نہیں کیا بے شک اس کا بدن بُرا ہو گیا تھا، مگر اب بھی نرم و نازک تھا۔ اس کا جسم کنول کے ملائم پھولوں سے تراشا گیا تھا اس کے باوجود اُما (پاربتی)، ایسی سخت ریاضتیں کرنے لگی جیسے مرد رشی اور سادھو کیا کرتے تھے۔

سبک کمر اور پرکشش اصل مسکراہٹوں والی اُما ۔
تپسیا کرنے جھلسا دینے والی دھوپ میں جا بیٹھی ،
موسم گرما کا سورج دیوتا اس پر،
پوری تابناکیاں اور جلتی کرنیں برسا رہا تھا ،
بہت اُما کی نگاہ آسمان کی طرف اٹھی،
جب اس کی پہلی نظر سورج پر پڑی،
شمسی توانائیاں ماند پڑ گئیں ،
وہ خیرہ کن آفتابی تجلّی پر غالب آ گئی ،
آسمان سے برسنے والی شعاعوں میں اس کا ،
چاند چہرہ جھلس گیا

اس کی لمبی آنکھوں کے بیرونی کونوں پر،
رفتہ رفتہ سیاہی جھلکتی جا رہی تھی ۔
مگر وہ ابھی تک کنول کی طرح جاذب تھی ،

نوری دائروں میں گھری یوں لگتی جیسے،
رات کی تاریکیوں کے سلسے نقطہ بن جائیں

وہ برت رکھتی تھی،
رات کو اس کی خوراک تھی بارش،
ندی کا پانی، شبنم کے قطرے اور،
ستاروں کے مکران کی آبِ حیات سے معمور کرنیں،
اور یہی خوراک درختوں کی بھی تھی،
دوپہر کی جلاڈالنے والی دھوپ،
چاروں طرف ایندھن سے جلائی جانے والی،
آگ میں اس کا بدن تپتا رہا۔

بلاخیز گرمیوں کے بعد وہ،
خزاں کی بھری برساتوں میں بھیگتی رہی،
پنکھڑی جیسا بدن ہوا اور پانی کے تھپیڑے سہتا رہا۔
پہلی بارش کی بوندیں اس کی پلکوں پر،
ذرا کی ذرا رکیں،
اور پھر اس کے نچلے ہونٹ کو چومتی،
اس کی اُبھری ہوئی چھاتیوں پر گریں، بکھرتی ہوئی،
اس کی جلد کی سلوٹوں میں رگیں بہتی ہوئی،
بڑی دیر بعد اس کی ناف تک پہنچیں۔

وہ دھوپ اور برسات میں سخت ریاضتیں کرتی،
مسلسل ٹوٹ پڑنے والے حشر خیز طوفانوں اور بارشوں میں،
بھی کہیں پناہ نہیں ڈھونڈتی تھی،
راتوں کو وہ پتھر کی سل پر سوتی تھی،
اس کے خوبصورت سر پر کوئی چھت نہیں تھی،
برکھا کی راتیں اس سخت تپسیا کی گواہ تھیں۔

گرمی گئی، برسات گئی،
سردی کی راتیں بھی گزرنے لگیں،
ہوائیں برف اڑا اڑا کر بکھیر دیتیں،
مگر وہ کھلے آسمان تلے،
ٹھنڈی اور گیلی زمین پر سوتی تھی،
اسے چکوک پرندوں پر اب بھی ترس آتا تھا،
جن کے جوڑے بچھڑ جاتے اور،
طویل راتوں میں درد بھری آوازوں سے ایک دوسرے کو پکارتے تھے۔

برف باری سے کنول کے پھول ختم ہو جاتے تھے،
مگر ان کی کمی اُما سے پوری ہو جاتی تھی،
کہ اس کا خوبصورت چہرہ کنول جیسا ہی تھا،
اُما کے مہکتے سانس کنول کے ان پھولوں کی طرح خوش بو دار تھے،
جو شام کے پُرسکون لمحات میں، بہترین نکہتیں بکھیرتے تھے،

اُما کا نچلا ہونٹ کنول کے پتے کی طرح لرزاں رہتا تھا۔

اس قسم کی سب سے سخت ریاضتوں میں مگن لوگ پیٹ بھرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے تھے کہ درختوں کے جھڑے ہوئے پتے کھا کر گزارہ کریں۔ مگر اُما (پاربتی) تو یہ پتے بھی نہیں کھاتی تھی۔ چنانچہ اسے ہمیشہ کے لئے 'اَپارنا'[۹۱]، جیسا شاندار لقب دے دیا گیا —— وہ رات دن ایسی ہی اور اسی طرح کی دوسری شدید تپسیاؤں میں غرق ہی۔ کنول کے ریشے کی طرح اس کا نازک جسم دبلا ہو گیا۔ اس نے ایسے ایسے ریاض کے جو توانا اور مضبوط بدن والے سادھوؤں اور رشیوں نے بھی نہیں کئے تھے۔ اس کی تپسیا کا جان کر تو لوگ اور رشی بھی دانتوں میں انگلیاں داب کر رہ گئے تھے۔ جب کبھی کنواری دلو داسیاں اور خوش گلو مطربائیں شو کی مدح میں گاتیں تو محبت کی بھوکی اُما (پاربتی) کی سسکیوں، سبکیوں اور ٹھنڈی آہوں سے ان گلنے والیوں کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے۔

شوخ برہمن اُما (پاربتی) انہی کڑی آزمائشوں سے گزر رہی تھی کہ ایک نوجوان سادھو کہیں سے آنکلا۔ وہ برہمن تھا۔ بالوں میں بھبھوت، بدن پر کالے ہرن کی کھال کا لباس اور ہاتھ میں پلس درخت کی لکڑی کا عصا، بات کرنے میں بے باک اور چہرہ پُر نور۔ وہ عمر کے پہلے مرحلے میں تھا[۹۲]۔ لگتا تھا تپسیا کی بالکل ابتدائی منزلوں سے گزر رہا ہے۔

ھ ۹۱۔ 'اَپارنا'، ''اَپارنا'' کے لفظی معنی ہیں 'بغیر پتوں والی'۔ ''پتے نہ کھانے والی''۔ چونکہ اُما (پاربتی) اپنی ان سخت ترین ریاضتوں کے دوران کچھ بھی، پتے تک نہیں کھاتی تھی، اس لئے 'اَپارنا' کا مفہوم ''اٹوٹ برت (روزہ) رکھنے والی خاتون'' بھی لیا جا سکتا ہے۔

ھ ۹۲۔ عمر کا پہلا مرحلہ یعنی طالب علمی دور۔

ــــــ متواضع پاربتی اس کی تعظیم کو اُٹھی۔ انکسار کے ساتھ اس کے پاؤں پر خم ہو گئی اُما (پاربتی) نے مخصوص دستور کے مطابق اس سادھو کی جو تکریم کی، سادھو نے اسے قبول کیا۔ بظاہر لمحے بھر کے لئے اس کی تھکان دُور ہو گئی ــــ سادھو نے اپنی پُرشوق نظریں اُما پر گاڑ دیں اور کہنے لگا۔

"کیا تجھے مذہبی رسوم کی ادائیگی کے لئے قربانی میں کام آنے والی لکڑیاں اور کُرسا (کوس) گھاس آسانی سے مل جاتی ہے؟ کیا تیرے اشنان (غسل) کے شایانِ شان پانی دستیاب ہو جاتا ہے؟ کیا تو اپنی توانائی برقرار رکھتے ہوئے تپسیا کر لیتی ہے کیونکہ مذہبی امور کی انجام دہی کے لئے تو بدن ہی سب سے اہم وسیلہ تو ملتا ہے ــــ کیا ان بیلوں کی کونپلیں برابر بڑھتی رہتی ہیں جنہیں تو ہر روز اپنے ہاتھ سے پانی دیتی ہے۔ ہزنارک کونپل تیرے نچلے ہونٹ کی طرح سرخ ہے، وہ ہونٹ جو قدرتی طور پر سرخ ہے[۹۲۳] اور گو تیرا یہ نچلا اب گلابی پڑ گیا ہے مگر اب بھی گلاب سے زیادہ سرخ ہے ــــ خوبصورت آنکھوں والے مانوس ہرن تیرے ہاتھ سے دربھ (DARBHA) گھاس کھانے تیرے پاس چلے آتے ہیں۔ کیا تو اب بھی خوشی سے ان کی ضرورت پوری کرتی ہے۔ اے کنول جیسی آنکھوں والی (اُما) تیری آنکھیں ان ہرنوں کی لرزیدہ نظروں سے

ص۹۲۳۔ پرانے زمانوں میں خواتین کچھ مخصوص درختوں کی رال یا گوند یا ان کے کسی طرح کے سفوف سے زیب و زینت کی خاطر اپنے ہونٹوں اور پاؤں کے تلووں کو رنگ لیتی تھیں لیکن پاربتی (اُما) کے ہونٹ تو قدرتی طور پر ہی سرخ تھے اس لئے اسے لبوں کی آرائش کیلئے ان چیزوں کی ضرورت نہیں تھی۔

مشابہ ہیں ـــــ اے پارَبتی (اُما) یہ قول غلط نہیں ہے کہ مخلوق جمال گناہوں کی ترغیب کبھی نہیں دیتا؛ چنانچہ لمبی آنکھوں والی اُما تو نے اپنی روش سے یہ مقام حاصل کر لیا ہے، تارک الدنیا بھی تجھے دیکھ کر یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ خود حسن کتنا پاکیزہ اور مقدس ہو سکتا ہے۔ تو نیک چلنی کی راہ نما ہے، لالچ اور تعیش کا گزر بھی تیرے پاس نہیں ہو سکتا۔

تو نے (ابھی) مجھے خصوصی تعظیم دی ہے، تو مجھے اجنبی مت سمجھ، مجھ پر پسندیدہ نظر ڈال۔ اے خمیدہ قامت دوشیزہ، مقدس شبد کا کہنا ہے کہ سات الفاظ کی ادائیگی سے شریف سینے میں دوستی گھر کر لیتی ہے، سات قدم ساتھ اُٹھانے سے اَٹوٹ ملن[95] ہو جاتا ہے ـــــ میں برہمن ہوں، مجھے دلیر سمجھا جاتا ہے، اگر کوئی رازکی بات نہ ہو تو میں تجھ جیسی بردبار و متحمل مزاج خاتون سے اس تپسیا کے سلسلے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ تو، جو ریاضت کو اپنی متاعِ گرانمایہ سمجھتی ہے مجھے جواب یقیناً دے گی ـــــ تو نے اوّلین خالق کی نسل سے جنم لیا ہے،[96] تیرا بدن گویا تینوں دنیاؤں (آسمان، زمین پاتال) کے حسن سے بنایا گیا ہے، تجھے مال و دولت کی آسائشوں

۹۵۔ اَٹوٹ ملن: سات قدم اٹھانے سے مراد مقدس آگ کے گرد شادی کرنے والے مرد و عورت کے مقررہ سات چکر لگانے سے ہے۔ یہ چکر "پھیرے" کہلاتے ہیں۔

۹۶۔ برہمن اُما (پارَبتی) سے یہ کہہ رہا ہے کہ وہ (اُما) ہماوت (ہماون۔ ہمالہ) کے ہاں پیدا [illegible] زمدا کی تھا۔

کی تلاش نہیں ہے اور تو نوجوان ہے مجھے بتا کہ پھر اس ریاضت کا مقصد کیا ہے ؟

اے خوبصورت پیشانی والی ! تیرے بدن کو کوئی حزن و ملال نہیں گہنا سکتا[۹۶۵]۔ تیرے باپ کے گھر میں تیری توہین کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ تجھے اجنبی لوگ مشتعل نہیں کر سکتے، کیونکہ اپنا ہاتھ[۹۶۶] بڑھا کر ناگ کے سر سے اس کا گوہر نوچنے کی جرأت کون کر سکتا ہے؟

پھر یہ کیا بات ہے کہ تو نے رات کو چمکنے والے چاند تاروں جیسے درخشاں زیور اتار پھینکے اور عالم شباب میں سُرخ چھال کا لباس پہن لیا ہے جو بوڑھوں کو ہی جچتا ہے، تو پھر مہربانی کر کے مجھے بتا کہ خوب چمکیلے چاند تاروں بھری ابتدائی رات کی کوکھ سے کیا سورج اُبھر سکتا ہے ؟

اگر تیری تمنا یہ ہے کہ مقدس منتروں کی مدد سے آسمان کو حاصل کرلے تو پھر تیری مشقت بے فائدہ ہے کیونکہ تیرے باپ اہماوت

۹۶۵۔ یہاں اس قدیم مفروضے کا اظہار کیا گیا ہے کہ خوبصورت لوگوں کے پاس رنج و الم نہیں پھٹکتا

۹۶۶۔ مطلب یہ کہ پاربتی (اُما) لوگوں کی دسترس سے اسی طرح دُور ہے جیسے سانپ کے پھن یا منہ کا رُوائتی مَن، یا گوہر۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آج کی یہ مشہور روائیت کوئی دو ہزار برس پہلے بھی معروف و مقبول تھی کہ مخصوص سانپ کے پھن، سر یا پھر منہ میں بے بہا ہیرا (گوہر۔ من) ہوتا ہے آج کل تو یہ بھی مشہور ہے کہ اس مَن، یا گوہر کی روشنی میں سانپ کھیلا کرتا ہے۔

۹۶۷۔ یعنی چھال کا لباس اُما ر پاربتی کے بدن پر ایسے ہی غیر موزوں اور غیر فطری لگتا ہے جس طرح صبح کے وقت طلوع ہونے والا سورج تاروں بھری ابتدائی رات سے قطعاً میل نہیں کھاتا۔

ہمالہ) کے خطوں میں تو خود دیوتاؤں کے ملک واقع ہیں اور اگر تجھے دولہا کی تلاش ہے تو پھر تُو یقیناً بہت ریاضت کر چکی، کیونکہ بیش قرار ہیرا اپنے مالک (خریدار) کو کبھی تلاش نہیں کرتا بلکہ لوگ ہمیشہ ہیرے ہی کو ڈھونڈا کرتے ہیں — میرا ذہن ابھی تک شک میں مبتلا ہے کہ بات کیا ہے ویسے تیری ٹھنڈی سانسوں سے میں سمجھ گیا ہوں کہ بات دولہا کی ہی ہے۔[۹۸] جس طرح کا دولہا تو ڈھونڈ رہی ہے ویسا کبھی دیکھنے میں نہیں آتا، پھر ایسا دولہا بھلا کہاں ہو سکتا ہے کہ لے ڈھونڈا جائے اور وہ نہ ملے۔

وہ نوجوان کس قدر بے درد ہے جسے تو چاہتی ہے اور جھوٹ ملی زلفوں سے بھی نہیں پسیجتا، جس نے تیرے گالوں پر لٹکتے دھان کی کونپلوں کی طرح زرد گیسوؤں کی بھی پرواہ نہیں ہے اور یہ گیسو مدتوں سے کانوں میں سجے کنول کے پھولوں سے محروم ہیں — تو رشیوں جیسی تپسیائیں کرتے کرتے دبلی ہو گئی ہے تو بدن کے جس جس حصے پر زیور پہنتی تھی وہ اب دھوپ سے بری طرح جھلس گئے ہیں،[۹۹] دن میں نظر آنے والے چاند کی طرح پیلے پڑ گئے ہیں۔ کون سا حساس شخص ہے جس کا دل تیری یہ حالت دیکھ کر اداس نہیں ہو جائے گا؟

م۹۸۔ برہمن نے جب اُما (پاربتی) سے کہا تھا کہ کیا اسے دولہا کی تلاش ہے تو یہ سن کر اُما نے افسردگی سے ٹھنڈی سانس بھری تھی جو برہمن نے سن لی تھی، یہاں برہمن اُما کی اسی آہ سرد کا حوالہ دے رہا ہے۔

م۹۹۔ اُما (پاربتی) نے ریاضت شروع کرتے وقت اپنے بدن کے سارے زیور اتار پھینکے تھے چنانچہ وہ حصے بغیر زیوروں کے عریاں ہو جانے کے سبب حدتِ آفتاب سے جھلسنے لگے تھے۔

میرا خیال ہے کہ تیرا محبوب اپنی وجاہت کے بارے میں خود
فریبی کا شکار رہے ہے، کیونکہ تو بہت مدت سے خمیدہ پلکوں اور
خوبصورت نظروں والی آنکھوں سے اسے دیکھ نہیں پائی ہے
—— اے گوری[ص۱۰۰] تو کب تک تپسیا کرتی رہے گی، اپنے گھر لوٹ
جا اے حسین تپسوی اور سکون سے آرام کر۔ مجھے بھی ریاضت کرنے
کا فخر حاصل ہے، یہ بھرپور خزانہ میں نے اپنے بدن میں عمر کے پہلے
حصے میں جمع کیا تھا۔ میرا یہ خزانہ آدھا لے لیکن مجھے تو اپنے
محبوب کے بارے میں سب کچھ بتا دے۔ ہو سکتا ہے تو اپنے شوہر
یا محبوب کو پالے۔"

اس برہمن نے اُما (پاربتی) سے یہ باتیں کیں مگر اس طرح کہ وہ اس کے دل جذبات تک پہنچ گیا تھا، البتہ وہ اپنی تمنا کے بارے میں کچھ کہنے سے قاصر تھی۔ پھر اُما نے سُرمے سے خالی آنکھوں سے پاس کھڑی اپنی سہیلی کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ تو جواب دے برہمن کو —— اس کی سہیلی نے برہمن کو بتایا:۔

"مقدس ہستی! اگر تجھے جاننے کا ہی تجسس ہے تو پھر سن کہ وہ کون
ہے جس کے لئے یہ نازک بدن (اُما) تکلیف دہ تپسیا کر رہی ہے
اس کنول کی طرح جو سورج کی انتہائی تکلیف دہ دھوپ سے بچنے
کی کوشش کرتا ہے —— اس انتہائی زود حس حسینہ (پاربتی) نے
چاروں کھونٹ کے رفیع الشان دیوتاؤں[ص۱۰۱]، اندر اور دوسروں کو نظرانداز

ص۱۰۰۔ گوری: اُما (پاربتی) کا ایک نام۔

ص۱۰۱۔ چاروں کھونٹ کے دیوتا: چاروں کھونٹ کے دیوتا سے مراد ہے جنگ، بارش، طوفانوں کا
(باقی اگلے صفحہ پر)

کر کے، صاعقہ برق بردار دیوتا شو کو حاصل کرنے کی آرزو کی ہے، اسی کی خاطر یہ تپسیا کی خاردار راہوں پہ چلی ہے۔ لیکن یہ اپنے حسن کے بل بوتے پر اسے اپنا شوہر نہیں بنا سکتی کیونکہ کام دیوتا تو ختم ہو چکا ہے۔

نوجوان کام دیوتا نے اپنے پھولوں سے بنے ہوئے تیر سے شو کے دل کا نشانہ لیا تھا، شو نے خفا ہو کر تیر پرے پھینک دیا لیکن یہ اُما کے نازک دل میں اُتر گیا۔ محبت کی ماری دوشیزہ (اُما) کو اس وقت سے قرار نہیں ہے، اس کی روح جلتی ہے، اس کی بکھری ہوئی زلفوں سے اس کی پیشانی چھپ گئی ہے۔ اسے باپ کے ایوانوں اور برف کی سخت سلوں پر چین نہیں ملا، اور سنسان جنگلوں میں ماری ماری پھرتی رہی۔ کنّروں کے حکمران کی بیٹی اور اس کی سہیلیاں مل کر جنگل کی راہوں پر شو کے کارنامے گاتی رہتیں، انہیں سن کر اس کی خوبصورت آنکھوں سے آنسو نکل آتے۔ الفاظ اس کے گلے میں رُندھ جاتے —— رات کے پچھلے پہر لمحے بھر کے لئے آنکھیں موند کر، یہ (اُما) بے ربطی کے ساتھ چلاتی تو کہاں چلا گیا ہے، اے نیل کنٹھ[ح۱۰۳] —— اور پھر تصور ہی تصور میں ایک خیالی گردن میں اپنے بانہہ حمائل کر دیتی

دیوتا اندر آسمان اور زمین کا خالق (؟) اور آسمان، سمندر اور دریاؤں کا دیوتا - ورُن، موت کا دیوتا یم (YAMA)، دولت کا دیوتا، شیطانی روح اور یکشا (یکش) کا حکمران کُوبیر (KUVERA)۔

ح ۱۰۳۔ نیل کنٹھ: نیل کنٹھ کے لفظی معنی ہیں "نیلی گردن والا"۔ نیل کنٹھ، شِو دیوتا کا ہی ایک وصفی نام ہے۔

ح ۱۰۴۔ چندر شیکھر کے لفظی معنی ہیں "چاند کی کلغی والا دیوتا"۔ چندر شیکھر بھی شِو کا ہی ایک نام ہے۔

اور پھر اچانک جاگ جاتی۔ یہ اُما اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی
چندر شیکھر[ح۱۰۰] کی تصویر سے یوں مخاطب ہوتی —— رشی کہتے ہیں
کہ تو ہر جگہ موجود ہے، پھر تجھے میرے بارے میں کیوں پتہ نہیں
ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتی ہوں، —— جب کائنات
کے مالک شِو کو تلاش کے باوجود کسی طرح بھی نہیں پا سکی تو پھر اپنے
باپ (ہمادت۔ ہماون) کی اجازت یہ تپسیا کے اس جنگل میں ہمارے
پاس آ گئی، اور ریاضت میں مصروف ہو گئی۔ یہ ثمردار درخت اُما
(پاربتی) نے اپنے ہاتھ سے لگائے تھے۔ یہ درخت اس کی تپسیا
کے شاہد ہیں۔ ان کے تو پھل بھی ہماری سہیلی (اُما) حاصل کر چکی ہے
مگر چاند کی کلغی والے دیوتا (شِو) کے حصول کے بارے میں اُما کی دلی
خواہش کی تو ابھی کونپل تک نہیں پھوٹی ہے، اسے مل جانے کے
ذرا سے آثار بھی نظر نہیں آتے۔ کچھ پتہ نہیں کہ وہ کب ہماری سہیلی
کی طرف ملتفت ہوگا جو تلاشِ بسیار کے باوجود ناقابلِ رسائی ہے
—— اُما (پاربتی) تپسیا سے دُبلی ہو گئی ہے، سہیلیاں اسے
آنسو بھری آنکھوں سے یوں دیکھتی ہیں جیسے اندر دیوتا خشک سالی
کی ماری ہوئی مزروعہ زمین کا خیال کرتا ہے۔"

پاربتی (اُما) کی سہیلی نے اس خوبصورت برہمن کو ساری بات بتا دی۔ وہ اُما کی رازدار
تھی، یہ سب کچھ بتا کر اس نے شِو کے لئے پاربتی کی پاکیزہ آرزو کی وضاحت کر دی تھی ——
اس برہمن نے یہ سب کچھ سن کر کسی خوشی کا اظہار نہیں[ح۱۰۱] کیا بلکہ اس نے اُما سے پوچھا۔

ح۱۰۱۔ وہ برہمن دراصل خود شِو دیوتا تھا۔ یہاں کہا یہ گیا ہے کہ سہیلی سے اپنے لئے اُما کی چاہتوں کا سن کر برہمن (شِو)
کو مارے خوشی کے پھولا نہیں سمانا چاہیئے تھا مگر اس نے کسی طرح کی خوشی ظاہر نہیں ہونے دی، ابھی یہ نہیں بتانا

پاربتی! یہ سب سچ ہے یا محض مذاق؟"

تب دخترِ کوہسار، پاربتی نے بلوریں موتیوں کی مالا اپنے ہاتھ میں لی، اس کے ہاتھ کی انگلیاں یوں بند تھیں جیسے شگوفہ۔ وہ خاموش دیر تک خود پر قابو پانے کی کوشش کرتی رہی بڑی مشکل سے بولنے کے قابل ہو سکی، اس نے کہا:۔

"ویدوں کے بہترین عالم، تو نے جو سنا ہے سچ ہے"

برہمن بولا:۔

"میں مہیشور[۱۰۷] کو جانتا ہوں۔ تو پھر صرف اسی کی تمنا کر رہی ہے جو کہ وہ
اُلٹے سیدھے کاموں سے خوش ہوتا ہے اس لئے میں اس بات
کی حمایت نہیں کر سکتا کہ تو اس کی تمنا کرے، تو ایک بے کار مقصد
پر مصر ہے ——— وہ جہاں بھی جاتا ہے مصیبتیں ہی لے کر جاتا ہے
اور اب کیا پھر تو ایک بار اور اس کی ڈراؤنی زندگی کا ساتھ دینا چاہتی
ہے[۱۰۸] ——— تو نے (شادی کے وقت) ہاتھ میں ہیرے جڑا خوبصورت
عروسی کنگن پہنا ہوگا، اپنے اسی ہاتھ پر بھُجُر (شِو) کے سانپ کی گرفت
بھلا تو کس دل سے گوارا کر سکے گی جبکہ اس (شِو) کے ہاتھ پر خوفناک
سانپ لپٹا ہوگا ——— ذرا تو خود سوچ۔ تو نے خوش آہنگ ہنسوں
کی تصویروں سے آراستہ عروسی ریشمی پوشاک پہن رکھی ہوگی اور شِو
ہاتھی کی کھال کے لباس میں ملبوس ہوگا۔ جس سے خون ٹپک رہا ہوگا۔

۱۰۷۔ مہیشور۔ شِو دیوتا کا ایک نام۔ ۱۰۸۔ اس برہمن نے اس جگہ اس حقیقت پر لطیف طنز کی ہے کہ اُما پاربتی نے ستی کی حیثیت سے شِو کے ساتھ شادی کی تھی مگر وہ دکھ اٹھاتی رہی اور آخر اسے جل کر مرنا پڑا تھا چنانچہ اب پھر وہ دوبارہ یہی غلطی کرنے جا رہی ہے کہ شِو کی بیوی بننا چاہتی ہے جس کی دنیا میں دکھوں کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

تیرے اور شِو کے ایسے کپڑوں کا کیا میل ہوگا بھلا؟ —— کوئی دشمن بھی یہ نہیں چاہے گا کہ تو اپنے حسن خوبصورت رنگین پاؤں سے کمروں میں پھولوں پر چلتی ہے، تو وہ (پاؤں) شمشان[۱۰۸] میں دھرے جہاں مرنے والوں کے بال بکھرے ہوں[۱۰۹] ——

مہربانی کر کے بتا اس سے زیادہ غیر منا سب بات کیا ہوگی کہ سہ چشمی دیوتا شِو تجھے آغوش میں لے لے اور اس کے سینے پر ملی ہوئی شمشان کی تدفینی راکھ[۱۱۰] کے دھبے تیری دونوں چھاتیوں پر لگ جائیں ان چھاتیوں پر جنہیں تو صندل کی روح پرور خوشبو میں بساتی ہے۔[۱۱۱]

تجھ سی شاہی دلہن کو تو ہاتھیوں کے بادشاہ پر سواری کرنی چاہیئے، لیکن شِو سے شادی کر کے تو تجھے اس کے کریہہ بیل نندی پر سوار ہونا ہوگا۔ اس بڈھے بیل پر شِو کے ساتھ تیری سواری کا منظر کس قدر مضحکہ انگیز ہوگا۔ لوگ تجھے اس حال میں دیکھ کر ہنسنے لگیں گے۔ وہ یونہی بے مقصد ہاتھیوں پر پھرتا رہتا ہے، تو اکیلی کس طرح اس کے

ص۱۰۸۔ شمشان: وہ جگہ جہاں ہندو اپنے مُردوں کو جلاتے ہیں۔

ص۱۰۹۔ شِو دیوتا جوتوں اور عفریتوں کے ساتھ اکثر شمشانوں میں گھومتا رہتا تھا، یہ کہا گیا ہے کہ پاربتی کو بھی شِو کے ساتھ شمشانوں میں مارے پھرتا ہوگا۔"

ص۱۱۰۔ تدفینی راکھ: ہندو مُردوں کو لکڑیوں پر رکھ کر جلاتے ہیں، یہ چتا کہلاتی ہے۔ یہاں تدفینی راکھ سے مراد مرنے والوں یا چتا کی راکھ سے مراد ہے۔ شِو دیوتا یہ راکھ لے کے بدن پر ملا کرتا ہے۔

ص۱۱۱۔ یعنی اُما (پاربتی) نے اگر شِو سے بیاہ کر لیا تو پھر یہ ہوگا کہ جب اسے ہم آغوش کرے گا تو اس (شِو) کے جسم پر ملی ہوئی مرنے والوں کی راکھ اُما کے سینے سے لگ جائے گی۔

ساتھ گزارہ کر پائے گی؟ تیرا اس کا جوڑ ہی کیا؟ — تجھے شِو سے ملنے کی تمنا ہے مگر اسی تمنا کے سبب تیری حالت قابلِ رحم ہو گئی ہے۔

اس استریؔ کا مدن نفرت انگیز ہے۔ اس کی آنکھیں بھدی ہیں۔ اس کے حسب نسب کا کچھ علم نہیں۔ نہ اس کے باپ کا پتہ نہ ماں کا۔ کون جانے وہ ہے کون؟ اس کی گھٹیا پوشاک سے ہی اس کی مفلسی کا پتہ چل جاتا ہے، رِا قلاش ہے۔ کپڑے بھی نام کو پہنتا ہے۔ اسے بی بی جیسی آنکھوں والی، شوہر میں جو خوبیاں ہونی چاہئیں کیا وہ شِو میں ہیں! اس میں کسی دوشیزہ کی آنکھ جیت لینے والی کوئی اچھائی نہیں ہے — مہربانی کر کے اپنی اس نامبارک آرزو کو ترک کر دے کیونکہ اس رِشی اور تجھ میں بہت فرق ہے۔ اسے پاربتی، لاثانی حسین کنواری یہ ٹپسیا چھوڑ دے، وہ تیرے وفادار دل کے شایانِ شان ہے ہی کہاں! وہ رِشی ہے ہی کب؟ زندگی بھر کا آوارہ، شمشانوں کی خاک چھاننے والا — بھلا اچھے رِشی تاریک مقبروں میں کبھی کہیں عبادت کیا کرتے ہیں؟ — اور میں کچھ ایسا بُرا تو نہیں۔''

پاربتی (اُما) کے لئے شِو کی غیر حاضری میں برہمن کی یہ ہرزہ سرائی اور خود ستائی انتہائی اشتعال انگیز اور ناقابلِ برداشت تھی، اس نے اپنی توہین محسوس کی اور سخت طیش میں آگئی۔ غصے سے اس کے ہونٹ کپکپانے لگے، بھنوئیں تن گئیں اور دونوں آنکھوں کے گوشے سرخ ہو گئے۔ اس نے برہمن کو غیظ آلود ترچھی نظروں سے دیکھا۔

''مضطرب اُما نے سنا،
کنپٹیوں پر خونیں سیلاب دوڑ گیا،
لرزتے لب،

شعلہ ریز سیاہ آنکھیں،
غضب کا طوفان پھوٹ پڑنے کو تھا،
اس کی آنکھیں طیش سے لال ہو گئیں،
اس کے کپکپاتے نچلے ہونٹ سے اس کا غصہ ظاہر تھا"

پاربتی (اُما) نے برہمن کو جواب دیا:۔

"درحقیقت تو شِو کو جانتا ہی نہیں، تبھی تو نے اس کے بارے میں میرے سامنے ایسی باتیں کی ہیں۔ احمق لوگ عالی مرتبت ہستیوں ارفع انسانوں کی بڑھی ہوئی نیکیوں اور دانشمندانہ باتوں کی عیب جوئی کرتے ہیں۔ مبارک چیزیں وہ استعمال کرتا ہے جو مصائب کی چارہ جوئی کرتا ہے۔ مگر یہ بابرکت چیزیں برترین مالک (شِو) کے کس کام کی ہیں، جو (شِو) دنیا کی پناہ گاہ ہے اور اسے کسی چیز کی خواہش نہیں ہوتی۔ ان چیزوں سے تو ذہنی سکون برباد ہوتا ہے ــــ اس کے اپنے پاس کچھ نہیں، وہ خود غریب ہے مگر وہ سارے مال و دولت کا سرچشمہ ہے۔ شمشان میں رہتے ہوئے بھی وہ تینوں دنیاؤں (آسمان، زمین، پاتال) کا مالک ہے، وہ دہشت ناک دکھائی دیتا ہے مگر وہ شِو[حاشیہ ۱۱] کہلاتا ہے۔ کوئی ایسا نہیں جو اس کی اصل فطرت سے آگاہ ہو ــــ اس کی تشبیہہ کائنات جیسی ہے، اس کا صحیح تعین نہیں کیا جا سکتا۔ وہ جگمگاتے زیور پہنے ہو یا اس کے بدن پر کالے ناگ لپٹے ہوں، وہ ہاتھی کی کھال پہنے ہو یا ریشمی پوشاک، اس

حاشیہ ۱۱۔ شِو۔ شِو کے ایک معنی 'مبارک' کے بھی ہیں۔

کے سر پر کھوپڑی[۱۱۵۵] ہو یا چاند کی کلغی۔

بے شک شمشان میں پڑی ہوئی راکھ کے ذرّے شو کے بدن پر لگ جاتے ہیں، لیکن یہی ذرّے بدن کو پاک بھی کرتے ہیں اور جب شو تانڈو رقص[۱۱۵۶] کرتا ہے تو اس دوران اس کی حرکت سے تدفینی راکھ کے ذرّے جھڑتے ہیں اور دیوتاؤں کے سروں پر گر جاتے ہیں۔ اے بدروح[۱۱۵۷]، تیرے منہ سے مالک (شو) کے بارے میں ایک سچی اور اچھی بات نکل گئی ہے، حالانکہ تو تو محض اس کی برائیاں ہی کرنا چاہتا ہے۔ شو کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ تو اپنے آپ پیدا ہو جانے والے برہما دیوتا کا بھی سرچشمہ ہے، جب یہ بات ہے تو پھر کون شو کے حسب نسب یا آغاز و ابتدا کے متعلق جان سکتا ہے اس جھگڑے سے قطع نظر یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ اشو سرتاسر ایسا ہی ہے جیسا تو کہتا ہے، اور اس میں خوبیاں کم اور خرابیاں

۱۱۵۵۔ کھوپڑی :۔ برہما دیوتا کی کھوپڑی سے مراد ہے۔ برہما دیوتا کا ایک سر کاٹ ڈالا گیا تھا اور یہ سر ہمیشہ شو دیوتا پہنا کرتا تھا۔

۱۱۵۶۔ تانڈو رقص (تانڈو ناچ TANDAVA) :۔ شو دیوتا جب رنگ رلیاں منانے لگتا تو شراب کے نشے میں مست ہو کر وہ اپنی بیوی کے ساتھ وحشیانہ رقص کرنے لگتا، اور نشے میں مدہوش بھوت شیاطین کے گروہ اس کے گرد اچھلنے کودنے لگتے۔ ایک روایت کی رو سے شو کے ایک خادم کا نام "تنڈو" (TANDU) تھا۔ وہ ماہر موسیقار تھا، اسی نے وہ رقص ایجاد کیا تھا جو "تانڈو ناچ" کہلاتا ہے۔

۱۱۵۷۔ بدروح :۔ اُما پاربتی نے اس برہمن کو بدروح کہا ہے۔

زیادہ سہی، مگر میرے دل میں تو پھر بھی صرف اور صرف اسی کی محبت ہے، کیونکہ ایسی رائے رکھنے والا شخص کبھی الزام تراشیوں کو خاطر میں نہیں لایا کرتا۔"

پھر اُما (پاربتی) اپنی سہیلی سے بولی:۔

" اے سہیلی، یہ طالب علم، جس کا نچلا ہونٹ جلدی جلدی حرکت کر رہا ہے، ابھی اور بھی کچھ کہنا چاہتا ہے۔ اسے چپ کر دینا چاہیئے کیونکہ جو شخص کسی معزز کے خلاف بد زبانی کرتا ہے وہ تو گناہ گار ہے ہی ایسی باتیں تو سننے والا بھی گناہ گار ہوتا ہے ——— میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔"

اُما (پاربتی) کا اور تو کوئی بس نہیں چلتا تھا، چنانچہ وہ فوراً جانے کے لئے تیار ہو گئی، وہ اپنے محبوب شِو کے خلاف اب کچھ اور ذرا بھی نہیں سننا نہیں چاہتی تھی۔

" وہ مڑ گئی،

غصّے سے سینہ ابھر رہا تھا، بپھر رہا تھا،

غیض کے مارے چھال کی پوشاک،

اس کی اُبھری چھاتیوں سے پھسل گئی،

اپنی جگہ سے ہٹ گئی،

اچانک اس پر تحیّر کے بادل چھا گئے،

برہمن کی شکل بدل گئی،

شِوا اپنی اصلی شکل میں اس کے سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا،

۱۱۸۔ طالب علم:۔ اسی برہمن سے مراد ہے

اس نے اُما کو تھام لیا،
شِو کو اچانک دیکھ کر،
دختر کوہسار (اُما) کا سبک بدن پسینے میں نہا گیا۔[ح۱۱۹]
وہ کانپی۔[ح۱۲۰]
اس کا ایک قدم اُٹھا ہوا،
کیا وہ چلی جائے؟
اس کا دوسرا پاؤں ساکن،[ح۱۲۲]
کیا وہ تھم جائے؟
وہ نہ تو گئی، نہ ساکن کھڑی رہی،

یوں،
جیسے تیز دریائی دھارے کے آگے لمحہ بھر کو اچانک رکاوٹ آ جائے،
کوئی بڑی چٹان لہروں کو روک لے،
اور جھاگ اڑاتا پانی پاگل پن کے ساتھ چکر کھا جائے،

روپہلی چاند،
شِو کی پیشانی پر روشن تھا۔"
اُما (پاربتی) کی غصے میں بھری باتیں سن کر اب شِو نے خود کو ظاہر کر دیا تھا کہ برہمن کے

ح۱۱۹ و ح۱۲۰۔ یعنی بالکل اچانک، بالکل غیر متوقع طور پر شِو کو دیکھ کر اُما (پاربتی) کو شرم سے پسینہ آ گیا اور بدن پر لرزش طاری ہو گئی۔ یہ پسینہ اور لرزش محبت ہی کی تو دو علامتیں تھیں۔

ح۱۲۱ و ح۱۲۲۔ مطلب یہ کہ شِو کو اس طرح اچانک سامنے دیکھ کر اُما کی یہ حالت ہوئی کہ شرم اور محبت کے مارے وہ نہ تو جا سکتی تھی اور نہ وہاں رک سکتی تھی۔

رُوپ میں دراصل وہ خود ہے اور یہ کہ وہ اپنی باتوں سے دراصل اپنے لئے اُما (پاربتی) کی محبت جانچ رہا تھا۔ اس نے اُما سے کہا۔

"مجھے تیری ریاضتوں نے جیت لیا ہے، اور اب میں تیرا غلام ہوں"

اُما (پاربتی) یہ سن کر تپسیا کی پیدا کردہ ساری تکلیف بھول گئی۔ کیونکہ حصولِ مراد سے دُکھ بھول جاتے ہیں اور تازگی و فرحت دوبارہ عود کر آتی ہے۔

پاربتی (اُما) کا بیاہ

اُما (پاربتی) پر اس قدر ترنم طاری تھی کہ وہ شِو سے اب براہِ راست بات کرنے کی ہمت نہیں پا رہی تھی، اس نے اپنی سکھی سے کہا وہ شِو سے کہے کہ وہ اس (اُما) کے باپ ہماوت (ہمالہ) کی مرضی کا انتظار کرے اور اسی سے بیٹی کا ہاتھ طلب کرے ——— ابھی شِو کوئی جواب نہیں دینے پایا تھا کہ پاربتی (اُما) محبوبیت کے ساتھ شرماتی ہوئی اس کے ایک طرف کھڑی ہو گئی ——— آم کے نوخیز درخت نے آمدِ بہار کا خیر مقدم کیا، کوئل کی شیریں اور ترنم ریز خیر مقدمی کوک اُبھری۔

شِو نے اُما (پاربتی) کے کان میں دھیمی دھیمی سرگوشی کی۔ پھر اُما کے بازوؤں سے الگ ہوتے ہی اس (شِو) نے فوراً ہی آسمان سے سپت رشیوں[۱۲۳] (سات رشیوں) کو طلب کیا وہ اس کا پیغام شادی ہماوت کے پاس لے جائیں۔ سات رشی وہاں آگئے۔ خاتونِ فلک، (اُما۔ پاربتی) وہاں موجود تھی، فضا اس کی تابانیوں سے منوّر ہو رہی تھی۔ وہ (اُما) یوں لگ رہی تھی جیسے مقدس گنگا کی لہروں میں نہا کر تر و تازہ ہو کر آئی ہو۔ اُما (پاربتی) کی نظریں شِو پر جمی ہوئی تھیں۔ شِو اسکی نظروں کا خیر مقدم کرتے ہوئے احترام اور والہانہ پن

ح ۱۲۳ "سپت رشی" (سات رشی): روحانیت سے فیض یافتہ اور برترین مرتبے پر فائز سات شاعر داناؤں (سپت رشی) کے بارے میں تفصیل "تعارف" میں دی جا چکی ہے۔

کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے اس قدر حسین نظر آ رہی تھی، اور وہ اس کی چاہت میں اس قدر خوش اور سرشار تھا اور اس کے دل میں تمنا جاگ رہی تھی کہ اُما (پاربتی) کے ساتھ شادی کی ملکوتی مسرت فوراً حاصل کرلے ——— اس (شو) نے سات رشیوں سے کہا۔

"جس طرح بارش سے پیاس بجھانے والا پرندہ آسمان کے مہربان بادلوں سے اپنی تشنگی دُور کرنے کی درخواست کرتا ہے اسی طرح اپنے دشمن (تارک عفریت) کے استبداد تلے کلپتے ہوئے دیوتا مجھ سے التجا کرتے ہیں میں انہیں (تارک کی پیدا کردہ) مصیبت سے نجات دلانے کے لئے اپنا ایک بیٹا پیدا کردوں ——— میں دوشیزہ، کوہسار، (اُما) کو اپنی دلہن بنانا چاہتا ہوں۔ میرا بیٹا عفریت (تارک) کا غرور کچل کر رکھ دے گا ...... تم جاؤ اور ہماوت (ہماون) سے میرے لئے اس کی موہنی بیٹی (اُما) کا رشتہ مانگو۔"

اس طرح سپت رشیوں کے سامنے شو نے اُما (پاربتی) کی محبت کا اعتراف کیا اور اس سے شادی کی خواہش ظاہر کی کہ وہ ہماوت کے پاس جاکر اس کے لئے اُما (پاربتی) کا رشتہ طلب کریں ——— شو کے کہنے پر ساتوں رشی (سپت رشی) تصور کی سی تیزی کیساتھ اُما کے باپ ہماوت (ہماون) کے شہر کی طرف روانہ ہوئے ——— انتہائی خوبصورت اور اُونچے اُونچے مکانوں اور محلوں سے ہماوت کا شہر یوں جگمگا رہا تھا جیسے (دولت کے دیوتا) کُوویر کا دارالحکومت اُلکا[۱۲۴] ہو، یا جیسے اس شہر کی خوبصورتی سُورگ، (جنت) سے بچھڑ

ص۱۲۴۔ اُلکا (ALKA) :۔ یہ شہر دولت کے دیوتا کُوویر (KUVERA) کا دارالحکومت تھا۔

بن کر برس ہو۔ اُما (پاربتی) کے باپ ہماوَت کے دارالحکومت میں بلند برجوں پر سونا جڑا تھا، اس شہر کا محافظ مقدس دریا ہر طرف بہتا تھا۔ وہاں خوشبودار پھول کثرت سے تھے، تازہ پھولوں کے باسکٹ رہتے تھے، ایسے پھول جن کی سہانی خوشبو سے مسحور ہو کر آسمانی پریاں (اپسرائیں) دھرتی پر کھنچی چلی آتی تھیں۔

ہماوت کے اس عالی شان شہر میں ایسے خوبصورت اور تیز رفتار ہاتھی تھے جن کا کہیں جواب نہیں تھا، دُور سے شیر کی گرج سن کر بھی یہ ہاتھی بالکل نہیں ڈرتے تھے اس شہر کی چوڑی سڑکوں پر نور افشاں آسمانی پریاں (اپسرائیں) اور آسمانی مغنی مٹر گشت کرتے تھے، ان کی بیگمات ندیوں اور اشجار کی پریاں تھیں۔

شہر کے درخشندہ ایوانوں کے میناروں کی چوٹیاں بادلوں میں لپٹی ہوئی تھیں، ان ایوانوں سے نقاروں کی بلند آوازیں گونجتی تھیں — لرزتے پتوں اور لہراتی شاخوں والے مقدس درختوں کی نکہت آفریں ٹھنڈک اور خوشگوار فرحت فضا میں گھل جاتی۔ روح میں بالیدگی پیدا کرنے والی نرم ہوائیں چلتی رہتیں۔ ہوا لینے کے لئے وہاں کسی پنکھا جھلنے والی کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی، بلوریں کمروں میں رات کو ضیافتیں ہوتیں تاروں کی روشنی ان کمروں میں منعکس ہو کر کرنیں سی بکھیرنے لگتی اور یہ سیم گوں جگمگاہٹ دعوت میں شریک ہر ماہ پارا کے گرد جھوم جاتی۔

ہماوت کے شہر کی خوش اندام کنواریاں خوش و خرم رہتی تھیں، ان کے روشن روشن دن ہر پریشانی سے مبرا تھے، راتوں کو وہ جن راہوں پہ چلتیں وہ نور افروز جھاڑیوں

ہی یہاں آسمانی مغنی گندھرو (GANDHARA VAS) بھی رہتے ہیں۔ اُلکا کوہ میرو پہ واقع ہے۔ اور اس (اُلکا) کو وَسُودھارا (VASU- DHĀRA)، وَسُوستھلی (VASU-STHALI) اور پربھا (PARBHĀ) بھی کہتے ہیں۔

سے منور رہتیں، جہاں پر کبھی بڑھاپا طاری نہیں ہوتا تھا۔ سدا نوجوان رہتی تھیں، ان کی سب سے بڑی مسرت و انبساط یہی تھی کہ ان پر محبت کی وارفتگی اور بے خودی طاری رہتی تھی عشاق ان خوش بدن دوشیزاؤں کی غیض آلود تیوری، جنبش کرتے ہونٹوں اور بانکی تکدر آمیز حرکتوں کی ایک گھنٹے بھی تاب نہیں لا سکتے تھے، غضبناک حسینہ نے معافی مانگنے اور بہت ساری التجاؤں کے بعد انہیں محبوباؤں کی خفیف سی مسکراہٹ نصیب ہوتی تھی وہاں وسیع و فراخ باغوں میں خوشگوار اور طمانیت بخش درخت اور برف پوش کنج پھیلتے چلے گئے تھے، وہاں چمپا کی اجلی اجلی کلیاں پھول بن جاتیں، لپٹنے کوہستانی گھرندی سے اتر کر بھیگی شاموں میں وہاں آکر ٹہلنے والی اپسرائیں درختوں اور کنجوں کے سایوں پر جان دیتیں

سات رشیوں کے استقبال کے لئے ہماوت تخت سے کر تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کے چلنے سے دھرتی لرزنے لگی ——— ہماوت نے رشیوں کی شایانِ شان تعظیم کی اور انہیں ایوانِ شاہی میں لے گیا، رسلوں سے بنے ہوئے کاؤچ پر بٹھایا اور طویل خیر مقدمی کلمات کہتے ہوئے ان کے آنے کا سبب پوچھا اور آخر میں کہا۔

"اپنی مرضی بتاؤں، ہم سب میں، میری بیوی ..... اور ہماری پیاری
بیٹی (اُما) تمہارے حکم کے منتظر ہیں۔"

سپت رشیوں میں سے اُنگیرس (ANGIRAS) نے پہلے تو ہماوت (ہمالہ) کی عظمت، اس کی شان و شوکت کا ذکر کیا، اس کی تعریف کی۔ پھر اپنے ساتھیوں کے ہماوت کے پاس آنے کا سبب بیان کرتے ہوئے شو دیوتا کی خوب ستائش کی اور آخر میں بولا۔

"عظیم حکمران (ہماوت)! ہم شو دیوتا کے حکم سے تیری خدمت میں
یہ کہنے حاضر ہوئے ہیں کہ اپنی خوبصورت بیٹی کا ہاتھ اس (شو) کے
ہاتھ میں دے دے، ایسے ملاپ پر باپ کے دل کو مغموم نہیں
خوش ہونا چاہیئے۔ اس (اُما) کا آقا (شو) دنیا کا باپ ہے اور

یا(اُما)، ہر زندہ مخلوق کی ماں ہوگی۔ دیوتا اس نیلی گردن والے شو
کی پرستش کرتے ہیں، وہ اُما (پاربتی) کی بھی جھک کر تکریم بجا لائیں
گے اور اس کے قدموں پر ہیرے جواہرات کا نذرانہ پیش کریں گے
سو بلے بھاگتوں میں ضیاء پاش رہتے ہیں۔ منتخب خاتون (اُما) کا ہاتھ
اسے سونپ دے۔''

جب سات رشی اُما (پاربتی) کے بیاہ کی بات ہمادت سے کر رہے تھے، جب وہ کی خوبیاں گنوا رہے تھے، پاربتی (اُما) باپ کے پاس موجود تھی۔ وہ محجوب ہو گئی۔ شر اس کے گال گلاب کے پھول کی طرح سرخ ہو گئے۔ سرخ گالوں کو چھپانے کی خاطر ا سر جھکا لیا اور ہاتھ میں تھامے ہوئے کنول کی پتیاں گننے لگی۔ اس کے کنوارے کنوا مکھڑے پر نُور کھل رہا تھا۔

ہمالہ کا جی فخر اور مسرت سے اڑا جا رہا تھا۔ اس نے جواب دینے سے پہلے ا بیوی منا کا کی طرف دیکھا کیونکہ وہ بچوں کے لئے ماں کی محبت اور توجہ سے بخوبی واقف اسے پتہ تھا کہ ماں اپنی اولاد کے دلی رازوں اور دل کی گہرائیوں میں چھپی محبت سے خو ہوتی ہے، ہمادت جانتا تھا کہ یہی وہ گھڑی ہوتی ہے جب شوہر بیوی کے رنگ با گالوں سے یا اس کی آنکھوں میں جواب پا لیا کرتے ہیں۔ ہمادت کی متجسس نظریں منا کا چہرے کی طرف اٹھی ہی تھیں کہ اس کی آنکھوں میں اثباتی کرن اُبھری۔

ہمادت نے شرماتی سرماتی اُما (پاربتی) کو اپنے بازوؤں میں لے لیا، وہ کسی ملکہ جیسی اور ہیرے جواہرات میں سجی تھی۔ کچھ دیر ہمادت چپ رہا، پھر خوشی سے کہنے لگا

''میری بیٹی اشو کی ہونے والی دلہن، یہ عالی مرتبت سپت رشی دیوتا
کے کہنے پر تیرا رشتہ لینے آئے ہیں اور آج کے پُر مسرت دن میں —
تیرا باپ —— بہترین صلہ پاؤں گا جس کی خواہش کسی کو بھی ہو سکتی ہے۔

پھر ہماوت نے سپت رشیوں سے کہا۔

"مقدس رشیو! دیکھو، شو کی دلہن تمہیں خوش آمدید کہتی ہے۔"

"سپت رشیوں نے مسرور ہوکر دوشیزہ (اُما) کو دیکھا،

انہوں نے اپنی بھرپور برکتیں نازل کیں،

وہ ان کی تعظیم کے لئے اتنی جھکی کہ،

اس کے بالوں میں سے اور کانوں میں چمکتے ہیرے موتی،

ڈھلک گئے،

پھر وہ خوشی کو دباتی دلکش حیا کے ساتھ،

اپنی ماں کے سینے میں جا چھپی،

ماں اپنی پیاری بیٹی (اُما) کے لئے آنسو بہا رہی تھی،

پھر وہ مسکرا دی،

شو کی غیر منقسم محبت (اُما)

کو ایسی ہی خوشیاں اُوپر (آسمان) پر نصیب ہوں۔"

سپت رشیوں نے اُما کی شادی کے لئے چوتھا دن مقرر کیا، پھر وہ اپنے گھروں کی طرف روانہ ہوگئے۔ شو نے ان کا شکریہ ادا کیا اور راد پرستاروں کے درمیان ان کے لئے درخشاں آرام گاہیں متعین کر دیں۔ ان تھکا دینے والے تمام دنوں میں شو اپنی حسین دلہن کو آغوش میں لینے کے لئے تڑپتا رہا۔ اگر آقائے فلک (شو) قرار نہ پا سکتا تو پھر بلا خیز محبت انسان کا سینہ چیر کر رکھ دیتی۔

شادی کا سعد دن آگیا، کسی مہربان ستارے کی مبارک روشنی والا بابرکت دن۔

ہماوت کے بلانے پر سارے رشتے دار شادی میں شریک ہونے آ پہنچے۔ وسیع و فراخ شہر کی ہر خوبصورت کنواری عروسی تقریب کو آراستہ اور تیاریاں کرنے کے لئے جاگ گئی نہیں مہکیا

ایسے بادشاہ (بھاوت) سے اتنی محبت تھی کہ ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوگئیں، لگتا تھا، جیسے سب ایک ہی گھرانے کی ہوں۔ بھاوت کے شہر کی شاہی سڑکیں اتنی روشن تھیں کہ آسمان بھی کیا ہوگا۔ امراء اور معززین کے لئے سڑکوں پر پھول برسائے گئے اور وہاں پر پاؤں دھر کر چل رہے تھے۔ طلائی آرائشی استقبالی دروازوں پر کامدار ریشمی پھریرے فرحت افزا ہوا میں لہرا رہے تھے۔ اس دن اُما کے ماں باپ مناکا (منا) اور بھاوت ہر فکر، ہر غم سے آزاد تھے۔ بھاوت کے بھرے پُرے خاندان کی ہر بیاہی عورت نے اُما کو چھاتی سے لگایا، پیار کیا، دعائیں دیں۔ تحفے میں بے بہا ہیرے موتی دیئے۔

"اس مبارک گھڑی کوئی پُراثر ستارہ،
انتہائی دلفریب اثرآفرینیوں کے ساتھ داغدار چاند سے مل گیا تھا،
برکتوں سے معمور اس گھڑی اُما کو سوار رلے،

دلہن بنا لے،
معزز گھرانوں کی کنواریاں اور خوبرُو باندیاں جمع ہوگئیں،
سکھیاں اسے کمرے میں لے گئیں،
کمرے کی دیواروں اور چھت پر موتی،
اور فرش میں نیلم اور یاقوت جڑے تھے،
خواب آگیں، ہنر یں موسیقی اُبھر رہی تھی،
سہیلیوں نے اُما کے بدن پر طلائی صراحیوں سے مقدس پانی ڈالا،
ٹھنڈے غسل سے وہ تر و تازہ ہوگئی،
اس کے دلکش گورے بدن کو آراستہ کیا گیا۔
سکھیوں، باندیوں کی اشتیاق بھری کاوشوں سے دمک اُٹھی،
انہوں نے اس کے گیسوؤں میں گھاس کی نکہت آفریں پتیاں،

جنگل پھول سجائے،
لمبی مینڈھیوں میں پھولوں کے ہار گوندھ دیئے،
مینڈھیاں اس کی کنپٹیوں پر آویزاں کر دیں،
سر کے آرائشی پھولوں کے بیچ،
عشق کی نشانی "روشن تیر" بنا دیا،
کانوں کے پیچھے جو کا ایک ایک خوشہ سجایا،
تابدار بالوں کے ہر لچھے کو مشکبو کرنے کے لئے،
اس کے سر پر خوشبوئیں چھڑکی گئیں،
سہیلیوں نے آنکھوں کے باہر کالا روغن لگایا،
اس کا سر یوں چمک رہا تھا جیسے بادلوں کے بغیر چاند۔
وہ ہلکے ملائم، باریک لباس میں ملبوس تھی۔
ریشمی پوشاک اس کی کمر کے نیچے لہریں لے رہی تھی۔

باندیاں اُما کے چمکیلے بالوں تلے شفاف پیشانی کا موازنہ،
کونسی نادر خوبصورتی سے کر سکتی تھیں؟
کنول کے اس مقدس پھول سے؟ جس کی چمک،
کالی کالی قطاروں میں منڈلانے والی شہد کی مکھیوں سے ماند پڑ جاتی ہے۔
اس مدہم درخشاں چاند سے؟ جسے
کالے بادل کا ٹکڑا اڑھا نپ لے تو اس (چاند) کی دلکشی اور بڑھ جاتی ہے
اُما کی نیم باز نگاہیں یوں لگ رہی تھیں،
جیسے کنول کی بند پتیاں ہوا میں ابھی ابھی وا ہوتی ہوں،

اس کی گردن اور بازوؤں میں سجے تابندہ ہیروں سے،
اس کی دلکشی لمحہ لمحہ یوں بڑھتی جا رہی تھی،
جیسے کسی خوبصورت پودے کی یکے بعد دیگرے کھلنے والی کلیاں،
جو توبہ حاذ بمس آشکار کر رہی ہوں۔
جیسے سیم رنگ بہنایائی،
جہاں مسرور پرندے تیری سے اُترتے ہیں۔
جیسے رات،
جب ستارے خوب چمکتے ہیں۔
سہانی خوشبو والے لُودرا[۲۱] عبار اور صندل سے،
نوخیز دلہن کی نازک و ملائم جلد بیتوں کو رنگین بنایا گیا۔
زعفران اور خوشبو دار لکڑی کے سوچ رنگوں سے،
اس کا حسن اور بھی جلا پا گیا،
اتنا کہ اُما گنگا کے اس منظر سے زیادہ خوبصورت لگنے لگی،
جب پرندے اس کے روپہلی دھاروں میں رتیلے جزیرے پر کھیلتے ہیں۔''

اُما (پاربتی) کی شاداں و فرحاں ماں نے سنہری رنگ لیا اور اُما کی جگمگاتی آنکھیں اپنی طرف اٹھائیں اور جب اس نے اپنی بیٹی کو دلہن کی طرح مزید سنوارا اس کا سینہ ممتا کے فخر سے پھول گیا۔ اس کا جی چاہا کہ اُما کی خوبصورت پیشانی پر شادی کی لکیر بنا دے ——— اُما (پاربتی) کے گول بازو پر اس کی اتالیق نے اون کی پٹی رکھی۔ ماں کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے اتنے کہ اسے صاف کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے بیٹی کے بازو پر اون کی وہ پٹی باندھنے

ص ۲۱۔ لُودرا، غبار۔ معلوم نہیں یہ خوشبودار مٹی کس قسم کی تھی۔

کی کوشش کی مگر آنسوؤں کی وجہ سے باندھ نہ سکی۔

سناؤ سنگھار کے بعد سہیلیوں نے اُما کو اٹھایا، اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ وہ بولیں۔

"تمہیں اس کی بھرپور محبت نصیب ہو۔"

ان کنواری شریف زادیوں نے اُما (پاربتی) کو اپنے حلقے میں لے لیا اور صحن کی طرف چلیں وہاں انتہائی شاندار خوبصورت شامیانہ تنا تھا جس کے مطلّا ستونوں پر ہیرے جڑے تھے۔ جہاں بن سنور کر شان سے اکڑے بیٹھے تھے۔ سہیلیوں نے اُما کو شہ نشین پر بٹھا کر اس کا منہ مشرق کی جانب موڑ دیا۔ وہ اس وقت اتنی حسین نظر آ رہی تھی، اس کا تبسّم اس قدر کیف آور تھا کہ سہیلیاں اور باندیاں اسے دیکھتی رہ گئیں۔ اُما (پاربتی) خوبصورت ترین لڑکیوں کے جھرمٹ میں تھی مگر وہ خوان سب سے بڑھ کر جاذب نگاہ تھی ایسی کہ سب لڑکیاں اس کے حسن نظر افروز میں جیسے بدلتے چند سے گم ہو کر رہ گئیں۔

شامیانے میں موجود لوگوں کی نظریں اُما کے گالوں کے پیچھے بچی جو کی سنہری بالوں (خوشوں) کی طرف رہ رہ کر اٹھ جاتی تھیں۔ مگر زعفران لگے اس کے ضوفشاں گال زیادہ پُرکشش تھے۔ اس کے دلکش لبوں سے شنگرفی دھبے ابھی ابھی صاف کرئیے گئے تھے، پھر بھی وہ جب مسکرانے لگتی تو لرزاں روشنی کرن بن اس کے لبوں پر بکھر جاتی —— ایک کنیز نے ہنستے ہوتے اُما سے کہا:۔

"اپنا پیارا پاؤں اپنے محبوب کے سر پر رکھ دینا جہاں چاند موجود ہوتا ہے۔"

یہ شوخ بات کہنے والی کنیز نے اُما (پاربتی) کی آرائش بدن کے وقت اس کے پیروں کو رنگین بنایا تھا۔ اُما شرم کی وجہ سے اس کی بات جواب تو کچھ نہ دے پائی البتہ دبی دبی شوخی سے اپنا پھولوں کا ہار کنیز کو مارا۔

ہمادت ایسے دوستوں کے ساتھ بیٹھا دولہا کی شاہانہ انداز میں آمد کا منتظر تھا۔

ــــــ ادھر شو بھی دولہا بن چکا تھا۔ ہاتھی کی کھال کی جگہ اب اس نے طلائی کام والی ریشمی پوشاک پہن رکھی تھی، بدن پر راکھ کی جگہ بہانی خوشبوئیں لگائی تھیں اور دہشت ناک انداز میں دمکتی اس کی تیسری آنکھ اب بہت خوبصورت اور ملائم روشنی بکھیر رہی تھی۔ یہ تیسری آنکھ شو کی پیشانی پر عظمت وشان کا نشان بن کر درخشاں تھی۔ اس کے بدن کے دونوں سانپ ضیا رپاش ہیرے جواہرات کی شکل اختیار کر کے جسم پر بیچ گئے تھے۔ سر پر روشن مکٹ تھا۔ حداماس کے لئے بہت بڑی تلوار لے کر آئے آئینے کی طرح چمکتی اس تلوار میں اپنا عکس دیکھ کر شو بہت خوش ہوا ـــــ پھر وہ اپنی سواری کے بیل کی طرف بڑھا۔ اس بیل کی کمر پر شیر کی کھال ڈالی گئی تھی۔ شو کو آتا دیکھ کر وہ خوفناک بیل ڈر کے مارے سکڑ گیا اور جب وہ نزدیک آیا تو بیل نے اسے تعظیم دی۔

اس کے پیچھے پیچھے مقدس خواتین تھیں۔ وہ شو کے پیچھے تیزی سے لپکتیں تو ان کی کانوں کی بالیاں جھومنے لگیں۔ وہ خوبصورت تھیں اور ان کے جسموں کے ہر طرف روشنی یوں بکھر رہی تھی جیسے کنول کے شوخ دلآویز پھولوں کا نظر نواز تختہ بچھا چلا گیا ہو۔ ان نورانی بدن والیوں کے پیچھے کالی (دیوی)[۱۲۸] آرہی تھی۔ اس نے کھوپڑیوں کا ہار پہن رکھا تھا اور یہ کھوپڑیاں ہوا میں لہراتی ایک دوسری سے ٹکراتی بج رہی تھیں ـــــ ان سب سے آگے آگے بینڈ والے تھے وہ بربط، ڈھول، شہنائی اور الغوزے بجا رہے تھے، یہ گویا اعلان تھا کہ شادی کی گھڑی آن پہنچی ہے۔ دیوتا وہاں آگئے۔ سورج دیوتا نے ریشمی سائبان تان دیا جو آسمان کے لپیٹنے کاریگری کرنے دیوتاؤں کے لئے تیار کی تھی۔

ح۱۲۸۔ کالی دیوی: کالی دیوی دراصل پاربتی (اُما) دیوی کا ہی خوفناک اور غارت گر روپ تھی تفصیل "تعارف" میں پڑھی جاسکتی ہے۔

خالق کائنات، اونا لک قوت، بر ہما دیوتا اور محافظ کائنات وشنو دیوتا بھی وہاں ہے۔ انہوں نے شو سے کہا

"سوار ہو جا، تو ہمیشہ طاقتور، نامور اور کامران رہے۔"

شو نے وشنو سے بات کی اور اندر دیوتا کو دیکھتے ہوئے مسکرایا، پھر برہما کے سامنے جھکا۔ وہاں جمع ہو جانے والے ساکنانِ فلک کے قریب آ کر شو نے ان سب کو بنائیت بھری خیر مقدمی نظروں سے دیکھا — سپت رشیوں نے اسے دعا دی۔ وہ حمدہ پیشانی کے ساتھ ان سے مخاطب ہوا۔

"عظیم رشیو خوش آمدید! روشنی (سورج) کے بیٹو خوش آمدید!
تم اس تقریب میں میرے منتخب پروہت (پنڈت) ہو گے اور
رسمیں ادا کرو گے۔"

آسمانی مغنیوں نے میٹھے سروں میں شو کی عظمت کے گیت (بھجن) گائے۔ وہ اُما (پاربتی) کو اپنی دلہن بنانے، ساتھیوں کے ہمراہ ہماوت کے شہر روانہ ہو گیا۔ اس کے سر پر جگمگاتی چاندکی کرن راستے کو منور کر رہی تھی۔ صبا رفتار بیل نندی اسے اپنی پشت پر سوار کرائے فضا کو چیرتا ہوا نیچے لپکتا آ رہا تھا۔ نندی کے سر پر سونے کی گھنٹیاں بھی تھیں، وہ بادلوں میں گھڑ گھڑاتا لپکتا آ رہا تھا جیسے مٹی کے کنارے کو اپنے طاقتور سینگ سے توڑنے کے لئے غضبناک انداز میں جھپٹ رہا ہو۔

برہما اور وشنو دولہا کو جلوس کی شکل میں لے کر تیزی کے ساتھ ہماوت کے شہر پہنچ گئے۔ ان کے پیچھے کم تر درجے کے دیوتا بھی تھے۔ گلیاں، سڑکیں اور کوچے عجب منظر پیش کر رہے تھے۔ اُما (پاربتی) کے ساتھ ساتھ شہر کو بھی دلہن بنا کر رکھ دیا گیا تھا۔ نگاہیں جدھر اٹھتیں پھولوں ہی پھولوں پہ سے پھسلتی چلی جاتیں۔ اس قدر گل افشانی کی گئی تھی کہ ٹخنوں تک پاؤں نرم و نازک پھولوں میں ڈوب ڈوب گئے۔ اُما (پاربتی) کا باپ اور اسکے

مع ر رفقا ہاتھیوں پر سوار ہو کر شِو اور اس کے باراتیوں کا استقبال کرنے شہر سے باہر آئے
سڑکیں استقبالی شہریوں سے پٹی پڑی تھیں۔ دولہا بنے شِو کی سواری سڑکوں سے گزر رہی
تھی اور شہر کی دوشیزائیں سارے کام کاج، ذاتی آرائش تک چھوڑ چھاڑ اسے دیکھنے دروازوں
در کھڑکیوں میں اُمڈ گئی تھیں ——— شِو گزرتا چلا گیا۔ اس کے سر پر جگمگ کرتے چاند کی ضیا
سے شہر کی عمارت روشن تھی۔ شہر کی ماہ پارائیں اس کی وجاہت اور اُما (پاربتی) سے
اس کے جوڑ کو سراہ رہی تھیں۔ زور زور سے اظہارِ خیال کر رہی تھیں۔ شِو روشن آنکھوں والی
ان دوشیزاؤں کی سنتا گزرتا جا رہا تھا۔

شِو اور اس کے ساتھی ہماوت کے محل پہنچ گئے، وہ اپنی سواری کے بیل نندی سے
نیچے اتر آیا۔ شام کا وقت تھا اور بادل سورج سے پرے ہٹ گیا تھا۔ پہلے برہما پھاٹک
سے گزر کر اندر گیا، پھر شِو دشنو کے بازو کا سہارا لئے ہوئے محل میں داخل ہوا۔ اس کے
بعد اِندر دیوتا آیا اور پھر آسمان کے سارے باسی، معزز رشی، سات عظیم رشی (سپت
رشی) اور باقی سب انہوں نے شِو کو شامیانے تلے شاہانہ نشست پر بٹھایا۔ دولہا کے لئے
خوبصورت تحفے لائے گئے ہیرے، جواہرات اور دو ریشمی پوشاکیں پیش کی گئیں۔

چاق و چوبند حاجب شِو کو اُما (پاربتی) کے پاس لے گئے۔

”اس نے اپنی کنول جیسی آنکھوں سے اُما کو دیکھا،

. . . .

وہ دونوں ملے،
لمحاتی شرم ان پر طاری ہو گئی،
سچی محبت،
اس سرور دولہا پر،
اس کی پیاری دلہن پر،

انوار برسا رہی تھی ۔

وہ دونوں ملے

ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانکا،

دونوں کانپ رہے تھے۔

پنڈت نے دوشیزۂ کوہسار کی جلوہ فگن انگلیاں شِو کے ہاتھ میں تھما دیں،

ہاتھ سے ہاتھ میں ملائم رَو سرایت کر گئی،

دونوں نے دل گہرائیوں سے اسے قبول کر لیا،

اس ہیجان خیز لمس کے جادو بھرے اثر سے،

شِو کی رگوں میں آگ بھر گئی،

اُما مسرت سے کانپ گئی،

نظریں ایک دوسرے پر جمی تھیں،

اشتیاق بھرا ہاتھ ہاتھ میں تھا،

دونوں ساتھ ساتھ کھڑے کس قدر حسین لگ رہے تھے،

خالق معنی ان دونوں کا جمال الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر تھے،

موہنی[۱۲۹ح] خاتون اور عالی وقار دیوتا،

سر بلند میرو (پہاڑ) کی تلہٹی کے وسیع میدانوں میں،

یوں ملے جیسے دن اور تاروں بھری آدھی رات۔

پنڈت نے کہا،

۱۲۹ح۔ موہنی خاتون د۔ اُما (پاربتی) سے مراد ہے۔

اور وہ تین مرتبہ مقدس آگ کے گرد گھومے،
پنڈت نے کہا،
اور عروس نو نے سیم برِیاں اناج آگ میں ڈال دیا۔

اور مہکتا مہکتا دھواں اپنی سانس سے اپنی طرف کھینچا،
دھواں بل کھا کر اس کے گالوں کے گرد جھوم گیا۔
اور دلآویزی کے ساتھ اس کے کانوں کے گرد چمٹ گیا،
دلکش بالوں نے شکر مسالے پڑا یا سر جھکایا،
نور لمحوں سے چوٹی نالیں ڈھلک کر،
آنکھوں کے نیچے عارض پر آ رہیں،
اس کی سیاہ آنکھوں میں جوت بدستور جاگ رہی تھی۔

پنڈت نے کہا،
'یہ آگ گواہ ہے تمہاری بیاہ کی،
اے شوہر ہمیشہ انصاف کرنا،
اے بیوی ہمیشہ وفادار رہنا،
اُما برہمن کے یہ الفاظ شوق سے یوں پی گئی،
جیسے چلچلاتی گرمیوں کی دھوپ سے جھلسی ہوئی دھرتی،
بارش کے پہلے قطرے کو پی جاتی ہے۔

شِو نے پاربتی سے کہا،

'پاکباز اُما'،

دور قطبی تارے کی روشنی دیکھ،

تیری دعا اسی غیر متبدل تارے کی طرح ہمیشہ روشن رہے!'

سسکیاں بھرتی وہ سرگوشی میں بولی،

"ہاں سدا تیری رہوں گی!"

پھر وہ دونوں طلائی نشستوں پر بیٹھ گئے اور مقدس کتابوں کے حکم کے مطابق ان پر نم اناج چھڑکا گیا --- انہوں نے کچھ دیر کے لئے ادھر دیکھا جہاں آسمانی دوشیزائیں دلفریب رقص پیش کر رہی تھیں۔ ان کی خاموش منہ بولتی حرکات و سکنات سے دلی جذبات کا اظہار ہو رہا تھا۔

شادی کی رسم ختم ہو گئی۔ پھر فلک نشینوں نے اپنے ہاتھ اٹھا کر شو سے التجا کی۔

"اب اپنی دلہن کے واسطے کام دیوتا پر رحم کر، جس کے نرم و ملائم
بدن کو تو نے انتہائی طیش میں آ کر ختم کر دیا۔ اس کی تمام عزت و احترام
اور اس کی ساری قوت اسے دوبارہ لوٹا دے۔"

شو مسکرا دیا اور محبت کے دیوتا کام دیو کو دوبارہ زندگی مل گئی۔ تو بیاہتا شو اور اُما (پاربتی) کو تنہا چھوڑ کر سب چلے گئے۔ شو نے اپنی محبوب دلہن کو خلوت کدے میں لے جانے کے لئے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ خلوت کدہ جگمگاتے سونے سے مرصع اور اُما کے بے بہا جہیز سے سجا ہوا تھا۔ کمرے میں موجود اپنی کنیزوں کو دیکھ کر اُما دلفریب انداز میں محجوب ہوئی، وہ ان دونوں کو دیکھ کر معنی خیزی کے ساتھ مسکرائیں اور کنیزوں کے سامنے اُما نے شرماتے ہوئے صرف ایک لمحے کے لئے اپنے محبوب سے اپنا پیارا چہرہ موڑ لیا۔

شادی کے بعد وہ دونوں ایک ماہ تک ہماوت کے پاس رہے۔ پھر شو سوار ہو کر انہی سڑکوں سے گزر کر جن پر چل کر اُما کو بیاہنے آیا تھا۔ وفادار بیوی (اُما) ساتھ تھی وہ اس کا ہاتھ تھامے اپنے مسکن کیلاش پربت کو ہو لیا۔ راستے میں وہ بہت سے مقدس

پہاڑوں اور مقدس چوٹیوں کی زیارت کرتے گئے۔ جلنے سے پہلے شِو نے رَتی کے سامنے ہی اس کے شوہر کام دیو کو جسم دوبارہ عطا کر دیا۔[ح۱۳۰]

اُما کی شوخی اور شِو کی تیسری آنکھ

اُما (پاربتی) اپنے شوہر کے ساتھ کیلاش پربت پر رہتی تھی۔ وہاں رنگ برنگے پھول کھلے تھے۔ نظر کی حد تک ہرا بھرا سہانا

ح۱۳۰۔ محبت کے دیوتا کام دیو کی دوبارہ پیدائش یا دوبارہ زندہ ہو جانے کے بارے میں ایک روایت یہ ہے۔ کہ جب شِو دیوتا نے خفا ہو کر کام دیوتا کو جلا کر خاک کر دیا تو دنیا ایسا صحرا نظر آنے لگی جہاں محبت کی کلکاریاں نہیں تھیں دیوتاؤں نے شِو سے التجا کی کہ کام دیو کو پھر سے زندگی بخش دے۔ کام دیو کی بیوی رَتی نے (یا رتی) سے گزارش کی اور پاربتی نے اپنے شوہر شِو کو رضامند کر لیا۔ پھر کام دیو کرشن جی اور ان کی بیوی رُکمنی کے بیٹے کی حیثیت سے پیدا ہوا اور اس کا نام پردیومنا رکھا گیا۔ دوسروں کی شکایت اور لڑائی جھگڑے سے لطف لینے والا نارد رِشی شمبھر نامی ایک اَسُور کے پاس گیا اور اسے بھڑکایا کہ کام دیو تجھے قتل کر دے گا۔ شمبھر جادو کے زور سے رکمنی کے کمرے میں جا گھسا اور نومولود کام دیو کو چرا کر سمندر میں پھینک دیا۔ ایک مچھلی بچے کو نگل گئی مگر بعد میں وہ مچھیرے کے جال میں پھنس گئی۔ مچھیرے نے مچھلی شمبھر کے ہاتھ بیچ دی۔ ادھر نارد رِشی نے کام دیو کی بیوی رَتی سے کہا تھا کہ وہ فانی عورت کا روپ دھار کر باورچن کی حیثیت سے شمبھر کے ہاں نوکری کر لے۔ چنانچہ جب شمبھر نے مچھلی خریدی تو اس وقت رَتی شمبھر کے باورچی خانے میں موجود تھی۔ مچھلی رَتی کو دی گئی کہ پکا لے۔ رَتی نے مچھلی کا پیٹ چاک کیا تو اندر سے کام دیو نکل آیا۔ عین اسی وقت شوخ اور شرارتی رِشی نارد نمودار ہوا اور رَتی کو بتایا کہ بچہ اصل میں کام دیو ہے۔ اور ساتھ ہی اس نے رَتی کو یہ صلاحیت اور قدرت بخش دی کہ وہ جب چاہے بچے کو سب کی نظروں سے غائب کر سکتی تھی۔ رَتی نے بچے کی پرورش اس طرح کی کہ اسے کبھی بھی شمبھر کی نظر میں نہیں آنے دیا۔ کام دیو پر نوجوانی آئی تو رَتی نے اس سے اظہارِ عشق کر دیا۔ کام دیو اس کے منہ سے عشق و محبت کی باتیں سن کر

(باقی حاشیہ اگلے صفحے پر)

جنگل پھیلتا چلا گیا تھا۔ کہیں اپسرائیں محوِ رقص رہتیں، چہلیں کرتیں تو کہیں دیویوں کی مُرلی جیسی پھوٹ رہی ہوتی۔ پرندوں کے نغمے کانوں میں رس گھول جاتے، قسم قسم کے جانور جنگلوں میں پھدکتے، بھاگتے، لپکتے نظر آتے۔ رُدمیں بڑی سنجیدگی سے ہونٹوں کو سیئے چپ چاپ سنبھلے سنبھلے قدم اٹھاتی گزر جاتیں۔

ایک دن شِوا ایک برگ پوش جگہ لو لگائے بیٹھا تھا۔ ہری ہری بیلیں چاروں طرف سے اس جگہ کو ڈھانپے ہوئے تھیں۔ فردوسی پھولوں پر کرنیں منعکس ہو کر دلآویز سماں پیدا کر رہی تھیں۔ صندل کی بھینی بھینی باس ہر سُو بسی تھی اور دھیمی دھیمی، دبی دبی آفاقی موسیقی روح میں بالیدگی پیدا کر رہی تھیں—— ایسے میں پاربتی (اُما) بھی آگئی، داسیاں اس کے ساتھ تھیں۔ ہاتھ میں مرتبان تھا جس میں سارے تیرتھوں (مقدس مقامات) کا مقدس پانی بھرا تھا۔ پاربتی (اُما) کے پیچھے متبرک دریاؤں کی دیویاں تھیں۔ وہ دبے پاؤں شِو کے پاس آئی، مرتبان آہستگی سے نیچے رکھا اور یکبارگی رنگین ہاتھ اس کی آنکھوں پر رکھ دیئے، ساتھ ہی ہنس بھی پڑی۔ ہنس ہی رہی تھی کہ فوراً ساری کائنات بے رونق اور تاریک ہو گئی۔ سورج ایک دم سے پیلا پڑ گیا۔ جاندار خوف زدہ ہو کر دبک گئے مگر شِو کے ماتھے پر تیسری آنکھ اسی وقت روشن ہو گئی، اتنی ضوفشاں جیسے دوسرا سورج دہک اٹھا ہو۔ اندھیرا فوراً چھٹ گیا لیکن شِو کی تیسری آنکھ سے جو قیامت خیز تپش نکلی اس سے سارا ہمالیہ اپنے جنگلوں سمیت سوکھی لکڑی کی طرح جلنے لگا۔ ہرنوں اور دوسرے جانوروں

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحے سے آگے۔)

ہکا بکا رہ گیا، اسے تو وہ آج تک ماں سمجھتا رہا تھا۔ رَتی نے اس کی حیرت دیکھ کر اسے اپنا رشتہ بتلا دیا کہ وہ دونوں تو میاں بیوی کی حیثیت سے رہ چکے ہیں۔ پھر وہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہنے لگے۔ رَتی حاملہ ہو گئی۔ شمبر نے رَتی کو بہت برا بھلا کہا اور قریب تھا کہ اسے قتل کر دے کہ اتفاقاً کام دیو وہاں آنکلا اور اس نے ایک ہی وار میں شمبر کا سر اڑا دیا۔ پھر نارَد رِشی کے ساتھ کام دیو اور رَتی کرشن جی کے دارالحکومت دوارکا چلے گئے۔

کہ گلے کے گلے بھاگے بھاگے شِو کے پاس پہنچے اور اس سے امان کی التجا کرنے لگے
اور اب آگ، آسمان تک کی خبر لانے لگی جیسے کوئی نہ بجھنے والا ابدی شعلہ ہر چیز کو لپیٹ لے
بیٹی (پاربتی ۔ اُما) نے اپنے باپ ہماوت (ہمالہ) کو خاکستر ہوتے دیکھا تو ساری
شرارت اور ہنسنا ہنسانا بھول گئی، ہاتھ باندھے سہمی سہمی شِو کے سامنے آکھڑی ہوئی۔
وہ کیا جانتی تھی کہ اس کی پیاری سی دل لگی یہ رنگ لائے گی ۔ شِو اُسے ڈری ڈری دیکھ کر
پیار سے مسکرا دیا ۔ اس کی آنکھوں میں انتہاء محبت کروٹیں لے رہی تھی، یہی محبت بھری
نظریں شِو نے ہمالہ پر ڈالیں اور پہاڑ (ہمالہ) فوراً ہی اپنی اصلی حالت پر آ گیا، پہلے جیسی
شادابی اور دلکشی پالی ۔ اُما (پاربتی) کو شبہ تھا کہ اس کی شوخی سے خفا ہو کر شِو نے ہمالہ کو جلا
ڈالا تھا ۔ اس شک کی تصدیق یا تردید کی خاطر وہ ہاتھ جوڑے جوڑے شِو سے کہنے لگی۔

"مقدس دیوتا! مخلوق کے مالک! منت کرتی ہوں کہ میرا گمان دُور
کر دے، تیری یہ تیسری آنکھ کیوں جاگی؟ کیوں یہ پہاڑ اور سرسبز
جنگل جلنے لگے تھے ۔ انہیں ملیامیٹ کرنے کے بعد پھر تو نے کس
لئے، کس کے لئے انہیں ویسا ہی بنا دیا ۔ ؟"

شِو نے اسے بتایا:۔

"نرمل دیوی! تو نے بے سمجھے لاڈ میں آکر میری آنکھیں موندلیں اور
دنیا اندھیر ہو گئی ۔ پربت کی بیٹی تمام خلقت کو تباہی سے بچانے
کے لئے مجھے اپنی تیسری آنکھ کھولنا پڑی، پر اس کی گرمی نے
تیرے باپ کو راکھ کر دیا ۔ صرف تیری خاطر میں نے ہماوت (ہمالہ)
کو پھر وہی حالت بخش دی۔"

دیوتاؤں کا سپہ سالار

کئی برس بیت گئے ۔ ایک دن اگنی دیوتا ہانپتا کانپتا آیا ۔
اسے برہما دیوتا نے شِو کے پاس بھیجا تھا اور وہ دیوتاؤں کا سفیر بن کر آیا تھا ۔ اگنی آتے ہی

شو برس پڑا۔

"تو نے اب تک کوئی لڑکا ہی پیدا نہیں کیا ہے جو ہم دیوتاؤں
کو مصیبت سے چھٹکارا دلاتے تارک شیطان کے عذاب سے
بچاتے۔ تارک نے آسمان کی جو حکومت ہم سے چھین لی ہے وہ
ہمیں واپس دلاتے۔"

شو نے اگنی کو تسلی دی اور پاربتی (اُما) سے جنسی قربت کی۔ اگنی نے فوراً فاختہ کی شکل اختیار کر کے شو کا نطفہ حاصل کر لیا اور اسے لے کر چلا۔ مگر جلد ہی شو کا یہ نطفہ اتنا گرم ہو گیا کہ اگنی کے لئے اسے تھام رکھنا ممکن نہ رہا۔ اندر دیوتا نے اگنی سے کہا کہ وہ یہ نطفہ دریائے گنگا میں ڈال دے۔ گنگا اس نطفے کو سنبھال کر بیٹھ گئی مگر ذرا دیر بعد یہ اس قدر وزنی ہو گیا کہ گنگا بھی اسے مشکل سے ہی سنبھالتی رہی —— ایک دن آسمان کی چھ سہیلیاں[۱۲] منہ اندھیرے گنگا کے پوتر پانیوں میں اشنان کرنے آئیں۔ انہوں نے یہ حیات آفریں جرثومہ باہر نکل

---

(۱۲)۔ آسمان کی چھ سہیلیاں: چھ سہیلیوں سے مراد چھ چھوٹے چھوٹے ستاروں کا وہ جھمکا ہے جو ثریا، پروین، اور "SIX PLEIADS" وغیرہ کہلاتا ہے۔ یہ ان سات رشیوں کی بیویاں تھیں جنہیں برہما نے پیدا کیا تھا اور جو سپت رشی کہلاتے ہیں۔ ان سات رشیوں کے نام یہ ہیں۔ کسیپ، اتری، واشسٹھ (وشسٹ)، وشوامتر، گوتم، جمدگنی، بھرودج ۔ ثریا (خوشۂ پروین) میں چھ ستارے ہیں مگر رشی سات تھے۔ اس کمی کے متعلق ہندو اساطیر میں یہ روایت آئی ہے کہ ایک مرتبہ سپت رشی کوئی مذہبی رسم ادا کر رہے تھے۔ آگ کا دیوتا اگنی جب قربانی کی آگ سے باہر نکلا تو اس نے رشیوں کی ساتوں بیویوں کو دیکھا اور ان کے حسن سے بہت زیادہ متاثر ہو گیا، لیکن جانتا تھا کہ سب پاکدامن اور شادی شدہ ہیں چنانچہ آتشِ جنس ٹھنڈی کرنے جنگلوں میں چلا گیا۔ وہاں دکش کی بیٹی سواہا اگنی کو دیکھ کر اس پر مفتون ہو گئی۔ مگر اگنی کو اس کی پرواہ نہیں تھی۔ سواہا کو پتہ چل گیا کہ اگنی سپت رشیوں کی بیویوں پر مٹا ہوا ہے چنانچہ وہ ایک رشی کی بیوی کی شکل میں بنی سنوری اگنی کے پاس آئی۔ اگنی طبعاً نیک تھا پہلے تو جھجکا مگر خواہش غالب آ ہی گئی۔ جنسی قربت کے بعد سواہا چلی گئی مگر ذرا دیر بعد دوسری شکل میں آ گئی اس طرح

کر کنارے پر نرسلوں کے درمیان رکھ دیا۔ اور یہاں یہ چشم زدن میں ننھا منا سا دیوتا بن گیا۔ چاند جیسا خوبصورت سورج جیسا پُر جلال۔ چھ کی چھ سہیلیوں نے اسے اپنا اپنا بیٹا کہا۔ ہر ایک نے اسے دودھ پلانے کے لئے اپنی چھاتی بڑھائی۔ چھوٹے سے دیوتا کے بھی چھ ہی سر نمودار ہو گئے اور اس نے ان سب کا دودھ پیا[ح۱۳۲۵] ——— یہی جنگ کا دیوتا کرتکیہ تھا۔ گنگا اور ثریا (چھ سہیلیاں) اسی کی پرورش کر رہی تھیں۔ ہر ایک چاہتی تھی کہ اسے اپنا بنا لے۔ اگنی دیوتا، گنگا اور چھ سہیلیاں، ابھی اس بات پر جھگڑ ہی رہی تھیں کہ شِو اور اُما (پاربتی) آ گئے۔ اُما نے اس انتہائی حسین بچے کو دیکھ کر شِو سے پوچھا کہ یہ کس کا ہے اور جب اسے پتہ چلا کہ ان کا اپنا ہے تو وہ بہت خوش ہوئی، اگنی گنگا اور وہ سہیلیاں مطمئن ہو گئیں اور اُما اور شِو اسے لے کر کیلاش پربت پر چل دیئے۔ کرتکیہ کا بچپن ہنسی خوشی گزرا اور جب وہ تنومند نوجوان ہوا تو دیوتاؤں نے اس کی مدد چاہی۔ شِو نے اپنے

باقی حاشیہ گذشتہ صفحہ سے

وہ رشیوں کی چھ بیویوں کی شکل بنا کر اگنی کے پاس آتی رہی اور اگنی نے رشیوں کی بیویوں کے دھوکے میں چھ بار ان سے مواصلت کی۔ بد قسمتی سے آسمان والے، اس وقت زمین کے دورے پر تھے، انہوں نے یہ ملاپ دیکھ لئے اور آسمان پر جا کر لاعلمی کی بنا پر رشیوں کی چھ بیویوں کے بارے میں گندی باتیں پھیلا دیں۔ رشیوں نے ناراض ہو کر اپنی بیویوں کو ان کے اصل مسکن سے دھکیل دیا۔ اس وقت رشیوں اور ان کی ساتوں بیویوں کا مسکن قطب شمالی تھا۔ چھ بیویاں دھکیلے جانے کے بعد اپنی موجودہ جگہ آ گئیں وششٹھ کی بیوی اَرُوندھتی، تھی چونکہ اس کے بارے میں کوئی بات نہیں اچھلی تھی اس لئے وہ شوہر کے ساتھ ہی رہی۔ سات ستاروں کے پاس جو چھوٹا سا تارہ ہے وہ یہی اَروندھتی ہے۔ بعض کے خیال میں اَتری نامی رشی کی بیوی اَنسوئیا پاکدامن سمجھی گئی۔ یہ خاوند کی بہت وفادار مشہور ہے۔ انہی چھ بے گناہ اور مظلوم سکھیوں نے شِو اور پاربتی (اُما) کے بیٹے کرتکیہ کو پالا تھا۔ سپت رشی سات ستاروں کے اس جھمکے سے متعلق ہیں جسے عربی میں دُبِ اکبر اور انگریزی میں "GREAT BEAR" کہتے ہیں۔

ح۱۳۲۶۔ اسی لئے کرتکیہ، شش تی متریا (چھ ماؤں والا) بھی کہلاتا ہے لیکن اصل میں تو وہ بے ماں کا تھا

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بیٹے کو دیوتاؤں کی فوج کا کمانڈر بنا کر تارک کے خلاف بھیجا۔ لرزہ خیز جنگ کے بعد اس نے شیطان پر فتح حاصل کر کے اسے قتل کر دیا اور آسمان پر امن قائم کیا۔

گنیش جی

شواور پاربتی کا بڑا بیٹا گنیش تھا۔ عقل و دانش کا یہ دیوتا ہمیشہ مشکلیں رفع کرتا تھا مگر گنیش ان دونوں کے ملاپ سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ اصل میں شواور پاربتی (اُما) دونوں مل کر بچہ پیدا نہیں کر سکتے تھے اور اس کی وجہ تھی دیوتاؤں کا خوف یعنی دیوتا ڈرتے تھے کہ اگر کہیں شواور پاربتی کے جنسی ملاپ سے کوئی بچہ پیدا ہو گیا تو وہ نہایت ہی خطرناک ثابت ہو گا، دیوتاؤں اور دنیا والوں کی شامت آجائے گی۔ چنانچہ دیوتاؤں نے شو سے عاجزانہ درخواست کی کہ وہ پاربتی سے کوئی بچہ نہ لے۔ شو نے مجبور ہو کر ان کی بات مان لی۔ پاربتی (اُما) کو جب یہ پتہ چلا تو بہت بگڑی، بہت روئی پیٹی، شو کی منتیں کیں مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ جنسی قربت کے باوجود اس کی گود خالی ہی رہنا تھی۔ پاربتی (اُما) نے غصے میں آکر بددعا دی کہ دوسری دیویوں کے ہاں بھی کوئی اولاد نہ ہو، چنانچہ بڑی دیویاں اولاد سے محروم رہیں۔ سرسوتی اور لکشمی بھی بے اولاد رہیں۔ [ص ۱۳۲]

شو کی عادت تھی کہ جب پاربتی (اُما) غسل خانے میں نہا رہی ہوتی یہ اچانک اس کی برہنہ تنہائیوں میں جا کر اسے چونکا دیتا، وہ خاوند کی اس حرکت سے بہت عاجز تھی تنگ

کیونکہ صرف باپ کے نطفے سے تھا البتہ اس کا بڑا بھائی گنیش ماں سے تھا۔ کرتکیہ کے دوسرے نام گنی بھوا اور سکند ہیں۔ اس کی پیدائش کے بارے میں دو روایتیں اور آئی ہیں ایک یہ ہے کہ تارک عفریت نے دیوتاؤں کو ان کی مملکت سے بھگا دیا تھا۔ اندر دیوتا جلا وطنی کے عالم میں جنگلوں کی خاک چھانتا پھر رہا تھا۔ ایک دن وہ اس سوچ میں تھا کہ آسمان کی حکومت کیسے دوبارہ حاصل کرے کہ ایک دوشیزہ کی چیخیں سنائی دیں۔ اندر مدد کو لپکا۔ کیسن نامی ایک عفریت دیو اسینا نام کی ایک حسینہ کو زبردستی بے آبرو کرنا چاہتا تھا۔ اندر دیوتا کو دیکھ کر کیسن بھاگ گیا اندر دیوسینا کو لے کر برہما کے پاس آیا اور اس سے مطالبہ
(باقی حاشیہ گذشتہ صفحے سے)

آکر پارتبی (اُما) نے ایک بیٹا پیدا کرنے کا ارادہ کر لیا جو شِو کی یہ عادت چھڑا دے۔ پاربتی نہاتے وقت ایک خاص قسم کا تیل اور کچھ دوسری مرکبات اپنے بدن پر ملا کرتی، انہی کو اس نے اپنے بدن کے میل کچیل میں گوندھا اور اس آمیزے سے ایک مجسمہ بنایا، پھر اس پہ گنگا جل چھڑک کر اس میں زندگی جگا دی۔ یہ گنیش دیوتا تھا۔ اپنے اس بیٹے کو پاربتی نے اپنے غسل خانے کا نگہبان مقرر کر دیا۔

اور ایک دن نہا رہی تھی کہ شِو حسبِ معمول اسے چھیڑنے آیا۔ دروازے پر گنیش جی مہاراج ڈٹے ہوئے تھے۔ شِو گنیش کو دیکھ کر بہت حیران ہوا، تاہم تو اندر جانے لگا۔ بیٹے نے ماں کی طرفداری میں اس کا راستہ روک لیا۔ شِو نے زبردستی غسل خانے میں گھس جانا چاہا۔ گنیش بھی ہیٹا نہ تھا۔ گنیش نے باپ کا مقابلہ تو بہت کیا مگر تجربہ کاری پر غالب نہ آیا اور شِو نے تاؤ میں آ کر گنیش مہاراج کا بھُنڈ سا سر اڑا دیا۔ —— پاربتی (اُما) نہا کر باہر آئی تو بیٹے کو سر بریدہ دیکھا، بین کرنے لگی۔ شِو نے بیوی کی خاطر حکم دیا کہ جس جاندار کا سر سب سے پہلے ملے وہ لایا جائے[۱۳۴۵]۔ اتفاق سے ہاتھی کا سر پہلے ملا۔ یہ سر گنیش کی گردن سے جوڑ کر شِو نے اسے زندہ کر دیا۔

یا پھر گنیش نے اس طرح جنم لیا کہ پاربتی (اُما) نے وشنو دیوتا سے بیٹا دینے کی التجا کی۔ وشنو اس کی منتوں سے اتنا متاثر ہوا کہ آپ ہی بچے کی جون میں آ کر پاربتی کا بیٹا بن گیا۔

کیونکہ دیوسینا کے لئے ایک ایسا سورما شوہر پیدا کرنا جو آسمانی فوجوں کا سپہ سالار بھی ہو۔ برہما نے فیصلہ دیا کہ اگنی دیوتا گنگا کے پانیوں سے ایک بیٹا پیدا کرے۔ اور اسی اثنا میں اگنی نے سات رشیوں کی بیویوں کو دیکھ لیا اور ان کے دھوکے میں دکش کی بیٹی سواہا سے چھ مرتبہ مباشرت کی۔ اس طرح سواہا نے اگنی سے چھ نطفے لے لئے۔ اور یوں کرتکیہ پیدا ہوا۔ اس کے چھ سر، چار کان، بارہ آنکھیں اور ایک گردن تھی۔ جوان ہونے کے بعد کرتکیہ کی شادی دیوسینا سے کر دی گئی۔

۱۳۴۵۔ ہندو دیومالا (اساطیر)۔ بہت سے دیوی دیوتاؤں کی جو اولادیں مشہور ہیں وہ یا تو ذہن کی پیداوار ہیں یا کسی ایسے پُراسرار طریقے سے پیدا ہوئیں جو انسان نہیں جانتے۔

اس خوبصورت لڑکے کی پیدائش پر دیوی دیوتا پاربتی کو مبارکباد دینے آئے ـــــ سب تو زندہ بچے کو دیکھ رہے تھے مگر سنی[ح۱۳۵] دیوتا نے بچے کو دیکھنے کی بجائے اپنی نظریں زمین پر گاڑ رکھی تھیں۔ پاربتی (اُما) مامتا سے کھِل جا رہی تھی۔ اس نے ماں کے پیار میں بے خود ہو کر سنی دیوتا سے فخریہ کہا:۔

"دیکھ تو بھی، کیسا اچھا ہے میرا بیٹا ـــ ـــ کتنا پیارا"

سنی نے پاربتی (اُما) کو سمجھایا:۔

"میری بیوی نے مجھے شراپ (بددعا) دے رکھا ہے کہ جس بچے کو بھی دیکھوں، مر جائے۔"

مگر پاربتی (اُما) تو چاؤ میں اتنی سرشار تھی کہ اپنے دلارے کو ہر خطرے سے محفوظ سمجھتی تھی اتنی بے خود ہو رہی تھی کہ بد انجام بھول کر اصرار کے ساتھ سنی کو مجبور کر دیا۔ سنی نے اپنی نگاہیں گنیس پر جما دیں، اور پلک جھپکتے میں بچے کا سر تن سے جدا ہو کر وشنو دیوتا کے آسمان "بیکنٹھ" (ویکنٹھ) پر پہنچ گیا اور وہاں جا کر اپنے اصل بدن سے مل گیا پاربتی (اُما) سنی کو کوسنے دینے لگی۔ اس کی بددعاؤں سے بے چارا سنی لنگڑا ہو گیا ـــــ وشنو دیوتا نے پاربتی (اُما) کی تالیف قلوب کیلئے کسی دوسرے سر کی تلاش شروع کر دی۔ ایک دریا کے کنارے کوئی ہاتھی سو رہا تھا اس کا سر کاٹا اور گنیش کے بدن سے جوڑ دیا۔

دونوں بھائیوں گنیش اور کرتکیہ میں بڑا فرق تھا۔ گنیش صاحبِ دانش مگر کم ہمت اور کرتکیہ احمق مگر مردِ میدان تھا۔ گنیش نے اپنی حسین و جمیل بیویاں "سدھی" اور "بدھی" بھی اپنے علم اور دانائی کے بل پر جیتی تھیں۔ دونوں بھائی سدھی اور بدھی سے متاثر ہو گئے دونوں ہی انہیں اپنانا چاہتے تھے۔ طے یہ پایا کہ دنیا کے گرد چکر لگائیں جو اس دوڑ میں

ح۱۳۴۔ ایک روایت کے مطابق یہ مشورہ برہما دیوتا نے دیا تھا کہ گنیش کی گردن پر سب سے پہلے ملنے والا سر لگا دیا جائے۔

ح۱۳۵۔ سنی دیوتا:۔ زُحل

جیت جاتے وہی ان خوبرو لڑکیوں کا ہاتھ تھام لے۔ گنیش تو مزے سے گھر ہی میں بیٹھا رہا مگر بے وقوف کرتکیہ بگٹٹ بھاگا اور جب وہ چکر پورا کر کے بے دم ہو کر لوٹا تو گنیش جی وہاں پہلے سے ہی براجمان تھے۔ گنیش علم جغرافیہ کا بھی زبردست ماہر تھا چنانچہ اس نے اپنی جغرافیائی معلومات سے ثابت کر دیا کہ وہ تو فلاں فلاں مقام دیکھتا کرتکیہ سے پہلے چکر پورا کر آیا ہے۔ کرتکیہ کو بعد میں بڑے بھائی کی چالبازی تو معلوم ہو گئی مگر اب وہ کچھ کر نہیں سکتا تھا۔

پاربتی (اُما) عاشق زار ماں بھی تھی اور دُور اندیش بیوی بھی مگر گاہے گاہے وہ بلا وجہ بھی شِو سے روٹھ جاتی تھی، کبھی کوئی بے وقوفی کر بیٹھتی اور کبھی کوئی زیادتی بھی کر جاتی۔ شِو اور پاربتی کی ازدواجی زندگی بڑی کامیاب تھی، لیکن گھریلو جھگڑے ہو ہی جاتے تھے جن کی بڑی وجہ یہ تھی کہ جس کسی کو شِو بددعا دینا چاہتا اتفاق سے پاربتی دعا کا مستحق سمجھتی تھی چنانچہ اس بات پر دونوں میں چل جاتی اور کبھی نارد رشی آ کر انہیں ایک دوسرے کے خلاف بھڑکا دیتا۔ اپنے اسی پسندیدہ شغل کی خاطر نارد رشی نے ایک دن شِو اور پاربتی میں تو جدائی ہی کرا دی ہوتی — شِو بھکشا (خیرات) لے کر بیوی بچوں کا پیٹ پالا کرتا تھا۔ ایک دن کُہر اور دُھند بہت زیادہ تھی چنانچہ وہ بھیک مانگنے نہ جا سکا۔ پچھلے دن کا جو کچھ بچا تھا اس سے گنیش اور اس کے چوہے، کرتکیہ اور اس کے مور نے پیٹ بھر لیا۔ شِو اور پاربتی (اُما) بھوکے رہ گئے۔ شِو یہ سوچ کر حیران اور دُکھی ہو رہا تھا کہ باقی دیوتا تو خوش حال ہیں لیکن میری تقدیر میں اس طرح بھوکا رہنا لکھ دیا گیا ہے۔ اچانک نارد رشی آ نکلا۔ شِو نے اس سے اپنی مصیبت کی وجہ پوچھی۔ نارد کو تو خدا موقعہ دے جو وہ کسی بیاہتا جوڑے میں کھٹ پٹ کرا سکے، فوراً بولا۔

"تیری یہ فاقہ مستیاں پاربتی کی وجہ سے ہیں۔ ایک بھاگوان بیوی خاوند کے لئے خوش بختیاں لے کر آتی ہے اور منحوس عورت نحوست کے بادلوں میں گھری آتی ہے، دشنو کو دیکھ اس نے

لکشمی سے بیاہ کیا اور اسی وقت سے وہ ٹھاٹھ کر رہا ہے۔"

شو کو بھڑکا کر نارد باورچی خانے میں پہنچا۔ پاربتی (اُما) بھوک سے بے تاب، خشکی سے چور گھٹنوں میں سر دیئے سوچوں میں گم بیٹھی تھی۔ نارد کو دیکھ کر اس سے پوچھ بیٹھی۔
"مجھے کچھ پتہ ہے میں ان فاقوں اور احتیاجوں میں کیوں پھنس کر رہ گئی ہوں۔"

وہاں جواب کی کیا دیر تھی، نارد جی نے فوراً مرچ مسالہ لگایا۔
شو کی وجہ سے گری ہے تو اس بھنور میں۔ لائق شوہر بیوی بچوں کا سہارا بنتا ہے اور انہیں خوب کھلاتا پلاتا ہے۔ سرسوتی (دیوی) نے برہما سے شادی کی اور اب وہ ایسی سورگ میں رہتی ہے جس کا جواب تینوں دنیاؤں میں کہیں نہیں۔ معزز خاتون مجھے یہ باتیں کر کے دکھ ہوتا ہے مگر اس حقیقت سے انکار بھی تو نہیں ہے کہ تیرے پتی کی خصوصیات لازمی طور پر تباہ کن ہیں اور وہ بال بچوں کی پرواہ نہیں کرتا ہے۔"

بھولی بھالی پاربتی (اُما) نارد کی باتوں میں آ کر کھول اٹھی اور اس نے شو کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ اگلے دن جب شو بھیک مانگنے گیا تو پاربتی نے بچوں گنیش اور کرتکیہ کو لیا اور باپ کے گھر چلی گئی۔ اب تو نارد رشی بھی بہت گھبرایا۔ اس کا مقصد یہ نہیں تھا کہ ان میں علیحدگی ہی کرا دے، وہ تو گھریلو چپقلش سے بس ذرا لطف لینا چاہتا تھا۔ نارد پاربتی (اُما) کے پاس گیا اور اسے سمجھایا۔
"ٹھیک ہے شو میں کئی نقص ہیں مگر اس کی خوبیوں پر بھی تو نظر کر جو دوسرے دیوتاؤں میں بالکل نہیں پائی جاتیں، ایسی خوبیاں جن سے سب رشک کرتے ہیں۔ اب تو یوں کر کہ جن گھروں سے شو بھکشا لینے جایا کرتا ہے وہاں اس سے پہلے پہنچ جا اور کھانا مانگ لا۔"

پاربتی ان گھروں سے روٹی مانگ کر لے آئی، شِو خالی پیٹ اور خالی برتن گھر لوٹا۔ اسے (ابھی بھیک نہیں مل سکی)، پاربتی نے اپنا لایا ہوا کھانا اسے کھلایا۔ مہا دیو (شِو) اتنا خوش ہوا کہ محبوب بیوی کو گرم جوشی سے لپٹا لیا۔ چونکہ اس نے شوہر کو کھانا کھلایا تھا اس لئے وہ "ان پورنا" بھی کہلانے لگی۔

راون اور شِو لنگم

رام چندر جی کے مشہور حریف اور رقیب لنکا کے راجہ راون کی ماں شِو دیوتا کی مخلص پجارن تھی اور لنگم (لنگ) پوجا باقاعدگی کے ساتھ روزانہ کرتی تھی۔ ایک دن اِندر دیوتا اس کا (مصنوعی) شِو لنگم (شِو لنگ) چرا کر لے گیا۔ راون کی ماں نے سب کچھ چھوڑ دیا اور برت (روزہ) رکھنا شروع کر دیا۔ راون کو پتہ چلا تو اس نے ماں سے التجا کی کہ وہ برت نہ رکھے وہ (راون) خود جائے گا اور پوجا کے لئے نقلی تو کیا، شِو سے اصلی لنگم (لنگ) لے آئے گا۔ شِو کا اصلی لنگم "آتم لنگم" (آتم لنگ) کہلاتا ہے۔ ماں کی تسلی و تشفی کر کے راون کیلاش پربت روانہ ہو گیا اور شِو کی قلمرو میں پہنچ کر تپسیا (ریاضت) شروع کر دی۔ دس ہزار برس تک سر کے بل آگ کے درمیان کھڑا رہا۔ جب ایک ہزار برس ختم ہوتے تو اپنا ایک سر کاٹ کر پھینک دیتا۔ اس طرح اس نے نو ہزار برسوں میں اپنے نو سر نذر آتش کر دیئے جب دسواں (آخری) سر کاٹنے کو ہوا تو شِو خود چل کر اس کے پاس آ گیا، راون کو اپنا دسواں سر کاٹنے سے باز رکھا اور ساتھ ہی اس (راون) کو اجازت دی کہ شِو دیوتا سے کوئی مراد مانگے۔ راون نے تین چیزوں کا مطالبہ کیا یعنی ابدی زندگی، شِو کا اصلی آتم لنگم اور حسین و جمیل پاربتی (اُما)۔ پاربتی کو وہ اپنی تپسیا کے دوران دیکھتا رہا تھا۔

شِو نے اسے اپنا لنگم (لنگ) دے دیا۔ ابدیت بھی بخش دی، لیکن حیاتِ جاودانی دیتے وقت شِو نے راون سے یہ عہد لے لیا کہ وہ اس (شِو) کو کسی طرح کا بھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ پاربتی (اُما) کے بارے میں شِو نے کہا کہ تینوں دنیاؤں میں اس جیسی حسین عورت اور کوئی نہیں ــــــ شِو بیوی کو کیسے راون کے حوالے کر دیتا، ہچکچانے لگا، راون کا اور تو

بس چل نہیں سکتا تھا البتہ شِو کو اس نے دھمکی دی کہ وہ (راون) پہلے سے بھی زیادہ شدید ریاضتیں کرے گا جن سے وہ ابھی ابھی سرخرو ہو کر نکلا تھا۔ مجبور ہو کر شِو نے اپنی محبوب بیوی پاربتی بھی اسے دے ڈالی۔

راون تینوں مرادیں پا کر چلا ہی تھا کہ نارَد رشی نمودار ہوا۔ نارد نے اسے یقین دلا دیا کہ شِو تو کسی کو دائمی زندگی دینے کی سرے سے قدرت ہی نہیں رکھتا اور یہ کہ شِو نے راون کو بے وقوف بنایا ہے۔ راون نے غضبناک ہو کر کیلاش پربت کے ٹکڑے اڑا دیئے جہاں شِو عبادت کیا کرتا تھا۔ اس (راون) کا یہ طرزِ عمل صریحاً عہد شکنی تھی کیونکہ شِو نے اسے لافانیت بخشتے وقت شرط ہی یہ رکھی تھی کہ وہ شِو کو کوئی آزار نہیں پہنچائے گا۔ چنانچہ راون سے ابدیت چھین لی گئی۔

اس کے بعد راون نے پاربتی (اُما) کو کاندھوں پر اٹھایا، ہاتھ میں شِو کا "آتم لنگم" تھا اور لنکا کی طرف چل کھڑا ہوا۔ دیوتاؤں کو فکر پڑ گئی۔ پاربتی (اُما) نے وِشنو دیوتا کی دہائی دی کہ وہ اسے اس فوری کے شر سے بچاتے۔ نیک اور کل مخلوق کا محافظ دیوتا وِشنو بوڑھے برہمن کے بھیس میں راون کے سامنے پہنچا۔ راون کو پرنام (سلام) کیا اور اس سے پوچھنے لگا:۔

"یہ بڈھی کہاں سے اٹھا لایا ہے؟"

راون جلا بھنا تو آ ہی رہا تھا جھلّا کر بولا:۔

"ابے بڈھے اندھا ہے کیا؟ دیکھتا نہیں ہے کہ یہ عورت کھوسٹ جادوگرنی نہیں بلکہ شِو کی سندر بیوی اُما (پاربتی) ہے تینوں دنیاؤں کی جمیل ترین عورت۔"

برہمن کے بھیس میں وِشنو دیوتا نے کہا:۔

"لنکا کے مہاراجہ! تجھ جیسے انصاف پسند حکمران کے منہ سے کچھ بھلا نہیں لگتا کہ بلا وجہ تو ایک بوڑھے برہمن کو یوں برا بھلا کہے۔

اگر تجھے یقین نہیں آتا تو خود دیکھ لے کہ یہ جادوگری ہے یا نہیں۔"

اس دوران پاربتی (اُما) برہمن کا رنز یا گئی اور فوراً بڑھیا کی شکل اختیار کر لی۔ برہمن ل باتیں سن کر راون کھٹکا اور اس نے منہ اونچا کر کے پاربتی کو دیکھا۔ برہمن کی بات سچ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ غم و غصے میں اس نے بڈھی ڈھنڈ کو وہیں زمین پر دے پٹخا اور آتم لنگم لئے سیدھا جنوب کو جانب لنکا ہو لیا۔ اُما (یا پاربتی) چھٹکارا پا کر خوش خوش شِو کی آغوشِ شوق میں جا کھوئی۔

راستے میں راون کو رفعِ حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ لنگم کو زمین پر رکھا نہیں جا سکتا تھا، کیونکہ شِو نے اسے ہدایت کر دی تھی کہ اس نے لنگم ایک بار کہیں دھرتی پر رکھ دیا تو پھر وہیں جم کر رہ جائے گا اور اسے دوبارہ اٹھایا نہیں جا سکے گا۔ راون ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اتفاقاً ایک نوعمر گوالا دکھائی دیا، وہ چرنے ہوئے مویشیوں کی نگہبانی کر رہا تھا راون نے اسے بلایا اور لنگم تھما دیا اور سختی سے منع بھی کر دیا کہ کچھ بھی ہو جائے لنگم زمین پر مت دھر دینا میں ابھی آیا — اس چھوکرے نے ایک گھنٹے تک لنگم اٹھائے رکھنے کا وعدہ کیا، اس سے زیادہ کا نہیں — راون مان گیا اور ایک جھاڑی کے پیچھے چلا گیا۔ مگر اس نے تو ایک گھنٹے سے بھی زیادہ دیر کر دی۔ لڑکے نے لنگم اسی جگہ ڈال دیا اور خود غائب ہو گیا۔ یہ گوالا دراصل پاربتی (اُما) کا بیٹا گنیس تھا۔ راون نے واپسی پر دیکھا کہ لنگم تو زمین میں دھنستا جا رہا ہے، بھاگ کر اسے پکڑ لیا، لیکن لنگم گائے بن گیا۔ یہ گائے دھرتی میں سماتی چلی گئی صرف کان باہر رہ گئے۔[ح۱۲۷] اور راون سب کچھ کھو کر ہاتھ ملتا رہ گیا۔

ح۱۲۷۔ بھارت کے مغربی ساحل پر ایک مقام موجود ہے۔ یہ جگہ "گوکرم" (گائے کے کان) کہلاتی ہے۔ یہاں شِو دیوتا کے "آتم لنگم" (آتم لِنگ) کے نام پر ایک مندر بھی ہے۔ ہر سال بھارت کے کونے کونے سے ہزاروں ہندو یہاں تہوار منانے آتے ہیں۔

مچھیرن

شو اور پاربتی (اُما) پہاڑ پر بیٹھے تھے۔ شو پاربتی کو ویدوں کے مقدس منتر کے اسرار و رموز سمجھا رہا تھا، تشریح بیان کر رہا تھا۔ ایک بہت مشکل اور خشک نکتے کی وضاحت کرتے کرتے اچانک اس نے سر اٹھا کر پاربتی کو دیکھا، وہاں تماشہ ہی کچھ اور نظر آیا، وہ سہرے سے کچھ سن ہی نہیں رہی تھی۔ شو تاڑ گیا کہ یہ مطلق دلچسپی نہیں لے رہی ہے کسی اور خیال میں گم ہے۔ شو سے سرزنش کی تو صاف جھوٹ بول گئی کہ سن تو رہی تھی۔ شو نے کہا۔

'اچھا دہراؤ آخری لفظ'

اب وہاں دہراتا کون۔ شو اب برداشت نہ کر سکا، غصے سے بولا۔

"اب مجھے پتہ چل گیا کہ تو ایک یوگی کی بیوی بننے کی قطعی اہل نہیں
جا اب تو دھرتی پر کسی مچھیرے کی بیوی بن کر رہے گی وہاں کوئی مقدس
منتر تیرے کانوں میں نہیں پڑے گا۔"

پاربتی (اُما) بیٹھے بیٹھے فوراً غائب ہو گئی، اور شو اپنے گیان میں پھر کھو گیا، لیکن اس کا دھیان پوری طرح مرکوز نہیں ہو پا رہا تھا۔ پاربتی (اُما) کی یاد زبردستی آ کے چلی جا رہی تھی۔

میں نے غیر ضروری جلد بازی سے کام لیا ہے، یقیناً اسے
نیچے نہیں پھینکنا چاہیئے تھا اور وہ بھی مچھیرے کی بیوی کی حیثیت
سے۔ وہ تو میری ہے۔"

اب وہ اپنی جلد باری پر پچھتا رہا تھا۔ یہ سزا پاربتی کے لئے بہت سنگین تھی۔ اس نے فوراً ہی اپنے خادم نندی کو بلایا۔

"جلدی جا اور ہولناک شارک بن کر مچھیروں کے جال اور کشتیاں

توڑنا شروع کر دے۔ انہیں ڈرا دے۔"

پاربتی کیلاش پربت سے گری اور ساحل سمندر پر ماہی گیروں کے سردار کے ہاتھ لگی۔ اب وہ ننھی بچی تھی سردار نے اس پھول سی بچی کو اپنا بنا لیا، پالا پوسا۔ بڑی ہوئی تو لاجواب رنگ روپ نکالا۔ بے حد شائستہ طبیعت پائی تھی۔ ہر نوجوان اس کا خواستگار تھا —— اس عرصے میں شارک کی سرگرمیاں ناقابل برداشت حد تک بڑھ چکی تھیں۔ سردار نے تنگ آ کر اعلان کیا۔

"میں اپنی منہ بولی بیٹی کا ہاتھ اس نوجوان کو سونپوں گا جو شارک پر قابو پائے۔"

اتفاقاً مدوراشیہ سے ایک نوجوان ماہی گیر بھی آیا ہوا تھا۔ اس نے شارک پکڑنے کا دعویٰ کیا، لوگ اس کی جرأت پر حیران تھے۔ ساحل پر ہجوم ہو گیا۔ مدورادیس کا نوجوان پہلی ہی بار جال پھینک شارک پکڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ ماہی گیر اس بلا سے نجات پا کر بہت خوش ہوئے اور لڑکی اس سے بیاہ دی گئی۔ یہ شیو تھا جو مدورا کے جوان کے روپ میں آیا تھا۔ شادی کے بعد وہ اپنے اصل جامے میں آ گیا، اور پاربتی (اُما) اور اس کے منہ بولے مچھیرے باپ کو برکت دی۔ گھر واپس پہنچ کر پاربتی نے اقرار کیا۔

"مجھے چاہیئے تھا کہ زیادہ توجہ دیتی اور دید سنتی۔"

شکنتلا

(کہانی)

ابتدائیہ

اپنے زمانے کے لحاظ سے اور اپنے وقت کا شاہکار کالی داس کا تحریر کردہ ڈرامہ شکنتلا (SHAKUN TALĀ) یا سکنتلا (SAKUNTALĀ) آج بھی مشہور ہے ——— کالی داس کے اس مشہور زمانہ ڈرامے کے بارے میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ گذشتہ صدی کے دوران عجلت میں آکر اس ڈرامے کی جو بے پناہ تعریف و توصیف کی گئی اور اب تک کی جا رہی ہے میرے خیال میں اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے مغربی ماہرین نے سو سال اور اس سے بھی بیشتر سنسکرت ادب" دریافت،، کیا اس سے خصوصاً مغرب میں ہلچل سی گئی۔ قدیم سنسکرت ادب کا قابل ذکر حصہ بلا شبہ عظیم ادب کی صف میں آتا ہے مگر آریائی خون کے قائل اور اس پر فخر کرنے والے کچھ جرمن محققین، اسکالرز اور بعض دوسرے اہلِ قلم نے میرے خیال میں ضروری عالمانہ توقف اور چھان پھٹک سے کام لئے بغیر سنسکرت ادب کو معیار اور دلکشی کے آسمان پر بٹھا دیا۔

شکنتلا ڈرامے کی بھی مبالغے کی حد تک تعریف و توصیف کی گئی اور یہ بھی نہیں سوچا گیا کہ نہ صرف عام بلکہ پڑھے لکھے لوگوں کے لئے آج یہ ڈراما کس قدر اور کس حد تک دلچسپی کا حامل ہے ؟۔ بہر حال فوری اور سنجیدہ ضرورت اس بات کی ہے کہ شکنتلا ڈرامے کو ادب، تحقیق اور تنقید کی کسوٹی پر پھر سے پرکھا جائے بے سوچے سمجھے تقلید اور فرسودہ

سے زیادہ جذباتیت اور تعجیل سے کام لے کر دلکشی، اظہار بیان اور دوسری فنی خوبیوں کے لحاظ سے آج ہم شکنتلا کو بے مثال یا بہت معیاری ڈراما قرار دے دیں یا مکمل مطالعے اور ٹھنڈے دل سے غور و خوض کے بعد ہمیں یہ اپنی معروف، جاذبیت دلکشی اور انتہائی اعلیٰ معیار پر پورا اترتا نظر نہ آئے، دونوں صورتوں میں میرے نزدیک ضرورت اس بات کی ہے اور قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ بہت محتاط اور غیر جذباتی سطح پر علمی، تحقیقی اور تنقیدی مطالعے کو سنجیدگی سے بروئے کار لا کر غور و بحث کے بعد شکنتلا کا ادبی معیار و مقام متعین کیا جائے۔

شکنتلا ڈرامے کا اردو سمیت دوسری کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے بے شمار لوگ اس ڈرامے سے واقف ہیں مگر بہت کم کم ہی علم ہے کہ کالی داس نے اپنے ڈرامے کی بنیاد دراصل اس سادہ سی کہانی پر رکھی تھی جو معروف و ممتاز اور دنیا کی سب سے طویل سنسکرت رزمیہ 'مہابھارت' کے 'آدی پرب' (ADI PARVA) میں آئی ہے 'آدی پرب' کو منشی دوار کا پرشاد افق لکھنوی نے "آدپرب" لکھا ہے۔

کالی داس نے مہابھارت میں شامل شکنتلا کی اسی کہانی کو لے کر متعدد تبدیلیاں کر کے اسے ڈرامائی صورت حال دے دی اور اپنے اس ڈرامے کا نام اس نے "ابھیجنان شکنتلم" (ABHIJNĀN SAKUNTALAM) رکھا۔ "ابھیجنان شکنتلم" کا مطلب ہے "شکنتلا پہچان لی گئی"۔ یہی ڈراما شکنتلا یا سکنتلا کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے اس کے پورے اور اصل نام یعنی 'ابھیجنان سکنتلم' سے بہت کم واقفیت ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ مہابھارت کے آدی پرب (آدپرب) میں بیان کردہ شکنتلا کی اصل کہانی اور کالی داس کے ڈرامے شکنتلا کا تقابلی اور تنقیدی جائزہ لینے کی ضرورت ہے اور مجھے یقین ہے کہ اہلِ علم اور نقاد اصحاب یہ کام مجھ سے کہیں بہتر کر سکتے ہیں۔ کالی داس کا ڈراما اردو میں بھی اور انگریزی میں بھی نایاب نہیں ہے اور مہابھارت میں مرقوم شکنتلا کی کہانی کا مکمل اردو ترجمہ اگلے اوراق میں دیا جا رہا ہے۔ راقم الحروف کے اس ترجمے

سے قطع نظر اس کہانی کے تراجم انگریزی میں بھی موجود ہیں۔

ویسے محترم عبدالعزیز خالد نے بھی اپنی کتاب "مہا بھارت کتھن مالا" میں مہا بھارت کی کچھ کہانیوں اور بعض دوسری تحریروں کے اردو میں ترجمے شامل کئے ہیں، انہی میں شکنتلا اور نل دمینتی کی کہانیاں بھی ہیں لیکن انہوں نے مہا بھارت کی تحریروں کے ترجمے آسان اور عام فہم اردو میں نہیں کئے بلکہ انہوں نے تو ہندی یا سنسکرت کے الفاظ، فقرے، سطریں جا بجا یوں کے یوں لکھ دیتے ہیں بس فرق صرف رسم الخط کا ہے دیوناگری رسم الخط کی جگہ اردو رسم الخط رکھ دیا ہے اور بس۔ عبدالعزیز خالد صاحب کی اس کاوش کو کم از کم میں ترجمہ قرار نہیں دے سکتا۔ ان کے ان تراجم کو بڑی حد تک "نقل نفلی" (TRANSLITERATION) کہا جا سکتا ہے اور بس۔ خالد صاحب نے اتنی محنت اور نام ہی ہندی یا سنسکرت زبان کو اردو میں لکھ دینے پر اکتفا کی ہے کہ میں اپنی کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی یہ اہم اور مفید کاوش میری سمجھ میں پوری طرح نہیں آسکی ہے۔ میں یہ بات بھی قطعی طور پر سمجھ نہیں پایا کہ خالد صاحب نے سہل اور عام فہم اردو کی بجائے ہندی یا سنسکرت کے اسقدر غیر مانوس الفاظ، فقرے اور زبان آخر کیوں جوں کی توں اردو رسم الخط میں رکھ دی ہے۔ اگر کسی زبان کی تحریر یا ادب پارے کو کسی زبان میں ترجمہ کر کے لوگوں کو سمجھایا نہیں جا سکتا تو پھر اس کا ترجمہ کرنے کی آخر ضرورت اور افادیت ہی کیا ہے۔ خالد صاحب نے شکنتلا کی کہانی کے کچھ حصّے ترجمہ کر کے شامل نہیں کئے چھوڑ دیتے ہیں۔

میں نے یہ کہانی مہا بھارت کے انگریزی ترجمے سے لی ہے۔ چار جلدوں میں یہ انگریزی ترجمہ مان متھ ناتھ دت، (MANMATH NATH DUTT) نے کیا تھا اور بہار کے صوبے بنگال کے شہر کلکتہ سے ۱۸۹۵ء میں شائع ہوا تھا۔ مسٹر دت نے کہا ہے کہ وہ مہا بھارت کا انگریزی میں لفظی ترجمہ کر رہے ہیں۔ میں نے اسے اسی میں ترجمہ کرتے

وقت انگریزی کے دوسرے تراجم بھی سامنے رکھے مگر ان کی حیثیت ثانوی ہے اور بعض مختصر بھی ہیں۔

مہابھارت میں شکنتلا (سکنتلا) کی پوری کہانی آئی ہے۔ اس کے علاوہ ست پتھ براہمنا (SATAPATHA BRĀHMANA) میں بھی شکنتلا کا حوالہ ملتا ہے۔ اس حوالے کی رو سے:

".....وہ (شکنتلا) اپسرا تھی اور رشی کنو کے ناڈپت (NĀDAPIT) نامی آشرم میں اسے حمل ٹھہر گیا تھا جس کے نتیجے میں بھرت پیدا ہوا۔"

لیکن ایک بات ہے کہ ست پتھ براہمنا کے اس حوالے میں شکنتلا کا نام نہیں دیا گیا، اسے اپسرا کہا گیا ہے اس کے برعکس مہابھارت کی کہانی کی رو سے شکنتلا خود اپسرا نہیں تھی بلکہ اس کی ماں اپسرا (آسمانی پری) تھی اور اس کا نام 'مینکا' (MENAKĀ) تھا شکنتلا کا باپ رشی وشوامتر (وسوامتر، بسوامتر) تھا۔

اس کہانی میں بڑے بڑے کردار یہ ہیں:

شکنتلا (SHAKUNTALĀ)، دشینت (DUSHYANTA)، مینکا (MENAKĀ)، وشوامتر (VISHWAMHITRA)، رشی کنو (KANU)۔ اور یہ نام مختلف طریقے پر لکھے جاتے ہیں:

شکنتلا۔ سکنتلا۔ SHAKUNTALĀ - SAKUNTALĀ

دشینت۔ دشمنت۔ DUSHYANTA - DUSHMANTA

مینکا۔ مناکا۔ MENAKĀ - MENAKA

وشوامتر، بسوامتر، وسوامتر۔ WISHWAMITRA - BISWAMITAA

کنو۔ کن۔ KANWA - KAN

بھرت۔ (BHARATA)

بھرت شکنتلا اور راجہ دُشینت کا بیٹا تھا۔ ہندو روایتوں کی رو سے بھرت کے نام پر ہی ملک کا نام "بھارت ورش" رکھا گیا اور روایتوں کے مطابق ہی راجہ بھرت نے شمالی برصغیر میں پہلی سلطنت قائم کی۔

کہانی کی ہیروئن شکنتلا ہے اور ہیرو راجہ دُشینت۔ شکنتلا یا سکنتلا کے معنی ہیں "پرندوں کی پروردہ"۔ سنسکرت میں شکنت یا سکنت پرندے کو کہتے ہیں۔ بھرت (BHARATA) شکنتلا اور راجہ دُشینت کا بیٹا تھا۔ ہندو روایتوں کی رو سے راجہ دُشینت ایک بہت بڑے راجہ ججاتی (دیاتی ججات) کے نامور بیٹے پُورُو (PURU) کی سترہویں پشت میں تھا۔ شکنتلا کی کہانی کا ہیرو یعنی راجہ دُشینت چندر بنسی خاندان کی ایک بڑی شاخ پُرو بنس سے تعلق رکھتا تھا۔ پُرو بنس لوگ راجہ پُورُو کی نسل سے تھے اور راجہ پُورُو کی یہ اولاد پَرَو یا پَورَو (PAURAVAS) کہلاتی تھی۔ پَورَو (پُرو) نسل یا قبیلے کا ذکر پہلی مرتبہ رگ وید میں ملتا ہے۔ رگ وید میں مذکور یہ قبیلہ پُرو (پَورَو) دریائے پَرُوشنی (PARUSHNI) یعنی موجودہ راوی کے کناروں پر آباد تھا۔ راجہ دیاتی (ججاتی۔ ججات) کے ایک اور بیٹے یادُو/جادُو (YADU) کی نسل یادو بنسی (جدو بنس) کہلاتی تھی۔

کہانی

راجہ دُشینت (DUSHYANTA) پَورَو (PAURAVA) نسل کے شاہی خاندان
مانی تھا- وہ بہت ہی طاقتور اور چار سمندروں میں گھری ہوئی زمین کا محافظ تھا۔ لوگوں
وہ حکمران (دُشینت) دھرتی کی پوری پیداوار کے چوتھے حصے کا مالک تھا۔ سمندر کے
بیان واقع ملک بھی اسکے زیرِ نگیں تھے۔ دشمنوں کا تعاقب کرنیوالے اس (راجہ دشینت) کا ملیچھوں[۲]

ھ۱۔ پَورَو نسل۔ (پَرَو بنس) :۔ راجہ دُشینت ہندوؤں کے چندر بنسی خاندان کے راجہ ویات (جاتی
ججات) کے بیٹے پُورُو (PURU) کی سترہویں پشت میں تھا۔ چندر بنسی خاندان کی دو بڑی شاخیں تھیں
پَورَو (پَرَو بنس) اور یادو (YADU) بنس پورو نسل اور یادُو نسل (جدُو نسل)
کے مورث اعلیٰ یا بانی پُورُو اور یادُو (جدُو) تھے یدوجات (VAYITI - دیاتی ججات) نامی
حکمراں اور اس کی بیوی سرمشتھا (سَرمِشٹھا SARMISHTHA) کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا لو
اس کا بھائی یادُو (YADU) دیات (وداتِ۔ ججات) کی دوسری بیوی دیوجانی (دیویانی) کے بطن
سے تھا۔ یہی دونوں بھائی یعنی پُورُو اور یادُو (جادُو) چندر بنسی خاندان کی دو بڑی شاخوں کے بانی
تھے۔ پُورُو کی اولاد پَورَو (PAURAVAS۔ پَرَو) کہلاتی تھی اور اسی نسل میں کورَو (KAURAVAS)
اور پانڈو (PĀNDAVAS) پیدا ہوئے۔ یادُو کی نسل میں کرشن جی پیدا ہوئے۔
ھ۲۔ ملیچھ :۔ ناپاک۔ وحشی۔ غیر آریائی باشندے جنہیں آریاؤں نے وحشی اور ناپاک جیسے ناموں
سے سرفراز کیا تھا۔

کے ملک پر بھی تسلط تھا۔ ملیچھوں کے ملک کی آبادی بہت تھی اور یہ چاروں ذاتوں کے لوگوں پر مشتمل تھی۔ ملیچھوں کے اس ملک میں ہیرے جواہرات کی کثرت تھی اور وہ سمندر سے گھرا ہوا تھا۔

اس مہاراجہ (دشنیت) کے زمانے میں مخلوط ذاتیں[۳] نہیں تھیں۔ دھرتی پر ہل چلانے والے (کسان) موجود نہیں تھے[۴]۔ نہ کانوں میں مشقت کرنے والے محنت کش تھے[۵]۔ اور خطاکاروں کا بھی کوئی وجود نہیں تھا ——— اس (دشنیت) کے عہد میں سب لوگ پارسا تھے اور ہر کام نیکی کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا جاتا تھا۔ اس کے عہد میں نہ چوروں کا خوف تھا اور نہ قحط کا ڈر۔ نہ ہی بیماری کا کوئی اندیشہ تھا۔ چاروں ذاتوں[۶] کے لوگ ہنسی خوشی اپنے اپنے فرائض صلے کی تمنا کیے بغیر انجام دیتے تھے۔ اس کی رعایا اس پر بھروسہ اور انحصار کرتی تھی اور یوں وہ ہر خوف سے آزاد رہتی تھی۔

(دشنیت کے دور میں) پرجنیہ[۷] وقت پر بارش برساتا تھا۔ فصلیں رس سے

ص۳۔ مخلوط ذاتیں:۔ دوغلی ذاتیں یا نسلیں۔ ہندو معاشرے میں ایک ذات کے لوگ دوسری ذات کے ہاں شادی بیاہ نہیں کرتے تھے چنانچہ اس طرح دوغلی مخلوط نسلیں پیدا نہیں ہوتی تھیں بلکہ ہندوؤں کے نزدیک "خالص" رہتی تھیں۔

ص۴۔ ص۵۔ مطلب یہ کہ وہ دور اس قدر بابرکت تھا کہ کسانوں، ہل چلانے کھیتی ماڑی اور کان کنی کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی تھی کیونکہ کاشت اور کان کنی کے بغیر ہی اناج پیدا ہوجاتا تھا اور معدنیات وغیرہ از خود فراہم ہوجاتی تھیں۔

ص۶۔ چار ذاتیں:۔ ہندو معاشرے کی چار ذاتیں۔ یعنی برہمن (BARAHMNAS)، کشتری (KSHTRYAS)، ویش (VAISYAS) اور شودر (SUDRAS)۔

ص۷۔ پرجنیہ:۔ اندر دیوتا کا ایک نام۔

لبریز رہتی تھیں۔ دھرتی ہر طرح کی دولت اور مویشیوں سے بھری پڑی تھی۔ برہمن ہمیشہ اپنے فرائض بجالاتے تھے اور بہت ہی راست گو تھے۔

وہ (دشینت) نوجوان راجہ تھا اور حیران کن حد تک طاقتور۔ اس کا بدن ایسا تھا جیسے صاعقۂ برق۔ وہ جنگلوں اور درختوں سمیت مندرا[۵۸] پہاڑ کو اپنے بازوؤں پر اٹھا سکتا تھا۔ وہ گرز سے چار طرح کی لڑائی لڑنے میں ماہر تھا اور پوری مہارت کے ساتھ چاروں ہتھیار استعمال کرنے پر قادر تھا، ہاتھیوں اور گھڑسواری میں انتہائی طاق تھا۔ وشنو (دیوتا) کی طرح قوی اور سورج کی طرح درخشاں تھا، سمندر کی مانند متین و گمبھیر اور زمین کی مانند صابر اور متحمل مزاج۔ ساری رعایا راجہ (دشینت) سے محبت کرتی تھی اور وہ بھی راستبازی کے ساتھ ان قناعت پسند لوگوں سے محبت کرتا تھا۔

ایک مرتبہ طاقتور بازوؤں والا وہ راجہ (دشینت) ایک گھنے جنگل میں (شکار کھیلنے) گیا۔ اس کے ساتھ بہت بڑی تعداد میں فوج تھی، سینکڑوں ہاتھی اور گھوڑے تھے۔ یہ فوج چار طرح کی[۵۹] تھی اور فوجی تلواروں برچھیوں، گرزوں اور موسلوں سے مسلح تھے۔ راجہ نے نیزوں اور بھالوں سے مسلح سینکڑوں جنگجوؤں کے جلو میں کوچ کیا۔ سورماؤں کی شیروں کی سی گرج، سنکھوں اور نقاروں کی آوازوں، رتھوں کے پہیوں کی گڑگڑاہٹ، دیو ہیکل ہاتھیوں کی چنگھاڑوں اور طرح طرح کے کپڑوں میں ملبوس سپاہیوں کے ہتھیاروں کے ٹکرانے کا ملا جلا بے پناہ شور راجہ کے کوچ کے ساتھ ساتھ ابھر رہا تھا۔

۵۸۔ مندرا پہاڑ (MANDARA): ایک بہت بڑا پہاڑ جسے دیوتاؤں نے آب حیات نکالنے کی خاطر دودھ کا سمندر بلونے کے لئے استعمال کیا تھا۔

۵۹۔ چار طرح کی فوج: چار طرح کی فوج سے مراد ہے پیدل، گھڑسوار، فیل سوار اور جنگی رتھوں میں سوار ہو کر لڑنے والے۔

خوبصورت خواتین عالی شان محلوں اور عمارتوں کے ڈھلوان چبوتروں پر کھڑی (اس) درخشاں اور پر شکوہ (راجہ کو اگر بسنے) دیکھ رہی تھیں - انہیں معلوم تھا کہ راجہ (دشینیت) اندر (دیوتا) کی طرح دشمنوں کو تباہ کر ڈالتا ہے، وہ خود صاعقہ برق تھامتا ہے۔ وہ (ایکدوسری سے) کہنے لگیں:-

"یہ وہ برترین سورما ہے جو جنگ میں واسو[۱] کی طرح قوی ثابت ہوتا ہے، تمام دشمن اس کی قوت سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔"

یہ کہتے ہوئے خواتین نے راجہ کے ساتھ اپنی محبّت کی وجہ سے اس کے سر پہ پھول نچھاور کئے۔ راجہ بہت مسرور ہوا۔ راستے میں جہاں بھی برہمن ملے اسے دعائیں دیں۔ ہرنوں کے شکار کی خواہش سے مغلوب راجہ (دشینیت) جنگل میں داخل ہو گیا، وہ (راجہ) ایک مست ہاتھی پر سواریوں لگ رہا تھا جیسے "ساکنانِ فلک" کا حکمران (اندر دیوتا) ہو۔ اس کے پیچھے پیچھے برہمن، کشتری، ویش اور شودر آرہے تھے۔ وہ ہر طرف مبارک سلامت اور کامرانی کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ شہری اور دوسرے لوگ بھی کچھ دُور تک راجہ کے پیچھے پیچھے (اسے چھوڑنے) گئے تھے۔

راجہ (دُشینیت) کے حکم پر لشکری (ایک جگہ) رُک گئے۔ پھر دنیا کا حکمران (دشینیت) اپنے سنہری رتھ میں سوار ہو گیا۔ اس کے پہیوں کی گڑگڑاہٹ سے پوری دنیا حتیٰ کہ

---

[۱] - واسو (VASU) :- آٹھ دیوتاؤں پر مشتمل ایک گروہ - عموماً اندر دیوتا کے خادم کے طور پر مشہور ہیں - ویدک دَور میں انہیں مختلف مظاہر فطرت کی تجسیم قرار دے دیا گیا تھا - ان کے نام یہ ہیں - آپ (پانی - ĀPA) دھرا (زمین - دھرتی - DHARA)، انیل (ہوا - ANILA)، انَل (آگ - ANALA)، دھرُو (قطبی تارہ - DHRUVA)، پربھاس (صبح صادق - PRABHASA) سوم (چاند - SOMA) اور پرتیوش (روشنی - PRATYUSHA)

آسمان بھی گونج گئے۔ آگے جاکر راجہ کو وہ جنگل یوں نظر آیا جیسے آسمانی جنگل نندن[11]"
—— وہ (جنگل) دِلو (WILWA)، ارک (ARKA) کھدیر (KHADIRA)، کوپی تھو (KOPITHWA) اور ڈھو (DHAVA) جیسے درختوں سے بھرا پڑا تھا۔ اس کی زمین غیر ہموار تھی اور پتھروں کی سلوں سے ڈھکی ہوئی تھی، یہ پتھر پہاڑوں سے لڑھک آئے تھے۔ وہاں پانی نہیں تھا، انسانی آبادی نہیں تھی۔ یہ (جنگل) بہت سے یوجن[12] تک پھیلتا چلا گیا تھا، ہرنوں، ببر شیروں اور جنگل کے دوسرے خوفناک جانوروں سے معمور تھا —— بہترین حکمران دشینت اور اس کے سپاہیوں اور خدام نے جنگل روند ڈالا اور بہت سارے ہرن مارے، دشینت نے نشانے کی زد میں آنے والے شیروں کو اپنے تیروں سے چھید کر رکھ دیا اور (سینکڑوں کی تعداد میں) ہلاک کر دیا۔ راجہ نے بہت سے (شیر) زخمی کر دیئے[13] اور جو بالکل قریب آتے انہیں تلوار سے مار ڈالا۔ بہترین برچھا اندازوں نے اپنی برچھیاں پھینک کر کتنے ہی (شیر) ختم کر دیئے۔ وہ ماہر موسل باز، بے مثل طاقتور راجہ (دشینت) بے خوفی کے ساتھ جنگل میں وندنا تا پھر رہا تھا اس نے گھوم پھر کر اپنی تلواروں سے کتنے ہی جنگلی جانور ہلاک کر دیئے، کچھ تیزی سے پھینکنے والی برچھیوں اور کچھ اپنے وزنی موسلوں سے ڈھیر کر دیئے۔ جب حیران کن حد تک طاقتور اس راجہ اور سپاہیانہ مشاغل کے شوقین اس کے فوجیوں نے جنگل میں اس طرح

۱۱۔ "نندن" = اندر دیوتا کے (باغ، جنگل) کا نام۔ یہ جنگل میرو پہاڑ کے شمال میں تھا۔
۱۲۔ یوجن (YOYANAS) = ایک یوجن کوئی نو میل کے برابر ہوتا تھا، مگر ولسن (WILSON) وغیرہ کے خیال میں پانچ یا ساڑھے پانچ میل کے برابر ہوتا تھا۔
۱۳۔ یعنی ایسے شیروں کو زخمی کیا جو بھرپور نشانے کی زد سے باہر تھے اور جنہیں تلوار سے قتل نہیں کیا جا سکتا تھا۔

ہلچل مچادی تو ہزاروں شیر جنگل چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ان (جانوروں) کے بادشاہ (شیر ببر)
جب اس طرح ان (جانوروں) سے الگ ہوئے تو باقی (جانور) خوف اور پریشانی کے
عالم میں زور زور سے چلانے لگے اور ہر سمت دوڑنے لگے۔ وہ بھوک، پیاس اور بھاگ
دوڑ سے تھک کر ہر طرف گر پڑے۔ دریا سوکھے پڑے تھے اس لئے جانور اپنی پیاس
نہ بجھا سکے۔ کچھ جانوروں کو راجہ (دشینت) کے بہترین جنگجوؤں نے (کچا ہی) کھا لیا
کچھ سورماؤں نے آگ جلائی، جانوروں کو برابر حصوں میں کاٹا اور انہیں بھون کر صحیح
طریقے سے کھایا۔ بہت سے طاقتور ہاتھی زخمی ہو کر درد سے جنونی ہو گئے۔ وہ اپنی
سونڈیں اوپر اٹھا اٹھا کر ڈر کے بھاگ نکلے۔ دہشت زدہ ہاتھیوں کا پیشاب اور گوبر
نکل گیا۔ خون کی زبردست قے کرتے ہوئے انہوں نے (راجہ دشینت) کے متعدد فوجی
روند ڈالے۔ وہ جنگل جانوروں سے اٹا پڑا تھا مگر اب راجہ اور اس کے ان گنت لڑاکا لشکر
نے جلد ہی ببر شیروں اور چیتوں سے جنگل کو پاک کر دیا۔

راجہ دشینت اور اس کے سپاہی ہزاروں جانوروں کو مارنے کے بعد شکار کی خاطر
دوسرے جنگل میں داخل ہو گئے۔ بھوک اور پیاس سے ہلکان صرف ایک ساتھی کے ہمراہ
راجہ (دشینت) جنگل کے آخری سرے پر پہنچا اور ایک صحرا میں چلا گیا۔ اس صحرا میں سبزہ
قطعاً نہیں تھا۔ وہ (راجہ) وہاں سے گزرتا ہوا ایسے جنگل میں پہنچا جہاں رشیوں کے آشرم
تھے۔ یہ جنگل نظروں کو بھلا لگتا تھا اور دلخوش کن تھا۔ اس میں ٹھنڈک تھی اور وہاں خوشگوار
ہوا چل رہی تھی۔ جنگل درختوں سے معمور تھا اور ان پر ان گنت پھول کھلے تھے۔ دور تک
پھیلے اس جنگل میں ملائم ملائم سبز گھاس اُگی ہوئی تھی۔ جنگل خوش الحان پرندوں کے نغموں
سے گونج رہا تھا۔ نر پرندے کوئیل[۱۵۴] کی میٹھی کوک اور ککل[۱۵۵] کی تیز نغمہ سرائی کی بازگشت تھی

۱۵۴۔ کوئیل (KOKILA)۔ کوئل؟

۱۵۵۔ ککل (CICALAS)۔ ؟

جنگل میں نظرنواز شجر تھے۔ درختوں کی پھیلی ہوئی شاخوں سے خوبصورت سایہ دار شامیانے سے تن گئے تھے۔ شہد کی مکھیاں پھولوں سے لدی بیلوں پر منڈلا رہی تھیں۔ ہر سو درختوں کے دلفریب جھنڈ تھے۔ کوئی درخت ایسا نہیں تھا جس پر پھل نہ لگے ہوں۔ کانٹے دار جھاڑیاں سرے سے نہیں تھیں اور کوئی پودا ایسا نہیں تھا جس پر شہد کی مکھیاں نہ منڈلا رہی ہوں۔ سارے جنگل میں پرندے میٹھے گیت گا رہے تھے۔ وہاں تمام موسموں کے ہر طرح کے پھول کھلے تھے اور لہلہاتے درختوں کے فرحت بخش سائے تھے۔ جس جنگل میں وہ زبردست تیر انداز (دُشینت) داخل ہوا تھا وہ ایسا ہی دلکش اور شاندار تھا۔ پھولوں سے سجے اور نرم رَو ہواؤں میں لہلہاتے درخت راجہ (دُشینت) کے سر پر وہ دلکش پھول برسا رہے تھے۔ رنگ برنگی پوشاکوں میں ملبوس پرندے شاخوں پر بیٹھے گیت گا رہے تھے۔ شاخیں پھولوں کے بوجھ سے لچک رہی تھیں۔ شہد کی کشش سے کھنچی آنے والی مکھیاں دلکشی کے ساتھ بھنبھناتی ہوئی کلیوں کا طواف کر رہی تھیں (جنگل) میں بہت درخت تھے۔ وہاں پھولوں کے گچھوں سے لدی ہوئی بیلوں کی اَن گنت رگ پوش جگہیں تھیں۔ وہ بہت ہی طاقتور راجہ (دُشینت) اس منظر سے بے حد محظوظ ہوا پھولوں سے لدی شاخوں والے ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے انتہائی خوبصورت درخت یوں لگ رہے تھے جیسے بہت ساری دھنک کمانیں۔

اس جنگل میں سِدھیا[166]، چارَن[167]، مختلف گندھرو، اَپسرائیں، بندر اور کِنّر رہتے تھے اور سب شاداں و فرحاں تھے۔ وہاں خوشگوار، خنک، نکہت آفریں اور جانفزا پھولوں کی مہک میں بسی ہوئی آہستہ خرام ہوائیں ہر سُو چلتی تھیں اور لگتا جیسے یہ ہوائیں وہاں

۱۶۶۔ سدھیا / سدھ۔ (SIDHYAS) د۔ نیم مقدس اور پاکیزہ مخلوق۔ تفصیل شیو پاربتی کی کہانی میں آچکی ہے

۱۶۷۔ چارَن (CHARANAS) د۔ دیوتاؤں کے قصیدہ خواں۔

انجارسے کھیلنے آئی ہوں ——— راجہ (دُشینت) نے ایسی جاذبیتوں والے اس جنگل کو دیکھا۔ وہ (جنگل) ایک دریا کے ڈیلٹائی علاقے میں تھا اور یوں لگتا جیسے اندر (دیوتا) کے اعزاز میں ایک بانس نصب کر دیا گیا ہو۔

ہر طرح کے دلفریب اور مسرور پرندوں کے اس مسکن میں راجہ کو تپسیوں کا ایک خوبصورت اور جانفزا آشرم نظر آیا۔ یہ بہت سارے درختوں میں گھرا ہوا تھا اور اس کے اندر مقدس آگ جل رہی تھی۔ اس (راجہ) نے آشرم کو تعظیم دی۔ آشرم میں اسے بہت سے یوگی، بال کھلیہ[190] اور دوسرے منی[191] بیٹھے دکھائی دیتے۔ اس آشرم میں کمرے تھے جن میں قربانی کی ادائیگی کے لئے آگ جل رہی تھی۔ درختوں سے جھڑنے والے پھولوں سے زمین پر قالین سا بچھ گیا تھا۔ بڑے بڑے تنوں والے لمبے درختوں کی وجہ سے وہ جگہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ پاس ہی شفاف اور مقدس دریا مالینی بہہ رہا تھا مالینی تپسویوں کے لئے پرکشش تھا اس کے پانی میں ہر طرح کے آبی شکار کی فراوانی تھی۔ تو خیر

---

[190]۔ بال کھلیہ۔ (VALIKHILYAS ، VĀLAKHILYAS) حد درجہ لونے رشی۔ ان کا قد انگوٹھے کی لور سے زیادہ بڑا نہیں تھا۔ یہ سب سے رشی پاکباز اور سورج کی کرنوں کی طرح درخشندہ تھے۔ وشنو پران کی رو سے وہ کرتو (KRATU) نامی پرجاپتی اور اس کی بیوی سم نتی (SAMNATI) کی اولاد تھے ان کی تعداد ساٹھ ہزار تھی اور وہ پرندوں سے بھی زیادہ تیز پرواز تھے۔ وہ سورج کے نگہبان تھے۔ انہیں کھرو (KHRWAS) بھی کہا جاتا ہے

[191]۔ منی۔ مقدس رشی۔ نیک اور عالم شخص جو آسمانی فطرت سے متصف ہوتا تھا۔ یا پھر وہ یہ خصوصیات سخت تپسیا کر کے حاصل کر سکتا تھا۔ منی کا لقب رشیوں اور انتہائی عالم مصنفوں کے لئے مخصوص تھا۔ مثلاً پانینی، اور ویاس (VYĀSA) وغیرہ۔

ہرنوں کو اس دریا کے کنارے چہلیں کرتے دیکھ کر راجہ بہت خوش ہوا۔

راجہ دُشینت (جس کے رتھ کا کوئی دشمن روک نہیں سکتا تھا) اس نظر نواز آشرم میں داخل ہو گیا جو سارے کا سارا انتہائی دلفریب تھا، یوں لگ رہا تھا جیسے آسمان کا کوئی ٹکڑا۔ راجہ نے دیکھا کہ وہ آشرم انتہائی مقدس دریا کے کنارے تھا اور یہ دریا یوں بہہ رہا تھا جیسے وہاں رہنے والی سب مخلوق کی ماں ہو۔ اس کی اٹکھیلیاں کرتی موجیں دودھ کی طرح سفید تھیں۔ اس کے کناروں پر چکراوک کھیلتے تھے، وہاں کنّر رہتے تھے وہاں بندر اور ریچھوں کی کثرت تھی۔ پڑھنے اور گیان دھیان میں معروف تپسوی دریا کے حسین کناروں پر رہتے تھے۔ وہاں مست ہاتھیوں، شیروں اور عظیم الجثہ سانپوں کی کوئی کمی نہیں تھی۔ اس دریا کے کناروں پر کشیپ[ح۱] (کی نسل کے) عالی وقار رشی (کنو) کا شاندار اور خوبصورت آشرم تھا۔ وہاں ریاضت کرنے والے عظیم رشی رہتے تھے۔ اس راجہ نے دریا اور خانقاہ دیکھی اور اس کے اندر جانے کو جی چاہا۔ دریا میں خوبصورت اور پرکشش کناروں والے کئی جزیرے تھے۔ یہ نرا (NARA) اور نارائن[ح۲] کے مسکن جیسی لگتی تھی جیسے گنگا کے پانیوں نے غسل دیا ہو۔ پھر وہ لاثانی انسان

ح۱۔ کیسپ (کشیپ - KASHYAPA) ویدی دور کا ایک رشی۔ اس کی شان میں کچھ گیت یا حمدیں بھی آتی ہیں۔ اس کا شمار سات عظیم رشیوں میں بھی کیا جاتا ہے۔ تخلیق (تکوین) کا بیشتر کام اس سے منسوب کیا جاتا ہے۔ مہابھارت اور رامائن کی رو سے وہ برہما دیوتا کے بیٹے مرچی کا بیٹا تھا۔ کیسپ نوعِ انسانی کے خالق مَنو کے باپ وِواس وَت کا باپ تھا۔ مہابھارت اور مابعد کی تصانیف کی رو سے کیسپ نے اَدیتی اور دکش کی بارہ بیٹیوں سے شادی کی تھی۔ اَدیتی کے بطن سے اُدِتیا (ADITYAS) پیدا ہوئے اور کیسپ کی ایک اور بیوی کے بطن سے اس کے ہاں طرح طرح کی مخلوق مثلاً عفریت، ناگ، رینگنے والی مخلوق، پرندے اور ہر طرح کے جاندار پیدا ہوئے۔ اس طرح کیسپ سب کا باپ تھا۔ چنانچہ اسے بعض اوقات پرجاپتی بھی کہتے ہیں۔

(حاشیہ ح۲ اگلے صفحے پر)

(دشینت) اس آشرم کے اندر چلا گیا جہاں موروں کی آوازیں گونج رہی تھیں اور چترتھ[۲۲] کے باغوں کی طرح خوشگوار لگ رہی تھیں۔ وہ راجہ (دُشینت) کیپ کے بیٹے رفیع الشان عظیم رِشی کنوا (KANWA) کو دیکھنا چاہتا تھا۔ کنو ساری خوبیوں کا مالک تھا اور آتنا پُرنور کہ اس کی طرف دیکھنا محال تھا۔

اس (دُشینت) نے اپنی فوج کے علمبرداروں، گھڑسواروں، پیادوں اور فیل سواروں کو جنگل کے باہر روکا اور ان سے بولا۔

"میں کیپ کے بیٹے عظیم تپسوی (کنو) کے درشن کرنے جاؤں گا جو
راج گُن سے ماورا ہے میرے لوٹ آنے تک یہیں ٹھہرو۔"

جب راجہ نندانہ جیسے اس جنگل میں داخل ہوا تو بھوک پیاس سب بھول گیا۔ اسے ابدی مسرت ملی اس نے تمام شاہی نشان ایک طرف رکھ دیئے اور صرف اپنے وزیر اور پروہت کو ساتھ لے کر آشرم میں داخل ہو گیا۔ وہ اس رِشی (کنو) کے دیدار کا خواہشمند تھا جو تپسیا کی ضائع نہ ہونے والی خوبیوں کا مجموعہ تھا۔ راجہ (دُشینت) کو آشرم یوں لگا جیسے برہما دیوتا کا خطہ۔ دیالی شہد کی مکھیاں سہانے انداز سے بھنبھنا رہی تھیں اور پرندے شیریں نغمے بکھیر رہے تھے

(حاشیہ ۲۱ گذشتہ صفحے پر) ص ۲۱۔ نارائن: "مراد انسان"، یعنی اوّلیں ابدی انسان"۔ خالق دیوتا 'برہما' کو بھی 'نارائن' (NĀRĀYANA) کہا جاتا ہے۔ 'نر' کے معنی ہیں 'پانی'، اور 'ائن' (ĀYANA) کے معنی ہیں 'حرکت کرنے کی جگہ یا مقام'۔ منو کے مطابق خالق دیوتا برہما 'نارائن' اس لئے کہلاتا تھا کہ اس نے اپنی پہلی حرکت پانی میں کی تھی۔ 'نارائن' کا لفظ یا نام پہلی مرتبہ 'ست پتھ براہما' میں ملتا ہے۔ نارائن عام طور پر وشنو کی دیوتا کو کہا جاتا ہے اور اسی نام (نارائن) سے وشنو کی پہلے پہل پوجا ہوتی تھی۔ 'نر' (NARA) یعنی اوّلین آدمی کے بیٹے کا نام (نارائن) تھا۔

ص ۲۲۔ چتررتھ (CHITRARATHA): ایک گندھرو کا نام۔

اس ملاقاتی شخص (وشینت) نے ایک جگہ بہترین برہمنوں کو موزوں و مناسب نے کے ساتھ رگ وید (کے بھجن) گاتے سنا۔ دوسری جگہ (اس نے) ویدانگ[23] کے عالم برہمن یجروید[24] (کے بھجن) گاتے سنا۔ ایک اور جگہ سخت تپسیا والے رشی سام وید[25] کے بھجن ہم آواز ہو کر سریلے پن کے ساتھ گا رہے تھے ایک جگہ اتھروید[26] کے عالم برہمن آواز کے صحیح

ص ۲۳۔ ویدانگ (VEDĀNGAS) ویدانگ کے لفظی معنی وید کے اعضاء کے ہیں۔ ویدانگ چھ رسائل پر مشتمل ہیں۔ انہیں ویدوں کا معاون بلکہ بعض صورتوں تو ویدوں کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ ان چھ موضوعات پر منی ہیں جن کا بنیادی مقصد اس بات کو یقینی بنانا تھا کہ قربانی کی رسوم کا ہر حصہ صحیح طریقے پر ادا کیا جائے۔ یہ چھ موضوعات ہیں جن کا علم حاصل کرنا ویدوں کو پڑھنے سمجھنے اور قربانی کی رسوم کی ادائیگی کی خاطر انہ (ویدوں) کے اطلاق کے لئے ضروری تھا۔ ویدانگ خصوصی طور پر ان چھ موضوعات پر منی ہیں۔

شکشا (سکشا) SHIKSA :۔ ویدی الفاظ کا صحیح تلفظ

چھند CHANDAS:۔ عروض

نرکت NIRUKTA:۔ لغت۔ فرہنگ

ویاکرن VYĀKARANA:۔ گرامر (صرف و نحو)

جیوتش JYOTISHA:۔ علم ہیئت۔ فلکیات

کلپ KALPA:۔ رسمی۔ رسوم و آداب کی پابندی یعنی قربانی کی رسوم کی نگرانی کے عام اصول رسوم کی ادائیگی پر ویدوں کے اطلاق کے اصول و ضوابط۔

ص ۲۴ ص ۲۵ ص ۲۶ ۔ یجروید (YAJUKVEDA):۔ وید تعداد میں چار ہیں سب سے پہلا سب سے عظیم و اہم اور بنیادی "رگ وید" دوسرا یجروید ہے۔ تیسرا سام (SĀMA SĀMAN) وید اور چوتھا اتھروا (ATHARVA) وید ہے۔

اصولوں کے ساتھ سمہتائیں[ص۲۷] پڑھ رہے تھے۔ دوسری جگہوں پر علم تلفظ کے فاضل برہمن دوسری طرح کے منتر پڑھ رہے تھے۔ ان مقدس آوازوں کی گونج سے وہ متبرک آشرم حقیقت میں برہما دیوتا کا خطہ لگ رہا تھا۔ وہاں کئی برہمن ایسے تھے جو قربانی کے چبوترے بنانے کے فن اور قربانی کے کرم اصولوں میں طاق تھے۔ اور کئی ایسے تھے جو نایا[ص۲۸] اور ذہنی علوم کے فاضل تھے۔ اور متعدد ایسے تھے جنہیں ویدوں کے علوم پر عبور حاصل تھا۔ وہاں ایسے بھی تھے جو ہر طرح کے کلام کے معانی پر عبور رکھتے تھے خصوصی مذہبی رسوم کی ادائیگی میں کمال رکھنے والے بھی وہاں تھے اور ایسے بھی جو مکھشدھرم[ص۲۹] سے بخوبی آگاہ تھے۔ مسائل کو مسلمہ حیثیت دینے حشو و زوائد کی ذیل میں آنے والے اسباب وعلل کو مسترد کرنے اور صحیح نتائج اخذ کرنے علم الالفاظ، علم عروض، نرکتا (لغت۔ فرہنگ)، علم فلکیات۔ مادے کی خصوصیات، قربانی کی رسوم کے نتائج اخذ کرنے کے ماہر وہاں موجود تھے، بندروں اور پرندوں کی زبان سمجھنے والے بھی وہاں تھے اور ایسے بھی جنہوں نے ضخیم رسائل اور شاستروں[ص۳۰] کو خوب پڑھ رکھا تھا۔ راجہ (دشینت) ذرا آگے بڑھا تو ایسے منتر اور گیت سنائی دیتے جو سارے انسانوں کے دلوں کو مسحور اور مسخر کر لیتے تھے۔

دشمن کی فوج کے غارت گر (دشینت) نے ہر طرف سخت تپسیا کرنے والے بہت سے

ص۲۷۔ سمہتائیں (SAMHITAS - SANHITAS) وہ ویدوں کے وہ حصے جو حمدوں بھجنوں پر مشتمل ہیں ایک جیسی نوعیت کی حمدوں (نظموں) کی باقاعدہ ترتیب کا مجموعہ جیسے رگ وید۔ سام وید اور اتھروید۔

ص۲۸۔ نایا ۔ منطق

ص۲۹۔ مکھشدھرم MOKHSHADHARMA ۔ ؟

ص۳۰۔ شاستر (SHĀSTRAS) ۔ کوئی بھی مقدس کتاب خصوصاً قانون کی کتابیں۔ یا مسلمہ مصنف کی تحریر کردہ کتاب۔

عالم فاضل براہمن دیکھے وہ سب کے سب جپ اور ہوم میں مصروف تھے۔ راجہ (دُشینت) کو جب برہمنوں نے ابیٹھنے کے لئے) خوبصورت قالین پیش کئے تو وہ سخت متعجب ہوا۔ دیوتاؤں کی پوجا کے لئے برہمنوں کو رسوم ادا کرتے دیکھکر اس لاثانی راجہ کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ برہما دیوتا[۳۱] کے ملک میں آپہنچا ہے۔ کیپ کے بیٹے (کنو رشی) کا آشرم اس رشی (کنو) کی تپسیا آمیز خوبیوں کی وجہ سے محفوظ و مامون تھا اور ایک مقدس کنج عزلت کے تمام لوازم سے متصف تھا۔ راجہ (دُشینت) اس آشرم کو جتنا بھی دیکھتا اسے دیکھتے رہنے کی خواہش اور بڑھتی جاتی۔ اس کی طبیعت اس خوبصورت آشرم کے سرسری نظارے سے سیر نہیں ہوتی تھی۔ دشمنوں کا وہ غارت گر (دُشینت) اپنے وزیر اور پروہت کے ساتھ کیپ کے بیٹے (کنو) کے اس دلکش اور متبرک آشرم کے اندر چلا گیا جہاں شدید ریاضت کرنے والے عظیم رشی رہتے تھے۔

اپنے تمام خدام کو پیچھے چھوڑ کر وہ قوی بازو عقل والا راجہ (دُشینت) اکیلا ہی آشرم کے اندر بڑھتا چلا گیا۔ لیکن اسے وہاں سخت تپسوی (کنو رشی) نظر نہیں آیا۔ رشی (کنو) کے آشرم کو خالی پا کر وہ زور سے پکارا۔

"ہو۔ کون ہے یہاں؟"

اس کی آواز جنگل میں گونج گئی۔ اس کی آواز سن کر تپسویوں جیسی پوشاک پہنے سری[۳۲] کی طرح خوبصورت ایک دوشیزہ آشرم سے باہر آئی۔ راجہ (دُشینت) کو دیکھتے ہی اس کالی آنکھوں والی کنواری نے فوراً ہی سے خوش آمدید کہا اور مناسب طریقے پر اس کی تعظیم بجا لائی۔ اس نے (راجہ) کو بڑے احترام سے نشست پیش کی، پاؤں دھونے کے لئے پانی دیا

۳۱۔ برہما دیوتا کا ملک: برہم لوک۔

۳۲۔ سری (SARI) دھن، دولت اور خوش بختی کی دیوی لکشمی (LAKSHMI) کا ایک نام۔

اور پھر اسے ارگھ[۳۳] پیش کیا۔ یہ سب کچھ کرنے کے بعد اس نے اس (راجہ) کی خیر خیریت دریافت کی۔ اس طرح وہ دوشیزہ مناسب طریقے پر اس (راجہ) کی تعظیم بجا لا کر، اس کی صحت وسلامتی کے بارے میں پوچھ کر انتہائی احترام کے ساتھ بولی:۔

"اور آپ کی کیا خدمت کی جائے؟"

مناسب انداز میں عزت واحترام پا کر راجہ نے شیریں گفتار اور بے داغ خدّوخال والی دوشیزہ سے کہا:

"میں عظیم بابرکت رشی کنو کی تعظیم بجا لانے حاضر ہوا تھا۔ اے پسندیدہ اور حسین خاتون مجھے بتا کہ وہ ذی شان شخص کہاں گیا ہے؟"

"میرا باپ پھل لانے آشرم سے باہر گیا ہے۔ مہربانی کر کے کچھ انتظار کریں جب وہ آجائے تو اسے مل لیں"

رشی (کنو) کو نہ پا کر اور اس دوشیزہ کی بات سن کر راجہ نے دیکھا کہ وہ (دوشیزہ) انتہائی خوبصورت ہے، دلفریب مسکراہٹوں والی پاکیزہ حسینہ ہے اور کامل متناسب (بدن) والی خاتون ہے۔ وہ عنفوانِ شباب کے عالم میں تھی اور بے حد جمیل تھی۔ بے داغ خدّوخال کے حسن سے متصف تھی۔ سخت زاہدہ تھی اور دلکش منکسر المزاج تھی۔ راجہ (دشینت) نے اس سے پوچھا:

"تم کون ہو؟ اے خوب رو خاتون تم کس کی بیٹی ہو؟ اس جنگل میں کیوں آئی ہو؟ اے خوبصورت خاتون تم مہذب اور دلکش ہو۔ یہاں کہاں سے آئی ہو؟ اے موہنی خاتون تو نے پہلی ہی نظر میں میرا دل جیت لیا ہے۔ میں تمہارے بارے میں سب کچھ جاننا چاہتا ہوں۔

۳۳۔ ارگھ:۔ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کیا چیز ہے۔ کوئی کھانے پینے کی چیز؟

اے دلآویز خاتون مجھے سب کچھ بتا۔"

اس آشرم میں راجہ کی یہ باتیں سن کر دوشیزہ نے متبسم ہو کر شیریں الفاظ میں جواب دیا۔

"اے راجہ! میں ذی شان، راستباز، دانا اور ارفع روح والے تپسوی کنو کی بیٹی ہوں۔"

دُشینت بولا۔

"ذی وقار اور انتہائی بابرکت رِشی (کنو) کی ساری دنیا عبادت کرتی ہے۔ اس نے اپنی جنسی خواہشات پر پورا پورا قابو پا رکھا ہے۔ حتیٰ کہ خود دھرم[۲۴] راہِ راست سے بھٹک سکتا ہے مگر عزم راسخ والا تپسوی (کنو) کبھی اس (راہِ راست) سے نہیں بھٹک سکتا۔ اے خوبصورت اور پُرکشش خاتون تو اس (کنو) کی بیٹی کیسے ہو سکتی ہے؟ میرے ذہن سے یہ بہت بڑی الجھن دور کر دے۔"

شکنتلا نے کہا۔

"اے راجہ! میرے ساتھ کچھ بیتی اور میں اِس رِشی (کنو) کی بیٹی کیسے بنی، یہ سب کچھ سن۔ یہ مجھے رِشی (کنو) سے معلوم ہوا۔ ایک مرتبہ ایک رِشی یہاں آیا اور میری پیدائش کے بارے میں (رِشی کنو) سے پوچھا۔ کنو نے اسے بتایا۔

قدیم زمانے میں رِشی وِشوامتر[۲۵] سخت ریاضتوں میں مصروف تھا،

---

۲۴ - دھرم (DHARMA) :- اخلاقی اور مذہبی فرض۔ مذہب - دھرم ایک قدیم رِشی کا بھی نام ہے جسے بعض اوقات پرجاپتیوں میں بھی شمار کیا جاتا ہے۔ اس نے دَکش کی تیرہ یا دس بیٹیوں سے شادی کی تھی وہ کثیر الاولاد تھا مگر اس کے تمام بچے فہم و ذہانت، نیکیوں اور مذہبی رسوم کی تجسیم یا مظہر تھے۔ حاشیہ ۲۵ اگلے صفحہ پر

جس کی وجہ سے ساکنان[م۳۶] فلک کا حکمران اندر (دیوتا) پریشان ہوگیا اس (اندر) کو خیال ہوا کہ رشی (وشوامتر) اپنی تپسیا کے بل بوتے پر اس (اندر) کو تخت و تاج سے محروم کر کے آسمان سے باہر نکال دے گا۔ اس متوقع صورت حال سے گھبرا کر اس (دیوتا اندر) نے مینکا[م۳۷] کو بلایا اور اس سے کہا۔ تو اے مینکا تو ساری اپسراؤں میں لاثانی ہے۔ اے خوبصورت کنیا (لڑکی) میرے لئے ایک خدمت بجالا۔ جو کچھ میں کہوں (غور سے) سن۔ سورج کی طرح درخشاں عظیم رشی وشوامتر سخت اور زبردست ریاضتوں میں مصروف ہے، میرا دل۔ (ڈر کے مارے) کانپ رہا ہے۔ اے مینکا، پتلی کمر والی دوشیزہ، یہ کام تجھے کرنا ہے تو وشوامتر کے پاس جا جس کی روح گیان دھیان میں مستغرق ہے، جو کٹھن ریاضتوں میں مصروف ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے (آسمان پر) میری (اونچی) جگہ سے بے دخل کر دے، جا اور اسے لبھا۔ اس کی ریاضت میں خلل ڈال کر مجھے فائدہ پہنچا۔ اے خوبصورت لڑکی، اے

م۳۵۔ وشوامتر (VISHWAMITRA) :۔ ویدی دور سے منسوب ایک نامور رشی۔ وہ کشتری گھرانے میں پیدا ہوا مگر بعد میں تندید تپسیا کر کے برہمن بن گیا۔ اس کا شمار عظیم سپت رشیوں (سات رشیوں) میں ہوتا ہے۔

م۳۶۔ ساکنان فلک :۔ دیوی دیوتا، اور آسمان پر رہنے والی دوسری مخلوق۔

م۳۷۔ مینکا (MENAKĀ) :۔ آسمان پر اندر کی مملکت میں رہنے والی ایک مشہور اور انتہائی خوبصورت اپسرا (پری) کا نام۔

اپنے حسن، شباب، اسعات، مہارت، مسکراہٹوں اور باتوں سے
پرچا کر تپسیا سے ہٹا دے۔" —— مینکا نے جواب دیا —— "وہ
رفیع الشان رِشی (وشوامتر) عظیم تپسوی اور پُرنور ہے۔ مجھے خود بھی
پتہ ہے کہ وہ بہت جلالی ہے۔ اس باوقار شخص (وشوامتر) کی قوت
تپسیا اور غیض و غضب سے تو بھی پریشان ہے تو پھر میں اس سے
کیوں کر نہ ڈروں؟ اس (وشوامتر) نے تو عالی مقام واشِشٹھ[۲۹] (رِشی)
تک کو اس کے بیٹوں کی قبل از وقت موت سے رنج و الم میں مبتلا کر
دیا تھا۔

وہ (وشوامتر) دراصل کشتری تھا مگر اپنی قوت (ریاضت) سے

۲۹- واسِشٹھ (VASISHTHA): واشِشٹھ کے لفظی معنی ہیں "انتہائی متمول"۔ وہ ویدی دور کا ایک نامور
رِشی تھا۔ اس کا شمار سپت رشیوں (سات رشیوں) اور دس پرجاپتیوں میں ہوتا ہے۔ واشِشٹھ اور وشوامتر
میں زبردست رقابت تھی۔ بہت سارے خونریز مقابلوں کے بعد بالآخر ان میں صلح ہو گئی تھی۔ واشِشٹھ کے ایک
سو بیٹے تھے۔ سب سے بڑے بیٹے کا نام شکتری (SAKTR) تھا۔ ایک بار ایک سڑک پر شکتری کا ایک
راجہ سے آمنا سامنا ہو گیا۔ راجہ نے اسے راستہ چھوڑ دینے کا حکم دیا مگر شکتری نے کہا کہ راستہ اس کا ہے
قانون کی رو سے ضروری تھا کہ راجہ کے سامنے اگر کوئی برہمن آ جائے تو راجہ کو راستہ چھوڑ دینا چاہیے۔ شکتری کے
روکنے پر خفا ہو کر راجہ نے اسے چابک مارا۔ شکتری نے بددعا دی کہ راجہ آدم خور بن جائے۔ وشوامتر اس
موقعہ پر موجود تھا لیکن کسی کو دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وشوامتر نے بدنیتی سے آدم خور راکشس (RAKSHASA)
کو حکم دیا کہ وہ راجہ کے بدن میں حلول کر جائے۔ راجہ آدم خور بن گیا اور واشِشٹھ کے بیٹے شکتری کو کھا گیا یہ
اس کا پہلا شکار تھا۔ آدم خور راجہ ایک ایک کر کے واشِشٹھ کے ایک سو بیٹے کھا گیا اور واشِشٹھ پر غموں کے
پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ واشِشٹھ کی شان میں کئی حمدیں ملتی ہیں۔

برہمن بن گیا۔ اس نے اشنان وغیرہ کے لئے تند لہروں والا ایک
گہرا دریا بہایا۔ وہ دریا اب بھی دنیا میں کوشکی[۳۹] کے نام سے مشہور
ہے۔ یہاں اس دریا کے کنارے اس نامور شخص (وشوامتر) کی بیوی
کی ایک قحط کے دنوں میں شاہی عارف متنگی (MATANGA) نے
کفالت کی۔ متنگی وہاں (ایک بد دعا کے اثر سے) شکاری کی حیثیت
سے رہتا تھا —— اسے مالک (اندر دیوتا) یہ نامی گرامی شخص
(وشوامتر) قحط ختم ہو جانے کے بعد اپنے آشرم میں لوٹ آیا اور اس
دریا کے کنارے پر (PARA) رکھ دیا۔ یہ نامور شخص (وشوامتر) متنگی
سے بہت خوش ہوا اور قربانی کی رسم بجالانے کی خاطر متنگی کا پروہت
بن گیا۔ اسے ساکنانِ فلک کے حکمران (اندر دیوتا) تو خود بھی تو ڈر
کے مارے سوم (رس) پینے کے لئے اس قربانی میں شریک ہوا تھا۔
اس عالی مقام شخص (وشوامتر) نے خفا ہوکر ستاروں بھری ایک اور
دنیا تخلیق کی اور سروَن[۴۰] سے شروع ہونے والے بہت سے ستارے
تخلیق کئے۔ اس عظیم شخص (وشوامتر) نے ترِی سنک[۴۱] کی حفاظت کی

ص۳۹۔ دریائے کوشک (VASHTHA)۔ شاید یہ وہی دریا ہے جس کا نام آج کل کوسی (KOUSI) یا کوسی (KOSI) ہے۔ اسے کوشکی (KOUSIKI) بھی لکھا گیا ہے۔ غالباً یہ بھارت کے صوبہ بہار میں ہے۔

ص۴۰۔ سَرون (SARAVANA)؟

ص۴۱۔ ترِی سنک۔ تری سنکو (TRISANKA - TRISNKU)۔ اسے ستیہ ورت (SATYAVRATA) اور ویدھس (VEDHAS) بھی کہا جاتا ہے۔ وہ سورج بنسی (نسل) کے حکمرانوں میں سے تھا۔

(تفصیل اگلے صفحہ پر)

جسے اس کے استاد نے یہ دعا دی تھی — میں اس شخص (وشوامتر) کے پاس حاضر ہوتے ڈرتی ہوں جو ایسے کارنامے انجام دے چکا ہے۔ اے آقا! اندر دیوتا! یہ مقدر کر دے کہ وہ (وشوامتر) خفا ہو کر بھسم نہ کر پائے۔ وہ اپنی تابانی سے تینوں دنیاؤں کو پھونک سکتا ہے، وہ اپنی ٹھوکر سے دھرتی کو ہلا سکتا ہے۔ وہ عظیم (پہاڑ) میرو کو اکھاڑ کر بہت دور پھینک سکتا ہے اور لمحے بھر میں دنیا کے دس

(حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)

اس نسل کے حکمران خاندان کا بانی اکشواکو (IKSHWĀKU) تھا۔ راماین کی رو سے تری سنک یا رسا حکمران تھا اور ایک بار قربانی کی عظیم رسم ادا کرنا چاہتا تھا تاکہ اپنے بدن کے ساتھ آسمان پر چلا جائے۔ مگر اس کے پروہت واشسٹھ نے اسے ناممکن قرار دے کر قربانی کی رسم ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ تری سنک نے واشسٹھ کے بیٹوں سے درخواست کی مگر انہوں نے اسے گستاخی سمجھتے ہوئے سزا کے طور پر اسے چنڈال بنا دیا۔ معاشرے میں یوں اسے اعلیٰ ذات سے گرا دیا گیا۔ تری سنک نے اپنی تذلیل کے بعد سخت مایوسی کے عالم میں رشی وشوامتر سے درخواست کی۔ وشوامتر نے وعدہ کیا کہ وہ اسے ذلت کے اسی عالم میں آسمان پر پہنچا دے گا۔ اس سلسلے میں وشوامتر قربانی کی جو رسم ادا کرنا چاہتا تھا واشسٹھ کے بیٹوں نے اس کی سخت مخالفت کی مگر وشوامتر نے جلال میں آ کر انہیں جلا کر خاک کر دیا کہ اپنے اگلے سات جنموں میں نیچ ذات کی حیثیت سے پیدا ہوں۔ غضبناک وشوامتر نے ساری مخالفتیں ختم کر دیں اور تری سنک آسمان پر پہنچ گیا مگر اندر اور دوسرے دیوتاؤں نے تری سنک کی آسمان پر آمد کی مخالفت کی۔ وشوامتر نے خفا ہو کر اعلان کر دیا کہ وہ دوسرا اندر تخلیق کرے گا یا پھر دنیا میں سرے سے کوئی اندر نہیں ہو گا۔ اس پر دیوتاؤں نے مخالفت ختم کر دی اور طے یہ پایا کہ چونکہ تری سنک فانی ہے اس لیے وہ سر جھکا کر رکھے اور وشوامتر کے تخلیق کردہ کچھ ستاروں کے درمیان چمکتا رہے۔

کوؤں کے گرد حلقہ لگا سکتا ہے ۔ (مجھ جیسی عاجز) عورت کس طرح
ایسے شخص کو چھو سکتی ہے جس میں ریاضت کی (پیدا کردہ) خوبیاں بھری
پڑی ہیں ۔ جو آگ کی طرح بھڑکتی آگ ہے اور جس نے اپنی (نفسیاتی)
خواہشات پر قابو پا لیا ہے ۔ اس کا منہ آگ کی مانند آتشیں ہے اور
اس کی آنکھوں کی پتلیاں سورج اور چاند کی طرح ہیں ۔ اس کی زبان یم[۴۱]
(دیوتا) کی مانند ہے ۔ اے آسمان کے باسیوں میں برترین (اندر دیوتا)
ہم جیسی عورتیں اسے کیوں کر چھو سکتی ہیں ؟ یم ، سوم (دیوتا) ، عظیم رشی
سدھی ، وشوا[۴۲] وال کھلیہ سب اس کی طاقت کے تصور سے ڈرتے
ہیں ۔ (مجھ جیسی) عورت اس سے کیوں نہ خوف کھائے ؟ اے
آکاش فلک کے حکمران (اندر) تیرے حکم سے مجھے کسی نہ کسی طرح
اس رشی (وشوامتر) کے پاس جانا ہی ہوگا ۔ لیکن اے آسمان کے

---

۴۱ ۔ یم (YAMA) : موت کا دیوتا ۔

۴۲ ۔ وشو (VISWAS - VISWE) : 'وشو دیو' کے معنی ہیں "سارے دیوتا" ۔ رگ وید میں دیوتاؤں کے اس گروہ میں نو دیوتا شامل کئے گئے ہیں مگر تردیجے کے سارے دیوتا بھی اس گروہ میں شمار کئے جاتے ہیں ۔ بعد کے زمانوں میں یہ دیوتاؤں کا ایسا طبقہ تھا جو قربانی کی رسوم کو خاص طور پر پسند کرتے تھے ۔ ان کی تعداد عام طور پر دس بتائی جاتی ہے تاہم مختلف تعداد بھی بتائی جاتی ہے اور نام بھی مختلف بتلائے گئے ہیں ۔ ایک فہرست میں یہ دیوتا شامل ہیں ۔ واسُو (VASU) ، ستیہ (SATYA) ، کرتُو (KRHTU) ، دکش (DAKSHA) ، کال (KĀLA) ، کام (KĀMA) ، دھرتی (DHRITI) ، کُرو (KURU) ، پُورُو رَوَس (PURU - RAVAS) ، مادرَوَس (MĀDRAVAS) ۔ ان دس کے علاوہ دو نام اور بھی شامل کئے جاتے ہیں روچک یا لوچن (LOCHANA) (ROCHAKA) اور دھوری یا دُھونی (DHURI OR DHWNI) ۔

باسیوں کے فرمانروا (اندر) کچھ ایسے اسباب پیدا کر جس کے ذریعے میں تیری حفاظت میں اس کے آس پاس جا سکوں۔ اے آسمان کے باسی (اندر) جب میں رِشی (وِشوامتر) کے پاس پہنچ جاؤں تو ماروت[23] وہاں موجود ہو وہ میرے کپڑے اڑا لے جائے۔ میرے اس کام[24] میں تیرے حکم سے من متھ[25] میری مدد کرے۔ رِشی (وِشوامتر) کو سنبھالنے کے لئے ہوا درختوں سے بھاری خوشبو اس کے پاس لیجائے۔'

یہ سب باتیں کر کے اور اپنی ساری خواہش پوری ہوتے دیکھ کر وہ (مینکا) عظیم کوشِک[26] کے آشرم میں چلی گئی۔

مینکا کی باتیں سن کر اندر نے ہوا کو حکم دیا کہ جب مینکا رِشی (وِشوامتر) کے سامنے پہنچے تو وہ (ہوا) اس جگہ موجود رہے۔ پھر شرمیلی اور خوبصورت دوشیزہ (مینکا سورگ سے دھرتی پر آکر) آشرم میں داخل ہو گئی۔ اس نے وِشوامتر کو دیکھا جس نے تپسیا کر کے اپنے تمام گناہ دھو ڈالے تھے اور جو اب بھی ریاضت میں مگن تھا۔ وہ رِشی (وِشوامتر) کو آداب بجا لائی اور پھر اس کے قریب کھیلنے لگی۔ اسی وقت ہوا اس کا چاندنی جیسا کپڑا اڑا لے گئی اور وہ حسین لڑکی (مینکا) شرما کر اپنا کپڑا لینے دوڑی ظاہر یہ کر رہی تھی کہ وہ (مینکا) ہوا کی اس حرکت پر بہت خفا ہے

۲۳۔ ماروت (مروت MARUTA): طوفان کے دیوتا۔ یہاں ماروت (مروت) سے مراد ہوا ہے۔

۲۴۔ اس کام میں: رِشی وِشوامتر کو بہلانے پھسلانے کا کام۔

۲۵۔ من متھ (MANMATHA): محبت کے دیوتا کام دیوتا کا ایک نام

۲۶۔ کوشِک (KAUSHIKA): وِشوامتر کا ایک نام۔

وہ یہ سب کچھ آگ کی مانند روشن رِشی وِشوامتر کے سامنے کر رہی تھی رِشی (وِشوامتر) نے اس (مینکا) کو عریاں دیکھا۔ اس (رِشی) نے دیکھا کہ اس (مینکا) کا بدن بے داغ ہے۔ وہ اپنی برہنگی کے عالم میں لاثانی رِشی (وشوامتر) کو انتہائی حسین نظر آئی۔ اس کے بدن پر عمر کا کوئی نشان نہیں تھا۔ اس کا بے پناہ حسن اور جاذبیتیں دیکھکر بہترین رِشی (وِشوامتر) کے بدن میں (جنسی) خواہش بھڑک اٹھی اور اس کی قربت کا آرزو مند ہوگیا۔ اس (وِشوامتر) نے اس (مینکا) کو اپنے پاس بلایا اور بے داغ خدّ و خال والی حسینہ نے بھی اس کی دعوت قبول کرلی۔ انہوں نے ایک دوسرے کی رفاقت میں کئی دن گزار دیئے۔ باہم کھیلتے ہوئے انہیں کئی برس بیت گئے (مگر) انہیں توں لگتا تھا جیسے ایک ہی دن گزرا ہو۔ رِشی (وِشوامتر) سے اس (مینکا) کو شکنتلا کا حمل ٹھہر گیا۔ مینکا ہمالہ کی خوبصورت وادی میں اٹھکھیلیاں کرتے رواں دواں دریائے مالینی[۴۷] کے کنارے چلی گئی۔ وہاں اس نے ایک بیٹی کو جنم دیا۔ وہ (مینکا) نوزائیدہ بیٹی کو دریا کے کنارے) چھوڑ کر چلی گئی۔ اس طرح وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوکر جلد ہی اندر (دیوتا) کے پاس لوٹ گئی۔ کچھ گدھ یہ دیکھ کر کہ شیروں اور چیتوں سے بھرے جنگل میں بچی پڑی ہوتی ہے اس کے گرد جمع ہو گئے کہ اسے کسی ضرر سے بچا سکیں۔ (چنانچہ) گدھ مینکا کی بیٹی کی زندگی کے محافظ بن گئے تاکہ خونخوار جانوروں سے

۴۷۔ دریلئے مالینی (مالِنی MĀLINI) : 'مالینی' لفظ 'مالا' سے مشتق ہے۔ مالینی ایک اپسرا (آسمانی پری) کا نام بھی تھا جو دُرُون دیوتا کے بیٹے پُشکرا (PUBHKARA) کی بیٹی تھی۔

کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔ میں[۴۸] اشنان کرنے وہاں گیا تو میں نے
بچی کو وہاں پڑے دیکھا۔ وہ جنگل کی تنہائیوں میں پڑی تھی اور گدھ اسے
گھیرے ہوئے تھے۔ میں اسے یہاں لے آیا اور اپنی بیٹی بنا لیا۔
مذہبی کتابوں کے مطابق باپ تین طرح کے ہوتے ہیں، بدن بنانے
والا، زندگی کا محافظ اور خوراک بخشنے والا۔ چونکہ وہ بچی جنگل کی تنہائیوں
میں ملی تھی اور شکنت[۴۹] اسے گھیرے ہوئے تھے اس لئے اس کا نام
شکنتلا رکھ دیا گیا۔ اے برہمن جان لے کہ اس طرح شکنتلا میری بیٹی
بنی اور معصوم شکنتلا بھی مجھے اپنا باپ سمجھتی ہے۔"

شکنتلا نے (یہ سب کچھ سنا کر) دشینت سے مزید کہا۔
"اس طرح جب عظیم رشی (کنو سے میرے بارے میں) پوچھا گیا تو
اس نے میری پیدائش کا احوال سنایا۔ اے انسانوں کے حکمران (دشینت)
تجھے جان لینا چاہیئے کہ اس طرح (رشی) کنو کی بیٹی بنی۔ اپنے باپ کے
بارے میں مجھے کچھ پتہ نہیں، رشی کنو کو ہی اپنا باپ سمجھتی ہوں۔ اس
طرح اے راجہ میں نے تجھے وہ سب کچھ بتا دیا ہے جو میں نے اپنی
پیدائش کے بارے میں سنا ہے۔"

دشینت نے کہا۔

۴۸۔ میں (-) رشی کنو کی خود سے مراد ہے۔ رشی کنو دوسرے رشی کو شکنتلا کی پیدائش کے حالات سنا رہا ہے۔ یہ باتیں شکنتلا نے سن لی تھیں اور اب وہ رشی کنو کے حوالے سے یہی باتیں راجہ دشینت کو سنا رہی ہے۔

۴۹۔ شکنت (شکنت SHAKUNTA-SAKUNTA) ۔ شکنتلا کے لغلی معنی ہیں: "پرندوں نے جس کی حفاظت کی ہو۔"

"اے شہزادی! اے بابرکت خاتون! جو کچھ تو نے کہا ہے خوب کہا ہے
اے خوبصورت خاتون میری بیوی بن، مجھے بتا کہ (تیری خاطر) کیا
کروں۔ میں تجھے آج ہی مختلف ملکوں سے (خراج میں) آیا ہوا سونا
اور طلائی ہار، پوشاکیں، کانوں کی بالیاں، خوبصورت سفید موتی اور
ہیرے ـــــــــــ، طلائی مہریں اور عمدہ قالین پیش کرتا ہوں
میری ساری سلطنت کی مالک تو ہوگی۔ اے خوبصورت خاتون، میری
بیوی بن جا۔ اے حسین خاتون، اے شرمیلی دوشیزہ، اے مخروطی رانوں
والی حسینہ، مجھ سے گندھرو[۵] بیاہ کرلے، کیونکہ اس طرح کی شادی کو
بہترین کہا گیا ہے۔"

شکنتلا نے کہا:۔

"اے راجہ، میرا باپ پھل لانے آشرم سے باہر گیا ہوا ہے۔ مہربانی
کرکے کچھ انتظار کرلے وہ مجھے تیرے حوالے کردے گا۔"

دُشینت نے کہا:۔

"اے دلکش خاتون، اے بے داغ حسینہ، میں چاہتا ہوں کہ تو خود
ہی مجھے قبول کرلے۔ جان لے کہ میں تیرے لئے زندہ ہوں اور یہ
بھی جان لے کہ میرا دل مکمل طور پر تجھ میں اٹکا ہے۔ انسان یقیناً
اپنا دوست خود ہوتا ہے[۱۵]۔ انسان یقیناً اپنی ذات پر بھروسہ کرسکتا

۵۔ گندھرو بیاہ (گاندھرو۔ گندھرب GANDHARVA)۔ گندھروریت کے مطابق بیاہ۔ یعنی ایسا بیاہ جو
مرد اور عورت باہمی رضامندی سے کرسکتے تھے اور اس کے لئے کسی گواہ کی ضرورت بھی نہیں ہوتی تھی۔

۱۵۔ یعنی انسان اپنی بہتری کے بارے میں خود ہی فیصلہ کرسکتا ہے۔

ہے اچنانچہ، تجھے خود ہی اپنے آپ کو مرد کے حوالے کر دینا
چاہیئے۔ قانون کے مطابق آٹھ قسم کی شادیاں[۵۲۵] ہیں (یعنی) برہم، دائیو
ارش، پرجاپتیہ، اسُر، گندھرو، راکھش اور پشاچ۔ خود خلقی (برہما) دیوتا،
کے بیٹے منُو نے بتایا ہے کہ (بیاہ کی)، ان قسموں میں سے کون سی (شادی)
چاروں ذاتوں میں سے ہر ایک کے لئے مناسب ہے۔ اسے بے داغ
حسینہ جان لے کہ پہلی چاروں اقسام (کی شادیاں) برہمنوں کے لئے اور
پہلی چھ کشتریوں کے لئے مناسب ہیں۔ حکمران رکھش ریت کے مطابق
بھی بیاہ کر سکتے ہیں۔ اسُر ریت کے بیاہ کی ویشیوں اور شودروں کو
اجازت ہے۔ پہلی پانچ (قسموں) میں سے تین مناسب اور دو نامناسب
ہیں۔ پشاچ اور اسُر (بیاہ) کسی آدمی کو کبھی بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ
شاستروں[۵۲۶] کے احکام ہیں اور انسان کو ان کے مطابق عمل کرنا چاہیئے
گندھرو اور رکھش قسم (کے بیاہ) بھی کشتریوں کے لئے موزوں ہیں چنانچہ
تجھے ذرا بھی خوف نہیں کھانا چاہیئے۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے
کہ ان دونوں اقسام کے (بیاہ) میں سے کسی ایک قسم یا ان دونوں کی
مخلوط ریت کے مطابق شادی ہم دونوں کے لئے جائز ہے۔ اے
دلکش خاتون میری بھرپور خواہش ہے اور تیری بھی ہے۔ چنانچہ تجھے

۵۲۵۔ آٹھ قسم کی شادیاں:۔ (۱) برہم بیاہ (BRAHMA) (۲) دائیو بیاہ (DAIVA) (۳) ارش بیاہ (ARSH)
(۴) پرجاپتیہ بیاہ (PRAJAPATYA) (۵) اسُر بیاہ (ASURA) (۶) گندھرو بیاہ (گندھرب۔ GANDHARVA)
(۷) رکھش بیاہ (RKHASHA) اور (۸) پشاچ بیاہ (پیشاچ۔ PAISHACHA)۔

۵۲۶۔ شاستر:۔ قانون کی کتابیں۔ قانون کی مذہبی کتابیں۔ کتابیں۔

گندھرو ریت کے بیاہ کے مطابق میری بیوی بن جانا چاہیئے۔"

شکنتلا نے کہا:۔

"پرو نسل[۵۴] کے بہترین شخص، اگر شاستروں کا یہی فرمان ہے، اور اگر میں اپنا فیصلہ خود کرنے کی مختار ہوں تو پھر میری شرط ہے۔ یہاں ہم صرف دونوں ہی ہیں مجھ سے یہاں وعدہ کر کہ میرے بطن سے جو بیٹا پیدا ہوگا، وہ لازمی طور پر تیرے تخت و تاج کا وارث ہوگا۔ اے دشینت میں تجھ سے سچ کہتی ہوں کہ اگر ایسا ہو جائے تو ہم دونوں ایک ہو سکتے ہیں۔"

راجہ نے اس مطالبے پر غور کئے بغیر شکنتلا سے کہا۔

"اے دلکش مسکراہٹوں والی حسینہ ایسا ہی ہوگا[۵۵]۔ میں تو تجھے اپنے دارالحکومت بھی لے جاؤں گا۔ اے خوبصورت دوشیزہ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں تو اس سب کچھ کی حقدار ہے۔ جو کچھ تو نے کہا ہے میں اسے

۵۴۔ پرو نسل (پورو) :۔ پورو چندر مسی خاندان کا چھٹا راجہ تھا۔ وہ راجہ ججاتی (ویاتی) کا چھوٹا بیٹا تھا اور شرمشٹھا کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ پورو (PURU) اور اس کا بھائی یادو (یدو۔ جادو۔YADU) چندر مسی خاندان کی دو بڑی شاخوں کے بانی تھے۔ یادو (جادو) جاتی (دریاتی۔ ججاتی) کی دوسری بیوی دیو یانی (دیو جانی) کے بطن سے تھا۔ پورو کی اولاد پرو (پورو۔ PAURAVAS) کہلاتی تھی۔ اور اسی نسل میں کورو (KAURAVS) اور پانڈو (PANDAVS) پیدا ہوئے۔ یادو نسل میں کرشن پیدا ہوئے۔ پرو نسل کا پہلی مرتبہ ذکر رگ وید میں ملتا ہے۔ رگ وید میں مذکور یہ قبیلہ دریائے پروشنی (PARUSHINI) یعنی موجودہ راوی کے کنارے پر آباد تھا۔

۵۵۔ یعنی دشینت نے شکنتلا کے بیٹے کو اپنا جانشین بنانے کی شرط مان لی۔

پورا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر راجہ (دُشینت) نے دلکش چال ڈال دلفریب شکنتلا سے مناسب رسوم سے ساتھ بیاہ کر لیا اور اس (شکنتلا) نے اسے شوہر کے طور پر قبول کر لیا ـــــ وہ اس (شکنتلا) کو اپنے وعدے کا یقین دلا کر راجدھانی لوٹ گیا۔ اس (راجہ) نے شکنتلا سے کئی مرتبہ کہا۔

"میں تجھے لانے کے لئے چار قسم کے فوجی دستے بھیجوں گا اے دلفریب مسکراہٹوں والی حسینہ اس طرح میں تجھے اپوری تکریم اور عزت کے ساتھ) اپنے دارالحکومت بلاؤں گا۔"

اس (شکنتلا) سے یہ وعدہ کر کے راجہ چلا گیا۔ اپنی راجدھانی کی طرف جلتے ہوئے راجہ (دُشینت) کو کنو رشی کے بارے میں خیال آنے لگا۔ اس نے سوچا کہ جب عالی مقام رشی کنو سب کچھ سن لے گا۔ تو کیا کرے گا۔ راستے میں وہ یہی سوچتا راجدھانی پہنچ گیا۔

راجہ ابھی (وہاں سے) گیا ہی تھا کہ (رشی) کنو آشرم میں لوٹ آیا۔ مگر شکنتلا شرم کے مارے اپنے باپ کا استقبال کرنے (معمول کے مطابق) نہیں آئی۔ اس مہا رشی (کنو) نے اپنی روحانی دوربینی سے سب کچھ جان لیا۔ اس طرح ہر بات جان کر وہ رفیع الشان شخص (کنو) خوش ہو کر (شکنتلا) سے کہنے لگا۔

"دلپذیر بچی، تو نے (میری اجازت) کا انتظار کئے بغیر خفیہ طور پر جو کام کیا ہے اس سے تیری پاک دامنی مجروح نہیں ہوئی ہے۔ منتروں کے بغیر ہی رضامند عورت اور رضامند مرد کے مابین گندھرو بیاہ کشتری کے لئے بہترین بنایا گیا ہے۔ بہترین انسان دُشینت نیک خیالات اور ارفع روح کا مالک ہے۔ اے شکنتلا تو نے اس دُشینت کو اپنا خاوند مان لیا ہے۔ جس بیٹے کو تو جنم دے گی وہ اس دنیا میں طاقتور اور نامآور ہو گا۔ وہ سمندر سے گھری اس پوری دھرتی

پر اپنی عملداری قائم کرے گا جب (تیرا بیٹا)، راجاؤں کا راجہ
اپنے دشمنوں کے خلاف کوچ کرے گا تو کوئی مخالف بھی اس کی
فوج کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔''

پھر شکنتلا اپنے تھکے ماندے باپ (کنو رشی) کے پاس آئی اور اس کے پاؤں دھوئیے۔ اس نے اس (رشی) کے کاندھے سے بھاری بوجھ اتار لیا اور پھل مناسب طریقے پر رکھے۔ پھر وہ بولی:-

'' (اے پتا) میرے شوہر، بہترین انسان، راجہ دشینت پر اپنی نظر کرم کرے۔''

(رشی) کنو نے کہا:-

''من موہنی بیٹی! میں تیری خاطر اسے برکت دینے پر تیار ہوں لیکن
اے برکتوں والی کنیا تو مجھ سے ایسا عطیہ مانگ لے جس کی تو حقدار ہے''

یہ سن کر شکنتلا دشینت کی بھلائی کی خواہاں ہوئی۔ اس نے (اپنے باپ رشی کنو) سے یہ عطیہ طلب کیا کہ پَروبنسی راجہ ہمیشہ راستباز رہیں اور اپنے (تاج و) تخت سے کبھی محروم نہ ہوں۔

جب (راجہ) دشینت شکنتلا سے وعدے کر کے آشرم سے چلا گیا تو شکنتلا کے بطن سے بے اندازہ طاقت والا بیٹا پیدا ہوا۔ جب بچہ صرف تین مہینے کا تھا اس کی شان و شوکت شعلہ فگن آگ کی طرح درخشاں تھی۔ وہ بے حد خوبصورت، اولوالعزم اور تمام خوبیوں سے متصف تھا۔ اس بہترین نیک مل انسان، (رشی) کنو نے مذہبی کتابوں کے احکام مطابق اس ذہین لڑکے کی خاطر تمام رسوم انجام دیں۔ وہ دن بدن بڑا ہوتا گیا۔ اس لڑکے کو تیز، مضبوط اور موتی جیسے دانت ودیعت ہوئے تھے۔ وہ اتنا طاقتور تھا کہ شیروں کو ہلاک کر سکتا تھا۔ اس کی ہتھیلیوں پر خوش بختی کی تمام نشانیاں تھیں۔ ماتھا چوڑا تھا، خوبصورت اور طاقتور تھا۔ آسمانی بچے کی طرح وہ ہر روز بڑا ہوتا گیا۔

جب وہ چھ برس کا ہوا تو اتنا شہ زور تھا کہ شیروں، جنگلی سوروں، بھینسوں[۵۵۶] اور ہاتھیوں کو آشرم کے قریب درختوں سے باندھ دیتا، ان میں سے کچھ جنگلی جانوروں پر سواری کرتا، ان میں سے کسی کو پکڑ لیتا اور بعض اوقات کھیلنے کی غرض سے کچھ جانوروں کے پیچھے پیچھے بھاگتا کنو (رشی) کے آشرم میں رہنے والوں نے یہ تمام باتیں دیکھ کر) اس کا ایک نام رکھ دیا وہ کہنے لگے):-

"چوں کہ اس نے تمام درندوں کو مطیع کر لیا ہے اس لئے اسے
سرودمن[۵۵۷] (SARVADAMANA) کے نام سے پکارا جائے۔"

اسی طرح راجکمار سرودمن کہلانے لگا کیونکہ بہت طاقتور تھا، توانائی سے متصف تھا۔ لڑکے کے غیر معمولی کام دیکھ کر رشی (کنو) نے شکنتلا سے کہا کہ اب اسے ولی عہد کا منصب ملنا چاہیے لڑکے کی بے پناہ طاقت دیکھ کر (رشی) کنو نے اپنے چیلوں سے کہا:-

"شکنتلا کو اس کے بیٹے سمیت اس آشرم سے اس کے شوہر کے گھر
لے جاؤ۔ عورتوں کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ اپنے
باپ یا ماں کے رشتے داروں کے ہاں رہیں۔ اس طرح رہنے سے
ان کی نیک نامی، چلن اور خوبی (نیکی) پر حرف آتا ہے، چنانچہ اسے
بلا تاخیر اس کے شوہر کے گھر لے جاؤ۔"

کنو کے وہ بہت درخشاں چیلے ایسا ہی کرنے کا وعدہ کر کے شکنتلا اور اس کے بیٹے کے ساتھ ہستناپور[۵۵۸] شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ دلکش ابرو والی حسین (شکنتلا) ملکوتی حسن والے اپنے نین کنول

۵۵۶۔ بھینسوں:- بھینسے۔ جمع کا صیغہ۔

۵۵۷۔ سرودمن:- سرودمن کے معنی ہیں "سب کو قابو پانے والا۔ سب پر جبر کرنے والا۔"

۵۵۸۔ ہستناپور (HASTINAPUR):- اس شہر کے آثار دہلی سے تقریباً ستاون میل دور شمال مشرق میں دریافت ہو چکے ہیں۔ ہندو روایات کے مطابق یہ کوروؤں کا دارالحکومت تھا۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بیٹے کو لے کر اس جنگل سے چلی گئی جہاں وہ پہلی مرتبہ دُشینت سے ملی تھی۔ اطلاع کرا کر وہ صبح کے سورج نورانی بیٹے کو لئے شاہی دربار میں داخل ہو گئی۔ اسے راجہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ رشی (کنو) کے چیلوں نے راجہ کو سارا ماجرا کہہ سنایا اور آشرم لوٹ گئے۔ شکنتلا راجہ کے سامنے تعظیم بجا لائی اور بولی:۔

" اے راجہ، یہ تیرا بیٹا ہے۔ اسے ولی عہد قرار دے۔ اے راجہ، دیوتا
کی مانند یہ لڑکا تیرے (نطفے) سے میرے بطن سے پیدا ہوا ہے
اے بہترین انسان، تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اب اسے پورا کر
اے عالی وقار انسان، وہ وعدہ یاد کر جو تو نے کنو (رشی) کے آشرم
میں ہماری شادی کے وقت کیا تھا "

اس شکنتلا کی باتیں سن کر راجہ کو سب کچھ یاد آ گیا۔ لیکن اس نے کہا:۔

" مجھے کچھ یاد نہیں۔ او بد قماش تپسوی عورت تیرا تعلق کس سے ہے؟
مجھے تو یاد نہیں کہ دھرم[۵۹]، ارتھ[۶۰] یا کام[۶۱] کے مطابق میرا کوئی تعلق کبھی
تجھ سے رہا ہو۔ چلی جا یا ٹھہر جا، یا جو جی چاہے کر۔"

یہ سن کر خوبصورت تپسوی خاتون (شکنتلا) پر ندامت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ صدمے سے وہ سن ہو گئی اور لکڑی کے کھمبے کی طرح کھڑی کی کھڑی رہ گئی —— اس (شکنتلا) کی آنکھیں (غصے سے) تانبے کی طرح لال ہو گئیں۔ ہونٹ کپکپانے لگے، اس نے راجہ پر اپنی غضبناک نظریں ڈالیں جیسے اسے بھسم کر دے گی۔ اس نے بڑی کوششوں سے امڈتے طیش اور اپنی تپسیا کی بھڑکتی آگ پر قابو پایا۔ پل بھر میں اس نے اپنے خیالات کو مجتمع کیا اور صدمے اور غصے سے

(باقی حاشیہ گذشتہ صفحہ پر)۔ مقامی روایات میں اس شہر کا نام اب بھی ملتا ہے۔

ص۵۹ ص۶۰ ص۶۱۔ دھرم، ارتھ، کام :۔ مذہب، قانون کی کتاب اور عشق۔ دُشینت کے شکنتلا سے یہ کہا ہے کہ مذہبی، قانونی یا محبت کی بنا پر شکنتلا سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہا۔

شوہر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی :۔

" اے عظیم راجہ! تو ہر بات جانتے ہوئے بھی کمینے اور گھٹیا آدمی کی طرح کیسے کہہ سکتا ہے کہ تجھے کچھ پتہ ہی نہیں؟ میری باتوں کی سچائی یا جھوٹ کا گواہ تیرا دل ہے، چنانچہ سچ بول اور خود کو حقیر مت بنا۔ جس شخص کے ذہن میں کچھ ہوتا ہے مگر دوسروں کے سامنے وہ ظاہر کچھ اور کرتا ہے وہ اپنی ہی چوری کرتا ہے، خود کو ہی لوٹتا ہے۔ کون سا جرم ہے جو وہ کر نہ گزرے؟ تیرا خیال ہے کہ جو کچھ تو نے کیا وہ بس تجھے ہی معلوم ہے مگر کیا تجھے پتہ نہیں کہ ہمہ بیں عظیم ہستی تیرے دل میں رہتی ہے، اسے تیرے سارے گناہوں کا علم ہے اور تو اس کی موجودگی میں گناہ کرتا ہے۔ آدمی گناہ کرتے ہوئے سمجھتا ہے کہ کوئی نہیں دیکھ رہا۔ مگر اسے ساکنانِ فلک[۱۲۵] اور معبود دیکھتا ہے جو ہر وقت دل میں رہتا ہے۔ سورج، چاند، ہوا، آگ، زمین، آسمان، پانی، دل، موت، دن، رات، صبح اور شام اور دھرم سب انسان کا ہر فعل دیکھتے ہیں۔ "

وشوامتر کا بیٹا یم[۱۲۶] اس شخص کے گناہوں کا حساب نہیں لیتا جس کے سارے اعمال کا شاہد دیوتا خوش رہتا ہے۔ مگر گناہ گار کو، جس سے عظیم دیوتا خوش نہیں ہوتا، یم (دیوتا)، اس کی بداعمالیوں کی بنا پر سزا دیتا ہے۔ خود کو جھوٹے روپ میں پیش کرنے والا شخص خود کو ذلیل کر لیتا ہے، اس پر دیوتاؤں کا فضل نہیں ہوتا، حتیٰ کہ اپنی روح کی بھی

۱۲۵۔ ساکنانِ فلک :۔ آسمانی دیوتا۔

۱۲۶۔ یم :۔ موت کا دیوتا۔

برکت اسے نصیب نہیں ہوتی۔
میں اپنی مرضی سے آئی ہوں لیکن اپنے شوہر کی وفادار ہوں۔ میری توہین مت کر، میں تیری بیوی ہوں اور باعزت برتاؤ کی مستحق ہوں تو ان سب لوگوں کے سامنے میرے ساتھ کسی معمولی عورت کا سا سلوک کیوں کر رہا ہے؟
میں یقیناً کسی ویرانے میں پکار نہیں کر رہی ہوں۔ کیا تو میری نہیں سنتا اے دُشینت میں تجھ سے جو کچھ کہہ رہی ہوں اگر تو وہ نہیں کرتا تو آج تیرے سر کے ایک ہزار ٹکڑے ہو جائیں گے۔ پرانے زمانے کے عالموں کا کہنا ہے کہ شوہر بیوی کے رحم میں داخل ہو کر بیٹے کی حیثیت سے پیدا ہوتا ہے۔ بیوی اسی لئے جایا کہلاتی ہے۔ دانا شخص کے ہاں پیدا ہونے والا بیٹا اپنے متوفی اجداد کی روحوں کو نجات دلاتا ہے چونکہ وہ اپنے بزرگوں کو پُت نامی جہنم سے بچاتا ہے اس لئے خود خلاق (برہما دیوتا) نے اسے پُتر کہا ہے ـــــ بیٹے کی پیدائش سے انسان دنیا کو فتح کر لیتا ہے۔ پوتے کی پیدائش سے وہ ابدیت کا لطف حاصل کرتا ہے۔ پڑدادا کو پڑپوتے کی پیدائش سے ابدی خوشی ملتی ہے۔ نیک گھریلو بیوی ہی صحیح معنوں میں بیوی ہوتی ہے۔ سچی بیوی وہی ہوتی ہے جس کا دل اپنے شوہر کے لئے وقف ہوتا ہے۔ آدمی کا آدھا بدن اس کی بیوی ہوتی ہے۔ بیوی اپنے شوہر کی بہترین دوست ہوتی ہے۔ بیوی دھرم، ارتھ اور کام کا سرچشمہ ہوتی ہے۔ بیوی نجات ہوتی ہے۔ مذہبی رسمیں وہی ادا کر سکتے ہیں جن کی بیویاں ہوں۔ گھریلو زندگی وہی بسر کرتے ہیں جن کی بیویاں ہوں۔ بیویوں

والے مسرور ہو سکتے ہیں اور بیویوں والے خوش بختی حاصل کر سکتے ہیں۔ پُرمسرت موقعوں پر شیریں زبان بیویاں اپنے شوہروں کی دوست ہوتی ہیں۔ مذہبی رسوم کی ادائیگی کے وقت وہ باپ کی طرح ہوتی ہیں۔ بیماری اور مصیبت میں بیویاں ماں کی طرح ہوتی ہیں۔ گھنے جنگل میں بھٹکنے والا شوہر بھی بیوی سے فرحت اور دلجوئی پاتا ہے۔ جس کی بیوی ہوتی ہے، سب اس پر بھروسہ کرتے ہیں۔ چنانچہ بیوی مرد کی نجات کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ جب شوہر اس کو چھوڑ کر یم (دیوتا) کی مملکت میں جاتا ہے تو صرف وفادار بیوی ہی اس کے ساتھ وہاں جاتی ہے۔[۱۶۵] پہلے چلی جانے والی[۱۶۶] بیوی اپنے شوہر کی روح کا انتظار کرتی ہے اور اگر شوہر پہلے چلا جائے تو پاکدامن بیوی بھی جلد ہی اس کے پیچھے چلی جاتی ہے۔ اے راجہ انہی اسباب کی بنا پر (اس دنیا میں) شادی کا چلن موجود ہے۔ شوہر اس دنیا اور دوسری دنیا میں اپنی بیوی کی رفاقت سے محظوظ ہوتا ہے۔ عالموں نے کہا ہے کہ خود انسان بھی اپنے بیٹے کی حیثیت سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے جس آدمی کی بیوی سے بیٹا پیدا ہو وہ مرد اس (بیوی) کو اپنی ماں کی طرح جانے۔ بیوی کے بطن سے پیدا ہونے والے بیٹے کے چہرے میں آدمی (باپ) اپنا ہی چہرہ نظر آتا ہے۔ جیسے وہ آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ رہا ہو۔ وہ سورگ (جنت) پا لیتے

ح۱۶۵۔ رسم ستی کی طرف اشارہ ہے، یعنی شوہر کے مرنے کے بعد بیوی بھی اس کے ساتھ جل مرتی تھی (ستی میں خوشی سے جل مرنے اور جبراً جل جانے کو کس حد تک دخل تھا یہ الگ بات ہے)۔

ح۱۶۶۔ پہلے چلی جانے والی بیوی: یعنی شوہر سے پہلے وفات پانے والی بیوی۔

والے نیک آدمی کی طرح خوشی محسوس کرتا ہے۔ ذہنی ملال یا بیماری سے ستائے ہوئے لوگ بیوی سے اسی طرح تسکین پاتے ہیں جیسے گرمی سے پریشان شخص ٹھنڈے (پانی کے) غسل سے۔ کسی آدمی کو غصے کے عالم میں بھی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جو اس کی بیوی کو پسند نہ ہو کیونکہ خوشی، مسرت، نیکی اور ہر بات کا انحصار بیوی پہ ہوتا ہے۔ بیوی مقدس دھرتی ہوتی ہے جس سے شوہر دوبارہ جنم لیتا ہے۔

باپ کے لئے وہی وقت سب سے زیادہ مسرت بخش ہو سکتا ہے جب خاک اور گندگی تک میں تھرتھراتا بیٹا دوڑ کر اس کے پاس آئے اور اپنے (ننھے منے) بازو اس (باپ) کے گرد حمائل کر دے — تو اپنے اس بیٹے سے بے گانگی کیوں برت رہا ہے جو آپ چل کر تیرے پاس آیا ہے اور جو حسرت بھری نظروں سے تجھے دیکھ رہا ہے چیونٹیاں بھی اپنے بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہیں اور اپنے انڈے ضائع نہیں کرتیں تو پھر تو خدا ترسی کے اصول جانتے ہوئے بھی خود اپنے بیٹے کا سہارا کیوں نہیں بنتا؟ صندل کے آمیزے کا لیپ بھی اتنا خوشگوار نہیں ہوتا جتنا کہ آغوش میں سمائے ہوئے کسی کے اپنے شیرخوار بیٹے کا لمس۔ جس طرح دوپاؤں[۲۷] والوں میں برہمن جس طرح چوپایوں میں گائے اور جس طرح تمام برتر انسانوں میں استاد افضل ہے اسی طرح بیٹے کو چھونا سب سے زیادہ مسرت بخش ہوتا ہے۔ اس خوبصورت بیٹے کو اپنی گود میں لے لے تاکہ یہ تیرا بدن محسوس کرے۔ دنیا میں

۲۷۔ دوپاؤں والے: نوع انسان سے مراد ہے۔

بیٹے کے لمس سے زیادہ خوشگوار اور کوئی چیز نہیں ۔ اور دشمنوں کا
تعاقب کرنے والے اے عظیم راجہ، میں نے تیری اداسی دور کرنے
والے اس لڑکے کو تین برس مکمل ہونے پر جنم دیا ہے۔ اے پرنیل
کے ملک، جب میں بچہ جننے کو تھی تو آسمان سے یہ آواز آئی: —
"یہ (بچہ) گھوڑوں کی ایک سو قربانیاں کرے گا — لوگ اپنے
گھروں سے دور جاتے ہیں تو دوسرے لوگوں کے بیٹوں کو اپنی گود میں
لے لیتے ہیں، ان کے سروں کو سونگھ کر بہت خوش ہوتے ہیں۔
تجھے پتہ ہے کہ بچے کی پیدائش کی سالگرہ پر یہ ویدی منتر پڑھتے ہیں:
"تو میرے بدن سے پیدا ہوا ہے، تو میرے دل سے نمودار ہوا
ہے۔ اپنے بیٹے کی صورت میں میں خود ہوں۔ سو برس زندہ رہ!
میری زندگی کا انحصار تجھ پر ہے چنانچہ سو برس تک ہنسی خوشی
زندہ رہ!"

یہ (لڑکا) تیرے بدن سے ظہور میں آتا ہے۔ یہ دوسرا وجود ہے،
تجھ سے ہی پیدا ہوا ہے۔ اپنے ہی وجود کو اپنے بیٹے کے وجود
میں دیکھ گویا تو جھیل کے شفاف پانی میں اپنی ہی شبیہہ دیکھ رہا
ہو — جس طرح قربانی کی آگ سے گھریلو آگ جلائی جاتی ہے
اسی طرح یہ (تیرا بیٹا) تجھ سے پیدا ہوا ہے۔ گو تیرا وجود ایک ہے
مگر اب تو دو حصوں میں بٹ گیا ہے۔

اے راجہ، جب میں کنواری تھی اور اپنے باپ کے آشرم میں تھی
تو تو شکار کھیلتا مجھ تک پہنچا تھا۔ تمام اپسراؤں میں چھ سب سے
زیادہ ممتاز ہیں اور یہ ہیں اُروشی، پُروچیت، سہجنی، مینکا، وسواچی

اور گھر یتی۔ ان میں بھی برہمن زادی (اپسرا) مینکا، سب سے افضل ہے۔ وہ (مینکا) آسمان سے زمین پر آئی اور (رشی) وشوامتر کے ملاپ سے مجھے جنم دیا۔ میں ہمالہ کی ایک وادی میں اپسرا مینکا مجھے وہاں چھوڑ کر چلی گئی جیسے میں کسی اور کی اولاد تھی۔ میں نے گزرے زمانے میں اپنے کسی اور جنم میں ایسا کونسا گناہ کیا تھا کہ میرے والدین نے شیر خوارگی کے عالم میں مجھے پھینک دیا تھا؟ اور اب تو مجھے دھتکارا رہا ہے۔ تجھ سے ٹھکرائے جانے کے بعد واپس آشرم جانے کو تیار ہوں مگر تو اس بچے کو تو الگ نہ کر جو تیرا اپنا بیٹا ہے۔

دُشینت نے کہا:

"اے شکنتلا۔ مجھے نہیں معلوم کہ تیرے بطن سے یہ بچہ میرے نطفے سے پیدا ہوا ہے۔ عورتیں عام طور پر جھوٹ بولا کرتی ہیں۔ تیری باتوں کا یقین کون کرے گا؟ شہوت پرست مینکا تیری ماں ہے، وہ محبت اور شفقت سے عاری ہے اس نے تجھے ہمالہ کی ایک وادی میں یوں پھینک دیا جیسے دیوتاؤں کے لئے چڑھائے جانے والے پھولوں کو بعد میں پھینک دیا جاتا ہے۔ تیرا باپ وشوامتر بھی شہوت پرست تھا اور شفقت کے ہر جذبے سے عاری تھا، وہ کشتری نسل سے تھا مگر اس نے برہمن بننے کی خواہش کی، لیکن (اگر تو کہتی ہے) کہ مینکا اپسراؤں میں اور وشوامتر رشیوں میں سب سے افضل ہیں تو پھر ان کی بیٹی ہو کر بھی تو عیاش عورت کی طرح کیوں باتیں کرتی ہے؟ تیری باتیں ناقابلِ اعتبار ہیں۔ کیا تجھے ایسی باتیں کرتے شرم نہیں آتی۔ خصوصاً میرے سامنے۔ اے بدکار تپسوی عورت جا چلی جا۔ وہ عظیم

رشیوں میں برترین رشی (دشوامتر) اور ممتاز ترین اپسرا مینکا اب کہاں ہے؟

تیرا یہ بیٹا بہت بڑا ہے اور بہت طاقتور معلوم ہوتا ہے اتنے مختصر سے وقت میں یہ سال (کے درخت) کی طرح کیسے بڑھ گیا؟ تو بہت پنچ عورت ہے۔ بات بھی بدکار عورت کی طرح کرتی ہے۔ مینکا کے پیٹ میں تیرا وجود شہوت پرستی کی بنا پر ٹھہرا تھا۔ اے تپسوی عورت جو کچھ تو کہہ رہی ہے اس کے بارے میں مجھے کچھ بھی پتہ نہیں ہے جہاں تیرا جی چاہے چلی جا۔"

شکنتلا نے کہا۔

"اے راجہ، تجھے دوسروں کے رائی جتنے عیب تو نظر آتے ہیں مگر تجھے اپنی ولوا پھل جتنی بڑی غلطیاں دکھائی نہیں دیتیں۔ مینکا آسمان کی باسی ہے (بلکہ) مینکا تو ساکنانِ فلک میں سب سے افضل مانی جاتی ہے۔ اے دشینت پیدائشی لحاظ سے میں تجھ سے افضل ہوں۔ اے عظیم راجہ تو دھرتی پر چلتا ہے مگر میں آسمان پر گھومتی ہوں۔ جان لے کہ میرے اور تیرے درمیان فرق میرو پہاڑ اور رائی کے بیچ جتنا ہے۔ اے راجہ جان لے کہ میں اندر (دیوتا)، کوویرا (دیوتا)، یم (دیوتا) اور ورون (دیوتا) کی مملکتوں میں جا سکتی ہوں۔ اے بے خطا شخص میں تجھے ایک کہاوت سناتی ہوں مگر کسی بری نیت سے نہیں بلکہ صرف مثال کے طور پر سنا رہی ہوں۔ اس لئے مجھے یہ سنانے پر معاف کر دینا۔ بدصورت آدمی جب تک آئینے میں اپنا منہ نہیں دیکھ لیتا خود کو دوسروں سے زیادہ خوبصورت سمجھتا ہے لیکن جب وہ

آئینے میں اپنا منہ دیکھ لیتا ہے تبھی اسے اپنے اور دوسروں میں فرق معلوم ہوتا ہے، جو شخص واقعی بہت خوبصورت ہوتا ہے دوسروں کو کبھی طعنہ نہیں دیتا ــــ جو دوسروں کو بہت زیادہ بدنام کرتا ہے اسے تو دشنام طراز ہی کہا جاتا ہے۔ جس طرح خنزیر پھولوں کے باغ میں بھی غلاظت اور گندگی ہی تلاش کرتا ہے۔ اسی طرح بدعمال شخص اپنی بدطینتی کی وجہ سے دوسروں کی اچھی باتوں سے بھی برائی کا پہلو ہی نکالتا ہے مگر جس طرح ہنس ہمیشہ دودھ ہی نکالتا ہے خواہ پانی میں ملا ہوا ہو، اسی طرح دانا آدمی اچھائی اور برائی پر مبنی (کسی کی) بات کا صرف اچھا پہلو قبول کرتا ہے۔

راستباز لوگ دوسروں کی برائی کرتے ہوئے ہمیشہ دکھ محسوس کرتے ہیں۔ دیانتدار لوگ بزرگوں[۱۹] کی عزت کر کے ہمیشہ خوش ہوتے ہیں مگر بے وقوف تو انہیں گالیاں دے کر مسرور ہوتے ہیں۔ دیانتدار اس بات سے خوش ہوتے ہیں کہ دوسروں کی عیب جوئی نہ کریں برا آدمی راستبازوں کی ہمیشہ برائی کرتا ہے لیکن دیانتدار بدقماش (لوگوں) کو کبھی نقصان نہیں پہنچاتے خواہ وہ انہیں ضرر پہنچانے ہی ہوں۔ دنیا میں اس سے زیادہ نامعقول بات اور کیا ہوگی کہ بدفطرت (لوگ) حقیقی معنوں میں دیانتداروں کو برا بتائیں۔ ملحد بھی راستی اور نیکی ترک کرنے والوں سے یوں ڈرتے ہیں جیسے سب لوگ مہلک زہر .. والے سانپوں سے خائف رہتے ہیں، جب ملحد کا یہ معاملہ ہے تو پھر میں اپنی کیا بات کروں جو ملحد نہیں ہے جو

ص ۱۹۔ بزرگ: اچھے اور نیک لوگوں سے مراد ہے۔

آدمی اپنی صورت پیدا کیے ہوئے اپنے بیٹے کی دیکھ بھال نہیں کرتا اسے اوپر کی دنیا کبھی نہیں ملتی۔ ساکنان فلک اس کی خوش بختی اور دولت ختم کر دیتے ہیں۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ بیٹا نسل جاری رکھتا ہے اور اپنوں کا سہارا بنتا ہے چنانچہ بیٹا پیدا کرنا سب سے بڑی نیکی ہے، اس لئے تو اپنے اس بیٹے کو مت چھوڑ۔ منو نے بارہ طرح کے بیٹے بتائے ہیں۔ وہ جو اپنی ہی بیوی کے بطن سے پیدا ہوئے ہوں، وہ جو دوسروں سے لئے گئے ہوں، وہ جو قیمتاً خریدے گئے ہوں، وہ جنہیں شفقت کی بنا پر پالا پوسا گیا ہو اور وہ جو دوسری عورتوں سے پیدا ہوتے ہوں۔

بیٹوں سے مذہب اور لوگوں کے کارہائے نمایاں کو تقویت ملتی ہے۔ اپنے بیٹے کو چھوڑنا تیرے لئے مناسب نہیں۔ اے دھرتی کے راجہ! اپنے اس بیٹے کی پرورش کر، خود اپنی اور سچائی اور نیکی کی پرورش کر، اے بہترین راجہ، اس معاملے میں ریاکاری سے کام مت لے۔ ایک تالاب وقف کر دینا سو کنووں سے زیادہ قابلِ تعریف ہوتا ہے تالاب وقف کرنے سے ایک قربانی (کی رسم) ادا کرنا زیادہ بہتر ہے لیکن بیٹے کا حصول قربانی کی رسموں کی ادائیگی سے زیادہ پسندیدہ ہے اور سچائی ایک سو بیٹوں کی پیدائش سے بڑھ کر قابلِ تحسین ہے۔ اگر گھوڑوں کی ایک سو قربانیوں اور سچائی کا وزن کیا جائے تو سچائی گھوڑوں کی ایک سو قربانیوں کے مقابلے میں زیادہ وزنی نکلے گی اے راجہ! میں تجھے بتاؤں کہ سچائی تمام ویدوں کے پڑھنے اور سارے تیرتھ یاتراؤں میں اشنان کرنے کے برابر ہے۔ سچائی کے برابر کوئی نیکی نہیں

(اور اس دنیا میں) سچائی سے افضل کوئی چیز نہیں اور جھوٹ سے بڑھ
کر کوئی گناہ نہیں۔ اے راجہ، سچائی عظیم برہما کی مانند) ہے، سچائی
عظیم ہے۔ چنانچہ اے راجہ، اپنا عہد مت توڑ۔ سچائی کا اونچا ہمیشہ
میل رہنا چاہیئے۔
تاہم اگر تو جھوٹ کی راہ اپناتا ہے اور تجھے میری باتوں کا کوئی اعتبار
نہیں تو میں اپنی مرضی سے یہاں سے چلی جاؤں گی۔ تیری رفاقت
کی آئندہ کوئی تمنا نہیں۔ لیکن اے دُشینت (اس بات کا یقین کر
لے) کہ جب تو مر جائے گا تو میرا یہ بیٹا چاروں سمندروں میں گھری اُور
شاہ کوہسار (ہمالیہ) سے آراستہ روئے زمین پر حکومت کرے گا۔"

راجہ سے یہ سب کچھ کہہ کر شکنتلا جانے کے لئے مڑ گئی۔ اسی وقت آسمان سے ایک آواز
آئی۔ یہ اس کی آواز تھی جس کی ظاہری کوئی شکل نہیں ہے۔ آواز دشینت سے مخاطب تھی
جو اپنے وزیروں، پروہتوں اور رِتوِک، میں گھرا بیٹھا تھا۔ آواز نے کہا:
"اے دشینت، ماں تو صرف گوشت کا خول ہوتی ہے (جس کے اندر
بیٹا رہتا ہے)۔ باپ سے پیدا ہونے والا بیٹا خود باپ ہوتا ہے
اس لئے اپنے بیٹے کی پرورش کر اور شکنتلا کی بے عزتی مت کر۔
اے بہترین انسان، کسی کا پیدا کرنے والا اپنا بیٹا اس (باپ) کو یم
(دیوتا) کی مملکت سے بچاتا ہے۔ تو اس بیٹے کا باپ ہے شکنتلا
نے سچ کہا ہے۔ شوہر اپنے بدن کو دو حصوں میں تقسیم کر لیتا ہے اور
اپنی بیوی کے بطن سے بیٹے کی حیثیت سے پیدا ہوتا ہے۔
اے راجہ دُشینت، شکنتلا سے جنم لینے والے اپنے اس بیٹے

ہ - رِتوِک (RITWIKAS) ہ

کی پرورش کر۔ اپنے بیٹے سے لاتعلق ہو کر زندگی گزارنا بڑی بدقسمتی
کی بات ہے۔ چنانچہ اے پَرَو (پورو) نسل کے راجہ! شکنتلا سے
پیدا ہونے والے اس ارفع بیٹے کی پرورش کر۔ جب تو ہمارے
کہنے سے اس بچے کی پرورش کرے گا تیرا یہ بیٹا بھرت کے نام سے
مشہور ہوگا۔"

ساکنانِ فلک کی یہ باتیں سن کر پَرَو (پورو) نسل کا راجہ (دشینت) بہت خوش ہوا۔ اس نے
اپنے وزیروں اور پروہتوں سے کہا:

"تم سب نے آسمان کے پیغامبر کی یہ باتیں سنیں۔ میں جانتا ہوں
کہ یہ لڑکا میرا بیٹا ہے۔ اگر میں شکنتلا کے کہنے سے اسے اپنا بیٹا
تسلیم کر لیتا۔ تو میری رعایا مشکوک ہو جاتی اور میرے بیٹے کو بھی
جائز (اولاد) نہ سمجھا جاتا۔"

راجہ انتہائی مسرور تھا کیونکہ اس کے بیٹے کی پیدائش آسمانی پیغامبر کی وجہ سے جائز ثابت
ہو گئی تھی۔ پھر اس (راجہ) نے خوشی خوشی وہ تمام رسوم ادا کیں جو کسی باپ کو بیٹے کے لئے
ادا کرنی چاہئیں۔ اس نے اپنے بیٹے کا سر سونگھا، اس نے اسے پیار سے آغوش لپٹا لیا۔
برہمنوں نے اسے دعائیں دیں اور بھاٹ اس کے قصیدے گانے لگے۔ راجہ نے وہ
بے پناہ خوشی محسوس کی جو انسان اپنے بیٹے کے لمس سے محسوس کرتا ہے۔ دشینت نے
اپنی بیوی شکنتلا کو تمام تر عزت اور پیار دیا، اسے محبت سے تسلی دیتے ہوئے پیار سے
کہنے لگا:

"اے خاتون! تیرے ساتھ میرا ملاپ خفیہ طور پر ہوا تھا۔ کسی کو اس کے
بارے میں پتہ نہیں تھا۔ چنانچہ قدرتاً لوگ یہی سوچتے کہ ہم صرف
شہوت پرستی کی بنا پر ملے تھے اور یہ کہ ہمارا شوہر اور بیوی کا تعلق

نہیں تھا۔ اس بیٹے کو میرا ولی عہد مقرر کیا جاتا تو لوگ اسے ناجائز
اولاد سمجھتے۔ چنانچہ میں سوچ رہا تھا کہ تیری پاکدامنی بہترین طریقے
پر کیسے ثابت کی جائے ——— اے محبوب ترین! اے خوبصورت
آنکھوں والی خاتون، تو نے غصے میں جو کچھ کہا میں نے معاف کر دیا
ہے۔ تو میری محبوبہ ہے۔"

اپنی محبوب ملکہ (شکنتلا) سے یہ باتیں کر کے دانا راجہ دُشینت نے اسے خوشبوئیں اور کھانے پینے کی چیزیں پیش کیں۔ راجہ دُشینت نے شکنتلا کے بیٹے کو اپنا ولی عہد بنا دیا اور اس کا نام بھرت رکھا۔ اس دن سے بھرت ساکنانِ فلک (دیوتاؤں) کے رتھ کی طرح ناقابلِ تسخیر، مشہور اور چمکدار پہیوں والے اپنے رتھ سے پوری دنیا کو روندتا رہتا اور دنیا اس (رتھ) کی گڑگڑاہٹ سے گونجتی رہتی۔

دُشینت کے بیٹے (بھرت) نے دنیا کے سارے حکمرانوں کو مطیع کر لیا۔ اس نے رعایا پر نیک دلی کے ساتھ حکومت کی اور بہت شہرت پائی۔ وہ راجہ (بھرت) چکرورتی سَروَبھوم کے نام سے مشہور ہوا۔ اس نے ماروتوں کے آقا اندر دیوتا کے لئے کئی طرح کی قربانیاں کیں۔ ان قربانیوں میں رشی کنو مہا پروہت کے فرائض انجام دیتا تھا۔ برہمنوں کے لئے بہت نذر نیاز پیش کی جاتی۔ خوش قسمت راجہ نے گائے اور گھوڑے دونوں طرح کی قربانیاں پیش کیں۔ بھرت نے رشی کنو کو قربانی ادا کرنے کے معاوضے کے طور پر ایک ہزار طلائی سکے دیئے۔ اس سے عظیم نسل بھرت چلی۔ اس کے بعد پیدا ہونے والے سارے راجہ اس کے نام پر (بھرت) کہلاتے ہیں اور اس بھرت نسل میں دیوتاؤں کی مانند بہت طاقتور بہترین راجہ پیدا ہوئے۔

OO

ھ ۔ ماروت (مَرُت) ۔ ہواؤں کے دیوتا۔

نَل دمَینتی

کہانی)

ابتدائیہ | راجہ نَل (NALA) اور اس کی رانی دَمینتی / دَم یَنتی - (DAMAYANT) کی کہانی ہندوؤں کی مشہور رزمیہ (EPIC) مہابھارت (MAHABHARATA) کے بَن پَرب (VANA PARVA) کے باب، نلوپاکھ یان پَرب (NALOPĀKHYĀNA PARVA) میں آئی ہے بَن پَرب، مہابھارت کی تیسری کتاب ہے۔ پَرب (PARVA) سے مراد کتاب لی جا سکتی ہے۔ ایسی کتاب، یا حصہ جس کا موضوع دوسرے حصے سے جداگانہ ہوتا ہے۔

دو لاکھ بیس ہزار مصرعوں پر مبنی دنیا کی یہ سب سے ضخیم رزمیہ مہابھارت اٹھارہ پَرب، یعنی اٹھارہ کتابوں، کا مجموعہ ہے۔ ان اٹھارہ پَربوں، (کتابوں۔ حصوں) کی تفصیل اسطرح ہے۔

آدپرب۔ ادی پرب ... ADI PARVA

سبھا پرب ... SABHA PARVA

بَن پَرب ... VANA PARVA

براٹ پَرب (وراٹ پرب) ... VIRATA PARVA

اُدیوگ پرب ... UDYOGA PARVA

بھیشم پرب ... BHISHMA PARVA

دُرون پرب ... DRONA PARVA

کَرن پرب ... KARNA PARVA

شَل پرب ... ṢALYA PARVA

سَوپتِک پرب ... SAUPTIKA PARVA

استری پرب ... STRI PARVA

شانتی پرب .... SHANTI PARVA

انوشاسن پرب .... ANUSHĀSANA PARVA

اشومیدھیکا پرب (اشومیدھ پرب) ASHWAMEDHIKA PARVA

آشرم باس پرب (آشرم باسِک) -- ASHRAMAVĀSIKA PARVA

موسل پرب .... MAUSALA PARVA

مہا پراستھانک پرب ...... MAHĀPRASTHĀNIKA PARVA

سورگا روہن پرب .... SVARGĀROHANA

قدامت | مہابھارت، کی تخلیق اور تحریری قدامت پر تفصیل سے بات تو میں "پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش کا قدیم ادب" میں کروں گا۔ یہاں بس اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ اس کی تخلیقی قدامت کئی صدیوں پر پھیلی ہوتی ہے اسی طرح تحریری قدامت بھی ــــ موجودہ مہابھارت سے ملتا جلتا نسخہ ۲۰۰ ق م سے لے کر ۲۰۰ء تک یا پھر ۳۰۰ ق م سے لے کر ۳۰۰ء کے بین بین مرتب کیا گیا تھا۔ اس طرح نل دمینتی کی کہانی زیادہ سے زیادہ کوئی دو ہزار برس قدیم قرار پا سکتی ہے ــــ لیکن یہاں میں ایک اہم نکتہ پیش کرنا چاہوں گا کہ اس کہانی میں پُرانوں (PURANAS) کا بھی ذکر ہے۔ پُران ۲۵۰ء سے لے کر ۱۵۵۰ء تک تخلیق و تصنیف ہوتے رہے اور سب سے قدیم پُران مارکنڈیہ پُران ہے۔ اس طرح یہ کہانی گویا زیادہ سے زیادہ ساڑھے سترہ سو برس قدیم ہے لیکن کہانی میں پُران کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے گویا "نل دمینتی" کی کہانی کی تخلیق اس وقت ہوئی جب ایک سے زیادہ پُران لکھے جا چکے تھے چنانچہ کہانی کی تخلیق کے وقت سارے پُران نہیں تو کچھ ضرور ہی وجود میں آ چکے تھے۔ اس لئے یہ حتمی دعویٰ ہرگز نہیں کیا جا سکتا کہ زیرِ نظر کہانی ساڑھے سترہ سو برس قبل تخلیق ہو چکی تھی۔ محتاط رویہ اختیار کرتے ہوئے بس یہی کہا جا سکتا ہے

کہ نل دمینتی، کی یہ کہانی پہلے پران کی تصنیف (۲۵۰ء) سے لے کر آخری پران کی تصنیف (۱۵۵۰ء) کے بین بین یعنی اب سے کوئی سترہ سو بیس برس قبل سے لے کر چار سو تیس برس قبل کے درمیان کسی بھی وقت تخلیق ہو کر مہابھارت میں شامل کی گئی۔ اس طرح یہ زیادہ سے زیادہ ۱۷۳۸ برس پہلے اور کم از کم چار سو تیس برس قبل تخلیق و تحریر ہوئی۔

یہ کہانی برہدشو (درہدشو - برہدسو - VRIHADASHWA) نامی رشی نے پانڈو کل کے سربراہ یُدھشٹر (YUDHISHTHIRA) کو سنائی اور کہانی سنانے کا پس منظر مہابھارت میں ہی نل دمینتی کی اصل کہانی سے پہلے یوں آیا ہے کہ:۔

جب پانچوں پانڈو بھائی کوروؤں کے ہاتھوں سلطنت جوئے میں ہار کر جنگلوں میں پوشیدہ مارے مارے پھر رہے تھے تو ایک دن پانچوں بھائیوں میں سب سے شہ زور بھیم نے اپنے سب سے بڑے بھائی یدھشٹر پر زور دیا کہ جنگلوں سے نکل کر وہ کوروؤں سے لڑیں، انہیں قتل کریں اور حکومت سنبھال لیں جنگل نوردی سے جھلائے ہوئے بھیم نے یدھشٹر سے صاف صاف یہ بھی کہہ دیا کہ یہ سب مصیبتیں ان پر یدھشٹر کی قمار بازی سے عشق کی بنا پر آئی ہیں کہ وہ کوروؤں سے جوا کھیلا اور ہار گیا۔ مگر یدھشٹر نے بھیم کو یہ کہہ کر تسلی دینا چاہی کہ بس اب تیرہ برس کے بن باس میں سے صرف ایک سال کی تو بات اور رہ گئی ہے، صبر کیا جائے ابھی وہ بھائی کو سمجھا ہی رہا تھا کہ برہدشو (درہدشو) نامی ایک عظیم رشی وہاں آنکلا۔ یدھشٹر نے اس کی مدارات کی اور اس کے سامنے بیٹھ کر رشی کو آپ بیتی سنائی کہ کس طرح وہ بدنہاد کوروؤں کے ہاتھوں جوئے میں ہارا اور سلطنت تک سے ہاتھ دھو بیٹھا اور انہوں

نے بارہ برس کے لئے ان پانچوں بھائیوں کو خوفناک جنگلوں میں جلاوطن کر دیا آخر میں یدھشٹر نے برہدشو رشی پوچھا کہ کیا ان نے کبھی روئے زمین پر ایسا کوئی حکمران سنا یا دیکھا ہے جو خود اس (یدھشٹر) کی طرح مصیبت زدہ ہو۔ اس (یدھشٹر) کے خیال میں خود اس سے زیادہ دکھوں کا مارا ہوا شخص دنیا میں اور کوئی نہیں ہے ۔۔۔۔ برہدشو نے یدھشٹر سے کہا کہ وہ ایک ایسے راجہ کی کہانی سناتا ہے جو کہ (یدھشٹر) سے بھی کہیں زیادہ آفت زدہ تھا۔

یدھشٹر نے اس سے یہ کہانی سنانے کی فرمائش کی۔ برہدشو نے یدھشٹر سے کہا کہ نشدھ کا ایک مشہور حکمران ویرسین تھا۔ اس کا نل نامی ایک بیٹا تھا۔ وہ مذہب پرست تھا اور مال و دولت حاصل کرنا جانتا تھا ہم نے سنا ہے کہ اس راجہ (نل) کو پشکر نے دھوکے سے جوئے میں ہرا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے مصیبت میں گرفتاریوں ہونا پڑا کہ اپنی بیوی کے ساتھ رہنا پڑا۔ جنگل میں نہ تو اسے نوکر چاکر نصیب تھے اور نہ رتھ اور رتھبان، اس کے ساتھ کوئی بھائی کوئی دوست نہیں تھا۔ لیکن تو (یدھشٹر) اپنے جنگجو بھائیوں کے ساتھ ہے جو آسمانی مخلوق کی مانند ہیں۔ تیرے ساتھ تو دو مرتبہ جنم لینے والے برہمن بھی ہیں جو تیرے لئے خود برہما دیوتا کی طرح ہیں چنانچہ اے راجہ (یدھشٹر) تجھے تو آہ و فغاں نہیں کرنی چاہیئے۔

یدھشٹر نے رشی برہدشو سے کہا۔" اے بہترین کہانی کار میں اس شاندار راجہ نل کا ماجرا تفصیل سے سننے کا بہت خواہش مند ہوں چنانچہ مجھے سنا۔ اس کے جواب میں برہدشو نے اسے نل دمینتی کی کہانی

سنائی۔

مبارک کہانی اہلِ ہنود کا عقیدہ تھا اور آج بھی ہے اور اسی عقیدے کی تعلیم مہابھارت میں دی گئی ہے کہ نل، دمینتی، کرکوٹک ناگ اور نیک سیرت راجہ رِتو پرن کی اس کہانی کو پڑھنے سے باطل اور برائیاں مغلوب ہو جاتی ہیں۔ اس کے پڑھنے اور سننے والے پر کالی شیطان اپنا اثر نہیں ڈال سکتا۔ وہ کبھی مصیبت اور دکھ میں مبتلا نہیں ہوتے۔ سننے والوں کو یہ کہانی تسکین بخشتی ہے، سارے دکھ بھول جاتے ہیں، ان کی تمام خواہشیں پوری ہو جاتی ہیں انہیں دولت ملتی ہے، یہ کہانی بار بار پڑھنے والوں کو بدبختی کبھی چھو نہیں سکتی، تمام کوششیں اور مرادیں بر آتی ہیں۔ اور شہرت اس کے قدم چومتی ہے۔ وہ بیٹے اور پوتا پوتی کھلاتے ہیں انہیں مویشی، اونچا مرتبہ، صحت اور مسرت ملتی ہے۔

ترجمہ میں نے اس کہانی کو ازسرِ نو بیان (RETOLD) کر کے اسے زبان و بیان کے لحاظ سے خوبصورت اور دلکش بنانے کی قطعاً کوئی کوشش نہیں کی۔ اس کا ترجمہ کرتے وقت راقم الحروف نے ایسے انگریزی تراجم پیشِ نظر رکھے جو کہانی کے لفظی ترجمے پر مبنی ہیں۔ دراصل میں چاہتا یہ تھا کہ قدیم کہانی نویسوں کے غیر مانوس طرزِ تکلم، اکثر مقامات پر ناگوار لفظی تکرارات اور الفاظ کی تکرار اور سپاٹ سے انداز بیان کو ممکنہ حد تک برقرار رکھا جائے تاکہ یہ سب کچھ آج کے قاری کے سامنے آجائے۔

نل دمینتی کی اس کہانی کو اردو میں منتقل کرتے وقت اس کے متعدد انگریزی تراجم راقم الحروف نے پیشِ نظر رکھے۔ مگر مہابھارت کے مندرجہ ذیل دو مکمل ترجمے خصوصی طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

(1) THE MAHABHARATA

(TRANSLATED LITERALLY FROM THE ORIGINAL SANSKRIT TEXT)

BY MANMATHA NATH DUTT.

CALCUTTA — 1895

(2) "THE MAHABHARATA"

TRANSLATED INTO ENGLISH PROSE

BY PRATĀP CHANDRA PROSE

CHLCUTTA — 1889

ان کے علاوہ مختلف دوسرے انگریزی ترجموں میں سے بھی استفادہ کیا جن میں ڈی، کے راگھوردکا ترجمہ (بمبئی ۱۹۲۳) نسبتاً زیادہ قابلِ ذکر ہے۔

نِشدھ
NISHADHA

اس کہانی میں نِشدھ (NISHADHA) نامی ایک ریاست کا ذکر بھی بار بار آتا ہے۔ اور نِشدھ یا نِشادھ (NISHADHAS — NISHĀDHA) نامی نسل انسانی کا بھی۔ نِشدھ ایک نسل بھی تھی اور وسطی بھارت (مدھیہ پردیش) کے جنوب مشرق میں نِشدھ نام کی ایک ریاست بھی تھی۔ جوناگڑھ کے ایک کتبے کے مطابق رُودردامن (RUDRADĀMAN) نامی ایک راجہ نے مشرقی اور مغربی مالوہ کے ساتھ "نِشدھ" نامی علاقہ فتح کرلیا تھا۔ ایک خیال کے مطابق نِشدھ کا علاقہ جنوبی بھارت میں برار کے علاقے میں یا اس کے آس پاس کہیں تھا۔

نِشدھ (NISHADHAS) قدیم ترین نسل کے لوگ تھے اور خیال ہے کہ یہ حبشی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ مارگریٹ اور جیمز نے اس سلسلے میں بڑی دلچسپ بات کی ہے کہ نِشدھاؤں کے آباؤاجداد غالباً اس دور سے تعلق رکھتے تھے جب ابھی براعظم افریقہ

اور برِصغیر پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت پر مشتمل ایشیائی ملاقے ملے ہوئے تھے اور ابھی الگ الگ نہیں ہوئے تھے۔ چونکہ نشدھ چند ایک آسٹریلوی قبائل سے مشابہ تھے اس لئے انہیں "پروٹو۔ آسٹرالائیڈز یا آسٹرکس (PROTO-AUSTRALOIDS OR AUSTRICS" کہا جاتا ہے ــــــ دراوڑوں نے جب قبضہ جمانا اور پھیلنا شروع کیا تو نشدھاؤں (NISHADHAS) کو رفتہ رفتہ پہاڑوں، جنگلوں اور دور دراز کے حصوں میں بھگا دیا۔ رہی سہی کسر آریاؤں نے پوری کر دی۔

بہر حال یہ متفقہ طور پر طے ہے کہ نشدھ نسل کے لوگ غیر آریائی تھے اور بہت قدیم لوگ تھے۔ بعض اوقات تمام غیر آریائی قبیلوں پر لفظ نشدھ کا اطلاق کر دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ نشدھاؤں کا نسلی لحاظ سے بھیل نسل کے لوگوں (BHILS) سے کوئی تعلق نہیں تھا ــــــ منو کی ایک روایت کے مطابق نشدھ ایک برہمن کی شودر بیوی کی اولاد سے تھے۔ اس عورت کے بطن سے نشدھ نامی لڑکا پیدا ہوا اور اسی کی نسل پھیلتی پھولتی چلی گئی۔

نشدھ نسل کے لوگوں (نشدھاؤں ــ NISADHAS) کے بارے میں ایک دلچسپ روایت یہ ملتی ہے کہ ون (VENA) نامی ایک راجہ اپنی رعایا اور رشیوں پر بڑے ظلم ڈھاتا تھا۔ رشیوں نے جادو کی مدد سے کُوشا (کُوسا KUSHA - KUSA) گھاس کے تیز کناروں سے وَن کو مار ڈالا۔ وَن لاولد تھا۔ رشیوں نے اس کا جانشین پیدا کرنے کے لئے جادوئی منتر پھونک کر مردہ راجہ وَن کی دائیں ران میں شگاف دیا (یا اسے مَلا)۔ ران سے فوراً ہی ایک بونا سا بچہ نمودار ہوا جو جلی ہوئی لکڑی کی طرح سیاہ تھا۔ اس کی ناک موٹی، آنکھیں خون کی طرح سرخ اور بال کالے تھے۔ راجہ وَن کے اسی ناٹے قد کے بیٹے کی اولاد نشدھ اور دوسرے وحشی قبائل تھے جو کوہ وندھیاچل کے جنگلوں میں رہتے تھے۔

کہانی

نَل ایک دلیر راجہ تھا۔ وہ ویرسین کا بیٹا تھا اور تمام پسندیدہ ہُنروں[1] سے متصف تھا طاقتور اور خوبصورت تھا گھوڑوں کے بارے میں علم پر پوری طرح حاوی تھا۔ وہ آسمان کے باسیوں[2] کے حکمراں[3] کی مانند دھرتی کے تمام راجاؤں کا سربراہ تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی شان و شوکت آفتاب سے لگا کھاتی تھی۔ وہ نِسَدھاؤں[4] کا حکمراں تھا۔ برہمنوں کا بہی خواہ۔ ویدوں کا عالم اور مردانگی اور شجاعت کا حامل تھا۔ راست گو مگر قمار بازی کا رسیا تھا۔ اس کے پاس پوری ایک اَکشوہِنی[5] فوج تھی۔ مرد اور عورتیں اس سے پیار کرتی تھیں اس کی روح

ح ۱:۔ تمام پسندیدہ ہنر:۔ پسندیدہ ہنروں سے مراد میرے خیال میں ان چوسٹھ علوم اور کمالات سے ہے جو راجہ کو آنا ضروری تھے۔

ح ۲:۔ آسمان کے باسی:۔ دیوی دیوتا وغیرہ۔

ح ۳:۔ آسمان کے باسیوں کا حکمراں:۔ اندر دیوتا۔

ح ۴:۔ نسدھاؤں (NISHADHAS):۔ نِشدھ[3] ایک نسل بھی تھی اور ایک ریاست کا نام بھی نسدھ تھا۔ نشدھا اور نشدھاؤں یعنی نِسَدھ نسل کے لوگوں کے بارے میں تفصیل اس کہانی کے ابتدائیہ میں دے دی گئی ہے۔ (حاشیہ ح ۵۔ اگلے صفحہ پر دیکھیں)۔

ارفع تھی اور جذبات پر پورا پورا قابو تھا۔ سب کا پشت پناہ اور بہترین تیر انداز تھا۔ وہ تو خود منو ھ۶ جیسا تھا۔

اس (نل) کی طرح ودربھاؤں ھ۷ (ودربھوں) کا بھی ایک راجہ تھا جس کا نام بھیم تھا جنگجو بے پناہ قوی، سارے کمالات سے متصف۔ رعایا اس سے محبت کرتی تھی۔ مگر ان تمام خوبیوں کے باوجود وہ اولاد سے محروم تھا۔ اس نے اولاد کے حصول کے لئے انتہائی کوشش کر ڈالی۔ ایک دن دمن (DAMANA) نامی ایک برہم رشی ھ۸ اس (بھیم) کے پاس آیا۔ اولاد کے خواہاں، نیک دل بھیم نے اپنی بیوی کے ساتھ اس عالی مقام رشی (دمن) کا احترام اور عزت کے ساتھ استقبال کیا اور نذرانے پیش کئے۔ دمن رشی نے خوش ہو کر یہ پیشگی عطیہ (بردان۔ وردان ۹) دیا کہ راجہ بھیم اور اس کی رانی کے ہاں ہیرے جیسی (آب و تاب والی) ایک بیٹی اور فراخدل اور شہرت

ھ۵ ۔ اکشوہنی (اکشونی AKSHAUHINI) : اکشوہنی (اکشونی) سنسکرت کا لفظ ہے۔ ایک اکشوہنی لشکر ایک لاکھ نو ہزار تین سو پچاس پیدل، پینسٹھ ہزار چھ سو دس سواروں، اکیس ہزار آٹھ سو ستر جنگی رتھوں اور ستائیس ہزار آٹھ سو ستر ہاتھیوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ اتنے جنگی رتھوں کی تعداد کسی ایک راجہ کے زیر علم ہونا مجھے یقیناً مبالغہ آرائی لگتا ہے۔ ھ۶ ۔ منو (MANU) : منو کے بارے میں تفصیل 'تعارف' میں دی جا چکی ہے۔ بہر حال یہاں مراد پہلے منو سویم بھو (سوایمبھو - SWĀYAM- BHUIA) سے ہے۔ عام ہندو خیال کے مطابق چودہ منو ہو گذرے ہیں۔ ھ۷ ۔ ودربھاؤں (VIDARBHAS - VIDHARVAS) : ریاست ودربھ (VIDRBHAS) راجہ نل کی ریاست نشدھ کی ہمسایہ ریاست تھی۔ ودربھ کے لوگوں کو ودربھ اور ودربھاؤں (VIDRABHAS) اس کہانی میں کہا گیا ہے۔ ھ۸ ۔ برہم رشی (BRAHMA RISHI) : برہم رشی تعداد میں زیادہ سے زیادہ پندرہ اور عام خیال کے مطابق آٹھ نو اور سات ہیں اور یہ سپت رشی (سات رشی) بھی کہلاتے ہیں۔ 'برہم رشی' ذات کے برہمن ہیں جو برہمنوں کی مختلف گوتوں کے بانی ہیں اور یہ برہما دیوتا کی مملکت میں رہتے ہیں۔ تفصیل 'تعارف' میں 'سپت رشی' کے عنوان کے تحت دیکھی جا سکتی ہے۔

پلنے والے تین بیٹے پیدا ہوں گے۔ بیٹی اور تینوں بیٹیوں کے نام دمینتی (DAMAYANT) دَم (DAMA)، دانت (DANTA) اور عالی مرتبہ و مشہور دمن (DAMANA) تھے۔ تینوں (بیٹے) ساری خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کی قوت انتہائی خوفناک اور دہشت ناک تھی۔

پتلی کمر والی دمینتی اپنے حسن، تابانی، نیک نامی، خوش بختی اور دلربائی کے سبب ساری دنیا میں مشہور ہو گئی۔ اور جب وہ بلوغت کو پہنچی تو زیوروں سے سجی سینکڑوں اور سینکڑوں کنیزیں اور خواصیں اس کی حاضری میں یوں رہتیں جیسے وہ (دمینتی) خود ساچی[9] ہو۔ راجہ بھیم کی داغ داغ خدوخال والی بیٹی (دمینتی) سارے گہنے زیب تن کئے اپنی باندیوں میں گھری یوں لگتی جیسے بادلوں میں خیرہ کن کوندتی بجلی۔ لمبی لمبی آنکھوں والی دوشیزہ (دمینتی) سری[10] کی طرح حسین تھی۔ ساکنانِ فلک[11] اور یکشاؤں[12] میں کوئی اس (دمینتی) جیسا دلآویز نہیں تھا۔ کبھی دیکھنے اور سننے میں نہیں آیا کہ اس سے پہلے کوئی انسان دمینتی جتنا دلکش پیدا ہوا ہو۔ اس خوش بدن کنواری کو دیکھ کر دیوتاؤں تک کے دل مسرور ہو جاتے تھے[13]۔ اور انسانوں کے اس تیرنل کا بھی تینوں دنیاؤں[14] میں کوئی جواب نہیں تھا۔ کیونکہ وہ اتنا ہی جمیل اور وجیہہ تھا جتنا اپنی مجسم صورت میں

ح۹۔ ساچی (سچی۔ SACHI): ملکۂ فلک۔ اندر دیوتا کی بیوی کا نام۔

ح۱۰۔ سری (دیوی۔ SARI): محبت اور حسن و عشق کی دیوی لکشمی کا نام۔ وہ وشنو دیوتا کی بیوی تھی لکشمی یا سری دیوی کے بارے میں تفصیل تعارف میں دیکھی جا سکتی ہے۔

ح۱۱۔ ساکنانِ فلک: دیوی دیوتا وغیرہ۔

ح۱۲۔ یکش (یکشاؤں۔ YAKSHAS): فوق الفطرت ہستیاں۔ دولت کے دیوتا کوویر (کوبیر۔ KUVERA) کے خدام۔ ان کے بارے میں تفصیل میں دے دی گئی۔

ح۱۳۔ مان متھ ناتھ دت نے اس فقرے کا ترجمہ انگریزی میں یوں دیا ہے۔ "درحقیقت اس دوشیزہ کو دیکھ کر انتہائی فرحت ہوتی تھی، اور وہ آسمان کے ساکنوں سے زیادہ خوبرو تھی۔"

ح۱۴۔ تینوں دنیائیں: ترلوک (آسمان، زمین اور پاتال)۔

کندرپ[۵۱۵] (دیوتا) ۔
(ملنے والیاں) پسندیدگی اور تحیر کے جذبات سے متاثر ہو کر اس (دمینتی) کے سامنے نل کی مدح سرائی کرتیں اور (ملنے والے) نشدھاؤں (نشدھ ہوں) کے حکمران نل کے سامنے دمینتی کی تعریفیں کرتے ۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا نہیں تھا مگر بار بار تعریفیں سن کر دونوں ایک دوسرے کی (ان دیکھی) محبت میں گرفتار ہو گئے اور اس باہمی محبت کی شدت بڑھتی گئی نل اپنے سینے میں اس محبت کے ہاتھوں بے بس ہو گیا اور بیشتر وقت (اپنے محل کے) اندرونی حصوں سے متصل باغ میں تنہا گزار دیتا ۔ (ایک دن) وہاں اس نے درختوں میں کچھ ہنس پھرتے دیکھے ۔ ان کے پر سنہری تھے ۔ اس نے ایک ہنس کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیا ۔ اس فلک گشت[۵۱۶] نے نل سے کہا :۔

" اے راجہ ! تجھے چاہیئے کہ مجھے ہلاک نہ کرے ۔ میں تیرے لئے ایک ایسا کام کروں گا جو مجھے پسند آئے گا ۔ میں دمینتی کے سامنے تیرا ذکر اس طرح کروں گا کہ وہ تیرے سوائے اور کسی کو اپنا شوہر) بنانے کی خواہش کبھی نہیں کرے گی "

یہ سن کر راجہ (نل) نے ہنس کو چھوڑ دیا ۔ ان ہنسوں نے اپنے پر پھیلائے اور ودربھ دیس کی جانب پرواز کر گئے ۔ ودربھاؤں کے شہر پہنچ کر پرندے (ہنس) آسمان سے) دمینتی کے پاس نیچے زمین پر جا اترے ۔ دمینتی نے بھی انہیں دیکھا ۔ دمینتی کے ساتھ اس کی باندیاں بھی تھیں ۔ ان غیر معمولی خوبصورت ہنسوں کو دیکھ کر دمینتی بہت خوش ہوئی ۔ اسے تمنا ہوئی کہ ان افلاک گشتوں کو فوراً ہی پکڑ لے ۔ ہنس خوش اندا موں کے اس جھرمٹ کے آگے آگے خوبصورت درختوں میں ہر طرف بھاگ نکلے اور وہ دوشیزائیں ان کے پیچھے پیچھے تھیں ۔ ایک ہنس کے پیچھے ایک دوڑ رہی تھی ۔ دمینتی جس ہنس کی تعاقب کناں تھی وہ اسے دوڑاتا ہوا باغ کے

---

۵۱۵ : ۔ کندرپ (KANDARAPA) : محبت کے دیوتا کام دیو ، کا ایک نام ۔

۵۱۶ : ۔ فلک گشت ، یعنی آسمان پر اڑنے والے ۔ کہانی کی اصل سنسکرت عبارت میں یہاں 'ہنس' کا لفظ
(باقی اگلے صفحہ پر)

ایک تنہا گوشے میں سے گیا اور انسانی آوازمیں اس سے کہنے لگا۔

"اے دمینتی! نل نشدھاؤں کا راجہ ہے۔ وہ اشونِ[۱۷] کی طرح شکیل ہے اور انسانوں میں اس کا کوئی ہم سر نہیں۔ وہ مجسم کندرپ کی طرح جمیل ہے۔ اے خوش رنگ (دمینتی)، اے تپل کمر والی اگر تو اس کی بیوی بن جائے تو تیرے وجود اور تیری سندرتا کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ بے شک ہم نے آسمان کے باسی بھی دیکھے اور گندھریوں[۱۸] اور انسانوں اور ناگوں[۱۹] اور راکششوں[۲۰] کو بھی دیکھا، مگر اس (نل) جیسا کوئی

استعمال نہیں ہوا۔ بلکہ ایسا لفظ آیا ہے جس کے معنی 'فلک گشت' کے ہیں۔ بہرحال فلک گشت سے مرد ہنسوں سے ہے

ص۱۷۔ اشون (اسون - ASHWINS) : اشوں کے معنی ہیں "مردانِ اسپ - شہسوار گھوڑے کے آدمی"۔ ایک روایت کے مطابق رگ وید میں مذکور یہ دونوں جڑواں بھائی دیوتا ایک اپسرا کے بیٹے ہیں اور ان کا باپ 'سوریہ' دیوتا (سورج) ہے۔ یہ اپسرا، گھوڑی کی شکل اختیار کرکے چھپ گئی تھی، چنانچہ وہ اشونی (ASWINI) کہلائی اور یوں ان دونو بھائیوں کا نام 'اشون' (اسون - جمع کا صیغہ) پڑا 'اسو' کے معنی گھوڑے کے ہیں۔ انہیں سورج کے بیٹے بھی مانا جاتا ہے اور آسمان کے بھی ——— یہ ہمیشہ نوجوان اور خوبصورت رہتے ہیں، ان کے کئی روپ ہیں، بدن نورانی ہے اور سونے جیسی آب و تاب کے حامل ہیں، شاہین کی طرح صبا رفتار ہیں۔ طلائی رتھ میں سواری کرتے ہیں جسے گھوڑے یا پرندے کھینچتے ہیں۔

ص۱۸۔ گندھرب (گندھرو - GANDHARVAS) : آسمانی مغنی۔ تفصیل 'تعارف' میں دیکھی جا سکتی ہے۔

ص۱۹۔ ناگ (ناگا - NAGAS) ناگ نسل - اساطیری لحاظ سے نیم مقدس مخلوق جس کا چہرہ انسانی اور دُم سانپ کی سی ہے۔ لمبی گردن کالے ناگ جیسی ہوتی ہے۔

ص۲۰۔ راکشس - (RĀKSHASA) : بھوت شیطانی ارواح، عفریت۔ ان میں سے کچھ یکتاؤں کی مانند ہوتے ہیں اور دیوتاؤں کے دشمن ہیں۔ عام طور پر انہیں ایسے عفریت اور رتیا میں سمجھا (باقی اگلے صفحہ پر)

نہیں دیکھا۔ جس طرح تو کنوری ماہ پاراؤں میں ہیرا ہے اسی
طرح نل لڑکوں میں یکتا ہے۔ لاثانی کا لاثانی سے ملاپ کتنا
خوش آئند ہے۔"

ہنس کی باتیں سن کر دمینتی نے اس سے کہا۔

"تو یہی باتیں نل سے بھی کرنا۔"

انڈوں سے[۲۱۵] بچے نکالنے والا ودربھ کی بیٹی سے یہ کہہ کر کہ — ایسا ہی ہوگا — نشدھاؤں کے دیس پلٹ گیا اور ہر بات نل کو کہہ سناتی — ہنس کی باتیں سننے کے بعد سے دمینتی کا سارا ذہنی سکون نل کی وجہ سے جاتا رہا۔ وہ اکثر ٹھنڈی سانسیں بھرتی۔ بہت ہی مضطرب اور اداس رہنے لگی، دُبلی ہوگئی، چہرہ پیلا پڑ گیا۔ استغراق کے عالم میں ہمیشہ اُوپر (آسمان) کو تکتی رہتی یوں لگتی جیسے کوئی سودائی۔ اس کے دل پر محبت کے دیوتا کا قبضہ ہو گیا تھا۔ رنگ اجڑ گیا، دلخوش کن مشاغل سے کوئی رغبت نہیں رہی اور نہ ہی سونے اور بیٹھنے سے۔ وہ نہ دن کو لیٹتی تھی اور نہ رات کو۔ ہر وقت روتی اور "ہائے"، "افسوس" جیسے المیہ الفاظ ادا کرتی رہتی۔ دمینتی کی کنیزوں نے اس کی یہ حالت اور پریشانی دیکھ کر اس کی بیماری کا معاملہ اشاروں کنایوں میں ودربھ کے راجہ (بھیم) کے گوش گزار کر دیا۔

دمینتی کی کنیزوں سے یہ سب کچھ سن کر راجہ بھیم نے بیٹی کے معاملے پر سنجیدگی سے توجہ دی۔ وہ خود سے کہنے لگا — کیا وجہ ہے کہ میری بیٹی اب اتنی بیمار نظر آتی ہے؟ —

جاتا ہے جو شمشانوں میں پھرتے ہیں، دیوتاؤں کو پیش کی جانے والی قربانیوں میں حائل ہوتے ہیں۔ انسانوں کو کھا جاتے ہیں۔ نوع انسانی کو ہر طرح مصیبتوں میں مبتلا کرتے ہیں۔

۲۱۵۔ "انڈوں سے بچے نکالنے والا"۔ (بیضہ کش) ہنس کو انڈوں سے بچے نکالنے والا کہا گیا ہے یعنی پرندہ)

پھر وہ خود ہی اس نتیجے پر پہنچا کہ چونکہ اس کی بیٹی بالغ ہو گئی ہے اس لئے اس کا فرض ہے کہ دمینتی کے سویمبر[۲۲] کا انتظام کرے۔ (پھر) راجہ بھیم نے پیغام بھیج کر دھرتی کے تمام حکمرانوں کو مدعو کیا کہ اے سورماؤ جان لو دمینتی کا سویمبر ہونے کو ہے۔"

دمینتی کے سویمبر کی اطلاع پاتے ہی تمام بادشاہ، دھرتی کے حکمران بھیم کی دعوت قبول کر کے اس کے پاس پہنچے۔ ان کے رتھوں کی گڑگڑاہٹ۔ ان کے ہاتھیوں کی چنگھاڑوں اور ان کے گھوڑوں کے ہنہنانے سے زمین گونج گئی۔ دھرتی کے وہ عالی مقام حکمران زیوروں اور دلفریب ہاروں سے مزین اپنے خوبصورت فوجی دستوں کے ساتھ آئے تھے۔ دیر راجہ بھیم نے انتہائی موزوں تحائف پیش کرتے ہوئے ان کا استقبال کیا۔ باعزت خیر مقدم کے بعد وہ راجہ (بھیم کے شہر میں) اپنی اپنی قیام گاہوں پر چلے گئے۔

اس موقعہ پر آسمانی رشیوں میں سب سے افضل، عالی مرتبت اور دانا دو رشی نارد اور پربت گھومتے پھرتے اندر (دیوتا) کے ملک میں پہنچ گئے اور لافانیوں کے حکمران (اندر) کے محل میں داخل ہو گئے بڑے احترام کے ساتھ ان کا استقبال کیا گیا۔ رفیع الشان گھوت[۲۳] نے مناسب تکریم بجا لا کر ان کی خیر خیریت اور تمام معاملات میں سکھ چین کے بارے میں پوچھا۔ نارد رشی نے جواب دیا۔

"اے مالک! ساکنِ فلک! ہم ہر طرح مطمئن اور پرسکون ہیں
اور اے گھوت، ذی وقار اسی طرح پوری دنیا کی مخلوق[۲۴] سکھ
چین سے ہے۔"

۲۲۔ سویمبر (سویموَر):۔ لڑکی کی پسند کی شادی تفصیل تعارف میں دی جا چکی ہے۔

۲۳۔ گھوت:۔ اندر دیوتا کا ایک نام۔

۲۴۔ پوری دنیا کی مخلوق:۔ پرتاپ لاتے نے پوری دنیا کی مخلوق، کی بجائے "پوری دنیا کے فرمانروا" ترجمہ کیا ہے

ص۲۵ و ص۲۵ - ب

نارد کی باتیں سن کر 'بل' اور ورتر کو ہلاک کرنے والے اندر دیوتا نے پوچھا۔ -
"وہ جنگجو کشتری کہاں ہیں؟ مجھے وہ نظر کیوں نہیں آتے؟ وہ اب

ص۲۵ - ۹ - 'بل' (وَل - VALA) :- ایک عفریت - رگ وید میں 'وِرتر' کے ساتھ اس 'بل' کا نام بھی آتا ہے - 'بل' (وَل) کو ویدی دور میں اندر دیوتا نے قتل کر دیا تھا) ایک غیر آریائی قبیلے کے سردار کا نام اس غیر آریائی قبیلے کو 'رگ وید' میں پانی (پَنی - PANIS) کہا گیا ہے اور آریہ غیر آریائی قدیم پاکستانیوں کو نفرت وحقارت سے داسیو (DASYUS)، اَسُور (ASURAS)، دیتیا (دیتیا - DAITYAS) اور دانو (DĀNAVAS) کہتے رہے - یہ غیر آریائی قبائل آریاؤں کے مویشی اڑا لے جاتے تھے - آبی گزرگاہوں اور دریاؤں وغیرہ پر بند باندھتے تھے - برہمنوں کی قربانیوں کو درہم برہم کرتے تھے اور بہت ہوشیار و چالاک تھے اسی لئے ان غیر آریائی لوگوں کو اکثر 'عفریت' کہا گیا ہے -

ص۲۵ - ب - ورترا (VRITRA) :- رگ وید میں 'بل' کے ساتھ ساتھ اکثر 'ورتر' کا بھی ذکر آتا ہے - اسے 'ورترا سُور' (VRITRĀSURA) بھی کہا جاتا ہے - ویدوں کی رو سے ورتر تاریکی، خشک سالی اور ناسازگار موسم کا عفریت تھا جو بادلوں پر قبضہ کر لیتا تھا - اندر نے اسے قتل کر کے بادلوں کو رہائی دلائی تاکہ پانی برسے - اندر کی اس سے مسلسل جنگ رہتی تھی ——— ورترا منشار کا نمائندہ اور زبردست اژدہا تھا ——— ایک خیال کے مطابق ورترا دراصل ابتدا میں برف اور موسم سرما کا عفریت تھا جس کے چنگل سے پانی کو ہر سال رہا کرانا ضروری تھا - چنانچہ رگ وید اندر اور ورتر سے متعلق جو اسطورہ آئی ہے وہ پاکستان میں نہیں بلکہ کسی بہت ہی سرد ملک میں تخلیق ہوئی تھی ——— اندر کو پیدا ہوتے ہی ورتر کے خلاف جنگ لڑنا پڑ گئی - ورتر نے بادلوں کی گائیں قید کر لیں اور دنیا میں قحط سالی اور تاریکی چھا گئی - اندر نے ورتر کو قتل کر کے گائیں یعنی بارش برسانے والے بادل رہا کرائے - ورتر کے مرتے ہی شدید بارش ہوئیں اور اس کی لاش کو بہا کر ازلی و ابدی سیاہ سمندر میں لے گئیں -

ص۲۶ - اندر دیوتا کو حیرت اس بات پر تھی کہ آخر آج کل زمین پر لڑائیاں کیوں نہیں ہو رہیں اور راجہ رباؤ کے مقرب

میرے پاس کیوں نہیں آتے[۲۶] ؟ وہ تو میرے سب سے محبوب
مہمان ہیں۔ وہ دھرتی کے راستباز حکمران ہیں۔ وہ زندگی کی
تمام خواہشات سے بے نیاز ہو کر جنگ کرتے ہیں اور جب
ان کی (موت) کا وقت آ گیا تو ہتھیاروں سے مرتے ہیں۔ میدان
جنگ سے کبھی فرار اختیار نہیں کرتے۔ (میری) یہ سرزمین ہمیشہ
ہمیشہ کے لئے ان کی خاطر مخصوص ہے اور ان کی تمام خواہشیں
یہاں پوری ہوتی ہیں، جیسے میری پوری ہوتی ہیں۔"

شکر[۲۷] کی باتیں سن کر نارد (رشی) نے جواب دیا۔

"اے مگھوت، میری (بات) سن کہ دھرتی کے حکمران (آج کل)
تجھے نظر کیوں نہیں آتے ؟ ودربھ کے راجہ کی ایک بیٹی ہے
مشہور و معروف دمینتی۔ وہ روئے زمین کی ساری عورتوں سے
زیادہ خوبصورت ہے۔ اے شکر (اندر) اس کا سویمبر عنقریب
ہونے والا ہے۔ ہر طرف سے سارے راجہ اور راجکمار وہاں
جا رہے ہیں۔ اے بل اور ورتر کے قاتل[۲۸] ! دھرتی کے تمام
حکمران دھرتی کے اس موتی (دمینتی) کو حاصل کرنا چاہتے ہیں؛
اسے حاصل کرنے کے لئے بہت بے قرار ہیں۔"

جب وہ اس طرح کی باتیں کر رہے تھے۔ لافانیوں میں سب سے بڑی شان والے لوک پال[۲۹]،

وسو رہا قتل ہو کر اس (اندر) کی سورگ (جنت) میں کیوں نہیں آتے ؟

ص۲۷۔ شکر۔ اندر دیوتا کا ایک نام ص۲۸۔ 'بل (وَل) کا قاتل'۔ اندر دیوتا کا ایک لقب۔

ص۲۹۔ 'لوک پال' (LOKAPĀLA) :۔ 'لوک پال' کے لفظی معنی 'دنیا کے محافظ و مددگار' کے ہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

آسمان کے بادشاہ اندر کے سامنے آتے، ان میں اگنی (دیوتا) بھی تھا۔ انہوں نے نارد کی بہت اہم باتیں سنیں اور سن کر وہ عالمِ سرخوشی میں پکار اٹھے۔

"ہم بھی وہاں جائیں گے"

وہ اپنے، اپنے رتھوں میں اپنے خدام کے ساتھ سوار ہو کر ودربھ ولیں روانہ ہو گئے جہاں دھرتی کے سارے حکمران گئے تھے۔ راجاؤں کے اجتماع کے بارے میں سن کر ارفع روح والا نل بھی خوش دلی کے ساتھ ادھر ہی جا رہا تھا۔ اس کا دل دمینتی کی یادوں سے معمور تھا۔ (اتفاق ایسا ہوا کہ) دیوتاؤں نے آسمان پر سے (نیچے) راستے میں (راجہ) نل کو جاتے دیکھا وہ خود محبت کے دیوتا کام کی طرح خوبصورت تھا۔ اس (نل) کو سورج کی طرح درخشاں (دیکھ کر) (اس کا) بے پناہ حسن دیکھ کر لوک پال، حیران و ششدر رہ گئے۔ انہوں نے (دمینتی کو حاصل کرنے کا) اپنا خیال ترک کر دیا۔ آسمان کے باسیوں، نے اپنے رتھ چھوڑ دیے اور آسمان سے نیچے اتر آئے اور نشدھ کے راجہ (نل) سے بولے۔

"اے نشدھ کے سب سے عظیم حکمران، اے نل، تو وعدے
کا پکا ہے۔ اے بہترین انسان ہماری مدد کر، ہمارا پیغام لے جا۔"

نل نے یہ کہتے ہوئے ساکنانِ فلک سے وعدہ کیا۔

یہ لفظ یعنی لوک پال، ان دیوتاؤں کے لئے مخصوص ہے۔ جنہیں دنیا کا محافظ بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان کی تعداد آٹھ ہے یہ آٹھوں دیوتا چاروں سمتوں یعنی شمال، جنوب، مغرب اور مشرق اور ان کے درمیانی حصول کے نگران ہیں مثلاً (۱) اندر، مشرق (۲) اگنی جنوب مشرق۔ (۳) یم۔ جنوب (۴) سوریہ (SURYA) جنوب مغرب (۵) ورن۔ جنوب (۶) وایو (VAYU) شمال مغرب۔ (۷) کوویر (KUVERA) شمال جنوب (۸) سوم دیوتا شمال مشرق کا محافظ ہے۔ بعض روایتوں میں سوریہ کی بجائے نرتی (NIRRITI) دیوتا اور سوما کی بجائے پرتھوی (PRITHIVI) یا شو دیوتا کا نام ملتا ہے۔

"میں ایسا ہی کروں گا"

اور پھر ان کے پاس پہنچ کر ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"تم کون ہو؟ اور وہ کون ہے جو مجھے اپنا پیغامبر بنانا
چاہتا ہے اور یہ کہ مجھے تمہارے لئے کیا کرنا ہے مجھے
بتاؤ کہ حقیقت کیا ہے؟"

گھوت (اندر) نے نشدھ کے راجہ کی بات سن کر جواب دیا۔

"جان لے کہ ہم لافانی (دیوتا) ہیں اور (جنتی کے حصول) کی خاطر یہاں
آئے ہیں۔ اے راجہ، میں اندر ہوں، یہ اگنی ہے، یہ
پانیوں کا دیوتا[ح۳۰] ہے اور انسانی جسموں کو ختم کرنے والا یم (دیوتا)

ح۳۰۔ "پانیوں کا دیوتا" سے ورون (VARUNA) دیوتا سے مراد ہے۔ ورون دراصل سب سے قدیم ویدی دیوتاؤں میں سے تھا اور رگ وید کے چار سب سے بڑے دیوتا میں شامل تھا۔ وہ "محیط کائنات"، "محیط کل" تھا۔ پورے آسمان کا مظہر یا تجسیم تھا۔ آسمان اور زمین کا خالق اور انہیں قائم رکھنے والا تھا۔ اس طرح وہ کائنات، دیوتاؤں اور انسانوں کا حکمران تھا۔ لامحدود علم کا مالک تھا اور برترین دیوتا تھا——
بعد میں اسے ثانوی درجے کے آسمانی دیوتاؤں آدتیہ (آدتیاؤں۔ ĀDITYAS) میں شامل کر کے ان کا سربراہ بنا دیا گیا۔ اس سے بھی بعد کے زمانوں یعنی پرانوں کے دور میں برہمنوں نے اس کا درجہ بہت گھٹا دیا اور اسے اب وہ برترین معبود اور ہمہ بیں، نہیں بلکہ اب تو اسے محض سمندروں اور دریاؤں کا دیوتا بنا کر رکھ دیا گیا۔ اب بھی اسے بس پانیوں یا سمندروں، دریاؤں کا دیوتا مانا جاتا ہے۔ آج کل اس کی پوجا نہیں کی جاتی بلکہ ہندو بس کرتے یہ ہیں کہ آبی سفر پر روانگی کے وقت نذر نیاز دے کر اس کی خوشنودی حاصل کر لیتے ہیں۔ ہندو ماہی گیر اس کا نام لے کر کھلے سمندروں میں نکلتے ہیں۔ ہندو سمندر کو دیکھ کر اپنے ہاتھ جوڑ دیتے ہیں اور سمندر کے سامنے ورون کی مناجات پڑھتے ہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

ہے۔ دَمینتی کو ہماری آمد کی اطلاع دے کر کہنا کہ —— مہندر
(اندر) کی سربراہی میں لوک پال، سوئمبر دیکھنے کا اشتیاق لئے
(سورماؤں) کے اجتماع میں آ رہے ہیں۔ اور دیوتا شکر (اندر)
اگنی، وَرُون اور یم تجھے حاصل کرنا چاہتے ہیں چنانچہ ان میں
سے کسی کو اپنا شوہر منتخب کر لینا۔"
شکر (اندر) کی بات سن کر نَل ہاتھ جوڑ کر بولا،

"میں تو خود بھی اسی مقصد سے آیا ہوں۔ اے دیوتاؤ مجھے (اس
کام کے لئے) مت بھیجو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ جو شخص خود (کسی
سے) محبت کر رہا ہوں وہ اسی دوشیزہ سے دوسروں کی سفارش کرے"

دیوتاؤں نے کہا:-

"اے نشدھاؤں کے راجہ، تو نے پہلے سے ہمیں زبان دے دی
تھی کہ میں ایسا ہی کروں گا" —— اے نشدھاؤں کے راجہ ہمیں
ورا بتا کہ تو اب اس کے مطابق کیوں نہیں کرے گا۔"
نشدھ کا راجہ (نل) دوبارہ یوں گویا ہوا۔

"ان محلوں کا سختی سے پہرہ دیا جاتا ہے میں وہاں داخل ہونے کی
امید کیسے کر سکتا ہوں؟"

وَرُون کی سواری ایک عظیم الجثہ مچھلی ہے جس کا نام مکرا (MAKARA) ہے، وَرُون کی علامت بھی مچھلی ہے۔
مکرا کا سر ہرن کا، دُم اور بدن مچھلی کی اور ٹانگیں ہرن کی ہیں۔ مہا بھارت کی رو سے وَرُون اُت تھیہ
(اُتتھیہ۔ UTATHYA) نامی ایک برہمن کی بھدرا (BHADRĀ) نامی بیوی کو بھگا لے گیا تھا مگر برہمن نے
اسے بھدرا کو واپس کرنے پر مجبور کر دیا۔

اندر نے کہا:-

"تیری وہاں رسائی ہو جائے گی"

نل یہ کہتے ہوئے ——— ایسا ہی ہو جائے ——— دمینتی کے محل کی طرف روانہ ہو گیا۔
وہاں پہنچکر اس نے وِدربھاؤں[۳۵] کے راجہ کی بیٹی (دمینتی) کو دیکھا، وہ اپنی کنیزوں کے جھرمٹ میں گھری تھی، اس کا حسن دمک رہا تھا، بدن انتہائی متناسب تھا اور رنگ بہت صاف۔ اس کے اعضاء حد درجہ موزوں اور دلکش تھے، پتلی کمر اور روشن آنکھیں اس (دمینتی) کی آب و تاب کے سامنے چاند کی چاندنی بھی ماند پڑجاتی تھی۔ دل آویز مسکراہٹوں والی (دمینتی) کو دیکھ کر اس (نل) کی محبت اور بڑھ گئی، مگر اپنا وعدہ پورا کرنے کی خاطر اس (نل) نے اپنی محبت پر قابو پالیا۔

ستارھ کے راجہ (نل) کو دیکھ کر وہ تمام معزز اور حسین خواتین متعجب ہو کر اپنی جگہوں سے فوراً اٹھ کھڑی ہوئیں، وہ اس (کی وجاہت) کی چمک دمک سے مسحور ہو کر رہ گئی تھیں۔ انہوں نے اسے حیرانی سے دیکھا اور خوش دلی کے ساتھ اسے سراہا مگر زبان سے کچھ نہیں بولیں، دل ہی دل میں اسے یوں خراج تحسین پیش کیا۔

"ہائے یہ ارفع روح والا کتنا حسین ہے، کس قدر دلپسند ہے، کیسا مردانہ ہے۔ کون ہے یہ؟ کیا دیوتا ہے؟ یکش[۳۶] ہے یا گندھرو[۳۷] (گندھرب) ہے۔؟"

وہ حسین ترین خواتین اس (نل) کی شان و شوکت اور شرم و حیا سے مغلوب ہو کر اس کے پاس

---

[۳۵]۔ وِدربھاؤں: وِدربھ نامی ریاست کے رہنے والوں سے مراد ہے۔

[۳۶]۔[۳۷]۔ یکش، گندھرو: کتاب کے شروع (تعارف میں یکش (YAKSHA) اور گندھرو (گندھرب - GANDHARV — GANDHARABHA) کے بارے میں تفصیل دی جا چکی ہے۔

جا کر بات نہ کر پاتیں ـــــــ دمینتی خود بھی حیرانی سے مبہوت ہو رہی تھی، تاہم وہ مسکراتی ہوئی سورما سے مخاطب ہوئی۔ نل بھی اسے دیکھ کر پیار سے مسکرایا۔ وہ تبسّم کناں کہنے لگی:-

"اے خوبصورت بدن والے تو کون ہے؟ تو نے میرے اندر محبت جگا دی ہے۔ اے پاکباز انسان، اے آسمانی صورت والے سورما، میں یہ جاننے کے لئے بے قرار ہوں کہ تو کون ہے جو یہاں آگیا ہے[۳۸] اور تو یہاں کیوں آیا ہے؟ کوئی بھی تجھے کیوں نہ دیکھ سکا؟ میرے محل کی سخت حفاظت کی جاتی ہے اور راجہ کے احکام بہت سخت ہیں۔"

ودربھ کے راجہ کی بیٹی (دمینتی) کی باتوں کے جواب میں نل نے کہا:-

"اے خوبرو دوشیزہ، جان لے کہ میرا نام نل ہے۔ میں دیوتاؤں کے ایلچی کی حیثیت سے یہاں آیا ہوں۔ شکر (اندر)، اگنی، ورُن اور یَم (یہ) سب دیوتا تجھے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اے حسین خاتون، ان میں سے کسی ایک کو اپنا شوہر چُن لے۔ انہی آسمان کے باسیوں کی قدرت سے میں غیر محسوس طریقے پر محل میں داخل ہو گیا اور یہی وجہ ہے کہ راستے میں نہ کسی نے مجھے دیکھا اور نہ روکا۔ اے قابلِ احترام ہستی (دمینتی) مجھے اس کام کے لئے عالی مقام دیوتاؤں نے بھیجا ہے۔ اے خوش بخت یہ باتیں سن کر

۳۸۔ تو کون ہے جو یہاں آگیا ہے۔ مان متھ ناتھ نے اس فقرے کا انگریزی ترجمہ یوں کیا ہے تو یہاں کیسے آگیا؟۔

جو مرضی آئے کرے۔

"ساکنانِ فلک"[ح۳۹] کو عاجزانہ آداب بجا لا کر دمینتی مسکراتے ہوئے نل سے کہنے لگی۔

"اے راجہ، میرے شایانِ شان مجھ سے محبت کر اور حکم دے کہ میں تیرے لئے کیا کروں۔ خود میں اور میری ساری مال دولت تیری ہے، اے رفیع الشان مجھ سے پورے اعتماد کے ساتھ محبت کر۔ اے راجہ ہنس کی باتیں مجھے جلائے ڈالتی ہیں۔[ح۴۰] اے سورما صرف تیری ہی خاطر میں نے راجاؤں کو یہاں جمع کیا ہے۔ اے عزت بخشنے والے میں تیری پرستش کرتی ہوں۔ اگر تو نے مجھے چھوڑا تو پھر میں تیری خاطر زہر یا آگ، پانی یا رسّی کو کام میں لاؤں گی۔"[ح۴۱]

ودربھ کے راجہ کی بیٹی (دمینتی) کی یہ باتیں سن کر نل بولا۔

"لوک پالوں[ح۴۲] کی موجودگی میں تو انہیں مسترد کر کے ایک انسان کو منتخب کرتی ہے؟ تو اپنا دل آسمان کے ان رفیع الشان باسیوں کی طرف مائل کرے جو دنیاؤں کے خالق ہیں اور میں تو ان کی خاک پا کے برابر نہیں۔ دیوتاؤں کو خفا کر کے فانی انسان موت کے منہ

ح۳۹۔ ساکنانِ فلک :- اندر، اگنی، وَرُون اور یم دیوتا سے مراد ہے۔

ح۴۰۔ ان باتوں کی طرف اشارہ ہے جو ہنس نے نل کی تعریف میں دمینتی سے کہی تھیں۔

ح۴۱۔ یعنی اگر نل نے دمینتی کو نہیں اپنایا تو وہ زہر کھا کر، یا آگ میں جل کر، یا پانی میں ڈوب کر یا پھر رسّی کا پھندا لگا کر مر جائے گی۔

ح۴۲۔ لوک پالوں (لوک پال) :- لوک پال کے لفظی معنی دنیا کے محافظ ہیں۔ مراد اندر، اگنی، وَرُون اور یم دیوتا سے ہے

میں چلے جاتے ہیں دیوتاؤں کو قبول کرے گی تب تجھے بے داغ
پوشاکیں، رنگ برنگے آسمانی پھولوں کے ہار اور نفیس ترین زیور
ملیں گے۔ ہوتاش[۴۳] کو شوہر بنانا قبول نہیں کرے گی جو اس پوری
دھرتی کو سمیٹ کر نگل جاتا ہے؟ کونسی عورت ہے جو اسے اپنا
خاوند بنانا پسند نہیں کرے گی جس کے گرز کے خوف سے ساری
مخلوق راہِ راست پر چلتی ہے۔ ایسی عورت کون ہے جو مہندر[۴۴] کو
اپنا پتی بنانا نہیں چاہے گی، جو سب سے زیادہ خوبیوں والا اور
عالی شان اور جو دے تیاؤں[۴۵] (دیتیاؤں) اور دانوؤں[۴۶] کی سرکوبی کرنے
والا ہے۔ یا اگر تو لوک پالوں میں سے وُرُون کو ہی اپنے دل میں
پسند کر سکے تو فوراً اور بلا تامل کر لے۔ میرے اس دوستانہ مشورے
پر توجہ دے۔"

۴۳۔ ہُوتاش (ہتاش - HUTASHA) اگنی دیوتا کا ایک نام۔ پرتاپ چندر رائے نے یہ نام ہوتاشش (ہتاش) مگر مان متھ دت نے ہتوش (HATUSHA) لکھا ہے۔

۴۴۔ مہندر:۔ اندر دیوتا کا ایک نام۔

۴۵۔ دیتیا (دَیتیا - DAITYAS):۔ دیتیاؤں کو دیتی دیوی اور کیشپ رشی کی اولاد سمجھا جاتا ہے یہ دیوؤں اور عفریتوں کی نسل تھی جو دیوتاؤں کے خلاف رہے اور ان کی قربانیوں میں رخنہ اندازیاں کیں۔ پہلے وہ دیوتاؤں پر فتح یاب رہے مگر بعد میں (دیوتاؤں) سے شکست کھا گئے۔

۴۶۔ دانو (DANAVAS):۔ دانوؤں کا عام طور پر دیوتاؤں کے ساتھ ہی ذکر آیا ہے۔ چنانچہ دیتیاؤں اور دانوؤں میں امتیاز مشکل سے ہی کیا جاتا ہے۔ دانو بھی دیوتاؤں کو پیش کی جانے والی قربانیوں کے دشمن تھے۔

راجہ، جو دیوتاؤں کا ایلچی بن کر آیا تھا، دمینتی سے بولا، جو ہاتھ جوڑے کھڑی کانپ رہی تھی۔

"اے خوش بخت، اے موہنی، تو جس بات سے خوش ہو وہ کر،
خصوصاً دیوتاؤں سے وعدہ کرنے، دوسروں کے مفاد کی بات
کرنے (کے لئے آنے) کے بعد میں کیسے اپنا فائدہ چاہ سکتا ہوں؟
اگر میں راستی کے ساتھ اپنا بھلا تلاش کر سکا تو ضرور کروں گا اور
تو ضرور کرنا۔ اے ماہ رُو اسی (اصول) کے تحت تو عمل کرنا۔"

تب تابندہ مسکراہٹوں والی دمینتی بھرائی ہوئی آواز میں ہولے ہولے نل سے کہنے لگی۔

"اے لوگوں کے حکمراں، مجھے گناہ سے مبرّا ایک راستہ سوجھائی
دیتا ہے، جسے اختیار کرنے سے تجھ سے کوئی گناہ سرزد نہیں
ہوگا۔ اے راجہ، بہترین انسان، اندر (دیوتا) کی سرکردگی میں
آنے والے تمام دیوتاؤں کے ساتھ سویمبر میں تو بھی ضرور آنا۔ اے
مہاراجہ، وہاں میں لوک پالوں کی موجودگی میں اے انسانوں کے
شیر — میں تجھے اپنا شوہر چُن لوں گی۔ اے بہترین انسان اس
طرح تجھ پر کوئی الزام نہیں آنے پائے گا۔"

ودربھ کے راجہ کی بیٹی (دمینتی) کی یہ باتیں سن کر راجہ اس جگہ لوٹ آیا جہاں دیوتا اکٹھے قیام پذیر تھے۔ اسے آتے دیکھ کر عظیم دیوتا، لوک پال، مارے اشتیاق کے اس (نل) سے ساری روداد پوچھنے لگے۔ وہ بولے:

"اے راجہ، کیا تجھے دلآویز مسکراہٹوں والی دمینتی نظر آئی؟ اس
نے ہم سب کے بارے میں کیا کہا ہے؟ اے بے خطا راجہ ہمیں
سب کچھ بتا۔"

نل نے جواب دیا ۔

"تمہارے حکم سے میں دمینتی کے بڑے بڑے اور خوبصورت[۴۷] کمروں
والے محل میں داخل ہو گیا ۔ بوڑھے بہرے دار لٹھ لئے پہرہ دے
رہے تھے ۔ تمہاری قدرت کی وجہ سے مجھے سوائے راجکماری
(دمینتی) کے اور کسی نے نہیں دیکھا مجھے اس کی باندیاں نظر آئیں ؛
انہوں نے بھی مجھے دیکھا آسمان کے رفیع الشان باسیو، مجھے دیکھ
کر وہ حیران رہ گئیں ۔
گو میں نے اس خوبصورت مکھڑے والی (دمینتی) سے تمہارے
بارے میں سب کچھ کہا، اس کے باوجود وہ مجھے اپنا شوہر منتخب
کرنے پر تلی ہوئی تھی ۔ اے بہترین دیوتا مجھے (اس کا خاوند) بنا
دو ـــــ اس دوشیزہ (دمینتی) نے کہا اے انسانوں کے شیر،
ان (دیوتاؤں) کے ساتھ سوئمبر میں آنا ۔ میں ان کی موجودگی میں
تجھے شوہر چن لوں گی ۔ اے طاقتور بازوؤں والے اس طرح تجھ
پر کوئی الزام نہیں آئے گا ـــــ اے دیوتاؤ، وہاں جو کچھ پیش
آیا ۔ وہ سب میں نے تم سے بیان کر دیا ہے ۔ اے دیوتاؤں کے
حکمرانو ہر بات کا قطعی اختیار تمہیں ہی ہے ۔"

پھر مبارک موسم کے متبرک قمری دن کی مقدس گھڑی میں (دمینتی کے باپ) راجہ بھیم نے راجاؤں کو سوئمبر میں مدعو کیا اور یہ سن کر دھرتی کے سب راجہ اس (دمینتی) کی چاہت سے مغلوب ہو کر

---

۴۷ ۔ خوبصورت کمرے : خوبصورت کمروں کی جگہ پرتاپ چندر رائے نے اپنے انگریزی ترجمے میں سربلند دروازے ، لکھا ہے مگر مان متھ ناتھ دت اور راجگو رو وغیرہ نے بڑے بڑے اور خوبصورت دروازے لکھا ہے

اسے حاصل کرنے کے لئے جلدی جلدی وہاں (سَوَیمبر) میں پہنچے۔ راجہ اس گول عمارت میں یوں داخل ہوتے جیسے شیر کوہستانی جنگلوں میں داخل ہوتے ہیں۔ اس عمارت کے ستون سنہری اور دروازے خوبصورت و بلند و بالا تھے۔ دھرتی کے وہ راجہ پھولوں کے ہار پہنے ہوئے تھے اور کانوں میں ہیرے جڑی بالیاں آویزاں تھیں۔ وہ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے تھے۔ ان تیز ہمیشہ راجاؤں سے بھی وہ مقدس محفل ناگوں سے معمور بھوگ وتی[۵۴۵] یا شیروں سے بھرے ہوتے پہاڑی غار کی مانند معلوم ہو رہی تھی۔ ان راجاؤں کے قوی بازو، آہنی گرز سے مشابہ سڈول اور خوبصورت تھے اور پانچ پھنوں والے ناگوں کی طرح لگ رہے تھے۔ ان (راجاؤں) کے بال، ناک، آنکھیں اور ابرو دلکش تھے، ان کے چہرے تاروں کی طرح چمک رہے تھے۔

(جب سَوَیمبر) کا وقت آیا تو نظر نواز چہرے والی دَمینتی ہال میں داخل ہوئی۔ اس کی خیرہ کُن تابانی کی وجہ سے راجاؤں کی نگاہیں اور دل مسحور ہو کر رہ گئے۔ ان عالی وقار راجاؤں کی نظریں پہلے پہل اس (دَمینتی) کے بدن کے جس حصّے پر پڑی وہیں جم کر رہ گئیں، ذرا بھی ہٹنے کا نام نہیں لیتی تھیں۔ جب (سَوَیمبر میں شریک) راجاؤں کے نام پکارے گئے تو بھیم کی بیٹی (دَمینتی) کو پانچ آدمی بالکل ایک ہی جیسی شکل و صورت کے نظر آئے۔ وِدَربھ کے راجہ (بھیم) کی بیٹی (دَمینتی) انہیں بالکل ایک ہی جیسا پا کر تذبذب میں پڑ گئی، وہ یہ نہ جان پائی کہ ان میں سے نل کون سا ہے۔ پانچوں میں سے وہ جس کو بھی دیکھتی وہی نِشَدھ کا راجہ (نَل) معلوم ہوتا تھا۔ بے حد پریشان ہو کر وہ ماہِرُو سوچنے لگی کہ "میں آسمان کے باسی (دیوتاؤں) میں تمیز کیسے کروں اور راجہ نَل کی شناخت کس طرح کروں؟" —— یہی سوچتے سوچتے وِدَربھ کے راجہ (بھیم) کی بیٹی اداس ہو گئی۔ اس نے سن رکھا تھا کہ دیوتاؤں کی نشانیاں کیا ہوتی ہیں۔ ان

۵۴۵۔ بھوگ وَتی (BHOGAWATI)۔ زیر زمین دنیا پاتال کے ایک حصّے "ناگ لوک" کا دارالحکومت "ناگ لوک" میں ناگ بستے ہیں۔ بھوگ وتی کا ایک نام "پُوت کاری" (PUT-KĀRI) بھی ہے۔

(نشانیوں) کو یاد کرتے ہوئے وہ سوچنے لگی۔ میں نے بزرگوں سے ساکنانِ فلک (دیوتاؤں) کی جو نشانیاں سُن رکھی ہیں، وہ اس وقت دھرتی پر موجود ان دیوتاؤں میں سے کسی میں بھی موجود نہیں ہیں۔ وہ بار بار دیر تک ہر طرح سے اس معاملے پر غور کرتی رہی۔ پھر اس نے خود ان دیوتاؤں سے مدد لینے کا فیصلہ کیا۔ اس نے الفاظ اور ذہن سے انہیں تعظیم دی اور ہاتھ جوڑ کر کانپتے ہوئے ان سے کہا۔

"میں نے ہنسوں کی باتیں سن کر نشِدھ کے راجہ (نل) کو اپنا خاوند مان لیا۔ اے آسمان کے باسیو میرے اس عہد کی خاطر اسے میرے سامنے ظاہر کر دو اور چوں کہ میں خیال یا باتوں میں کبھی اس (نل) سے منحرف نہیں ہوئی ہوں چنانچہ اے دیوتاؤ، اس حقیقت کی بنا پر اس (نل) کو مجھ پر عیاں ہو جانے دو۔ چوں کہ خود دیوتاؤں نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ نشدھاؤں کا راجہ (نل) میرا شوہر بنے۔ اس حقیقت کی خاطر ان[ح۶۴] (دیوتاؤں) کو اجازت دو کہ وہ مجھ پر نل کو ظاہر کر دیں۔ چوں کہ میں نے نل سے وفاداری کی خاطر یہ عہد کیا تھا، اس حقیقت کے سبب، اے دیوتاؤ، اس (نل) کو مجھ پر ظاہر ہو جانے دو۔ اے لوک پالو، سب سے شاندار دیوتاؤ، اپنی اصلی شکلیں اختیار کر لو تاکہ میں نیک دل راجہ (نل) کو پہچان لوں۔"

دیوتاؤں نے دمینتی کی یہ دردمندانہ باتیں سنیں۔ انہیں اس کے عزمِ راسخ، نشدھ کے

ح۶۴۔ ان دیوتاؤں کو: یعنی دوسرے دیوتاؤں کو۔ دمینتی لوک پال دیوتا یعنی اندر، اگنی، ورُون اور یم دیوتا سے اپیل کر رہی ہے کہ وہ دوسرے دیوتاؤں کو اجازت دیں کہ وہ نل اور ان (لوک پال) اصل اور نقل کا فرق ظاہر کر دیں۔

راجہ نل کے لئے اس کی شدید محبت، اس دمینتی کے دل کی پاکیزگی اور نل کے لئے اس کی توجہ اور راجہ نل کے لئے اس کے جذبے کا یقین ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی اصلی شکل و صورت اختیار کر کے التجا پوری کر دی ——— اب دمینتی نے دیکھا کہ ساکنانِ فلک چاروں دیوتاؤں کا بدن پسینے سے بھیگا نہیں تھا ان کی آنکھیں جھپکتی نہیں تھیں، ان کے پھولوں کے ہار مرجھائے نہیں تھے، ان پر گرد نہیں تھی اور وہ دھرتی سے معلق بیٹھے تھے۔ دوسری طرف اس دمینتی نے دیکھا کہ نل کا سایہ ظاہر تھا، وہ پسینے میں شرابور تھا، اس کے پھولوں کے ہار مرجھا گئے تھے، اس پر گرد کے دھبے تھے، اس کی آنکھیں جھپکتی تھیں اور اس کے پاؤں دھرتی پر ٹکے تھے۔

دیوتاؤں اور پارسا نل کو پہچان کر بھیم کی بیٹی دمینتی نے اپنے وعدے کو نبھاتے ہوئے نشدھ کے راجہ نل کو اپنا شوہر چن لیا اور بڑی بڑی آنکھوں والی دوشیزہ دمینتی نے شرماتے ہوئے اپنی پوشاک کا کنارا تھاما اور پھولوں کا انتہائی خوبصورت ہار اس نل کے گلے میں ڈال دیا اور جب اس نظر نواز چہرے والی کنواری نے نل کو اپنا شوہر منتخب کیا تو راجاؤں کے منہ سے اچانک "آہ، او، افسوس" کے الفاظ نکل گئے۔ دیوتا اور عظیم رشی حیرانی سے پکار اٹھے "بہت خوب، بہت خوب"۔ ساتھ ہی انہوں نے نل کو مبارکباد دی۔

ویرسین کے بیٹے راجہ نل نے خوشدلی کے ساتھ خوبصورت دمینتی کو یہ کہہ کر تسکین بخشی۔

> "اے خوش نصیب، تو نے سارے دیوتاؤں کو چھوڑ کر ایک انسان نل کو اپنا شوہر چنا ہے، (چنانچہ) میں ہمیشہ تیرے ہر حکم کا فرمانبردار شوہر ثابت ہوں گا۔ اے بے داغ مسکراہٹوں والی میں تجھ سے سچا وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک میرے بدن میں جان ہے میں صرف اور صرف تیرا ہی رہوں گا۔"

دمینتی بھی ہاتھ جوڑ کر اسی قسم کے الفاظ ادا کر کے نل کی مناسب تعظیم و تکریم بجالائی۔ پھر اس خوش و خرم جوڑے نے اگنی اور دوسرے دیوتاؤں کو دیکھتے ہوئے خیالوں خیالوں میں اِن سے تحفظ کی درخواست کی۔

اور جب انتہائی درخشاں لوک پالوں[۴۷] نے دیکھا کہ نشدھاؤں کے راجہ نل کو بھیم کی بیٹی دمینتی نے قبول کر لیا ہے، تو بہت خوش ہوئے۔ سب سے پہلے ساچی[۴۸] کے شوہر شکر (اندر) نے خوشی خوشی نل کو یہ نعمت عطا کی کہ قربانیوں کی ادائیگی میں وہ (نل) الوہیت کا درجہ پائے گا اور اسے بابرکت خطے[۴۹] نصیب ہوں گے[۵۰]۔

ہوتاشن[۵۱] (اگنی دیوتا) نے یہ نعمت عطا کی کہ نشدھ کا راجہ (نل) جہاں کہیں بھی اس (اگنی) کی خواہش کرے گا اسے موجود پائے گا۔ اس (اگنی) نے اسے ایسے خطے بھی عطا کئے جو خود اسی (اگنی) کی طرح منور تھے۔

یَم دیوتا[۵۲] نے اسے کھانے کا انتہائی لطیف اور اعلیٰ ذائقہ اور راستبازی میں اعلیٰ ترین

ص۴۷: لوک پال: "دنیا کے محافظ"۔ اندر، اگنی، ورُن اور یَم دیوتا سے مراد ہے جو اس وقت سوئمبر میں موجود تھے۔

ص۴۸۔ ساچی: ساچی (SACHI) دیوی اندر دیوتا کی بیوی ہے۔

ص۴۹۔ بابرکت خطے: "سورگ"، یعنی اندر دیوتا کے آسمان جنت سے مراد ہے۔

ص۵۰۔ بابرکت خطے نصیب ہونے کی جگہ ڈی۔ اے۔ راجگورو نے انگریزی میں یہ ترجمہ دیا ہے۔ "اور شاندار اور مبارک مرتبہ حاصل کرے گا۔"

ص۵۱۔ ہوتاشن: اگنی دیوتا کا ایک نام۔

ص۵۲۔ یَم دیوتا: یَم موت کا دیوتا ہے۔ پُرانوں میں کئی جہنموں کا ذکر ہے۔ یَم دیوتا ان کا انچارج ہے تخریب گری کی وجہ سے وہ شِو دیوتا کا نائب بھی مانا جاتا ہے۔ اس کی سواری بیل ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

عام بخشا۔

اور پانیوں کے دیوتا (ورُون) نے یہ نعمت عطا کی کہ جب نل چاہے گا۔ اس (ورُون) موجود پائے گا۔ (ورُون) نے اسے ملکوتی خوشبو والے ہار بھی عطا کئے۔

وہاں موجود ہر دیوتا نے نل کو دو دو نعمتیں عطا کیں —— یہ نعمتیں عطا کر کے دیوتا آسمان کو لوٹ گئے —— دمینتی کی پسند کی شادی نل کے ساتھ دیکھ کر راجہ بہت حیران اور بہت ہی خوش ہوئے اور جہاں سے آئے تھے لوٹ گئے۔

زمین کے عظیم حکمرانوں کی روانگی کے بعد معزز (راجہ) بھیم نے خوشی خوشی نل اور دمینتی کی شادی کی رسم ادا کی —— بہترین انسان نشدھ کا راجہ (نل) وہاں اپنی مرضی کے مطابق کچھ عرصے ٹھہر کر بھیم کی اجازت سے اپنے شہر واپس چلا گیا۔

راستباز راجہ (نل) اس ہیرے[۵۳] جیسی دوشیزہ (دمینتی) کو پا کر اس کی محبت بھری رفاقت میں اپنے دن اسی طرح ہنسی خوشی گزارنے لگا جس طرح بَل (بل) اور ورترا کا قاتل (اندر

ساتھ ساتھ چار آنکھوں والے دو کتے ہیں۔ جہنم (نرک) میں داخل ہونے سے جھجکنے والی روحوں کو جہنم میں دھکیلنے کیلئے یہ کتے یم کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ یم کے منشی کا نام چتر گپت ہے۔ یہ لوگوں کے نیک و بد اعمال لکھتا ہے۔ مرنے کے بعد انسان یم دیوتا کے سامنے پہنچتا ہے وہاں اس کے اعمال چتر گپت یم کو سناتا ہے۔ بدکردار کو جہنم رسید کر دیا جاتا ہے اور یم کے سامنے اسے عذاب دیا جاتا ہے اگر کسی مرے کے رشتے دار قربانی کرتے ہیں تو اس (مرے) کو عذابوں سے چھٹکارا بھی مل سکتا ہے۔

ویدوں کی رو سے یم پہلا فانی انسان تھا جو آسمان پر پہنچا اور حکمران بن گیا۔ اس دیوتا کی مملکت کا نام یم پوری ہے۔ یم نے 'وجایا' نامی ایک عورت سے محبت کی اور شادی بھی کر لی۔

۵۳۔ ہیرا۔ انگریزی میں موتی ہی ترجمہ کیا گیا ہے۔

دیوتا اپنی بیوی) ساچی کے ساتھ گزارتا ہے اور جنگجو سورج کی طرح تاباں راجہ (نَل) اپنی رعایا پر انتہائی مسرّت اور نیک دلی کے ساتھ حکومت کرنے لگا اور رعایا کو بہت خوشیاں بخشیں اس ذہین راجہ (نَل) نے (راجہ) نہوش کے بیٹے دیاتی[۵۴] کی طرح گھوڑے کی قربانی کی رسم اور متعدد دوسری قربانیوں کی رسمیں ادا کیں۔

نَل کسی دیوتا کی طرح دَمینتی کے ساتھ رومان پرور جنگلوں اور باغوں میں مسرّت آمیز دن گزارنے لگا۔ ذی وقار راجہ (نَل) سے دَمینتی کے بطن سے ایک بیٹا اندرسین اور ایک بیٹی اندرسینا پیدا ہوئی۔ اس طرح قربانیاں ادا کرتے اور (دَمینتی کے ساتھ) خوشیوں بھرے دن بسر کرتے دھرتی کا راجہ، بہترین انسان (نَل) کثیر دولت کے ساتھ زمین پر حکومت کرتا رہا۔

بھیم کی بیٹی (دَمینتی) نشدھ کے راجہ (نَل) کو اپنا شوہر منتخب کر چکی تو دنیاؤں کے پُرنور رکھوالے[۵۵] واپس آسمان پر جا رہے تھے کہ راستے میں انہیں دواپر[۵۵ق] کے ساتھ کالی[۵۶] اپنی

م۵۴۔ دیاتی (دیات ۔ یجات)۔

م۵۵۔ پُرنور رکھوالے: ۔ لوک پال دیوتاؤں یعنی اندر، اگنی، وَرُون اور یَم سے مراد ہے۔

م۵۵ق۔ دَواپَرا (DWAPARA) : ۔ یہاں 'دواپَر' کو ہندوؤں کے ایک زمانے 'دواپَر' کی بد قماش روح کے طور پر پیش کیا ہے۔ ہندوؤں کے چار زمانوں (یُگ ۔ جُگ) میں سے تیسرے زمانے کا نام 'دواپَرا' (DWAPARA) ہے جو آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار برس پر محیط ہوتا ہے۔ اس زمانے میں نیکی بدی پر غالب آجاتی ہے۔

م۵۶۔ کالی (KALI) : کالی سے مراد ہندوؤں کے سب سے بُرے زمانے 'کالی یُگ' (KALI-YUGA) کی شیطانی تجسیم ہے گویا "شیطانی روح"۔ چار لاکھ بتیس ہزار پر مشتمل ہندوؤں کا چوتھا زمانہ کل یُگ کہلاتا ہے۔ اس زمانے میں نیکی بالکل ناپید ہو جاتی ہے اور ہر طرف بدی اور شیطنت کا راج ہوتا ہے۔ ہندوؤں کے مطابق موجودہ دور (کالی یُگ، 'کلجُگ') کو شروع ہوتے پانچ ہزار برس ہوئے ہیں۔ دنیا چھٹی ہزاری سے گزر رہی ہے۔

طرف آتا نظر آیا۔ کالی کو دیکھ کر وَل[۵۷] (بل) اور ورِترا[۵۸] کے قاتل شکر[۵۹] نے اس سے پوچھا۔

"اے کالی بتا کہ تو دواپر کے ساتھ کہاں جا رہا ہے؟

کالی نے شکر کو جواب دیا۔

دمینتی کے سوَیمبر کے بارے میں معلوم ہوا ہے، وہیں جا رہا ہوں۔ میں اسے اپنی بیوی بنالوں گا، کیونکہ میرا دل اس سے محبت کرنے لگا ہے۔"

اندر نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا:

"سویمبر تو ختم ہو چکا ہے۔ ہمارے سامنے اس نے نَل کو شوہر چن لیا ہے۔"

شکر کا یہ جواب سن کر ساکنانِ فلک، میں سب سے کمینے کالی نے غضبناک ہو کر ان دیوتاؤں سے کہا:

"چونکہ اس (دمینتی) نے دیوتاؤں کو بھی نظر انداز کر کے ایک فانی (انسان) کو اپنا شوہر بنایا ہے اس لئے وہ سخت سزا کی یقیناً مستحق ہے۔"

کالی نے جب یہ بات کی تو ساکنانِ فلک، (اندر، اگنی، وَرُون اور یَم دیوتا) نے اس سے پوچھا۔

۵۷۔ "وَل" (بل- VALA - BALA) : ایک عفریت جو دراصل غیر آریائی قبیلے کا سردار تھا۔ اسے اندر نے قتل کر دیا تھا۔ وَل (بل) کے بارے میں مفصل حاشیہ پہلے آچکا ہے۔

۵۸۔ ورِترا: ویدوں کی رو سے تاریکی اور خشک سالی کا عفریت۔ ورِترا کے بارے میں مفصل حاشیہ پہلے آچکا ہے۔ ۵۹۔ شکر: اندر دیوتا کا ایک نام۔

"دمینتی نے نل کو ہماری اجازت سے منتخب کیا ہے۔ پھر وہ
کون سی دوشیزہ ہے جو نل کو اپنا شوہر بنانا قبول نہیں کر سکتی،
جو (نل) ساری (اعلیٰ) صفات سے متصف ہے۔ جو تمام مذہبی
فرائض سے بخوبی آگاہ ہے، جس نے چاروں ویدوں اور پرانوں
کو پڑھا ہے، اور (پران) پانچواں وید مانے جاتے ہیں، جو (نل)
کسی بھی (جاندار) کو تکلیف نہیں دیتا۔ وہ سچ بولتا ہے، اپنے
وعدوں کا پکا ہے۔ اس کے گھر میں تمام ضابطوں کے مطابق ادا
کی جانے والی قربانیوں سے دیوتا ہمیشہ خوشی محسوس کرتے ہیں۔
انسانوں میں شیر وہ راجہ (نل) لوک پال جیسا ہے۔ وہ راست گو
متحمل مزاج عالم، سخت ریاضت کرنے والا، پاکیزہ اور نفس
کُش ہے۔ اور اس کی روح تسکین کامل کی حامل ہے۔ اے کالی
جو نل جیسی خوبیوں والے کو بددعا دینے کی خواہش کرتا ہے وہ
گویا خود کو بددعا دیتا ہے۔ اور اے کالی جو اس قدر اچھائیوں
والے نل کو بددعا دینے کی کوشش کرتا ہے وہ گویا خود کو مختلف
ایذاؤں سے معمور وسیع اور لا انتہا جہنمی گڑھے میں دھکیلنے
کی کوشش کرتا ہے۔"

کالی اور دواپر سے یہ کہہ کر دیوتا آسمان کو روانہ ہو گئے۔ جب دیوتا چلے گئے تو کالی
نے دواپر سے کہا۔

"اے کالی میں اپنے غصے پر قابو نہیں پا سکتا۔ میں نل (کے
بدن) میں حلول کر جاؤں گا اور اسے (اس کی) مملکت سے محروم
کر دوں گا اور وہ بھیم کی بیٹی (دمینتی) کے ساتھ مزید عیش نہیں

کر سکے گا۔ تو پانسے میں حلول کر کے میری مدد کرنا[٩]۔"

دواپر سے یہ معاہدہ کر کے کالی (کالیا)[١٠] اس جگہ چلا گیا جہاں نشدھ کا راجہ نل رہتا تھا۔ نل کی ذات میں کسی خامی کی تلاش میں وہ طویل عرصے تک نشدھاؤں کے ملک میں مقیم رہا۔ بارھویں برس کالی کو اس میں ایک نقص نظر آیا اور وہ یہ کہ ایک دن حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر نل نے منہ دھویا، مگر دونوں پاؤں دھوئے بغیر سندھیا[١١] کی رسم ادا کی۔ اس بھول کی وجہ سے کالی نل کے اندر حلول کر گیا (اور اس پر غلبہ پا لیا) ۔ نل کے بدن میں داخل ہو جانے کے بعد کالی پشکر کے پاس گیا اور اس سے کہا۔

"چل نل کے ساتھ پانسہ کھیل۔ پانسے کے کھیل میں میری مدد سے
تو نل کو ہرا دے گا اور نل پر غالب آ کر، اور اس کی سلطنت
(جیت کر) جیت کر تو نشدھاؤں پر راج کرے گا۔"

کالی کی یہ باتیں سن کر پشکر نل کے پاس پہنچا اور دواپر[١٢] بھی وہاں چلا گیا۔ وہ (دواپر) اس وقت مخصوص پانسے کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ یہ (مخصوص پانسہ) ورِش[١٣] کہلاتا تھا۔ دشمن

ح٩۔ پانسے میں حلول کر کے کالی کی مدد کرنے سے مراد یہ ہے کہ جب کالی نل کے بدن میں حلول کر کے نل کو جوا کھیلنے پر مائل کرے تو دواپر جوا کھیلنے کے پانسے میں داخل ہو جائے اور نل کی ہار کا سبب بنے۔

ح١٠۔ کالی (کالیا) :۔ کالی شیطان ہندوؤں کے آخری زمانے "کلجگ" (کل یگ) کی روح ہے۔ کالی برائیوں کی پوٹ اور مجسم شیطان ہے۔ "کالی" کے بارے میں مقدمے میں تفصیل پہلے دی جا چکی ہے۔

ح١١۔ سندھیا (SANDHYA) :۔

ح١٢۔ دواپر۔ انگریزی کے بہت سے تراجم میں یہاں دواپر کی جگہ "کالی" آیا ہے جو صحیح نہیں۔ یہاں پر دواپر ہی ہونا چاہیئے تبھی تو پانسے اور دواپر کا تعلق ظاہر ہو گا لیکن اگر کالی ہی لکھیں تو پھر کالی اور دواپر کے درمیان ہونے والا معاہدہ پورا نہیں ہو سکتا۔ ح١٣۔ ورِش :۔ (VARISHA)

سورما قُل کا قاتل[ص۱۲] پُشکر جنگ جو نَل کے پاس گیا اور اس سے بار بار کہا۔

"چل پانسہ کھیلیں"

دَمینتی کے سامنے (پُشکر نے نَل کو) جو یوں للکارا تو وہ عالی وقار راجہ (نَل) دیر تک انکار نہ کر سکا۔ اس (نَل) نے کھیلنے کے لئے وقت مقرر کر دیا۔ کالی کے قابو میں ہونے کی وجہ سے نل ہارنے لگا۔ اس نے اپنا سونا، چاندی کی مورتیاں، رتھ اور رتھبان، قیمتی پوشاکیں بھی جوئے میں ہار دیں۔ دشمنوں کو سزا دینے والا وہ عالی وقار راجہ (نَل) قمار بازی میں اتنا پاگل ہو چکا تھا کہ اس کا کوئی بھی دوست ایسا نہیں تھا جو دشمنوں کو کچل ڈالنے والے (نَل) کو مزید کھیلنے سے باز رکھ سکتا۔ چنانچہ شہر کے معزز لوگ اور وزیر پریشان راجہ نَل سے ملنے اور اسے جوا کھیلنے سے منع کرنے آئے ——— رتھ بان نے دَمینتی کے پاس آ کر اس سے کہا:۔

"اے خاتون! شہر کے لوگ اور افسرانِ مملکت صدر دروازے
پر منتظر ہیں، کیا آپ نشید ہاؤں کے راجہ کو اطلاع کر دیں گی کہ
شہری اپنے نیک اور دولت مند راجہ پر پڑی بپتا کو برداشت
نہیں کر سکے، (وہ) یہاں آئے ہیں۔"

یہ سن کر رنج و غم کی ماری، صدمے کی وجہ سے حواس باختہ (راجہ) بھیم کی بیٹی (دَمینتی) نے رندھی ہوئی آواز میں نَل سے کہا:۔

"اے راجہ شہری اور مملکت کے وزیر اپنی وفاداری سے مجبور
ہو کر تجھ سے ملنے کی آرزو میں پھاٹک پر کھڑے ہیں۔ بہتر ہے کہ تو
ان سے ملاقات کر لے۔"

ص۱۲۔ بعض انگریزی کتابوں میں قاتل کی بجائے "سزا دینے والا" ترجمہ دیا گیا ہے۔

مگر کالی کے بس میں آئے ہوئے راجہ نے خوبصورت نظروں والی اپنی رانی دَمینتی سے جواب میں ایک لفظ بھی نہیں کہا جو اس کے سامنے گریہ وزاری کر رہی تھی۔ اس پہ وزرائے مملکت اور شہری بھی رنج اور شرم کے مارے یہ کہتے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

"وہ نَل زندہ ہی نہیں ہے"[ص ۶۵]

نَل اور پُشکر اسی طرح مہینوں پانسہ کھیلتے رہے، نیک دل نَل ہمیشہ ہارتا رہا۔ بھیمک ٹھنڈے دل و دماغ والی بیٹی (دَمینتی) پر یہ دیکھ کر کہ راستباز راجہ (نَل) جوئے میں پاگل اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے عاری ہو گیا ہے، خوف اور صدمہ طاری ہو گیا۔ اس نے سوچا کہ راجہ کو سنگین صورتِ حال کا سامنا ہے، اس نے دیکھا کہ نَل اپنے تمام اثاثے سے محروم ہو گیا ہے، اپنے شوہر پر پڑنے والی بپتا سے وہ خوف زدہ تھی، وہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہتی تھی۔ دَمینتی نے تمام فرائض چابکدستی سے ادا کرنے والی، وفادار مشہور محبوب، شیریں گفتار اور سب کے ساتھ نیکی کرنے کی خواہاں اپنی اَنّا اور کنیز وِرہت سینا[ص ۶۶] سے کہا:۔

"اے وِرہَت سینا، جا اور نَل کی طرف سے سارے وزیروں کو بلا لا، اور انہیں یہ بھی بتا نا کہ کتنی دولت اور دوسری چیزیں چھن چکی ہیں اور کیا کچھ باقی رہ گیا ہے۔"

نَل کی طرف سے طلبی (کے احکام) سن کر وزیر بولے:۔

"یہ ہماری خوش قسمتی ہے"[ص ۶۷]

ص ۶۵۔ اس فقرے کا انگریزی میں ترجمہ یوں بھی کیا گیا ہے:

"وہ (نَل) کبھی نہیں اٹھے گا۔ وہ کبھی کھڑا نہیں ہو گا۔"

ص ۶۶۔ وِرہَت سینا۔ برہَت سینا، وِرہَد سینا۔

اور وزیر نل کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چل دیتے۔ اور جب لوگ دوسری مرتبہ اکٹھے ہو کر وہاں پہنچے تو (راجہ) بھیم کی بیٹی نے نل کو اطلاع دی مگر نل نے کوئی توجہ نہیں دی۔ دمینتی نے جب یہ دیکھا کہ اس کے شوہر نے اس کی باتوں کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی تو اسے سخت شرمندگی ہوئی اور وہ اپنے کمروں کی طرف چلی گئی اور جب اسے معلوم ہوا کہ پانسہ خوش خصال نل کے خلاف مسلسل پڑتا رہا اور وہ سب کچھ ہار گیا ہے تو اس نے اپنی اناسے ایک بار پھر کہا۔

"اے وِرہت سینا تو پھر جا اور نل کی طرف سے رتھبان

وارشنیا کو بلا لا کیونکہ اب فوری طور پر سنگین معاملہ درپیش ہے"

اور وِرہت سینا نے دمینتی کی بات سن کر قابل اعتماد نوکروں کو حکم دیا کہ وارشنیا کو بلا لائیں اور (راجہ) بھیم کی پاکباز بیٹی وقت اور موقع کے لحاظ سے مناسب طرزِ عمل اختیار کیا کرتی تھی، اس نے اس موقع کی مناسبت سے وارشنیا سے شیریں لہجے میں کہا:۔

"تجھے پتہ ہے کہ راجہ (نل) تیرے ساتھ ہمیشہ کیا سلوک کرتا رہا

ہے اب اس پر مشکل آن پڑی ہے، تجھے چاہیئے کہ اس (سلوک)

کو یاد کرے اور اس مصیبت کے وقت اس کی مدد کرے۔ رلجہ

ص۷۶۔ ماں منمو ناتھ دت، رانگو رو اور ایم۔ ایچ۔ ملمین (M.H. MILMAN) نے اس فقرے کا انگریزی میں ترجمہ یوں کیا ہے۔

"یہ ان سب کے لئے انتہائی بدقسمتی کی بات تھی"

"یہ ہماری بدقسمتی ہے"

"اب خود ہماری قسمت خطرے میں ہے"

گو پرتاب چندر رائے کی نزدیک ملمین کا ترجمہ غلط ہے تاہم یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ملمین کے سامنے مہابھارت کا دوسرا نسخہ یا عبارت رہی ہو۔

(نَل) پُشکر سے جتنا ہارتا جاتا ہے اس کھیل (جوئے) کے لئے
اس کی خواہش اور بڑھتی جاتی ہے۔ چونکہ پانسہ پُشکر کی مرضی کے
مطابق پڑتا ہے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ پانسہ نَل کے خلاف ہے
اور کھیل (جوئے میں) گُم ہو کر وہ (نَل) اپنے دوستوں، رشتے داروں
کی نصیحتوں پر کان نہیں دھرتا حتیٰ کہ وہ میرا بھی مشورہ قبول نہیں کرتا
چونکہ وہ کھیل میں مگن ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ اربع روح
والے نِشَدھ (نَل) کو یہ الزام نہیں دیا جا سکتا کہ وہ میری بات
نہیں سنتا۔ اے رتھبان مجھے تیری حفاظت کی ضرورت ہے۔
میری باتوں پر عمل کر۔ میرا ذہن کچھ زیادہ پُرامید نہیں ہے راجہ
نَل کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ نَل کے محبوب گھوڑوں کو (رتھ میں)
جوت دے، جو ذہن کی پرواز کی طرح تیز رفتار ہیں۔ میرے
جڑواں بچوں (بیٹی، بیٹا) کو رتھ میں بٹھا اور فوراً کُندِن[۶۸۵] روانہ
ہو جا۔ بچوں، رتھ اور گھوڑوں کو میرے رشتے داروں کے ساتھ چھوڑ کر
تو خود یا تو وہیں رہ جانا، یا جہاں تیرا جی چاہے جانا۔"

نَل کے رتھبان وارشنیا نے دَمینتی کی باتیں تفصیل کے ساتھ نَل کے مشیرانِ اعلیٰ کو بتائیں اور ان کے مشورے سے معاملہ طے کر کے، اور ان کی رضامندی پا کر رتھبان وارشنیا بچوں کو رتھ میں سوار کر کے وِدربھ، روانہ ہو گیا۔ دَمینتی اور نَل کے بیٹے اِندرسین اور بیٹی اِندرسینا، بہترین رتھ اور گھوڑوں کو وہاں پہنچا دیا۔ پھر وارشنیا نَل کے لئے کڑھتے ہوئے دل

۶۸۵۔ کُندِن (KUNDINA)۔ دَمینتی کے باپ راجہ بھیم کی ریاست وِدربھ سے مراد ہے۔ کیا کُندِن، وِدربھ ریاست کا دارالحکومت تھا؟ دَمینتی اپنے بیٹے بیٹی کو اپنے ماں باپ کے پاس بھیج رہی ہے۔

کے ساتھ (راجہ) بھیم سے رخصت ہو گیا۔ کچھ مدّت ادھر ادھر پھرنے کے بعد وہ اجودھیا[ص۶۹] شہر چلا گیا اور وہاں وہ دکھی دل کے ساتھ (وہاں کے) راجہ رتوپرن کے حضور پیش ہوا اور رتھبان کی حیثیت سے اس راجہ کے ہاں ملازم ہو گیا۔

وارشنیا کی روانگی کے بعد پشکر نے راستباز نل سے اس کی سلطنت اور ساری دولت جیت لی جو پانسہ کھیلنے میں مصروف تھا۔ پشکر نے ہنس کر نل سے کہا جو اپنی سلطنت کھو چکا تھا۔

"چل اب نئے سرے سے پانسہ کھیلیں۔ لیکن اب داؤ پر لگانے کو تیرے پاس ہے ہی کیا؟ صرف دمینتی رہ گئی ہے، باقی تیرا سب کچھ تو میں نے جیت لیا ہے، اگر تیری مرضی ہو تو اب دمینتی کو داؤ پر لگا دے۔"

پشکر کی یہ باتیں سن کر راستباز راجہ (نل) کو یوں محسوس ہوا جیسے غصّے کے مارے اس کا دل پھٹ جائے گا، مگر اس نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ پشکر کو انتہائی کرب کے ساتھ دیکھ کر عظیم شہرت والے راجہ نل نے اپنے بدن کے ہر حصّے سے سارے زیور اتار دیئے، کپڑے کا ایک ہی ٹکڑا لپیٹا (مگر اس کا ادھورا) بدن مستور نہیں تھا۔ راجہ نل نے اپنا سارا مال و دولت چھوڑا اور دوستوں کو بھی اداس کر کے باہر چلا گیا۔ جب وہ شہر سے باہر نکل رہا تھا، تو دمینتی بھی (صرف

ص۶۹۔ اجودھیا (AJODHYA - AYODHYA)۔ روایتوں کے مطابق یہ سورج بنسی نسل کے بانی اکشواکو (IKSHWAKU) کا دارالحکومت تھا۔ روایتوں کے مطابق ہی بعد میں یہ شہر یعنی اجودھیا رام چندر جی کا دارالحکومت بھی تھا۔ اس کا شمار ہندوؤں کے سات مقدس شہروں میں ہوتا ہے۔ گویا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اجودھیا یوپی کے موجودہ شہر فیض آباد کے پاس ہی کہیں تھا لیکن اس کا بالکل صحیح محل وقوع ابھی تک تلاش نہیں کیا جا سکا ہے۔

ایک ہی کپڑے میں ملبوس اس (نل) کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ شہر کی حدود سے باہر نل نے اپنی بیوی (دمینتی) کے ساتھ قیام کیا۔ لیکن پشکر نے شہر میں اعلان کر دیا کہ جو کوئی نل پر توجہ دیگا موت کی سزا پائے گا۔ اس اعلان کے علاوہ بھی شہریوں کو علم تھا کہ پشکر کو نل سے کتنا بغض ہے چنانچہ شہریوں نے اس (نل) کے ساتھ کوئی حسنِ سلوک نہیں کیا۔ نل نے شہر سے باہر تین راتیں گزاریں اور صرف پانی پر گزارہ کیا۔

بھوک سے بے تاب ہو کر نل شہر کے مضافات کو چھوڑ کر پھلوں اور جڑوں (۲۰) کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ دمینتی اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ کئی دن گزر گئے۔ فاقوں زدہ نل کو سنہری پَر والے کچھ پرندے دکھائی دیئے۔ نشدھاؤں کے طاقتور راجہ (نل) نے دل ہی دل میں سوچا۔

"آج یہ پرندے میری خوراک بنیں گے اور بعد میں ان کے پَر میری
دولت ہوں گے۔"

پھر اس (نل) نے اپنا وہ کپڑا ان (پرندوں) پر ڈھانپ دیا جو وہ پہنے ہوئے تھا۔ وہ آسمان نورد (۲۱) کپڑا اپنی کمر پر اٹھا کر آسمان پر اڑ گئے۔ نل کو ننگا، پریشان اور دھرتی کی طرف منہ کئے کھڑا دیکھ کر ان آسمان نوردوں نے اس سے کہا:۔

"اے کم عقل! ہم وہی پانسے ہیں۔ ہم یہاں تیرا کپڑا چھیننے آئے
تھے کیونکہ ہمیں اس بات کی کوئی خوشی نہیں ہوگی کہ تو اپنا کپڑا
پہن کر بھی یہاں سے جائے۔

(نل) کپڑے سے محروم ہو گیا اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ یہ کپڑا پانسے لے گئے ہیں۔ راستباز نل نے

---

(۲۰)۔ جڑیں:۔ زمین کے اندر اگنے والی چیزیں مثلاً گاجر، مولی، مونگ پھلی وغیرہ؟

(۲۱)۔ "آسمان نورد" پرندوں سے مراد ہے۔

(۲۲)۔ پانسے:۔ پرندوں کی شکل میں دراصل پانسے ہی تھے جیسا کہ کہانی میں بتایا گیا ہے

دمینتی سے کہا:۔

"اے پاکیزہ خاتون! ۔ وہ جن کے قہر کی وجہ سے میں اپنی سلطنت سے ہاتھ دھو بیٹھا، وہ جن کے زیر اثر میں مصیبت زدہ اور بھوک کا مارا اپنی خوراک مہیا نہیں کر سکتا۔ وہ جن کی وجہ سے نشید ملوک نے میرے ساتھ ذرا بھی اچھا برتاؤ نہیں کیا، وہی (پانسے) پرندوں کی صورت میں آکر میرا کپڑا لے کر اڑ گئے۔ اس مصیبت سے مجھے بے حد رنج ہوا ہے اور میری عقل جاتی رہی ہے۔

میں تیرا شوہر ہوں، تیری بہتری کے لئے جو باتیں کر رہا ہوں ان پر عمل کر۔ تیرے سامنے یہ کئی سڑکیں ہیں۔ یہ اونتی (شہر) سے گزرتی ہوئی اور رکشاوت پہاڑ کو عبور کر کے جنوبی ملک[۲] کو جاتی ہیں۔ یہ وہی عظیم پہاڑ ہے جو 'وندھیا' کہلاتا ہے۔ اس سے پرے دریا ئے پے یوشنی[۳] سمندر کی طرف بہتا ہے اور اس سے پرے عالی مرتبت رشیوں کے آشرم ہیں جہاں کئی قسم کے پھل اور جڑیں ہیں۔ یہ سڑک ودربھ دیس جاتی ہے اور وہ کوشل کے ملک جاتی ہے۔ جنوب میں ان سڑکوں سے پرے جنوبی ملک ہے۔"

بھیم کی بیٹی (دمینتی) سے مصیبت زدہ نل یہ باتیں بار بار کہیں۔ رنج سے پگھلی ہوئی دمینتی نے

---

۲ ۔ جنوبی ملک :۔ بھارت کا جنوبی حصہ یعنی دکن۔

۳ ۔ پے یوشنی :۔ (PAYOSHNI)

آنسو بھری آواز نے ساتھ نشدھ (نل) سے یہ دردناک الفاظ کہے :۔

"دھرتی کے راجہ تیری نیت کے بارے میں سوچ کر میرا دل کانپتا ہے اور میرے تمام اعضاء کمزور پڑ گئے ہیں۔ میں تجھے اس سنسان جنگل میں کیسے چھوڑ جاؤں؟ تیری سلطنت اور دولت جاتی رہی، خود تیرے اپنے پاس بدن ڈھانپنے کے لئے ایک کپڑا تک نہیں۔ بھوک اور رنج و غم سے تو چور چور ہے۔ اس خوفناک ویران جنگل میں تھکا ماندہ اور فاقے کا مارا جب تو اپنی آسائشوں کو یاد کرے گا تو اس وقت، اے عظیم راجہ، مصیبت میں تیری ڈھارس میں بندھاؤں گی۔ سارے طبیبوں کا کہنا ہے کہ کسی بھی تکلیف میں بیوی جیسی کوئی دوا نہیں ہے۔ اے نل یہ حقیقت ہے جو میں تجھ سے بیان کر رہی ہوں۔"

اپنی رانی (دمینتی) کی باتیں سن کر نل نے جواب دیا،

"اے پتلی کمر والی[۲۸] دمینتی، جو کچھ تو نے کہا ہے بے شک وہ ٹھیک ہے۔ مصیبت کے وقت کسی آدمی کے لئے کوئی دوست یا دوا ایسی نہیں ہے جو بیوی کی ہم سری کر سکے۔ میں تجھ سے تعلق توڑنا نہیں چاہتا، تو ڈرتی کیوں ہے۔ اے پاکباز میں خود کو چھوڑ سکتا ہوں مگر تجھے نہیں چھوڑ سکتا۔

تب دمینتی نے کہا :۔

"اے طاقتور راجہ، اگر تیری نیت مجھے چھوڑنے کی نہیں ہے تو

۲۸۔ پتلی کمر والی :۔ مان متھ ناتھ دت نے "خوبصورت اعضاء والی" ترجمہ (انگریزی) کیا ہے۔

پھر تو نے مجھے ملک وِدربھا جانے والی راہ کیوں بتائی۔ اے
راجہ میں جانتی ہوں کہ تو مجھے نہیں چھوڑے گا، مگر اپنی رعایا کے
محافظ راجہ! کالی نے تیرا ذہن پریشان کرکے رکھ دیا ہے (اس
لئے) ہو سکتا ہے کہ تو مجھے چھوڑ جائے۔ اے بہترین انسان تو
نے بار بار مجھے راستے کی طرف اشارہ کیا، اس لئے اے دیوتا
جیسے (نل) تو مجھے اور بھی دُکھی کر رہا ہے۔
اگر تو یہ چاہتا ہے کہ میں اپنے رشتے داروں میں چلی جاؤں، تو پھر
تجھے پسند ہو تو ہم دونوں (ہی) ملک وِدربھا چلیں گے۔ اے عزت
بخشنے والے (نل) وہاں عزت و احترام کے ساتھ تیرا استقبال کیا
جائے گا اور اے راجہ (نل) (وِدربھا کے) راجہ (بھیم) کے اچھے بھاؤ
کے سبب تو ہمارے گھر میں ہنسی خوشی رہے گا۔"

نل نے کہا۔

"بے شک تیرے باپ کا راج پاٹ گویا میرا ہی ہے۔ لیکن
میں ان مشکل حالات میں تو وہاں کسی صورت میں بھی نہیں جاؤں گا
ایک بار میں وہاں اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ تیری خوشی
میں اضافہ کرنے گیا تھا[۴۵]، اب میں اس مصیبت کے وقت وہاں
جا کر تجھے اور زیادہ دُکھی کیسے کر سکتا ہوں۔"

دَمینتی سے یہی باتیں بار بار کرکے نل نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی، ساتھ ہی وہ اپنے
بدن پر آدھا کپڑا لپیٹتا جاتا تھا۔ وہ دونوں ایک ہی کپڑے میں ملبوس، بھوک پیاس سے نڈھال

۷۹۵۔ اس طرف اشارہ ہے جب نل دَمینتی کے سوئمبر (سوئمبور) میں گیا تھا اور اسے بیاہ کر لایا تھا۔

ادھر اُدھر پھرتے مسافروں کے لئے بنے ہوئے ایک سائبان (پناہ گاہ) میں آپہنچے۔ اس جگہ پہنچ کر نشید ہاؤں کا راجہ (نل)، ودربھ کی راجکماری (دمینتی) کے ساتھ ننگی دھرتی پر بیٹھ گیا اور پھر دمینتی کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں لپٹا ہوا گندا، خاک دھول میں اٹا ہوا، پریشان حال تھکا ماندہ نل اور دمینتی زمین پر ہی لیٹ گئے۔ خوبصورت، پاکیزہ اور خوش بخت دمینتی جو اچانک ہی مصیبت میں پھنس گئی تھی، گہری نیند سوگئی۔ دمینتی تو سوگئی مگر نل کا دل اور ذہن صدمے سے اتنا مضطرب تھا کہ وہ پچھلے دنوں کی طرح، سکون سے نہیں سو سکا۔ اپنی سلطنت سے محروم ہوجانے، دوستوں کے منہ موڑ لینے اور جنگلوں میں پیش آنے والی مصیبتوں کا خیال کرکے وہ (نل) سوچنے لگا۔"

"میری اس روش کا حاصل کیا ہے؟ اور اگر میں یہ طرزِ عمل اختیار نہ کروں تو بھی کیا؟ کیا اب میرے لئے مرجانا بہتر ہے یا مجھے بیوی کو چھوڑ کر چل دینا چاہیئے؟ وہ میری سچی وفادار ہے، اور میرے لئے یہ سب دُکھ جھیل رہی ہے۔ مجھ سے بچھڑ کر وہ گھومتی پھرتی شاید اپنے رشتے داروں کے پاس چلی جائے، چونکہ وہ میری جان نثار ہے، میرے ساتھ رہے گی تو یقیناً مصیبت کا شکار ہوگی، لیکن اگر میں اس سے جدا ہوجاؤں تو کہا نہیں جا سکتا کہ وہ مصائب کا شکار ہوگی یا نہیں، لیکن دوسری طرف ہوسکتا ہے کہ کسی وقت اسے خوشی مل جائے۔"

اس (نل) نے بار بار اس معاملے پر غور کیا اور اس کے بارے میں بار بار سوچا۔ (بالآخر) اس نے فیصلہ کیا کہ بہترین راستہ یہی ہے کہ دمینتی کو چھوڑ دیا جائے۔ اس نے یہ بھی سوچا کہ مشہور پاکیزہ اور خوش بخت دمینتی میری وفادار ہے، اتنی حوصلہ مند ہے کہ راستے میں کوئی اس کی توہین نہیں کرسکے گا۔ اس طرح بدمعاش کالی کے زیر اثر اس (نل) کا ذہن دمینتی کو چھوڑنے پر تیار

ہوگیا۔ پھر اسے خیال آیا کہ اسے تو کپڑے کی ضرورت ہے (کیونکہ) وہ اور دَمینتی ایک ہی کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے۔ اس نے دَمینتی کے کپڑے میں سے اپنے لئے آدھا کپڑا پھاڑ لینے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے سوچا۔

"اس کپڑے کو کس طرح پھاڑوں کہ میری محبوب (بیوی) جاگ نہ جائے۔"

یہ سوچ کر وہ اس سائبان (پناہ گاہ) کے اردگرد گھومنے لگا۔ پناہ گاہ کے قریب ہی اسے ایک خوبصورت ننگی تلوار ملی۔ دشمنوں کو مغلوب کرنے والے نَل نے تلوار سے نصف کپڑا کاٹ کر تلوار پرے پھینک دی اور نیند میں کھوئی ہوئی وِدَربھ کے راجہ (بھیم) کی بیٹی (دَمینتی) کو چھوڑ کر چلا گیا۔ لیکن اس کا دل دَمینتی کی طرف کھنچنے لگا۔ نشدھاؤں کا راجہ (نَل) سائبان کی طرف پلٹ آیا۔ اور اس (دَمینتی) کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے آنسو بہہ نکلے۔ کہنے لگا:

"افسوس، میری وہ محبوب بیوی آج کسی بے کس کی طرح اس ننگی دھرتی پر پڑی سو رہی ہے جسے اس سے پہلے کبھی ہوائیں اور سورج (بھی) نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کپڑے کے کٹے ہوئے ٹکڑے میں لپٹی، پریشانی میں پڑی یہ روشن مسکراہٹوں اور پتلی کمر والی دَمینتی جب جاگے گی تو کیا کرے گی؟ (راجہ) بھیم کی یہ دلآویز بیٹی، اپنے شوہر کی وفادار مجھ سے بچھڑ کر اکیلی دہشت ناک ویران جنگل میں کیسے ماری ماری پھرے گی جو درندوں سانپوں سے بھرا پڑا ہے۔ اے نیک دل دَمینتی آدی تیا[۲۶]، واسوؤں[۲۷] [۲۸]

ص۲۶۔ اَدِیتیا (آدی تیا۔ ADITYAS) یہ زیرِ نظر کتاب کے شروع (تعارف) میں تفصیل دی جا چکی ہے

ص۲۷۔ واسو۔ آٹھ دیوتاؤں پر مشتمل دیوتاؤں کا ایک طبقہ۔ یہ آٹھوں (واسو) اندر دیوتا (کے) باقی اگلے صفحہ پر

جلواں اشون[ح۷۹]، ماروتوں[ح۸۰] کے ساتھ مل کر تیری حفاظت کریں یا

پھر تیری اپنی پاکیزگی اور نیکی تیری بہترین محافظ ہو۔"

اپنی محبوب خوابیدہ بیوی، جس کا حسن دھرتی پر لاثانی تھا، سے اس طرح باتیں کر کے راجہ نل نے چلے جانے کی کوشش کی۔ کالی نے اس کی مت ماردی تھی۔

نل بار بار وہاں سے گیا اور پھر بار بار یہیں سائبان تلے پلٹ آیا۔ کالی اسے کھینچے جاتا تھا مگر محبت اسے واپس لے آتی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے مصیبت زدہ راجہ کا دل دو ٹکڑے ہو گیا ہو اور وہ (نل) جھولے کی مانند سائبان (پناہ گاہ) سے باہر جاتا اور پھر وہیں پلٹ آتا۔ آخر کار نل کالی کے ہاتھوں بے وقوف بن کر اور عقل و ہوش کھو کر اس (دمینتی) کی خاطر بری طرح روتا دھوتا، اسے سوتی چھوڑ کر چلا گیا۔ کالی کے زیر اثر درد بھرے دل کے ساتھ اپنی بیوی کو اس سنسان جنگل میں اکیلی چھوڑ کر اپنے خیالات میں غلطاں جدا ہو گیا۔

نل کے جانے کے بعد پتلی کمر والی دمینتی تکان سے تازہ دم ہو کر اس ویران جنگل میں

کے خدام سمجھے جاتے ہیں۔ ان میں آپ (پانی - ĀPA)، دھرو (قطبی تارہ - DHRUVA) سوم (چاند Soma) دھر (دھرتی - DHRA)، انل ہوا - انیل - ANILA) انل (آگ - ANALA) پربھاس (صبح صادق PRABHĀSA) اور پرتی اُشا (پرتیو اُشا - سدشتی - PRATYUSHA) شامل ہیں۔ رامائن کے مطابق وہ اُدیتی (ADITI) یعنی لامتناہی آسمان یا لامحدودیت کے بیٹے ہیں۔

ح۷۸ - رُدر (RUDRAS):- ان دیوتاؤں کی تعداد گیارہ بیان کی جاتی ہے۔ انہیں طوفانوں کے خوفناک دیوتا رُدر کی اولاد بھی قرار دیا جاتا ہے۔ ہندوؤں کی مختلف کتابوں میں ان کے بہت مختلف نام آتے ہیں۔

ح۷۹ - جلواں اشون:- تفصیل اسی کہانی کے فٹ نوٹ (حاشیہ) ح۱ میں دی جا چکی ہے۔

ح۸۰ - ماروت:- ہواؤں طوفانوں کے دیوتا - ویدوں میں انہیں بہت اہمیت دی گئی ہے۔

جاگ گئی۔ اپنے شوہر نشدھ[۸۱] کو نہ پا کر وہ بری طرح ڈر گئی، رنج اور دُکھ سے کچلی گئی، دہشت کے عالم میں زور سے پکار اٹھی:۔

اے آقا، اے جلیل القدر راجہ، اے میرے شوہر تو کیوں مجھے چھوڑ گیا ہے؟ میں مر گئی، میں برباد ہو گئی، میں اس سنسان جنگل میں (سخت) بھی ہوتی ہوں۔ اے عالی شان راجہ تو پارسا اور صادق ہے۔ تو نے مجھ سے جدا نہ ہونے کا وعدہ کیا تھا، پھر تو مجھے اس جنگل میں سوتا چھوڑ کر کیوں چلا گیا ہے۔ تو اپنی سگھڑ اور وفادار بیوی سے کیوں جدا ہو گیا، خصوصاً اس صورت میں کہ اس (بیوی) نے تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا، دوسروں نے پہنچایا ہے اے لوگوں کے حکمران، تجھے تو ان الفاظ کے مطابق وفادار رہنا چاہیئے تھا جو تو نے "دنیا کے محافظوں"[۸۲] کے سامنے مجھ سے کہے تھے۔

اے انسانوں کے سانڈ، تیرے جدا ہونے کے بعد تیری محبوب بیوی ایک لمحے کے لئے بھی اس لئے زندہ ہے کہ تقدیر کے مطابق فانی (انسانوں) کو مقررہ وقت پر مرنا ہے۔ اے انسانوں کے سانڈ، بس بہت مذاق ہو چکا، اب مزید مذاق کی ضرورت نہیں ہے۔ اے ناقابلِ تسخیر انسان، میں بے حد خوف زدہ ہوں، اے مالک، تو مجھے نظر آ رہا ہے۔ اے نشدھ تجھے دیکھ لیا

[illegible]۔ نشدھ:۔ نشدھ نامی ریاست اور لوگوں کے حکمران کی نسبت سے یہاں نل کو بھی نشدھ ہی کہا گیا ہے۔

۸۲۔ "دنیا کے محافظ":۔ دنیا کے محافظ دیوتا "لوک پال" یعنی اندر، اگنی، ورُن اور یَم۔

گیا ہے، تو ان جھاڑیوں کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ تو مجھے جواب
کیوں نہیں دیتا؟ اے عظیم راجہ، یہ تیرا ظلم ہے کہ مجھے اس آفت
میں مبتلا اور اس طرح بلکتے دیکھ کر بھی، تو میرے پاس آکر مجھے تسلی
نہیں دیتا۔ میں اپنے لئے یا کسی اور بات کے لئے آہ و بکا نہیں کر رہی
ہوں۔ اے راجہ، میرا جی تو یہ سوچ کر کٹ رہا ہے تو اکیلا اپنے
دن کیسے گزاریگا۔ اے راجہ، شام کو جب تو پیاسا، بھوکا اور
مشقت کی تکان سے چور درختوں کے نیچے بیٹھے گا تو مجھے اپنے
پاس نہ دیکھ کر تو کیسے زندہ رہے گا،،

پھر کرب کی ماری، رنج[ص۸۳] سے سلگتی اور دکھ میں ڈوبی دھوتی (دمینتی) ادھر اُدھر دوڑنے لگی۔ کبھی تو بے سہارا راجکماری[ص۸۴] اچانک کھڑی ہو جاتی، کبھی وہ گھبراہٹ اور پریشانی میں ڈوب جاتی کبھی وہ سہم کر چھپ جاتی اور اگلے ہی لمحے وہ زور زور سے رونے اور ملنے بکھرنے لگتی۔ پھر (راجہ) بھیم کی بے پناہ غم سے نڈھال اور پاکیزہ بیٹی (دمینتی) بار بار ٹھنڈی آہیں بھر کر روتی ہوئی بولی:۔

"جس وجود کی بددعا سے بپتا کا مارا نشدھ (نل) اس مصیبت
میں گرفتار ہوا ہے، (وہ) ہم سے بھی زیادہ دکھ میں مبتلا ہو۔
جس پاپی ذلیل نے پارسا دل کو اس مصیبت میں پھنسایا ہے
وہ اس (نل) سے بھی زیادہ آفت زدہ اور دکھوں سے بھری
زندگی گزارے،،

ص۸۳ - رنج: مان متھ ناتھ دت نے رنج کی جگہ (انگریزی میں) غصہ ترجمہ کیا ہے۔

ص۸۴ - بے سہارا راجکماری: بے سہارا راجکماری کی جگہ 'پُرشباب یا نوجوان راجکماری' بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔

اس ذی مرتبت (راجہ) کی نالے بکھرتی بیوی (دمینتی) نے درندوں سے معمور اس جنگل میں اپنے محبوب شوہر کو ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ اور (راجہ) بھیم کی بیٹی (دمینتی) زار زار روتی کسی پاگل کی طرح اِدھر اُدھر دوڑنے لگی۔ وہ زور زور سے چلاتی جاتی تھی:۔

"افسوس، راجہ، افسوس!"

وہ مادہ عقاب کی طرح بلند آواز سے نالہ وشیون اور دردناک انداز میں مسلسل آہ وزاری کرتے کرتے ایک بہت ہی بڑے اژدہے کے قریب جا پہنچی۔ اس عظیم الجثہ اور بھوکے اژدہے نے اچانک ہی (راجہ) بھیم کی بیٹی دمینتی کو جکڑ لیا۔ وہ اس کے قریب آگئی تھی اور اب (اژدہے) کی زد میں پھر رہی تھی۔ اژدہے کی کنڈلیوں میں جکڑی، حزن وملال سے معمور وہ اب بھی اپنے لئے نہیں بلکہ نشدھ (نل) کے لئے رو رہی تھی وہ (غائبانہ نل سے مخاطب ہو کر) کہنے لگی۔

"اے مالک، تو کیوں اب لپک کر میرے پاس نہیں آتا ہے۔ مجھے ان سنسان جنگلوں میں اس اژدہے نے جکڑ لیا ہے اور کوئی مجھے بچانے والا نہیں۔ اور اے نشدھ (نل) تو مجھے (میرے مر جانے کے بعد) یاد کر کے کیسے رہے گا۔ اے آقا تو آج مجھے جنگلوں میں چھوڑ کر کیسے چلا گیا! جب تو سراپ (بددعا) کے اثر سے آزاد ہو جائے گا، اپنی دولت حاصل کر لے گا۔ تو میرے بغیر کیسے رہے گا۔ اے نشدھاؤں کے راجہ! اے بے گناہ! اے افضل ترین راجہ، جب تو مشقت سے تھک جائے گا، بھوک سے بے حال ہو جائے گا، اور رنج سے کپلا جائے گا تو تیری درماندگی کون دور کرے گا۔

اس (دمینتی) کا بلند نالہ وشیون سن کر ایک شکاری جلدی سے اس کے پاس پہنچا۔ بڑی بڑی آنکھوں والی (دمینتی) کو سانپ کی کنڈلیوں میں (جکڑا) دیکھ کر اس نے لپک کر اُ

تیر ہتھیار سے اسے ہلاک کر دیا۔ شکاری نے دمینتی کی گلو خلاصی کرائی اور اس کے بدن پر پانی ڈالا، روٹی کھلائی اور تسلی دی۔ پھر اس سے پوچھا:۔

"تو عمر ہرن جیسی آنکھوں والی، تو کون ہے اور جنگل میں کیوں
آئی ہے؟ اور اے حسینہ تجھ پر یہ مصیبت نازل کیسے ہوئی؟"

جو کچھ گزری تھی دمینتی نے اسے سب کہہ سنائی۔ شکاری اس بھری بھری چھاتیوں، گولائیوں دلکش اور متناسب اعضاء، ماہ کامل کی طرح منور، خمیدہ پلکوں اور شہد کی مانند شیریں گفتار خوبصورت خاتون کو کپڑے کے آدھے ٹکڑے میں ملبوس دیکھا، اس کا جذبۂ شہوانی بھڑک اٹھا اور محبت کے دیوتا (کام دیو) کے زیر اثر آکر شکاری اسے پگھلا دینے والی آواز اور ملائم الفاظ میں تسلی دینے لگا۔ پاکباز اور خوش جمال دمینتی نے اسے دیکھا اور اس کی بدنیتی بھانپ گئی۔ وہ غیض و غضب میں بھر گئی۔ لگتا تھا جیسے غصے میں بھڑک اٹھے گی۔ مگر وہ گندے ذہن والا ذلیل (انسان) شہوانیت کی آگ میں جل اٹھا اور برہم ہو کر اس کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی جو (دمینتی) دہکتی آگ کے شعلے کی طرح ناقابل تسخیر تھی۔ جب شکاری باتوں سے سمجھنے کی حد سے آگے نکل گیا تو اپنے شوہر اور سلطنت سے محروم ہو جانے سے الم رسیدہ (دمینتی) نے غضبناک ہو کر اس (شکاری) کو بد دعا دی:۔

"میں نے نشدھ کے راجہ (نل) کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے
بارے میں کبھی سوچا تک نہیں چنانچہ شکار پر گزر بسر کرنے والا
یہ ذلیل، کمینہ ذہن (انسان) مردہ ہو کر گر جائے!"

جونہی اس (دمینتی) نے یہ کہا وہ آگ سے جلے ہوئے درخت کی طرح بے جان ہو کر زمین پر گر پڑا۔ جنگلی جانوروں کا یہ شکاری ہلاک ہو گیا تو کنول کی پتیوں جیسی آنکھوں والی (دمینتی) اس سنسان اور ڈراونے جنگل میں آگے بڑھ گئی۔ وہاں جھینگر بول رہے تھے اس (جنگل) میں شیر ببر، تیندوے رُورُو[۸۴]، شیر، بھینسے، ریچھ اور ہرن بھرے پڑے تھے، مختلف قسم کے پرندوں کی بہتات تھی۔

(حاشیہ نمبر ۸۴ اگلے صفحہ پر)

وہاں ڈاکو اور ملیچھ قبائل رہتے تھے۔ اس جنگل میں سال، بانس، ڈھو[85]، اسوتھ (ASWATHAS)، ٹنڈک (TINDUKAS)، اِنگُدر (INGUDAS)، کِن شک (KINSUKAS)، ارجن (ARJUNAS)، نیمو[86]، تمبسی[87]، سال مل (SALMALAS)، جمو[88]، آم، لودھر (LOODHRAS)، کھیچو (CATECHU)، بید، پدمک (PADMAKAS)، آملک (AMALAKAS)، پلکش[89]، کدمو (KOUMVAS)، ادُومبر، وَدری (VADRIS)، وِلو (VILWAS)، برگد (بڑ)، پیپال، پام، کھجور، ہریتک (HARITAKAS) وِبھیتک (VIBHITAKAS) درختوں کی بھرمار تھی۔

وِدربھ کی راجکماری (دمینتی) نے مختلف قسم کی دھاتوں سے معمور پہاڑ دیکھے۔ جنگل دیکھے جو پرندوں کے نغموں سے گونج رہے تھے، بہت سی خوش منظر گھاٹیاں، متعدد دریا، جھیلیں اور تالاب، طرح طرح کے پرندے اور جانور دیکھے اور ایسے ان گنت سانپ، بدصورت

ص۸۴۔ رُوڑو :۔ مان متھوناتھ دت اور پرتاب چندر رائے نے تو رُوڑو ہی لکھا ہے مگر ڈی۔ کے راجگورو نے رُوڑو کی جگہ "ہرن" (جمع کا صیغہ) لکھا ہے (انگریزی)۔ بہرکیف مجھے رُوڑو کے بارے میں یقینی طور پر معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ کونسا جانور تھا۔

ص۸۵۔ ڈھو (DHAVAS) :۔ اس درخت کو ڈھب (DHABA) بھی لکھا گیا ہے۔

ص۸۶۔ نیمو (NIMVAS) :۔ نیم کا درخت ؟ دت نے نیمو کی جگہ کسی اور ہی درخت اَرِستھ (ARISTHAS) کا نام لکھا ہے۔

ص۸۷۔ تمبسی (TINISAS) :۔ دت نے تمبسی نامی درخت کی جگہ سُندن (SUNDANAS) درخت لکھا ہے۔

ص۸۸۔ جمو (JAMVUS) :۔ جامن کا درخت ؟ دت نے جُمبُر (JUMBUS) لکھا ہے۔

ص۸۹۔ پلکش (PALAKSHAS) :۔ دت نے اس درخت کا نام پلکھ (PLAKHAS) لکھا ہے۔

ردمیں، خوفناک شکلوں والے راکھشس، جوہڑ، تالاب، پہاڑی چوٹیاں، خوبصورت ریزمان اور چشمے دکھائی دیتے۔ ودربھ کی راجکماری (دمینتی) کو (نر) بھیسوں کے تین گلے سور اور ریچھ اور بے شمار اژدہے نظر آتے۔ نیکی، حسن وجمال، تحمل، خوش بختی اور صبر و برداشت سے متصف دمینتی نل کی تلاش میں ان جنگلوں میں اکیلی ماری ماری پھرتی رہی۔ (راجہ بھیم کی بیٹی (دمینتی) اپنے شوہر سے جدائی کے سبب دل گرفتہ تو تھی (مگر اس خوفناک جنگل کی کسی چیز سے خائف نہیں تھی ——— پھر (وہ) ایک پتھر پہ بیٹھ گئی، سخت افسردہ تھی۔ شوہر کے غم میں اس کے اعضاء کانپ رہے تھے۔ وہ آہ وزاری کرتے ہوئے کہنے لگی:۔

"اے نشدھاؤں کے راجہ، اے چوڑی چھاتی اور طاقتور بازوؤں والے، اے راجہ تو مجھے اس سنسان جنگل میں چھوڑ کر کہاں چلا گیا ہے، اے سورما تو نے اشومیدھ[ح ۹] اور مختلف دوسری قربانیاں

ح ۹۔ اشومیدھ (ASWA-MEDHA) : گھوڑے کی قربانی۔ ویدی دور میں اولاد کا خواہاں راجہ یہ قربانی ادا کرتا تھا۔ کچھ مخصوص رسمیں ادا کر کے ایک گھوڑے کو ہلاک کر دیا جاتا اور راجہ کی بیویوں کو گھوڑے کی لاش کے پاس رات گزارنی پڑتی۔ چھارانی کو اس وقت ایک مخصوص رسم بھانا پڑتی تھی۔ یہ رسم کسی طرح بھی خوشگوار نہیں تھی بلکہ کراہت آمیز تھی ——— بعد کے زمانے مثلاً مہابھارت کے دور میں "اشومیدھ" کی رسم بہت اہمیت اختیار کر گئی تھی اور اسے صرف راجہ ادا کیا کرتے تھے۔ قدیم زمانے کے ہندوؤں کا خیال تھا کہ اس طرح کی ایک سو قربانیوں کی رسم ادا کرنے سے فانی راجہ اندر دیوتا کی حکومت کا تختہ الٹ سکتا ہے اور سابق اندر کی جگہ کائنات اور دیوتاؤں کا حکمران بن سکتا ہے ——— ایک خاص کا گھوڑا کچھ مخصوص قسم کی رسمیں ادا کر کے وقف کر دیا جاتا تھا، اور اسے ادھر اُدھر گھومنے کے لئے ایک سال تک کھلا چھوڑ دیا جاتا۔ راجہ یا اس کے نمائندے فوج سے کر گھوڑے کے پیچھے پیچھے رواں ہو جاتے اور جب گھوڑا کسی دوسری ریاست یا مملکت میں داخل ہو جاتا تو وہاں کے راجہ کا فرض تھا یا تو گھوڑا چھوڑنے والے راجہ (باقی اگلے صفحہ پر)

ادا کیں (برہمنوں) کو خوب تحفے دیتے۔ تو پھر اسے شیر صفت انسان
تو نے صرف مجھ سے کیوں دھوکہ کیا ہے؟ اے بہترین، اے
نور افشاں، اے راجاؤں کے سانڈ، تو نے جو کچھ مجھ سے کہا تھا
وہ تجھے یاد کرنا چاہیئے۔ اے دھرتی کے راجہ، تجھے وہ بھی یاد
کرنا چاہیئے جو فلک پیما ہنسوں نے تیرے سامنے کہا تھا اور وہ
بھی جو مجھ سے کہا۔

اے انسانوں کے شیر (صرف) ایک سچائی[۹۱] چاروں پورے ویدوں
انگوں اور اُپ انگوں[۹۲] کے برابر ہوتی ہے۔ چنانچہ اے قاتلِ
دشمنان، اے انسانوں کے راجہ، اے دلیر، تو نے جو وعدہ مجھ

کی فوج سے لڑے یا پھر اس کی اطاعت قبول کرے۔ جہاں جہاں گھوڑا جاتا اگر اسے چھوڑنے والا ان ریاستوں اور علاقوں کو مطیع کر لیتا تو پھر وہ اطاعت گزار راجاؤں کو اپنے جلو میں لئے فاتحانہ انداز میں لوٹتا تھا، اگر وہ ناکام رہتا تو اس کی بے عزتی کی جاتی اور اس کے تمام دعوؤں کا مذاق اڑایا جاتا۔ البتہ جب راجہ کامیابی کے ساتھ اس گھوڑے اور فوج کے ساتھ لوٹتا تو لوگ خوشی کا جشن مناتے۔ اس وقت گھوڑے کو حقیقت میں یا تمثیلی طور پر قربان کر دیا جاتا ــــــ اس ’اسومیدھ‘ کو ’اسومیدھ یگیہ‘ بھی کہا اور لکھا جاتا ہے۔

ص۹۱- سچائی :- وعدہ بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔

ص۹۲- انگ (ANGAS) :- ویدوں کا تکملہ - یہ ویدانگ (VEDANGAS) بھی کہلاتے ہیں۔ یعنی "ویدوں کے اعضاء" مراد دراصل ویدوں کے موضوعات سے ہے۔ ویدانگ یا ویدوں کے 'انگوں' کے موضوعات چھ ہیں۔ ویدوں کو پڑھنے، انہیں سمجھنے اور قربانیوں کو مناسب طریقے پر ادا کرنے کے لئے ویدوں کے استعمال کے اصولوں کے بارے میں جاننے کے لئے انہیں پڑھنا ضروری ہے۔ ان کی موضوعات کی تفصیل زیرِ نظر کتاب میں ہی کسی اور جگہ شامل ہے۔

سے کیا تھا وہ تجھے پورا کرنا چاہیئے۔ اے سورما، اے جگجوؤں کے سرتاج! افسوس کہ تیرے ہوتے ہوتے بھی میں اس جنگل میں ہلاک ہونے کو ہوں۔ میں اس ڈراؤنے جنگل میں بھٹک گئی ہوں تو مجھے جواب کیوں نہیں دیتا — جنگل کا یہ ہیبت ناک بادشاہ، بھیانک صورت والا، بھوک سے بے تاب ہو کر مجھے بہت ڈرا رہا ہے، کیا تیرے لئے مناسب نہیں کہ مجھے بچا لے؟

تو ہمیشہ مجھ سے کہا کرتا تھا کہ تیرے سوا مجھے اور کسی سے پیار نہیں ہے۔'' اے بھاگوان، اے راجہ، اب تو اپنا وہ دعویٰ (اپنے) ثابت کر جو تو نے کبھی میرے سامنے کیا تھا۔ اور اے راجہ تو اپنی سدھ بدھ کھوتی، بلکتی محبوب بیوی کو جواب کیوں نہیں دیتا حالانکہ تو اس سے محبت کرتا ہے اور جواب میں تجھے پیار بھی ملتا ہے — اے دھرتی کے راجہ، اے معزز دشمنوں کو پامال کرنے والے، اے بڑی بڑی آنکھوں والے میرا خیال کیوں نہیں کرتا، میں جو نحیف ہو گئی ہوں، غمزدہ ہوں، پیلی پڑ گئی ہوں، میرا رنگ پھیکا پڑ گیا ہے، کپڑے کے آدھے ٹکڑے میں لپٹی ہوئی ہوں تنہا ہوں، روتی ہوں بے کس کی طرح آہ وزاری کر رہی ہوں اور خوبصورت ہرنی کی طرح اکیلی روتی ہوں، ڈار سے بچھڑ گئی ہوں اے عالی قدر حکمران، میں تیری دھرم پتنی ہوں، تیری وفاشعار، اس وسیع جنگل میں اکیلی تجھ سے مخاطب ہوں، تو مجھے جواب کیوں نہیں دیتا؟ اے انسانوں کے سردار، عالی نصیب، صاحب کمال اور خوش بدن آج تو مجھے اس پہاڑ پر نظر نہیں آتا — اے

نشدھ دیشوں کے حکمران (نل)، افضل ترین انسان، میرا غم ڈھانے والے ببر شیروں اور شیروں سے بھرے اس پُر ہول جنگل میں (جانا چاہتی ہوں کہ) تو لیٹا ہوا ہے، یا کھڑا ہے، یا چلا گیا ہے۔ تیرے سبب میں غموں کی ماری کس سے پوچھوں کہ "کیا تو نے اس جنگل میں کہیں راجہ نل کو دیکھا ہے" آہیں کس سے دیکھیہ، ارفع روح اور دشمنوں کی صفوں کو ہلاک کرنے والے نل کے بارے میں پوچھوں، میں آج کس سے یہ شیریں الفاظ سنوں کہ ـــ "کنول جیسی آنکھوں والے جس نل کی تجھے تلاش ہے وہ یہاں ہے۔

وہ پرے جنگل کا بادشاہ، چار دانتوں، نمایاں جبڑوں اور خوبصورت ایال والا شیر آرہا ہے میں تو اس سے ہی نڈر ہو کر پوچھوں گی کہ ـــ "تو سارے جانوروں کا بادشاہ اور اس جنگل کا حکمران ہے، میں وِدربھاؤں کے راجہ (بھیم) کی بیٹی اور نشدھاؤں کے راجہ، دشمنوں کو ہلاک کرنے والے نل کی بیوی دمینتی ہوں۔ اے جانوروں کے آقا میں مصیبت اور غم کی ماری ان جنگلوں میں اکیلی اپنے شوہر کو ڈھونڈتی ہوں۔ اے جانوروں کے بادشاہ اگر تو نے اسے دیکھا ہے تو مجھے بتا کر تسلی دے، اور اس جنگل کے حکمران اگر تو نل کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا تو پھر اے افضل ترین جانور مجھے ہڑپ کرلے اور اس مصیبت سے نجات دلا ـــ

——— افسوس کہ اس دیر ملنے میں میری غم آگیں فریاد سن کر جانوروں کا یہ بادشاہ بھی (میری بات پر) توجہ نہیں دیتا بلکہ سمندر کی طرف رواں اس بلوریں دریا کا رُخ کر رہا ہے۔

میں اب راجہ کے بارے میں اس شاہ کوہسار سے پوچھتی ہوں۔ اس بلند اور مقدس پہاڑ سے جس کی لاتعداد رنگی برنگی خوبصورت فلک بوس چوٹیاں ہیں، جو (پہاڑ) مختلف قسم کی دھاتوں سے معمور ہے کئی قسم کے ہیرے جواہرات سے مزین ہے اور اس وسیع جنگل پر علم کی طرح اٹھتا چلا گیا ہے۔ اس میں تیندوے، ببر شیر، ہاتھی جنگلی سور، ریچھ، بارہ سنگھے ہیں، جس میں ہر طرف قسم قسم کی پردار[95] مخلوق کے گیت گونج رہے ہیں اور جہاں کِنسُوک[96]، اشوک[97]، وکول[98] پُنّاگ[99]، اور شگوفوں سے لدے کرنکار[100]، ڈھو[101]، پلکش[102] کے درخت اپنی بہار دکھا رہے ہیں۔ اس (پہاڑ) میں ندیاں بہہ رہی ہیں جو ہر طرح کے آبی پرندوں سے معمور ہیں اور جو بلند چوٹیوں سے آراستہ ہے۔

(دمینتی پہاڑ سے پوچھتی ہے) "اے مقدس، بہترین پہاڑ، اے

ح ۹۵۔ پردار مخلوق: پرندے۔

ح ۹۶ تا ح ۱۰۲۔ کِنسُوک (KINSUKAS)، اَسوک (ASOKA)، وکُول (VAKULAS)، پُنّاگ (PUNNĀGAS)، کرنکار (KARNIKĀRAS)، ڈھو/ ڈھب (DHAVAS)، اور پلکش (PLAKSHAS) ۔ یہ سب درختوں کے نام ہیں۔ ح ۹۹۔ پُنّاگ (PUNNĀGAS): د۔ مان متھ ناتھ دت نے پُنّاگ کی جگہ تنگ (TANNAGA) لکھا ہے (انگریزی)۔

دلفریب منظر والے، مشہور پہاڑ، (مصیبت زدوں کی) پناہ گاہ، اے انتہائی مبارک (پہاڑ)، دھرتی کے ستون میں تیری تعظیم بجا لاتی ہوں، پاس آکر میں تیرے سامنے جھکتی ہوں۔ میں راجہ کی بیٹی، راجہ کی بہو اور راجہ کی بیوی ہوں۔ میرا نام دمینتی ہے، دھرتی کا راجہ، ودربھا کا حکمراں، مہا سورما، چاروں مختلف ذاتوں کا محافظ (راجہ) بھیم میرا باپ ہے۔ اس بہترین راجہ (بھیم) نے راج سُویا[ص ۱۰۳] اور اسومیدھ قربانیوں کی رسمیں ادا کیں، برہمنوں کو خوب تحفے دیئے، وہ خوبصورت اور بڑی بڑی آنکھوں والا، خوبصورت خمیدہ ابرو والا، ویدوں کا منفرد عالم، بے داغ کردار کا مالک، راست گو، بے ریا، شریف النفس، بہت بے پناہ دولت کا مالک، تمام اخلاقیات سے متصف، بے خطا ہے اس نے اپنے تمام دشمنوں کا قلع قمع کر دیا ہے۔ وہ ودربھ کے لوگوں کی پوری طرح حفاظت کرتا ہے۔ اے مقدس (پہاڑ) جان لے کہ میں اسی کی بیٹی ہوں، تیرے پاس آئی ہوں۔

بہترین انسان، نشدھاؤں کا مشہور راجہ میرا خسر تھا، اس کا نام ویرسین تھا اور وہ بہت نامور تھا ــــــ اس راجہ (ویرسین) کے سورما، وجیہہ اور ناقابل مدافعت قوت حامل کے بیٹے کا نام نل ہے، جو اپنے باپ سے ورثے میں ملی ہوئی مملکت پر خوبی سے حکومت کرتا ہے

ص ۱۰۳۔ راجہ سُویہ (RĀJASUYA) : مہابھارت کی بعض عبارتوں میں اس قربانی کا نام 'راج سُویہ' کی جگہ "واج پیا" (VĀJAPEYA) آیا ہے۔ 'راج سُویہ' قربانی 'واج پیا' نامی قربانی سے کم تر درجے کی مانی جاتی تھی۔

اسے پربت جان لے کہ دشمنوں کو ہلاک کرنے والا (نل) پنیا سلوک بھی کہلاتا ہے۔ اس کا رنگ پگھلے ہوئے سونے جیسا ہے، وہ برہمنوں کی عزت کرتا ہے، ویدوں کا عالم ہے، خوش گفتار ہے، اس نے قابل تعریف کارنامے انجام دیئے ہیں۔ وہ سوم رس پیتا ہے اور اگنی پوجا کرتا ہے، قربانی کی رسمیں ادا کرتا ہے، وہ سخی ہے، جنگجو ہے اور مجرموں کو انصاف کے ساتھ سزا دیتا ہے، جان لے کہ میں اس کی پیاری ہوں، پاکباز بیوی ہوں، مگر اب بے سہارا ہوں اور تیرے پاس پہنچی ہوں۔ اے لاثانی پربت (میں) خوشحالی سے تہی دامن، شوہر کی رفاقت سے محروم ہے یار و مددگار اور مصیبتوں کی ماری خاوند کو تلاش کرتی تیرے پاس آئی ہوں۔

اے بہترین پہاڑ، کیا تو نے اپنی سیکڑوں سر بفلک چوٹیوں کے ساتھ اس ہولناک جنگل میں راجہ نل کو کہیں دیکھا ہے؟ کیا تو نے میرے شوہر نشید ہاؤں کے حکمران، سورما اور ناقابل تسخیر (نل) کو دیکھا ہے جو ہاتھی کی مانند چلتا ہے، جو بہت ذہین ہے، جس کے بازو لمبے ہیں اور آتشیں توانائی کا مالک ہے۔ وہ طاقتور، ثابت قدم، منہ حوصلہ ہے اور بہت مشہور ہے۔ اے بہترین پربت مجھے تنہا آہ و بکا کرتے اور نڈھال دیکھ کر کیا تو مجھ سے بات کر کے اپنی مصیبت زدہ بیٹی کی طرح میری ڈھارس نہیں بندھائیگا۔[۱۰۴۷]

اے سورما، اے طاقتور جنگجو، اے راست رو، اے راست گو، اے

۱۰۴۷۔ یہاں پہاڑ سے دمینتی کا طویل خطاب تقسیم ہو گیا ہے۔

دھرتی کے راجہ نل، اگر تو اسی جنگل میں ہے، تو اے میرے راجہ میرے
سامنے آجا۔ ہائے اب میں ارفع و اعلیٰ نل کی ملائم اور بادلوں کی
طرح گرجدار آواز کب سنوں گی؟ عالی مرتبت نل کی امرت کی مانند وہ
شیریں آواز کب سنائی دے گی، جس میں وہ مجھے ——— "وِدربھ کی
راجکماری کہہ کر پکارتا تھا۔ مقدس و منفرد لہجے، ویدوں کے گیتوں
کی نغمہ آرائی جیسی مترنم، فصیح اور میرے سب غموں کے لئے سکون بخش
آواز مجھے کب سنائی دے گی؟ اے راجہ، اے راستباز مجھے ڈر لگ
رہا ہے مجھے تسلی دے۔"

(اُس)، بہترین پہاڑ سے باتیں کر کے راجکماری دمینتی شمال کو چل پڑی۔ پُورے تین دن اور رات چلنے کے بعد اس انتہائی خوبصورت خاتون (دمینتی) کو تپسیا کرنے والے (رشیوں) کا ایک جنگل نظر آیا۔ یہ بن آسمانی جنگل کی طرح خوبصورت تھا ——— اس (دمینتی) نے جو دلآویز آشرم دیکھا واسِشٹھ، بھرگُو اور اَتری جیسے تپسوی رِشی اس کی زینت تھے۔ وہ نفس کُش روکھی سُوکھی کھاتے تھے، انہیں اپنے تصورات پر قابو تھا، وہ مقدس تھے، تزکیہ نفس کی دس مقررہ رسوم ادا کر رہے تھے۔ (اِن رشیوں میں سے) کچھ پانی پر، کچھ ہوا پر اور کچھ جھڑے ہوئے پتوں پر گزارہ کر رہے تھے۔ انہیں خواہشات پر قابو تھا۔ وہ آسمان پر چلنے کی راہ کی تلاش میں تھے۔ وہ درختوں کی چھال اور ہرن کی کھالوں سے ستر پوشی کرتے تھے۔ ان کے حواس ان کے اپنے بس میں تھے۔

اس آشرم کو تپسوی رشیوں سے آباد اور (وہاں) ہرنوں کی ڈاریں اور بندروں کے غول گھومتے دیکھ کر دمینتی نے فرحت محسوس کی ——— ویرسین کے بیٹے (نل) کی محبوب بیوی عورتوں میں لاثانی، پاک دامن، خوش بخت، دلآویز ابروؤں، لمبی زلفوں، دلفریب کولہوں، نازک کمر مرتعش چھاتیوں، خوبصورت دانتوں سے مزیّن حسین چہرے اور بڑی بڑی کالی آنکھوں والی دمینتی اپنی تابندگی اور آن بان کے ساتھ آشرم میں داخل ہو گئی (اس نے) ان تپسویوں کو پرنام کیا جو

تپسیا کرتے کرتے بوڑھے ہو گئے تھے۔ (پھر) وہ انکساری اور عاجزی کے انداز[ح۱۰۵] میں کھڑی ہو گئی۔ اس جنگل میں رہنے والے تپسویوں[ح۱۰۶] نے اس (دمینتی) سے کہا۔ "خوش آمدید"۔ اور ریاضتوں کی دولت سے مالا مال ان لوگوں نے اسے مناسب تعظیم دی اور کہا۔

"بیٹھ اور ہمیں بتا کہ تیرے لئے کیا کر سکتے ہیں؟"

خوبصورت بالوں والی (دمینتی) نے ان رشیوں سے کہا۔

"بے خطا اور خوش بخت رشیو، کیا تمہاری سخت ریاضتوں، (قربانیوں) کی مقدس آگ، تمہاری راست روی اور تمہارے اپنے مرتبے کے مطابق مذہبی رسوم کی ادائیگی مناسب طریقے پر ہو جاتی ہے؟ اور کیا اس آشرم کے پرندے اور جانور ٹھیک ٹھاک ہیں۔"

ان رشیوں نے جواب دیا۔

"اے حسین اور ممتاز خاتون ہم ہر لحاظ سے آسودہ خاطر ہیں، مگر اے بے داغ بدن والی، ہمیں بتا کہ تو کون ہے اور تجھے کس کی تلاش ہے! تیرا حسین سراپا اور تیری بے پناہ آب و تاب دیکھ کر ہم حیران ہیں اطمینان رکھ اور غم نہ کر، اے بے خطا اور خوش بخت، بتا کیا تو اس جنگل یا اس پہاڑ یا اس دریا کی صدر نشین دیوی ہے؟ سچ بتا۔"

دمینتی نے ان رشیوں سے کہا۔

"اے برہمنو، میں اس جنگل، یا اس پہاڑ اور اس دریا کی دیوی نہیں ہوں تپسیا کی دولت سے مالا مال رشیوں جان لو کہ میں انسانوں کی بیٹی ہوں۔

ح۱۰۵۔ انکساری اور عاجزی کا انداز۔ ہاتھ جوڑ کر۔

ح۱۰۶۔ تپسوی۔ تارک الدنیا۔ دنیا ترک کر کے سخت ریاضتیں کرنے والے رشی۔

اپنی روداد تفصیل سے بیان کرتی ہوں۔ میری (باتیں) ضرور سنو!
ودربھاؤں کا ایک طاقتور راجہ ہے، اس کا نام بھیم ہے۔ اسے
دوبارہ جنم لینے والی ہستیو، جان لو کہ میں اسی (بھیم) کی بیٹی ہوں۔
نشدھاؤں کا دانشمند، نامی گرامی، مرد میدان، ہر لڑائی جیتنے والا اور
عالم راجہ نل میرا شوہر ہے ـــــ راجاؤں میں افضل ترین (راجہ)
دیوتاؤں کا پجاری، دوبارہ جنم لینے والوں کا پرستار، نشدھ نسل کا
رکھوالا، بے حد توانا، شہ زور، صادق، فرض شناس، دانا، وعدہ کا
پکا، دشمنوں کو کچل ڈالنے والا، عبادت گزار، دیوتاؤں کا خدمت گزار
شکیل، سرکش شہروں کا فاتح، دیوتاؤں کے سربراہ (اندر دیوتا) کی طرح
ضیا بار، دشمنوں کا قاتل، بڑی بڑی آنکھوں والا، بدر کامل کی طرح
درخشاں، بڑی بڑی قربانیاں کرنے والا، ویدوں اور ان کی شاخوں
کا عالم، سورج اور چاند کی طرح ضوفشاں نل میرا خاوند ہے۔
اس سچے اور دھرم پرست راجہ (نل) کو گھٹیا خصلت، کمینے اور
پکے جواریوں نے ایک دن جوا کھیلنے کی دعوت دی۔ نل (جوئے
میں ہارنے کی وجہ سے) اپنی دولت اور راج پاٹ سے محروم ہو
گیا۔ جان لو کہ میں اسی شیر بیشہ نل کی بیوی ہوں، اور اپنے گمشدہ شوہر
کی تلاش میں پریشان ہوں۔ دکھی دل کے ساتھ میں اس وسیع و عریض
بن میں، پہاڑوں پر، جھیلوں، دریاؤں، تالابوں اور جنگلوں میں اپنے
ماہر لڑاکا، ارفع روح ہتھیار چلانے میں طاق پتی نل کو ڈھونڈ رہی ہوں
اے مقدس شخص! نشدھاؤں کا حکمران، راجہ نل کیا تمہارے اس پاک اور
دلکش آشرم میں آیا ہے؟۔

اے برہمنو۔ اسی کی خاطر میں جنگلی جانوروں سے بھرے اس خطرناک
اور ڈراؤنے جنگل میں آئی ہوں۔ اگر کچھ دن اور راتوں تک نَل مجھے
نظر نہیں آیا تو جان دے دوں گی۔ انسانوں کے اس سانڈ (نَل) کے
بنا میرے جینے کا فائدہ ہی کیا ہے، اپنے شوہر کی وجہ سے رنج و
الم کی ماری میں زندہ کیسے رہ سکوں گی؟

جنگل میں آہ وزاری کرتی (راجہ) بھیم کی بیٹی دُمَینتی سے راست گو تپسویوں نے کہا:۔

"اے نعمتوں والی حسینہ، اپنی تپسیا کی قوت کے بل پر ہمیں نظر آرہا
ہے کہ مستقبل تیرے لئے خوشیاں لے کر آئے گا اور تُو جلد ہی نِشَدھ
(نَل) سے ملے گی۔ اے بھیم کی بیٹی نِشَدھ باسیوں کے راجہ، دشمنوں کے
قاتل اور سب سے نیک نَل کو تو دکھوں سے آزاد دیکھ لے گی اور اے
خوش بخت خاتون تو اپنے شوہر راجہ (نَل) کو تمام گناہوں سے مبرّا،
ہر قسم کے ہیرے جواہرات پہنے اپنے اسی شہر پر حکمراں، اپنے دشمنوں
کا تعاقب کناں، دشمنوں کے دلوں میں دہشت پیدا کرتا، دوستوں
کے دلوں کو مسرّت بخشتا اور ہر خوش بختی سے سرفراز پائے گی۔"

اِس راجکماری (دُمَینتی)، نَل کی محبوب ملکہ سے باتیں کر کے اپنی مقدس آگ اور آشرم سمیت
وہ رِشی نظروں سے غائب ہو گئے۔ یہ عجوبہ دیکھ کر راجہ ویرسین کی بے داغ بدن والی بہو (دُمَینتی)
کو سخت اچنبھا ہوا۔ وہ اپنے آپ سے کہنے لگی:۔

"کیا میں خواب دیکھ رہی تھی۔ یہ کیا وقوع پذیر ہوا؟ وہ سب تپسوی
کہاں ہیں؟ اور وہ آشرم کہاں ہے؟ مقدس پانیوں والا وہ دریا
کہاں گیا جس میں طرح طرح کے آبی پرندے تھے۔ اور پھلوں پھولوں
سے آراستہ خوشنما درخت کہاں گئے۔"

کچھ دیر تک انہی خیالوں میں گم رہنے کے بعد (راجہ) بھیم کی سہانی مسکراہٹوں والی بیٹی اپنے شوہر (نل) کے لئے اداس اور دکھی ہوگئی، اس کے گال (دوبارہ) زرد پڑ گئے۔ پھر وہ پھرتی پھراتی جنگل کے دوسرے حصّے میں پہنچی۔ وہاں اسے اشوک[ح ۱۰۷] کا درخت نظر آیا۔ اس جنگل میں وہ اس درخت کے قریب پہنچی۔ پھولوں اور پتّوں کی وجہ سے یہ درخت بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ وہ گریہ وزاری کرنے لگی، اس کی آواز صدمے سے رندھ گئی اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہ بولی:۔

"جنگل کے وسط میں پھولوں اور پھلوں سے سجا ہوا یہ درخت پہاڑوں کے دلکش حکمران کی طرح دلآویز ہے۔

اے دلفریب اشوک تو مجھے رنج والم سے جلد چھٹکارا دلا دے۔ کیا تو نے دشمنوں کو ہلاک کرنے والے دمینتی کے محبوب شوہر نل کو اس جنگل میں ہر طرح کے غم، خوف اور دقتوں سے آزاد دیکھا ہے؟ کیا تو نے میرے محبوب خاوند، نشدھاؤں کے حکمران، دشمنوں کا قلع قمع کرنے اور خوبصورت بدن اور جِلد والے نل کو کپڑے کے آدھے ٹکڑے میں لپٹا دیکھا ہے، سورما، جو مصیبت میں گرفتار ہے اور جو اس جنگل میں آیا ہوا ہے۔ اے اشوک کچھ ایسا کر کہ میں تمام صدموں سے آزاد ہونے کے بعد تجھ سے جدا ہوں۔ اے اشوک اپنے نام کی لاج رکھ لے، کیونکہ اشوک کا مطلب ہے "رنج کو دور کرنے والا۔"

ح ۱۰۷۔ اَشوک (اَسوک) :۔ ایک خوشنما اور مقدس درخت کا نام۔ اس درخت (اَشوک۔ اَسوک) کے بارے میں تفصیل شکنتلا کی کہانی کے حاشیے (فٹ نوٹ) میں دی گئی ہے۔ افسانوی روایات کے مطابق جو لوگ اس درخت کو دیکھ لیتے ہیں ان کا رنج وغم دور ہو جاتا ہے۔

اس لاثانی خاتون (راجہ) بھیم کی بیٹی نے افسردہ دلی سے اشوک درخت کے گرد تین چکر لگائے اور اس جنگل کے زیادہ ہولناک حصے میں داخل ہو گئی۔ اپنے پتی کو ڈھونڈتے ہوئے بھیم کی بیٹی نے بہت سارے درخت، دلخوش کن پہاڑ، بہت سارے درندے اور بہت سے غار، عمودی چٹانیں اور متعدد نظر نواز دریا دیکھے۔

پاکیزہ مسکراہٹوں والی دمینتی کافی دور چلنے کے بعد ایک کشادہ راستے پر آنکلی اسے لوگوں کا ایک قافلہ نظر آیا۔ وہ حیران ہوئی۔ قافلے کے ساتھ گھوڑے، رتھ اور ہاتھی بھی تھے۔ (قافلہ) شفاف اور ٹھنڈے پانی سے لبریز چوڑے، خوبصورت، پرکشش اور مسرت افزا دریا کے کنارے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا، اس کے کنارے بید کی جھاڑیاں جھکی ہوئی تھیں۔ کونجوں، بحری عقابوں اور چکرواکوں کی آوازوں سے (فضا) گونج رہی تھی۔ (دریا میں) کچھوؤں، مگرمچھوں اور مچھلیوں کا کوئی شمار نہیں تھا۔ (پانی) میں بہت سارے ٹاپو بن گئے تھے۔

صدموں سے کملائی کملائی، کپڑے کے آدھے ٹکڑے میں لپٹی، دبلی پتلی، زرد، پھیکے اور میلے چہرے، خاک دھول میں اٹے بالوں والی، دیوانوں کی طرح گھومتی (راجہ) نل کی سبک کمر اور عالی مقام بیوی (دمینتی) اس قافلے کے نزدیک پہنچی اور (قافلے) والوں کے درمیان آگئی۔ اسے اپنے درمیان دیکھ کر کچھ قافلے والے تو خوف کے مارے بھاگ نکلے، کچھ بہت ہی پریشان ہو گئے اور کچھ زور زور سے چیخنے چلانے لگے۔ بعضوں نے اس کا مذاق اڑایا، بعض اس سے نفرت اور کچھ اس پر ترس کھانے لگے اور (انہوں نے) اس (دمینتی) سے پوچھا۔

"اے نیک بخت تو کون ہے اور کون تیرا (مالک) ہے؟ ان جنگلوں میں تو کیا ڈھونڈ رہی ہے؟ تجھے یہاں دیکھ کر ہم بہت خوف زدہ ہیں، کیا تو انسان ہے؟ ہمیں سچ سچ بتا کیا تو اس جنگل کی نگراں دیوی ہے، یا اس پہاڑ یا آسمان کی چاروں[۱۰۵] سمتوں کی دیوی ہے؟"

۱۰۵۔ آسمان کی چاروں سمتیں: شمال، جنوب، مشرق، مغرب

ہم تیری پناہ چاہتے ہیں تو (دیوی) یکشنی ہے، یا راکشسنی یا اپسرا ہے
اے بے داغ چہرے والی، ہمیں برکت دے اور ہماری مکمل
طور پر حفاظت کر۔ اے خوش بخت کچھ ایسا کر کہ یہ کارواں اقبال
مندی کے ساتھ جلدی جلدی آگے بڑھتا رہے اور ہم سب محفوظ
مامون رہیں۔''

اس کارواں والوں کی یہ باتیں سن کر اپنے شوہر کی وفادار اور رنج و ملال کی ماری راجکماری
دمینتی نے جواب دیا۔

"اے میرِ کارواں، تاجرو، کارواں والو، نوجوانو، بزرگو، کارواں کے
رہبرو، جان لو کہ میں عورت ہوں، انسان ہوں، شاہی نسل کے
ماں باپ کی بیٹی ہوں، ایک راجہ کی بہو ہوں، راجہ کی بیوی ہوں،
اپنے شوہر کی دید کی مشتاق ہوں۔ ودربھ کا راجہ میرا باپ ہے اور
میرا شوہر نشدھ باؤں کا حکمران ہے اور اس کا نام نل ہے۔ میں اب
بھی اس ناقابلِ تسخیر (نل) کی تلاش میں پھر رہی ہوں۔ مجھے فوراً
بتاؤ کہ کیا تم نے بہترین انسان اور اپنے دشمنوں کے قاتل، محبوب
شوہر نل کو دیکھا ہے؟''

اس بڑے کارواں کے قائد شوچی نے بے داغ بدن والی (دمینتی) سے کہا۔

"بھلے نصیبوں والی، میری بات سن۔ اے دلکش مسکراہٹوں والی
میں ایک سوداگر ہوں اور میر کارواں ہوں۔ اے ذی شان خاتون!
میں نے نل نام کے کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ اس وسیع جنگل میں انسان
نہیں رہتے، یہاں تو صرف ہاتھی، چیتے، بھینسے، شیر، ریچھ اور
دوسرے جانور ہیں۔ سوائے تیرے مجھے اس وحشت ناک جنگل

میں کوئی مرد یا عورت نہیں ملی ہے۔ اب تو یہی دعا ہے کہ جنگل
کا بادشاہ منی بھدر[۱۰۹] آج ہماری مدد کرے ۔"

اس (دمینتی) نے سوداگروں اور ان کے سردار (شوچی) سے پوچھا۔
تم مجھے بتاؤ کہ یہ کارواں کہاں جا رہا ہے؟

کارواں سالار نے اسے بتایا ۔
"عظیم راجہ کی بیٹی، یہ کارواں منافع کمانے سیدھا شیدی[۱۱۰] (قوم کے)
لوگوں کے راستے کو حکمران سواہو کے شہر جا رہا ہے ۔"

قافلہ سالار کی باتیں سن کر اپنے شوہر کو پالینے کی آس لگ گئے، وہ خوبصورت خاتون (دمینتی) اس کارواں کے ساتھ ہولی۔ کئی دن سفر کے بعد سوداگروں کو اس ہولناک اور گھنے جنگل میں ایک بہت بڑی جھیل دکھائی دی۔ اس روح پرور (جھیل) میں کنول کے پھول مہک رہے تھے۔ (اس جھیل کے کناروں پر) کثرت سے گھاس، ایندھن، مختلف قسم کے خوش ذائقہ پھل اور پھول کھلے تھے۔ جھیل میں طرح طرح کے پرندے تھے۔ جھیل شفاف اور میٹھے پانی سے بھری تھی۔ پانی ٹھنڈا اور جانفزا تھا۔

کارواں کے تھکے ماندے سوداگروں نے وہاں پڑاؤ ڈالنے کا ارادہ کر لیا۔ سردار کی اجازت سے سوداگر اس خوبصورت جنگل میں اِدھر اُدھر پھیل گئے۔ شام ہو گئی تھی۔ اس بڑے کارواں نے یہاں پڑاؤ ڈال دیا۔ آدھی رات کو ہر چیز خاموش اور ساکت تھی۔ تھکان سے چُور کارواں والے

ح ۱۰۹۔ منی بھدر۔ کُبیر دیوتا یکشوں (ریکشاؤں) کا حکمران ہے، کُبیر سے دوسرے نمبر پر یکشوں کی سرداری کا منصب منی بھدر کے پاس ہے۔ منی بھدر جنگلوں اور پہاڑوں میں سفر کرنے والوں کا سرپرست یا مربی معبود ہے۔ مسافر اس نیم دیوتا یعنی منی بھدر کی پوجا کرتے تھے۔ بعض روایات کی رو سے منی بھدر کے بدن میں آدھا حصہ دیوتا کا اور آدھا حصہ انسان کا ہے۔

ح ۱۱۰۔ شیدی (CHEDI) ، چیدی۔

سوتے ہوئے تھے۔ (جنگلی) ہاتھی ایک پہاڑی ندی سے پانی پینے کے لئے ادھر سے گزرے۔ ان (جنگلی ہاتھیوں نے) سوداگروں اور ان کے ہاتھیوں کو دیکھا۔ پالتو ہاتھیوں کو دیکھ کر وہ (جنگلی) ہاتھی غیظ و غضب میں بھر گئے۔ وہ انہیں ہلاک کرنے کے لئے ان کی طرف لپکے (جنگلی ہاتھیوں کی کنپٹیوں سے پسینہ بہہ رہا تھا۔ ان کی یلغار کی شدت اور تندی ایسی تھی جیسے چٹانیں پہاڑ کی چوٹیوں سے ٹوٹ کر نیچے میدان کی طرف لڑھک رہی ہوں جنگل کے تمام راستوں میں لپکتے (جنگلی) ہاتھیوں کے سامنے روکاوٹیں نہیں کیوں کہ کارواں والوں کی وجہ سے کنول بھری جھیل کے گرد راستے رک گئے تھے۔ اچانک (جنگلی) ہاتھی زمین پر سوتے ہوئے سوداگروں کو کچلنے لگے۔ نیند میں مدہوش سوداگر چلاّ چلاّ کر "اوہ" اور "افسوس" کہتے اس خطرے سے بچنے کے لئے جھاڑیوں اور جنگل کی طرف بھاگ نکلے۔ کچھ سوداگر ہاتھیوں کے (نوکیلے) دانتوں، کچھ انکی سونڈوں اور کچھ ان کے پیروں تلے آکر مارے گئے، ان گنت اونٹ اور گھوڑے ہلاک ہو گئے اور لوگ خوف زدہ ہو کر پیدل اِدھر اُدھر بھاگنے لگے اور اس (بھگدڑ میں) بہت سارے آدمی (ایک دوسرے سے ٹکرا کر اور پاؤں تلے کچل کر ہلاک ہو گئے۔ متعدد سوداگر زور زور سے چلاتے ہوئے زمین پر گر پڑے اور بعض ڈر کے مارے درختوں پر چڑھ گئے اور کچھ نیچے ناہموار زمین پر گر گئے۔ اس طرح بہت سارے (جنگلی) ہاتھیوں کے اچانک حملے سے اس بڑے کارواں کو بہت نقصان پہنچا۔ پھر وہاں تینوں دنیاؤں میں دہشت پھیلا دینے والا ایک بے پناہ شور اٹھا۔

"دیکھو زبردست آگ لگی ہے۔ ہمیں اس مصیبت سے بچاؤ۔ کیا تم
اب فرار ہو رہے ہو؟ ہر طرف ہیرے جواہرات کے ڈھیر بکھرے
ہوئے ہیں۔ اس دولت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ میں جھوٹ نہیں
کہتا۔ اس (دولت) کو اٹھالو۔ (کوئی ٹھنڈی سانس بھر کر کہتا ہے)
اے دہشت زدہ لوگو، میں تم سے پھر کہتا ہوں، میری باتوں پر
غور کرو۔"

یہ الفاظ کہتے ہوئے وہ ڈر کے مارے بھاگ رہے تھے۔ جب وہاں موت کا بازار گرم تھا، دُمینتی خوف اور پریشانی سے جاگ گئی اور تمام دنیاؤں میں دہشت پھیلا دینے والی اس غیر متوقع ہلاکت آفرینی کے نتائج اس کنول جیسی آنکھوں والی دُمینتی نے دیکھے جاگ جانے کے بعد وہ سہم کر بے اوسان ہوگئی (اس کی تو) جیسے (جان ہی نکل گئی۔

اور قافلے کے جو لوگ ہلاک اور زخمی ہونے سے بچ گئے تھے وہ سب جمع ہو گئے اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ سب کچھ آخر ہمارے کن اعمال کا نتیجہ ہے؟

"یقیناً ہم نے نامور مَنی بَھدر کی پوجا نہیں کی ہے اور اسی طرح یکشوں کے مبارک اور کریم النفس بادشاہ ویشروَن[۱۱] کی بھی عبادت نہیں کی۔ غالباً ہم نے ان دیوتاؤں کی پرستش نہیں کی جو آفتیں نازل کرتے ہیں، یا ہم نے انہیں پہلی قربانیاں پیش نہیں کیں، یا پھر یہ غیر فطری ہولناک ان پرندوں کی وجہ سے نازل ہوئی (جو ہم نے دیکھے تھے)۔ ہمارے ستارے ناموافق نہیں ہیں۔ پھر اور کیا وجہ ہے جس کے نتیجے میں یہ تباہی نازل ہوئی۔"

دولت اور رشتے داروں سے محروم ہو جانے والے کچھ دوسرے مصیبت زدہ سوداگر بولے:۔

"وہ پاگلوں جیسی عورت، جو اس عظیم قافلے کے سوداگروں کے ساتھ آکر مل گئی تھی، بڑی عجیب و غریب ہے اور انسان تو شاید ہی ہو۔ یہ خوفناک فریب اسی کی وجہ سے پہلے سے تیار کیا گیا ہوگا۔ وہ یقیناً کوئی خطرناک راکشسی، یکشی یا پساچی[۱۲] عورت ہے۔ اس میں تو

ص۱۱۱۔ ویشروَن (VAISRAVANA) (کُوبیر، کُوبیر) دیوتا کا ایک اور نام۔

کوئی شبہ ہی نہیں کہ یہ تمام مصیبت اس (دُمینتی) کی لائی ہوئی ہے
اگر سوداگروں کو ہلاک کرنے، ان پر لاتعداد مصائب ڈھانے اور انہیں
ضرور پہنچانے والی وہ بدمعاش عورت ایک مرتبہ اور مل جائے تو ہم
یقیناً اسے پتھروں، خاک دھول، گھاس، ڈنڈوں، گھونسوں اور تھپڑوں
سے ہلاک کر ڈالیں گے۔"

سوداگروں کی یہ لرزہ خیز باتیں سن کر دمینتی کے شیطانی عزائم بھانپ کر دہشت، شرمندگی اور پریشانی کے عالم میں جنگل میں جا گھسی۔ وہ خود کو ملامت کرتے ہوئے کہنے لگی:۔

"افسوس، دیوتا مجھ سے بہت ہی خفا ہے، اسی لئے مجھے سکون اور چین
کبھی نصیب نہیں ہوتا۔ یہ میرے کس گناہ کا نتیجہ ہے مجھے یاد نہیں
پڑتا کہ میں نے تصوّر میں، زبان سے یا عمل سے کوئی نقصان پہنچایا ہو
پھر یہ میری کونسی کرنی کا پھل ہے؟ یقیناً میرے کسی پچھلے جنم کے

۱۲۵۱۔ پساچی (مؤنث (PISĀCHI)۔ پساچ (مذکر PISĀCH)):۔ بلاؤں، بھوت پریت۔ ویدوں کی رو سے پساچ (PISĀCHAS)، راکشسوں (RĀKSHASAS) سے کم تر درجے کی شیطانی مخلوق ہیں۔ ان (پساچوں) کی پیدائش کے بارے میں ہندوؤں کے ہاں مختلف روایات ہیں۔ براہمنا (BRĀHMANA) کی رو سے برہما دیوتا نے انہیں اَسُوروں (ASURAS) اور راکشسوں کے ساتھ پانی کے ان قطروں سے پیدا کیا تھا جو الگ الگ گر چکے تھے۔ الگ گرنے والے دوسرے آبی قطروں سے دیوتا، انسان، گندھرو (GANDHARVAS) وغیرہ تخلیق ہوتے۔ جن آبی قطروں سے پساچ تخلیق ہوتے وہ دیوتاؤں والے قطروں سے بھٹک کر الگ ہو گئے تھے۔ منو کی رو سے پساچ پرجا پتیوں سے پیدا ہوتے لیکن پُرانوں کے مطابق وہ کیسپ (KASYAPA) کی بیویوں کرودھوسا (KRODHAVASĀ) یا پساچیا (PISACHĀ) یا پھر کپیسا (KAPISĀ) سے پیدا ہوئے تھے۔

بڑے گناہوں کی وجہ سے ہی مجھ پر یہ بپتا آن پڑی ہے۔ اسی
مصیبت کی وجہ سے میرے شوہر کی حکومت گئی، وہ اپنے رشتےدار
سے جوئے میں ہارا، میں اپنے پتی، بیٹے اور بیٹی سے جدا ہو گئی،
بے سہارا ہو گئی اور ہر طرح کے درندوں سے معمور اس جنگل میں
آن پھنسی۔"

اگلے دن ہلاکت آفرینی سے بچ جانے والے اس کارواں کے تاجر اپنی تباہی پر روتے اور اپنے باپ، بھائیوں اور ساتھیوں کی موت پر آہ و فغاں کرتے اس جگہ سے روانہ ہو گئے۔

وِدَربھ کی راجکماری (دَمینتی) آہ و زاری کرنے لگی۔

"ماضی میں میں نے کون سا غلط کام کیا ہے۔ اس ویران جنگل میں آئے
سارے جو آدمی مجھے ملے تھے، انہیں ہاتھیوں کے گلّے نے تباہ
کر ڈالا، یقیناً یہ میری بدنصیبی کی وجہ سے ہوا، یقیناً مجھے طویل
عرصے تک دکھ برداشت کرنا ہوں گے۔ بڑے بوڑھوں سے سنا
ہے کہ کوئی اپنے وقت سے پہلے نہیں مرتا، اگر یہ سچ نہ ہوتا تو
آج ہاتھی مجھ مصیبت کی ماری کو کچل کر ختم کر ڈالتے۔
لوگوں کو جو کچھ پیش آتا ہے وہ سب کچھ تقدیر کے سبب ہوتا ہے،
کیونکہ میں نے تو لڑکپن تک میں ایسا کوئی گناہ نہیں کیا، نہ تصوّر میں
اور نہ زبان اور عمل سے، جس کی وجہ سے مجھ پر یہ عظیم آفت ٹوٹتی
میں نے اپنے سویمبر میں آنے والے لوک پال (دیوتاؤں) کو نل کی وجہ سے
نظر انداز کیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ انہی (لوک پال دیوتاؤں) کے
قوی اثر میں اپنے شوہر سے بچھڑ کر دکھ جھیل رہی ہوں۔"

اپنے شوہر کی وفادار، رنجیدہ، موسم خزاں کے چاند کی طرح زرد وہ خوبصورت

خاتون (دَمینتی) دیوتوں کے عالم ان برہمنوں کے پیچھے چل پڑی جو کارواں کی خوفناک ہلاکت والے سانحہ میں زندہ بچ گئے تھے[113]۔ تیز تیز چلتی وہ دوشیزہ[114] (دَمینتی) شام کو چیدیوں[115] کے راست گو راجہ سُواہُو کے عظیم الشان شہر[116] پہنچ گئی۔ وہ آدھے کپڑے میں لپٹی اس شاندار شہر کے اندر چلی گئی۔ شہریوں نے اسے دیکھا، سہمی ہوئی، بہت دبلی، اداس، الجھے بال، بدن خاک آلود، پاگلوں جیسی لگ رہی تھی۔ چیدیوں کے راجہ کے شہر میں اسے داخل ہوتے دیکھ کر لڑکے بالے تجسس کے مارے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ وہ دوشیزہ (دَمینتی) لڑکوں میں گھری ہوئی راجہ کے محل کے سامنے آن پہنچی۔ محل سے مادرِ ملکہ نے اسے ہجوم میں گھری دیکھا۔ اور اس رانی ماتا نے اپنی دایہ کو بلا کر اس سے کہا۔

"جا اور اس عورت کو میرے پاس لے آ، وہ آفت رسیدہ ہے اور لوگ اسے پریشان کر رہے ہیں، وہ سخت غمزدہ ہے اور پناہ کی تلاش میں ہے۔ مجھے وہ اتنی حسین لگ رہی ہے کہ اس سے میرا سارا محل جگمگا اٹھے گا، وہ خوبصورت عورت کوئی دیوانی نظر آتی ہے (مگر) اپنی بڑی بڑی آنکھوں کے ساتھ بالکل سری دیوی[117] معلوم ہوتی ہے۔"

ص ۱۱۳۔ یہ براہمن قافلے کے ساتھ تھے۔

ص ۱۱۴۔ دوشیزہ:۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کہانی کے تخلیق کار نے شادی شدہ اور دو بچوں کی ماں دَمینتی کو بھی جگہ جگہ "دوشیزہ" ہی لکھا ہے۔

ص ۱۱۵۔ چیدی (شیدی۔CHEDIS):۔ کوئی ایک قبائل یا متعدد قبائل کا مجموعہ۔

ص ۱۱۶۔ عظیم الشان شہر: دارالحکومت۔

ص ۱۱۷۔ سری دیوی:۔ بلندی اقبال اور دولت کی انتہائی خوش رو دیوی لکشمی کا ایک نام۔

یہ حکم پاکر دایہ باہر گئی، لوگوں کو منتشر ہو جانے کا حکم دیا اور دمینتی کو محل میں لے آئی۔ اس دایہ نے حیران ہو کر دمینتی سے پوچھا۔

" تو سخت دکھی ہے (اس کے باوجود) اس قدر خوش بدن ہے، تو بادلوں میں بجلی کی طرح چمک رہی ہے۔ مجھے بتا تو کون ہے اور کس سے تیرا تعلق ہے؟ تیرا حسن دیوتاؤں جیسا ہے، یقیناً تیرا جمال انسانی نہیں ہے، حالانکہ تو نے زیور نہیں پہنے ہوتے ہیں مگر تو بے یار و مددگار ہے اس کے باوجود تو ان غضب ناک لوگوں سے ڈرتی نہیں؟"

دایہ کی یہ باتیں سن کر راجہ بھیم کی بیٹی (دمینتی) نے جواب دیا۔

" جان لے کہ میں عورت ہوں، نوعِ انسانی سے میرا تعلق ہے۔ اپنے شوہر کی وفادار ہوں۔ میں ایک اونچی ذات والی خادمہ ہوں۔ یہ بھی جان لے کہ جہاں جی چاہتا ہے رہنے لگتی ہوں اور پھل اور جڑیں کھا کر گزارہ کر لیتی ہوں۔ کوئی ساتھی نہیں ہے۔ جہاں سانجھ ہو جائے بسر کر لیتی ہوں۔

میرے شوہر میں بے شمار خوبیاں ہیں۔ وہ ہمیشہ مجھ سے پُر خلوص تھا، میں بھی دل سے اس کے ساتھ تھی اور سائے کی طرح اس کے ساتھ لگی رہتی تھی۔ ایک بار ایسا ہوا کہ وہ پانسہ کھیلنے لگا اور ہار کر اکیلا جنگل کو نکل کھڑا ہوا۔ میں اپنے شوہر کے ساتھ جنگل میں چل گئی کہ اس بپتا کے مارے کی ڈھارس بندھاؤں۔ وہ سورما ایک ہی کپڑے میں لپٹا دیوانہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ بھوکا پیاسا اور مجبور اکیلا لاپرواہی کی وجہ سے جنگل میں کپڑے کے اس ایک ٹکڑے سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا، وہ ننگا رہ گیا، اس کے ہوش و حواس گم تھے۔ پاگلوں

جیسا ہو گیا۔ میں ایک کپڑے میں لپٹی اس کے ساتھ رہی۔ کئی راتوں تک سو نہیں سکی۔

اسی طرح کئی دن بیت گئے، بالآخر جب ایک بار سو گئی تو اس نے میرا آدھا کپڑا کاٹا اور مجھے چھوڑ گیا، حالانکہ میں نے تو اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ میں اپنے شوہر کو ڈھونڈ رہی ہوں مگر اسے پا نہیں سکی ہوں جس کا رنگ کنول کے ریشے جیسا ہے، مجھے وہ نظر نہیں آیا جو میرے دل کی مسرت ہے، میرا محبوب شوہر جو میرے دل کا مالک ہے، جس کا چہرہ مہرہ دیوتاؤں جیسا ہے۔ میں دن رات غم میں چھنک رہی ہوں۔،،

رانی ماتا نے بھیم کی بیٹی (دمینتی) سے کہا، جس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں، جو آہ وزاری کر رہی تھی اور جس کی آواز دکھ سے رندھ گئی تھی:۔

" اے خوش بخت خاتون، تو میرے پاس رہ جا، میں تجھ سے بہت خوش ہوں۔ اے خوش جمال خاتون، میرے آدمی جنگل میں تیرے پتی کو ڈھونڈیں گے یا شاید وہ خود ہی گھومتا پھرتا یہاں آنکلے، اے نظر نواز خاتون یہاں رہ کر تو اپنے (بچھڑے) شوہر کو پالے گی۔،،

مادر ملکہ کی باتیں سن کر دمینتی نے جواب دیا:۔

" اے سورماؤں کی ماتا، میں تیرے پاس رہ تو جاؤں گی، مگر میری کچھ شرطیں ہیں ــــ میں بچا کھچا کھاؤں گی۔ نہ ہی میں کسی کے پاؤں دھوؤں گی، نہ میں دوسرے مردوں سے باتیں کروں گی۔ اگر کوئی شخص مجھے (بیوی یا داشتہ) بنانے کی کوشش کرے گا تو پھر تو اسے سزا دے گی اور اگر وہ بار بار مجھ سے اصرار کرے گا تو پھر اس

بدقماش کو موت کی سزا دینا ہوگی، میں نے یہ عہد پہلے سے کر رکھا
ہے۔ جو برہمن میرے شوہر کی تلاش میں جائیں گے، میں ان سے ایک
بار خود ہی ملاقات کرنا چاہوں گی، اور اگر تو یہ سب کچھ کر سکتی ہے
میں یقیناً تیرے ساتھ رہوں گی، اور اگر ایسا نہیں تو پھر میرا دل تیرے
پاس رہنے پر آمادہ نہیں۔''

رانی ماتا نے خوش دل سے اسے جواب دیا۔

"میں یہ سب کچھ کروں گی، تو نے اس طرح کی قسم کھا کر بہت اچھا
کیا ہے۔''

رانی ماتا نے (راجہ) بھیم کی بیٹی (دمینتی) سے یہ باتیں کر کے اپنی بیٹی سُنندا کو بلا کر کہا۔

"اے سُنندا جان لے کہ یہ خاتون (دمینتی) دیوی کی مانند ہے، اسے
اپنی سیرندھری[۱۱۵] سمجھ۔ یہ تیری ہم عمر ہے اس لئے اسے اپنی سہیلی
بنا لے۔ اپنے دل میں کوئی وسوسہ لائے بغیر اس کے ساتھ ہنستے
ہنسی خوشی رہا کر۔''

سُنندا نے دمینتی کو ہنسی خوشی قبول کر لیا اور اپنی تمام سکھیوں کے ساتھ اسے لے کر اپنے کمرے
کی طرف چلی گئی۔ دمینتی اپنی سہیلی (سُنندا) کے باعزت برتاؤ سے مطمئن تھی۔ وہ وہاں ہر طرح کی
پریشانی سے آزاد رہنے لگی کیونکہ اس کی تمام خواہشیں اچھی طرح پوری ہو گئی تھیں۔

ف ۱۱۵۔ سیرندھری: سیرندھری دراصل ایسی خدمت گزار عورت ہوتی تھی جس کا مرتبہ اور عزت و توقیر
عام کنیزوں سے بہت بلند تھی۔ اس کی حیثیت خادمہ کی نہیں بلکہ سہیلی کی ہوتی تھی اور معمولی قسم کے کام نہیں
کرتی تھی۔ اس کے فرائض میں یہ کام شامل تھے۔ رانی یا راجکماری کے لئے پھولوں کے ہار گوندھے، جوتیوں کے لئے
روغن تیار کرے، کنگھی چوٹی کرے، کپڑے پہننے میں مدد دے اور بناؤ سنگھار کرے۔ سیرندھری کا کھانا پینا بدرجہا بہتر
ہوتا تھا۔

نل جب دمینتی کو (سوتی) چھوڑ کر آگے چلا تو اسے اس خوفناک جنگل میں آگ بھڑکتی نظر آئی۔
(اس زبردست آگ کے درمیان اس نے کسی جاندار چیز کی بار بار چیختی چلاتی آواز سنی۔

"اے نیک دل نل، ادھر آ"

"ڈرو مت" کہتا ہوا آگ کے درمیان جا گھسا۔ (وہاں) اس نے سانپوں کے بادشاہ کو کنڈلی
مارے دیکھا۔ اس ناگ نے خوف سے کانپتے ہوتے دونوں ہاتھ جوڑ کر نل سے کہا۔

"اے راجہ جان لے کہ میں ایک ناگ ہوں، میرا نام کرکوتک[119] ہے میں
نے سخت تپسیا کرنے والے مہارشی نارد کو ایک مرتبہ دھوکہ دیا۔ اس
(نارد رشی) کو سخت غصہ آیا۔ اس نے مجھے یہ بد دعا دی ——— تو
یہاں حرکت نہ کرسکنے والی چیز کی طرح پڑا رہ، حتیٰ کہ راجہ نل تجھے
یہاں سے جائے گا، جس جگہ وہ تجھے لے جائے گا وہاں (پہنچ
کر) تو میرے سراپ (بددعا) سے آزاد ہو جائے گا ——— اس
(نارد) کی بد دعا کے سبب میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکتا،
چنانچہ مجھے رہائی دلانا تجھ پر فرض ہے۔ پھر میں تجھے تیری بھلائی کی
راہ سجھا جاؤں گا، میں تیرا دوست بن جاؤں گا، میرا ہم سر کوئی سانپ
نہیں ہے۔ میرا وزن تیرے ہاتھوں میں بہت ہلکا ہو جائے گا۔ مجھے
اٹھا لے اور تیزی سے یہاں سے نکل چل۔"

یہ کہہ کر سانپوں کا وہ بادشاہ انگوٹھے جتنا ہو گیا، اسے اٹھا کر نل ایسی جگہ چلا گیا جہاں آگ نہیں

ھ ۱۱۹۔ کرکوتک (KARKOTAKA)۔ یہ ناگ نیم دیوتا ہے، اس کا چہرہ اور ہاتھ انسان جیسے ہیں، پاتال
کے تمام سانپوں کا حکمراں ہے۔ بعض روایتوں کی رو سے یہ ناگ واسوکی (واسُوکا۔ باسک) اور شیش ناگ
بھی کہلاتا ہے لیکن عام طور پر اسے الگ ہی تصور کیا جاتا ہے۔

تھی وہاں پہنچ کر، نل نے سانپ کو چھوڑ دینا چاہا تو کرکوٹک اس سے پھر کہنے لگا۔

"نشدھاؤں کے راجہ، اپنے چند قدم گنتا ہوا اور آگے چل۔ اے طاقتور بازوؤں والے، اس اثنا میں تیرے لئے میں بہت اچھا کام کروں گا۔"

نل نے اپنے قدم گننے شروع کر دیئے۔ دسویں قدم پر سانپ نل کو ڈس لیا۔ جونہی (سانپ نے) اسے ڈسا اس (نل) کی (اصل) صورت فوراً تبدیل ہو گئی۔ نل اپنی شکل وصورت بدلتے دیکھ کر حیران رہ گیا۔ دھرتی کے راجہ (نل) نے دیکھا کہ سانپ اپنی اصلی شکل میں آگیا ہے کرکوٹک سانپ نل کو تسلی دیتے ہوئے بولا۔

"میں نے تیری خوبصورت شکل اس لئے تبدیل کر دی ہے کہ لوگ تجھے پہچان نہ سکیں۔ اور اے نل جس نے[۱۲] تجھے دھوکہ دیا ہے اور سخت مصیبت میں پھنسایا ہے، وہ تیرے اندر ہی رہے گا اور میرے زہر سے عذاب جھیلے گا، اور اے راجہ جب تک وہ تجھے چھوڑے گا نہیں، تیرے بدن ہی میں رہ کر درد سے تڑپتا رہے گا۔ اس کے انگ انگ میں میرا زہر بھرا رہے گا۔ اور اے لوگوں کے راجہ میں نے تجھے اس کے ہاتھوں سے بچا لیا ہے جس نے غصے اور نفرت سے تجھے دھوکہ دیا حالانکہ تو بالکل بے گناہ ہے اور تیرے ساتھ کوئی برائی نہیں ہونی چاہیئے۔ اور اے انسانوں کے شیر، میری مہربانی سے اب تجھے زہریلے جانوروں، دشمنوں اور دیدوں کے عالم برہمنوں سے بھی کوئی ڈر نہیں ہوگا، اے راجہ نہ ہی تجھے میرے

ص ۱۲۔ جس نے، کلی شیطان سے مراد ہے۔

زہر سے کوئی تکلیف پہنچے گی۔ اے برترین راجہ تو لڑائی میں ہمیشہ کامران رہے گا۔

اے راجہ، اے نشدھاؤں کے حکمراں، آج ہی خوبصورت شہر الودھیا (اجودھیا) روانہ ہو جا (وہاں) قمار بازی کے ماہر (راجہ) رِتُوپَرن کے سامنے پیش ہو جانا۔ اس سے کہنا — میں رتھبان ہوں۔ میرا نام واہُوک ہے — وہ جوئے میں اپنی مہارت تجھے منتقل کر دے گا اور اس کے عوض گھوڑوں کے بارے میں تجھ سے تیرا سے لیگا۔ وہ اِکشواکُو[۱۲۱] کی نسل سے ہے، خوشحال ہے، تیرا دوست بن جائے گا۔ جب تو پانسہ کھیلنے میں طاق ہو جائے گا، اس وقت بلند اقبال ہو جائے گا۔ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ تجھے تیری بیوی بیٹا اور بیٹی بھی مل جائے گی اور اپنا راج پاٹ بھی دوبارہ حاصل کر لے گا، چنانچہ اب تو غم نہ کر — اور اے انسانوں کے راجہ، جب

ح۱۲۱۔ اکشواکُو۔ برہما دیوتا نے دس پرجاپتی پیدا کیے جو اس کے بیٹے بھی کہلاتے ہیں۔ ان دس پرجاپتیوں میں سے ایک پرجاپتی کا نام مرچی تھا اور دوسرے کا اَتری۔ مرچی کی چوتھی پشت میں اکشواکُو اور اَتری کی چوتھی پشت میں بدھ پیدا ہوا (مہاتما بدھ نہیں)۔ اکشواکو کی بہن ایلا بدھ سے بیاہی گئی۔ سورج بنسی (سورج کی نسل) حکمراں خاندان کا جدِ امجد اکشواکُو تھا اور (چاند کی نسل والے) چندر بنسی حکمراں خاندان کا مورثِ اعلیٰ بُدھ تھا۔ اکشواکُو کی ۵۸ ویں پشت میں رام چندر جی اور بدھ کی ۵۵ ویں پشت میں کرشن جی پیدا ہوئے۔ روایات کی رو سے اکشواکُو نے ہی اجودھیا (الودھیا) آباد کیا تھا۔ اس کے کُل ایک سو بیٹے تھے۔ میں سمجھتا ہوں سورج بنسی یعنی سورج کی پوجا کرنے والے لوگ دراصل آریائی نسل سے تھے اور چندر بنسیوں یعنی چاند کے پجاریوں کا نسلی تعلق ان لوگوں سے تھا جو آریاؤں کی آمد سے بھی پہلے پاکستان میں آباد تھے یعنی دراوڑ نسل کے لوگ۔

تو اپنی اصل شکل میں آنا چاہے مجھے یاد کر لینا اور یہ کپڑے پہن
لینا انہیں پہن کر تو اپنی اصل صورت میں آ جائے گا۔"

یہ کہہ کر اس ناگ نے نَل کو دو آسمانی کپڑے[۱۲۲] دیئے۔ نَل کو یہ ہدایت اور پوشاک دے کر سانپوں کا وہ بادشاہ دیکھتے دیکھتے غائب ہو گیا۔ سانپ کی نظروں سے اوجھل ہو جانے کے بعد نشدھا وُں کا حکمران نَل آگے روانہ ہو گیا اور دسویں دن رِتُوپرن کے شہر اجودھیا (ایودھیا) میں جا پہنچا۔ وہ راجہ (رِتُوپرن) کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔

"میرا نام واہُوک ہے۔ گھوڑوں کے علم کا ماہر ہوں۔ اس (فن) میں پوری دنیا میں کوئی ثانی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ پیچیدہ معاملات اور ہر طرح کے ماہرانہ امور میں مجھ سے مشورہ لیا جا سکتا ہے کھانا پکانے کے فن میں دوسروں سے افضل ہوں۔ اے رِتُوپرن دنیا میں موجود تمام فنون اور ہر مشکل کام میں کامیاب ہونے کی کوشش کروں گا۔ اے رِتُوپرن مجھے (اپنے پاس) رکھ لے۔"

(راجہ) رِتُوپرن نے جواب دیا۔

"اے واہُوک، میرے پاس قیام کر، تیرا بھلا ہو۔ تُو یہ سب کچھ انجام دے گا۔ میری ہمیشہ ہی خواہش یہ رہی ہے کہ بہت ہی تیز سواری کروں۔ کچھ ایسے طریقے اختیار کر کہ میرے گھوڑے بہت ہی صبا رفتار ہو جائیں۔ میں تجھے اپنے اصطبلوں کا نگران مقرر کرتا ہوں۔ تیری تنخواہ دس ہزار (سکے) ہو گی۔ وارشنیا اور جیول دونوں ہمیشہ تیری ہدایت پر عمل کریں گے۔ تو ان کے ساتھ خوش رہے

ح۱۲۲۔ آسمانی کپڑے :۔ انگریزی میں "دو بہترین کپڑے" بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔

گا۔ چنانچہ اسے واہُوک میرے پاس رہ جا۔"

راجہ (رِتُوپَرن) کی یہ باتیں سن کر نَل رِتُوپَرن کے شہر میں رہنے لگا۔ اس کی عزت کی جاتی تھی۔ اور وارشنیا اور جیول اس کے ساتھ رہتے تھے۔ وہاں رہتے ہوئے راجہ نَل وِدَربھ کی راجکماری (دمینتی) کو یاد کرتا اور یہ شعر پڑھتا۔

"وہ بے سہارا، بھوک اور پیاس کی ماری، مشقتوں سے تھکی ہاری اس بدقسمت کو یاد کرتی کہاں پڑی ہے، جس کی وہ بھی اب بھی منتظر ہے"

ایک مرتبہ جب راجہ (نَل) رات کو یہ (شعر) پڑھ رہا تھا تو جیول نے اس سے پوچھا۔

"اے واہُوک، تو اس طرح ہر روز کس کے لئے نوحہ کیا کرتا ہے، میں یہ جاننا چاہتا ہوں۔ اے طویل عمر پانے والے (نَل) وہ کس کی بیوی ہے جس کے لئے تو اس طرح آہیں بھرتا ہے۔"

نَل نے یہ بات سن کر اسے جواب دیا۔

"ایک بدقسمت شخص تھا، اس کی ساری عقل ماری گئی تھی۔ اس کی ایک بیوی تھی جسے بہت سے لوگ جانتے تھے۔ وہ وعدے کا جھوٹا تھا۔ کسی خاص سبب کی بنا پر وہ بدقماش اس (اپنی بیوی) سے جدا ہو گیا۔ اس (بیوی) سے علیحدہ ہو کر وہ بدبخت غمزدہ مصیبت کا مارا اِدھر اُدھر بھٹکتا رہا۔ وہ نہ دن کو سوتا تھا اور نہ رات کو۔ اس (بیوی) کو یاد کرکے وہ رات کو یہ اشعار گایا کرتا ہے دنیا بھر کی خاک چھان کر بالآخر ایک جگہ پہنچ گیا۔ جہاں وہ اسی طرح بیوی کی یاد میں اپنے دن پورے کیا کرتا ہے اس پر جو آفت پڑی

۱۲۳۔ بدقسمت:۔ نَل سے مراد ہے۔

ہے وہ اس کا سزاوار نہیں ہے۔

جب وہ شخص مصیبت میں گرفتار ہوا تو اس کی بیوی اس کے پیچھے
پیچھے جنگلوں میں چلی آئی۔ شاذ ہی کسی خوبی والا وہ شخص اس (بیوی)
کو چھوڑ گیا تو صدمے کی ماری اس (بیوی) کی زندگی خطرے میں پڑ
گئی ہے۔ راستوں سے نا آشنا، دکھ برداشت نہ کر سکنے والی، بھوک
اور پیاس سے نڈھال، خوف کی جنگل میں وہ اکیلی کیا اپنی زندگی کی
حفاظت مشکل سے ہی کر سکتی ہے۔ لے ساتھی، (اس بیوی) کو وہ
بدقسمت، بیوقوف شخص درندوں سے معمور اس وسیع خوفناک جنگل
میں چھوڑ گیا۔ اس طرح نشدھاؤں کا راجہ اس حکمران کی مملکت میں
دمینتی کی یاد میں گمنامی کی زندگی بسر کرتا رہا۔"

اپنی مملکت سے محروم جب نل اور اس کی بیوی (دمینتی) نے ملازمت اختیار کر لی تو راجہ (بھیم) کا جی نل سے ملنے کو چاہا۔ اس نے برہمنوں کو اس کی تلاش میں بھیجا۔ اس (بھیم) نے انہیں بہت ساری دولت دے کر ان سے کہا:

"تم نل اور میری بیٹی (دمینتی) کا بھی پتہ لگاؤ۔ جو کوئی یہ کام انجام دے
گا اس جگہ کو ڈھونڈے گا جہاں آج کل نشدھاؤں کا راجہ (نل)
رہتا ہے۔ اسے اور میری بیٹی کو یہاں لے آئے گا میں اسے ایک
ہزار گائیں، کھیت اور شہر جیسا ایک گاؤں عطا کروں گا۔ اگر نل اور
دمینتی کو کوئی نہ بھی لا سکا اور پتہ ہی لے آیا کہ وہ کہاں ہیں تو بھی
اسے ایک ہزار گائیوں کے برابر دولت دوں گا۔"

۱۲۴۔ ایک ہزار گائیں: ا۔مان ستھناتھ دت نے دس ہزار گائیں لکھا ہے۔

یہ باتیں سن کر برہمن، نل اور اس کی بیوی کی تلاش میں ہر طرف شہروں اور ملکوں میں خوشی خوشی نکل کھڑے ہوتے، لیکن انہیں نل یا بھیم کی بیٹی (دمینتی) کہیں نہیں ملی۔ بالآخر سُودیو نامی برہمن کو چیدیوں کے خوبصورت شہر میں تلاش کے دوران دربار کے راجہ (بھیم) کی بیٹی نظر آئی۔ وہ وہاں کے راجہ کے محل میں سُنندا کے ساتھ بیٹھی تھی۔ اس وقت چیدیوں کا راجہ پوجا پاٹھ میں مصروف تھا۔ اس (دمینتی) کے بے پناہ حسن سے تجلّی اس قدر پھوٹ رہی تھی کہ خود وہ مدہم مدہم نظر آ رہی تھی جیسے دھوئیں کے مرغولوں میں آتشیں شعلہ بھڑک رہا ہو۔ بڑی بڑی آنکھوں والی اس بے رنگ اور کمزور خاتون (دمینتی) کو دیکھ کر، مختلف وجوہ کے سبب وہ (برہمن) اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ دمینتی ہی ہے۔

برہمن (سُودیو) خود سے کہنے لگا۔

"میں نے اسے جیسی پہلے دیکھا تھا یہ کنیا اب بھی ویسی ہی ہے۔ آج میں خوش نصیب ہوں کہ مجھے یہ ماہر دکھائی دی جو خود سری[ح۱۲۵] (دیوی) کی مانند ہے۔ ساری دنیاؤں کو شاد کام کر رہی ہے۔ اس خاتون کی چمک دمک بدر کامل جیسی ہے۔ یہ شیاما[ح۱۲۶] ہے، گول چھاتیوں والی، اپنی آب و تاب سے ہر سمت اندھیرا دور کر رہی ہے۔ کنول کی خوبصورت پنکھڑیوں کی طرح بڑی بڑی آنکھیں ہیں، کام[ح۱۲۷] دیو کی بیوی

ح۱۲۵۔ سری۔ حسن، بلند اقبال اور تمول کی دیوی لکشمی کا ایک نام۔

ح۱۲۶۔ شیاما۔ شیاما کے معنی ہیں ایسی لڑکی جو ہمیشہ سولہ برس کی نظر آئے۔ یعنی سدا نوجوان۔ ناقابلِ تغیر شباب۔ بعض کے نزدیک شیاما کے معنی ایسی عورت کے ہیں جس کا بدن سردیوں میں گرم اور گرمیوں میں ٹھنڈا رہے اور جس کی کمر پتلی ہو اور اس میں دوسری بہت ساری خوبیاں ہوں۔

ح۱۲۷۔ کام دیو۔ محبت اور جنس کا دیوتا۔

رتی[ح۱۲۸] جیسی ہے۔ پورے چاند کی کرنوں کی طرح ساری دنیاؤں کو
مسرت بخشتی ہے۔ اوہ، یہ تو کنول کی اس شاخ کی مانند لگ رہی
ہے جسے بدقسمتی (دُربھاگ) جھیل سے توڑ کر لے گئی ہو اور یوں شاخ
کنول، مٹی میں تھڑ گئی ہو۔ شوہر کے غم سے کمھلائی، حسن و ملاحت کی
ماری وہ چودھویں کی اس چاند رات کی طرح معدوم ہوتی ہے جب راہو[ح۱۲۹]

ح۱۲۸۔ رتی، محبت کے دیوتا 'کام' کی بیوی۔ کام دیو اور رتی کے بارے میں شو یا رتی کی کہانی، اور تعارف میں تفصیل دے دی گئی ہے۔

ح۱۲۹۔ راہو (RAHU)، ایک بہت بڑا 'دسے تیا' (دیتیا۔ عفریت)۔ چاند اور سورج گرہن یہ عفریت راہو ہی لاتا ہے۔ راہو کی اصطلاح گرہن کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے۔ اسے ایک سیارہ، شہابیوں کا حکمران اور جنوبی مغربی سمت کا نگران سمجھا جاتا ہے۔ ہندوؤں کا خیال ہے کہ چاند اور سورج کو راہو نگل جاتا ہے تو انہیں گرہن لگ جاتا ہے، ان کی کرنیں چھپ جاتی ہیں اس کے چار بازو ہیں اور اس کے بدن کے نچلا حصہ سانپ کی دُم پر مشتمل ہے۔ راہو بہت ہی شریر اور فتنہ پرداز ہے۔ جب دیوتا اور اسوروں نے مل کر سمندر کو بلویا اور امرت نکالا۔ راہو شکل تبدیل کرکے ان دیوتاؤں میں مل گیا اور کچھ امرت (آبِ حیات) پی لیا۔ سورج اور چاند نے اسے دیکھ لیا اور وشنو دیوتا کو اطلاع کردی۔ وشنو نے راہو کا پہاڑ کی چوٹی جیسا سر اور دو بازو کاٹ ڈالے، مگر چونکہ راہو ذرا سا امرت پی گیا تھا اس لئے لافانی ہو چکا تھا اس کے بدن کے دونوں ٹکڑے امر ہو گئے۔ اس کا اوپر کا دھڑ راہو اور سانپ کی دُم جیسا نچلا دھڑ کیتو (کے تُو KETU) کہلاتا ہے)۔ سورج اور چاند نے وشنو کے سامنے اس کی مخبری کی تھی اس لئے راہو نے ان کی دشمنی پر کمر باندھ لی اور ان کو نگل جانے کے لئے تعاقب کناں رہنے لگا۔ وشنو پران کے مطابق آٹھ سیاہ گھوڑے راہو کے رتھ کو کھینچتے ہیں۔ چاند یا سورج گرہن کے وقت راہو سورج یا چاند کی طرف جاتا ہے اور پھر چاند سے سورج کی طرف پلٹ آتا ہے۔ 'راہو ابھر پساچ' (ABHRA-PISĀCHA) (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

رات کے اس (دیوتا) چاند کو نگل گیا تھا۔ یا پھر یہ (دمینتی) اس ندی جیسی ہے جس کی دھارا سوکھ گئی ہو، اس کی حالت اس پامال جھیل کی مانند ہے جس کے کنول کے پھولوں کی پتیاں ہاتھیوں نے اپنی سونڈوں سے مسل دی ہوں اور اس (جھیل) کے سارے پرندے سہم کر اڑ گئے ہوں۔ بے شک اس نازک بدن اور خوش اندام کنیا کو تو ہیرے جڑے محل میں رہنا چاہیئے تھا (مگر) یہ کنول کی ٹوٹی ہوئی شاخ کی طرح ہو گئی ہے جو سورج کی کرنوں سے جھلس گئی ہو۔ خوبیٔ صورت اور خوبیٔ سیرت سے سرفراز، زیوروں کی حق دار ہوتے ہوئے بھی ان سے محروم، آسمان کے نئے نئے خمیدہ[۱۳] اس چاند کی مانند ہے جسے کالے بادلوں نے ڈھانپ لیا ہو۔ آسائش اور عیش و عشرت سے تہی دامن، رشتے داروں اور سہیلیوں سے بچھڑ کر اس امید میں یہ دکھ بھرے دن بتا رہی ہے کہ ایک بار پھر اپنے شوہر کو دیکھے گی۔

بھی کہلاتا ہے۔ جس کے معنی ہیں 'آسمان کا عفریت' ——— رہملنے راہو (؟) کے دونوں ٹکڑوں یعنی راہو اور کیتو کو سیارے بنا دیا۔ ہندوؤں کے ہاں راہو اور کیتو سمیت نو سیارے ہیں یعنی رَوی (سورج) چندر یا سوم (چاند)، منگل (مریخ)، بُدھ (عطارد)، برہسپتی (مشتری)، شکر (زہرہ)، شنی (زحل)، راہو اور کیتو۔ اوّل الذکر سات سیاروں کے ناموں پر ہفتے کے سات دنوں کے نام رکھے گئے۔ رَوی وار (اتوار)، سوموار (پیر)، منگلوار (منگل)، بدھ وار (بدھ)، برہسپت (جمعرات)، شکر (جمعہ)، سنی وار (ہفتہ)۔

ص ۱۳۔ نیا نیا خمیدہ چاند۔ ہلال۔ پہلی رات کا چاند۔

بے شک عورت کا بہترین زیور اس کا شوہر ہوتا ہے خواہ وہ زیوروں سے کتنی بھی محروم ہو۔ شوہر اس (دمینتی) کے ساتھ نہیں ہے تو اس کے روپ کی تجلی بھی دھندلا گئی ہے۔ اپنی ایسی محبوب بیوی کے بغیر زندہ رہ کر اور رنج و ملال نہ کر کے (راجہ) نل نے کارنامہ انجام دیا ہے۔ اس کالے بالوں اور کنول کی پتیوں جتنی بڑی بڑی آنکھوں والی کینا کو دیکھ کر میرا دل رکھتا ہے۔ یہ اداسیوں کی ماری ہوئی ہے حالانکہ اسے تو بید اقبال کی انتہائی ضرورت ہے۔ جب کچھ عرصے بعد یہ مبارک خاتون دکھوں کے اس ساگر کو یقیناً عبور کرے گی تو یہ شوہر پرست خاتون اپنے شوہر کے ساتھ اس طرح نظر آئے گی جیسے چاند کے ساتھ روہنی[۱۳]۔ بے شک نشد ہا قل کے راجہ (نل) کو اسے دوبارہ پا کر اتنی ہی خوشی ہوگی جتنی کسی راجہ کو کھوئی ہوئی سلطنت دوبارہ مل جانے سے ہوتی ہے۔ مزاج، عمر اور (اعلیٰ) نسبتی کے لحاظ سے نل اس (دمینتی) جیسا ہے (چنانچہ) نل ودربھ (کے راجہ بھیم) کی بیٹی (دمینتی) کا حقدار ہے اور کالی

---

[۱۳]۔ روہنی (ROHINI) :- یہ چاند دیوتا کی سب سے پیاری بیوی اور پرجاپتی دکش کی چوتھی بیٹی ہے۔ چاند سے دکش کی ستائیس بیٹیاں بیاہی ہوئی ہیں مگر وہ روہنی کو سب سے زیادہ چاہتا ہے۔ اس امتیاز سے دوسری بہنیں جل گئیں اور باپ سے شکایت کر دی۔ دکش کے سمجھانے پر بھی چاند کے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ تنگ آ کر خسر دکش نے داماد (چاند چندر) کو بددعا دے دی، جس کے اثر سے چاند آخری پندرہ دنوں میں بیمار پڑ جاتا ہے۔ ان دو ہفتوں کے بعد دکش اس پر ترس کھا کر اتنے ہی دنوں میں اسے اچھا کر دیتا ہے، یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہتا ہے۔

آنکھوں والی یہ کینا بھی نَل کی حقدار ہے۔ میرا فرض ہے کہ بے پناہ
طاقتور، توانا اور صاحبِ قوت سورما (نَل) کی رانی (دَمینتی) کو تسلی
دوں کیونکہ وہ اپنے خاوند کے درشن کی بے انتہا خواہشمند ہے۔
اپنے شوہر کی یادوں میں سدا مگن، چودھویں کے چاند ایسے تندافتاں
مکھڑے والی، دلگیر کینا کی میں ڈھارس بندھاؤں گا۔ اس لئے کہ ایسی
مصیبتیں اس پر نازل ہو گئی ہیں جن سے اسے کبھی واسطہ نہیں پڑا تھا۔"
اس تمام صورتِ حال اور اس (دَمینتی) کی تمام علامات پر غور کرتا وہ آگے بڑھ کر اس کے پاس
آیا اور اس سے مخاطب ہوا۔
"وِدَربھ کی راجکماری، میں سُودیو ہوں، تیرے بھائی کا عزیز دوست!
میں راجہ بھیم کی خواہش پر تجھے ڈھونڈتا ہوا یہاں آیا ہوں۔ تیرا باپ
ٹھیک ہے اور تیری ماں اور تیرے بھائی بھی۔ تیرے بیٹا بیٹی
درازیِ عمر سے سرفراز ہنسی خوشی رہ رہے ہیں۔ تیرے رشتے دار
جی تو رہے ہیں مگر تیری وجہ سے وہ تقریباً مر ہی چکے ہیں اور تجھے
سیکڑوں برہمن دنیا بھر میں ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔"
دَمینتی نے سُودیو کو پہچان لیا اور پھر احترام کے ساتھ اپنے سارے رشتے داروں اور سہیلیوں
کا باری باری (حال احوال) پوچھا۔ پھر اس برترین برہمن اور اپنے بھائی دوست سُودیو کو
غیر متوقع طور پر دیکھ کر وِدَربھ کے راجہ (بھیم) کی غمزدہ بیٹی (دَمینتی) پھوٹ پھوٹ کر رودی
سُنندا نے اسے ایک برہمن سے باتیں کرتے اور بُری طرح روتے دیکھا۔ سُنندا بھی اداس
ہو گئی۔۔۔۔ اس (سُنندا) نے جا کر ماں کو اطلاع دی۔
"سیرندھری ایک برہمن کے سامنے بلک بلک کر رو رہی ہے، اگر
تو چاہے تو چل کر خود دیکھ لے۔"

چیدیوں کے راجہ کی ماں محل کے اندرونی حصے سے نکلی اور وہاں آئی جہاں کینا (دمینتی) شودیو کے پاس موجود تھی۔ رانی ماتا نے شودیو کو اپنے سامنے طلب کیا اور اس سے پوچھا۔

" یہ خاتون (دمینتی) کس کی بیوی ہے، کس کی بیٹی ہے؟ اور یہ خوبصورت آنکھوں والی خاتون اپنے شوہر اور رشتے داروں سے بچھڑ کیسے گئی؟ اے برہمن تجھے کیسے پتہ چلا کہ یہ خاتون اس مصیبت میں گرفتار ہو گئی ہے۔ میں اس کے بارے میں تفصیل سے تجھ سے سننا چاہتی ہوں۔ تو مجھے سب کچھ سچ سچ بتا جو میں تجھ سے اس آسمانی حسن والی کینا کے بارے میں پوچھ رہی ہوں۔

رانی ماتا کی بات سن کر برترین برہمن شودیو آرام سے بیٹھ گیا اور دمینتی کے بارے میں صحیح صحیح بتلانے لگا۔

ودربھاؤں کا ایک نیک اور پرشکوہ راجہ ہے، اس کا نام بھیم ہے یہ نیک بخت اس کی بیٹی ہے اور دمینتی کے نام سے مشہور ہے اور نشدھاؤں کا ایک راجہ نل ہے، وہ ویرسین کا بیٹا ہے یہ خوش بخت خاتون اسی عقلمند اور پاکباز راجہ نل کی بیوی ہے۔ نل کے بھائی نے اسے پانسے میں ہرا کر اس کا راج پاٹ چھین لیا اور نل دمینتی کے ساتھ جنگلوں میں نکل گیا، کسی کو اس کے بارے میں پتہ نہیں تھا۔ ہم دمینتی کی تلاش میں پوری دھرتی پر پھر رہے ہیں۔ بالآخر یہ کینا تیرے بیٹے کے محل میں ملی۔ اس جیسی حسین کوئی عورت نہیں ہے اس سدا نوجوان کینا کی ابروؤں کے درمیان کنول سے مشابہ ایک پیدائشی خوبصورت تل ہے۔ میں نے اسے (پہلے بھی) دیکھا تھا مگر اب اس کی پیشانی پر خاک دھول جمی ہے جس کی وجہ سے یہ نظر نہیں

آتا، اسی طرح جیسے چاند کو بادل ڈھانپ لیتے ہیں۔ خالق نے
خود یہ تِل خوش اقبالی اور تموّل کی نشانی کے طور پر بنایا تھا۔ یہ اب
دھندلا نظر آتا ہے جیسے ہلال پہلے دن شام کے وقت مدہم مدہم
دکھائی دیا کرتا ہے۔ گو اس (دمینتی) کے بدن پر خاک ملی ہوئی ہے
(پھر بھی) اس کی دلکشی کم نہیں ہوئی ہے۔ گو یہ اپنے بدن سے لاپرواہی
برت رہی ہے پر اس کا بدن اب بھی کندن کی طرح دمکتا ہے۔ میں
نے دیوی جیسی اس خاتون کو اس کے سراپا اور اس کے تِل کی وجہ سے
یوں پہچان لیا جیسے کوئی راکھ میں دبی ہوئی آگ کا اس کی تپش سے
پتہ چلا لے۔"

سُودیو کی باتیں سن کر سُنندا نے وہ مٹی دھو ڈالی جس نے دمینتی کی ابروؤں کے درمیان تِل کو چھپا رکھا تھا۔ تِل اس طرح نظر آنے لگا جیسے آسمان پر چاند بادلوں سے ابھی ابھی نکل آیا ہو۔ اس تِل کو دیکھ کر سُنندا اور راج ماتا رو پڑیں اور دمینتی کو سینے سے لگا کر برائے چند سے چپ ہو گئیں۔ رانی ماتا نے آنسو بہاتے ہوئے ملائم لہجے میں کہا:

"تیرے اس تِل سے میں جان گئی ہوں کہ تو میری بہن کی بیٹی ہے
اے خوبصورت کینا میں اور تیری ماں دشارناؤں[۱۲۳] کے حکمران سُداماں
کی بیٹیاں ہیں۔ اس کی شادی بھیم سے ہوئی اور میری ویرباہو سے

۱۲۳۔ دشارن (DASHĀRANAS)۔ وسطی بھارت کا جنوب مشرقی حصہ 'دشارن' کہلاتا تھا۔ دشارن (دساَرن) کے لفظی معنی ہیں 'دس قلعے'۔ اوپر متن میں 'دشارناؤں' اس ریاست کے رہنے والوں کو کہا گیا ہے۔

اے حسینہ میرا محل تیرے لئے ایسا ہی ہے جیسے تیرے باپ کا
گھر۔ اور اے دَمینتی یہ دولت اسی طرح تیری ہے جیسے میری۔"
دَمینتی خوش ہو کر اپنی خالہ کے سامنے (ادب سے) جھکی اور اس سے کہا۔
" مجھے کسی نے نہیں پہچانا پھر بھی میں تیرے ساتھ ہنسی خوشی رہی ہوں
تو نے میری ہر ضرورت پوری کی اور تو نے میری ہمیشہ حفاظت کی
میں یہاں ہنسی خوشی مقیم رہی اور بلاشبہ مجھے یہاں رہ کر اور زیادہ
خوشی ہوتی، مگر ماتا میں بہت مدت سے وطن سے دور ہوں چنانچہ
ماتا مجھے جانے دے۔ میرے بچوں بیٹا بیٹی کو میرے باپ کے
محل بھیج دیا گیا تھا، جہاں وہ اپنے باپ اور ماں سے جدائی کے
سبب بہت اداسی کے عالم میں دن گزار رہے ہیں۔ اگر تو میرے
ساتھ بھلائی کرنا چاہتی ہے تو بلا تاخیر ایک گاڑی لانے کا حکم
دے کیونکہ میں وِدَربھ جانا چاہتی ہوں۔"

دَمینتی کی ماں کی بہن نے خوش دل کے ساتھ کہا ــــ "ایسا ہی ہوگا" ــــ اور رانی ماتا نے اپنے بیٹے کی اجازت سے دَمینتی کو ایک خوبصورت پالکی میں بٹھا کر روانہ کر دیا جسے مرد اٹھا کر چلتے تھے۔ حفاظت کے لئے ایک فوجی دستہ ساتھ تھا۔ اور رانی ماتا نے (خاتون دَمینتی) کو کھانے پینے کی چیزیں اور بہترین پوشاکیں دیں۔ وہ جلد ہی وِدَربھا دیس پہنچ گئی۔ اس کے سب رشتے داروں نے (اس کے پہنچنے) پر خوشی خوشی عزت و احترام کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ اپنے تمام رشتے داروں، اپنے بیٹا بیٹی، باپ اور ماں اور تمام کنیزوں کو سکھ چین سے دیکھ کر دیوی جیسی اور عالی مرتبہ دَمینتی نے بہترین طریقے سے دیوتاؤں اور برہمنوں کی پوجا کی ــــ راجہ (بھیم) اپنی بیٹی کو دیکھ کر خوش ہوا اور سُودیو کو ایک ہزار گائیں، خوب دولت اور ایک گاؤں عنایت کیا۔

خوبصورت خاتون (دمینتی) نے وہ رات اپنے باپ کے محل میں گزاری اور پوری طرح آرام کر کے اپنی ماں سے کہا:-

"ماں، اگر تو مجھے زندہ دیکھنا چاہتی ہے، میں سچ کہتی ہوں، جیسے
بھی بن پڑے انسانوں کے سورما نل کو یہاں لانے کی کوشش کر۔"

دمینتی کی یہ بات سن کر دیوی جیسی رانی کو بہت صدمہ ہوا۔ وہ آنسوؤں میں نہا گئی، کوئی جواب نہ دے سکی۔ دمینتی کی یہ خطرناک حالت دیکھ کر (محل) کے اندرونی حصّوں کے سارے باسی "ہائے"، "اور افسوس"، پکار اٹھے اور زور زور سے رونے لگے۔ پھر رانی نے عالی وقار راجہ بھیم سے کہا:-

"تیری بیٹی دمینتی اپنے خاوند کی خاطر رو رہی ہے۔ اے راجہ، ساری
شرم و حیا تج کر اپنی نیت مجھے بتا دی ہے کہ تیرے آدمی اس نیک
دل راجہ (نل) کو تلاش کرنے کی کوشش کریں۔"

اس طرح رانی کے کہنے پر اپنے دست نگر برہمنوں کو بھیم نے یہ حکم دے کر ہر طرف دوڑا دیا کہ وہ نل کا ٹھکانا معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ ودربھاؤں کے راجہ بھیم کی ہدایت پر (وہ) سارے برہمن دمینتی کے پاس گئے اور اسے بتایا کہ وہ نل کو ڈھونڈنے جا رہے ہیں بھیم کی بیٹی (دمینتی) نے ان (برہمنوں) سے کہا:-

"تم سارے ملکوں میں اور لوگوں کے ہر ہجوم کے سامنے یہ آواز
لگایا کرنا۔

"اے جواری، اے محبوب، تو میری آدھی پوشاک کاٹ کر اپنی پیاری
اور وفادار بیوی کو بن میں سوتی چھوڑ کر کہاں چلا گیا؟ کپڑے کے آدھے
ٹکڑے میں لپٹی، غم کی ماری وہ خاتون تیرے حکم کے مطابق تیری راہ
تک رہی ہے۔ اے راجہ، اے سورما، ترس کھا اور اسے جواب دے

جو تیری یاد میں برابر رہتے جاتی ہے،'

تم لوگ یہ سب اور اس کے علاوہ اس سے یہ بھی کہنا۔

'ہوا کی وجہ سے آگ[۱۳۴] جنگل[۱۳۵] کو خاکستر کر دیتی ہے'،

تب میرے شوہر کو مجھ پر رحم آجائے گا۔ تم یہ بھی کہنا۔

'شوہر ہمیشہ بیوی کی حفاظت اور پرورش کرتا ہے۔ تو نیک در دیا تندار[۱۳۶] ہے، تو پھر تو نے اپنی یہ دونوں خوبیاں[۱۳۷] کیوں بھلا دی ہیں۔ تو مشہور، عقل مند، محترم اور ہمہ وقت مہربان ہے، مگر اب تو نامہربان کیوں ہو گیا ہے؟ ڈرتی ہوں کہ شاید اس میں میری بدبختی کو دخل ہے۔ چنانچہ اے شیر ہمیشہ مجھ پر رحم کر۔ انسانوں میں سانڈ۔ میں نے تجھ سے یہ سنا ہے کہ مہربانی سب سے بڑی نیکی ہے۔'

یہ سن کر اگر کوئی تمہیں[۱۳۸] جواب دے تو اس شخص کے بارے میں ہر طرح کی معلومات کرنا، پتہ لگانا کہ وہ کون ہے اور رہتا کہاں ہے؟ اے ہدایت یافتہ، ہنر مند برہمنو، جو شخص تمہاری بات سن کر تمہیں جواب دے، وہ مجھے آکر سنانا۔ تم یہ احتیاط کرنا کہ کسی کو یہ پتہ نہ چلے کہ ڈھونڈو

ص ۱۳۴۔ اپنے رنج والم کو دمینتی نے آگ سے تشبیہ دی ہے۔

ص ۱۳۵۔ جنگل:۔ اپنے بدن کو دمینتی نے جنگل سے تشبیہ دی ہے۔ مطلب یہ کہ رنج والم کی وجہ سے دمینتی کا بدن خاکستر ہوا جا رہا ہے جیسے آگ جنگل کو جلا ڈالتی ہے۔

ص ۱۳۶۔ دیا تندار:۔ انگریزی میں "فرض شناس" بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔

ص ۱۳۷۔ خوبیاں:۔ انگریزی میں "فرائض" بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔

ص ۱۳۸۔ تمہیں:۔ برہمنوں کو۔ برہمنوں سے دمینتی کا خطاب جاری ہے۔

تم میرے حکم سے پیٹ رہے ہو یا یہ کہ تم میرے پاس آؤ گے
اور یہ بھی معلوم کرنا کہ جواب دینے والا دولت مند ہے یا غریب
یا پھر اقتدار سے محروم ہے۔ اس کی خواہشات بھی معلوم کرنا"

دمینتی کی یہ ہدایت سن کر برہمن نل کی کھوج میں ہر سمت چل دیئے، جو (نل) اس عظیم آفت میں مبتلا تھا۔ برہمنوں نے اس کی تلاش میں شہر، ملک گاؤں، آشرم اور گایوں کے باڑے چھان مارے۔ وہ جہاں جاتے دمینتی کے کہے ہوئے الفاظ دہراتے۔ طویل مدت گزر گئی پرنا دنامی ایک برہمن (وِدَربھاؤں) کے شہر لوٹ آیا اور راجہ بھیم کی بیٹی دمینتی سے کہا۔

"اے دمینتی، نشدھ کے راجہ (نل) کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے میں
اجودھیا جا نکلا اور بھنگا سُوری کے سامنے پیش ہوا۔ اور اے بہترین
خاتون، میں نے تیرے الفاظ بلند اقبال رِتُو پَرن کے سامنے دہرائے
مگر انہیں سن کر نہ تو لوگوں کے اس حکمران (رِتُو پَرن) اور نہ ہی اس
کے کسی درباری نے کوئی جواب دیا حالانکہ میں نے وہ الفاظ بار بار
دہرائے تھے پھر مجھے راجہ (رِتُو پَرن) نے رخصت کر دیا تو ایک
شخص ملا۔ اس کا نام واہوک (باہک) ہے اور رِتُو پَرن کا ملازم
ہے۔ واہوک اس راجہ (رِتُو پَرن) کا رتھبان ہے۔ دیکھنے میں اچھا
نہیں لگتا، چھوٹے چھوٹے بازو ہیں، گھوڑوں کو ہوا کی طرح ہانکنے
میں اسے کمال حاصل ہے۔ کھانا پکانے کے فن میں طاق ہے۔ بار
بار ٹھنڈی آہیں بھر کر، بار بار رو کر اس نے میری خیریت پوچھی
اور کہنے لگا۔

"پاکباز عورتیں سخت مصیبت میں گرفتار ہو کر بھی اپنی ہی کوششوں سے
اپنی (آبرو کی) حفاظت کرتی ہیں اور اس طرح یقیناً جنت کی حقدار

ہو جاتی ہیں۔ ان کے خاوند انہیں چھوڑ بھی جائیں وہ (ان سے) کبھی ناراض نہیں ہوا کرتیں۔ پاکدامن عورتیں کڑی زندگی گذارتی ہیں، تقدس کی زرّہ بکتر میں لپٹی رہتی ہیں۔ اسے[۱۳۹] خفا نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ جو شخص اسے چھوڑ گیا تھا، اس کی مت ماری گئی تھی، سخت بپتا میں مبتلا تھا، اور ہر خوشی سے محروم تھا۔ خوبصورت اور خوب سیرت خاتون اس پر نہ بگڑے جس کی پوشاک پرندے اس وقت لے اڑے تھے جب وہ (جنگل میں) خوراک حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف تھا اور جو (اب بھی) صدموں سے کچلا جا رہا ہے۔ سلوک چاہے اچھا ہو یا بُرا، ایسی بیوی کو تو کبھی طیش نہیں آنا چاہیئے جو شوہر کو ایسی آفت میں گرفتار دیکھے کہ حکومت گئی، حوش اقبالی گئی، اور فاقہ کشی اور مصیبتوں کا شکار رہے۔'

میں اس کی یہ باتیں سن کر بھاگم بھاگ یہاں پہنچا ہوں۔ تو نے اب سب کچھ سن لیا ہے جو مناسب جانے کر اور راجہ (بھیم) کو بتا دے۔"

دمینتی آنکھوں میں آنسو بھرے ماں کے پاس پہنچی اور اسے علیحدگی میں کہا۔

" اے ماتا، راجہ بھیم کو میری نیت کا کسی طرح بھی پتہ نہ چلے میں تیرے سامنے ہی اس افضل ترین برہمن سُودیو کے سپرد ایک کام کروں گی۔ اگر تجھے میری اچھائی منظور ہے تو کام اس طرح کر کہ راجہ بھیم کے علم میں میرا مدعا نہ آنے پائے۔ وہی مبارک (مذہبی)

---

[۱۳۹] اسے: دمینتی کی طرف اشارہ ہے۔

رسمیں ادا کر کے سُودیو کو فوراً ہی نَل کو لانے کے لیے بھیج دے جن
(رسموں کی بدولت) وہ (سُودیو) مجھے عجلت کے ساتھ رشتے داروں
میں سے آیا تھا۔''

پَرناد (سفر کی) تکان سے تازہ دم ہو گیا تھا۔ دلآویز خاتون ودربھ کے راجہ کی بیٹی (دمینتی) نے اسے تعظیم دی اور خوب مال و دولت دے کر کہا۔

''اے برہمن، جب نَل یہاں آجائے گا، میں تجھے اور بھی بہت
ساری دولت دوں گی۔ تو نے میری وہ خدمت کی ہے یقیناً دوسرا
کوئی نہیں کر سکتا، کیونکہ (میری اسی خدمت کے سبب)، اے
سب سے عظیم ہدایت یافتہ،۔۔۔ میں جلد ہی اپنے گمشدہ شوہر کو
پالوں گی۔''

دمینتی کی باتیں سن کر اس ارفع روح والے برہمن (پَرناد) نے اسے مبارک دعائیں دیکر تسلی دی اور اپنی کوشش میں خود کو کامیاب تصوّر کر کے اپنے گھر چلا گیا۔ جب وہ رخصت ہو ئی تو غمزدہ دمینتی نے سُودیو کو بلایا اور اپنی ماں کی موجودگی میں اس سے کہا۔

''اے سُودیو، سیدھے میں پیکنے والے پرندے کی طرح تو فوراً ہی اجودھیا
شہر روانہ ہو جا اور وہاں رہنے والے راجہ رِتُوپَرن سے یہ کہنا۔
'راجہ بھیم کی بیٹی دمینتی اپنا دوسرا سوئمبر رچا رہی ہے۔ سارے راجے
اور راجکمار اس میں (شرکت کے لیے) ہر طرف سے پکے ہوتے
جا رہے ہیں۔ وقت کا حساب لگا کر کہتا ہوں کہ یہ رسم کل ہی ادا
ہو جائے گی۔ اے دشمنوں کے خاتمہ کرنے والے اگر تیرے بس میں
ہو تو بلا تاخیر ادھر روانہ ہو جا۔ کل طلوع آفتاب کے بعد وہ (اپنے
لیے) دوسرا شوہر چن لے گی کیونکہ اسے کچھ پتہ نہیں کہ سورمائل

زندہ ہے یا نہیں۔''

اس دمینتی کی باتیں سن کر شودیو اسی وقت روانہ ہو گیا اور جو کچھ اسے کہنے کی ہدایت کی گئی تھی اس نے اجودھیا کے راجہ رتُوراں سے کہہ دیا ـــــ شودیو کی بات سن کر راجہ رتُوپرن نے واہوک سے ملائمت سے کہا:

''اے واہوک، تو گھوڑوں کے علم[۱۴۰] میں طاق ہے۔ اگر تو راضی ہو تو میں ایک ہی دن میں دمینتی کے سوئمبر تک پہنچنا چاہتا ہوں۔''

راجہ کی بات سن کر لگتا تھا نل کا دل صدمے سے پھٹ جائے گا۔ وہ (نل) جی ہی جی میں سوچنے لگا۔

''دمینتی شاید رنج و غم میں اندھی ہو کر یہ سب کچھ کر رہی ہے یا پھر شاید اس نے یہ شاندار ترکیب میری خاطر سوچی ہے۔ پارسا خاتون، وِدربھاؤں کے راجہ کی بیٹی (دمینتی) جو کچھ کرنا چاہتی ہے بے شک بہت بڑا ظلم ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اسے دھوکا دیا تھا، میں جو حقیر گناہ گار اور کوڑھ مغز ہوں۔ دنیا میں مشاہدہ یہ ہے کہ عورت متلون مزاج[۱۴۱] ہوتی ہے۔ مجھ سے بھی تو بہت بڑا قصور سرزد ہوا۔ شاید وہ یہ قدم اس لئے اٹھا رہی ہے کہ میری جدائی کی وجہ سے اسے اب مجھ سے محبت نہیں رہی ہے۔ بے شک اس پتلی کمر والی کینا کو مجھ سے دکھ پہنچا ہے مگر درحقیقت وہ ایسا اقدام اٹھانے کے قابل نہیں خصوصاً اس لئے

۱۴۰۔ گھوڑوں کا علم۔ گھوڑوں کو سدھانے اور ہانکنے کا علم۔

۱۴۱۔ متلون مزاج۔ مان متھ نے انگریزی ترجمہ "چالاک، مکار" دیا ہے۔

کہ میرے صلب سے اس کے دو بچے ہیں۔ بہر حال یہ درست
ہو یا غلط میں وہاں (ودربھ) جاکر معلوم کروں گا کہ اس سوئمبر والی
بات میں کیا کوئی سچائی ہے یا یہ غلط ہے۔ میں رِتوپرن کی خواہش
یقیناً پوری کروں گا کیونکہ اس طرح کرکے دراصل میں اپنا مقصد
پورا کروں گا۔''

داہُوک سخت افسردہ تھا، اس نے (جانے کا) فیصلہ کرکے ہاتھ جوڑ کر راجہ رِتوپرن سے گذارش کی:۔

''اے بہترین راجہ، اے بہترین انسان، اے راجہ، میں تیرے
حکم پرا جودھیا جاؤں گا اور لے انسانوں کے شیر میں بِدربھا ایک
دن میں پہنچ جاؤں گا۔''

پھر داہُوک بھنگاسُور کے بیٹے (رِتوپرن) کے اصطبل میں گیا اور گھوڑوں کا معائنہ کرنے لگا۔ رِتوپرن نے اس سے جلدی کرنے کے لئے بار بار تقاضا کیا۔ داہوک نے بہت چھان پھٹک اور بڑی احتیاط سے سوچ بچار کرنے کے بعد کچھ گھوڑے منتخب کئے۔ یہ گھوڑے بہت دبلے پتلے مگر طاقتور تھے اور طویل سفر کی سختیاں جھیل سکتے تھے۔ توانائی اور قوت سے متصف تھے، نسل اعلیٰ تھی، سدھے ہوتے تھے (ان کے بدن پر) کسی قسم کے نامبارک نشان موجود نہیں تھے۔ نتھنے چوڑے اور گال ابھرے ہوتے تھے اور جہاں تک "بالوں کے دس خمیدہ حلقوں[۱۴۲]"، کا سوال تھا وہ اس سلسلے میں ہر عیب سے قطعی پاک تھے، وہ (گھوڑے) سندھو (نامی ملک) میں پیدا ہوتے تھے اور ہوا کی مانند تیز رفتار تھے۔

ح۱۴۲۔ "بالوں کے دس خمیدہ حلقے"۔ جن گھوڑوں کے بدن پر دس کی تعداد میں یہ حلقے ہوتے تھے انہیں برتر اور مبارک تصور کیا جاتا تھا۔ (حاشیہ نمبر ۱۴۳ اگلے صفحہ پر)

ان گھوڑوں کو دیکھ کر راجہ (رِتُوپرن) نے کہا:۔

"تو کرنا کیا چاہتا ہے؟ تجھے مجھ سے مذاق نہیں کرنا چاہیے۔ میرے یہ مریل اور بے دم گھوڑے ہمیں کیسے لے جائیں گے؟ اور ہم ان کے سہارے یہ لمبا سفر طے کیسے کر سکیں گے؟"

واہُوک نے کہا:۔

"ان میں سے ہر گھوڑے کی پیشانی پر بالوں کا ایک حلقہ، کنپٹیوں پر دو، پہلوؤں پر چار، چھاتی پر چار اور کمر پر ایک حلقہ ہے[۱۴۴]۔ بلاشبہ یہی گھوڑے ودربھ لیجائیں گے۔ اے راجہ اگر تجھے دوسرے گھوڑے پسند ہیں تو بتا میں تیرے لئے انہیں جوت لوں گا۔"

رِتُوپرن نے جواب دیا:۔

"اے واہُوک تو گھوڑوں کے علم اور فن میں ماہر ہے اور انہیں ہانکنے میں بھی حاذق ہے۔ تو جن گھوڑوں کو موزوں سمجھتا ہے جلدی سے

ص۱۴۳۔ سِندھو (SINDHU): گویا کم از کم اس کہانی کی تخلیق کے زمانے میں پاکستان کے گھوڑے دور دور تک مشہور اور مقبول تھے۔ از منۂ قدیم میں پاکستان کا نام سِندھو بھی تھا اور رگ وید میں بھی اس سرزمین کا نام "سپت سِندھو" یعنی "سات دریاؤں کی سرزمین" (سات دریا) آیا ہے۔

ص۱۴۴۔ (بالوں کا) حلقہ: مہابھارت کے بعض نسخوں کی اصل عبارت میں بالوں کی تفصیل پر مبنی یہ عبارت (شعر) موجود نہیں ہے اور پر متن میں دس حلقوں کا ذکر ہے مگر بیان کردہ تفصیل میں بالوں کے حلقوں کی تعداد بارہ بنتی ہے۔ بعض جگہ چھاتی پر حلقوں کی تعداد دو آئی ہے اس طرح کل تعداد دس بنتی ہے۔ بہرحال بالوں کے یہ دس حلقے مخصوص اور گھوڑے کی برتری کا واضح نشان مانے جاتے تھے اور یہ گھوڑے کے بدن پر اسی جگہ ہوتے تھے جہاں جہاں نَل نے رِتُوپرن کو بتائے تھے۔ ان حلقوں کو "آورت" کہا جاتا تھا۔

انہیں جوت لے۔"

چابکدست اور زیرک نل نے رتھ میں اعلیٰ انسل کے سدھائے ہوئے چار صبا رفتار گھوڑے جوت لئے۔ اور جب گھوڑے جوت لئے گئے تو راجہ (رتوپرن) لپک کر رتھ پر سوار ہو گیا مگر یہ بہترین گھوڑے گھٹنوں کے بل زمین پر گر پڑے۔ تب اس بہترین انسان، مبارک راجہ نل نے توانائی اور قوت سے متصف ان گھوڑوں کو پچکارا اور باگیں (کھینچ کر) انہیں اٹھایا۔ وارشنیا (وارش نیا) کو بھی رتھ پر سوار کرا کر وہ (نل) برق رفتاری سے روانہ ہونے کے لئے تیار ہو گیا واہوک نے انہیں سلیقے سے جو ہانکا تو افضل ترین گھوڑے ہوا سے باتیں کرنے لگے۔ رتھ میں سوار رتوپرن ششدر رہ گیا۔ اجودھیا کا خوش بخت راجہ (رتوپرن) ان گھوڑوں کو رتھ ہواؤں کی رفتار سے اڑاتے دیکھ کر سخت متعجب ہوا۔ وارشنیا نے رتھ کے پہیوں کی آواز سنی گھوڑوں کو قابو میں رکھنے اور انہیں ہانکنے کے لئے واہوک کی مہارت دیکھی۔ وہ گھوڑوں اور واہوک کے بارے میں سوچنے لگا، وہ خود سے کہنے لگا:۔

"کیا یہ دیوتاؤں کے راجہ (اندر دیوتا) کا رتھبان ماتلی ہے؟ مجھے سورما واہوک میں وہی (ماتلی جیسی) شان نظر آ رہی ہے۔ کیا یہ گھوڑوں کے علم کا ماہر سَلی ہوتر نہیں ہے؟ یا کیا سَلی ہوتر نے اس خوبصورتی سے یہ انسانی پیکر اختیار کر لیا ہے؟ یا پھر کیا یہ سرکش شہروں کا فاتح نل ہے جو یہاں آ گیا ہے؟ یا پھر ہو سکتا ہے کہ واہوک (بھی) نل کی طرح (گھوڑوں کا علم) جانتا ہو۔ کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ واہوک کا علم نل کے علم کے برابر ہے۔ پھر واہوک اور نل ہم عمر ہیں۔ یہ (واہوک) شاندار طاقتور نل نہ ہو بلکہ کوئی اور ہی ہے جو اتنا علم رکھتا ہے۔

بعض اوقات عالی مرتبت لوگ بدبختی کا شکار ہو کر یا پھر شاستروں[۱۴۵]

(حاشیہ نمبر ۱۴۵ اگلے صفحہ پر)

کے احکام کی بجا آوری میں بھیس بدل کر مارے مارے پھرتے
ہیں۔ اس (واہوک) کی بدصورتی کی وجہ سے میری رائے تبدیل
نہیں ہونی چاہیئے، کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ نَل کا چہرہ بھی تو بدل
سکتا ہے، عمر میں یہ نَل جتنا ہی ہے۔ مگر ظاہری شکل وشباہت
میں فرق ہے۔ واہوک میں تمام خوبیاں موجود ہیں، چنانچہ میرا
خیال ہے کہ یہ نَل ہی ہے۔"

داستبا ز نَل کا سابق رتھبان وارشنیا بڑی دیر تک انہی خیالات میں ڈوبا رہا۔ اور افضل ترین راجہ رِتُوپَرن بھی اپنے رتھبان وارشنیا کی طرح واہوک کے کمال شاہسواری کو دیکھ کر بہت مسرور ہوا۔ اور (رِتُوپَرن) کو واہوک کے باگ پکڑنے اور گھوڑے ہانکنے کے پُرجوش انداز سے انتہائی خوشی ہوئی۔

نَل نے سرعت کے ساتھ دریاؤں، پہاڑوں، جنگلوں اور جھیلوں کو یوں عبور کر لیا جیسے پرندہ آسمان کو چیرتا گزر جائے اور جب رتھ اس طرح لپکتا جا رہا تھا سرکش شہروں کے فاتح، بھنگا سور کے بیٹے (رِتُوپَرن) نے اپنی اوپری پوشاک نیچے گرتی دیکھی۔ جونہی اسکی پوشاک زمین پر گری عالی دماغ راجہ (رِتُوپَرن) نے بلا تاخیر نَل سے کہا۔

"میں اس پوشاک کو واپس لینا چاہتا ہوں، اے بہت ہی ذہین
(واہوک) ان بلا کے تیز رفتار گھوڑوں کو اتنی دیر کے لئے روک لے
کہ وارشنیا میری اوپری پوشاک اُٹھا لائے۔"

نَل نے اسے جواب دیا۔

"تیری پوشاک بہت دور رہ گئی ہے یعنی ہم اس جگہ سے ایک

۱۴۲۵۔ شاستر (SHASTRAS) ۔ ہندوؤں کی قانونی کتابیں۔ مذہبی کتابیں۔

یوجن[م۱۴۶] آتنے بڑھ آتے ہیں چنانچہ یہ واپس نہیں لائی جا سکتی۔"

نل جب یہ بات کر چکا تو بھنگا سور کا بیٹا (رِتُو پرن) ایک جنگل میں وِبھیتک[م۱۴۷] نامی ایک درخت کے قریب پہنچا جس میں پھل لگے ہوتے تھے۔ اس درخت کو دیکھ کر رِتُو پرن جلدی سے بولا۔

"اے واہُوک (باہک)، رتھبان، تو بھی ذرا میری گنتی کا کرشمہ دیکھ۔
سارے ہی لوگ ہر بات تو نہیں جانتے، کوئی شخص ایسا نہیں جو ہر
علم جانتا ہو اور کسی ایک شخص کو علم پر کامل عبور نہیں ہوتا اے واہُوک
اس درخت کے جو پتے اور پھل زمین پر پڑے ہیں وہ بالترتیب
ان (پھلوں) اور پتوں سے ایک سو ایک گناہ زیادہ ہیں جو درخت
پر لگے ہیں۔ درخت کے دو تنوں پر پانچ کروڑ پتے اور دو ہزار ایک سو پچانوے
پھل ہیں۔ (چاہے تو) تو ان دونوں تنوں اور ان کی شاخوں کا معائنہ
کر لے۔"

واہُوک (باہک) نے رتھ روکتے ہوتے راجہ رِتُو پرن سے کہا۔
"اے دشمنوں کے غارت گر، تجھے اس علم میں مجھ پر فوقیت حاصل ہے
جو میرے تصوّر سے بھی باہر ہے۔ مگر اے راجہ میں وِبھیتک درخت
کو کاٹ کر اس معاملے کو اپنی عقل کے مطابق سمجھوں گا اور جب میں
واقعی گنتی کر لوں گا تو پھر مفروضے والی کوئی بات باقی نہیں رہ جائے
گی، چنانچہ اے راجہ تیری موجودگی اس وِبھیتک کو کاٹوں گا مجھے کچھ

م۱۴۶۔ یوجن (YOJANA): یوجن کوئی نو میل کے برابر تھا مگر بعض کے نزدیک آٹھ میل اور دلسن کے خیال میں ساڑھے چار پانچ میل کے برابر تھا۔

م۱۴۷۔ وِبھیتک (VIBHITAKA): ایک پھل دار درخت لیکن اس کے پھل کھانے کے قابل نہیں ہوتے۔

علم نہیں کہ جو کچھ تو نے کہا ہے[۱۴۹] وہ واقعی درست ہے یا نہیں۔ اے انسانوں کے راجہ میں پھل اور پتے تیرے سامنے شمار کروں گا۔ وارشنیا ذرا کی دیر گھوڑوں کی باگیں تھامے رکھے گا۔"

رتھبان (واہوک) کو راجہ (رتو پرن) نے جواب دیا۔

"ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔"

مگر واہوک نے انکساری سے جواب دیا۔

"ذرا تھم جا۔ اگر تجھے جلدی ہے تو پھر وارشنیا کو اپنا رتھبان بنا لے سڑک ہموار اور سیدھی ہے۔"

اس پر رتو پرن نے واہوک (بابک) کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"اے واہوک اس دنیا میں تیرے جیسا رتھبان اور کوئی دوسرا نہیں ہے۔ تو گھوڑوں کے علم میں طاق ہے۔ تیرے ہی بھروسے پر میں ودربھ جانے کی آس لگائے بیٹھا ہوں۔ میں نے خود کو تیرے ہاتھوں میں سونپ دیا ہے۔ تجھے زیب نہیں دیتا کہ کوئی رکاوٹ ڈالے۔ اگر تو مجھے آج ہی ودربھ پہنچا دے اور وہاں میں سورج کو طلوع ہوتے دیکھ لوں تو پھر تو اپنی جن خواہشوں کا اظہار کرے گا پوری کروں گا۔"

واہوک نے اسے جواب دیا۔

"وبھیتک کے (پتے اور پھل) گننے کے بعد ہی میں ودربھ کا رخ کروں گا، کیا تو میری بات سے متفق ہے؟"

راجہ نے تذبذب کے ساتھ اس سے کہا۔

۱۴۹۔ یعنی درخت کے پتوں اور پھلوں کو شمار کرنے والی بات۔

"گن لے، اس شاخ کے ایک ہی حصے کے پتے اور پھول گننے سے ہی تجھے میری بات کی صداقت کا یقین آجائے گا۔"

واہُوک تیزی سے رتھ سے نیچے اُترا اور درخت کو کاٹ ڈالا۔ اس نے سارے پھل شمار کئے اسے یہ جان کر سخت حیرانی ہوئی کہ راجہ (رِتُوپرن) نے جتنی تعداد بتائی تھی پھل اتنے ہی تھے اس نے راجہ سے کہا:۔

"اے راجہ (تیری) یہ (صلاحیت) انتہائی حیران کن ہے۔ میں نے (گنتی میں) تیری اعلیٰ مہارت دیکھی۔ اے راجہ، میں تیرا یہ فن حاصل کرنا چاہتا ہوں جس کی بنا پر تو نے یہ سب کچھ جان لیا ہے"

راجہ کو جلدی سے آگے روانہ ہونے کی پڑی تھی اس نے واہُوک سے کہا:۔

"تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ میں شمار کرنے کے فن کے علاوہ پانسہ کھیلنے میں بھی طاق ہوں"۔

اور واہُوک نے اس (رِتُوپرن) سے کہا:۔

"اے بہترین انسان، مجھے (اپنا) یہ علم دے دے۔ گھوڑوں کے بارے میں میرا علم مجھ سے لے لے۔

راجہ رِتُوپرن کو اپنی غرض کی اہمیت کا احساس تھا جس کا انحصار واہُوک کے جذبہ خیرسگالی پر تھا۔ پھر وہ گھوڑوں کا علم جاننے کا بھی انتہائی آرزومند تھا (اس نے) واہُوک کی بات مان لی (اس نے کہا):۔

"تیری خواہش کے مطابق پانسہ کھیلنے میں اپنا زبردست علم میں تجھے منتقل کر دیتا ہوں (لیکن) اے واہُوک گھوڑوں کے بارے میں میرا علم (فی الحال) امانت کے طور پر اپنے ہی پاس رکھ۔"

یہ کہہ کر راجہ رِتُوپرن نے پانسہ کھیلنے کا اپنا علم نَل کو منتقل کر دیا۔ جب نَل نے اس طرح پانسہ

کھیلنے کا علم حاصل کر لیا تو کالی (شیطان) اس کے بدن سے باہر نکل گیا۔ وہ اپنے منہ سے (سانپوں کے بادشاہ) کرکوٹک (ناگ) کا انتہائی مہلک زہر مسلسل اگل رہا تھا (دمینتی کی بددعا سے) مصیبت میں گرفتار کالی (نل) کے بدن سے باہر آیا تو اس بددعا کی آگ سے اس کا پیچھا چھوٹ گیا۔ بے شک راجہ (نل) نے بہت طویل عرصے تک کالی کے ہاتھوں کسی غیر ہدایت یافتہ روح کی مانند دکھ جھیلے تھے ــــــ زہر اترنے کے بعد کالی اپنی اصلی شکل میں آ گیا اور نشدہاؤں کا حکمران نل غصّے میں آ کر کالی کو بددعا دینے ہی لگا تھا کہ کالی نے ڈر سے کانپتے ہوئے دونوں ہاتھ جوڑ کر نل سے کہا:۔

"اے راجہ، اپنے غصّے کو پی لے، اس کے عوض میں تجھے بہت شہرت دوں گا۔ اندرسینا کی ماں (دمینتی) نے پہلے اس وقت غضب ناک ہو کر مجھے بددعا دی تھی جب تو اسے چھوڑ گیا تھا۔ اس وقت سے میں تیرے بدن میں رہتے ہوئے سخت میں مصیبت مبتلا تھا۔ اے افضل ترین راجہ، اے ناقابلِ تسخیر (راجہ نل) میں سانپوں کے بادشاہ کے زہر سے دن رات پھنکتا رہتا تھا۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں میں تیری بددعا سے ڈرتا ہوں اور تیری پناہ چاہتا ہوں ــــ اگر تو مجھے بددعا نہیں دے گا تو پھر اس دنیا میں جو لوگ تیری کہانی توجہ سے پڑھیں گے (وہ) میرے بھی خوف سے آزاد رہیں گے۔"

کالی کی باتیں سن کر راجہ نل نے اپنے طیش پر قابو پا لیا۔ دہشت زدہ کالی فوراً ہی وِبھیتک درخت میں داخل ہو گیا۔ کالی اس طرح جب نشدہاؤں کے نل سے باتیں کر رہا تھا تو وہ دوسروں کو دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اپنے مصائب سے چھٹکارا پا کر اس درخت کے پھل گننے کے بعد راجہ (نل) بہت خوش ہوا اور اس میں زبردست توانائی آ گئی، (وہ) رتھ پر سوار ہو گیا اور صبا رفتار گھوڑوں کو ہانکتا ہوا آگے بڑھ گیا (چونکہ) کالی وِبھیتک درخت میں حلول کر گیا تھا اس وقت سے

یہ (درخت) کسی کام کا نہ رہا۔[۱۴۹]

نَل (دل کی گہرائیوں تک مسرور تھا (اس نے)، بہترین گھوڑوں کو ہانک لگائی اور وہ پَردار[۱۵۰] جانداروں کی طرح بار بار فضا میں لپکنے لگے (اور وہ) شاندار راجہ (نَل)، رتھ کو وِدربھ کی طرف دوڑائے لئے گیا جب نَل بہت دور نکل گیا تو کالی بھی اپنے مسکن کی طرف لوٹ گیا۔ کالی سے خلاصی پالینے کے بعد دھرتی کا وہ راجہ نَل مصیبتوں سے آزاد ہو گیا لیکن اس (نَل) نے اپنی اصلی شکل اختیار نہیں کی تھی۔

شام کو ناقابلِ شکست قوت کا حامل (راجہ) رِتُوپَرن وِدَربھاؤں کے شہر پہنچ گیا۔ لوگوں نے راجہ بھیم کو (رِتُوپَرن کے آنے) کی اطلاع دی۔ بھیم کی دعوت پر (اجودھیا) کا راجہ (رِتُوپَرن) کُندِن شہر میں داخل ہو گیا۔ اس کے رتھ کے (پہیوں کی) گڑگڑاہٹ سے دس کے دس گوشے معمور ہو گئے۔ شہر میں موجود نَل کے گھوڑوں[۱۵۱] نے وہ آواز سنی۔ یہ (گڑگڑاہٹ) سن کر وہ (گھوڑے) اسی طرح خوش ہو گئے جس طرح وہ نَل کی موجودگی میں خوش ہوا کرتے تھے۔

دَمینتی نے بھی اس رتھ کی آواز سنی جسے نَل چلا رہا تھا (یہ آواز) بارش کے موسم میں گھنیرے بادلوں کی گرج کی مانند تھی۔ یہ پُرشور آواز سن کر وہ (دَمینتی)، بہت ہی حیران ہوئی اور بھیم کی بیٹی (دَمینتی)، اور نَل کے گھوڑوں کو رتھ کی گڑگڑاہٹ ویسی ہی لگی جو اُن گزرے دنوں میں سنا کرتے تھے، جب راجہ نَل خود اپنے گھوڑے ہانکا کرتا تھا۔ اور محل کے موروں اور اصطبل میں ہاتھیوں اور گھوڑوں نے بھی رِتُوپَرن کے رتھ کی گڑگڑاہٹ سنی۔ بادلوں کی گرج سے اس

ص۱۴۹۔ وِبھیتک کے پھل کسی کام کے نہیں ہوتے۔

ص۱۵۰۔ پَردار جاندار۔ پرندے۔

ص۱۵۱۔ نَل کے گھوڑے۔ دَمینتی کے باپ راجہ بھیم کے دارالحکومت کُندِن میں نَل کے گھوڑے ایک مدت سے بند کھڑے تھے۔

قدرمشابہ آوازکو سن کر ہاتھی اور مور اسی طرف منہ کرکے لوٹنے لگے۔[ح۱۵۲] مور اور ہاتھی (اسی طرح خوش تھے — جیسی خوشی انہیں بادلوں کی اصل گرج سن کر ہوتی ہے۔ دَمینتی (اپنے آپ سے) کہنے لگی:۔

" اس رتھ کی گرج سے پوری دھرتی گونج رہی ہے اور اس (آواز سے) میرا دل کھل اٹھا ہے، یقیناً یہ نَل ہی ہے جو ادھر سے آرہا ہے۔ اگر بے شمار خوبیوں والا سورما، چاند جیسے چمکتے چہرے والا نَل نہ آیا تو میں یقیناً میں مرجاؤں گی۔ اگر آج میں اس سورما کے بازوؤں میں نہ سما سکی، اس کی آغوش کے خوش آئند لمس کو محسوس نہ کرسکی تو بلاشک وشبہ مرجاؤں گی۔ اگر آج بادلوں کی سی گمبھیر آواز والا (نَل) میرے پاس نہ آیا تو میں خیرہ کن سنہری چتا میں کود جاؤں گی۔ اگر وہ افضل ترین تاجدار، شیر کی طرح طاقتور اور غضب ناک ہاتھی جیسی طاقت والا (نَل) خود میرے سامنے نہ آیا تو یقیناً میں جان دے دوں گی —

مجھے یاد نہیں کہ اس نے کبھی ایک بھی جھوٹ بولا ہو، یا اس نے دوسروں کو کبھی ایک بھی دُکھ دیا ہو۔ اس نے تو کبھی مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولا۔ میرا نَل تو بلند مرتبت، عفو پرور، دلیر سخی اور سارے حکمرانوں میں افضل ہے اور اپنی شادی کے قول کا وفادار ہے[ح۱۵۳] اور دوسری عورتوں کے معاملے میں مخنث جیسا ہے۔ دن رات اس

ح۱۵۲۔ مور بارش کی آمد کو پہلے سے جان لیتا ہے اور جب مینہ برسنے کو ہو تو رقص کرنے لگتا ہے۔

ح۱۵۳۔ "شادی کے قول کا وفادار" مطلب یہ کہ نَل نے شادی کے وقت کیا ہوا وفاداری کا عہد نبھایا اور دوسری عورتوں سے جنسی تعلقات قائم نہیں کئے۔

خوبیاں یاد کر کے میرا دھیان اسی طرف لگا رہتا ہے اور اس محبوب
کی جدائی میں میرا دل صدمے سے پھٹ جانے کو ہے۔''

اس طرح آہ و زاری کرتی جیسے ہوش و حواس سے بیگانہ سی دمینتی نیک دل نل کو دیکھنے کی آرزو میں اپنے بڑے محل کے چھجے پر چڑھ گئی۔ وسطی محل کے صحن میں اسے رِتو پرن، وارشنیا اور واہوک دکھائی دیئے۔ وارشنیا اور واہوک اس شاندار رتھ سے اترے پھر انہوں نے گھوڑے کھولے اور رتھ کو مناسب جگہ کھڑا کر دیا۔ راجہ رِتو پرن رتھ سے اتر کر ذی وقار اور بے حد قوی راجہ بھیم کے سامنے آیا۔ (راجہ) بھیم نے بہت ہی عزت و توقیر کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ وہ (رِتو پرن) اچانک وہاں آیا تھا اور راجہ بھیم ایک عورت کے منصوبے سے ناآشنا تھا۔

بھیم کے استقبال سے فارغ ہو کر راجہ رِتو پرن نے بار بار اپنے چاروں طرف دیکھا مگر وہاں سوئمبر کے کوئی آثار نہیں تھے۔ بالآخر ودربھ کے حکمران (بھیم) نے رِتو پرن کے پاس آ کر کہا۔

" خوش آمدید! تیرا یہاں کس سلسلے میں آنا ہوا؟" [ح۱۵۴]

درحقیقت راجہ بھیم کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ (رِتو پرن) اس کی بیٹی کے ہاتھ جیتنے کے لئے آیا ہے۔ ناقابلِ مزاحمت قوت کے مالک ذہین راجہ رِتو پرن نے دیکھ لیا کہ وہاں اور کوئی راجہ یا راجکماری موجود نہ تھا، نہ ہی وہاں اس نے سوئمبر کے بارے میں کوئی بات سنی، نہ اسے برہمنوں کا کوئی اجتماع دکھائی دیا۔ کوشل[ح۱۵۵] کے راجہ نے ذرا کی ذرا سوچا۔ بالآخر وہ کہنے لگا۔

ح۱۵۴۔ یعنی سوئمبر میں مقابلہ کر کے راجہ بھیم کی بیٹی دمینتی کو جیتنے کے لئے آیا ہے۔

ح۱۵۵۔ کوشل:۔ ایک ریاست جس کا دارالحکومت اجودھیا تھا۔ کوشل (کوسل) صرف ریاست ہی نہیں بلکہ ایک قوم بھی تھی۔ جس کا ذکر ابتدائی تحریروں یعنی رگ وید وغیرہ میں ملتا ہے۔ غالباً انہی لوگوں نے اس علاقے میں آباد ہو کر اسے کوشل کا نام دیا تھا۔ ایک وقت ریاست کوشل کے شمالی اور جنوبی دو حصے تھے۔ شمالی کوشل بھارت کے موجودہ علاقے اودھ پر مشتمل تھی۔ اجودھیا (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

"میں تجھ سے اظہارِ عقیدت کے لئے حاضر ہُوا ہوں"

راجہ بھیم کو یہ سن کر بہت حیرانی ہوئی۔ وہ رِتُو پرن کی آمد کے امکانی سبب پہ غور کرنے لگا جو ایک سو یوجن (نو سو میل) سے زیادہ فاصلہ طے کر کے وہاں پہنچا تھا۔ (بھیم نے سوچا کہ) وہ (رِتُوپرن) دوسرے راجاؤں سے گزر کر اور اپنے پیچھے بے شمار ملک[۱۵۶] چھوڑ کر محض میری تعظیم کے لئے تو نہیں آیا ہے۔ وہ اپنی آمد کی جو وجہ بتا رہا ہے وہ تو بڑی معمولی لگتی ہے، بہرحال مجھے اصل سبب آئندہ معلوم ہو جائے گا۔ گو بھیم یہ سب کچھ سوچ رہا تھا مگر اس نے (رِتُوپرن) کو فوراً ہی رخصت نہیں کر دیا بلکہ اس سے بار بار کہا۔

"آرام کر، تو تھکا ہُوا ہے"

خوش و خرم بھیم سے یہ عزت افزائی پا کر رِتُوپرن مطمئن ہو گیا اور وہ خوشدلی کے ساتھ محل کے اس حصے میں چلا گیا جو اس کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ قصرِ شاہی کے خدام بھی تھے جب رِتُوپرن وارشنیا کے ساتھ چلا گیا تو واہوک رتھ کو اصطبل میں لے گیا۔ وہاں گھوڑوں کا ساز کھول کر الگ رکھ دیا اور معمول کے مطابق ان کی دیکھ بھال کی۔ اور انہیں آرام پہنچا کر خود رتھ کے ایک طرف بیٹھ گیا —— ادھر وِدربھ کی غمزدہ راجکماری دَمینتی نے بھنگاسُور کے بیٹے (رِتُوپرن) اور شکل و صورت تبدیل کئے ہوئے واہوک کو دیکھا اور اپنے

اِسی شمالی کوشل کا دارالحکومت تھا۔ زیرِ نظر نل دَمینتی کی کہانی میں اس کوشل اور اس کے دارالحکومت اجودھیا کا ذکر ہے۔ ایک خیال یہ ہے کہ کوشل غیر آریائی ریاست تھی۔ روایتوں کی رو سے رامائن کے ہیرو رام چندر کی دریائے سَریُو (SARAYU) کے کناروں پر واقع ریاست کا نام بھی کوشل تھا اور اجودھیا دارالحکومت تھا۔ ویسے یہ نام یعنی کوشل بھارت کے مشرقی اور جنوبی مختلف علاقوں پر بھی متعدد ریاستوں کو بھی دیا گیا۔ کوہ وندھیاچل کے علاقے میں بھی یہ نام مروج رہا۔

ص۱۵۶۔ ملک: م۔ مان متھ ناتھ دت نے بے شمار گاؤں (ترجمہ انگریزی) کیا ہے۔

آپ سے کہنے لگی :-

"یہ رتھ کس کا ہے؟ اس کی آواز نل کے رتھ (کی آواز) کی طرح بلند تھی۔ لیکن مجھے نشدھاؤں کے ملک کا حکمران دکھائی نہیں دیتا۔ یقیناً وارشنیا نے یہ فن نل سے سیکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس رتھ کو وہ (وارشنیا) چلاتا ہے اس کی گڑگڑاہٹ نل (کے رتھ) جیسی ہے۔ یا پھر رتُوپرن نل کی طرح ماہر ہے چنانچہ اس کے رتھ کا شور نل (کے رتھ) کی طرح معلوم ہوتا ہے۔"

اس طرح سوچ کر خوش بخت اور حسین کینا (دمینتی) نے نشدھا (نل) کی تلاش میں اپنی ایک پیغام بر کنیز کو بھیجا تو دمینتی نے اس سے کہا :-

"اے کشینی[۱۵۷] جا اور معلوم کر کہ وہ رتھبان کون ہے جو رتھ کے پاس بیٹھا ہے اور جس کے بازو چھوٹے ہیں۔ اے نیک نہاد، اے بے داغ (کشینی)، اس کے پاس جا کر ملائمت کے ساتھ اس کی خیر خیریت معلوم کر۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ شخص خود نل ہی ہے، کیونکہ میرا ذہن بہت ہی مطمئن ہے اور میرا دل مسرور ہے۔ اے بے خطا (کشینی)، اس کی خیر و عافیت معلوم کر کے تو اسے پرناد کے الفاظ سنانا اور اے خوش جمال جو کچھ وہ جواب دے اسے ذہن نشین کر لینا۔"

یہ ہدایت پا کر وہ پیغام رساں کنیز محتاط انداز میں (واہوک کی طرف) چلی گئی۔ خوش بخت دمینتی (محل کے) ڈھلوان چبوترے سے اسے دیکھتی رہی کہ کیا پیش آتی ہے ——— (واہوک کے پاس پہنچ کر) کشینی نے (اس سے) کہا :-

---

۱۵۷۔ کشینی :- دمینتی نے اپنی جس کنیز کو واہوک کے پاس بھیجا اس کا نام۔

"اے ہنسوں انساں، شاندار انسان، خوش آمدید! تو شاد رہے،
اے انسانوں کے ساندھ، اب دمینتی کی باتیں توجہ سے سن ——— تم
سب کب روانہ ہوئے تھے اور تم یہاں کس لئے آئے ہو؟ ہمیں
سچ سچ بتا، کیونکہ ودربھ کی راجکماری (دمینتی) یہ سب سننا
چاہتی ہے۔"

یہ سن کر واہُوک نے جواب دیا۔

"کوشل کے نامی گرامی راجہ (رِتُوپرن) نے ایک برہمن سے سنا تھا
کہ دمینتی کا دوسرا سوئمبر منعقد ہونے والا ہے۔ یہ سن کر وہ یہاں ہوا
کی مانند تیز رفتار گھوڑوں کی مدد سے یہاں پہنچا ہے جو (گھوڑے)
ایک سو یوجن (نو سو میل) تک جا سکتے ہیں۔ میں اس کا رتھبان ہوں"

کیشنی نے پھر پوچھا۔

"تمہارے ساتھ تیسرا کون ہے؟ اور وہ کس کا (بیٹا ہے) اور تو کس
کا بیٹا ہے اور تو نے یہ کام کیسے انجام دیا ہے۔"

واہُوک بولا۔

"وہ (تیسرا جس کے بارے میں تو پوچھتی ہے) نیک سیرت نل کا
رتھبان تھا اور سب لوگ اسے وارشنیا کے نام سے جانتے ہیں۔ اے
ماہرو جب نل اپنا بلج پاٹ چھوڑ گیا تو وہ (وارشنیا) بھنگاسور
کے بیٹے (رِتُوپرن) کے پاس آ گیا۔ میں گھوڑوں کے علم ماہر ہوں۔
چنانچہ مجھے رتھبان بنا دیا گیا۔ دراصل خود رِتُوپرن نے مجھے اپنا
رتھبان اور باورچی منتخب کیا۔"

کیشنی نے جواب دیا۔

" وارشنیا کو شاید پتہ ہو کہ نل کہاں چلا گیا ہے اور اے واہوک اس نے تجھ سے (اپنے آقا کے بارے میں) کوئی بات کی ہو"

واہوک نے کہا۔

" شاندار کارنامے انجام دینے والے نل کے بچوں کو یہاں پہنچا کر وارشنیا اپنی مرضی سے (کہیں) چلا گیا۔ اسے کچھ پتہ نہیں کہ نشدھ (نل) ہے کہاں؟۔ اے عالی مرتبت، کسی اور شخص کو نل کا آتا پتہ معلوم نہیں، کیونکہ (مصیبت) میں گرفتار راجہ (نل) بھیس بدل کر اور اپنی (اصلی) وجاہت سے محروم ہو کر دنیا میں گھومتا پھرتا ہے۔ نل کے بارے میں صرف نل ہی جانتا ہے اور وہ بھی اسے جانتی ہے جو اس کا نصف بدن ہے نل کہیں بھی خود کو ظاہر نہیں کرتا ہے۔"

کیشنی نے کہا۔

" جو برہمن اجودھیا گیا تھا اس نے یہ لفظ بار بار دوہرائے جو خواتین کے لبوں کو زیب دیتے ہیں۔

' اے محبوب جواری، تو اپنی وفادار اور پیاری بیوی کی آدھی پوشاک کو پھاڑ کر، اسے جنگل میں سوتی چھوڑ کر کہاں چلا گیا ہے۔ اور جس (دمینتی) کو اس (نل) نے حکم دیا تھا وہ (دمینتی) خود آدھے کپڑے میں لپٹی اور دن رات رنج و غم میں جلتی اس (نل) کا انتظار کر رہی ہے۔ اے راجہ، اے سورما، تو اس پر رحم کر جو اس مصیبت میں برابر روتی جاتی ہے اور تو اسے جواب دے۔ اے نامور (راجہ) تو اس (دمینتی) سے دلپذیر باتیں کر کیونکہ وہ بے بس معصوم بیٹی (ایسی ہی) باتیں سننا چاہتی ہے'

تو نے برہمن کی یہ باتیں سن کر پہلے جواب دیا تھا۔ تو مجھ باتیں جیسے
کہی تھیں ودربھ کی راجکماری وہ دوبارہ تفصیل سے سننا چاہتی ہے"

کیشینی کی یہ باتیں سن کر نل کا دل مضطرب ہو گیا اور اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اپنا دکھ ضبط کر کے اور رنج میں پھنکتے ہوئے دھرتی کے راجہ نے گلوگیر اور آنسو بھری آواز میں وہی لفظ ایک بار پھر دہرائے۔

"پاکیزہ عورتیں خواہ آفت زدہ ہی ہوں، اپنی (آبرو کی) حفاظت خود کر لیتی ہیں، اس طرح جنت کی حقدار بن جاتی ہیں۔ تعذیب آب بیویوں کو چھوڑ جانے والے شوہروں سے بھی وہ کبھی ناراض نہیں ہوتیں۔ اچھے کردار کی زرہ بکتر سے اپنی حفاظت کر کے زندہ رہتی ہیں۔ مصیبت کا مارا ہوش و حواس سے بے گانہ اور تمام مسرتوں سے محروم شوہر اس (بیوی) کو چھوڑ جائے تو اسے خفا ہونا زیب نہیں دیتا۔ پاکباز بیوی کو اس سے ناراض نہیں ہونا چاہیئے جسے پرندوں نے اس وقت اس کی پوشاک سے محروم کر دیا تھا جب وہ خوراک حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور جو دکھ بھونک رہا ہے۔ سلوک اچھا ہو یا برا، مصیبت میں گرفتار، حکومت سے محروم، بلند اقبالی سے تہی دامن، فاقہ زدہ اور آفت سے کچلے ہوتے شوہر کو دیکھ کر خفا نہیں ہونا چاہیئے۔"

جب الم زدہ نل یہ باتیں کر رہا تھا تو اپنے آنسو روک نہ سکا، رونے لگا۔ کیشینی دمینتی کے پاس لوٹ گئی اور (واہوک سے) ہونے والی گفتگو اور اس کے بے پناہ صدمے سے اسے آگاہ کیا۔ اس کی باتیں سن کر دمینتی کو سخت دکھ پہنچا، اور یہ سوچ کر کہ وہ شخص نل ہے، اس (دمینتی) نے کیشینی سے کہا۔

"اے کشینی تو پھر جا، واہوک پر نظر رکھ، خاموشی سے اس کے
پاس کھڑی رہ کر اس کی حرکتوں کو جانچ۔ اور اے حسینہ وہ جب
کوئی ماہرانہ کام کرے تو اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لینا۔ اور
اے کشینی جب وہ آگ پانی مانگے تو جلدی مت دینا، اس طرح
اس کے (کام میں) رکاوٹ پیدا کرنا۔ اور اس کے عمل کے بارے
میں ہر بات دھیان میں لاکر میرے پاس آنا اور بتانا۔ اور تو
واہوک میں جو بھی انسانی یا ماورائے انسانی بات دیکھے ہر بات
کے ساتھ مجھے وہ بھی بتانا۔"

دمینتی کی باتیں سن کر کشینی چلی گئی۔ اور گھوڑوں کے عمل میں طاق اس شخص (واہوک) کے طرزِ عمل کا مشاہدہ کر کے واپس آ گئی اور اسے واہوک میں جو بھی انسانی یا ماورائے انسانی بات نظر آئی، پوری روداد سمیت دمینتی کے گوش گزار کر دی۔ کشینی نے کہا۔

"اے دمینتی، میں نے اس سے پہلے ایسا کوئی شخص دیکھا نہ سنا جسے
عناصر (فطرت) پر ایسا قابو حاصل ہو۔ جب کبھی وہ نیچے دروازے
سے گزرتا ہے تو وہ (واہوک) نیچے نہیں جھکتا (بلکہ) دروازہ
اس کے چھونے سے خود بخود اونچا ہو جاتا ہے تاکہ وہ اس میں سے
گزر سکے۔ اس (واہوک) کے آنے پر ناقابلِ گزر تنگ راستے
کشادہ ہو جاتے ہیں۔ راجہ بھیم نے رِتوپرن کے کھانے کے
لئے مختلف جانوروں کا طرح طرح کا گوشت بھیجا تھا اور گوشت دھونے
کے لئے وہاں کئی برتن رکھ دیئے گئے تھے جب اس (واہوک)
نے ان (برتنوں) کی طرف دیکھا تو (وہ) پانی سے بھر گئے۔ گوشت
دھو کر جب وہ پکانے بیٹھا تو اس نے مٹھی بھر گھاس لے کر اسے

دھوپ میں رکھا، (گھاس) میں فوراً ہی آگ بھڑک اٹھی۔ اس
تجربے کو دیکھ کر میں اچنبھے میں یہاں چلی آئی۔
پھر میں نے اس (داہوک) میں ایک اور تعجب خیز بات دیکھی۔
اے حسینہ، اس نے آگ کو چھوا مگر آگ نے اسے جلایا نہیں اور
اس کے حکم سے پانی برسا اور تیزی سے رواں ہو گیا۔ اور میں نے
ایک اور زیادہ حیرانی کی بات دیکھی۔ اس نے کچھ پھول لئے اور
انہیں آہستہ آہستہ اپنے ہاتھوں میں ملنے لگا۔ مگر وہ اصل حالت
میں رہے بلکہ پہلے سے زیادہ خوشبودار اور خوشنما ہو گئے۔ ان
تعجب خیز باتوں کو دیکھ کر جلدی سے یہاں آ گئی ہوں۔"

راستباز نل کے اس تحیر زا طرزِ عمل کے بارے میں سن کر اور اس کے کاموں سے اس کے بارے میں جان کر دمینتی نے خیال کیا کہ داہوک اس کا شوہر نل ہی ہے۔ دمینتی روتے ہوئے ایک بار پھر ملائمت کے ساتھ کیشنی سے گویا ہوتی:۔

"اے خوش رُو، ایک مرتبہ پھر جا اور باورچی خانے سے تھوڑا سا
گوشت لے آ جو اس نے ابال کر پکایا ہے، مگر داہوک کو پتہ نہ
چلنے پائے۔"

کیشنی دمینتی کے حسب منشا ہر کام کرنے پر ہمہ وقت آمادہ رہتی تھی۔ یہ حکم پا کر داہوک کی طرف گئی اور کچھ گرم گوشت لے کر بلا تاخیر پلٹ آئی اور کیشنی نے وہ گوشت دمینتی کو دے دیا۔ دمینتی نے پہلے بھی نل کا پکایا ہوا گوشت کئی مرتبہ کھایا تھا[۱۵۵]۔ (اب) اپنی کنیز کا لایا

۱۵۵۔ گویا یہاں بھی مہابھارت سے ثابت ہے کہ اس زمانے میں بھی ہندوؤں کے ہاں گوشت کھانے کا رواج تھا۔ حالانکہ برہمنوں اور برہمنیت کا شکنجہ معاشرے کو پوری طرح جکڑے ہوئے تھا۔

ہُوا گوشت چکھ کر اس حتمی نتیجے پر پہنچ گئی کہ واہوک (دراصل) نَل ہی ہے اور دلی کرب کے ساتھ زور زور سے رونے لگی پھر اس نے منہ دھویا اور کشینی کے ساتھ اپنے دونوں بچوں کو (نَل کے پاس) بھیج دیا۔ واہوک، جو درحقیقت نَل تھا، نے اندرسینا اور اس کے بھائی کو پہچان لیا، (وہ) جلدی سے آگے بڑھا، انہیں سینے سے لپٹا لیا اور اپنی گود میں بٹھا لیا (دونوں) بچے دیوتاؤں کے بچوں کی مانند (خوبصورت) تھے۔ (نَل نے) بچوں کو دوبارہ سینے سے چمٹایا اور زور زور سے رونے لگا۔ اس کا دل سخت رنجیدہ تھا۔ اس طرح بار بار اپنے ذہنی خلجان کا اظہار کر کے نشدھاؤں کے راجہ (نَل) نے اچانک بچوں کو چھوڑ دیا۔ اور کشینی سے کہا:۔

"اے دلکش دوشیزہ، یہ دونوں بالکل میرے اپنے بچوں جیسے ہیں
انہیں اچانک دیکھ کر میرے آنسو نکل آئے۔ اگر تو میرے پاس بار
بار آتی رہے گی تو لوگ بری باتیں سوچنے لگیں گے کیونکہ ہم دوسرے
ملک کے لوگ ہیں چنانچہ اے خوش بخت اب تُو جا۔"

نیک اطوار اور زیرک نَل کی پریشانی کا مشاہدہ کر کے وہ دَمینتی کے پاس آئی اور ہر بات اسے بتا دی۔ دَمینتی نے دُکھی دل اور نَل سے ملنے کی تڑپ کے ساتھ کشینی کو اپنی ماں کے پاس اپنی طرف سے (یہ) پیغام دے کر بھیجا۔

"واہوک پر نَل کا شبہ ہوا تو میں نے اسے کئی طرح سے آزمایا مگر
مجھے اس کی شباہت کے بارے میں کچھ شبہ ہے۔ (اب) میں اسے
خود دیکھنا چاہتی ہوں۔ اے ماتا یا تو اسے محل میں آنے کی اجازت
دے یا مجھے اس کے پاس جانے دے اور اس بات کا انتظام
خواہ میرے باپ کے علم میں لا کے کر یا اسے بتلائے بنا کر۔"

دَمینتی کا پیغام سن کر اس خاتون (رانی ماتا) نے اپنی بیٹی کی منشا سے اپنے شوہر (راجہ بھیم

تک پہنچا دی۔ اور بھیم نے اس سے آگاہ ہو کر اجازت دے دی۔ باپ اور ماں کی مرضی پا کر دُمینتی نے نَل کو اپنے محل میں بلوایا۔ اور جب اس (نَل) نے دُمینتی کو اچانک ہی دیکھا تو وہ حزن و ملال سے مغلوب ہو گیا اور اس کے آنسو بہہ نکلے۔ وہ بہترین خاتون (دُمینتی) بھی راجہ نَل کو اس حالت میں دیکھ کر بے حد دُکھی ہو گئی۔ وہ ایک ہی لال کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی، اس کے بال اُلجھے ہوئے تھے اس کے بدن پر مٹی اور خاک جمی تھی۔ وہ واہُوک سے بولی :-

"اے واہُوک کیا تو نے ایسا آدمی دیکھا ہے، جو نیک مشہور ہو (مگر جو) اپنی بیوی کو جنگل میں سوتی چھوڑ کر چلتا بنا ہو؟ کون توقع کر سکتا ہے کہ راستباز نَل اپنی پیاری، معصوم اور تھکی ماندی بیوی کو جنگل میں چھوڑ کر جا سکتا ہے؟ میں نے اپنے ہوش سنبھالنے سے لے کر اب تک اس راجہ (نَل) کی نظر میں آخر ایسا کون سا قصور کیا تھا کہ وہ مجھے اس وقت جنگل میں چھوڑ کر چلتا بنا جب مجھ پر نیند کا غلبہ تھا ــــ جسے میں نے دیوتاؤں پر ترجیح دے کر (سوئمبر میں) چنا تھا وہ سدا کی وفادار اور محبت کرنے والی بیوی کو کیوں چھوڑ گیا جو اس کے بچوں کی ماں بھی بن چکی تھی۔ اس نے آگ اور دیوتاؤں کے سامنے یہ قسم کھا کر میرا ہاتھ تھاما تھا کہ ــــ "بے شک میں میں تیرا (ہی) رہوں گا" ــــ یہ عہد کہاں گیا تھا جب وہ مجھے چھوڑ گیا تھا۔"

جب دُمینتی یہ سب کچھ کہہ رہی تھی آنسو اس کی آنکھوں سے بُری طرح بہہ رہے تھے۔ اس (دُمینتی) کو اس طرح رنجیدہ دیکھ کر نَل کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگے، اس کی آنکھیں ہرن جیسی سیاہ تھیں اور ان کے گوشے سرخ تھے ــــ وہ دُمینتی سے کہنے لگا۔

" اے شرمیلی، اپنی سلطنت چھن جانے اور تجھے چھوڑ جانے کا سبب میں نہیں تھا۔ ان دونوں باتوں کا ذمہ دار کالی (شیطان) تھا۔ اے سب سے پاکباز خاتون، میرے لئے دن رات رونے والی عورت! جب تو نے جنگل میں کالی کو بددعا دی تھی وہ میرے بدن میں رہنے لگا تھا۔ تیری بددعا کے زیرِ اثر وہ جل رہا تھا۔ تیری بددعا سے جلتا ہوا وہ میرے بدن میں یوں رہ رہا تھا جیسے آگ کے اندر آگ۔

میں نے اس کمینے (کالی) کو مذہبی رسموں (کی پابندی) اور ریاضت سے مغلوب کر لیا ہے، چنانچہ اے خوش بخت کنیا ہمارے دکھ اب دور ہو جائیں گے۔ اے گول کولہوں والی، وہ بدکردار ذلیل مجھے چھوڑ چکا ہے اسی لئے میں یہاں آیا ہوں، اے خوبصورت خاتون، میری یہاں موجودگی تیری خاطر ہی ہے۔ میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے، مگر اے شرمیلی (خاتون) کیا کوئی اور عورت اپنے محبت کرنے والے وفادار خاوند کو چھوڑ کر تیری طرح دوسرا شوہر منتخب کر سکتی ہے؟ راجہ بھیم کے حکم سے قاصد ساری دھرتی پر یہ اعلان کرتے پھر رہے ہیں کہ ——— بھیم کی بیٹی کسی غیر پاکیزہ عورت کی طرح اپنی مرضی سے اور اپنے شایانِ شان دوسرا شوہر منتخب کرے گی[159]۔ یہ سن کر بھنگاسور کا بیٹا (رتوپرن) فوراً یہاں پہنچا ہے۔"

١٥٩۔ ہندوؤں کے ہاں دوسری شادی مذہباً منع ہے لیکن مہابھارت میں شامل اس کہانی (نل دمینتی کی کہانی) کے اس حصے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورت دوسری شادی کر سکتی تھی۔

نل کی یہ المناک باتیں سن کر دمینتی بہت ہی سہم گئی اور سارے ڈر کے اور ہاتھ باندھ کر کہنے لگی :۔

" اے نشدھاؤں کے حکمراں، بلند اقبال، مجھ میں کسی خطا کا شبہ کرنا تجھے زیب نہیں دیتا، کیونکہ میں نے سب دیوتاؤں کو مسترد کر کے تجھے اپنا شوہر منتخب کیا تھا تجھے یہاں بلانے کے لئے برہمن ہر طرف، افق کی تمام سمتوں میں میرے الفاظ گیتوں کی صورت میں گاتے پھرے۔ اے راجہ، آخر کار پرناد نامی ایک عالم برہمن نے کوشل میں رِتُو پرن کے محل میں تجھے ڈھونڈ لیا جب تو نے اس کے الفاظ کا موزوں جواب دیا، اے نشدھ نل، میں نے تجھے پانے کے لئے ترکیب چلی۔

اے دھرتی کے راجہ، اس دنیا میں تیرے سوا اور کوئی بھی نہیں ہے جو (صرف) ایک دن میں گھوڑوں کے ذریعے ایک سو یوجن[۱۹۰] کا فاصلہ طے کر جائے۔

اے راجہ میں تیرے پاؤں چھو کر یہی قسم کھا سکتی ہوں کہ میں نے تو خیالوں تک میں کوئی گناہ نہیں کیا۔ اگر میں نے کوئی گناہ کیا ہو تو ہر بات کو دیکھتی ہوئی اس دنیا سے گذرنے والی ہوا[۱۹۱] میری میری جان لے لے۔ اگر میں نے کوئی گناہ کیا ہو تو ہر جاندار کے

ح۱۹۰ ۔ یوجن۔ ایک یوجن تقریباً ۹ میل کے برابر ہوتا تھا۔

ح۱۹۱ ۔ ہوا۔ اصل سنسکرت عبارت میں ’ہوا‘ کی جگہ وایُو آیا ہے۔ وایُو ہوا کا دیوتا ہے۔ ہوا کہیں یا وایُو بات تقریباً ایک ہی ہے۔

دل میں بطور عینی شاہد رہنے والا۔ چاند میری جان سے لے۔
تینوں دنیاؤں کو قائم رکھنے والے تینوں[1922] دیوتا پوری سچی روداد
بیان کریں ورنہ وہ آج مجھ سے لاتعلق ہو جائیں۔"

اس (دمینتی) کی ان باتوں کے بعد ہوا کا دیوتا (وایو) آسمان سے بولا۔
"اے نل میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ اس (دمینتی) نے کوئی برا
کام نہیں کیا ہے۔ اے راجہ دمینتی نے تیرے گھرانے کی عزت کی حفاظت
کرتے ہوئے اس میں اضافہ کیا ہے۔ ہم اس بات کے شاہد
ہیں کیونکہ ان تین برسوں میں ہم اس کے محافظ رہے ہیں۔ تیری
خاطر یہ لاجواب منصوبہ[1923] بنایا ہے کیونکہ تیرے سوا اس دنیا میں
اور کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو صرف ایک دن میں ایک سو یوجن
کا فاصلہ طے کر سکتا ہو۔ اے دھرتی کے راجہ تجھے راجہ بھیم کی
بیٹی مل گئی ہے اور اسے بھی تو مل گیا ہے تجھے اس کے کردار کے
بارے میں کسی بدگمانی کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنی بیوی کے
ساتھ مل جا۔"

ہوا کے دیوتا (وایو) نے بات ختم کی تو آسمان سے پھولوں کی بارش ہونے لگی۔ آسمان پر
نقارہ بجنے لگا اور مبارک خوشگوار ہوائیں چلنے لگیں۔ ان عجوبوں کو دیکھ کر دشمنوں کے غارت گر
راجہ نے دمینتی کے بارے میں (اپنے) سارے شکوک مٹا ڈالے پھر دھرتی کے راجہ (نل)

ھ١٩٢٢۔ تینوں دیوتا (تین دیوتا)۔ یعنی ہوا، سورج اور چاند۔ ڈونلڈ میکنزی (DONALAD -
MACKENZIE) کے مطابق آسمان، زمین، پاتال۔

ھ١٩٢٣۔ لاجواب منصوبہ۔ سُویمبر کا بہانہ کر کے نل کو دوڑ کر بلانے کا منصوبہ۔

نے سانپوں کے بادشاہ کرکوٹک کو یاد کرتے وہ پوشاک[۱۴۳] پہنی اور (نل) اپنی اصل صورت میں آگیا۔

اپنے شوہر کو اصلی شکل و صورت میں دیکھ کر بھیم کی بیٹی (دمینتی) اس (نل) سے لپٹ گئی اور زور زور سے رونے لگی۔ راجہ نل نے بھی بھیم کی وفادار بیٹی (دمینتی) اور اپنے بچوں کو سینے سے لگایا۔ وہ بہت ہی خوش تھا۔ دلآویز چہرے اور بڑی بڑی آنکھوں والی (دمینتی) اس کے سینے میں منہ چھپا کر اپنی مصیبتوں کو یاد کر کے زور زور سے ٹھنڈی آہیں بھرنے لگی۔ اداسیوں سے مغلوب وہ برترین شخص (نل) اس دلکش مسکراہٹوں والی، خاک سے اٹی ہوئی (دمینتی) کو سینے سے لگائے کچھ دیر چپ کھڑا رہا۔ راج ماتا نے خوشی خوشی (راجہ) بھیم کو نل اور دمینتی کے درمیان پیش آنے والا سارا احوال کہہ سنایا اور اس طاقتور راجہ نے جواب دیا۔

"آج کا دن نل کو سکون سے گزار لینے دو۔ کل جب وہ نہا دھو لے گا اور پوجا پاٹھ کرے گا تو میں اس سے ملوں گا دمینتی اس کے ساتھ ہوگی۔"

وہ رات انہوں نے ہنسی خوشی بسر کی۔ انہوں نے ایک دوسرے کو اپنی اپنی زندگی میں جنگل میں پیش آنے والے واقعات سنائے۔ اور ودربھ کی راجکماری (دمینتی) اور نل راجہ بھیم کے محل میں اپنے دن خوشدلی کے ساتھ گزارنے لگے، دونوں ایک دوسرے کو خوش رکھنے کے خواہاں رہتے تھے۔ نل کا اپنے راج پاٹ کے چھن جانے کے بعد چوتھے برس اپنی بیوی سے پھر ملاپ ہوا تھا۔ اس کی ساری خواہشیں پوری ہو گئی تھیں۔ اس طرح

۱۴۳۔ پوشاک:۔ اس پوشاک سے مراد ہے جو کرکوٹک سانپ نے نل کو اس وقت دی تھی جب نل نے اسے آگ میں جلنے سے بچایا تھا۔

وہ ایک بار پھر انتہائی شادمانیوں سے ہم کنار ہوا، اور بھیم کی بیٹی شوہر کو دوبارہ پاکر بے حد خوش تھی، جیسے اُدھ کھلی کھیتیاں بارش سے لہلہا اٹھتی ہیں۔ شوہر کو پھر سے پاکر بھیم کی بیٹی کی آنند پوری ہو گئی، اس کی امانگ جاتی رہی، پریشانیاں ختم ہو گئیں، وہ بے حد مسرور تھی۔ اس کا حسن یوں جگمگا اٹھا جیسے روشن ماہتاب سے سج جانے والی رات۔

(ملاپ کی) وہ رات سکون سے گزار کر راجہ نَل نے زیورزیب تن کئے اور اپنے ساتھ دَمینتی کو لے کر مناسب وقت پر راجہ (بھیم) کے سامنے حاضر ہوا، نَل اپنے خُسر کی خدمت میں آداب بجالایا اور رفیع الشان بھیم نے بڑی ہی خوش دلی کے ساتھ بیٹے کی طرح اسکا استقبال کیا اور اس کی وفادار بیوی (دَمینتی) کے ساتھ اسے شایانِ شان عزت بخشی، موزوں الفاظ میں ان کی دلدہی کی۔ نَل نے اپنی عزت افزائی کا اعتراف کرتے ہوتے اپنی خدمات، اس (خسر) کو پیش کر دیں۔ نَل کو دیکھ کر شہری پھولوں نہ سماتے اور پورے شہر میں مسرت و شادمانی کا غلغلہ مچ گیا۔ شہریوں شہر کو جھنڈوں اور پھولوں کے ہاروں سے سجایا، گلیوں میں پانی چھڑکا گیا، پھولوں کے ہاروں اور زیوروں سے آرائش کی گئی۔ لوگوں نے گھروں کے دروازوں پر پھولوں کے ڈھیر لگا دیئے تھے[۱۹۵]۔ مندروں کو بھی پھولوں سے زینت دی گئی۔

رِتُوپَرن کو پتہ چلا کہ واہُوک (باہک) کے بھیس میں نَل دَمینتی کو مل گیا ہے تو وہ بیحد خوش ہوا۔ اس نے دھرتی کے راجہ نَل کو اپنے سامنے بلایا اور اس سے معافی چاہی۔ ذہین نَل بھی مختلف وجوہات کی بنا پر رِتُوپَرن سے معافی کا خواستگار ہوا۔ نَل سے عزت و توقیر پانے کے بعد خوش کلام دھارمِک رِتُوپَرن نے چہرے پر حیرانی کے آثار لیتے کہا۔

"خوش قسمتی سے تجھے بیوی پھر مل گئی ہے، تجھے خوشی ملی ہے۔ اے
نشدھ، اے دھرتی کے راجہ مجھے اُمید ہے کہ جب تک تو میرے

---

۱۹۵ - دروازوں پر پھول رکھنا مبارک رسم خیال کی جاتی تھی۔

محل میں رہا میں نے تیرے ساتھ کسی طرح کی کوئی برائی نہیں
کی۔ اگر میں نے دانستہ یا غیر دانستہ تیرے ساتھ کوئی بدسلوکی
کی ہو تو مجھے معاف کرے۔''

یہ سن کر نَل نے جواب دیا:۔

" اے راجہ تو نے کبھی بھی میرے ساتھ ذرا برائی نہیں کی اس کے
باوجود اگر تو نے کبھی کی بھی ہو تو مجھے غصہ نہیں آیا۔ تو اس وقت
میرا دوست تھا اور اے انسانوں کے راجہ (اب) تو میرا رشتے دار
بھی ہے۔ مجھے تجھ سے بہت خوشی حاصل ہوا کرے گی۔ درحقیقت
میں تیرے ساتھ انتہائی خوش وخرم رہا، میری تمام خواہشیں
پوری ہوتی رہیں، میں اپنے گھر سے زیادہ تیرے گھر میں مسرور
شاداں رہا۔ گھوڑوں کے بارے میں تیرا علم میرے پاس (امانت)
ہے۔ اے راجہ اگر تو چاہے گا تو میں یہ کہتے ہوئے تجھے علم سونپ
دوں گا۔

'نشدھ نے رِتُوپَرن کو وہ علم دیدیا'

'اور اس (رِتُوپَرن) نے مطلوبہ رسوم کے ساتھ لے لیا:'

بھنگاسُور کا بیٹا (رِتُوپَرن) گھوڑوں کے علم کے اسرار حاصل کر کے اور نشدھاؤں کے راجہ (نَل) کو پانسے کے اسرار منتقل کر کے ——— اپنے شہر لوٹ گیا اس نے ایک اور شخص کو اپنا رتھبان منتخب کر لیا۔

رِتُوپَرن کی واپسی کے بعد راجہ نَل بھی (بھیم) کے دارالحکومت کُنڈِن میں زیادہ دن نہیں رُکا۔ نشدھ کا حکمران (نَل کُنڈِن میں) ایک ماہ کے قیام کے بعد بھیم کی اجازت سے تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ اپنے ملک نشدھ روانہ ہو گیا۔ وہ نامور دلیو نَل

کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر غیض و غضب سے بھرا ہوا سفید رنگ کے صرف ایک رتھ سولہ ہاتھیوں، پچاس گھوڑوں اور چھ سو پیدل سپاہیوں کے تھے پوری دھرتی کو لرزاتا (ملک نشدھ) میں داخل ہوگیا۔ ویرسین کا سورما بیٹا (نل) اپنے بھائی پشکر کے پاس پہنچا اور اس سے کہا:-

" ہم دوبارہ (پانسہ) کھیلیں گے کیونکہ میں نے بہت دولت حاصل کرلی ہے۔ اے پشکر میں دمینتی اور اپنی ہر چیز داؤ پر لگاتا ہوں تو اپنی مملکت داؤ پر لگا۔ دوبارہ کھیل ہو جائے۔ یہ میرا پکا ارادہ ہے۔ تو خوش و خرم رہے۔ چل ہم اپنا سب کچھ اور اپنی زندگیاں بھی داؤ پر لگادیں۔ دستور یہ ہے کہ اگر کوئی کسی کی دولت اور حکومت جیت لے، تو جب بھی ان کا مالک مطالبہ کرے داؤ لگایا جاتا ہے۔ یا اگر تو پانسہ کھیلنا نہیں چاہتا تو چل پھر ہتھیاروں سے کھیل ہو جائے۔ اے راجہ پشکر دُو بدُو مقابلہ کر کے یا تو مجھے سکون دے یا پھر تو (سکون) پالے۔[۱۴۶] دانشوروں نے یہ فیصلہ دے رکھا ہے کہ موروثی ریاست ہر صورت میں یا ہر طریقے پہ حاصل کرلینی چاہیئے۔ اے پشکر آج تو ان دونوں (باتوں) میں سے کوئی ایک پسند کرلے۔ یا تو مجھ سے پانسہ کھیل یا پھر لڑائی میں کمان سنبھال۔"

نشدھ (نل) کی باتیں سن کر پشکر نے اپنی جیت یقینی جانتے ہوئے ہنس کر جواب دیا:-

" اے نشدھ، خوش قسمتی سے تو نے دوبارہ پانسہ کھیلنے کے لیے

ح ۱۴۶۔ مطلب یہ کہ ان دونوں میں دُو بدو مقابلے میں ایک مارا جائے گا اور ایک فاتح ہوگا۔

بہت دولت حاصل کرلی ہے۔ یہ بھی خوش قسمتی ہے کہ دمینتی
کی بدبختی بالآخر ختم ہونے والی ہے۔ اور اے قوی بازوؤں والے
راجہ (نل) یہ بھی خوش بختی ہے کہ تو اپنی بیوی کے ساتھ اب بھی
زندہ ہے بے شک زیوروں سے سجی دمینتی تیری اس دولت
کے ساتھ مجھے میں جیت لوں گا، میرا اس طرح انتظار کرے گی
جس طرح کوئی اپسرا آسمان میں اندر (دیوتا) کا کیا کرتی ہے۔ اے
نشدھ (نل) میں تجھے روز یاد کیا کرتا ہوں، بلکہ میں تو تیرا منتظر رہتا
ہوں۔ کیونکہ ان لوگوں کے ساتھ جوا کھیل کر مجھے خوشی نہیں ہوتی
جو میرے خونی رشتے دار نہیں ہیں۔ آج بے عیب خدوخال والی
حسین دمینتی کو جیت کر میں خود کو خوش نصیب تصور کروں گا کیونکہ
وہ ہمیشہ سے میرے دل کی پیاری ہے۔"

اس احمق شیخی خورے (پشکر) کی یہ باتیں سن کر نل کو طیش آیا اس کا جی چاہا کہ اس کا سر تلوار سے اڑا دے۔ نل کی آنکھیں غصے سے سرخ تھیں مگر اس نے مسکراتے ہوئے اس (پشکر) سے کہا:

"چل کھیل شروع کریں۔ تو اب اس طرح کی باتیں کیوں کرتا ہے؟
جب تو پانسے میں مجھے ہرا دے تو پھر جو چاہے کہنا۔"

پشکر اور نل کے درمیان جوا شروع ہو گیا۔ نل نے ایک ہی مرتبہ پانسہ پھینک کر دولت، خزانے اور اپنے بھائی (پشکر) کی زندگی بھی جیت لی جو داؤ پر لگی ہوئی تھی۔ اس طرح وہ (پشکر) اپنی ساری دولت اور خزانوں سے محروم ہو گیا۔ راجہ (نل) نے جیت کر پشکر سے ہنستے ہوئے کہا:

"بے شک یہ ساری ریاست (اب) میری ہے۔ اے بدترین

راجہ (پُشکر) تو اب ودربھ کی راجکماری (دمینتی) کو دیکھ بھی نہیں
سکے گا۔ او بے وقوف تو اپنے سارے خاندان کے ساتھ اس
(دمینتی) کا غلام بن گیا ہے، لیکن اس سے پہلے مجھے تو نے نہیں
ہرایا تھا، احمق تجھے پتہ نہیں ہے، کالی نے یہ سب کچھ کیا تھا،
چنانچہ میں دوسروں کی غلطیوں کا ذمہ دار تجھے نہیں قرار دوں گا۔ تو
اپنی مرضی کے مطابق خوش و خرم اور زندہ رہ۔ میں تیری جان بخشی
کرتا ہوں۔ میں آبائی مملکت میں سے بھی تیرا حصہ تمام ضروری
چیزوں کے ساتھ تجھے دیتا ہوں۔ اے سُورما، بے شک تیرے
لئے میری محبت ایسی ہی ہے جیسی پہلے تھی۔ تیرے لئے میری
برادرانہ محبت کبھی بھی کم نہیں ہوگی۔ اے پُشکر تو میرا بھائی ہے
تیری سو سال کی عمر ہو۔"

ناقابلِ تسخیر قوت کے حامل نَل نے اپنے بھائی (پُشکر) کو تسلی دی، اسے بار بار اپنے سینے سے لگایا اور اسے اپنے شہر جانے کی اجازت دے دی۔ نشدھ کے حکمران (نَل) سے ڈھارس پا پُشکر اس نیک چلن راجہ کے حضور آداب بجالایا اور اس سے کہا:۔

"تجھے لافانی شہرت نصیب ہو، اے راجہ تو نے مجھے زندگی اور
پناہ دی، تو ہنسی خوشی دس ہزار برس تک زندہ سلامت رہے"

راجہ (نَل) نے اس کی خاطر مدارات کی اور پُشکر وہاں ایک مہینے تک مقیم رہا، پُشکر کا دل مسرور تھا۔ وہ ایک بڑے لشکر، وفادار ملازموں اور رشتے داروں کے ساتھ اپنے شہر چلا گیا اور وہ سورج کی طرح درخشاں نظر آتا تھا۔ پُشکر سے معاملہ طے کرنے، اسے دولت بخشنے اور ساری پریشانیوں سے نجات دینے کے بعد خوش بخت راجہ (نَل) اپنے انتہائی مزین محل میں داخل ہوا۔ محل میں داخل ہونے کے بعد نشدھ کے راجہ (نَل) نے

تمام شہریوں کو تسلی دی اُن (شہریوں) نے اور ملک کی ساری رعایا نے خوب خوشیاں منائیں۔ وزیروں کی سربراہی میں مملکت کے افسروں نے ہاتھ جوڑتے ہوئے اس (نل) سے کہا۔

"اے راجہ، آج ہم پورے شہر اور دیہات میں واقعی بہت خوش ہیں جس طرح دیوتا اپنے سربراہ (اندردیوتا) کو پا کر خوش ہوتے ہیں جس (اندر) کی پوجا کرنے کے لئے سو قربانیاں کی جاتی ہیں۔"

خوشی سے معمور شہر میں بھرپور جشن اور تقاریب شروع ہو گئیں۔ راجہ (نل) ایک زبردست فوج کے ساتھ دمینتی کو (اس کے باپ راجہ بھیم کے گھر سے) جا کر لے آیا۔ مخالف سورماؤں کو ہلاک کرنے زبردست قوت والے راجہ بھیم نے (اپنی بیٹی) دمینتی کو مناسب تکریم کے ساتھ (اس کے شوہر کے محل) روانہ کر دیا۔ ودربھ کی راجکماری (دمینتی) اپنے بیٹے اور بیٹی کے ساتھ (نشدھ) پہنچ گئی۔ نل نے اپنے دن بھرپور خوشیوں کے ساتھ بسر کئے اسی طرح جیسے دیوتاؤں کا سربراہ (اندر دیوتا) اپنے باغ نندن میں بسر کرتا ہے۔ نل اپنی سلطنت کو دوبارہ حاصل کر کے جزیرہ جمبو[۱۶۷] کے حکمرانوں میں شہرت پا کر ایک بار پھر اس پر حکومت کرنے لگا اور اس (نل) نے متعدد قربانیاں پیش کیں اور برہمنوں کو خوب نذرانے دیئے۔

ص۱۶۷۔ جزیرہ جمبو (JAMVU — JAMBU): سات بہت بڑے جزیروں یا براعظموں میں ایک جزیرہ یا براعظم جمبو (JAMBU)، جمبودویپ (JAMBU-DWIPA) اور جمبودوِس (JAMBU-DWISA) کہلاتا تھا۔ ان ساتوں براعظموں کے گرد سات سمندر تھے۔



دَمینتی کا سَوَمبَر



دمینتی اور راج ہنس

ابنِ حنیف کی کتابیں

ہزاروں سال پہلے ———— ۱۹۶۰

دُنیا کی پہلی داستان ———— ۱۹۶۱

(گلگامش کی داستان)

بھُولی بسری کہانیاں ———— ۱۹۶۴، ۱۹۸۹ (۳ جلدیں)

تخلیق کائنات ———— ۱۹۶۶

(…یم یونانیوں اور عراقیوں کی نظریں)

سات دریاؤں کی سرزمین ———— ۱۹۸۰، ۱۹۸۵، ۱۹۸۷

مصر کی قدیم مصوری ———— ۱۹۸۱

دنیا کا قدیم ترین ادب ———— ۱۹۸۲، ۱۹۸۷

(دو جلدیں)

مصر کا قدیم ادب ———— ۱۹۸۹

(چار جلدیں)